كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ

شریعت یا جہالت

ادارہ فیضان حضرت گنگوہی رح

تالیف
محمد پالن حقانی (گجراتی)

ناشران
محمد پالن حقانی مسل پلاٹ، پوسٹ واکانیر-۲
ضلع راجکوٹ (گجرات)، انڈیا پن کوڈ ۳۶۳۶۲۲

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتٰبٌ انزلنٰہُ الیکَ مبٰرکٌ لیدّبّروا اٰیٰتہٖ ولیتذکّر اولوا الالباب

یہ بابرکت کتاب جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر سے کام لیں اور دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں

قرآن حکیم، پارہ ۲۳، سورہ صٓ، رکوع ۳، آیت ۲۹

شریعت یا جہالت

اضافہ شدہ

تالیف

محمد پالن حقانی (گجراتی)

ناشران

محمد پالن حقانی مل پلاٹ، پوسٹ وانکانیر۔ ۲

ضلع راجکوٹ (گجرات) انڈیا پن کوڈ ۳۶۳۶۲۲

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

Scanned by CamScanner

اعلان

"شریعت یا جہالت" مولفہ مولانا محمد پالن حقانی کے جملہ حقوق بزبان اردو مولف کتاب ہٰذا اور ربانی بکڈپو دہلی رجسٹریشن نمبر ۲۳۶۳ کے محفوظ کرالئے گئے ہیں۔ اردو کے علاوہ جو صاحب جس زبان میں بھی چھپوانا چاہیں عام اجازت ہے بشرطیکہ ترجمہ اصل کے مطابق ہو اگر ترجمہ میں کوئی ترمیم و تحریف کی گئی تو قانونی کارروائی کی جائیگی۔

مزید خوشخبری یہ ہے کہ محترم جناب مولانا حقانی صاحب کی ایک نئی کتاب جس کا نام "جماعت اہل حدیث کا خلفاء راشدین سے اختلاف" ہے مرتب فرمائی ہے جو عام مسلمانوں کے لئے عموماً اور اہل علم حضرات کے لئے خصوصاً مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔

نام کتاب	شریعت یا جہالت
مولف	مولانا محمد پالن حقانی گجراتی
کتابت	منشی محمود الحسن نالندہ (بہار)
مصحح	۱۔ حضرت مولانا ضمیر احمد صاحب اعظمی سیمع معاذین
	۲۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بستوی
باہتمام	حکیم مصباح الدین صاحب مرزائی
بار ششم	ایک ہزار
مطبوعہ	نازیہ پرنٹرس ۲۱۰۲ رودگران لال کنواں دہلی ۶
زر حصول	پچاس روپیہ ۵۰/۰۰ (ڈاک خرچ علاوہ)

ربانی بک ڈپو
کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

Scanned by CamScanner

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ؕ

اے ابرِ کرم ذرا تھم کے برس | اتنا نہ برس کہ وہ[1] آنہ سکیں
جب وہ آجائیں تو جم کے برس | اتنا برس کہ وہ جانہ سکیں

آمد ہے کس کی حوریں سبھی گا رہی ہیں آج
افلاک پر کیوں دھوم مچی جا رہی ہے آج
عرشِ بریں سے دعوتِ حق آ رہی ہے آج
ہر لب سے مرحبا کی صدا آ رہی ہے آج
رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

ذکرِ خدا رسولؐ کی محفل سجی ہے آج
حوروں میں دھوم صَلِّ علیٰ کی مچی ہے آج
جنّت خدا کے نور سے دُلہن بنی ہے آج
ہر غنچہ و گُل کے ہونٹوں پہ دیکھو ہنسی ہے آج
رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

[1] وہ سے مراد مخلوقِ خدا ہے۔

Scanned by CamScanner

بندے خدا کے اُٹھو چلو محفلِ نبیؐ کی ہے
ہے وقت کم اُٹھو چلو محفلِ نبیؐ کی ہے
ذکرِ خدا شریک ہو محفلِ نبیؐ کی ہے
دامن مُراد سے بھرو محفلِ نبیؐ کی ہے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

قرآن اور حدیث کو مضبوط تھام لے
نہ یہاں خلافِ شرع ہرگز تو کام لے
بندے خدا تو ہر گھڑی مولےٰ کا نام لے
تو حشر میں رسولؐ سے کوثر کا جام لے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

اِس بزم میں شریک جو رُکن خاص و عام ہے
اُس کا سُنو تم مومنو! جنّت مقام ہے
پڑھتے رہو درود گر صبح و شام ہے
واللہ اُس پہ آتشِ دوزخ حرام ہے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

دس باتیں

۱. توحید مسلمانوں کے لئے ایمان کی جڑ ہے

۲. اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کی کامیابی ہے

۳. شریعت پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے امن ہے

۴. جہالت پر چلنا انسان کے لئے بربادی ہے

۵. اتفاق سے رہنا مسلمانوں کی خاص شان ہے

۶. تقویٰ سے انسان معرفت تک پہنچ سکتا ہے

۷. نفسانی خواہش آدمی کو تباہ کردیتی ہے

۸. توبہ کرلینا آدم علیہ السلام کی سنت ہے

۹. ضد پر اڑے رہنا ابلیس کا عمل ہے

۱۰. منزل تک وہی پہنچتا ہے جسکو حق کی تلاش ہے

حقانی

انور آرٹ پریس کلکتہ

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

(اُردو کتب)

کتاب "شریعت یا جہالت" میں جن جن کتابوں کے زیادہ تر حوالے دیئے گئے ہیں وہ کتابیں جہاں پر چھپی ہیں وہاں کا مکمل پتہ حسب ذیل ہے تاکہ حوالہ نمبر تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

١	تفسیر ابن کثیر	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی (پاکستان)
٢	تفسیر حقانی	شیخ غلام علی اینڈ سنس کشمیری بازار لاہور (پاکستان)
٣	صحیح بخاری شریف	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی (پاکستان)
٤	صحیح مسلم شریف	مکتبہ دار الفرقان دفتر آستانہ جامع مسجد دہلی (انڈیا)
٥	ترمذی شریف	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی (پاکستان)
٦	ابوداؤد شریف	قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی (پاکستان)
٧	نسائی شریف	مکتبہ ایوبیہ اے۔ ایم نمبر کراچی (پاکستان)
٨	ابن ماجہ شریف	مکتبہ سعودیہ پرنس روڈ کراچی (پاکستان)
٩	دارمی شریف	قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی (پاکستان)
١٠	مشکوٰۃ شریف	دار الفرقان جامع مسجد دہلی (انڈیا)
١١	مظاہر حق	
١٢	فتاویٰ عالمگیری	
١٣	عین الہدایہ	
١٤	غایۃ الاوطار اُردو ترجمہ در مختار	نول کشور پریس لکھنؤ یو۔پی (انڈیا)

فہرست عنوانات

باب	عنوانات	صفحہ	باب	عنوانات	صفحہ
	اثر خامہ	۱۰	۱۷	بہترین امت	۱۲۸
	عرض مصنف	۱۶	۱۸	تبلیغ	۱۴۲
۱	اللہ کی کتاب	۲۲	۱۹	سنت و الجماعت اور	
۲	صدق اور حق بیانی	۲۹		اختلافی مسائل۔	۱۵۰
۳	شریعت یا جہالت	۳۲	۲۰	جماعت اہلحدیث کا ائمہ اربعہ	
۴	نصیحت	۴۶		سے اختلاف۔	۱۸۱
۵	جنت مفت میں ملتی ہے	۶۵	۲۱	حلالہ	۲۱۶
۶	لا الہ الا اللہ	۷۳	۲۲	پانچ باتوں کا علم غیب	۲۲۲
۷	محمد رسول اللہ	۷۸	۲۳	علم غیب کی دلیلیں	۲۲۶
۸	کلمہ طیبہ	۸۷	۲۴	تنبیہات	۲۳۰
۹	مسلمان کو مسلمان سمجھنے کی حد	۹۱	۲۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا	
۱۰	سلام کا جواب	۹۴		علم غیب۔	۲۵۰
۱۱	مسلمان کو کافر کہنے والا	۱۰۰	۲۶	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا	
۱۲	کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے	۱۰۷		علم غیب۔	۲۶۳
۱۳	سوئے ظن اور غیبت	۱۱۳	۲۷	علم غیب کے بارے میں	
۱۴	خاتمہ کی خبر خدا ہی کو ہے	۱۱۸		حنفیوں کا عقیدہ۔	۲۷۸
۱۵	اخلاق حسنہ	۱۲۱	۲۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے	
۱۶	توبہ	۱۲۵		کچھ بھی نہیں چھپایا۔	۲۸۰

Scanned by CamScanner

باب	عنوانات	صفحہ	باب	عنوانات	صفحہ
۲۹	بغیر وحی کے احکام نہیں بتائے	۲۸۲	۴۷	مردے سنتے ہیں یا نہیں؟	۴۷۸
۳۰	میں انسان ہوں	۲۸۴	۴۸	مردے کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟	۴۸۳
۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک۔	۲۹۶	۴۹	یہ بجھانے والوں سے پوچھو تو؟	۴۸۹
۳۲	فضائل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم	۳۰۵	۵۰	شرک	۴۹۶
۳۳	اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۲	۵۱	شفاعت	۵۱۴
۳۴	ختم نبوت	۳۲۸	۵۲	بے عمل عالم	۵۲۳
۳۵	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۸	۵۳	مناظرہ	۵۳۱
۳۶	بھائی ہم کہتے ہیں یا ہم کو کہا ہے	۳۴۰	۵۴	باطل کو حق سمجھنے والے	۵۴۰
۳۷	انگوٹھے چومیں یا درود شریف پڑھیں۔	۳۴۵	۵۵	گناہ کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے۔	۵۴۲
۳۸	درود شریف کی فضیلت	۳۵۲	۵۶	جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی۔	۵۴۷
۳۹	یا رسول یا غوث کہ یا اللہ	۳۵۶	۵۷	گمراہوں کی تقلید کا انجام	۵۵۷
۴۰	حاضر و ناظر	۳۸۰	۵۸	بدعت	۵۶۲
۴۱	مدد کس سے مانگیں	۳۹۱	۵۹	تاویلوں کا انجام	۵۷۱
۴۲	نفع اور نقصان کا غیر اللہ کو اختیار نہیں۔	۴۲۰	۶۰	شک والی باتوں سے بچو	۵۷۴
۴۳	معجزے اور کرامات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔	۴۳۶	۶۱	تعزیہ	۵۷۶
			۶۲	بت پرستی کا انجام	۵۹۵
۴۴	اسلام اور سائنس۔	۴۴۸	۶۳	بت پرستی کیسے پھیلی؟	۶۰۲
۴۵	وسیلہ	۴۵۷	۶۴	قبروں پر عمارتیں پھول اور چراغ	۶۰۵
۴۶	مردے زندہ ہیں یا نہیں؟	۴۷۳	۶۵	عرس	۶۱۹

Scanned by CamScanner

باب	عنوانات	صفحہ	باب	عنوانات	صفحہ
۶۶	قوالی	۶۲۳	۸۱	قصائد کی مجالس	۷۲۱
۶۷	زیارت قبور مردوں کے لئے	۶۲۵	۸۲	تین شرطیں	۷۲۵
۶۸	زیارت قبور عورتوں کے لئے	۶۲۷	۸۳	والدین کے حقوق	۷۳۳
۶۹	منت	۶۲۸	۸۴	مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔	۷۳۷
۷۰	غیر اللہ کے نام کا جانور حلال نہیں۔	۶۳۸	۸۵	استنجا	۷۳۸
۷۱	اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۴۵	۸۶	لہسن پیاز اور تمباکو	۷۴۱
۷۲	ایصال ثواب اور فاتحہ	۶۵۵	۸۷	نجوم	۷۵۰
۷۳	نماز کے بعد فاتحہ	۶۶۸	۸۸	تصویر	۷۵۱
۷۴	نماز کے بعد کا مصافحہ	۶۷۲	۸۹	خاندانی	۷۵۳
۷۵	سخی اور بخیل	۶۷۵	۹۰	عورتوں کی شان مبارک	۷۵۸
۷۶	قیام کی دلیلیں	۶۸۹	۹۱	تیجہ اور قرآن خوانی	۷۷۶
۷۷	روح مبارک آتی ہے یا نہیں	۷۰۲	۹۲	کفن پہ کلمہ اور قبر پہ اذان	۷۷۹
۷۸	سلامی	۷۰۸	۹۳	ختنہ	۷۸۲
۷۹	جنازے کے ساتھ میلاد	۷۱۷	۹۴	مسجد کے چند مسائل	۷۸۴
۸۰	مجالس مولود اور فضائل مجالس	۷۱۸	۹۵	ہدایت کی حدیثیں	۷۸۷

ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کے اظہار اعتماد

اور اخبارات کے تبصرے کتاب

شریعت یا جہالت

کی تائید میں صفحہ نمبر ۸۰۲ سے صفحہ نمبر ۸۵۶ تک

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اثر خامہ

حضرت مولانا سید حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

ایڈیٹر "آب حیات" احمد آباد

جناب محمد پالن حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" کے یکے بعد دیگرے پانچ پانچ ہزار کے دو گجراتی ایڈیشن شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ اُٹھ جانے کے بعد اس کا یہ تیسرا ایڈیشن اُردو میں شائع کیا جا رہا ہے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ صرف اِسی سے ہو جاتا ہے کہ صرف ڈیڑھ سال کے عرصے میں اس کے دو ایڈیشن فروخت ہو جانے کے بعد بھی ہر طرف سے اُس کی مانگ بدستور قائم ہے۔

جناب محمد پالن حقانی ریاست گجرات کے بے انتہا مقبول اور ہر دلعزیز واعظ ہیں۔ ان کے وعظوں نے گجرات کے ہزارہا مسلمانوں کی جس طرح کایا پلٹی ہے۔ شرک و بدعات، غیر اسلامی رسوم اور توہمات کا قلع قمع کر کے عوام و خواص کو صوم و صلوٰۃ کا پابند اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو بنایا ہے اس کی نظیر پچھلے پچاس سال کی گجراتی تاریخ میں نہیں ملتی ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے)

جناب حقانی صاحب کا اصل وطن مالیا میانہ (سوراشٹر) ہے۔ آپ کا تعلق میانہ برادری سے ہے جو اپنی شجاعت اور دلیری میں جس قدر مشہور ہے اُسی قدر جہالت، توہم

پرستی اور رجعت پسندی میں بھی خاصی شہرت کی مالک ہے۔ حکومت کی نظروں میں یہ ایک جرائم پیشہ قوم تھی۔ انگریزی دورِ حکومت میں اس قوم پر قسم قسم کی پابندیاں لگی ہوئی تھیں ان کی اصلاح اور حکومت کا اس قوم سے متعلق نقطۂ نظر بدلنے کے لئے مولانا شوکت علی مرحوم اور دیگر رہنماؤں نے آج سے ۳۰ - ۳۵ سال قبل کافی جدوجہد کی تھی۔ چونکہ گجرات اور سوراشٹر کے اکثر ڈاکو اور سرپھرے لوگ اسی قوم سے پیدا ہوئے تھے اس لئے حکومت کی نظروں میں یہ قوم معتوب تھی۔ جہالت کا یہ عالم تھا کہ باوجود مسلمان ہونے کے دین کے احکام اور شریعت کے تقاضوں کا اسے کوئی علم نہ تھا۔

ملک آزاد ہوا اور ساتھ ہی اس قوم پر سے پابندیاں بھی کافی حد تک اٹھالی گئیں۔ جناب حقانی صاحب اسی قوم کے ایک فرد ہیں۔ ان کے والد ماجد بذاتِ خود ایک مشہور ڈاکو تھے۔ رہزنی ان کا خاندانی پیشہ تھا۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ اسی رہزن کی صلب سے پیدا ہونے والا بچہ آگے چل کر احتسابِ مرحومہ کا بہترین خادم، مبلغ اور واعظ بنے گا۔

حقانی صاحب زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ جس دور اور جس ماحول میں انہوں نے ہوش سنبھالا اور پروان چڑھے اس دور میں اُن کی قوم کو تعلیم سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ مگر باوجود اس کے قدرت کو اس نونہال سے اپنے دین کی خدمت لینا تھی اس لئے یوں کہیے کہ اتفاقیہ اوائل عمر میں کچھ گجراتی اور کچھ اُردو کی تعلیم پائی تھی اور یہی مختصر اور محدود تعلیم ان کے حق میں لامحدود اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔

سن بلوغ کو پہنچکر مل میں مزدوری کا کام شروع کیا۔ گجرات ویسے بھی ایک صنعتی علاقہ ہے کپڑے کے بے شمار مل یہاں پر جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے صدر مقام احمد آباد میں تو ملوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ چنانچہ حقانی صاحب نے احمد آباد کے ایک مل میں محنت مزدوری سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ جوانی کا عالم، طبیعت میں لااُبالی پن کے ساتھ ساتھ قوم اور خاندان کی صفات بھی موجود تھیں۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔ کوئی ہدایت اور اصلاح کرنے والا بھی نہیں تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہ تمام اخلاقِ رذیلہ ان میں جمع ہو گئے جو اُس وقت اور اُس ماحول کی خاص پیداوار تھے۔ حقانی صاحب کی شادی بھی اپنی ہی قوم میں ہوئی۔ آگے چل کر وہ شہر

Scanned by CamScanner

دانکلیر (سوراشٹر) آکر مقیم ہوگئے اور یہاں کے ایک مل میں کام کرنے لگے۔ اُس زمانے میں آپ کو قوالی کا بڑا شوق تھا۔ زبان فصیح نہ تھی پھر بھی اُردو غزلیں خوب گاتے تھے اور محفل میں رنگ جمادیتے تھے لیکن اس شوق کے ساتھ ساتھ جرائم کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی صورت میں چل ہی رہا تھا۔

یہی رندی اور پھکڑپن کا زمانہ تھا کہ آپ کو ایک مجذوب سے عقیدت پیدا ہوئی اکثر اُن کی خدمت میں حاضر رہتے، انھیں کھانا کھلاتے، قوالیاں سناتے، ان کے کپڑے بدلواتے اور جب کبھی مجذوب خوشی اور مسرت کے عالم میں ہوں یہ ان سے درخواست کرتے کہ "بابا ایسی دعا کردو کہ میرا گھوڑا سب سے آگے نکل جائے"۔ ان الفاظ سے حقانی صاحب کا مطلب صرف یہ تھا کہ قوالی میں انھیں ایسا ملکہ پیدا ہوجائے کہ کوئی قوال ان کی ہمسری نہ کرسکے، مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک ان الفاظ کا مطلب کچھ اور ہی طے پایا۔ رفتہ رفتہ ان کا دل دین کی طرف مائل ہونے لگا۔ نماز سے فطری طور پر رغبت پیدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ دین میں تفکر اور علوم شرعیہ کے حصول کا جذبہ کروٹیں لے کر بیدار ہوتا دکھائی دیا۔ آپ نے دینی کتابوں کا اردو اور گجراتی میں مطالعہ شروع کیا اور پھر تو ذوق وشوق اتنا بڑھا کہ مل سے جو تنخواہ ملتی اس کا معتدبہ حصہ کتابیں خریدنے کی نذر ہوجاتا اور جب یہ شوق حد سے آگے بڑھا تو اہلیہ کے زیورات بھی کتابوں کی بھینٹ چڑھ گئے، نوبت فاقوں تک پہنچی۔

مگر اس کے ساتھ زندگی میں ایسا انقلاب آیا جو فی الحقیقت حیرت انگیز تھا میرا خیال ہے خود قدرت انھیں دین کی خدمت کے لئے تیار کررہی تھی۔ ویسے بھی عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ جب حالات ناگفتہ بہ ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی ایسے بندے کو کھڑا کرکے اس سے کام لیتا ہے جس کے متعلق کسی کو وہم وگمان بھی نہ ہو۔ حقانی صاحب نے دین کی خاطر کافی تکلیفیں برداشت کیں۔ خود اہلِ خاندان کی قدامت پسندی اور توہم پرستی دامن گیر ہوئی، داڑھی رکھوائی تو گھر والوں نے سب سے زیادہ مخالفت کی، شرعی لباس اختیار کیا تو لوگ مذاق اڑانے لگے، سُنّتِ نبوی کا تتبع شروع کیا تو لوگ اس طرح تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے گویا کوئی عجیب الخلقت چیز ان کے سامنے کھڑی ہوگئی ہو۔ اور پھر جب انہوں نے احباب اور

اہلِ قوم میں دین کی تبلیغ شروع کی لوگوں کو شرک و بدعت سے بچنے اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تلقین شروع کی تو قوم نے آپ کا بائیکاٹ کیا، گالیاں دیں اور گاؤں سے نکال دیا۔

مگر دنیا نے دیکھا کہ جسے اُس کی قوم صرف اِس بنا پر نکال دیتی ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی طرف بلاتا ہے تو اُسی ٹھکرائے ہوئے انسان کو اللہ کی رحمت اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیتی ہے۔ حقانی صاحب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ برادری نے انھیں ٹھکرا دیا تو سوراشٹر اور گجرات کے مسلمانوں نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ اب تک صرف اپنے ہی علاقے میں تبلیغ کرتے تھے اب انھوں نے بڑھ کر پورے سوراشٹر میں وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔ مخلوقِ خدا گرویدہ ہونے لگی۔ بڑے بڑے متمول لوگ عقیدت سے آپ کے ارد گرد منڈلانے لگے۔ آپ کو جن جن کتابوں کی ضرورت تھی جو آسانی سے دستیاب نہیں ہو رہی تھیں اور آپ کو ان کتابوں کے خریدنے کی استطاعت بھی نہ تھی ایسی تمام کتابیں قدرت کی جانب سے مہیا ہوتی گئیں۔ ایک صاحب نے مائک اور لاؤڈ اسپیکر بھی دلا دیا تاکہ آپ گاؤں گاؤں پھر کر حق کی تبلیغ ادا کریں۔

جب یہ سلسلہ آگے بڑھا تو مجبوراً آپ کو ملازمت سے استعفٰے دینا پڑا۔ اِس عرصہ میں آپ زیادہ سے زیادہ وقت کتب بینی اور دین میں غور و فکر پر صرف کرنے لگے۔ قدرت نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا ہے جو کچھ پڑھتے وہ سینہ پر نقش کالحجر ہو جاتا۔ چنانچہ قرآن مجید کی سیکڑوں آیاتِ کریمہ صحاح ستہ کی سیکڑوں احادیث نبویؐ معتبر اور مستند تفاسیر کے سیکڑوں حوالے آپ کو ازبر ہو گئے۔ جب آپ دورانِ وعظ ہر مسئلہ کی تائید میں آیاتِ قرآنی، احادیث نبویؐ، مستند تفاسیر فقہ حنفی اور دیگر کتابوں کے تمام جلد، پارہ، صفحہ نمبر، حدیث نمبر، آیت نمبر کے بیسیوں حوالے دیتے ہوئے استدلال کرتے ہیں تو اچھے اچھے علماء کرام بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔ آپ کے وعظ میں یہ خوبی ہے کہ پندرہ پندرہ اور بیس بیس ہزار کا مجمع گھنٹوں تک محویت اور یکسوئی کے عالم میں اسی طرح بیٹھا ہوا سنتا رہتا ہے گویا کلام الٰہی اور احادیث نبویؐ نے اُسے مسحور کر لیا ہے۔ جس محلے میں دو چار وعظ ہوتے ہیں وہاں خاصا انقلاب ہو جاتا ہے۔ جوا، سٹّہ، شراب نوشی،

Scanned by CamScanner

فحاشی ایسے اخلاقی جرائم سے لوگ تائب ہوکر مسجدوں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ ۷۰۔۸۰۔۸۰ برس کے ضعیف العمر مرد، عورت جن کی پیشانی کبھی بارگاہ الٰہی میں نہیں جھکی وہ بھی نماز کے پابند ہو گئے اور پابند بھی ایسے کہ تہجد تک قضا نہیں ہونے دیتے۔ حقانی صاحب نے سوراشٹر سے نکل کر گجرات میں قدم رکھا اور احمد آباد کو اپنی آماجگاہ بنایا تو صرف ایک ہی ماہ میں یہ حالت ہوگئی کہ ہر وعظ میں ۲۵۔ ۲۵ ہزار کا مجمع ہونے لگا جس میں ۵۔ ۵ اور ۷۔ ۷ ہزار تو صرف خواتین ہوتی تھیں، چونکہ خواتین کو تلقین کرنے کا ڈھنگ حقانی صاحب کو خوب یاد ہے۔ اس لئے خواتین کی اصلاح سب سے زیادہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ پورے گجرات سے حقانی صاحب کے لئے مطالبہ ہونے لگا اور انہوں نے بھی ایک ایک ضلع میں پندرہ پندرہ اور بیس بیس وعظوں کا پروگرام بنا کر صرف چند ہی ماہ میں گجرات میں تہلکہ مچا دیا۔

آپ نے ابتدائی دور میں "شریعت یا جہالت" نام کی ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جس میں متنازع فیہ مسائل اور قوم میں جڑ پکڑے ہوئے غیر اسلامی رواج اور رسم کو قرآن مجید، احادیث نبوی، تفاسیر اور فقہ حنفی کی روشنی میں ایسے مدلل طریق پر پیش کر کے ان کی اصلاح فرمائی تھی کہ عوام نہایت آسانی سے اسے سمجھ لیتے اور ان کا ضمیر گواہی دینے لگتا کہ یہی حق ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اصلاح کی تحریک لے کر اٹھتا ہے تو ایک نہ ایک مفاد پرست طبقہ اس کی مخالفت کے لئے میدان میں آجاتا ہے۔ یہی صورتِ حال گجرات میں بھی پیش آئی۔ گجرات کے عوام خصوصاً قصبات اور دیہات میں رہنے والے سادہ لوح مسلمان سالہا سال سے توہم پرستی کا شکار رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گجرات کے بہت سے جاہل پیر اور خود ساختہ مولوی ملا جنھیں اپنی عاقبت کی چنداں پرواہ نہیں ہے ان عوام کو اللہ اور اللہ کے رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ہمیشہ سے فریب دیتے آئے ہیں۔ ان کے علاوہ گجرات میں علماء حق اور چند مخلص اور ہمدردانِ طریقت بھی موجود ہیں مگر فتنہ پردازوں کی ہلڑ بازیوں کے باعث خاموشی سے اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے مذہب و ملت کی تعمیری خدمت اپنے اپنے طریقے پر کر رہے تھے۔ حقانی صاحب کے خلاف جو طبقہ میدان میں آیا وہ شکم پرور اور خود غرض تھا لیکن اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اس طبقہ نے جس قدر حقانی صاحب اور

Scanned by CamScanner

ان کی زیرِ نظر کتاب کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اُسی قدر حقانی صاحب اور اُن کی کتاب کی شہرت بڑھتی گئی۔ مذکورہ کتاب کو دل آزار اور توہین آمیز قرار دے کر اُسے ضبط کرانے کے لئے باقاعدہ تحریک شروع کی۔ دُور دُور سے چندہ باز مولویوں کو بلایا اور فضا کو حد درجہ مسموم کر دیا۔ مگر اسی اثناء میں گجرات کے متدین علماء متعدد دار العلوموں کے مہتمم صاحبان اور مفتی صاحبان میدان میں آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" قطعی توہین آمیز نہیں ہے بلکہ قوم کے حق میں حد درجہ سود مند ہے۔

گجراتی زبان میں اب تک جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں زیرِ نظر کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے امتیازی شان کی مالک ہے اور پھر اُس کی اہمیت اِس لحاظ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ کتاب کے مؤلف کوئی دار العلوم کے سند یافتہ عالم نہیں ہیں۔ حافظ محدث، مفسر یا فقیہ نہیں ہیں لیکن باوجود اس کے وہ ایک ایسی کتاب تالیف کر سکے ہیں جس نے گجراتی مسلمانوں کو حد درجہ متأثر کیا ہے سیکڑوں گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھائی ہے۔ طرزِ بیان اس قدر سادہ اور عام فہم ہے کہ ہر کہ۔ و۔ مہ اِس سے یکساں مستفید ہو سکتا ہے۔

جناب حقانی صاحب گجرات سے نکل کر بمبئی پہنچے تو مخلوقِ خدا کے رجوع کا یہ عالم تھا کہ ہر وعظ میں مجمع کنٹرول سے باہر ہوتا تھا۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن بمبئی میں صاف ہو گیا اسی کے ساتھ کتاب کے اُردو ایڈیشن کی زبردست مانگ ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ کو بھی شاید یہی منظور تھا چنانچہ اس کا اُردو ایڈیشن بھی طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں آرہا ہے۔ کتاب کی زبان اور نحوی قواعد، محاوروں اور اصطلاحات پر نہ جایئے اس لئے کہ یہ چیزیں حقانی صاحب کے بس کا روگ نہیں ہیں۔

نہ زباں کوئی غزل کی نہ زباں سے باخبر ہیں　　کوئی دلکشا صدا ہو، عجمی ہو یا کہ تازی

بس اسی نقطۂ نظر سے کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ (جو کچھ کہا ہے اسے دیکھو جس نے کہا اس کو مت دیکھو) کے پیشِ نظر اِس کتاب کے معنی و مطالب پر غور فرمایئے۔ امید ہے کہ اللہ ربّ العزت اس اُردو ایڈیشن کو بھی وہی قبولِ عام عطا فرمائے گا جو اس کے گجراتی ایڈیشنوں کو عطا ہوا۔

مخلص:۔ سید حبیب الرحمٰن غزنوی　　ایڈیٹر "آبِ حیات" احمد آباد ۹۳-۴-۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مُصنّف

قرآن کریم کے آٹھویں پارہ میں سورہ انعام کے پندرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۵ میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو تنگ اور بہت تنگ کر دیتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتا ہے کہ جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اسلام کے لئے اُس کا دل کھول دیتا ہے یعنی دین اسلام اختیار کرنا اس کے لئے سہل بنا دیتا ہے چنانچہ یہ چیز علامت ہے اِس بات کی کہ اُس کی قسمت میں خیر لکھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اسلام کے لئے جس کا دل کھل جاتا ہے تو خدا کی طرف سے اُس کے لئے نور متعین کر دیا جاتا ہے۔

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ ص ۱۴ سورۂ انعام کے پندرہویں رکوع کی تفسیر میں

میرے عزیز دوستو! آپ اتنی بات تو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی شخص اسوقت تک عالم، مفتی، مولوی، قاری اور حافظ نہیں بن سکتا جبتک کہ وہ اپنی زندگی کے کئی سال دینی مدرسوں میں علم دین حاصل کرنے میں صرف نہ کرے، لیکن آپ کو یہ سُن کر حیرت اور تعجب ہوگا کہ ایک معمولی رِل مزدور بغیر کسی دار العلوم اور مدرسہ میں تعلیم پائے صرف اللہ کے کرم اور ایک خدا رسیدہ مجذوب صفت بزرگ کی دعا سے اِس قابل ہوا کہ اپنے دین، اپنی قوم اور اِنسانیت کی خدمت کر سکے، اِس مرد خدا جناب علی شاہ باپو کی دعا کا اثر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھنا ہو تو اس مل مزدور یعنی مجھ خاکسار کی تصنیف کردہ کتاب "شریعت یا جہالت" آپ سنجیدگی اور دیانتداری کے ساتھ از اوّل تا آخر غور سے پڑھیے۔ آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ تبلیغ دین کا یہ اتنا بڑا کام تحریری اور تقریری طور سے مجھ جیسے کمزور اور ناتواں بندے سے کس طرح لیا اور اس کو قبول عام بخشا اس پر اللہ ربُّ العزت کا ہزار

Scanned by CamScanner

ہزار شکر ہے کہ مولیٰ کی توفیق سے یہ سب کچھ ہوا اور بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ مالک الملک مجھے زندگی کی آخری سانس تک اپنے دینِ متین کی خدمت کے لئے ہمت، طاقت اور توفیق عطا فرمائے آمین

میرے عزیز دوستو! آپ اتنا تو ضرور جان سکتے ہیں کہ دنیا میں انسان کا بولنا دو طرح کا ہوتا ہے یا تو سچ اور یا جھوٹ۔ اب جو لوگ سچے ہوتے ہیں وہ تو دنیا سے بے پرواہ ہوتے ہیں اور کسی کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتے اور جو لوگ جھوٹے ہوتے ہیں وہ دنیا طلب ہوتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جھوٹ بھی بولتے ہیں آپس میں لڑواتے بھی ہیں اور سچے مسلمانوں کو تکلیف بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔

ہر زمانے میں دو قسم کے لوگ ہوتے آئے ہیں اور فی الحال بھی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ ایک سچے دوسرے جھوٹے۔ ان میں جھگڑے صرف بعض مسائل پر ہوا کرتے ہیں اور یہی مصیبت آج ہمارے ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں میں پھیل گئی ہے۔ ہزاروں مسلمان بھائی اپنے آپ کو سنّی کہتے ہیں مگر افسوس جہالت اور ضد کی وجہ سے اسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں اور جب ان بھائیوں کو سمجھایا جاتا ہے تو ان سمجھانے والوں کو وہابی، غیر مقلد اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ہندوستان میں زیادہ تر دیوبندی اور بریلوی گروہوں میں مسئلہ مسائل کا اختلاف چل رہا ہے۔ ان دونوں گروہوں میں کون سا گروہ سچا ہے وہ عام مسلمانوں کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ ہاں جب دیوبند اور بریلی کا جنم بھی نہیں ہوا تھا اگر اس وقت کی پرانی کتابوں کو دیکھا جائے تو البتہ آسانی سے انشاء اللہ تعالیٰ بات سمجھ میں آجائے گی کہ حق پر کون ہے اور غلطی پر کون ہے۔

یہی بات ہم عام مسلمانوں کو سمجھانا چاہتے ہیں اس لئے اس کتاب میں جن جن مسائل پر بحث کی گئی ہے ان کو ہم نے پہلے کی قدیم کتابوں سے تحقیق کر کے اس کتاب میں شائع کیا ہے۔ ہر مسئلے میں جہاں تک بھی ہو سکا ہے پہلے قرآن کریم پھر احادیث اور پھر حنفیہ مسلک کی معتبر و مستند کتابوں سے پوری پوری تحقیق کر کے بفضل خدا تعالیٰ آپ صاحبوں کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔

اکثر کام ایسے ہوتے ہیں جو شریعت کے بالکل خلاف ہوتے ہیں لیکن لوگ اپنی

Scanned by CamScanner

جہالت کی وجہ سے اسے شریعت سمجھ کر عمل کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کو سمجھانے کی نیت سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اس لئے اس کا نام ہم نے "شریعت یا جہالت" رکھا۔

یہ کام جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میری ہستی سے باہر تھا مگر میرے مالک مختار نے میرا ساتھ دیا اور مختصر سال کی سخت محنت کے بعد آج یہ تحقیقی مجموعہ عام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اس کتاب کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

ہمارے بہت بڑے محسن محترم سیٹھ ضمیر احمد صدیقی صاحب ضلع گونڈہ یو۔پی کے رہنے والے ہیں اور فی الحال بمبئی کے اندر کرلا میں قیام فرما ہیں ایک روز فرمایا کہ آپ اس کتاب میں اضافہ کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے کہا کہ اضافہ کے اخراجات دوبارہ کتابت وغیرہ کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ تو موصوف نے فرمایا کہ آپ تَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اضافہ تیار کریں انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ ہو جائے گا۔ ہم نے اللہ کے بھروسے پر قلم اٹھایا اور عام مسلمانوں کے لئے جو اہم اعتقادی مسائل ہیں جیسا کہ مردے زندہ ہیں یا نہیں اور اگر زندہ ہیں تو سنتے ہیں یا نہیں اور اگر فرض کر لو کہ مردے سنتے ہیں تو کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں اس کے علاوہ دوسرے نئے باب بھی درج کر دیئے ہیں اور جو مسائل اس کتاب میں پہلے سے موجود تھے ان میں کہیں کہیں اضافہ بھی کر دیا ہے۔ ان ساری باتوں کا سہرا جناب ضمیر احمد صدیقی صاحب کے سر ہے۔ انھیں کے جذبۂ صادق اور خلوص کا یہ نتیجہ ہے کہ آج "شریعت یا جہالت" آپ کے ہاتھوں میں اضافے کے ساتھ موجود ہے۔ اس کتاب میں اضافے کی ابتدا سیٹھ ضمیر احمد صدیقی صاحب اور اس کا خیر میں جناب عین اللہ زاہد علی صاحب ضلع بستی (یو۔پی) کے رہنے والے ہیں اور فی الحال بمبئی کے اندر کھار میں قیام فرما ہیں وہ بھی شامل ہیں اس کتاب کی کتابت کے لئے ہم بہت پریشان تھے کوئی صحیح کاتب ہماری مرضی کے مطابق مل نہیں رہا تھا اس بارے میں ہمارے بہت ہی بڑے مخلص محسن جناب بدر الزماں صاحب جو کہ بمبئی میں رہتے ہیں جن کا پتہ انور آرٹ پریس نمبر ۶/۱۸ کنائی سیل اسٹریٹ (زکریا اسٹریٹ) کلکتہ ۷۳ ہے یہ سہرا ان کے سر ہے انھوں نے ہم کو جناب منشی محمود الحسن صاحب جیسا کاتب دیا، آپ کا پتہ محلہ شیخانہ خورد، ڈاکخانہ بہار شریف ضلع نالندہ پٹنہ کے رہنے والے ہیں اور فی الحال تانتی باغ کلکتہ ۱۴ میں قیام فرما ہیں کتابت کا سہرا آپ ہی کے

سر ہے یہ پوری کتاب اللہ کے فضل و کرم سے آپ ہی کے ہاتھ سے کتابت کی ہوئی ہے اس کتاب کی صحت اور اصلاح کا سہرا ہمارے بہت بڑے مخلص محسن عالم و فاضل مولانا ضمیر احمد صاحب اعظمی کے سر ہے جو مقام جلال پور ضلع فیض آباد (یو-پی) میں قیام فرما ہیں یہ کتاب پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں گجراتی میں چھپی تھی اللہ کے فضل و کرم سے لوگوں میں بہت مقبول ہوئی اور اردو میں بھی چھپنی چاہیئے اس طرح لوگوں میں مطالبہ ہونے لگا تو گجراتی میں سے اردو کرنے کے لئے مولانا حافظ عبدالمتین صاحب (ابن مولانا عبداللطیف صاحب) منتخب کئے گئے۔ مولانا موصوف نے بہت ہی دیانت داری سے ترجمہ کیا اور بعض جگہ اصلاح بھی کر دی آپ شہر جوناگڈھ سوراشٹر کے رہنے والے ہیں اور فی الحال بنگلور میں چار مینار مسجد کرناٹک اسٹریٹ میں مقیم ہیں ۱۹۶۵ء مئی مہینے میں یہ کتاب اردو میں چھپ گئی، اردو میں کتاب کا میدان میں آنا یہ مولانا موصوف عبدالمتین صاحب ہی کے سر سہرا ہے اور گجراتی میں سے اردو ترجمہ کرانے میں ہمارے بہت بڑے محسن عبدالحمید صاحب اور جناب محمد امین صاحب نے بہت ہی بڑی حمایت کی ہے یہ صاحبان بھی شہر جوناگڈھ سوراشٹر ہی میں رہتے ہیں اور انہوں نے ہی مولانا حافظ عبدالمتین صاحب سے اردو میں ترجمہ کروایا۔ کیونکہ مولانا عبدالمتین صاحب گجراتی زبان بھی جانتے تھے اور اردو عربی کے تو سبحان اللہ عالم تھے اور دوسرا کمال سینئے مولانا حافظ عبدالمتین صاحب کاتب بھی تھے اور آپ ہی کے ہاتھ سے کتابت ہو کر اردو میں چھپ کر شائع ہوئی اور آج تک چھپتی رہی کتاب چھپانے میں پیسوں کی امداد ہمارے بہت بڑے مخلص محسن جناب احمد بھائی اسمٰعیل صاحب کے سر ہے جو بھروچ صوبہ گجرات کے رہنے والے ہیں فی الحال بمبئی کے اندر جوگیشوری میں قیام فرما ہیں یہ سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ اس کتاب کو چھپے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے علم میں اضافہ بھی کر دیا تو ہمیں احساس ہوا کہ اس کتاب میں مزید اضافہ کیا جائے اور نئے سرے سے کتابت کرا کے آفسٹ پر چھپایا جائے۔ بہرحال یہ کتاب اللہ کے فضل و کرم سے مع اضافہ کے چھپ گئی۔

جناب نظام الدین صاحب (عرف منا سیٹھ) نے عین وقت پر اس کتابچے چھپوانے میں کافی مدد فرمائی ہے آپ (یو-پی) کے رہنے والے ہیں فی الحال بمبئی میں مقیم ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو

ہر آفت و بلا سے محفوظ رکھے اور دونوں جہان میں بھلی سے بھلی نعمتوں سے نوازے آمین۔ ہارون ٹریڈنگ کمپنی نے عین وقت پر کافی مدد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان صاحبوں کو جزائے خیر دے اور بھلی سے بھلی نعمتیں دونوں جہان میں عطا فرمائے آمین۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب حیدرآبادی نے بھی اس کتاب کی چیکنگ اور مدد میں بہت بڑا حصہ لیا ہے آپ میرے بہت ہی بڑے محسن ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں کامیاب رکھے اور بھلی سے بھلی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کے لکھنے میں اور حوالہ نمبر چیکنگ کرنے کی خدمت انجام دینے والے ہمارے محسن مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے سر ہے آپ پوسٹ باغ نگر ضلع بستی (یو۔پی) کے رہنے والے ہیں اس کتاب کی مکمل صحت کرنے میں بہت بڑا حصہ ہمارے ہم رفیق محمد فاروق صاحب گورکھپوری کے سر ہے اس کتاب کے چھپانے میں اور تبلیغ کے سلسلے میں میری بہت بڑی مدد کرنے والے ہمارے مخلص دوست جناب عبدالرشید صاحب ہیں پوسٹ دہتور۔ تالوکا مہاڈ ضلع کلابہ مہاراشٹر کے رہنے والے ہیں یہ چار بھائی ہیں اور یہ سب ہمیں دل سے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان صاحبوں کی ہر آفت و بلا سے حفاظت فرمائے اور بھلی سے بھلی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کی کتابت کی ابتدا بمبئی سے ہوئی اور اس کے ختم کا سہرا ہمارے محسن عبدالسلام لوری والے اور نور عالم صاحبان کے سر ہے یہ صاحبان بیلگچھیا کلکتہ نمبر ۳۷ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان صاحبوں کو اور ان کی آل و اولاد کو اور تمام بیلگچھیا والوں کو مرد عورت اور بچوں کو بھلی سے بھلی نعمتیں دونوں جہاں میں عطا فرمائے۔ آمین

ویسٹ بنگال میں ہماری تشریف آوری کا سہرا تنظیم نوجوانان ہند بیلگچھیا کلکتہ ۳۷ کے سر ہے۔

اس کتاب میں بعض ڈیزائنیں ہیں وہ ہمارے نواسے کمرشیل آرٹسٹ جناب سدھوانی غلام حسین صاحب (ابن عبداللہ صاحب) کی بنائی ہوئی ہیں۔

اس کتاب کے چھپانے میں اور بائنڈنگ وغیرہ کا انتظام ہمارے بہت بڑے مخلص محسن مولانا حکیم مصباح الدین صاحب کے سر ہے آپ کا پتہ ہے ربانی بک ڈپو

کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ملا آپ ہی کے یہاں سے آپ صاحبوں کو کتاب شریعت یا جہالت بھی مل سکتی ہے اور دوسری بہت سی کتابیں اور قرآن شریف وغیرہ تاجران صاحب سے مل سکتے ہیں۔

ہم نے قرآن کریم کی عربی آیتیں اس کتاب میں نہیں لکھی ہیں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب عربی آیتیں دیکھنا چاہیں تو قرآن شریف میں دیکھ لیں اسکے لیئے ہم نے جہاں سے آیت لی ہے اس کا پارہ، رکوع اور آیت نمبر بھی لکھ دیا ہے اسی طرح جہاں سے حدیث شریف لی ہے اس کتاب کا نام، جلد، باب، صفحہ نمبر اور حدیث نمبر بھی دے دیا ہے۔ نیز جہاں سے فقہ کی دلیل لی ہے اُس کتاب کا نام، جلد، باب اور صفحہ نمبر لکھ دیا ہے۔ تاکہ اگر کوئی مسلمان بھائی عبارت ڈھونڈنا چاہیں تو انھیں دقت نہ ہو۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب عام مسلمان بھائیوں بہنوں کیلیئے ہدایت کا ذریعہ اور آخرت کی نجات کا سبب بنے گی۔

آخر میں دُعا ہے کہ اے اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے رحم وکرم سے اس کتاب کو قبول فرما اور اس کتاب کی کتابت وطباعت اور اشاعت میں مدد کرنے والوں کے لئے دین اور دنیا میں کامیابی عطا فرما اور آخرت میں نجات کا سبب بنا۔ جس نے بھی اس کتاب میں جانی، مالی یا زبانی امداد کی ہے اُس کے لئے بھی اے اللہ دنیا میں رنج وغم سے نجات اور جان ومال اور ایمان کی سلامتی عطا فرما اور آخرت کے لئے اپنی رحمت ومغفرت کا سبب بنا اور میری کوششوں کو اپنے رحم وکرم سے اے میرے مولیٰ! ہمارے عام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا اور میرے لئے آخرت کی نجات کا سبب بنا اور میرے ماں باپ کو اور میرے سب محسنوں کو بخشدے۔ آمین! ثم آمین یارب العلمین

آپ کی بھلی دعاؤں کا طالب

محمد پالن حقانی (گجراتی)

۱۲ - اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۹ - ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ بروز پیر کو گجراتی سے اردو میں ہوئی

اضافہ کی تاریخ:- ۲۰ - فروری ۱۹۷۵ء مطابق ۸ - صفر ۱۳۹۵ھ بروز جمعرات

نوٹ:- اگر کوئی حرف لکھنے یا چھپنے میں غلط ہوگیا ہو یا کسی لفظ یا جملہ میں غلطی محسوس فرمائیں تو براہِ مہربانی صحیح کر کے پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ کی کتاب

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ اور یہ قرآن جو ہم نازل فرما رہے ہیں مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے خسارہ اور نقصان ہی بڑھتا ہے۔

جو لوگ اس قرآن کو اپنا رہنما مانتے ہیں اور اپنے کو اس کتاب کا امین سمجھتے ہیں اُنکے لئے تو یہ قرآن رحمت اور شفا ہے اور ان کی تمام ذہنی، نفسانی، اخلاقی بیماریوں کا بہترین علاج ہے مگر جو ظالم اس قرآن کے حکم کو بکواس سمجھ کر اسے جھٹلا کر اس کی ہدایت سے منھ موڑیں۔ اِس کتاب کو مانتے ہوئے بھی اس کی بتائی ہوئی ہدایتوں پر عمل نہ کریں اور اپنی من مانی زندگی جئیں تو گویا وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں یہ قرآن اُن کو اُس حالت پر بھی نہیں رہنے دیتا جو اس کتاب کے نزول سے پہلے تھی یا اس کے جاننے سے پہلے تھی بلکہ یہ قرآن انھیں اُلٹا خسارہ میں اور نقصان میں زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک قرآن کریم آیا نہیں تھا یا جب تک وہ قرآن کریم کو جانتے نہیں تھے اُن کا خسارہ محض جہالت کا خسارہ تھا مگر جب قرآن اُن کے سامنے آگیا اور اُس نے حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دیا تو اُن پر خدا کی حجت پوری ہو گئی۔ اب اگر وہ قرآن کریم کے احکام کو رد کر کے گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تو اُس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ انجان نہیں ہیں بلکہ ظالم ہیں حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف جھکے جا رہے

Scanned by CamScanner

ہیں، یہ خسارہ اور نقصان ہی نقصان ہے اور اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔

دنیا میں اِس وقت مسلمان ہی وہ خوش قسمت قوم ہے جس کے پاس اللہ کا کلام بالکل محفوظ، تمام تحریفات سے پاک اور ٹھیک اُنھیں الفاظ میں موجود ہے جن الفاظ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا تھا اور دنیا میں اِس وقت مسلمان ہی وہ بدقسمت قوم ہے جو اپنے پاس اللہ کا کلام رکھتی ہے اور پھر بھی اُس کی برکتوں اور بے حساب نعمتوں سے محروم ہے۔ قرآن پاک ہمارے پاس اِس لئے بھیجا گیا تھا تاکہ اُس کو پڑھیں اور سمجھیں اُس کے حکم کے مطابق عمل کریں۔ یہ قرآن ہم کو خدا کی زمین پر خدا کا اصلی خلیفہ بنانے آیا تھا اور تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا تو اُس نے اُن کو دنیا کا امام اور پیشوا بنا کر دکھا دیا۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

ترجمہ:۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے مستحکم اور پائدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے (اور) میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرما رہا ہے کہ آپکی امت کو وہ زمین کا مالک بنا دے گا، لوگوں کا سردار کر دے گا، ملک اُن کی وجہ سے آباد ہوگا، بندگانِ خدا اُن سے دلشاد ہوں گے، آج یہ لوگوں سے لرزاں، ترساں ہیں کل یہ با امن و با اطمینان ہوں گے، حکومت اُن کی ہوگی سلطنت اُن کے ہاتھوں میں ہوگی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہی ہوا بھی۔ مکہ، خیبر، بحرین، جزیرۂ عرب اور یمن تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتح ہو گئے۔ ہجر کے مجوسیوں نے جزیہ دے کر ماتحتی قبول کر لی۔ شام کے بعض حصوں کا بھی یہی حال ہوا۔ شاہ روم ہرقل نے تحفے تحائف روانہ کئے۔ مصر کے والی نے بھی خدمت

Scanned by CamScanner

اقدس میں تحفے بھیجے۔ اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے اور عمان کے شاہوں نے یہی کیا اور اس طرح اپنی اطاعت گذاری کا ثبوت دیا۔ جبشہ کے بادشاہ اصحمہؓ تو مسلمان ہی ہو گئے اور ان کے بعد جو والیٔ حبشہ ہوا اس نے بھی سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بڑی عقیدتمندی کے ساتھ تحائف روانہ کئے۔ پھر جب کہ اللہ ربّ العزت نے اپنے محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مہمانداری میں بلوالیا آپ کی خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنبھالی۔ جزیرۂ عرب کی حکومت مضبوط اور مستقل بنائی ساتھ ہی ایک جرار لشکر سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں بلاد فارس کی طرف بھیجا جس نے وہاں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا کفر کے درختوں کو جڑ سے کاٹ دیا اور اسلامی پودے ہر طرف لگا دیئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ وغیرہ امراء کے ماتحت شام کے ملکوں کی طرف لشکر اسلام کے جانبازوں کو روانہ فرمایا انہوں نے بھی وہاں محمدی جھنڈا بلند کیا اور صلیبی نشان اوندھے منھ گرائے۔ مصر کی طرف مجاہدین کا لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرداری میں روانہ فرمایا۔ بصرہ، دمشق، عمان وغیرہ کی فتوحات کے بعد آپ بھی راہیٔ ملک بقا ہوئے اور بالہام خدا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے زبردست وزور آور ہاتھوں میں سلطنت اسلام کی باگیں دے گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ آسمان تلے کسی نبی کے بعد ایسے پاک خلفاء کا دور نہیں ہوا۔ آپؓ کی قوت طبیعت آپؓ کی نیکی سیرت آپؓ کے عدل کا کمال آپؓ کی خدا ترسی کی مثال دنیا میں آپؓ کے بعد تلاش کرنا محض بے سود اور بالکل لا حاصل ہے۔ تمام ملک شام پورا علاقہ مصر اکثر حصہ فارس آپؓ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا سلطنت کسریٰ کے ٹکڑے ہو گئے۔ خود کسریٰ کو منھ چھپانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی کامل ذلت واہانت کے ساتھ بھاگتا پھرا۔ قیصر کو فنا کر دیا نام مٹا دیا شام کی سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا قسطنطنیہ میں جا کر منھ چھپایا۔ ان سلطنتوں کی صدیوں کی دولت اور جمع کئے ہوئے بے شمار خزانے ان بندگان خدا نے نیک نفس اور مسکین خصلت بندوں پر خرچ کئے اور خدا کے وعدے پورے ہوئے جو اس نے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کئے تھے صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی

خلافت کا دَور آتا ہے اور مشرق و مغرب کی انتہا تک خدا کا دین پھیل جاتا ہے۔ خدائی لشکر ایک طرف اقصائے مشرق تک اور دوسری طرف انتہائے مغرب تک پہنچکر دم لیتا ہے اور مجاہدین اسلام خدا کی توحید دنیا کے گوشے گوشے اور چپّے چپّے میں پہنچا دیتے ہیں۔ اندلس، قبرص، قیروان و سبتہ یہاں تک کہ چین تک آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا ملک چھوڑ نام و نشان تک مٹا دیا گیا اور ہزارہا برس کے آتشکدے بجھا دیئے گئے اور ہر اونچے ٹیلے سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی۔ دوسری جانب مدائن، عراق، خراسان، اہواز سب فتح ہو گئے۔ ترکوں سے جنگ عظیم ہوئی آخران کا بڑا بادشاہ خاقان خاک میں ملا، ذلیل و خوار ہوا اور زمین کے مشرقی اور مغربی کونوں نے اپنے خراج بارگاہِ خلافتِ عثمانی میں پہنچوائے۔ حق تو یہ ہے کہ مجاہدین کی ان جانبازیوں میں جان ڈالنے والی چیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاوتِ قرآن کی برکت تھی۔ آپ کو قرآن سے کچھ ایسا شغف تھا جو بیان سے باہر ہے۔ قرآن کے جمع کرنے، اس کی اشاعت کرنے، اس کے سنبھالنے میں جو نمایاں خدمتیں خلیفۂ ثالث سے نمایاں ہوئیں وہ یقیناً عدیم المثال ہیں۔ آپکے زمانے کو دیکھو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کو دیکھو کہ آپ نے فرمایا تھا "میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے مشرق و مغرب دیکھ لی عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک مجھے اس وقت دکھائی گئی ہے"۔ مسلمانو! رب کے اس وعدے کو، پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کو دیکھو پھر تاریخ کے اوراق کو پلٹو اور اپنی گذشتہ شان و عظمت کو دیکھو آؤ نظریں ڈالو کہ آج تک اسلام کا پرچم بحمد اللہ بلند ہے اور مسلمان ان مجاہدین کرام کی مفتوح زمینوں میں شاہانہ حیثیت سے چل پھر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ مسلمانو! حیف اور صد حیف اس پر جو قرآن و حدیث کے دائرے سے باہر نکلے۔ حسرت اور صد حسرت اس پر جو اپنے آبائی ذخیرہ کو غیر کے حوالے کرے۔ اپنے آباؤ اجداد کے خون کے قطروں سے خریدی ہوئی چیز کو اپنی نالائقیوں اور بے دینیوں سے غیر کی بھینٹ چڑھا دے اور سکھ سے بیٹھا لیٹا رہے۔ اللہ ہمیں کامل ایمان عطا کرے۔ اللہ ہمیں سچا ذوق دے۔ اللہ ہمیں اسلامی سپاہ بنا۔ اللہ ہمیں اپنے لشکر کی توفیق دے۔ اے اللہ

Scanned by CamScanner

ہمیں اپنا شکر گزاری بنالے۔ آمین آمین!

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ ص ۲۶ سورۂ نور کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

بجائے یہاں اس کے سوا اور کچھ نہیں رہا کہ گھر میں قرآن کریم کو رکھ کریں۔ بھوت بھگائیں یا اس کی آیتوں کو لکھ لکھ کر گلے میں باندھیں یا دھو دھو کر گھول گھول کر پئیں یا قرآن کریم کی آیتوں کا مطلب غلط سلط بیان کر کے ان پڑھ اور بھولے انسانوں کو گمراہ کریں یا محض ثواب کے لئے پڑھ لیا کریں۔ اب ہم اس سے اپنی زندگی کے معاملات میں ہدایت نہیں مانگتے یا اس سے نہیں پوچھتے کہ ہمارے عقائد کیا ہونے چاہئیں۔ ہمارے اعمال کیسے ہونے چاہئیں۔ ہم زندگی کیونکر بسر کریں۔ دوستی اور دشمنی میں کس قانون کی پابندی کریں۔ خدا کے، بندوں کے، اور خود اپنے نفس کے حقوق ہم پر کیا ہیں اور انہیں کس طرح ادا کریں۔ ہمارے لئے حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ ہم اطاعت کس کی کریں اور نافرمانی کس کی کریں اور تعلقات کس سے رکھیں اور کس سے تعلقات نہ رکھیں۔ دوستی کس سے کریں اور دشمن کس کو سمجھیں۔ ہمارے لئے عزت اور فلاح اور نفع کس چیز میں ہے اور ذلت، نامرادی اور نقصان کس میں ہے یہ ساری باتیں بہت سے مسلمانوں نے قرآن شریف سے پوچھنی چھوڑ دی ہیں۔ اب یہ گمراہ اور خود غرض لوگوں سے جیب بھرو پیروں اور پیٹ بھرو مولویوں، نفس پرست مجاوروں یا خود اپنے نفس کے شیطان سے پوچھتے ہیں اور انہیں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اب خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو چھوڑ کر دوسروں کے کہنے پر چلنے کا جو انجام ہونا چاہیئے وہی ہوا اور ہو رہا ہے۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۹ اور ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے اور جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔

اللہ تبارک تعالےٰ اپنی پاک کتاب کی تعریف میں فرماتا ہے کہ یہ قرآن بہترین راہ

Scanned by CamScanner

کی طرف رہبری کرتا ہے ایماندار جو ایمان کے مطابق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اُنھیں یہ بشارتیں سناتا ہے کہ ان کے لئے خدا کے پاس بہت بڑا اجر ہے اُنھیں بے شمار ثواب ملے گا اور جو ایمان سے خالی ہیں انھیں یہ قرآن قیامت کے دن دردناک عذابوں کی خبر دیتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ پندرہ صفحہ ۲۸ سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں

میرے محترم صاحب! آپ کے پاس اگر کوئی خط ایسی زبان میں آئے جسکو آپ جانتے نہیں ہیں تو آپ فوراً چل دینگے اور اس زبان کے جاننے والے سے اُس خط کا مطلب پوچھیں گے جب تک آپ اُس خط کے مطلب کو نہیں سمجھیں گے آپ کو چین نہیں آئے گا۔ یہ معمولی کاروبار کے خطوط کے ساتھ آپ کا برتاؤ ہے۔ مگر خداوند عالم کا جو خط آپ کے پاس آیا ہوا موجود ہے اور اُس میں آپ کے لئے دین و دنیا کے تمام فائدے ہی فائدے ہیں اُس کو اپنے پاس یوں ہی رکھ چھوڑا ہے۔ اس کا مطلب سمجھنے کے لئے کوئی بےچینی آپ میں پیدا نہیں ہوئی کیا یہ حیرت اور تعجب کی بات نہیں ہے۔

یہ کتاب تو ہمیں خدا اور خدا کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کروانے کے لئے آئی تھی۔ جنت کی خوشخبری دینے آئی تھی۔ دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے آئی تھی۔ قبر اور حشر کے عذاب سے مخلصی دلانے آئی تھی۔ دین و دنیا میں سرخرو بنانے آئی تھی۔ کفر اور شرک کے اندھیرے سے نکالنے کے لئے آئی تھی، بدعت اور بت پرستی کے پھندے سے آزاد کرانے آئی تھی۔ اسلام کا سیدھا اور صاف راستہ بتانے آئی تھی۔ دنیائے جہان کا خلیفہ اور امام بنانے آئی تھی۔ کافر، مشرک، منافق اور گمراہوں کو پیغامِ حق سنانے آئی تھی۔ ہر ایک انسان کو سعادتِ ابدی دلوانے آئی تھی۔

یہ قطعی ناممکن بات ہے کہ کوئی قوم خدا کے کلام کی حامل ہو اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو، دوسروں کی محکوم ہو، پاؤں سے روندی جاتی ہو، جوتیوں سے ٹھکرائی جاتی ہو اُس کے گلے میں غلامی کا پھندا ہو اور غیروں کے ہاتھوں میں اُس کی باگیں ہوں اور وہ ان کو اس طرح ہانکیں جیسے جانور ہانکے جاتے ہیں یہ انجام اس وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ کے کلام

Scanned by CamScanner

باپ پر ظلم کرتی ہے ۔

قرآن کریم کے ستائیسویں پارے میں سورہ قمر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ ہم نے قرآن کو لوگوں کی نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت لینے والا ۔

اللہ تعالیٰ تو ہم لوگوں کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ تاکید اور اعلان کر رہا ہے پھر بھی ہم لوگ قرآن پاک جیسی نعمت سے منہ پھیرے رہیں گے اور نصیحت نہیں لیں گے اور اپنے جاہل باپ دادا کی بری رسم و رواج کو نبھاتے رہیں گے تو بدنصیب ہم ہی رہیں گے ۔

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورہ فرقان کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ رسول کہے گا اے میرے رب میری امت کے لوگوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا ۔

قیامت والے دن اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شکایت جناب باری میں کریں گے کہ یہ لوگ نہ تو قرآن کی طرف جھکتے تھے اور نہ رغبت سے قبولیت کے ساتھ سنتے تھے بلکہ اوروں کو بھی اس کے سننے سے روکتے تھے ، اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے تھے نہ اسے سچا جانتے تھے نہ اس پر غور و فکر کرتے تھے نہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے نہ اس پر عمل کرتے تھے نہ اس کے احکام بجا لاتے تھے نہ اس کے منع کردہ کاموں سے رکتے تھے بلکہ اس کے بجائے اور کاموں میں مشغول رہتے تھے جیسے شعر و اشعار ، غزلیات ، باجے ، گاجے ، راگ ، راگنیاں اسی طرح اور لوگوں کے کلام سے دلچسپی لیتے تھے اور ان کاموں پر عامل تھے ۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صفحہ ۶ سورہ فرقان کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں ۔

پیارے مسلمانو ! ذرا سوچنے کا مقام ہے ۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن خدا کے سامنے یہ بات کہیں گے تو اس وقت ہمارے پاس کیا جواب

Scanned by CamScanner

ہوگا۔ شفاعت کی جگہ شکایت ہوگی۔ اُس وقت کتاب الٰہی پر عمل نہ کرنے والوں کے چہرے اُتر جائیں گے اور جواب دینا بھاری پڑ جائے گا۔

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سُورۃ شعراء کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۲۱۶ میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر نافرمانی کریں تیری تو کہہ دے کہ تحقیق میں بیزار ہوں ان کاموں سے جو کر رہے ہو تم۔

جن کاموں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم نہیں، جن کاموں کے بارے میں کرنے یا نہ کرنے پر کوئی فتویٰ نہیں اُن کاموں کو ہم مذہب کی بنیاد سمجھیں اور جن کاموں پر مذہب کی بنیاد ہے اُن سے ہم لاپرواہی برتیں تو اس کا انجام ہم ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

صِدق اور حق بیانی

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سُورۃ توبہ کے پندرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۹ میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حدیث : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اُس کا نام سچوں میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ اِنسان کو فجور اور بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ خدا کے یہاں اُس کا نام جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔

حوالہ :- (۱) صحیح مُسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸۴ حدیث ۸۹۵ باب ۳۱۲ کتاب الادب
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲ حدیث ۴۵۸۵ غیبت کا بیان

Scanned by CamScanner

(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۱۴ آداب کے بیان میں۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے بیسویں رکوع میں آیت ۱۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہو یا فقیر تو خدا اُن کا خیر خواہ ہے تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (یاد رکھو کہ) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دے رہا ہے کہ وہ عدل اور انصاف پر مضبوطی سے جمے رہیں اس سے ایک انچ اِدھر اُدھر نہ سرکیں ایسا نہ ہو کہ کسی کے ڈر سے یا کسی لالچ کی بنا پر خوشامد سے یا کسی پر رحم کھا کر یا کسی کی سفارش سے عدل اور انصاف کو چھوڑ بیٹھیں سب مل کر عدل کو قائم رکھیں۔ ایک دوسرے کی اِس معاملہ میں مدد کریں اور مخلوقِ خدا میں عدل کے سکے جما دیں۔ گواہیاں اللہ ہی کی رضا جوئی کے لئے دو۔ جو بالکل صحیح، صاف، سچی اور بے لاگ ہو، بدلو نہیں، چھپاؤ نہیں، چبا کر نہ بولو، صاف سچی شہادت دو۔ گو وہ تمہارے اپنے خلاف ہو تم حق گوئی سے نہ رکو اور یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار غلاموں کی مخلصی (یعنی چھٹکارا) اور نجات کی بہت سی صورتیں نکال دیتا ہے۔ کچھ اِسی پر موقوف نہیں کہ جھوٹی شہادت سے ہی اُس کا چھٹکارا ہوگا۔ گو سچی شہادت ماں باپ کے خلاف ہو یا اس سے رشتہ داروں کو نقصان ہوتا ہو لیکن تم سچ کو ہاتھ سے نہ جانے دو گواہی سچی دے دو اس لئے کہ حق ہر ایک پر حاکم ہے گواہی کے وقت نہ تونگری کا لحاظ کرو نہ غریب پر رحم کرو ان کی مصلحتوں کو خدا تم سے بہت بہتر جانتا ہے تم ہر صورت اور ہر حال میں سچی شہادت دو دیکھو کسی کے بُرے میں آکر تم خود اپنا بُرا نہ کر لو۔ کسی کی دشمنی میں عصبیت اور قومیت میں فنا ہو کر عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑ بیٹھو بلکہ ہر حال ہر آن عدل کا، انصاف کا مجسمہ بنے رہو۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۱۱۴ سورہ نساء کے بیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سچوں کے ساتھی بننا چاہتے ہو تو دنیا میں بے پروائی سے رہو (اور مسلمانوں کو نہ ستاؤ) اور لوگوں سے میل جول کم کرو۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ ص۳ سورہ توبہ کے پندرہویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اللہ کے لئے پوری پابندی کے ساتھ سچی اور صحیح شہادت دیا کرو۔ کسی قوم کی عداوت یا کسی گروہ کی عداوت یا کسی انسان کی عداوت تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کو چھوڑ بیٹھو۔ اسی کا نام تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ہر اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سمجھا رہا ہے کہ دیکھو انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔ کسی قوم کی عداوت یا کسی گروہ کی عداوت یا کسی انسان کی عداوت تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کو چھوڑ بیٹھو۔

شیعہ سُنّی کی عداوت، دیوبندی اور بریلوی کی عداوت، مقلد اور غیر مقلد کی عداوت، ہندو مُسلم نام کی عداوت تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کو چھوڑ بیٹھو! تم انصاف ہی کرو چاہے کچھ بھی ہو اُسی کا نام تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

اگر ہم نے ذرا سی لغزش کھائی یا کسی کی ذرہ برابر بھی غلط طرفداری کی۔ حق کو دبا کر باطل کی طرفداری کی تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہمارے ہر اعمال سے واقف ہیں۔ ہم دُنیا والوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن خدا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے واسطے اگر ایمان والے ہو تو سچی گواہی دو اللہ کا سوال ایمان والوں سے ہے بے ایمانوں سے نہیں ہے۔ مجھے میرے بھولے بھیا کہ اور سمجھاؤں؟

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورہ احزاب کے نویں ۹ رکوع میں آیت نمبر ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جب بات کرو صحیح کرو۔
اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرمارہا ہے کہ تم جہاں بولو جب بھی بولو سچ اور صحیح بولو۔ اگر ہم سچ اور صحیح بولیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے وعدہ فرمارہا ہے۔
قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے نویں ۹ رکوع میں آیت نمبر ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ :۔ تمہارے اعمال کو صحیح کردے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا جو انسان اللہ اور اُس کے رسولؐ کے کہنے پر چلے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔
اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اے ایمان والو! تم سچ بولو تو میں تمہارے نامۂ اعمال کو ٹھیک اور صحیح کردوں گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا۔ اور جو انسان اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلے گا وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت میں بھی کامیاب ہوگا۔
جھوٹ بولنا تمام گناہوں کی جڑ ہے ایک ۱ جھوٹ چھپانے کے لئے دس اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اور دس جھوٹ چھپانے کے لئے ایک سو جھوٹ بولنے کی نوبت آجاتی ہے اس لئے ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ کا سوال ہے کہ تم سچ بولو چاہے کچھ بھی ہو۔

شریعت یا جہالت

قرآن شریف کے تیسرے ۳ پارہ میں سورۂ بقرہ کے سینتیسویں ۳۷ رکوع میں آیت نمبر ۲۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ :۔ وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔
حکمت سے مراد یہاں پر قرآن کریم اور حدیث شریف کی پوری مہارت ہے جس سے ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، مقدم، موخر، حلال، حرام کی اور مثالوں کی معرفت

Scanned by CamScanner

حاصل ہو جائے۔ پڑھنے کو تو اسے ہر بُرا بھلا پڑھتا ہے لیکن اس کی تفسیر اور اس کی سمجھ وہ حکمت ہے جسے خدا چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے کہ وہ اصل مطلب کو پالے اور بات کی تہہ کو پہنچ جائے اور زبان سے اُس کے صحیح مطلب ادا ہو، سچا علم، صحیح سمجھ اُسے عطا ہو۔ اللہ کا ڈر اُس کے دل میں ہو۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۲۱ سورۃ بقرہ کے سینتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے ساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (مختصر)

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ حدیث ۱۸۸ کتاب العلم

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ حدیث ۵۰۵ ابواب العلم

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورۃ روم کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- پس تو یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دے خدا کی وہ فطرت جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے بنائے کو بدلنا نہیں بس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

ملتِ ابراہیم حنیف پر جم جاؤ۔ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پسند کر لیا ہے اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھ پر خدائے کریم نے کمال کو پہنچایا ہے۔ رب کی فطرتِ سلیمہ پر وہی قائم ہیں۔ جو اس دین اسلام کے پابند ہیں یعنی توحید پر ہیں۔ رب نے تمام انسانوں کو بنایا ہے روزِ ازل میں اسی کا سب سے اقرار کرا لیا گیا تھا کہ کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں تو سب نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہی ہمارا رب ہے۔ خداوند کریم نے اپنی ساری مخلوق کو اپنے سچے دین پر پیدا کیا ہے، گو کہ اس کے بعد لوگ یہودیت اور نصرانیت وغیرہ پر چلے گئے۔ لوگو! خدا کی اس فطرت کو نہ بدلو۔ لوگوں کو راہِ حق سے نہ ہٹاؤ۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص ۲۹ سورۂ روم کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اُس کو یہودی، نصرانی، مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانوروں کو سالم بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا تم اُن میں کان پھٹا دیکھتے ہو (نہیں بلکہ وہ صحیح وسلامت ہوتے ہیں) پھر لوگ اُن کے کان وغیرہ چیر ڈالتے ہیں۔ ایسے ہی انسانوں کا بچہ فطرت (اسلامیہ) پر پیدا ہوتا ہے آپ نے وہی آیت پڑھی جو اوپر ہے۔

حوالہ (۱) بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۹ ص ۵۵۴ حدیث ۱۸۶۸ سورۂ روم کی تفسیر میں
(۲) مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۹۲ حدیث ۹۳۷ باب ۴۳۱ کتاب القدر
(۳) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲ حدیث ۹ تقدیر کے باب میں
(۴) مشکوۃ شریف جلد ۱ ص ۹۶ حدیث ۸۳
(۵) مظاہر حق جلد ۱ ص ۵۲ کتاب الایمان

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا وہاں ہم بفضلِ خدا غالب آگئے۔ اُس دن لوگوں نے بہت سے کافروں کو قتل کیا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ لوگ حد سے آگے نکل جاتے ہیں آج بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخر وہ بھی تو مشرکین ہی کی اولاد تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں یاد رکھو تم میں سے بہترین لوگ مشرکین ہی کی تو اولاد ہیں۔ خبردار! بچوں کو کبھی قتل نہ کرنا لوگو! چھوٹے بچوں کے قتل سے رُک جانا۔ ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی زبان سے بولنے لگے پھر اُس کے ماں، باپ اُسے یہودی، نصرانی بنا لیتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص ۲۹ سورۂ روم کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز دوست! قرآن اور حدیث سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ہر بچہ پیدا ہوتے وقت مسلمان ہوتا ہے پھر اپنے ماں باپ کی بُری تعلیم کی وجہ سے یہودی، نصرانی یا مشرک بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود بھی رسموں کی پابندی یا ماحول کی خرابی یا نفسانی ضد کی وجہ سے طریقہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو قریب قریب چودہ سو سال ہونے کو آتے ہیں مگر اللہ کا کرم دیکھئے کہ آج تک شریعت نہیں بدلی بلکہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ رہیں جہالت کی رسمیں تو میرے عزیز دوستو! وہ بدلتی رہتی ہیں، آپ دیکھئے امریکہ میں کچھ رواج ہیں تو روس میں کچھ اور ہیں جرمنی میں کچھ اور رواج ہیں تو جاپان میں کچھ اور ہیں اور ہمارے ہندوستان ہی کو دیکھ لو ایک ہی ملک ہے لیکن دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں الگ الگ رسوم و رواج ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت۔

یہاں پر ایک سوال آپ کے دل میں پیدا ہوا ہوگا کہ پھر یہ مسلمان بھائی رسموں کو چھوڑتے کیوں نہیں؟ جواب یہ ہے کہ جو شخص رسموں میں پیدا ہوا اور جوان بھی اُسی میں ہوا اور مرتے دم تک بے علمی کی وجہ سے رسموں کی پابندی کرتا رہا اسی طرح کئی نسلیں ختم ہو جانے پر وہ رسمیں دل کے اندر گھر کر جاتی ہیں۔ مثلاً کسی کپڑے میں پھول رکھ دینے سے کچھ دیر کے بعد اُس کپڑے میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح لوہے کو کچھ دیر آگ میں رکھ دینے کے بعد اُس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی حالت رسم پرستوں کی ہوتی ہے رسموں میں پیدا ہونے والوں میں سے جس کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہتا ہے اُس کو بچا لیتا ہے۔

میری اپنی پیدائش بھی رسم و رواج والے خاندان میں ہوئی اور میں جوان بھی انھیں میں ہوا۔ کچھ تھوڑا سا علم دین حاصل کیا تھا جس کی وجہ سے میں چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنے لگا اور ان کتابوں میں قریب قریب میرے خیال کی رسمیں جائز لکھی ہوئی نظر آتی تھیں اسی عرصہ میں دیوبندی اور بریلوی عالموں میں مسئلے مسائل کے اندر بڑی گھما گھمی ہوئی۔ ہر ایک کی طرف سے اپنی سچائی کا ثبوت دینے کے لئے کافی پرچے یعنی ہینڈ بل چھپوا چھپوا کر تقسیم کئے جاتے تھے۔ اس جھگڑے نے میرے دل پر کافی اثر کیا۔ دل نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کسی

Scanned by CamScanner

ایک فرقے کی کتابیں نہ پڑھنی چاہئیں بلکہ وہ کتابیں پڑھنی چاہئیں جو حنفی مسلک میں معتبر اور مستند مانی جاتی ہیں اور جس وقت دیوبندیت اور بریلویت کا جنم بھی نہیں ہوا تھا اُس وقت کی کتابیں دیکھنا چاہیئے اور اپنی ذات سے خود تحقیق کرنی چاہیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ شریعت کیا ہے اور جہالت کیا ہے۔

میری اُمید کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت نے بھی میرا ساتھ دیا یعنی جو کتابیں ہندوستان میں فی الحال ملنی مشکل ہیں وہ خود بخود ملنے لگیں پھر تو رات دن مسائل کی تحقیقات میں لگا رہا مگر میرے عزیز! میں کیا کہوں میں نے جو بھی صفحہ کھولا میری مرضی کے خلاف معاملہ نکلا، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ میں اپنے آپ کو اب تک محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سمجھتا تھا۔ اب کیا کیا جائے ایک طرف تو شریعت ہے اور دوسری طرف جہالت سے بھرا ہوا ماحول۔ پس ایسی پریشانی میں میرے مالکِ مختار نے اپنے رحم و کرم سے شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ میرے دل میں پیدا کر دی اور ایک ایسا جوش بھی پیدا کر دیا کہ حق کا اعلان ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوّت ملی اور کلمۂ حق کا اعلان کیا تو اُس وقت بھی اُس زمانے کا ماحول اور سماج جہالت میں ڈوبا ہوا تھا مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم خدا پر بھروسہ کر کے اُٹھے، ہدایت و تبلیغ کا کام جاری رکھا اور کسی سے نہ دبے اور نہ کسی قسم کی دنیاوی لالچ اور تمنّا کی۔ مجھے بھی وہی سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئی میں نے بھی خدا کے بھروسے پر یہ عہد کر لیا کہ جب تک تن میں جان ہے۔ مسلمان بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ جب میں اپنے کام میں مشغول ہوا تو سب سے پہلے واسطہ اُن لوگوں سے پڑا جو برسوں سے جاہلوں کی امامت کرنے سے مولوی کہلاتے تھے اور دوسرا واسطہ اُن صاحبوں سے پڑا جو ہر سال ان جاہلوں سے نذرانوں کے نام پر کافی رقم وصول کر کے اپنے آپ کو پیر اور رشید کہتے تھے اور اُسی پر اُن کا گزارہ رہتا ہے۔

"ہاں یہ جو پیرزادے خاندانی دھندا سمجھ کر کھانے کمانے کے لئے بیعت کر لیتے ہیں اور شریعت سے علیحدہ راستہ چلتے ہیں یہ محض بے اصل کام ہے"۔

حوالہ:- تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۲۸۸ سورۂ فتح کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

ایسے مولوی اور پیرزادے گمراہ ہوتے ہیں پہلی امتوں میں بھی اسی طرح ہوتا رہا ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے پوری تفصیل سے آیاتِ قرآنی کے ساتھ آئے گا۔ یہ مولوی اور پیر دونوں بے علم اور بے عمل ہوتے ہیں۔ اگر کسی میں علم ہوتا بھی ہے تو اس میں نفسانیت آجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی جاہلوں کی ہاں میں ہاں ملاتا رہتا ہے کیونکہ اسی میں اس کی کمائی ہوتی ہے یہ حرام کی کمائی کھانے والے تو قیامت تک رہیں گے اور قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگ دین پر عمل کرنا بالکل نہ چھوڑ دیں اور دین آہستہ آہستہ مٹتے مٹتے صرف مکہ اور مدینہ ہی میں رہ جائے گا۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف آجاتا ہے"۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۷ ص ۲۲۰ حدیث ۱۷۳۱ فضائل مدینہ میں۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۰۸ حدیث ۱۵۱ سنت کے بیان میں۔
(۳) مظاہر حق جلد ۱ ص ۵۹ کتاب الایمان۔

جو انسان اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اور اس کے سامنے کوئی مسئلہ آئے اور اس کے سمجھنے میں الجھن سی محسوس ہو یا کسی سے بحث ہو جائے یا آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس وقت اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ اس کا حکم قرآن میں ہو رہا ہے۔

قرآن کریم کے پانچویں پارے میں سورۂ نساء کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسولؐ کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں اُن کا بھی۔ پھر اگر کسی بات میں تم آپس میں اختلاف کرنے لگو تو اس بات کو اللہ اور رسولؐ کے حوالے کردو۔ وہاں سے جو حکم ملے اس کو بغیر چوں چرا کئے مان لو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو (تو اتنا کرو) یہ کام بھی اچھا ہے اور اُن کا انجام بھی اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ایمان والوں کو ہو رہا ہے بے ایمان کے لئے نہیں ہے یعنی آپ

Scanned by CamScanner

صاحبان جس بات میں لڑ جھگڑ رہے ہو، جس بات میں اختلاف ہوگیا ہو، جس بات میں تنازعہ پیدا ہوگیا ہو، جس بات میں تو تو میں میں کر رہے ہو اس بات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دو، وہاں سے جو حکم ملے بغیر چوں چاں کئے دل وجان سے مان لو اگر اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اتنا کرو یہ کام بھی اچھا ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے اگر تم سمجھ سکو۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی دو جماعتیں ہوگئی تھیں، ایک جماعت ایمان کا اقرار بھی کرتی تھی اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل بھی کرتی تھی، اور ایک جماعت ایمان کا اقرار تو کرتی تھی لیکن دل سے نہیں صرف زبان کا اقرار تھا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل نہیں تھا بلکہ انکار تھا۔

یہ ایک مستقل جماعت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھی اور آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی، اس جماعت کا کام قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنا اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنا اور حق پرستوں کو کافر، وہابی کہنا اور ایمانداری کا دعویٰ بھی کرتے رہنا یہ ان کا مستقل کام ہے، اگر یہ لوگ ایمانداری کا دعویٰ نہ کریں تو ان کا دھوکا دینے والا مسلک چل ہی نہیں سکتا، اس فریب دینے والی جماعت کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ملاحظہ ہو۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۸ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول اس کے درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ انکار کرجاتا ہے۔

اگر انھیں شرعی فیصلے میں اپنا نفع نظر آتا ہو تو لمبے لمبے کلمے پڑھتے ہوئے گردن ہلاتے ہوئے ہنسی خوشی چلے آئیں گے اور جب معلوم ہو جائے کہ شرعی فیصلہ ان کی طبعی خواہش کے خلاف ہے، دنیوی مفاد کے مخالف ہے تو مڑ کر حق کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں پس ایسے لوگ پختہ کافر ہیں۔ اس لئے کہ تین حال سے خالی نہیں یا تو یہ کہ ان کے دلوں میں ہی بے ایمانی گھر کرگئی ہے یا انھیں دین خدا کی حقانیت میں شکوک ہیں، یا خوف ہے کہ کہیں خدا و

Scanned by CamScanner

رسولؐ ان کا حق نہ مارلیں، ان پر ظلم و ستم کریں، اور یہ تینوں صورتیں کفر کی ہیں۔ اللہ ان میں سے ہر ایک کو جانتا ہے، جو جیسا باطن میں ہے اس کے پاس وہ ظاہر ہے، دراصل یہی لوگ فاجر ہیں، ظالم ہیں، خدا اور رسول خداؐ اس سے پاک ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے کافر جو ظاہر میں مسلمان تھے انہیں جب اپنا مطلب قرآن و حدیث میں نکلتا نظر آتا تو خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے جھگڑے پیش کرتے تھے اور جب اپنا مطلب نظر نہیں آتا تو سرکار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے صاف انکار کر جاتے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ ص۴۲ سورۂ نور کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن دو شخصوں میں کوئی جھگڑا ہو اور وہ اسلامی حکم کے مطابق فیصلے کی طرف بلایا جائے اور وہ اس سے انکار کرے وہ ظالم ہے اور ناحق پر ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ ص۴۲ سورۂ نور کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۱، ۵۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مسلمانوں کا قول تو یہ ہو کہ جب ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان میں فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور اس کو دل و جان سے مان لیا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے پس ایسے ہی لوگ بامراد ہوں گے۔

سچے مومنوں کی شان بیان ہو رہی ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا تیسری چیز کو داخل دین نہیں سمجھتے وہ تو قرآن و حدیث سنتے ہی، اس کی ندا کان میں پڑتے ہی صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور دل و جان سے مان لیا یہ کامیاب بامراد اور نجات یافتہ لوگ ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ ص۴۲ سورۂ نور کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں

اب خدا کے واسطے آپ انصاف کریں کہ کون سی جماعت حق پر ہے اور کون غلطی پر ہے

Scanned by CamScanner

ہندوستان میں ایک جماعت ایسی ہے جو مسلمانوں کو وہابی اور کافر کہتی ہے لیکن یہی جماعت مکہ شریف کے رہنے والوں کو اور مدینہ شریف کے رہنے والوں کو بھی وہابی اور کافر کہتی ہے۔

حدیث:۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین (اسلام البتہ) اسی طرح سمٹ آئے گا طرف حجاز کے جس طرح کہ سمٹ آتا ہے سانپ اپنے بل کی طرف اور دین حجاز میں اس طرح جگہ پکڑے گا جس طرح بکری پہاڑ کی چوٹی پر جگہ پکڑ لیتی ہے اور دین ابتدا میں غریب پیدا ہوا تھا اور آخر میں ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ پیدا ہوا تھا پس خوشخبری ہے غریبوں کو وہی درست کر دیں گے اُس چیز کو جس کو میرے بعد لوگوں نے خراب کر دیا ہو گا یعنی میری سُنّت کو۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۱۰ حدیث ۱۶۰ سُنّت کے بیان میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص ۵۸ کتاب الایمان۔

پیشین گوئی کہ آخر میں جب ساری دنیا کے کونے کونے سے ایمانداری اور دینداری جاتی رہے گی اُس وقت صرف مدینہ میں ایمانداری رہے گی اب ہماری جہالت کو دیکھئے کہ ہمارے جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی مکہ اور مدینہ شریف کے رہنے والوں کو بھی وہابی اور گمراہ کہتے ہیں اور ہم سے ایسے ایسے کام کراتے ہیں جو وہاں پر آج تک نہیں ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک نہ ہوں گے۔

حدیث:۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "دجّال مدینہ کی طرف متوجہ ہوگا، لیکن خدا کے حکم سے وہ مدینہ کے راستوں میں داخل نہ ہو سکے گا" (مختصر)

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۸۰ حدیث ۵۲۱۶ قیامت سے پہلے کی نشانیوں کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۳۳۳

میرے محسن صاحبان ذرا سوچیں کہ جس سرزمین کے اندر دجّال بھی نہ آسکے گا وہاں پر کافروں کی حکومت ہونے کا کیا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ باوجود اس کے اس سرزمین کے رہنے والوں کو کافر، وہابی، گمراہ اور بدعقیدہ سمجھا جا رہا ہے۔ یہ جہالت نہیں تو اور پھر کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں اگر تمہیں مفلسی کا ڈر ہے تو خدا تمہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو حج کے لئے آنے سے منع فرمایا۔ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی، آج چودہ سو سال ہو گئے لیکن کوئی کافر حج کو نہیں جا سکا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہیں جا سکے گا۔ حالانکہ اس وقت سرحدوں کی کوئی پابندی نہیں تھی۔

لیکن ہندوستان کے جیب بھر پیر اور پیٹ بھر مولوی اپنے اپنے مریدوں اور معتقدین کو جو حج کے لئے جاتے ہیں اُن کو سمجھاتے رہتے ہیں کہ وہاں کے لوگ معاذ اللہ وہابی اور کافر ہو چکے ہیں اس لئے اُن کے پیچھے جماعت سے نماز نہ پڑھنا بلکہ اکیلے تنہا پڑھنا۔ اگر جماعت سے نماز پڑھو گے تو تمہاری نماز ہی نہیں ہوگی۔ حد ہے کوئی جہالت کی۔

جہاں پر لاکھوں مسلمان مل کر نماز پڑھتے ہیں اور دنیا کے کونے کونے سے حج کو آنیوالے مسلمان ہر مسلک کے کندھے سے کندھا ملا کر نماز پڑھتے ہیں وہاں پر ان لوگوں کو اسلام نظر نہیں آتا اور جماعت سے نماز پڑھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

جو حج کو جاتے ہیں ان کو مدینہ مبارکہ میں آٹھ دن رہنے کا حکم ہے تاکہ آٹھ دن میں چالیس نمازیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جماعت سے پڑھ لیں لیکن یہ گروہ جو اپنے آپ کو محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی بڑی بڑی ڈینگیں مارتا ہے وہاں بھی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ حد ہے کوئی جہالت کی۔

جس سرزمین کی عزت دنیائے اسلام کے بچے بچے کے دل میں موجود ہے اور جس سرزمین کی ایک ایک کھجور کے دانے کی مسلمانوں کے دل میں عظمت ہے اور جس سرزمین کے ایک ایک پانی کے قطرہ کو برکت اور تبرک سمجھا جاتا ہے اُس سرزمین کے رہنے والوں کو

Scanned by CamScanner

بھی کافر کہا جا رہا ہے تو پھر ہندوستان کے مسلمانوں کو کیسے بخشا جائے گا۔

یہ صاحبان دعویٰ تو کرتے ہیں مسلمانیت کا لیکن نہ تو قرآن کریم کے حکم کو مانتے ہیں نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مانتے ہیں ورنہ جب قرآن کریم نے فرمادیا کہ مشرک حج کو نہ آئیں اور آج تک کوئی ایک کافر بھی حج کو نہیں جا سکا تو پھر حکومت کافروں کی وہاں پر کیسے ہو سکتی ہے اگر وہاں حکومت کافروں، مرتدوں کی ہے اور وہاں کے رہنے والے سب وہابی ہو گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ قرآن و حدیث دونوں جھوٹے ثابت ہوئے۔ اللہ کی پناہ!

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑے تین آدمی ہیں (۱) حرم مکہ میں ظلم کرنیوالا (۲) وہ آدمی جو ناحق کسی کا خون بہانا چاہے (۳) اسلام میں جہالت کے طریقے ڈھونڈنے والا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۳۰۹ حدیث ۱۷۷۳ باب المرتد۔

یہ لوگ جہالت کے طریقے ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے اپنے مقتدیوں اور مریدوں کو جاہل ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص پر ضرورت کے مطابق علم دین کا سیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری ٹھہرایا ہے اور اسی لئے فقہائے کرام نے فرض بتایا ہے

"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

حوالہ: فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۱ مقدمہ میں۔

علم کا سیکھنا فرض عین ہوتا ہے ہر شخص پر اور فرض عین اس قدر ہے جس کی طرف آدمی حاجتمند ہو اپنے دین کے واسطے اور ضرورت سے زیادہ سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

حوالہ: غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۶ دیباچہ میں۔

مگر افسوس اہل سنت والجماعت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ہم نے بعض لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں اور کمال یہ ہے کہ یہی لوگ دوسروں کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ جہالت کی بھی آخر کوئی حد ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

Scanned by CamScanner

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اُٹھائیگا کہ لوگوں کے دل و دماغ سے نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کرام کو اُٹھائے گا (یعنی علمائے حق رفتہ رفتہ کم ہوتے جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے، ان سے (دین کی) باتیں پوچھی جائیں گی۔ یہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حوالہ: (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ حدیث نمبر ۹۵۰ باب العلم

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۵۱۹ حدیث نمبر ۲۱۹۷ باب الاعتصام

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ حدیث نمبر ۱۹۳ کتاب العلم

(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۴۲ حدیث نمبر ۵۳ باب القیاس

(۵) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸۹ کتاب العلم

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج دنیا میں لاکھوں علمائے حق موجود ہیں پھر بھی جہالت کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی صحیح مسئلہ ان بھائیوں کو بتایا جاتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم اپنی رسموں کو نہیں چھوڑیں گے، ایسے الفاظ کہنے والوں کے لئے علماء دین کا فتویٰ سنیئے۔

"اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس کام میں شریعت کا یہ حکم ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں رسم پر چلتا ہوں نہ کہ شریعت پر (تو ایسا کہنا) کفر ہے۔"

حوالہ: فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۴۳۸ باب المرتد

آج ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی طرف سے حق پرستوں کو ایسے ہی جواب ملتے ہیں اور رسم و رواج میں پیسے بھی خوب برباد کرتے ہیں۔ اُس پر ان کو ڈانٹنا، دھمکانا تو در کنار بلکہ ان کے جیب بھرو مولوی اوپر سے اُن کو شاباشی دیتے ہیں اور کہتے ہیں بہت اچھا کیا۔ اب سنیئے علماء دین کا فتویٰ۔

"اگر کسی نے شریعت کے خلاف کیا اور دوسرے نے کہا بہت اچھا کیا تو یہ کفر ہے۔"

حوالہ: مقدمہ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۸۶ باب العقائد۔

مگر جہالت کا اندھا پا بھی کچھ ایسا ہندوستان پر چھایا ہوا ہے کہ رسموں کی پابندی

Scanned by CamScanner

کو شریعت سمجھتے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنے والوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی پرہیزگار اور متقی کیوں نہ ہو۔

کسی نے خلافِ شریعت گناہوں پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک مذہب کی راہ ہے تو کافر ہے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۸۵ باب المرتد۔

ایسی باتیں جب لوگوں کی زبان سے سنتا ہوں تو مجھے یہ ذیل کی حدیثیں بہت یاد آتی ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور اُس کی مثال جو اللہ نے میرے پاس بھیجا ہے اُس شخص کی طرح ہے کہ اُس نے کسی قوم سے آکر کہا، میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک لشکر دشمنوں کا آتا ہے اور میں تمہیں صاف صاف ڈراتا ہوں کہ تم اُس سے بچو! اُس سے بچو! ایک گروہ نے اُس کا کہا مانا اور رات ہی رات میں وہاں سے چل دیئے وہ تو بچ گئے اور دوسرے گروہ نے اُس کا کہا نہ مانا۔ صبح کو وہ لشکر آپہنچا اور اُس نے انھیں مار ڈالا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲۲ حدیث ۱۳۹۸ کتاب الرقاق۔

اِس مثال میں ڈرایا گیا ہے کہ گناہوں سے بچو اور صحیح بات کہنے والے کی بات سنو اور عمل کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ "میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے آگ روشن کی جب اُس کی روشنی پھیلی تو پروانے اور کیڑے مکوڑے اُس میں گرنے لگے اور وہ شخص ان کیڑوں کو آگ کے پاس سے بھگاتا ہے اور وہ نہیں بھاگتے" آخر وہ گر کر جل جاتے ہیں۔ ایسے ہی میں تمہاری کمروں کو پکڑتا ہوں اور تم آگ میں گرتے جاتے ہو۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲۲ حدیث ۱۳۹۹ کتاب الرقاق

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ حدیث ۹۲۹ باب الفضائل۔

Scanned by CamScanner

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۱۴۰ سنت کے بیان میں۔

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۰ کتاب الایمان۔

یہ حدیثیں ہم نے اس لئے بیان کی ہیں کہ اگر آپ اپنے آپ کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو کم سے کم حدیثوں کی تو لاج رکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سمجھانے میں اور شریعت کے بتانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر ہائے ہندوستان کی جہالت تو نے بھی ہم کو برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

قرآن مجید کے سولہویں ۱۶ پارہ میں سورۂ کہف کے بارہویں ۱۲ رکوع میں آیات نمبر ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ پوچھئے کہ اگر تم کہو تو میں بتادوں کہ باعتبار اعمال کے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہے وہ ہے جس کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے تمام اعمال رد ہوگئے۔ بس قیامت کے دن ہم کوئی اس کا وزن قائم نہ کریں گے۔ حال یہ ہے کہ اُن کا بدلہ جہنم ہے۔ کیونکہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

آیت عام ہے جو بھی خدا کی عبادت و اطاعت اس طریقے سے بجالائے جو طریقہ خدا کو پسند نہیں اور پھر بھی وہ اپنے اعمال سے خوش ہو اور سمجھتا ہو کہ میں نے آخرت کا توشہ بہت بہت کچھ جمع کرلیا ہے۔ میرے نیک اعمال خدا کو پسند ہیں اور مجھے ان پر اجر و ثواب ضرور ملے گا لیکن اُس کا یہ گمان غلط ہے اُس کے اعمال قبول نہیں بلکہ مردود ہیں (یعنی قبول کرنے کے قابل نہیں) بیکار ہیں۔ رد ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ ۱۴ سورۂ کہف کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے پہلے کسی قوم میں کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اُسی قوم میں سے نہ ہوں (ایسے مددگار اور دوست) جو اُس کے طریقے کے پیرو ہوتے اور اُس کے احکام

Scanned by CamScanner

کی پوری اطاعت کرتے پھر اُن کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جن کو ناخلف کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا اُن کو حکم نہیں ملا تھا پس جو شخص (تم میں سے) اُن لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ اور جو اُن سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو اُن سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد (جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے اس میں) رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

حوالہ: مسلم شریف جلد ۱ صہ ۱۱ حدیث ۳۲ باب ۱۸ کتاب الایمان

نصیحت

قرآن مجید کے ساتویں پارہ میں سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! تم خود اپنے آپ کو راہِ راست پر قائم رکھو۔ جب تم خود سیدھے راستے پر ہو گے تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔

اللہ پاک اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ذات سے ٹھیک رہو نیکیوں کی ممکنہ کوشش کرتے رہو۔ جس نے اپنی اصلاح کرلی چاہے قریب و بعید کی ساری دنیا فساد پذیر ہو، تم پر کوئی آنچ نہیں۔ جب بندہ حلال و حرام میں میری اطاعت کرے تو کوئی کتنا ہی گمراہ کیوں نہ ہو جائے اُس کو کوئی مضرت نہیں۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صہ ۲۹ سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بُری باتوں سے یا بُرے رسم و رواج سے روکنے کی بھی کوشش نہ کرے بلکہ جہاں تک ہو سکے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حدیث: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم بھلائی کا حکم

Scanned by CamScanner

کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو تو بہتر ہے ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر تم دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰ حدیث ۲۵ ابواب الفتن۔

یعنی پھر وہ عذاب نہ ٹلے گا خواہ کچھ بھی ہو۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تم بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو یہاں تک کہ بخیل کی پیروی کی جائے اور خواہش نفس کی پیروی کیجائے اور دُنیا پسند کی جائے اور ہر شخص کا اپنی رائے پر پھولنا عام ہو جائے اس وقت تم صرف اپنی اصلاح میں مشغول ہو جاؤ اور عام لوگوں کو چھوڑ دو۔ یاد رکھو تمہارے پیچھے صبر کے دن آرہے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۲۹ سورۂ مائدہ کے چودہویں رکوع کی تفسیر میں۔

آج وہی زمانہ آگیا ہے اور ہماری نظروں کے سامنے یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں فی الحال اکثر لوگ ایسے ہیں جن میں شریعت کے عمل کا کچھ بھی اثر نظر نہیں آتا اور جہالت کی رسموں میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے ہیں وہ اپنے آپ کو محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اور جو لوگ شریعت کے پابند ہیں ان کو گمراہ اور بے دین سمجھتے ہیں پس جو لوگ شریعت کے پابند ہیں اُن کے لئے یہی آزمائش اور صبر کے دن ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا لوگوں کے درمیان ایسا ہوگا جیسا کہ چنگاری کو اپنی مٹھی میں دبانے والا۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹ حدیث ۱۲۷ ابواب الفتن۔

جس طرح مٹھی میں چنگاری دبانے والا اس آگ کی جلن پر صبر نہیں کر سکتا اسی طرح ایک وقت ایسا آئے گا کہ جاہل لوگوں کے بیچ میں ایک دیندار اور پرہیزگار شخص گنہگاروں اور نافرمانوں کے فتنے پھیلانے کی وجہ سے اپنے دین اور پرہیزگاری پر بڑی مشکل سے

Scanned by CamScanner

قائم رہ سکے گا اور مصیبتیں آنے کے باوجود بھی جو دین پر قائم رہے اُسکے کیلئے ثواب بھی بہت بڑا ہو۔

حدیث :۔ حضرت ابوامیۃ شعبانی رضی اللہ عنہ نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو آخر جب دیکھو کہ لالچ اور بخیل کی حکومت ہے اور خواہش نفس کی پیروی کی جارہی ہے اور دنیا سب سے اچھی سمجھی جارہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے اور سمجھ پر ناز و تکبر کر رہا ہو تو اس وقت تم صرف اپنے آپ کو پکڑ لو (یعنی اپنی خود کی اصلاح اور درستی میں لگ جاؤ) اور عام (لوگوں) کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن پر صبر کرنا (یعنی مصیبتوں کو جھیلنا اور مقابلہ کرنا) چنگاری کو گویا مٹھی میں رکھنا ہوگا۔ اُس زمانے میں عمل کرنے والے کو اُن پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ہوگا جو تمہارے جیسے عمل کرتے ہوں۔

حوالہ :۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص۱۸۱ حدیث ۹۱۹ تفسیر سورۂ مائدہ
(۲) مشکوٰۃ شریف ، ص۴۳۶ حدیث ۴۸۸۶ امر بالمعروف
(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص۱۹۱

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص نے میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سُنّت کو زندہ کیا اُس کو ایک سَو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حوالہ :۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص۱۱۱ حدیث ۱۶۵ سنّتوں کے بیان میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص۸۰ کتاب الایمان۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ وقت نہیں ہے۔ آج تو تمہاری باتیں مان لی جاتی ہیں لیکن ہاں ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ نیک باتیں کہنے اور بھلائی کا حکم کرنے والوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کیجائیگی اُس وقت تم صرف اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جانا۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ ص۳۲ سورۂ مائدہ کے چودھویں ۱۴ رکوع کی تفسیر میں۔

آج وہی وقت آگیا ہے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی بتا چکے ہیں۔ ہماری نظروں کے سامنے ہے کہ حق پرستوں پر ظلم کئے جارہے ہیں، اُن کی باتیں نہیں سُنی جاتیں، اُن کو وعظ کرنے کی اجازت نہیں ملتی، اُن کے وعظ میں جانے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے مگر بستی میں شراب پینے، جوا کھیلنے، زناکاری کرنے، چوری کرنے، رنڈیوں کے ناچ، قوالیوں کی محفلیں اور بھانڈ، گویوں کے کھیل تماشے کو کوئی نہیں روکتا، ناٹک سینما دیکھنے والوں کو، تاشے، باجے اور ریڈیو بجانے والوں کو اور شطرنج و تاش کھیلنے والوں کو کوئی نہیں روکتا۔ اگر کوئی روک ٹوک ہے تو صرف وعظ کرنے پر ہے اور وہ بھی کہاں! اللہ کے گھر میں یعنی مسجد میں بورڈ لگا دیئے جاتے ہیں کہ یہاں پر کوئی صاحب وعظ نہ کریں اور بعض جگہ پر تو نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ مسجدوں میں بورڈ لگا دیئے جاتے ہیں کہ وہابیوں کو، نجدیوں کو، دیوبندیوں کو، غیر مقلدوں کو، تبلیغی جماعت والوں کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی مسجد میں کسی انسان کو نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی جائے تو اس مسجد میں جمعہ کی نماز یا عید کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ جمعہ اور عید کی نماز کے لئے اذن عام ہونا شرط ہے یعنی عام لوگوں کو نماز کے لئے آنے کی اجازت ہونی چاہیئے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اب یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اس قسم کی مخالفت کر کے ہزاروں کی نماز باطل کر دیتے ہیں اور اوپر سے اپنے آپ کو اہل سُنت والجماعت اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں۔ حد ہے کوئی جہالت کی۔

اور جمعہ کی ادائیگی کے لئے ایک شرط عام اجازت کا ہونا ہے اس لئے کہ جمعہ شعائر اسلام میں سے ہے اس لئے اس کا قائم کرنا اس طرح سے کہ لوگوں کے درمیان اس کی بھرپور شہرت ہو واجب ہے۔

حوالہ:۔ شرح نقایہ جلد ۱ ص ۱۲۵ جمعہ کی نماز کے بیان میں۔

اور اذن عام جمعہ کے شرائط میں سے ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ وقت اپنے متعلقین سمیت اپنے محل میں نماز پڑھے اور محل کے دروازے کو کھول دے اور عام لوگوں کو نماز جمعہ کے لئے عام اجازت دے دے تو اس کی نماز جائز ہوگی چاہے لوگ جائیں چاہے نہ جائیں اور

Scanned by CamScanner

اگر محل کا دروازہ نہ کھلے یا ہر ایک کو جانے کی اجازت نہ ہو تو اُس کی بھی نماز نہیں ہوگی ۔

حوالہ :۔ المبسوط جلد ۲ صفحہ ۳۵ جمعہ کے بیان میں

یہ دو عبارتیں تو کتبِ حنفیہ سے ہیں اب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا فتوےٰ سُن لیں جن کو مسجد میں نماز نہیں پڑھنے کے لئے بورڈ لگانے والے صاحبان اپنا اکابر اور امام مانتے ہیں ۔

اذنِ عام کی صحت جمعہ کے لئے شرط ہے اس کے یہ معنیٰ کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہلِ جمعہ کے لئے وقت جمعہ کی اجازت عام ہو (کچھ لمبی بحث کے بعد اعلیٰحضرت اپنی تحقیق تحریر فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ محض ظلماً بلاوجہ یا براہ تعصب روکتے ہیں تو بلاشبہ ان کا جمعہ باطل کہ ایک شخص کی ممانعت بھی اذنِ عام کی باطل کرنے والی ہے جیسا کہ شامی میں ہے اَنْ لَّا یَمْنَعَ اَحَدًا یعنی ہرگز کسی ایک کو منع نہ کیا جائے ۔

حوالہ :۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۷۷۸ صفحہ ۷۰۹ ابواب الجمعہ

اندھی تقلید کرنے والے کسی کی بھی نہیں مانتے یہ لوگ اللہ کو مانتے ہیں لیکن اللہ کا حکم جو قرآن کریم میں ہے اس کو نہیں مانتے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں لیکن عملی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو قبول نہیں کریں گے جس مسلک کو اور جس علماء کو اپنا اکابر تسلیم کر چکے ہیں اُن کے فتووں کو بھی نہیں مانتے زبانی دعوے سے مسلمان ہیں عملی زندگی سے ہزاروں میل دور ہیں ۔

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں (بیٹھے) تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اُس کو جھڑکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کو پیشاب کرنے سے نہ روکو چھوڑ دو ۔ چنانچہ لوگوں نے اُس کو چھوڑ دیا ۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا ۔ اُس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس (دیہاتی) کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا "یہ مسجدیں ہیں ان میں پیشاب کرنا یا نجاست ڈالنا مناسب نہیں ہے ۔ یہ تو صرف ذکر الٰہی ، نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہیں" ۔ اور اس کے بعد ایک شخص کو (پانی کا) ڈول لانے کا حکم

Scanned by CamScanner

زیادہ پانی کا ڈول لایا اور پیشاب کی جگہ پر پانی کو بہادیا۔

حوالہ: (۱) مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۰ حدیث ۲۳۳ باب ۹۹ طہارت کا بیان۔

(۲) بخاری شریف " ص ۹۵ " ۲۱۳ پارہ ۱ " " " " "

(۳) مشکوٰۃ شریف " ص ۱۳۳ " ۲۵۱ نجاستوں کو پاک کرنے کا بیان۔

(۴) مظاہر حق " ص ۱۶۱ طہارت کا بیان۔

رحمدلی دیکھئے کہ مسجد نبویؐ میں ایک شخص پیشاب کرنے لگا تو اُس کو پیشاب کرنے سے بھی نہیں روکا گیا اور پورے طور سے پیشاب کرنے دیا گیا پھر مسجد کو پانی سے دھو ڈالا آج اُن ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے مسجدوں میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے آخر ظلم اور جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

نصرانیوں کے کچھ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذہب کی تحقیقات کے لئے آئے تھے۔ جب اُن کی نماز کا وقت آگیا تو نماز کے لئے جگہ تلاش کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے مشرق کی طرف منھ کر کے مسجد نبویؐ میں اپنے طریقے پر نماز پڑھ لی۔

حوالہ: (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ ص ۲ سورۂ آل عمران کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

(۲) سیرت النبیؐ جلد ۲ ص ۳۷۱۔

مسجد میں پیشاب کرنے والے کو اطمینان سے پیشاب کرنے دیا اور وہ مسجد بھی کونسی؟ مسجد نبویؐ۔ اور پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے اُس پر کسی طرح کا ظلم یا سختی نہیں کی اور نصرانیوں کو جو اُس وقت دین کے سخت دشمن تھے جن کا قبلہ بھی جدا تھا۔ مثال کے طور پر ہم ہندوستان والے سورج چھپنے کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور دوسرا کوئی شخص ہماری مسجدوں میں سورج نکلنے کی طرف منھ کر کے نماز پڑھے اتنا بڑا فرق تھا مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم اور دریا دلی تو دیکھئے آپؐ نے مسجد نبویؐ میں اُن لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی کہ جس طرح چاہو نماز پڑھ لو۔

مگر ہائے ہندوستان کی جہالت! آج مسجدوں میں نماز پڑھنے والوں پر اور

Scanned by CamScanner

وعظ کرنے والوں پر ظلم کر رہے ہیں لمبی ڈاڑھیوں پر ہنستے ہیں، لمبے کرتوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے سے روکے اور انھیں ویران کرنے کی کوشش کرے۔

اگر کوئی تبلیغی جماعت مسجد میں چلی جائے تو مسجد کو دھو ڈالتے ہیں اور بعض جگہ پر تو تبلیغی جماعت والوں کو بھی دھو ڈالتے ہیں اور دعویٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا کرتے ہیں۔ جہالت کا عالم دیکھئے ہر مسجد میں ہر روز پانچ وقت اذان ہوتی ہے اور پانچ وقت اقامت ہوتی ہے اور ہر بار اذان میں بھی اور اقامت میں بھی دو دو مرتبہ یہ کہا جاتا ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ یعنی نماز کیلئے آؤ۔ نماز کیلئے آؤ۔ پورے چوبیس گھنٹے میں بیس مرتبہ یہ صدا مسجد سے آتی ہے اور اسی مسجد میں بعض جگہ اس قسم کے بورڈ لگائے ہوئے ہیں کہ یہاں پر دیوبندی، نجدی وہابی، تبلیغی اہلحدیث وغیرہ نماز نہ پڑھیں۔ اب ان دونوں میں سے ایک جہالت کی بات ضرور ہوگی نماز کے لئے بلانا تو شریعت ہے اور بلانے کے بعد نماز نہیں پڑھنے دینا یہ جہالت ہے۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھولے بھیا کے۔

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ یقیناً تمہارے لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ کو خوب یاد رکھتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں بہت بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال، افعال اور احوال اقتدار، پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں یقیناً یہ ساری چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انھیں اپنی زندگی کا جزو اعظم بنالے اور اپنے پیارے پیغمبر

Scanned by CamScanner

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے بہترین نمونہ بنالے۔

اگر تم یتیم بچوں والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ جوانی والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ منگنی والی یا شادی والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ بال بچوں والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ نماز پڑھنے والی زندگی سیکھنے اور سکھانے والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ صبر کرنے والی اور معاف کرنے والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کرنے والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ وعظ کرنے والی اور فتویٰ دینے والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ جانور چرانے والی یا انسانوں کی سرداری والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ مزدوری اور تجارت والی زندگی، کھیتوں اور باغوں والی زندگی، گوشہ نشینی والی زندگی اور خانقاہ والی زندگی روزہ رکھنے والی اور حج کرنے والی زندگی، دنیاداری کی زندگی اور آخرت والی زندگی، فقیروں اور بادشاہوں والی زندگی، سیاست اور حکمت والی زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ بہترین سے بہترین اور بھلی سے بھلی اور پیاری سے پیاری زندگی جینا چاہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔ فلاح والی زندگی، امن والی زندگی، چین والی زندگی، نجات والی زندگی اگر جینا چاہو تو میرے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے جیو۔

انسان کی محبت دنیا میں بٹی ہوئی ہوتی ہے ماں باپ میں ہوتی ہے بھائی بہن میں ہوتی ہے، بیوی بچوں میں ہوتی ہے، دوستوں میں اور عزیز و اقارب میں ہوتی ہے، کاروبار اور تجارت میں ہوتی ہے لیکن یہ محبت کبھی کبھی سمٹ کر یعنی سب جگہ سے لوٹ کر کسی ایک چیز پر بھی لگ جاتی ہے تو اس وقت یہ انسان کسی کی بات نہیں مانتا مثال کے طور پر کوئی انسان کسی پر عاشق ہوگیا ہے تو اب اس کو وہی نظر آتا ہے جس کے اوپر یہ عاشق ہوگیا ہے۔ کیونکہ ان کی ساری محبت جو دنیا میں بٹی ہوئی تھی وہ سب کی سب جمع ہو کر اسی ایک طرف لگ گئی ہے اسی طرح

Scanned by CamScanner

میرے محسن صاحبان ہماری ساری محنت جمع کر کے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں لگادیں گے کامیابی نہیں ملے گی۔

حدیث ۵:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے پاک و حلال کھایا اور طریق سنت پر عمل کیا اور اس کی زیادتیوں سے لوگ امن میں رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگ تو آج کل بہت ہیں آپؐ نے فرمایا اور بھی میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ حدیث ۱۹۹ سنتوں کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸۹ کتاب الایمان

حدیث ۶:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے میرے بیٹے اگر تجھ سے یہ ممکن ہو تو صبح سے لے کر شام تک اس حال میں بسر کر دے کہ تیرے دل میں کسی سے کینہ اور کھوٹ نہ ہو تو ایسا ہی کر پھر آپؐ نے فرمایا اے میرے بیٹے یہی میرا طریقہ اور سنت ہے پس جس شخص نے میرے طریقے کو پسند کیا اس نے مجھکو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ حدیث ۱۹۳ سنتوں کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸۸ کتاب الایمان۔

میرے دوستو! ہم کو لمبی ڈاڑھیوں پر ہنسنا نہیں چاہیئے بلکہ ہمارے اوپر بھی ڈاڑھی کا رکھنا سنتِ مؤکدہ ہے اور لمبے کرتوں کا مذاق اڑانے سے بہتر تو یہ تھا کہ ہم بھی لمبا کرتا پہنتے کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔ مگر افسوس ہماری جہالت ہم کو کہاں تک لے گئی ہے اُس کے لئے سوچنے اور سمجھنے کی فکر ہی نہیں کرتے نماز پڑھتے پڑھتے پیشانی پر جو سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے اس کو ہمارے بعض جاہل مسلمان بھائی وہابی کی نشانی سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورہ فتح کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔

Scanned by CamScanner

خداوند کریم سجدوں کے نشان کی تعریف کر رہا ہے اور ہم اپنی جہالت سے کیا سمجھ رہے ہیں؟ ضروری تو یہ تھا کہ ہم بھی نماز کے پابند ہوتے۔ اُن لوگوں کو دیکھ کر کچھ نصیحت حاصل کرتے لیکن ہمارے پیروں اور مولویوں نے ہم کو کہاں تک پہنچا دیا ہے کہ اُن کو دیکھ کر غصہ میں آجاتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دوزخ کی آگ انسان کے تمام جسم کو کھا جائے گی فقط سجدہ کا نشان باقی رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو آگ پر حرام کر دیا ہے"

حوالہ :۔ (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۹۵ حدیث ۴۳۲۳ دوزخ کی کیفیت کے بیان میں۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۷ صفحہ ۲۳۹ حدیث ۱۳۸۹ کتاب الرقاق۔

یہ ہے شریعت جس پر اللہ کے لال عمل کر رہے ہیں اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرتے رہیں گے، رہی ہماری جہالت کہ ہم اُن کو گالیاں دیتے ہیں وہ صبر کرتے ہیں، ہم اُن کو طعنے دیتے ہیں اور وہ ہم کو نصیحت کرتے ہیں، ہم اُن کو مسجد سے نکالتے ہیں اور وہ رو رو کر اللہ سے ہماری ہدایت کے واسطے دعا مانگتے ہیں، ہم اُن کو دھکے دے کر گاؤں سے یا مسجد سے باہر نکالتے ہیں اور وہ لوگ بار بار اپنا وطن اور بال بچوں کو چھوڑ کر ہماری بھلائی کے لئے ہم کو سمجھانے آتے ہیں۔ ہم اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ ہم کو بھلی نظروں سے دیکھتے ہیں، ہم اُن کو اسلام سے خارج، وہابی اور کافر سمجھتے ہیں اور وہ ہمیں دینی بھائی سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ حشر کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اپنی ذات کے لئے سوچو کہ کل قیامت کے دن کے لئے کون سا ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرما رہا ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور اپنی حالت پر نظر کرو کہ کل قیامت کے دن نجات کے لئے کونسی دلیل ہے۔ کیا حشر کے میدان میں یہی کہو گے کہ

باری تعالیٰ میں نے تو بہت سے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، لوگوں کو مسجد میں نماز تک نہیں پڑھنے دیتا تھا۔ اپنے معتقدیوں اور مریدوں کو خوب سمجھاتا رہتا تھا کہ دیوبندیوں کو خوب گالیاں دو، تبلیغی جماعت والوں کو خوب ستاؤ، اہل حدیث بھائیوں کی خوب دھجیاں اڑاؤ۔ حشر کے میدان میں کیا یہی نجات کی دلیل ہوگی۔ قرآن و حدیث کو مانتے ہوئے اور جانتے ہوئے بھی یہ حرکت اور جہالت ؟

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں۔

حوالہ :۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ... حدیث ... باب ... ۔ کتاب الایمان

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ... ، ... باب الوحی۔

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ... ، ... ابواب الایمان۔

(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ... ، ... ایمان کے بیان میں۔

(۵) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ... کتاب الایمان۔

مسلمانو! سوچنے کا مقام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ ہو۔ افسوس آج اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مسلمانوں کو ستانے میں کسر باقی نہیں رکھتے۔ اپنے مریدوں اور معتقدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان کے کہنے میں آکر مسلمانوں کو نماز تک مسجد میں نہیں پڑھنے دیتے اور ستانے اور دکھ دینے میں اپنی ایمانداری اور نجات سمجھتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اس آیت کریمہ کو دیکھ لیتے۔

قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں سورۂ بروج میں آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ جنہوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور توبہ نہ کی اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا "ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر ہر چیز حرام ہے خواہ اُس کی جان ہو یا مال ہو یا آبرو ہو"

حوالہ:- (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۸۹ حدیث نمبر ۳۹۳۳ باب الفتنہ۔

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت زیادہ نماز پڑھنے روزے رکھنے اور خیرات کرنے میں بہت شہرت رکھتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو اذیت پہنچاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور فلاں عورت ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے بہت کم خیرات کرتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور وہ صرف چند ٹکڑے قروط (پنیر) کے خدا کی راہ میں دیتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو ایذا نہیں دیتی۔ آپؐ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۱۹ حدیث نمبر ۴۷۳۶ شفقت و رحمت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۳۳

حدیث:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اُس کو ہلاکت میں پڑا ہوا چھوڑتا ہے اور جو اپنے بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں رہے گا خدا اس کی حاجت (پوری کرنے) میں رہیگا۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳ پارہ نمبر ۲۸ صفحہ ۳۳۰ حدیث نمبر ۱۹۳۶ کتاب الاکراہ۔

قرآن مجید کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان (اگر جھگڑا ہو گیا ہے تو) صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے کہ اگر کہیں آپس میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح صفائی کرا کے مسلمانوں کے دل ملا دو۔ یہ نہیں کہ صلح کرانے کے بجائے جھگڑے میں مٹی کا تیل چھڑکو، پٹرول کے چھینٹے مارو اور ماچس دکھا کر جھگڑے کو اور بڑھا دو۔ کیا اسی کا نام ایمانداری ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اندر اگر دو دلوں کے درمیان پھوٹ پڑ جائے

یا آپس کے درمیان رنجش پیدا ہو جائے تو بجائے صلح کرانے کے ہم اور خوش ہوتے ہیں اور لطف حاصل کرتے ہیں مسلمانو! سوچو کس قدر جہالت میں ڈوبے جا رہے ہو ذرا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنو!

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کیا کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد بیشک کروں گا مگر جب ظالم ہو تو اسکی کس طرح مدد کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی اس کی مدد ہے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۴۳ حدیث ۱۸۳۲ کتاب الاکراہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک صاحب آئے بڑی فصیح اور تیز زبان سے کہنے لگے، سنیئے جناب! یہ شخص ہیں سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور جاننے بوجھنے والے سمجھدار ہیں لیکن ہر ایک دوسرے کو مشرک بتاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تو یہ چاہتا ہے کہ تجھے یہ کہدوں کہ جا تو انھیں قتل کر ڈال۔ نہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جا انھیں نصیحت کر اور برائی سے روک اور اگر تیری بات نہ مانیں تو اپنی راہ لگ۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ساتواں ص ۳۰ سورۂ مائدہ کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا"

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۱۱۳ حدیث ۴۷۰۱ شفقت و رحمت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۲۹

. . . . .

ہندوستان میں بھی آج اکثر جگہ پر یہی حالت ہے کہ ایک دوسرے کو مشرک، کافر اور بد عتی بنا رہے ہیں اور مذہب کی جو معتبر کتابیں ہیں ان کو دیکھتے نہیں کہ ان مسائل کے بارے میں کیا حکم ہے اور اگر کوئی حق پرست ہمت کر کے ان باطل پرستوں کے سامنے کوئی معتبر کتاب لاکر دکھاتا ہے تو باطل پرست بچنے کی یہ ترکیب کرتے ہیں کہ یہ کتابیں غلط چھپ گئی ہیں یا یوں کہیں گے کہ ان کتابوں کا ترجمہ غلط کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی نہیں تو کچھ اور

تاویلیں کرلیں گے لیکن صحیح بات کو ہرگز نہیں مانیں گے۔

میرے اس کتاب کے لکھنے کی صرف یہی غرض ہے کہ مسلمان فرقہ پرستوں سے بچیں اور حق کیا ہے وہ خود اپنی ذات سے بڑی بڑی معتبر کتابوں سے مسائل کی تحقیقات کرلیں۔ اس لئے ہم نے اس کتاب میں سوائے معتبر کتابوں کے فرقہ پرستوں کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ لیکن پھر بھی جو گمراہی قدرتاً پھیلنے والی ہے وہ تو پھیل کر رہے گی مگر ہم کو اپنی کوششوں میں کمی بالکل نہیں کرنی چاہیئے۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السّلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اُسکے باشندوں سمیت اُلٹ دے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کیا اے پروردگار اُس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے خداوند تعالیٰ نے فرمایا اُس پر اور سارے باشندوں پر شہر کو اُلٹ دے۔ اس لئے کہ اس شخص کا چہرہ (گناہگاروں کے گناہوں کو دیکھ کر) ایک لمحہ کے لئے بھی میری خوشنودی کے لئے متغیر نہیں ہوا (یعنی اس نے گناہ گاروں کے گناہوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی بُرا نہ جانا)۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۸ حدیث ۴۸۹۶ امر بالمعروف کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۹۶

حدیث:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی پھر فرمایا یہ وہ گھڑیاں ہیں کہ (ان کے بعد) لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ علم کا کوئی حصہ اُن کے پاس باقی نہ رہے گا (وہ بالکل جاہل رہ جائیں گے اور علم کے ایک ذرہ پر بھی اُن کا قبضہ نہ رہے گا) اس پر حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم میں سے علم کیسے جاتا رہے گا جبکہ ہم نے قرآن پڑھ لیا ہے (اور علم قرآن میں موجود ہے) سو خدا کی قسم ہم لوگ خود بھی پڑھیں گے اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھی پڑھائیں گے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھے مدینہ کے عالموں میں اور عقلمندوں میں شمار کرتا تھا

دیکھو یہ توراۃ اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی موجود ہیں پھر ان لوگوں کو ان سے کیا فائدہ ہوا ؟ ۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ حدیث ۵۱۳ ابواب العلم ۔

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۰۵ حدیث ۴۰۴۳ باب الفتنہ ۔

جس طرح توراۃ اور انجیل ہوتے ہوئے انہوں نے شریعت موسیٰ علیہ السلام اور شریعت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو غارت کردیا اور کتابوں نے انھیں کچھ فائدہ نہ دیا اسی طرح ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں خود پرست، ضد پرست اور نفس پرست کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ قرآن وحدیث ہوتے ہوئے بھی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو غارت کردیں گے اور قرآن وحدیث انھیں کچھ بھی کام نہ آئیں گے ۔

آج یہی ہو رہا ہے قرآن کریم موجود ہے، حدیث کی کتابیں موجود ہیں، حنفی مسلک کے فقہاء کرام کی دلیلیں اور فتاوے موجود ہیں پھر بھی کفر وشرک اور بدعتوں میں تقریباً عام مسلمان ڈوبے ہوئے ہیں ۔

قرآن مجید کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "نصیحت وہی لیتے ہیں جو عقلمند ہیں"۔

اے میرے عزیز دوست ! اللہ تعالیٰ کا سوال عقلمندوں سے ہے بے عقلوں سے نہیں۔ ہدایت تو حقیقت میں وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اور شیطان کے پھندے سے بچانے کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) نبی اور رسول پیدا کئے اور کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ ان کے علاوہ بے شمار قطب، ابدال، اولیاء اور علمائے حق بھی پیدا کئے لیکن جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہوتی ہے اُن کو جتنا بھی سیدھا سمجھایا جائے اتنا ہی وہ اُلٹا سمجھتے ہیں۔

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:- "جس کو خدا گمراہ کردے اُس کو کون ہدایت پر لاسکتا ہے۔"

قرآن شریف کے پچیسویں پارہ میں سُورۂ شوریٰ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "جس کو خدا گمراہ کردے اُس کی ہدایت کے لئے کوئی دلیل ہی نہیں بن سکتی۔"

گو آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو گئی لیکن ابلیس کو ہدایت نہیں ہوئی گو ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی لیکن قابیل کو ہدایت نہیں ہوئی گو نوح علیہ السلام کی کشتی پانی کی لہروں میں بہنے لگی لیکن نوح علیہ السلام کی بیوی اور اُن کے لڑکے کو ہدایت نہیں ہوئی۔ گو لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھروں کی بارش برسی لیکن لوط علیہ السلام کی بیوی کو ہدایت نہیں ہوئی۔ گو صالح علیہ السلام کے لئے اونٹنی پہاڑ سے پیدا ہو گئی لیکن صالح علیہ السلام کی قوم کو ہدایت نہیں ہوئی۔ گو ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ باغ بن گئی لیکن نمرود کو ہدایت نہیں ہوئی۔ گو موسیٰ علیہ السلام کے لئے بحرِ قلزم پھٹ گیا لیکن فرعون کو ہدایت نہیں ہوئی۔ گو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے لیکن ابوجہل کو ہدایت نہیں ہوئی۔ جس کی قسمت میں ہدایت نہیں ہوتی اُس کے لئے معجزے اور کرامات بھی ہدایت کی دلیل نہیں بن سکتے۔ ورنہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اُس کی ہدایت کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُس کے سامنے قرآن و حدیث مع حوالوں کے رکھ دی جائے پھر بھی ہدایت نہ ہو تو اُس کی جہالت کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سُورۂ ممتحنہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہو دوستی کردے۔ اللہ تعالیٰ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں میل ملاپ کرادے بغض نفرت اور فرقت کے بعد محبت مودّت اور اُلفت پیدا کردے۔ کونسی چیز ہے جس پر خدا قادر نہ ہو وہ متبائن اور مختلف چیزوں کو جمع کر سکتا ہے عداوت و قساوت کے بعد دلوں میں اُلفت و محبت پیدا کردینا اُس کے ہاتھ ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صـ۴۴ سورۂ ممتحنہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دوست سے ہلکی محبت رکھو ممکن ہے کہ ایک دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور اپنے دشمن سے ہلکی دشمنی رکھو ممکن ہے کہ وہ ایک دن تیرا دوست ہو جائے۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ صـ۳۷۹ حدیث ۱۸۹۵ احسان کے بیان میں۔

اس آیت کریمہ اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی میں میانہ روی اختیار کرو نہ حد سے زیادہ دوستی رکھو اور نہ حد سے زیادہ دشمنی کرو اتنی دلیل ہونے کے باوجود ان جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور ان کے چاہنے والوں کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ بات چیت کرنا تو درکنار سلام کا جواب تک نہیں دیتے قرآن و حدیث کی ہدایت کو بھی قبول نہیں کرتے ایسے لوگوں کو ہدایت کیسے ہو سکتی ہے۔

میرے عزیز دوست! ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے راہِ حق پر لانے کے لئے شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جم جانے کے لئے، جہالت سے بچانے کے لئے، پیار اور محبت بھرے الفاظ سے ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے پچیسویں ۲۵ رکوع میں آیت نمبر ۲۰۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حدیث:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے جو اس بکری کو اٹھالے جاتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ نکلی یا ریوڑ سے دور چلی گئی ہو یا ریوڑ کے کنارہ پر ہو اور بچو تم پہاڑ کی گھاٹیوں (یعنی گمراہیوں) سے اور جماعت اور مجمع کے ساتھ رہو۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ۱۱۲ حدیث ۱۷۳ سنتوں کے بیان میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صـ۸۳ کتاب الایمان۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز دوستو! مزہ تو جب ہے کہ اسلام کے ہر ایک رُکن پر دل و جان سے خوشی کے ساتھ پوری طرح عمل کیا جائے اور ہر اُس عمل کو چھوڑ دیا جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔

قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ انفال کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو مان لیا کرو جب کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ایسے کام کی طرف بلاتے ہیں جو تم کو زندگیٔ جاوداں بخشتا ہے۔

اے ایمان والو! تم اللہ کی بات مان لو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو۔ ایسی کونسی بات ہے جو تم کو گراں گذر رہی ہے۔ دو تلواریں ایک ہی میان میں نہیں رہ سکتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلو گے تو شیطان کی مخالفت ہوگی اور اگر شیطان کے کہنے پر چلو گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوگی۔ اب آپ کس کی اتباع کرنا چاہتے ہیں، حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یا شیطان کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا ہے کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلو اور شیطان کے کہنے پر نہ چلو۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! شیطان کے کہنے پر نہ چلو اور اگر شیطان کے کہنے پر چلو گے تو وہ تم سے بری باتیں اور برے کام ہی کروائے گا۔

اگر ہم شیطان کے کہنے پر چلیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کھلی تعلیم نہیں دے گا بلکہ جہالت اور گمراہی کی طرف لے جائے گا۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اُس کے دشمن بن کر رہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کو شیطان چھڑانا فخر سمجھتا ہے تو پھر آپ حضور صلی اللہ

Scanned by CamScanner

علیہ وسلم کی ادا پر عمل کرنا فخر کیوں نہیں سمجھتے؟ دنیا میں ایک طرف شریعت ہے تو دوسری طرف جہالت ہے۔ اب ہم شریعت پر عمل کریں گے تو جہالت سے نجات ملے گی اور معاذ اللہ جہالت پر عمل کریں گے تو شریعت چھوٹ جائے گی۔ تیسرا راستہ دنیا میں ہے ہی نہیں اسی لئے اس کتاب کا نام شریعت یا جہالت رکھا گیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے تندرستی کو (۳) افلاس سے پہلے خوشحالی کو (۴) مشاغل سے پہلے فراغت کو (۵) موت سے پہلے زندگی کو۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴۲ حدیث ۴۹۱۸ رقاق کے بیان میں
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۰۵

افسوس آج ہندوستان میں رہنے والے اکثر پیر و مولوی صاحبان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ خود شریعت کا دامن اپنے ہاتھوں سے چھوڑ بیٹھے ہیں اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ وہ لوگ اپنے وعظ میں گالیاں دیتے رہتے ہیں، لعن طعن کی بارش برساتے رہتے ہیں، ایک دوسرے سے نفرت دلانے کے بیان کرتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ جن کے پیروں اور مولویوں کی یہ حالت ہو تو ان کے مریدوں کی اور مقتدیوں کی کیا حالت ہوگی اس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارے میں سورۂ فاطر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں غفلت میں ڈالدے۔

دنیا کی ظاہری تمری دہاں کی حقیقی خوشی سے کہیں تمہیں محروم نہ کر دے اسی طرح شیطان مکار سے بھی ہشیار رہنا اس کے چلتے پھرتے جادو میں نہ پھنس جانا اس کی جھوٹی اور چکنی باتوں میں آکر خدا اور رسول کے حق کلام کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔

جنّت مُفت میں ملتی ہے

قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے وہی راہ پر چل رہے ہیں۔

جو لوگ ایمان لے آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کا پیوند نہیں لگایا، امن و اطمینان تو انھیں کا حق ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں، انھوں نے اپنی عبادت شائبۂ شرک سے خالص رکھی تھی، دنیا و آخرت پر انھیں کا قبضہ ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ ص۵۳ سورۂ انعام کے نویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں ہیں جو جنّت اور دوزخ کو واجب کرتی ہیں ایک شخص نے پوچھا کون سی چیزیں جنّت اور دوزخ کو واجب کرتی ہیں آپ نے فرمایا جو شخص شرک کی حالت میں مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص۱۵ حدیث ۳۳ کتاب الایمان

(۲) مظاہر حق " " ۱ ص۳۵

توحید بغیر پیسے خرچ کئے نبھ جاتی ہے اور شرک بغیر پیسے خرچ کئے نہیں نبھ سکتا شرک ہو یا کفر یا بدعت یا ہمارے باپ دادوں کے بنائے ہوئے رسم و رواج نبھانے کے لئے خوب پیسے خرچو، دنیا بھر سے لڑائی جھگڑے کرو، عدالتوں میں درخواستیں دیتے پھرو، حکومت کی خوشامدیں بھی کرو تکلیفیں اٹھاؤ، دنیا بھر کے لوگوں کی تو تو میں میں بھی سنو، تب یہ ساری باتیں نبھ سکتی ہیں اور صحیح دین پر عمل کرنے کے لئے ایک پیسے کا بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔

حدیث:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس

Scanned by CamScanner

شخص نے اس اعتقاد پر وفات پائی کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے
وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حوالہ :۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹ حدیث ۱۴۱ باب ۹ کتاب الایمان۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں ہے اور پھر یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسول ہوں جو شخص ان دونوں باتوں کا سچا اعتقاد رکھتا ہو اور کسی قسم کا شک و شبہ اس کو نہ ہو وہ مرنے کے بعد ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مختصر)

حوالہ :۔ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹ حدیث ۱۴۰ باب ۹ کتاب الایمان

یہ کلمہ جب کوئی انسان سچے دل سے پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان سمجھا جاتا ہے، اس کلمے کے پڑھنے میں ایک پیسے کا بھی خرچ نہیں ہوتا، کلمہ پڑھ لینے کے بعد سب سے پہلا فرض نماز ہے اور نماز کے لئے جو حکم ہے وہ سنئے

قرآن شریف کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ مومنون کے پہلے رکوع میں آیات نمبر ۹، ۱۰، ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں، جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اب آپ ایمانداری سے بتائیں کہ نماز پڑھنے میں کیا خرچ ہوتا ہے؟ ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا اور نمازی جنت کا مالک ہو جاتا ہے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ نہ خدا کی خدائی ختم ہو اور نہ ہماری زندگی ختم ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ختم ہوں یہ ساری نعمتیں بغیر پیسے خرچ کئے ملتی ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دیہاتی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو کوئی ایسا کام بتایئے کہ میں اس کو عمل میں لا کر جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا، خدا کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک قرار نہ دے، فرض نماز پڑھ، فرض زکوٰۃ ادا کر اور ماہ رمضان

Scanned by CamScanner

کے روزے رکھو (یہ سُن کر) دیہاتی نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس پر نہ تو کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا، جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنے کی مسرت حاصل کرنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

حوالہ:- (۱) مسلم شریف جلد ۱ ص ۳ حدیث ۵ باب ۳ کتاب الایمان

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۳ 〃 ۱۲ 〃 〃 〃

(۳) مظاہر حق 〃 ۱ ص ۳۹ 〃 〃 〃

اِس حدیث پر آپ غور کریں جو باتیں اُس دیہاتی کو بتائی ہیں اُس میں سے اُس نے کہا نہ تو میں کم کروں گا اور نہ تو کوئی اِس سے زیادہ عمل کروں گا اس پر خدا کی قسم کھا کر جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا تم کو جنتی دیکھنا ہو تو اِس آدمی کو دیکھ لو۔

اب آپ صاحبان سوچیں اور سمجھیں کہ ان کاموں کے کرنے میں کیا خرچ پڑتا ہے۔ ایک پیسہ بھی خرچ نہیں آتا اور جنت مفت میں مل رہی ہے۔ البتہ اگر مالدار ہے تو زکوٰۃ دے اور مالدار نہیں ہے تو زکوٰۃ کا سوال بھی نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے وضو کا حکم آیا ہے۔ قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو دھو لو اپنے مُنھ کو دھو لو اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور کر لو اپنے سر کا مسح اور دھو لو اپنے پیروں کو ٹخنوں تک۔

حدیث:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ذمہ اونٹ چرانے کی خدمت تھی جس روز میری باری اونٹ چرانے کی آئی میں نے اونٹوں کو چرایا اور شام کو (حسب معمول) واپس لایا میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مقام پر) لوگوں سے حدیث بیان فرما رہے ہیں، میں نے آپ کی حدیث کا صرف یہ جملہ سنا کہ جو مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز (تحیۃ الوضو) دل اور مُنھ کی

توجہ (یعنی خشوع وخضوع) سے پڑھے تو اُس کے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ میں نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کو سُن کر) کہا کیسی اچھی بات ہے! (یہ سُن کر) ایک شخص نے جو میرے سامنے کھڑا تھا کہا۔ اِس سے پہلی بات اور بھی اچھی تھی۔ میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا "شاید تم ابھی آئے ہو" یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا "تم میں سے جو شخص مبالغہ کے ساتھ وضو کرے یا کامل طور پر اعضاء وضو کو دھوئے ہو اور پھر یہ کہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" اس کے لئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ اُن میں سے جس کے اندر اس کا دل چاہے داخل ہو جائے۔

حوالہ:- (۱) مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵ حدیث ۲۰۰ باب ۱۰۰ طہارت کا بیان
(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۹۶ سورۃ مائدہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں

میرے محسن صاحبان ایمانداری سے بتانا اس میں کیا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایک پیسے کا بھی خرچ نہیں ہے اور جنّت کے آٹھوں دروازے واجب کر دیئے جاتے ہیں۔ میرے بھولے بھیا جنّت تو مفت میں ملتی ہے اور جہنّم مفت میں نہیں ملتی، جہنّم میں جانے کے لئے خوب پیسے خرچ، خوب ناچو، کودو اور رسم و رواج نبھاؤ اور کفر و شرک کرو اور حق پرستوں کی مخالفت کے لئے خوب دوڑ دھوپ کرو، رشوتیں بھی دو، جانی مالی محنتیں بھی کرو اور پیسے بھی برباد کرو تب جہنّم ملتی ہے۔

حدیث :- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور کہا تم کو کس چیز نے جنّت کے اندر میرے آگے پہنچایا کیونکہ میں جب کبھی جنّت میں داخل ہوا تمہاری جوتیوں کی آواز اپنے آگے سنی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اذان دینے کے بعد ہمیشہ دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ اور جب جب کبھی میرا وضو ٹوٹا ہے اور میں نے وضو کیا ہے تو اس امر کو اپنے اوپر لازم سمجھا ہے کہ خدا کے واسطے مجھ پر دو رکعت ضروری

Scanned by CamScanner

ہیں یعنی ہر وضو کے بعد وضو کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں دو چیزوں کی وجہ سے تم جنت کے اندر میرے آگے آگے تھے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۲۳۶ حدیث ۱۲۲۵ نفل نماز کا بیان

(۲) ترمذی شریف " ۲ " ۲۹۹ " ۱۵۳۹ مناقب کا بیان

(۳) مظاہر حق " ۱ " ۲۳۰ نفل نماز کا بیان

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے سید نہیں تھے، رنگ میں کالے تھے سفید نہیں تھے غریب تھے مالدار نہیں تھے، غلام تھے آزاد نہیں تھے، ان پڑھ تھے عالم نہیں تھے لیکن ان کے تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ مکہ کی سرزمین پر چلتے تھے اور ان کے پیر کی آہٹ جنت میں بجتی تھی، ان کے دل میں شیعہ سنی جیسا تعصب نہیں تھا، ان کے دل میں دیوبند بریلی کا جھگڑا نہیں تھا، ان کے دل میں اہلحدیث اور اہل تقلید کا حسد نہیں تھا اگر کچھ تھا تو وہ خلوص تھا، توحید پر یقین و ایمان تھا اور حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جو عمل تھا، آپکا جو عقیدہ تھا، آپ کا جو خلوص تھا اس میں ایک پیسے کا بھی خرچ نہیں یہ نعمتیں میرے بھولے بھیا مفت میں ملتی ہیں۔

جس طرح نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم ہے اسی طرح نماز سے پہلے اذان دینے کا حکم ہے۔

حدیث:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راضی ہوتا ہے تیرا رب بکریاں چرانے والے سے جو بکریاں چراتا ہو پہاڑ کی ٹیکری پر اور اذان دیتا ہے وہ نماز کے لئے اور نماز پڑھتا ہے پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ اور ارواح مقربین سے کہ دیکھو میرے اس بندے کی طرف اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے پس بخش دیا میں نے اپنے بندے کو اور داخل کروں گا میں اس کو جنت میں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۴۳ حدیث ۶۱۲ اذان کا بیان

(۲) مظاہر حق " ۱ ص ۴۱۹ " "

حدیث:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب اذان دینے والا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور اس کے جواب میں تم میں سے ہر شخص اَللّٰهُ اَكْبَرُ

Scanned by CamScanner

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، پھر جب موذن اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور (اُس کے جواب میں) وہ بھی اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے، پھر موذن اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور (اُس کے جواب میں) وہ بھی اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے، پھر جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور (اُس کے جواب میں) وہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور جب موذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے اور (اُس کے جواب میں) وہ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور وہ (اُس کے جواب میں) اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور جب موذن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور (اُس کے جواب میں) وہ بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور ان تمام الفاظ کو صدق دل سے کہے وہ ضرور جنّت میں جائے گا۔

حوالہ:- (۱) مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ حدیث ۷۳۹ باب ۱۳۲ نماز کا بیان
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ " ۶۰۵ اذان کے جواب کی فضیلت
(۳) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۴۱۳ " "

میرے محترم عزیز دوست! آپ ہی بتائیں کہ اذان کے کہنے میں اور اذان کا جواب دینے میں کیا خرچ کرنا پڑتا ہے، شریعت کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آسان کر دیا ہے اور اپنی رحمتوں کو اپنی نعمتوں کو اور جنّت کو مفت میں لٹا رہا ہے، کوئی لینے والا چاہیے۔ اور جہالت اُس کو کہتے ہیں جن کو کرنے کا نہ تو قرآن کریم میں کوئی حکم ہے اور نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور نہ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور نہ تو اماموں نے کیا اور نہ محدثیوں نے کیا اور نہ ہی اولیاء اللہ میں سے کسی نے کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا۔ ایسے کام ہم کیونکر کریں جن کے کرنے پر نہ تو ثواب ملتا ہے اور نہ تو جنّت ملنے کا وعدہ ہے۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے تیئیسویں ۲۳ رکوع میں آیت نمبر ۱۸۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے اگلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ اِس امت کے ایمانداروں کو مخاطب کر کے انھیں حکم دے رہا ہے کہ روزے

رکھو روزے کے معنے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجاآوری کی خالص نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رُک جانے کے ہیں، اس سے فائدہ یہ ہے کہ نفس انسانی پاک صاف اور طیب و طاہر ہو جاتا ہے، ردی اخلاط اور واہی اخلاق سے انسان بچ جاتا ہے اس حکم کے ساتھ ہی فرماتا ہے کہ اس حکم کے ساتھ تم تنہا نہیں ہو بلکہ تم سے اگلوں کو بھی روزوں کا حکم تھا اس بیان سے یہی مقصد ہے کہ یہ امت اس فریضہ کی بجاآوری میں اگلی امتوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳۲ سورۂ بقرہ کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو بندہ کسی روز خدا کی راہ میں (یعنی خدا کی خوشنودی کے لئے) روزہ رکھتا ہے خدا نے اُس کے بدلے میں اُس کو ستّر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۹ حدیث ۱۱۹۵ باب ۳۳۶ روزوں کا بیان
(۲) ترمذی شریف " ۱ " ۳۲۷ " ۱۵۳۳ جہاد کا بیان

حدیث:۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے اسے ریّان کہتے ہیں اُس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے اُن کے سوائے کوئی داخل نہ ہوگا، کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ پس وہ اٹھ کھڑے ہوں گے اُن کے سوائے کوئی اُس دروازہ سے داخل نہ ہوگا، پھر جس وقت وہ داخل ہو جائیں گے دروازہ بند کر لیا جائے گا، غرض اُس دروازہ سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۷ صفحہ ۳۲۳ حدیث ۱۷۵۱ روزہ کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف " ۱ صفحہ ۱۸۶ حدیث ۱۱۹۳ باب ۳۳۵ " "
(۳) ترمذی شریف " ۱ صفحہ ۱۵۱ حدیث ۶۸۳ " "

میرے مخلص محسن کتاب پڑھنے والے روزہ رکھنے میں کیا خرچ کرنا پڑتا ہے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا اور جنت کا وعدہ ہو رہا ہے میرے بھولے بھیّا! جنت مفت میں ملتی ہے۔
قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے نویں ۹ رکوع میں آیت نمبر ۷۰، ۷۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جب بات کرو صحیح کرو تمہارے اعمال کو صحیح کردے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ جو انسان اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنے تقویٰ کی ہدایت کرتا ہے اُن سے فرماتا ہے کہ اس طرح وہ اُس کی عبادت کریں کہ گویا اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بات بالکل سیدھی اینچ پینچ کے بغیر سچی اور بھلی بولا کریں۔ جب وہ دل میں تقویٰ زبان پر سچائی اختیار کرلیں گے تو اُس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ انھیں اعمال صالحہ کی توفیق دے گا اور اُن کے تمام گناہ معاف فرمادے گا بلکہ آئندہ کے لئے بھی استغفار کی توفیق دے گا تاکہ گناہ باقی نہ رہ جائیں خدا و رسول کے فرمانبردار سچے کامیاب ہیں جہنم سے دور اور جنت سے سرفراز ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۳۹ سورۂ احزاب کے نویں رکوع کی تفسیر میں

میرے بھائی صاحب! آپ بتائیں کہ سچ بولنے میں کیا خرچ کرنا پڑتا ہے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا اور جنت کے قریب ہو جاتا ہے، اور جہنم کے لئے جھوٹ بولو اور ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے دس جھوٹ بولو اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے رہتے ہیں اور عدالت کے چکر کھانے پڑتے ہیں دنیا بھر کی پریشانیاں اٹھاؤ اور اپنے آرام کا وقت بھی برباد کرو اور پیسہ بھی خرچ کرو تب جہنم ملتی ہے۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے ماہ رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی اطاعت کرے اس کو اختیار ہے جنت کے جس دروازے سے جانا چاہے چلی جائے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۰۹ حدیث ۳۰۹۲ عورتوں کے حقوق کا بیان
(۲) مظاہر حق " ۳ صفحہ ۱۶۹

میری ماں صاحبہ ذرا سوچ ان کاموں کے کرنے میں کیا خرچ کرنا پڑتا ہے ایک دھیلہ بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا اور جنت کے آٹھوں دروازے تیرے لئے واجب قرار دیدیئے

گئے ہیں میری ماں صاحبہ جنت تو مفت میں ملتی ہے۔

جنت میں جانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی آسان طریقہ بتا دیا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ پانچ وقت کی نماز پڑھو۔ رمضان کے روزے رکھو اور اگر مالدار ہو تو مال کی زکوٰۃ دو۔ اور پوری زندگی میں ایک مرتبہ حج کرو۔ پس آپ جنتی ہو گئے۔ اور جہنم میں جانے کے لئے رسم و رواج اور بدعتوں پر عمل کرو۔ دنیا والوں سے لڑائی جھگڑا بھی کرو اور دولت بھی خرچ کرو اور دنیا بھر کی پریشانیاں اٹھاؤ تب رسم و رواج اور بدعتیں نبھتی ہیں اور جنت میں جانے کے لئے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو اور نماز پڑھو اور روزے رکھو جس میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا اور نہ کسی سے جھگڑنا پڑتا ہے اور نہ کسی سے تو تو میں میں کرنے کی نوبت آتی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

قرآن حکیم کے تیئیسویں ۲۳ پارہ میں سورۂ صٰفّٰت کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

حدیث:- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی کلمہ نہیں ہے اس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۶۶ حدیث نمبر ۳۷۹۵ کلمہ کی فضیلت۔

جب یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں کے سامنے رکھا تو ضد اور غصہ میں آکر اور بوکھلا کر باطل پرستوں نے کہا:-

قرآن کریم کے تیئیسویں ۲۳ پارہ میں سورۂ صٰفّٰت کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ :۔ اور کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور پاگل کے کہنے پر چھوڑ دیں گے ؟

یہ اُس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹائیٹل لگایا جا رہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں بہترین سے بہترین بتایا ہے۔ آپؐ کو جادوگر کہا گیا، آپؐ کو شاعر کہا گیا، آپؐ کو معاذ اللہ پاگل کہا گیا، جب یہ الفاظ اُن باطل پرستوں نے ادا کئے تو اُس کا جواب خدائے کریم نے ان الفاظ میں دیا :۔

قرآن کریم کے ستائیسویں پارہ میں سورۂ طور کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ آپؐ سمجھاتے رہیئے کیونکہ آپؐ بفضلہٖ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں نہ مجنون ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں قرآن کریم بھرا پڑا ہوا ہے۔ ایسا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، جو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہو اُن جاہلوں کو پاگل نظر آ رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاگل نہ کہتے تو آپؐ کی بات ماننا پڑتی اور جہالت کو چھوڑنا پڑتا بالکل اسی طرح باطل پرست آج حق پرستوں کو لہابی، وہابی کہہ کر حق بات کو ٹال رہے ہیں، اگر لہابی وہابی نہ کہیں تو اُن کو قرآن و حدیث کو ماننا پڑتا ہے۔ نفسانیت اور جہالت کو دنیا میں بحال رکھ کر اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے حق پرستوں کو بُرا کہنا لازمی چیز ہے۔ اگر حق پرستوں کو بُرا نہ کہیں تو اُن کے رسم و رواج نبھ نہیں سکتے بلکہ اُن کو ترک کرنا پڑے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جن کو ہدایت دینا چاہتے ہیں وہ راہِ راست پر آجاتے ہیں اور تمام رسم و رواج سے بھی توبہ کر لیتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہنا بھرتا ہے ترازو کے آدھے پلڑے کو (یعنی نامۂ اعمال کے ترازو کے پلڑے کو) اور الحمد للہ کہنا بھرتا ہے ساری ترازو کو اور لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کے لئے خدا تک پہنچنے کے لئے کوئی پردہ حائل نہیں ہے، وہ سیدھا خدا تک پہنچتا ہے۔

حوالہ :۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۱ حدیث ۲۱۹۹ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی فضیلت

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی فضیلت۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا اُن میں زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس نے خالص دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰۹ حدیث ۵۳۰۹ حوض کوثر اور شفاعت کا بیان

(۲) مظاہر حق " " ۴ " ۳۹۲ " " "

حدیث:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۱۵۲۱ جانکنی کے وقت تلقین کے بیان میں

(۲) مظاہر حق " " ۲ " ۳۱ " " "

اس کلمۂ شریف کو جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پھیلایا تو جس کو قبول کرنا تھا اُس نے قبول کیا اور جس کو قبول نہیں کرنا تھا نہیں کیا۔ مگر ہم کو یہاں یہ بتانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے کے لئے کس قدر محبّت تھی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والوں کے دل میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کے لئے کتنی محبّت ہے؟ اس کا فیصلہ آپ خود ہی کر لیجئے۔

حدیث:۔ حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور ان معبودوں کا انکار کر دیا جن کی خدا کے سوا پرستش (عبادت) کی جاتی ہے اس نے اپنے مال و جان کو مجھ سے بچالیا اور اُس کے اقرار کی حقیقت کا حساب لینا خدا پر ہے۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۸ حدیث ۳۲ باب ۸ کتاب الایمان۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہیں لیکن جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا مگر کسی

Scanned by CamScanner

شرعی حق کے بارے میں قصاص (یعنی بدلہ دینا) ہوگا اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے ذمہ ہے وہی اس کا حساب لے گا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۳۲ حدیث نمبر ۱۸۱۵ باب المرتد۔

(۲) ترمذی شریف " " ۲ صفحہ ۹۳ حدیث نمبر ۴۹۰ ابواب الایمان۔

(۳) ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۸۶ حدیث نمبر ۳۹۲۱ باب الفتنہ۔

حدیث:۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ مجھے بتائیے اگر میں کسی کافر سے لڑوں اور ہم خوب لڑیں اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اڑا دے پھر مجھ سے (ڈر کر) ایک درخت کی پناہ لے لے اور کہے کہ میں خدا پر (ایمان اور) اسلام لے آیا، اس کو اس اقرار کے بعد ماروں (یا نہیں) آپؐ نے فرمایا اس کو مت مارو۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے پھر کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ہرگز نہ مارو، اگر تو نے اسے مار دیا تو وہ تیری جگہ شمار ہوگا جیسا کہ تو اس کے مارنے سے پہلے تھا اور تو اس کی جگہ شمار کیا جائے گا جیسے وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۶ صفحہ ۳۰۳ حدیث نمبر ۱۱۸۲ کتاب المغازی۔

حدیث:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا ہم (روانہ) ہو کر صبح ہی صبح قبیلہ جہینہ کی آبادیوں کے قریب پہنچ گئے میں نے ایک شخص کو جا پکڑا اس نے فوراً لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا۔ میں نے اس کو نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد میرے دل میں افسوس پیدا ہوا کہ تو نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔ واپس پہنچ کر میں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی تم نے اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ہتھیاروں کے خوف سے لا الٰہ الا اللہ کہا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ اس نے یہ کلمہ دل سے کہا تھا یا ہتھیاروں کے خوف سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار میرے سامنے یہ الفاظ دہراتے رہے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش

Scanned by CamScanner

میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۶۹ حدیث ۹۶ باب ۴۱ کتاب الایمان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۷ صفحہ ۲۴۶ حدیث ۱۳۹۹ کتاب المغازی۔

(۳) صحیح مسلم شریف " ۱ صفحہ ۶۹ حدیث ۹۷ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ قیامت کے دن اے اسامہ تم اُس کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا کیا جواب دوگے؟ یہ عبارت تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۱۱ سورۃ انفال کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والے کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت کی تلقین کرو موت کے وقت جس نے اسے کہہ لیا اُس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے زندگی میں کہہ لیا آپ نے فرمایا اُس کے لئے اور زیادہ واجب ہوگئی۔ قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ زمین و آسمان اور اُن کی اور اُن کے درمیان کی اور اُن کے نیچے کی تمام چیزیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دوسرے پلڑے میں رکھی جائے وہ ان سب سے وزن میں بڑھ جائے گی۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ ۵۲ سورۃ مریم کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس اعتقاد پر وفات پائی کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے (یعنی مرتے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو) وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹ حدیث ۱۴۲ باب ۹ کتاب الایمان۔

میرے عزیز دوست! اپنی زبان قابو میں رکھو۔ کسی کو بُرا کہنے سے چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

تیرا یہ کلمہ جو تو نے زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے وہ تجھ کو کب اور کس وقت اور کس حالت میں کام آسکتا ہے اس کا جواب حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

جب تو نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو (توحید کا) مدعی

Scanned by CamScanner

بن گیا۔ اب کہا جائے گا۔ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کے لئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سُنّت کی موافقت کے۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صفحہ ۳۱ مجلس ۳

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں:۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تیری زبان مسلمان ہے مگر قلب مسلمان نہیں، تیرا قول مسلمان ہے مگر فعل مسلمان نہیں، تو اپنی جلوت میں مسلمان ہے مگر خلوت میں مسلمان نہیں۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صفحہ ۳۶ مجلس ۳

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ فتح کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر نجد کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر کے لوگ قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور جو شہر یمامہ کے لوگوں کا سردار تھا۔ لوگوں نے اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو پوچھا ثمامہ تیرا کیا حال ہے؟ یا تو کیا خیال رکھتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کس قسم کا سلوک کروں گا۔ ثمامہ نے کہا محمدؐ! میرے پاس مال و دولت ہے اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایک ایسے شخص کو قتل

Scanned by CamScanner

کرو گے جو خون کرنے کے سبب قتل کا مستحق ہے یا تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کا خون رائیگاں نہیں جائے گا (بلکہ میری قوم میرے خون کا بدلہ لے گی) اور اگر بخشش کرو گے تو ایسے شخص پر کرو گے جو شاکر و قدر دان ہے (یعنی اس کا بدلا تم کو دیا جائے گا) اگر تم مال کے خواہشمند ہو تو جو مانگو گے دیا جائے گا۔ (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا۔ دوسرے روز اُس سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ثمامہ کیا حال ہے اُس نے کہا میں پھر وہی کہتا ہوں جو کہہ چکا ہوں یعنی اگر انعام کرو گے (یعنی مجھ کو چھوڑ دو) تو احسان و انعام کرو گے قدر دان پر اور اگر قتل کرو گے تو قتل کرو گے خون والے کو اور اگر مال کے خواہش مند ہو تو جس قدر چاہو گے دیا جائے گا۔ اُس روز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا تیسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سے پوچھا ثمامہ! کیا بات ہے۔ اُس نے کہا وہی بات ہے جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں یعنی اگر بخشش کرو گے تو بخشش کرو گے قدر دان پر اور قتل کرو گے تو قتل کرو گے خون والے کو اور اگر مال چاہتے ہو تو جس قدر مانگو گے دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چنانچہ اُس کو ستون سے کھول دیا، وہ مسجد سے نکلا اور کھجور کے درختوں میں چلا گیا جو مسجد کے قریب تھے اور وہاں سے غسل کر کے پھر مسجد میں آیا اور کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں (یعنی سچے دل سے اقرار کرتا ہوں) کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم روئے زمین پر تمہارے چہرہ سے زیادہ نفرت انگیز میرے نزدیک کوئی چہرہ نہ تھا لیکن اب آپؐ کا چہرہ ساری دنیا کے چہروں سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ اور قسم ہے خدا کی میرے نزدیک تمہارے دین سے زیادہ نفرت انگیز کوئی دین نہ تھا۔ لیکن اب آپؐ کا دین سارے دینوں سے زیادہ مجھ کو پسند ہے اور قسم ہے اللہ کی میرے خیال میں تمہارے شہر سے زیادہ نفرت انگیز کوئی شہر نہ تھا لیکن اب آپؐ کا شہر مجھے سارے شہروں سے زیادہ محبوب ہے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمرہ کا ارادہ رکھتا تھا کہ آپؐ کے لشکر نے مجھ کو گرفتار کر لیا اب آپؐ مجھکو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے اُس کو بشارت

Scanned by CamScanner

دی کہ (اسلام قبول کرنے کے سبب اُس کے سارے گناہ بخش دیئے گئے) اور پھر حکم دیا کہ وہ عمرہ کرے، پھر جب ثمامہ مکہ میں آیا تو کسی شخص نے اُس سے کہا کیا تو بے دین ہوگیا؟ اُسنے کہا نہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں بد دین نہیں ہوا ہوں۔ قسم ہے خدا کی اب یمامہ سے تم کو گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں بھیجا جائے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۹۶ حدیث ۴۲۲۵ باب ۸۹ کتاب الجہاد۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰۳ ، حدیث ۲۷۶۳ قیدیوں کے احکام کے بیان میں
(۳) مظاہر حق ، جلد ۳ صفحہ ۴۱۸

یہ ثمامہ رضی اللہ عنہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھے آپ کی ہر چیز بری نظر آرہی تھی لیکن جب قریب آئے تو ہر چیز بھلی نظر آنے لگی۔

میرے محترم! آپ جن لوگوں کو برا سمجھ رہے ہیں اگر ان کے قریب جائیں گے تو انشاء اللہ وہ بھلے ہی بھلے نظر آئیں گے۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ جب مکہ جاتے ہیں تو مکہ والوں نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ثمامہ تو بے دین ہوگیا اِس سے آپ اندازہ لگالیں کہ ہر زمانہ میں باطل پرستوں کو حق پرست بے دین ہی نظر آتے ہیں اور یہی حالت آج ہندوستان میں رہنے والوں کی ہے۔

اے میرے عزیز دوست! ساری دنیا میں ایک شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو کلمۂ طیبہ صدق دل سے یقین کے ساتھ پڑھنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہو۔ مگر صرف محبت کام نہیں دے سکتی، شریعت پر عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے لیکن آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان اور عمل نہیں تھا تو جنت سے محروم رہ گئے۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری کل امت جنت میں داخل ہوگی مگر جو انکار کرے گا (وہ جنت میں داخل نہ ہوگا)، پوچھا

5

Scanned by CamScanner

گیا وہ کون ہے جس نے انکار کیا؟ فرمایا جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا (اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا)۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۵۰۵ حدیث ۲۱۴۱ کتاب الاعتصام

(۲) مشکوٰۃ شریف " جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۱۳۲ سنتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق " جلد ۱ صفحہ ۹۹ کتاب الایمان۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس امت میں سے جو شخص بھی ہو خواہ نصرانی ہو، خواہ یہودی ہو میری نبوت کی خبر پائے گا اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے گا وہ یقیناً جہنمی ہے۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸ حدیث ۲۴۰ باب ۶۳ کتاب الایمان۔

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۳ سورۂ ہود کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

اوپر کی حدیثیں تو آپ نے اطاعت یعنی پیروی اور فرمانبرداری کے بارے میں سُنیں آیئے اب آپ محبت کے بارے میں بھی حدیثیں سُنئے۔

حدیث:- حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اے عمر! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک تو مجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ سمجھے گا (تب تک تیرا ایمان کامل نہ ہوگا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک اب آپ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب اے عمر (تمہارا ایمان کامل ہوا)۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۵۱ حدیث ۱۵۳۶ باب النذر۔

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ یا کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُس کی نظر میں اُس کے

اہل و عیال، مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا نہ ہو جاؤں۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ حدیث ۷۶ باب ۱۶ کتاب الایمان۔

(۲) ابن ماجہ شریف ص ۲۳ حدیث ۵۸ رائے اور قیاس کا بیان۔

میرے دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے حکم کی تابعداری دونوں باتیں ہونی چاہئیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جیسی محبت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی ویسی ہی محبت آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے سے بھی تھی۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپؐ نے (اُس کے ہاتھ سے) اُتار کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا کوئی شخص قصداً آگ کا انگارا اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ سکے گا؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اُس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالے اور اُس سے نفع حاصل کر، اُس شخص نے کہا جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا میں اُس کو کبھی نہ اٹھاؤں گا۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۳۴۳ باب ۲۲۷ کتاب اللباس۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو پہنتے تو اُس کا نگینہ اندر کر لیتے اور لوگوں نے آپ کی انگوٹھی دیکھ کر انگوٹھیاں بنوالیں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر اپنی انگلی سے انگشتری نکالی اور فرمایا "میں اِس انگوٹھی کو پہنا کرتا تھا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتا تھا۔ یہ فرما کر آپؐ نے انگوٹھی کو پھینک دیا اور فرمایا" خدا کی قسم اب میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۳۴۳ باب ۲۲۷ لباس کے بیان میں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جتنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے اتنا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھی مانتے تھے اور آج ہمارے میں زیادہ تر مسلمان ایسے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتے ہیں لیکن آپؐ کے حکم کو نہیں مانتے۔

Scanned by CamScanner

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف مُنھ کر کے نماز پڑھتے تھے اور یہود و نصاریٰ بھی بیت المقدس کی طرف مُنھ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اس حالت میں یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ ان میں مسلمان کون ہے اور یہود و نصاریٰ کون ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ کعبہ کو قبلہ بنا دے تو ہم کعبہ کی طرف مُنھ کر کے نماز پڑھیں تاکہ مسلمان اور یہود و نصاریٰ دونوں میں فرق ہو جائے تو ارشاد ہوتا ہے:-

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- ہم نے تیرے منھ (مبارک) کو آسمان کی طرف بار بار اٹھاتا دیکھا اب ہم تجھے اس قبلہ کی جانب حکم کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں تو اپنا منھ مسجد الحرام کی طرف پھیر لے اور تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منھ اسی طرف کیا کرو۔

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس حال میں کہ لوگ مقام قبا میں صبح کی نماز میں تھے (اور ان کے منھ بیت المقدس کی طرف تھے) کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج کی رات ایک آیت نازل کی گئی ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھیں پس (اتنا سنتے ہی) سب لوگوں نے کعبہ کی طرف منھ کر لئے ورنہ ان کے منھ شام کی طرف (یعنی بیت المقدس کی طرف) تھے۔ تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

حوالہ :- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۳۹۵ نماز کے بیان میں۔

یہ تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے یعنی سلام پھیرنے تک انتظار نہیں کیا بلکہ فوراً اسی وقت نماز کی حالت میں ہی گھوم گئے اور یہ بھی نہیں پوچھا کہ کہنے والا سند والا ہے یا غیر سند والا، دیوبند کا رہنے والا ہے یا بریلی کا، کہنے والا شیعہ تھا یا سُنّی تھا، اہل حدیث تھا یا اہل تقلید تھا، سفید تھا یا کالا تھا، سید تھا یا حبشی تھا، مالدار تھا یا غریب تھا، غلام تھا یا آزاد تھا۔ یہ کچھ بھی نہیں پوچھا اور دیکھا تو صرف اتنا دیکھا کہ حکم کس کا تھا۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے اکیسویں۲۱ رکوع میں آیت نمبر۱۷۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً بھلا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر فرشتوں پر کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو اس کی محبت میں مال خرچ کرے قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے اُسے پورا کرے، تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

مومنوں کو پہلے تو حکم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں پھر انھیں کعبہ کی طرف گھما دیا گیا جو اہل کتاب پر اور بعض ایمان والوں پر بھی شاق گذرا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اصل مقصد اطاعتِ فرمان فرمانِ خدا ہے وہ جدھر منہ کرنے کو کہے کر لو اصل تقویٰ اصل بھلائی اور کامل ایمان یہی ہے کہ مالک کے زیر فرمان رہے اگر کوئی مشرق کی طرف منہ کرلے یا مغرب کی طرف منہ پھیر لے اور خدا کا حکم نہ ہو تو وہ اس توجہ سے ایماندار نہیں ہو جائے گا مگر حقیقت میں با ایمان وہ ہے جس میں وہ اوصاف ہوں جو اس آیت میں بیان ہوئے۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۲۳ سورہ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مبارک پر عمل۔ اب آپ بھی اگر اپنے آپ کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور حقیقت میں آپ سچے عاشق ہیں تو غصے کو، ضد کو، اور نفسانیت کو چھوڑ کر اپنی ایمانداری کے ساتھ اس کتاب کے ایک ایک مسئلہ پر خالص دل سے غور کرنا اور پھر انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا کہ سچ کیا ہے میں آپ سے دولت نہیں مانگتا۔ صرف ایمانداری کے ساتھ انصاف مانگتا ہوں اور وہ بھی آپ کی بھلائی کے لئے کہتا ہوں کہ شریعت پر عمل کرو اور جہالت کو چھوڑ دو۔

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، اُس روز اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو منادی کرنے کا حکم فرمایا وہ منادی کرتا پھرتا تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا باہر جاکر تو دیکھ یہ کیسی آواز ہے؟ میں باہر آیا میں نے سنا کہ ایک شخص منادی کر رہا ہے خبردار ہو جاؤ آج سے شراب حرام کر دی گئی۔ میں نے یہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہا جاؤ جو شراب رکھی ہے اُسے پھینک دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُس روز مدینہ شریف کی تمام گلیوں میں شراب بہی بہی پھر رہی تھی۔

حوالہ:۔ (۱)۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۱۶۲۳ سورہ مائدہ کی تفسیر میں

(۲)۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰ حدیث ۳۸۷ باب ۱۸۵ باب الاشربہ

میرے محترم دوست! یہ لوگ تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے، جب سنا کہ آج سے شراب حرام کر دی گئی ہے تو جس کے ہاتھ میں تھی اس کے ہاتھ میں ہی رہ گئی اور جس کے ہونٹوں پر تھی اُس کے ہونٹوں پر ہی رہ گئی اور جس کے منہ میں تھی اُس کے منہ میں ہی رہ گئی حلق سے نیچے نہیں اتری حالانکہ یہ شراب ان اصحاب کو اس قدر پیاری تھی کہ اس کے گیت گائے جاتے تھے اور گھر میں شراب کے مشکوں کے مٹکے بھرے رہتے تھے۔ مگر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت کا اعلان کیا تو ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن کے گھروں میں شراب رکھی ہوئی تھی مشکوں کے مٹکے اوندھے کر دیئے اور تمام شراب پھینک دی۔ اس وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہتی پھر رہی تھی جیسے کہ برسات کا پانی گلیوں میں بہتا پھرتا ہے۔

قرآن مجید کے ساتویں پارہ میں سورہ مائدہ کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام اور اعمال شیطان سے ہیں۔ تم ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے اندر آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیئے اور خدا کی فرمانبرداری

Scanned by CamScanner

اور رسول کی پیروی کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ اور اگر منہ پھیرو گے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام شراب اور جوا اور گیہوں کی شراب اور شطرنج اور چوسر گانے بجانے کے آلات سب حرام کردیئے ہیں اور صرف مجھ پر صلوٰۃ وتر واجب فرمائی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ساتواں ۷ صفحہ ۱۵ سورۂ مائدہ کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کے دس متعلقات پر لعنت، خود شراب پر لعنت، پینے اور پلانے والے پر لعنت، بیچنے والے اور خریدنے والے پر لعنت، شراب کشید کرنے والے، شراب بنانے والے، شراب اٹھا کر لے جانے والے اور جس کی طرف لے جارہا ہو اس پر اور شراب کی قیمت کھانے والے، اُن سب پر لعنت۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۱۵ سورۂ مائدہ کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارے میں سورۂ نور کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اب جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہوجائے۔

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع رسول کے حکم کے خلاف کریں وہ سزایاب ہوں گے انسان کو اپنے اقوال و افعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور حدیثوں سے ملانے چاہئیں جو موافق ہوں اچھے ہیں جو موافق نہ ہوں مردود ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ صفحہ ۸۶ سورۂ نور کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

افسوس آج شراب کی بھٹیاں چل رہی ہیں تو مسلمانوں کی اور جوئے کے اڈے چل رہے ہیں تو مسلمانوں کے اور بت پرستی کے ٹھیکیدار ہیں تو مسلمان ہی اور دعویٰ کرتے ہیں محبت رسول کا۔

Scanned by CamScanner

کلمۂ طیّبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد اللہ کے رسول ہیں۔

یہ وہ کلمۂ پاک ہے جس کو صدق دل سے ایمانداری کے ساتھ جب کوئی شخص پڑھتا ہے تو کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ اس کلمۂ پاک کے پڑھنے سے پہلے مشرک تھا اب مسلمان ہو جاتا ہے پہلے جہالت میں تھا اب شریعت میں آجاتا ہے۔ پہلے گمراہ تھا اب ہدایت یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کلمۂ پاک کے پڑھنے والوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں کس قدر عزت تھی اور ہمارے دل میں اس کلمۂ پاک کے پڑھنے والوں کے لئے کتنی عزت ہے اس کا آپ خود ہی انصاف کر لینا۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپؐ نے فرمایا کہ اے معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ ایسا ہی کہا پھر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر (جہنّم کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں؟ تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت (جبکہ تم خبر کر دو گے) تو لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور شریعت پر عمل نہیں کریں گے) معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بخوفِ گناہ بیان کر دی (کیونکہ حدیث کو چھپانا بھی گناہ ہے)۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۴۵ حدیث ۱۲۴ کتاب العلم۔

Scanned by CamScanner

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱ حدیث ۱۸ باب ۹ کتاب الایمان
(۳) مشکوٰۃ شریف ، ۱ ص ۸۵ ، ۲۲ ایمان کا بیان -
(۴) مظاہر حق ، ۱ ص ۳۲ ، ، ،

حدیث ۱ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ان سب لوگوں میں سے زیادہ بہرہ مند (یعنی کامیاب) آپ کی شفاعت سے کون ہوگا؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مجھے خیال تھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا۔ اِس لئے کہ میں نے تمہاری حرص حدیث (کے دریافت کرنے) پر دیکھ لی۔ سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے یا خالص جی سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ دے۔

حوالہ :- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ ص ۳۴ حدیث ۹۹ کتاب العلم

حدیث ۲ :- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چُن کر الگ کر دے گا اور اس پر ننانوے ۹۹ دفتر گناہوں کے کھول دے گا ہر دفتر اتنی اتنی دور تک ہوگا جتنی دور تک نگاہ جاتی ہوگی۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا کیا ان میں سے تجھے کسی (گناہ) سے انکار ہے۔ یہ تیرے سامنے تیرے نامۂ اعمال ہیں ان کو دیکھ لے کیا میرے لکھنے والے محافظوں (یعنی کراماً کاتبین) نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے۔ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار (جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک لکھا ہے) پھر ارشاد ہوگا اچھا تیرا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار (میرا کوئی عذر نہیں) پھر فرمان الٰہی ہوگا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یہ بالکل یقینی (بات) ہے کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اتنے میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا کہ اپنی میزان کے پاس حاضر ہو۔ وہ عرض کرے گا الٰہی! بھلا ان دفتروں

کے مقابلے میں اس پرچے کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں آج تجھ پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا اور رکھتے ہی دفتروں والا پلڑا اونچا ہو جائے گا اور پرچہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھی بھاری نہیں ہوتی۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۴۹۹ کتاب الایمان۔

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۹۵۲ حدیث ۴۲۹۷ پرہیزگاری کا باب۔

(۳) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۱۳ سورۂ انبیاء کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں پھر یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسول ہوں جو شخص ان دونوں باتوں پر سچا اعتقاد رکھتا ہو اور خدا کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کسی قسم کا شک اور شبہ اُس کو نہ ہو وہ مرنے کے بعد ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مختصر)

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹ حدیث ۱۵ باب ۹ کتاب الایمان۔

حدیث:- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے خدا کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مان لیا اُس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱ حدیث ۱۹ باب ۹ کتاب الایمان۔

اے عزیز دوست میرے! ایمان کے ساتھ ساتھ شریعت پر عمل کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور جو لوگ عمل سے غافل ہوتے ہیں تو ایسے لوگوں میں گمراہی اور بے دینی پھیل جاتی ہے۔ شیطان کے پھندے میں غافل لوگ ہی پھنستے ہیں۔

جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اُن سے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

تو دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کے لئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں میں جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ لینے پر قناعت کرلی ہے حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا، ایمان نہ مقبول ہوگا اور نہ مفید جب تک تو معصیتوں اور لغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا۔ اگر نماز، روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑے گا تو وحدانیت و رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص۳۱ مجلس ۲۔

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورہ آلِ عمران کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو شخص اسلام کے سوا اور دین کو تلاش کرے اس کا وہ دین قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

حدیث:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرتے وقت میری رسالت کی گواہی اور خدا کی واحدانیت کا صدق دل سے اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف ص۵۳۶ حدیث ۳۷۹۶ باب الذکر۔

کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود سمجھو اور اسی کی عبادت کرو بغیر عبادت کے اللہ کو ہم اپنا معبود کس منہ سے کہہ سکتے ہیں اس لئے بندہ پر معبود کی عبادت ضروری ہے۔ دوسرا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول جانے یعنی رسالت کی گواہی دے، آپ کی شریعت پر عمل کرے، یہ آپ کی رسالت کی عملی گواہی ہے۔

Scanned by CamScanner

مسلمان کو مسلمان سمجھنے کی حد

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم انکی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگر توبہ کرلیں، نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو بیشک انکے راستے چھوڑ دو ستاؤ نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی جیسی آیتوں سے دلیل لی تھی کہ لڑائی اس شرط پر حرام ہے کہ اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام کے واجبات بجا لائے۔ اس آیت میں ارکانِ اسلام کا ترتیب وار ذکر فرمایا ہے۔ اعلیٰ پھر ادنیٰ۔ پس شہادت کے بعد سب سے بڑا رکن اسلام میں نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ نماز کے بعد زکوٰۃ جس کا نفع فقیروں، مسکینوں، محتاجوں کو پہنچتا ہے اور مخلوق کا زبردست حق جو انسان کے اوپر ہے وہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صہ ۳۲ سورۂ توبہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں اللہ تعالیٰ احکام کو کھول کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ سمجھ سکیں۔

میرے عزیز دوست! جو لوگ کفر اور شرک سے توبہ کرلیں اور نماز کے بھی پابند ہو جائیں اور ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی دیتے رہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہائے رے ہندوستان کی جہالت! آج تو کفر و شرک کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں، شریعت پر عامل ہیں، کفر و شرک اور بدعتوں

Scanned by CamScanner

سے بچے ہوئے ہیں اُن کو اسلام سے خارج اور وہابی سمجھتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیں۔ پس جب یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنا خون اپنا مال بچالیں گے۔ سوائے اسلامی حق کے (یعنی قصاص، دیت وغیرہ لی جائے گی) باقی اندرونی حساب اس کا اللہ کے حوالے ہے۔

حوالہ :۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۱۱ حدیث ۲۴ کتاب الوحی۔
(۲) مشکوٰۃ شریف " " صفحہ ۱۳ " صفحہ ۱ ایمان کا بیان۔
(۳) مظاہر حق " " صفحہ ۲ " "

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرالے کیوں کہ وہاں (یعنی قیامت کے دن) روپیہ اشرفیاں نہ ہوں گی اس سے پہلے کہ اُس کی نیکیاں اُس کو دلائی جائیں اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو اُس کے گناہ اُس پر لادے جائیں گے۔

حوالہ :۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۷ صفحہ ۳۳۲ حدیث ۱۴۵۰ کتاب الرقاق

میرے عزیز دوست! جب تیری نیکیاں اس شخص کو دلائی جائیں گی جس پر تو نے ظلم کیا تھا۔ اُس کی غلیبت کرتا تھا۔ لہابی وہابی کہہ کر گالیاں دیتا تھا۔ اُس دن تجھے یہ ساری باتیں یاد آئیں گی اور اگر تیرے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس شخص کے گناہ تجھ پر لاد دیئے جائیں گے۔ تیری ہدایت کے واسطے کلام مجید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی کام نہ دے سکیں تو تو ہی سوچ کر تیری جہالت تجھے کہاں تک لے گئی ہے۔

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے رشتہ اور دوستی کے ناطے نہ توڑا کرو اور نہ کوئی ایک دوسرے سے بھاگو اور نہ آپس میں دشمنی رکھو (تم) سب کے سب آپس میں اللہ کے بندے

Scanned by CamScanner

اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات اور گفتگو کرنا تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۳ صفحہ حدیث باب آداب و صلہ۔
(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ، باب الاعتصام۔

اے میرے عزیز دوست! یہ ہے شریعت جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ اب ہماری جہالت کو دیکھئے کہ باپ اور بیٹے میں جدائی اور جھگڑے، دو بھائیوں میں جدائی اور جھگڑے، ماں اور بیٹی میں جدائی اور جھگڑے، خاوند اور بیوی میں جدائی و جھگڑے۔ جہاں دیکھو وہاں پر یہی بات چل رہی ہے کہ یہ وہابی ہو گیا ہے، یہ دین سے پھر گیا ہے، اس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے، ارے نادان! اگر اس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے تو تجھے تو کچھ نقصان نہیں تو بیچارے اس غریب کو کیوں گالیاں دیتا ہے اور کیوں رشتے ناطے توڑنے کی دھمکیاں دیتا ہے۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُس کو چاہیے کہ اپنے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ملائے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ صفحہ ۴۳۹ حدیث کتاب الادب۔

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری (طرح) نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے تو تم اللہ کی خیانت اُس کے ذمہ میں نہ کرو۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ صفحہ ۱۴۳ حدیث کتاب الصلوٰۃ۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۸۲ حدیث ۱۳ ایمان کا بیان۔
(۳) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۸

میرے عزیز دوست! اگر شریعت پر عمل کرنا ہو تو مہربانی کر کے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مان لو۔ آپ کے سامنے کلام مجید کی آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں اور اگر آپ پر نفسانیت سوار ہے اور جہالت ہی پر اڑے رہنے میں آپ کو لطف و مزہ آتا ہے تو آپ جانیں۔ ہمارا کام تو صرف سمجھانا ہے، ہدایت کا دینا تو صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

حدیث:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں کا ایک ذمہ ہے ان میں کا ادنےٰ شخص بھی اُس کی پیروی کر سکتا ہے پس جو شخص کسی مسلمان بھائی کی آبرو ریزی کرے اُس پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول ہوگی نہ فرض (مختصر)

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲، پارہ ۱۲، صفحہ ۱۱، حدیث ۲۹۳ باب الجہاد۔

اے دوست! اپنے آپ کی فکر کر اور شریعت کا عامل بن جا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی فکر کرتے پھریں اور آپ خود ہی غفلت میں رہ جائیں۔

سلام کا جواب

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا اُن ہی الفاظ کو لوٹا دو۔

حدیث:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ پسندیدہ حقوق ہیں:۔

(۱) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرنا۔

(۲) کوئی مسلمان دعوت کرے تو اس کو قبول کرنا۔

Scanned by CamScanner

(۳) کسی مسلمان کو چھینک آئے تو اس کا جواب دینا۔

(۴) کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا۔

(۵) کوئی مسلمان مرجائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا۔

(۶) اور ہر مسلمان کے لئے اُس چیز کو پسند کرنا جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہو۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص۱۱۸ حدیث ۵۹۵ آداب کا بیان۔

(۲) دارمی شریف ص۴۹۵ حدیث ۲۶۰۲ باب ۳۳۵ اجازت کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۹۸۱ حدیث ۴۳۱۱ کتاب الآداب۔

(۴) مظاہر حق جلد ۴ ص۳۶ سلام کے بیان میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا سلام کرے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی سلام کریں زیادہ آدمیوں کو۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص۲۱۱ حدیث ۹۳ باب ۲۵۳ کتاب السلام۔

(۲) مشکوٰۃ شریف 〃 ۲ ص۹۸۰ 〃 ۴۳۰۱ آداب کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص۳۶ سلام کا بیان۔

حدیث:- حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب آدمیوں کی کوئی جماعت گزرے اور ان میں سے ایک کسی آدمی یا جماعت کو سلام کرے تو یہ سلام ساری جماعت کی طرف سے کافی ہے اور اسی طرح اگر کسی جلسے میں صرف ایک آدمی کسی کے سلام کا جواب دیدے تو یہ سلام سارے مجمع کی طرف سے کافی ہے۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۹۸۲ حدیث ۴۳۱۶ آداب کا بیان۔

(۲) مظاہر حق 〃 ۴ ص۵۰ سلام کا بیان۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے ملاقات نہ کرے جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہا اور اس

Scanned by CamScanner

عرصہ میں وہ مر گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ حدیث ۴۷۸۸ ترک ملاقات کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۵۵

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی مسلمان کو یہ امر جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے ناراض رہے اور اس سے ملاقات نہ کرے تین دن گذر جانے پر اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے جاکر ملے اور اس کو سلام کرے۔ اگر وہ سلام کا جواب دیدے تو (مصالحت) کے اجر میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ ملاقات کے گناہ سے بری ہوگیا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ حدیث ۴۷۸۶ ترکِ ملاقات کا بیان۔
(۲) مظاہر حق ” ۴ صفحہ ۱۵۵

میرے عزیز دوستو! آپ نے دیکھا بھی ہے کہ جہالت انسان کو کہاں تک لے جاتی ہے آج ہندوستان میں اکثر جگہ پر ایسے لوگ بھی ہیں جو سلام کا جواب بھی نہیں دیتے اور سلام کرنے والے سے مُنھ پھیر لیتے ہیں۔ اب سنیئے اِس بارے میں فقہائے کرام کا فتویٰ۔

سلام کرنا سنّت ہے اور جواب سلام کا واجب ہے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۵ کراہت کے بیان میں۔

اگر سلام کا جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا اِس لئے کہ سلام کا جواب دینا خدا کا حکم ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۴۳ سورہ نساء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

اپنے آپ کو دین کے پیشوا کہلانے والے بھی اکثر اس مصیبت میں مبتلا ہیں کہ بر سرِ عام واجب کو ترک کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں۔

6 **حدیث:**۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایماندار نہ بنو گے اور ایماندار اس وقت

تک نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جس پر عمل کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو وہ بات سلام کو رواج دینا ہے۔

حوالہ :- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۱ حدیث ۱۰۳ باب ۳۶ کتاب الایمان۔

(۲) ترمذی شریف " ۲ ص ۱۱ " ۵۳۷ ابواب الآداب۔

(۳) ابن ماجہ شریف ص ۲۳ " ۱۰ رائے کا بیان۔

(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۹۸ " ۴۳۰۰ آداب وسلام کا بیان۔

(۵) مظاہر حق جلد ۴ ص ۳۶ سلام کا بیان۔

ہندوستان کے بعض مسلمانوں کا اندھاپا تو دیکھئے نہ تو قرآن کریم کی آیتوں کو مانتے ہیں نہ حدیثوں کو اور نہ حنفی مسلک کی معتبر کتابوں کو پھر بھی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت سمجھتے ہیں۔

حدیث :- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے ملنا جلنا (اور بات چیت کرنا) تین ۳ دن سے زیادہ چھوڑ دے جب دونوں ملیں تو یہ ادھر منھ پھیر لے وہ اُدھر منھ پھیر لے۔ ان دونوں میں اچھا وہ آدمی ہے جو پہلے سلام کرے۔

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۳۷ حدیث ۱۸۳۱ باب الاعتصام۔

(۲) صحیح مسلم شریف " ۲ ص ۱۷۸ " ۸۵۳ باب ۲۹۴ آداب کا بیان۔

(۳) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ ص ۲۰ حدیث ۱۱۶۰ اجازت لینے کا بیان

حدیث :- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ سے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔"

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۹۸ حدیث ۴۳۱۳ آداب وسلام کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۵ سلام کے بیان میں۔

حدیث :- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ حدیث ۴۴۳۲ آداب وسلام کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۶ سلام کے بیان میں۔

سلام تو کیا خاک کریں گے جواب بھی نہیں دیتے۔ جاہل جیب بھرو پیر اور جاہل پیٹ بھرو مولوی اپنے مریدوں اور معتقدوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کو یا دیوبند کے عالموں کو یا ان کے چاہنے والوں کو تم لوگ سلام کروگے یا جواب دوگے تو کافر ہو جاؤگے، جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔؟

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جب تم میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیکم کہتے ہیں (یعنی تم پر موت ہو) تم جواب میں (صرف) وعلیکم کہدیا کرو (یعنی تم پر ہو)۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۳۲۱ حدیث ۱۸۱۸ مرتد کے بیان میں۔
(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ حدیث ۱۱۵۳ سورۂ مجادلہ کی تفسیر۔

ترمذی شریف کی اسی روایت میں یہ لکھا ہے کہ جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو جواب میں یوں کہو۔ علیك ما قلت (تجھ پر ہو جو تو نے کہا)۔

اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ کلمہ اس وقت کہے جبکہ وہ سلام کے علاوہ کوئی برا کلمہ کہے ورنہ اس کے سلام کا جواب سلام ہی سے دینا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ سلام کا جواب سلام ہی سے دینا چاہیئے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف علیك کہنا چاہیئے، واللہ اعلم بالصواب۔

اب دیکھئے حنفی مسلک کے علماء دین کیا فرماتے ہیں:۔

ذمیوں اور کفار کو جواب سلام دینے میں مضائقہ نہیں۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۶ کراہت کا بیان۔

یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کریں تو اس کا جواب دینے میں مضائقہ نہیں۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۹ باب الحظر۔

Scanned by CamScanner

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی سلام کرے اسے جواب دو چاہے وہ مجوسی ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صـ ۲۳ سورۂ نسا کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارے میں سورۂ نور کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے والوں کو سلام کر لیا کرو یہ دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے خدا کی طرف سے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جب تم گھروں میں جاؤ تو خدا کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہا کرو (میں نے تو آزمایا ہے کہ یہ سراسر بابرکت ہے) اور ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تم میں سے جو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ صـ ۸۳ سورۂ نور کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

اے میرے عزیز دوست! بعض نفس پرست مسلمان ایسے بھی ہیں جو مسلمان بھائیوں کو آپس میں ملنے جلنے سے اور بات چیت کرنے سے بھی روکتے ہیں۔ سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے سے بھی منع کرتے ہیں حالانکہ یہی روکنے والے دوسری قوموں سے غیر مسلموں سے بڑے مزے سے ملتے جلتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے بھی ہیں، بات چیت بھی کرتے ہیں بعض جگہ تو کھاتے پیتے بھی دیکھے گئے ہیں۔ غرضکہ دنیا بھر سے یہ مسلمان یارانہ اور دوستی کرتے پھریں گے لیکن اپنے مسلمان بھائیوں سے اس قدر دشمنی کہ سلام و کلام اور ملنے جلنے کی بھی ممانعت کرتے ہیں۔ یہ کوئی انصاف ہے۔

بعض جگہ بعض مولوی مسلمانوں کو اسقدر ڈراتے رہتے ہیں کہ اگر تم وہابیوں کو دیوبندیوں کو غیر مقلدوں کو تبلیغی جماعت والوں کو سلام کروگے یا سلام کا جواب دوگے تو تمہاری نکاح ٹوٹ جائے گی جہالت کی بھی حد ہوگئی ہے۔

Scanned by CamScanner

مسلمان کو کافر کہنے والا؟

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جو تم کو سلام علیک کرے (یعنی جو تم کو سلام کرے) تو تم اُسے نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

محلم بن جثامہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک چھوٹا سا لشکر اخسم کی طرف بھیجا جب یہ لشکر بطن اخسم میں پہنچا تو عامر بن اضبط اشجعی اپنی سواری پر سوار مع اسباب کے چلے آرہے تھے۔ پاس پہنچکر انہوں نے سلام کیا تو سب تو رک گئے لیکن محلم بن جثامہ نے کچھ آپس کی بناء پر (یعنی نفسانی جھگڑوں کی وجہ سے) اُس پر جھپٹ کر انھیں قتل کرڈالا اور اسباب لوٹ لیا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ عامر نے اسلامی طریقہ پر سلام کیا تھا لیکن زمانہ جاہلیت کی پہلی عداوت کے سبب سے محلم نے اُسے تیر مار کر ہلاک کرڈالا۔ محلم اپنی دونوں چادریں اوڑھے ہوئے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اِس اُمید سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعائے استغفار کردیں گے لیکن آپؐ نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے۔ یہاں سے یہ سخت نادم، شرمسار اور روتے ہوئے اُٹھے۔ اپنی چادروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ سات روز بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ مرگئے لوگوں نے اُن کو دفن کیا لیکن زمین نے اُن کی نعش باہر پھینک دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی سے نہایت ہی بدتر لوگوں کو زمین سنبھال لیتی ہے لیکن خدا کا یہ ارادہ ہے کہ وہ تمھیں مسلمان کی حرمت دکھائے چنانچہ اُن کی لاش کو پہاڑ پر ڈال دیا گیا اور اوپر پتھر رکھ دیئے گئے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ۳۳ سورۂ نساء کے تیرہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنے (مسلمان بھائی) سے کہا اے کافر تو (ان) دونوں میں سے ایک ایسا ہی ہوگا۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ ص ۲۳۳ حدیث ۱۰۳۱ ادب کا بیان۔
(۲) صحیح مسلم شریف " ۱ ص ۳۳ حدیث ۱۲۵ کتاب الایمان۔
(۳) ترمذی شریف " ۲ ص ۱۰۱ " ۴۹۷ ایمان کا باب۔
(۴) مشکوٰۃ شریف " ۲ ص ۹۹ " ۴۵۷۹ زبان کی حفاظت کا بیان۔
(۵) مظاہر حق جلد ۴ ص ۹۲

یعنی جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ واقعی کافر ہے جب تو کچھ حرج نہیں اور اگر وہ پکّا مسلمان ہے تو اُس کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

کسی کو برا کہنے کے بارے میں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کسی مسلمان کو بھی حقیر نہ سمجھو کہ حق تعالیٰ کے اسرار ان کے اندر بکھیر دیئے گئے ہیں، پس کیا پتہ ہے کہ کس کا قلب کب بارآور ہو کر دلی بن جائے۔"

حوالہ:- فیوض یزدانی ص ۱۱۹ مجلس ۲۰

میرے عزیز دوست! اگر کوئی شخص مرتے وقت کافر ہو کر مرا ہے تو وہ خدا کا بندہ ہے اور خدا اُس کا مالک ہے جو چاہے کرے ہمیں اُس میں کچھ دخل دینے کا اختیار نہیں ہے اگر مرنے والا پکّا مسلمان ہو کر مرا ہے تو بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اب مرنے والا اسلام پر مرا یا کفر پر مرا وہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پس کسی کو کافر کہنے سے چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

حدیث:- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا خدا کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۱۰۲ حدیث ۴۵۷۸ غیبت اور برائی کا بیان۔
(۲) مظاہر حق " ۴ ص ۹۲ آداب کا بیان۔

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کر دیئے جاتے ہیں (یعنی اس لعنت کو آسمان پر جانے کا راستہ نہیں دیا جاتا) پھر وہ لعنت زمین کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور زمین کے دروازے بھی اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہو (اور اس جانب بھی وہ راستہ نہیں پاتی) آخر وہ اس شخص یا چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر وہ لعنت کی اہل اور مستحق ہے تو اس پر ٹھہر جاتی ہے اور اگر وہ اہل و مستحق لعنت کا نہیں ہے تو لعنت کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۰۳ حدیث ۴۶۰۹ غیبت اور برائی کا بیان۔

(۲) مظاہر حق ۴ ص ۴۱۱ آداب کا بیان۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضمضم بن جوش یمامی سے کہا کہ اے یمامی! کسی شخص سے ہرگز یہ نہ کہنا کہ خدا تجھے نہ بخشے گا یا جنت میں داخل نہ کرے گا۔ یمامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت یہ باتیں تو ہم لوگ اپنے بھائیوں اور دوستوں سے بھی غصہ غصہ میں کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خبردار! ہرگز نہ کہنا سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں دو شخص تھے جن میں سے ایک تو عبادت میں بہت مستعد اور چست تھا اور دوسرا اپنی جان پر زیادتی اور گناہ کرنے والا تھا اور دونوں میں دوستانہ اور بھائی چارہ تھا۔ عابد بسا اوقات اس دوسرے کو کسی نہ کسی گناہ میں دیکھتا تھا اور کہتا رہتا تھا اے شخص (گناہوں سے) باز آ وہ جواب دیتا تو مجھے میرے رب پر چھوڑ دے کیا تو مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے؟ ایک مرتبہ عابد نے دیکھا کہ وہ پھر کسی گناہ کے کام کو کر رہا ہے وہ گناہ اسے بہت بڑا معلوم ہوا تو کہا افسوس! تو توبہ کر لے اس نے وہی جواب دیا تو عابد نے کہا خدا کی قسم خدا تجھے نہیں بخشے گا یا جنت نہیں دیگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روحیں قبض کر لیں۔ جب یہ دونوں خدا کے یہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار سے فرمایا۔ جا اور میری رحمت کی بنا

Scanned by CamScanner

جہنم بھی ہوگا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۱۸ صفحہ ۳۸ سورۂ نور کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ تھا اور لوگ اسے حمار (یعنی گدھا) کہتے تھے یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ نے اُس کو شراب پینے پر مارا بھی تھا پھر ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پکڑا ہوا آیا (کیونکہ اُس نے شراب پی تھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھر مارنے کا حکم دیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (یہ شراب پیا ہوا) لایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لعنت مت کرو۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳ پارہ نمبر ۲۷ صفحہ ۳۸۳ حدیث نمبر ۱۶۸۱ حدود کا بیان۔

شراب پینے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے، جوا کھیلنے والا، جیب کاٹنے والا، ڈاڑھی منڈانے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے، نماز نہ پڑھنے والا، روزے نہیں رکھنے والا، زکوٰۃ نہیں ادا کرنیوالا، بلکہ بیاج کھانے والا۔ یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں اور ایک پابند دین، شریعت پر عامل ہونے کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے، یہ جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے جو عادی بن چکے ہیں اور بدعت و شرک اور کفر میں سر سے لے کر پیر تک ڈوبے ہوئے ہیں وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور شریعت کی پابندی کرنے والے مسلمان کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ہوں گے، یہ شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ نہیں تو، اور کیا ہے؟

اکثر باتیں یا عمل ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر کفر کا فتویٰ ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ وہ فتویٰ صرف اس فعل پر ہوتا ہے نہ کہ انسان پر یعنی وہ کام کفر کا ہوتا ہے لیکن وہ کافر نہیں ہوتا۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۷۹ عقائد کے بیان میں۔

حدیث :- حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور ان لوگوں کے درمیان میں نماز کا عہد ہے جس شخص نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔

حوالہ :- ابن ماجہ شریف ص۷۳ حدیث ۱۰۸۰ ترک نماز کا بیان۔

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان صرف ترک نماز کا فرق ہے۔

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص۹۰ حدیث ۲۴۸۱ ایمان کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف	〃	۱	ص۶۱	〃	۱۲۰	〃 〃
(۳) مشکوٰۃ شریف	〃	۱	ص۱۵۳	〃	۵۲۱	〃 〃
(۴) مظاہر حق	〃	۱	ص۱۸۳			〃 〃

میرے عزیز دوست ! صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نماز کو قصداً چھوڑ دینا کفر ہے۔ اللہ کے کلام میں بھی یہی ہے۔

قرآن شریف کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورۂ روم کے چوتھے ۴ رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- قائم رکھو نماز کو اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے۔

نماز پڑھنا مومن کی عادت ہے اور نماز نہیں پڑھنا مشرکوں کی عادت ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مومن بنو مشرک نہ بنو۔ ایک میان میں دو ۲ تلواریں نہیں رہ سکتیں ایک ہی تلوار رہے گی اسی طرح دو عادتوں میں سے کوئی ایک عادت رہ سکتی ہے یا تو نماز پڑھ کر مومن بنے یا تو نماز کو چھوڑ کر مشرک بنے۔

حدیث :- حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک اور اسلام میں فقط نماز کا فرق ہے۔ لہٰذا جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے شرک کیا۔

حوالہ :- ابن ماجہ شریف ص۷۳ حدیث ۱۰۸۰ ترک نماز کے بیان میں۔

Scanned by CamScanner

حدیث ۱ :- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہوا۔

حوالہ :- مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۱۵۳ حدیث ۵۲۵ نماز کے بیان میں۔
(۲) مظاہر حق " ۱ صـ ۱۸۳

حدیث ۱ :- حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اور کافر کے درمیان میں نماز سے فرق ہوتا ہے۔

حوالہ :- ابن ماجہ شریف صـ ۱۷۳ حدیث ۱۰۹۰ ترک نماز کے بیان میں۔

مگر آج ہزاروں مسلمان ایسے موجود ہیں جو نماز نہیں پڑھتے ہیں لیکن ہم انھیں کافر نہیں کہتے کیونکہ ان کی آخرت کا حال خود خدا جانتا ہے ہمیں کیا معلوم کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔

حدیث ۱ :- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پر اس چیز میں نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن کو کافر کہنا وہ بھی اس کے قاتل کی طرح ہے اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو اُسی چیز سے عذاب دے گا جس سے اُس نے خودکشی کی ہوگی۔

حوالہ :- ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۱۰۱ حدیث ۴۹۶ ابواب الایمان۔

کسی کو کافر کہنے کے مسائل میں مختار یہ ہے کہ کہنے والے نے اگر اس کو برا کہنے کی نیت سے (کافر) کہا اور اسے کافر اعتقاد نہیں کیا ہے تو (کہنے والا) کافر نہیں ہے اور اُس کو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کے ساتھ اس کو (کافر) کہا تو (کہنے والا) خود کافر ہے۔

حوالہ :- فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صـ ۵۵۵ مرتد کا باب۔

ننانوے ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایسا ہو کہ جس سے کفر کی نفی ہوتی ہے تو مفتی اور قاضی کے لئے یہی اولیٰ ہے کہ اسی احتمال پر عمل کرے جس سے کفر لازم نہیں آتا۔

حوالہ :- عین الہدایہ جلد ۱ صـ ۲۰ مقدمہ میں۔

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے اسلام کی اچھائی اور عمدگی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ فضول (باتوں کو) اور لغو یعنی بیکار چیزوں کو ترک کردے۔

حوالہ :- ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹ حدیث ۱۸۰۱ زہد کا بیان۔

ہمارے ہندوستان میں بعض جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ اپنے دین کی اچھائی اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو کافر کہیں اور لوگوں کی زبان سے کافر کہلوائیں۔ گالیاں اور طعنے دیں، دوسروں کا مذاق اڑائیں، ان کی بے عزتی کریں، ان کی آبرو ریزی کریں، ان پر لوگوں کو ہنسائیں، ان کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیں، ان کے وعظ بند کرائیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے

قرآن شریف کے دوسرے پارے میں سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- جو کافر اپنے کفر میں ہی مرجائیں ان پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

جو لوگ کفر کریں اور توبہ نصیب نہ ہو اور کفر ہی کی حالت میں مرجائیں ان پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہ لعنت ان پر چپک جاتی ہے اور قیامت تک ساتھ رہتی ہے اور پھر دوزخ کی آگ میں لے جائے گی اور عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہے گی، نہ تو عذاب میں کمی ہوگی اور نہ اس سے پناہ ملے گی بلکہ ہمیشہ کے لئے سخت سے سخت عذاب ہوتے رہیں گے۔

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۵ سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کافر کو ٹھہرایا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

پھر اُس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا پھر فرشتے پھر تمام لوگ ۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۱ سورہ بقرہ کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں ۔

کافروں پر لعنت بھیجنے کے مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے مگر کسی متعین کافر (یعنی کسی ایک کا نام لے کر) لعنت بھیجنے کے بارے میں علماء کرام کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جائز نہیں اس لئے کہ اُس کے مرنے کی خبر کسی کو نہیں (کہ مسلمان ہو کر مرے گا یا کافر ہو کر مرے گا)

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۶ سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں ۔

کسی کافر کو اے کافر یا اے فاسق اے مشرک کہنا مکروہ ہے ۔ اگر اُس کو گراں ہو ۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۸۶ کراہت کا باب ۔

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا ۔

ہمارے حنفی مسلک میں کافر کو بھی اے کافر کہنا منع ہے تو پھر ایک مسلمان کو کافر کہنا اور لوگوں سے کہلوانا کیسے جائز ہوگا ۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ فساد، بغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے ہیں، اپنی پیٹ بھرائی کے لئے دوسروں کو لہابی، وہابی، بدعتی، گمراہ، کافر، غیر مقلد وغیرہ وغیرہ کہتے پھرتے ہیں ۔ ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں ۔ ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا ۔ اور جہاں پر اُن کے وعظ ہوتے ہیں وہاں پر سوائے آگ لگانے کے اور لوگوں کو لڑانے کے علاوہ کچھ بھی نصیحت نہیں ہوتی ۔ اُن کی دی ہوئی بُری تعلیم کی وجہ سے اُن کے جاہل مُرید اور جاہل مقتدی بر سرِ عام یعنی کھلم کھلا حق پرستوں کو فاسق، فاجر، کافر، مُرتد، گمراہ، بے دین، وہابی، ٹھہرا، پھرا ہوا کہہ کر اسلام سے خارج کر دینے کو دینی کام اور آخرت کے لئے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان نفس پرستوں کو ہدایت دے ۔ اور اگر ان لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے فتنوں سے بچائے ۔ آمین !

قرآن کریم کے آٹھویں پارہ میں سورۂ انعام کے تیرہویں ۱۳ رکوع میں آیت نمبر ۱۰۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں (یا پوجتے ہیں) اُن کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے سمجھے بوجھے بُرا نہ کہہ بیٹھیں۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی مصلحت کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے خود خداوند کریم ان کو بُرا کہنے سے منع فرما رہا ہے جو خدا کے مدمقابل پوجے جا رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ بتائی کہ تم لوگ اُن کو بُرا نہ کہو اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہبی تعصب میں آکر (معاذ اللہ) کہیں خدا کو بُرا نہ کہہ بیٹھیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر تم انھیں بُرا نہ کہو گے تو ممکن ہے کہ وہ تمہاری بات سنیں اور ان کی ہدایت کا کوئی ذریعہ بن جائے اور جب بات نہیں سنیں گے تو ہمیشہ کے لئے ہدایت سے محروم رہ جائیں گے تو گویا ان کی گمراہی کی دلیل خود ہم ہی بنے۔ جب بتوں کو بُرا کہنا منع ہے تو کسی مسلمان کو کافر کہنا اور کہلوانا کہاں کی ایمانداری ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا الٰہی! ابوسفیان پر لعنت بھیج۔ الٰہی! حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ الٰہی! صفوان بن امیہ پر لعنت بھیج۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ حدیث ۹۹۳ سورۂ آل عمران کی تفسیر میں۔

یہ بات جنگ احد کے دن کی ہے۔ اُس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چوٹ بھی لگ گئی تھی، دانت مبارک بھی شہید ہو گیا تھا۔ اس وقت ان تینوں آدمیوں کا نام لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! تمہارے اختیار میں کچھ نہیں خدا چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے چاہے تو عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لعنت کرنے سے روک دیا۔

قرآن شریف کے سترہویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ: اور ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کو زیبا نہیں کہ کسی پر لعنت بھیجیں کیونکہ اگر میں چاہوں تو ان کی توبہ قبول کرلوں اور چاہوں تو عذاب کردوں کیونکہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، ظلم کر رہے ہیں، سچوں کا سامنا کرتے ہیں، لڑتے ہیں اور آپ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ [illegible] حدیث [illegible] کی شرح میں اور سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۲۸ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جن جن لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر لعنت فرمائی تھی وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا یعنی پکے مسلمان اور مومن ہو کر دنیا سے رحلت فرمائی۔

یہ تینوں شخص مشرک تھے اور مشرکینِ مکہ کے سردار تھے، دین کے دشمن تھے، حق پرستوں سے لڑ رہے تھے، باطل پرستوں کا ساتھ دے رہے تھے، جنگِ احد والے دن لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا تھا اس کے علاوہ اور بھی زخم لگے ہوئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اوپر آنے والی آیتیں نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت کرنے سے روک دیا تو ہم ہماری اور آپ کی کیا ہستی ہے کہ ایک دوسرے کو دنیاوی جھگڑوں کی وجہ سے مذہب کو آڑ بنا کر کافر کہتے پھریں، بہتر یہی ہے کہ ہم ایسی باتوں سے رُک جائیں اور توبہ کرلیں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے کیا خبر کہ (جس پر ہنستے ہیں) وہ ان (ہنسنے والوں) سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا خبر کہ وہ اُن سے بہتر ہوں نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو، ایمان کے بعد گنہگاری بُری بات ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔

Scanned by CamScanner

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے لعنت کرنے سے روک دینے کے بعد اب ایمان والوں کی طرف مخاطب ہو کر تاکید فرما رہا ہے کہ مردوں کو مردوں پر نہیں ہنسنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جن پر ہنسا جا رہا ہے وہ ہنسنے والوں سے اللہ کے نزدیک اچھے ہوں اور عورتیں دوسری عورتوں پر بھی نہ ہنسیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہنسنے والی عورتوں سے وہ عورتیں اچھی ہوں۔ جن پر ہنسا جا رہا ہے۔ اور نہ کسی کے اوپر کسی قسم کا ٹائیٹل لگاؤ اور کسی کو بُرے نام سے بلاؤ کیونکہ ایمان لانے کے بعد یہ باتیں آپ کو زیبا نہیں دیتیں۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہم نے لعنت کرنے سے روک دیا اور آپ صاحبان ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں اس لئے آپ کو بھی زیبا نہیں دیتا کہ کسی دوسرے پر لعن طعن کریں یا بُرے القاب سے پکاریں اور اگر اس ہدایت کو نہیں مانو گے تو پھر تمہاری گنتی ظالموں میں ہوگی ایمانداروں میں نہیں۔ ایمانداری تو اس وقت مانی جائے گی جب ہماری ہدایت کو مان لو۔

ایک دوسرے کو طعنہ دینے سے اور ٹائیٹل لگانے سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم جن کو غلط سمجھ رہے ہیں وہ صحیح طریقے پر ہوتے ہیں اور غلط سمجھنے والے خود ہی غلطی پر ہوتے ہیں اور ان کو پتہ تک نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ہمارے ہندوستان میں ایک جماعت نے ایک جماعت کو کہا وہابی۔ اب جن کو وہابی کہا گیا تھا انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ تو بہت ہی اچھا نام ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ الْوَہَّابِ۔ اللہ کا نام ہی وہاب ہے تو ہم تو اللہ والے ہیں اور ہمیں اللہ والا کہا جا رہا ہے۔ ان الفاظ سے جن کو وہابی کہا گیا تھا وہ صاحبان چڑھے نہیں، تو چڑھانے والی جماعت نے وہابی کہنا چھوڑ دیا اور ۲۳ نمبر کہنے لگے کیونکہ وہابی کے عدد ۲۳ ہوتے ہیں۔ و(۶) ہ(۵) ا(۱) ب(۲) ی(۱۰) وہابی میں پانچ حروف ہیں اور ان پانچ حروف کے عدد ۲۳ ہوتے ہیں۔ لیکن اب اس اتفاق کو کیا کریں کہ کلمہ پاک کے حروف بھی ۲۳ ہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ــــــ ۲۳

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بارہ حرف ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی بارہ حرف ہیں۔ اور سال کی گنتی کے لئے اللہ تعالٰے نے مہینے بھی بارہ بنائے ہیں اور مہینوں کی گنتی کے لئے اللہ تعالٰے نے رات اور دن بنائے ہیں اب رات کی ساعتیں بھی بارہ ہیں اور

Scanned by CamScanner

دن کی ساعتیں بھی بارہ بنائی ہیں۔ رات دن دونوں کو ملائیں تو چوبیس ۲۴ ساعتیں ہوتی ہیں جن کو چوبیس ۲۴ گھنٹے بھی کہتے ہیں، چوبیس ۲۴ کلاکیں بھی کہتے ہیں۔ میرے محترم چوبیس کے دائرے سے آپ باہر نکل ہی نہیں سکتے۔ چوبیس ۲۴ کے دائرے میں رہ کر چوبیس کی مخالفت کرنا جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

اے عزیز دوست میرے! اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دے جس کو چاہے گمراہ کرے ہم کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر ہم خود حق پر ہیں تو ہمارا کام ہے دوسروں کو نصیحت کرنا۔ بیچارے غریب ان پڑھ اور بھولے بھالے مسلمان کو آپس میں لڑانا، گالیاں دینا اور دوسروں سے دلوانا یہ ہمارا کام نہیں ہے۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ نفرت اور عداوت اللہ تعالیٰ کو اُس آدمی سے ہے جو بڑا جھگڑالو ہو۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ حدیث ۸۳۵ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۹ صفحہ ۵۵۲ حدیث ۲۲۹۶ قصاص کا بیان۔

میرے دوستو! جھگڑنا بند کردو۔ یہ جو ہندوستان میں بعض لوگوں کی طرف سے کفربازی کے فتوؤں کے مشین گن چل رہے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اصل بات اُن لوگوں کی نفسانیت ہے اور پیٹ بھرائی کے دھندے ہیں۔

''اگر کسی یہودی یا مجوسی سے کہا کہ ''اے کافر'' تو گنہگار ہوگا اگر اس پر (اس کا کہنا) گراں گزرے''

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ کراہت کا بیان۔

میرے عزیز دوست! کافر کا لفظ ایسا بُرا ہے کہ اگر کافر کو بھی اے کافر کہہ کر بلایا جائے تو یقیناً اُسے بھی بُرا معلوم ہوگا۔ اس لئے کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے کیونکہ کسی بھی انسان کے مرتے دم کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایمان پر مرا ہے یا کفر پر مرا ہے۔

یہ ساری آیات شریفہ اور احادیث کریمہ، معتبر کتابوں کے فتوے آپ کے سامنے ہیں،

7

Scanned by CamScanner

اب آپ خود ہی انصاف سے فیصلہ کریں کہ ایک مسلمان کو کافر کہنا اور لوگوں سے جبراً کسی کو کافر کہلوانا اور جو کافر نہ ہو اس کو بھی کافر سمجھنا کس قدر جہالت ہے۔

سُوءِ ظن اور غیبت

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ تم کو اس سے گھن آئے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو بدگمانیوں سے اور تہمت دھرنے سے اور اپنوں اور غیروں کو خوفزدہ کرنے سے اور خواہ مخواہ کی دہشت دل میں رکھ لینے سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ بسا اوقات اکثر اس قسم کے گمان بالکل گناہ ہوتے ہیں پس تمہیں اس میں پوری احتیاط چاہیے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صفحہ ۸۳ سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

یعنی جس بات کا علم نہ ہو اس میں زبان نہ ہلاؤ۔ بے علم کے کسی کی عیب جوئی اور بہتان بازی نہ کرو۔ جھوٹی شہادتیں نہ دیتے پھرو، بے دیکھے نہ کہہ دیا کرو کہ میں نے دیکھا۔ نہ بے سنے

Scanned by CamScanner

سُننا بیان کرو۔ نہ بے علمی پر اپنا جاننا بیان کرو۔ کیونکہ ان تمام باتوں کی جواب دہی خدا کے ہاں ہوگی غرض وہم وخیال اور گمان کے طور پر کچھ کہنا منع ہو رہا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صـ۴۳ سُورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

اے وہ لوگو! جن کی زبانیں تو ایمان لا چکی ہیں لیکن دل ایماندار نہیں ہوئے تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنا چھوڑ دو اور اُن کے عیبوں کی کرید نہ کیا کرو۔ یاد رکھو اگر تم نے اُن کے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پوشیدگیوں کو ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ تم اپنے گھرانے والوں میں بھی بدنام اور رُسوا ہو جاؤ گے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صـ۹۳ سُورۂ حجرات کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ اِس لئے کہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے اور کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ جاسوسی نہ کرو۔ اور کسی کے سودے کو نہ بگاڑو (یعنی چیز کے لینے کا ارادہ نہ ہو اور خواہ مخواہ کسی کے سودے پر سودا کرنے لگو) اور آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ اور خدا کے سارے (مسلمان) بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپس میں حرص نہ کرو۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صـ۴۲۳ حدیث ۴۷۷۹ ترکِ ملاقات کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صـ۱۵۲

(۳)۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ صـ۲۳۶ حدیث ۹۹۹ آداب کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسُول خوب جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ ذکر کرنا اپنے مسلمان بھائی کا ایسی باتوں کے ساتھ جو اُس کو بُری معلوم ہوں (غیبت ہے) پوچھا گیا اگر میرے بھائی کے اندر وہ بُرائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تب بھی اُس کو غیبت کہا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اُس کے اندر وہ بُرائی موجود ہو جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تو نے اُس کی غیبت کی اور اگر وہ بُرائی اُس میں موجود نہ ہو تو پھر

Scanned by CamScanner

تو نے اُس پر بہتان لگایا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۳۵ حدیث ۴۵۹۹ غیبت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۳۵

• • • •

سوءِ ظن انسان کو کہاں لے جاتا ہے اُس پر آپ غور کریں۔ ابلیس عبادت کے ذریعہ سے فرشتوں کے زمرے میں آگیا تھا اور اُس کا نام عزازیل علیہ السلام تھا۔ جب اُس نے آدم علیہ السلام کو حقیر سمجھا تو فرشتوں کے زمرے سے خارج کر دیا گیا اور لعنت کا طوق اُس کے گلے میں پڑ گیا اور ابلیس کا لقب لگ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے انصاف کی دھوم رہتی دنیا تک رہے گی اُن کو شہید کرانے والا یہی ظن تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں بیاہی گئی تھیں اور جیتے جی جن کے لئے جنت کی بشارت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اُن کو شہید کرانے والا یہی ظن تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کے فضائل و مناقب سے کون واقف نہیں ہے اُن کو بھی شہید کرانے والا یہی ظن تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہادت کا جام پلانے والا یہی ظن تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو معرکۂ کربلا میں شہید کرانے والا یہی ظن تھا۔ جب ایک انسان دوسرے کسی انسان کو حقیر اور بُرا سمجھنے لگتا ہے تو وہ خود کتنی تباہی تک پہنچ جاتا ہے اِس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ آپ صاحبان ظن سے بچو اور کسی کی عزت لینے کے لئے جاسوس نہ بنو اور غیبتیں نہ کرو۔

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ ہُمَزَہ کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہو۔

حدیث: حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غیبت زنا سے بدتر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے بُری کیونکر ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر زانی توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ

اُس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو خدا نہیں بخشتا جب تک کہ وہ شخص اُس کو معاف نہ کر دے جس کی اُس نے غیبت کی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۰ حدیث ۴۶۳۰ غیبت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۰۱

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ جب مجھ کو اوپر لے گیا (یعنی معراج میں) تو وہاں میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور اُن ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھروچ لیتے ہیں میں نے پوچھا جبرئیل علیہ السلام سے یہ کون لوگ ہیں اُنہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور اُن کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ حدیث ۴۷۹۶ ترکِ ملاقات میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۵۸

حدیث:۔ حضرت مستور رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی بُرائی اور غیبت کر کے ایک لقمہ کھائے (یعنی اس ذریعے سے رزق حاصل کرے) اللہ اُس کو اُس لقمہ کی مانند دوزخ کی آگ کھلائے گا۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ حدیث ۴۷۹۵ ترکِ ملاقات میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۵۸

حدیث:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور پھر وہ اُس کو چھپائے تو اُس کو اُس کا ثواب اُس شخص کے برابر ہوگا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچالیا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۸ حدیث ۴۷۳۸ شفقت و رحمت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۳۹

حدیث:۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی کو اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھانے یعنی غیبت کرنے سے غائبانہ یعنی

Scanned by CamScanner

اُس کی عدم موجودگی میں روکے تو خدا پر اُس کا حق ہے کہ وہ اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ حدیث نمبر ۴۷۳۵ شفقت و رحمت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۳۹

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پیر اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر بندے کی بخشش کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور صرف وہ لوگ اِس بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں جو کسی مسلمان سے کینہ اور عداوت رکھتے ہیں اور فرشتوں سے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو دو دن کی مہلت دیدو تاکہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ حدیث نمبر ۴۸۸۰ ترکِ ملاقات میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۳ آداب میں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص خدا کی حدود میں سفارش کر کے حائل ہو (یعنی خدا کی حدود کے نفاذ میں اپنی سفارش سے حائل ہو) اُس نے خداوند تعالیٰ سے ضد کی اور جو شخص کسی ناحق یا جھوٹی بات میں جھگڑا کرے اور وہ اُس کے حق ہونے سے واقف ہو وہ ہمیشہ خدا کے عذاب میں رہتا ہے جب تک اُس سے باز نہ آجائے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی نسبت ایسی بات کہے جو اُس میں نہیں پائی جاتی وہ اُس وقت تک دوزخیوں کی پیپ اور کیچڑ اور خون میں رہے گا جب تک اُس سے توبہ نہ کرلے۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۹۰ حدیث نمبر ۳۴۲۰ سزا کی سفارش کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ کتاب الحدود۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم (روپیہ پیسہ) ہو اور نہ سامان و اسباب۔ آپ نے فرمایا میری امت

میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دنیا سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے کی، کسی پر تہمت لگانے، کسی کا مال کھا جانے، کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور جب اس کی یہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳ حدیث ۴۸۷ ظلم و ستم کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۸۳ آداب کا بیان۔

خاتمہ کی خبر خدا ہی کو ہے

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہے بخشدے اور جس کو چاہے عذاب کرے، اللہ پاک بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

میرے عزیز دوست! زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب کا خالق و مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے ہمیں کسی بات میں کچھ اختیار نہیں ہے وہ جس کو چاہے عذاب کرے اور جس کو چاہے بخش دے ہمیں تو صرف اتنا حکم ملا ہے کہ کوئی مسلمان بھائی شریعت کے خلاف کام کرتا ہو تو اس کو نرمی سے، اخلاص سے، پیار سے، محبت سے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہ مان لے تو اچھا ہے اگر نہ مانے تو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا مانگنی چاہیئے، اس کو کافر، فاجر، فاسق، منافق، لہابی، وہابی، گمراہ، گھٹر ا پھرا ہوا کہنے سے یا گالیاں اور طعنے دینے

Scanned by CamScanner

سے کوئی انسان ہدایت پر نہیں آسکتا اور ہمیں ایسا کرنا اور دوسرے لوگوں سے کرانا جائز بھی نہیں ہے کیونکہ اس شخص کا حقیقی علم ہمیں نہیں ہے کہ وہ مرتے وقت ایماندار ہو کر مرے گا یا کافر ہو کر مرے گا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں اور مرتے وقت اللہ کے فضل وکرم سے ایماندار ہو کر مرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے کام کرتے رہتے ہیں اور مرتے وقت کافر ہو کر مرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے رحم وکرم سے ہم کو اور ہمارے عام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بُری موت سے بچا کر ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے۔ (آمین)

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ فرماتے تھے "اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رکھ" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ جو کچھ (خدا کی طرف سے) لائے اس پر بھی ایمان لائے تو کیا ہم لوگوں کے بارے میں (دین سے پھر جانے کا) آپ اندیشہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! کیونکہ (سب لوگوں کے) دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۲ حدیث ۹ تقدیر کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مشرکوں سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف والوں نے خوب جنگ کی پھر جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر میں لوٹ کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا جو کافروں کا کوئی بھاگا ہوا آدمی بھی نہ چھوڑتا تھا اُس کے پیچھے جاتا اور اُسے اپنی تلوار سے مار دیتا تو سہلؓ نے کہا کہ آج ہماری طرف سے کوئی شخص ایسا نہیں لڑا جیسا فلاں شخص لڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو! وہ شخص اہل جہنم میں سے ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اُس کے ساتھ رہوں گا چنانچہ وہ اُس کے ساتھ رہا جہاں کہیں وہ کھڑا ہوا وہیں یہ بھی کھڑا رہا۔ جب وہ دوڑا تو یہ بھی اُس کے ساتھ دوڑا۔ سہلؓ کہتے ہیں پھر یہ شخص سخت زخمی ہوگیا تو اُس نے مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ

Scanned by CamScanner

زمین پر ٹکا کر اور اُس کی نوک اپنے سینے کے بیچ میں رکھ دی پھر اپنی تلوار پر جھک پڑا اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا (یعنی خود کشی کرلی) پس وہ شخص رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسُول ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا ہوا؟ اُس نے عرض کیا جس کی نسبت آپ نے ابھی فرمایا کہ یہ اہل جہنم میں سے ہے اور لوگوں نے اُس کو بہت سخت سمجھا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں اطمینان کرائے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں اُس کی نگرانی میں نکلا۔ بالآخر وہ شخص سخت زخمی ہو گیا پھر اُس نے مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار سے خود کشی کرلی۔ پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ ایک آدمی ظاہر میں دوزخ والوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ آخر کار جنّت والوں میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی ظاہر میں جنّت والوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ آخر کار دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۱ صفحہ ۳۵ حدیث ۱۵۵ جہاد کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲ حدیث ۹۵ باب ۳۲ کتاب الایمان۔

حدیث:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق و مصدوق تھے کہ تم میں سے ہر شخص کی پیدائش اُس کی ماں کے پیٹ میں تمام کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی زمانے تک بندھا ہوا خون رہتا ہے پھر اُتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اُسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اُس کا عمل، اُس کا رزق اور اُس کی عمر لکھ دے اور (یہ لکھ دے کہ) نیک ہے یا بد۔ پھر اُس میں رُوح پھونک دی جاتی ہے۔ پس بیشک تم میں سے کوئی شخص (ایسے) عمل کرتا ہے کہ اُس کے اور جنّت کے درمیان صرف ایک گز (کا فاصلہ) رہ جاتا ہے پھر اُس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور کوئی شخص (ایسے) عمل کرتا ہے کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان میں صرف ایک گز (باقی) رہ جاتا ہے پھر اُس پر خدا کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۲۳ حدیث ۴۲۹ پیدائش کا باب۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲ حدیث ۵ تقدیر کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۹۳ ، ۹۴، تقدیر کا بیان

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۴۹ ایمان کا بیان۔

ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ ہزار ہا پھر ہزار ہا برس تک خدا کے یہاں مومن لکھا رہتا ہے لیکن مرتا ہے اس حال میں کہ خدا اُس پر ناراض ہوتا ہے اور بندہ خدا کے یہاں ہزار ہا سال تک کافر لکھا رہتا ہے پھر مرتے وقت خدائے تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۱۳ سورہ قلم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

اے عزیز دوست میرے! ان حدیثوں کو مدِ نظر رکھ کر ہمیں چپ رہنا ہی بہتر ہے اپنی نظروں سے اگر ہم کسی کو کافر سمجھیں تو یہ ہماری نفسانیت اور جہالت ہے۔ کیونکہ کسی کے مرتے وقت کی خبر ہم کو نہیں ہے کہ وہ مرنے والا ایمان پر مرا ہے یا کفر پر۔

اَخلاقِ حَسنہ

قرآن کریم کے اُنتیسویں پارہ میں سورۂ قلم کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "اور بیشک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں بہترین اخلاق اور پاکیزہ ترین عادتوں کو پورا کرنے کے لئے آیا ہوں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۱۲ سورۂ قلم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جتنی چیزیں (قیامت کے دن) ترازو میں رکھی جائیں گی

Scanned by CamScanner

اُن میں سے ایک چیز بھی حُسنِ اخلاق سے بھاری نہیں (ہوگی) اور اچھے اخلاق والا اسکے ذریعہ روزہ داروں اور نمازی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ ص ۳۸۰ حدیث ۱۹۰۱ احسان کا باب۔

حدیث:۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کا حال دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تو اس امر کو برا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہوجائیں۔

حوالہ: (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۸ حدیث ۴۸۲۳ حسن خلق کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۹۸

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا میں اس شخص کو بتادوں جس پر دوزخ کی آگ حرام ہو۔ وہ وہ شخص ہے جو نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہو۔

حوالہ: (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۹ حدیث ۴۸۳۲ اخلاق کی فضیلت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۷۱ حیا اور حُسن خلق کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نیکوکار، بھولا اور بزرگ ہوتا ہے اور فاجر، چالاک، بخیل اور بدخلق ہوتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۹ حدیث ۴۸۳۲ اخلاق کی فضیلت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۷۱ حُسن خلق کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کو نرمی میں سے حصہ دیا گیا اُس کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی اور جس شخص کو نرمی سے محروم رکھا گیا اُس کو دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم رکھا گیا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۸ حدیث ۴۸۳۶ اخلاق کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۹۸

Scanned by CamScanner

حدیث: ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا مومن (کامل) اپنی خوش خلقی کے ذریعہ رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔

حوالہ: ۔(۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۰ حدیث ۴۸۳۱ اخلاق کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۶۹۱

حدیث: ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم جانتے ہو جنت میں آدمی کو اکثر کون سی چیز داخل کرتی ہے وہ چیز اللہ سے ڈرنا اور حسن خلق ہے اور تم جانتے ہو دوزخ میں لوگوں کو اکثر کون سی چیز لے جاتی ہے وہ دو چیزیں ہیں، منہ اور شرمگاہ۔

حوالہ: ۔(۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۰ حدیث ۴۵۹۳ غیبت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۰ آداب کا بیان۔

حدیث: ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر! میں تجھ کو دو ایسی باتیں بتلاؤں جو نہایت سبک اور ہلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دو خصلتوں سے بہتر مخلوق کے لئے کوئی کام نہیں۔

حوالہ: ۔(۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۰ حدیث ۴۶۳۳ زبان کی حفاظت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۶ آداب کا بیان۔

حدیث: ۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "قیامت کے دن مجھ کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں زیادہ خوش اخلاق ہیں۔ اور مبغوض ترین اور مجھ سے بہت دور وہ لوگ ہوں گے جو بد اخلاق ہیں (اور بد اخلاق وہ ہیں) جو زیادہ باتیں بنانے والے بے احتیاطی سے فضول باتیں کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد [illegible] صفحہ [illegible] حدیث [illegible] بیان وشعر کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد [illegible] صفحہ [illegible]

• • • •

حدیث:- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تو مومنوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت رکھنے اور مہربانی کرنے میں ایک بدن کا جیسا کہ بدن ہے کہ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے تو سارے بدن کے اعضاء اس کے دکھ میں شریک ہو جاتے ہیں اور بیداری و بخار میں سارا جسم شریک رہتا ہے۔"

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد [illegible] صفحہ [illegible] حدیث [illegible] مخلوق خدا پر شفقت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد [illegible] صفحہ [illegible]

• • • •

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے یعنی دین و دنیا کی بھلائی میں سے جن چیزوں کو اپنے لئے پسند کرتا ہے سارے مسلمانوں کے لئے بھی ان کو پسند کرے۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد [illegible] صفحہ [illegible] حدیث [illegible] مخلوق خدا پر شفقت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد [illegible] صفحہ [illegible]

• • • •

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو شخص میری امت میں سے کسی شخص کی (دینی یا دنیاوی) حاجت کو پورا کرے اور اس سے اس کا منشاء اس شخص کو خوش کرنا ہو تو اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔"

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد [illegible] صفحہ [illegible] حدیث [illegible] مخلوق خدا پر شفقت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد [illegible] صفحہ [illegible]

• • • •

Scanned by CamScanner

توبہ

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے سولہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کرے پھر خدا سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو بڑی رحمت والا، بڑی مغفرت والا پائے گا۔

حدیث ۱:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں صحابہؓ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا یہی حال دنیا دار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۳۵ حدیث ۴۹۳۹ رقاق کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۲۱۶

حدیث ۲:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا (پاک وصاف) ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ ہی نہیں کیا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۳۸۸ حدیث ۲۲۳۰ استغفار و توبہ کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ ص ۲۹۳

حدیث ۳:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے گناہ کیا اور کہا اے اللہ میرے گناہ بخش دے تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں پر گرفت بھی کرتا ہے میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا۔ اسی طرح تین بار کہا۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۰۵ حدیث ۱۰۳۳ باب ۳۴۰ توبہ کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ ص ۶۴۳ حدیث ۲۳۵۲ توحید کا بیان۔

حدیث ۱:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے بخدا میں ایک دن میں ستّر مرتبہ سے زیادہ (یعنی ہر وقت) اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۲۸۹ حدیث ۱۲۳۰ دعا کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۲ حدیث ۲۱۹۸ توبہ کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۸۳

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کا ذرا بھی نقصان نہ کیا جائے گا۔

حدیث ۱:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں (یعنی بنی اسرائیل) میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اس کو ایک راہب کا پتہ دیا گیا۔ وہ شخص اُس عابد کے پاس پہنچا اور اُس سے کہا کہ میں نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اُس عابد نے جواب میں کہا کہ نہیں (ہو سکتی) یہ سن کر اُس نے عابد کو بھی مار ڈالا اور پوری سَو کی تعداد کر لی اُس کے بعد اُس نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اس کو ایک عالم کا پتہ دیا گیا۔ اُس نے اُس کے پاس پہنچکر کہا۔ میں نے سَو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اُس عالم نے کہا ہاں! (ہو سکتی ہے) تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان کوئی چیز بھی حائل نہیں ہو سکتی۔ تم فلاں بستی میں جاؤ وہاں تم کو کچھ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہوئے ملیں گے تم بھی اُن کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور اپنی بستی میں واپس آجاؤ۔ چنانچہ وہ شخص اس بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی آدھا راستہ بھی طے نہ ہوا تھا کہ موت نے اُس کو پکڑ لیا۔ اُس کی موت کے بعد رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے خدا کی طرف متوجہ

Scanned by CamScanner

ہو کر آیا ہے (اس لئے اس کی رُوح کو ہم لے جائیں گے) عذاب کے فرشتوں نے کہا اس شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا (اس لئے اس کی روح کو ہم لے کر جائیں گے) آخر ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں (اُن کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے) آیا اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے اُس کو اپنا حَکَم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا۔ اُس نے کہا کہ دونوں طرف کی زمینوں کو ناپو۔ جدھر کا راستہ اُس شخص کے قریب ہو اُس کو اُسی کی جانب شمار کر لو (یعنی اگر وہ جگہ اُس شخص سے قریب ہے جہاں سے یہ چلا ہے تو یہ گنہگار ہے اس لئے کہ نیکی کا مقام اس سے دور ہے۔ اگر وہ مقام قریب ہے جدھر وہ جا رہا تھا تو پھر یہ گنہگار نہیں ہے اس لئے کہ گناہ کے مقام سے دور اور نیکی کے مقام کے قریب پہنچ گیا) چنانچہ زمین کو ناپا گیا تو اُس جگہ کو قریب پایا گیا جدھر کو وہ جا رہا تھا اور رحمت کے فرشتوں نے اُس کی روح کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جب اس شخص کو موت نے پکڑ لیا تھا تو وہ سینے کے بل (یعنی گھسٹتے ہوئے) کچھ آگے بڑھ گیا تھا تاکہ وہ اُس مقام کے قریب ہو جائے جہاں وہ جا رہا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب زمین کو ناپا گیا تو عبادت گزار لوگوں کی آبادی کا فاصلہ صرف ایک بالشت قریب تھا۔ اس لئے اس کو نیک آدمیوں کی آبادی میں شمار کر لیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اس شخص کو درمیان راہ میں موت آگئی تو خدا نے زمین کو حکم دیا کہ وہ زمین جدھر سے وہ آ رہا تھا دور ہو جائے اور زمین جدھر وہ جا رہا تھا قریب ہو جائے

حوالہ: (۱) مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ حدیث ۱۰۲۹ باب ۲۸۰ توبہ کا بیان۔

(۲) بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۱۸۵ حدیث ۶۸۱ بنی اسرائیل کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ حدیث ۲۲۰۲ توبہ کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۸۵

اے میرے عزیز دوست! دیکھا توبہ کا پھل کہ اس کے زندگی بھر کے گناہ بخش دیئے گئے۔ وہ ڈاکو تھا، لٹیرا تھا، قاتل تھا سب کچھ تھا لیکن دل میں ندامت آئی اور دل کے ساتھ اپنے مالک کی طرف جھک پڑا تو رحمتِ خداوندی نے اُس کو اپنے دامن میں لے لیا۔ خدا کی رحمت تو بندے سے بہت قریب رہتی ہے لیکن ہم اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔ یہی ہماری جہالت

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۳ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ (تمہارے) سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش اور بڑی رحمت والا ہے۔

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا کی ذات غفور الرحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے خواہ وہ کیسے ہی ہوں، کبھی کے ہوں۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ص۲۰ سورۂ زمر کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے: شیطان نے اپنے پروردگار سے عرض کیا قسم ہے تیری عزت کی اے پروردگار میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک اُن کی روحیں ان کے جسموں میں ہیں۔ پروردگار بزرگ و برتر نے فرمایا اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور اپنے جلال کی اور اپنے بلند مرتبہ کی جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ اُن کو بخشتا رہوں گا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص۳۸۹ حدیث ۲۲۱۸ توبہ کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ ص۳۸۹

(۳) تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ ص۲۰ سورۂ آل عمران کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ شوریٰ کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۵
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: وہی تو خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنا احسان اور اپنا کرم بیان فرما رہا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر اس قدر

Scanned by CamScanner

مہربان ہے کہ بدسے بد گنہگار بھی جب اپنی بدکرداری سے باز آجاتا ہے اور خلوص کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتا ہے اور سچے دل سے توبہ کرلیتا ہے تو وہ اپنے رحم و کرم سے اُس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اپنا فضل اُس کے شامل حال کر دیتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ ص ۱۶ سورۂ شوریٰ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت بیان دیا کہ میں نے ایک حدیث چھپا رکھی تھی، وہ سُناتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا۔

حوالہ:۔ (۱) مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۰۳ حدیث ۱۰۱۵ باب ۳۰۳ توبہ کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف 〃 〃 ص ۲۳۲ 〃 ۱۳۹۸ دعا کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۳۸۳ 〃 ۲۲۰۴ توبہ کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۲ ص ۲۸۶ 〃 〃

انسان سے گناہ تو ہو ہی جاتے ہیں لیکن گناہ کے بعد فوراً توبہ کرلینا اور آئندہ ایسا گناہ نہ کرنا یہ ہے عقلمندی کی بات۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اپنی جان پر ظلم کر بیٹھتے ہیں پھر فوراً ہی اللہ کا ذکر اور استغفار کرنے لگ جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا معاف کرنے والا ہے بھی کون اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہوں پر اڑے نہیں رہتے۔

ذرا سا بھی گناہ ہو گیا، لغزش کھا گئے تو فوراً اللہ کو یاد کرلیا اور جان بوجھ کر اپنے گناہوں پر اڑے نہیں رہتے کہ شراب پینا ہے تو پینا ہے، جوا کھیلنا ہے تو کھیلتے ہی رہنا ہے، چوری کرنی ہے تو کرنی ہے، جھوٹ بولنا ہے تو بولنا ہے، شرک و کفر اور

بدعتیں کرنی ہیں تو کرنی ہیں، نماز نہیں پڑھنی تو نہیں پڑھنی، روزے نہیں رکھنے تو نہیں رکھنے، ڈارھی منڈوانی ہے تو منڈوانی ہے، شطرنج، تاش اور جوا کھیلنا ہے تو کھیلنا ہی ہے، حج کو نہیں جانا تو نہیں جانا، زکوٰۃ نہیں دینی تو نہیں دینی، بیاج کھانا تو کھاتے ہی رہنا ہے، بلکہ جان بوجھ کر ارادتاً اپنے گناہ پر اڑے نہیں رہتے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ کے یہاں مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نیک کاموں کے کرنیوالوں کا ثواب بہت ہی اچھا ہے۔

حدیث :- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بندہ خدا کے آگے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے اور اس قدر خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جارہا ہو پھر وہ سواری گم ہو گئی ہو اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش کرنے کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو، اس نے اس کی رسّی پکڑلی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منھ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں۔ "اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار"

حوالہ :- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صـ ۳۵۳ حدیث ۱۰۱۶ باب ۴۷۳۲ توبہ کا بیان۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۸۳ 〃 ۲۲۰۶ 〃 〃
(۳) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۲۸۶ 〃 〃

جس طرح اس کو سواری ملنے پر خوشی حاصل ہوئی اور زبان سے اُلٹے الفاظ نکل گئے کیا اس کی خوشی کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اسی طرح جب توبہ کرنے والا توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہی خوش ہوتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی بخشنے والا ہے۔

قرآن کریم کے چودھویں ۱۴ پارہ میں سورۂ نحل کے پندرھویں ۱۵ رکوع میں آیت نمبر ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرا کام کیا اور اُس کے بعد توبہ کرلی اور (آئندہ کے لئے) اپنے اعمال درست کر لئے تو اللہ تعالےٰ (اس توبہ کے بعد) بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

کوئی انسان اگر اپنی خطاؤں پر دیانتداری سے نظر ڈالے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دوسروں کو حقیر نہیں سمجھے گا اور توبہ کرنے والوں کے لئے تو اللہ کی رحمت کا بہت بڑا اور وسیع میدان موجود ہے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔

قرآن کریم کے آٹھویں ۸ پارہ میں سورۂ انعام کے چودھویں ۱۴ رکوع میں آیت نمبر ۱۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں اُن کو اُن کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی۔

میرے رب نے ہر قسم کے خواہش حرام کر دیئے ہیں خواہ وہ علی الاعلان ہوں یا مخفی طور پر ہوں فرمایا کہ جو لوگ گناہ کے کام کرتے ہیں ضرور اُن کو اپنے عمل کا بدلہ دیا جائے گا خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صفحہ سورۂ انعام کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں۔

بعض گناہ وہ ہوتے ہیں جو انسان کرتا ہے اور کسی سے نہیں ڈرتا بلکہ للکار کر کہتا ہے "کسی میں ہمت ہو تو ہم کو روک لے" اور بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انسان سے شرماتا ہے کہ اگر کوئی دیکھے گا تو کیا ہوگا حالانکہ اُس کو خدا سے شرمانا چاہیے تھا دنیا میں کوئی دیکھے یا نہ دیکھے لیکن خدا تو دیکھ ہی رہا ہے ان دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرلو انھیں بھی چھوڑ دو انھیں بھی چھوڑ دو۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جب کوئی بندہ اپنے دروازے

Scanned by CamScanner

کو بند کرتا ہے اور پردے ڈال لیتا ہے اور مخلوق سے چھپ کر خلوت میں حق تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو کمتر سمجھا۔

حوالہ:- فیوض یزدانی صفحہ ۶۶ مجلس ۹

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۸،۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ خوب جانتے ہیں اور حکمت والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول کرتے ہیں) جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے۔ ان لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

جو بھی مومن بندہ اپنی موت سے مہینہ بھر پہلے توبہ کرلے اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے یہاں تک کہ اس کے بعد بھی بلکہ موت سے ایک دن پہلے بھی بلکہ ایک ساعت پہلے جو بھی اخلاص اور سچائی کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھکے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۴ صفحہ ۹۱ سورۂ نساء کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

جب زندگی سے مایوس ہو جائے، فرشتوں کو دیکھ لے اور روح بدن سے نکل کر حلق تک پہنچ جائے، سینے میں گھٹنے لگے، حلق میں اٹکے، غرغرہ شروع ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ مرتے دم تک جو گناہوں پر اڑا رہے اور موت دیکھ کر کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں تو ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۴ صفحہ ۹۱ سورۂ نساء کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

مرتے وقت تو فرعون نے بھی توبہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کی۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۹۰ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر اُن کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے چلا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اُس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں۔

جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بول اُٹھے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور کفر و شرک سے باز آئے، لیکن ہمارا عذاب دیکھ چکنے کے بعد ایمان نفع بخش نہیں۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ١١ صفحہ ٣٠ سورۂ یونس کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

جب فرعون کلمہ پڑھنے لگا اور ایمان کا اقرار کیا اور اپنی خطاؤں سے اپنی لغزشوں سے اپنے گناہوں سے اپنے کالے کرتوتوں سے باز آنے کے لئے توبہ کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ قرآن کریم کے گیارھویں پارہ میں سورۂ یونس کے نویں رکوع میں آیت نمبر ٩١ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔

اللہ پاک نے فرعون کے جواب میں کہا کہ اب ایمان لاتا ہے اور اب تک نافرمان اور کافر بنا ہوا تھا اور فتنے بپا کر رہا تھا اور لوگوں کو گمراہ کر رہا تھا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ١١ صفحہ ٣٠ سورۂ یونس کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن مجید کے انیسویں پارہ میں سورۂ فرقان کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ٧٠ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جس نے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ گناہ کے بدلے ثواب کے کام کرنے لگے۔ شرک کے بدلے توحید پر جم گئے۔ بدکاری کے بدلے پاکدامنی حاصل ہوئی۔ کفر کے بدلے اسلام ملا۔ ایک معنی تو اس آیت کے یہ ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلوص کے ساتھ اُن کی جو توبہ تھی اس سے

خوش ہو کر اللہ عزوجل نے اُن کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ اس لئے کہ توبہ کے بعد جب کبھی انہیں گناہ یاد آتے تھے تو انھیں ندامت ہوتی تھی یہ غمگین ہو جاتے تھے۔ شرمانے لگتے تھے اور استغفار کرتے تھے اس وجہ سے اُن کے گناہ طاعت سے بدل دیئے گئے۔ گو وہ اُن کے نامۂ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھے ہوئے تھے لیکن قیامت کے دن وہ سب نیکیاں بن گئے۔

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صفحہ ۲ سورۂ فرقان کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! رحمتِ خداوندی کے تو خزانوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں، لینے والا چاہیئے، توبہ کرنے والا چاہیئے۔ آج تک جتنے بھی گناہ کئے ہوں سب نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے۔ نمازیں چھوڑ کر جتنے گناہ کمائے، جوا کھیل کر جتنی بُرائی کمائی، شراب و کباب میں پڑ کر پروردگار کی جتنی نافرمانی حاصل کی اور بھی جتنے کالے کرتوت کئے۔ توبہ کر لے! سب نیکیوں سے بدل جائیں گے یعنی دنیا میں کئے ہوئے گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق ملے گی اور آخرت میں اُن کے بدلے نیکیوں کا ثواب ملے گا، جتنے عرس و قوالی میں گناہ کمائے وہ سب توبہ کرنے سے نیکیوں میں بدل دیئے جائیں گے جتنا مسلمانوں کو ستا کر، انھیں مار پیٹ کر، انھیں گالیاں دے کر، انھیں طعنے دے کر، اُن کا مذاق اُڑا کر، انھیں اسلام سے خارج بتا کر، انھیں کافر و فاجر کہہ کر، انھیں فاسق و منافق بتلا کر، انھیں وہابی لہابی، بے ایمان، بے دین، غیر مقلد، کھرا، پھرا ہوا کے خطاب دے کر پروردگار کا غصّہ کمایا ہے توبہ کر کے اور معاف کرا کر صحیح دین پر آجاؤ وہ غصّہ غفور الرحیم کی رضامندی اور رحمت میں بدل جائے گا۔ قرآن و حدیث سے مُنھ موڑ کر، انبیاء، اولیاء، غوث، قطب، ابدال اور علمائے حق کے راستے کو چھوڑ کر، جتنی بھی رسمیں اور بدعتیں کر کے ڈھول تاشے، تابوت بنا کر، جیب بھرو پیروں کو اور پیٹ بھرو مولویوں کو اپنا پیشوا بنا کر جتنے بھی کفر و شرک اور جہالت کے بدترین گناہ کئے ہیں وہ سب توبہ کر کے شریعتِ محمدیہ پر آجانے کے بعد نیکیوں میں بدل جائیں گے۔ مختصر یہ کہ بندہ اگر اپنے گناہوں میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہو اور چاہے دن کی روشنی میں کھلے ہوئے اور رات کی اندھیریوں میں چھپے ہوئے گناہوں کی تعداد زمین سے آسمان تک یا مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہو۔ اور اس حالت میں بھی اپنی جہالت چھوڑ کر توبہ کر کے شریعت پر

آجائے تو یقیناً پروردگار اپنی بے شمار رحمتوں کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اگر پھر بھی اے میرے عزیز! توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو تو اس سے بڑی ناکامی اور اس سے بڑی بدقسمتی اور جہالت کیا ہوسکتی ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائیگا۔ وہ شخص وہ ہے جو قیامت کے روز خدا کے دربار میں لایا جائیگا اور حکم ہوگا کہ اس کے صغیرہ (یعنی چھوٹے چھوٹے) گناہ اس کے سامنے پیش کرو اور اس کے کبیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہ علیحدہ (چھپا کر) رکھو۔ چنانچہ صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور پوچھا جائے گا۔ فلاں فلاں دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا اور فلاں فلاں دن تو نے یہ کام کئے تھے؟ وہ انکار نہیں کرسکے گا اور کہے گا ہاں (میں نے یہ گناہ کئے تھے) لیکن کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ پھر اس سے کہا جائے گا تیرے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے یہ سن کر وہ عرض کرے گا پروردگار میں نے کچھ اور (گناہ کے بڑے بڑے) کام بھی کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا (پہلے تو ظاہر ہونے سے ڈر رہا تھا اور اب اس نیت سے کہہ رہا ہے کہ شاید ان گناہوں کے بدلے میں بھی نیکیاں مل جائیں تو اچھا ہے) اس بات کو بیان کرتے ہوئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنس پڑے۔

حوالہ: (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ حدیث ۱۱۰ باب ۸۳ کتاب الایمان۔

(۲) شمائل ترمذی صفحہ ۱۶ حدیث ۲۲ حضور کے ہنسنے کا بیان۔

(۳) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صفحہ ۴ سورۃ فرقان کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

ہمارے گناہ اگر سمندر کی موجوں کے برابر ہوں گے تب بھی بخش دے گا اور اتنی ہی نیکیاں دے گا اور اگر سمندر کے جھاگوں کے برابر گناہ ہونگے تب بھی اللہ تعالیٰ بخش دیگا اور اتنی ہی نیکیاں دے گا۔ اور اگر درختوں کے پتوں کے برابر گناہ ہوں گے تب بھی بخش دے گا اور اتنی ہی نیکیاں دے گا۔ اور اگر آسمان کے ستاروں کے برابر گناہ ہوں گے تب بھی بخش دے گا اور اتنی ہی نیکیاں دے گا۔ اور اگر بارش کی بوندوں کے برابر گناہ ہوں گے تب بھی بخش دے گا

Scanned by CamScanner

اور اتنی ہی نیکیاں دے گا۔ سبحان اللہ اللہ پاک کی رحیمی اور کریمی کو دیکھئے کہ گناہ تو معاف کئے جا رہے ہیں اور اس کے علاوہ اتنی ہی نیکیاں دی جا رہی ہیں۔

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورۂ طٰہٰ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے راستے پر چلے اُس کو میں بخش دینے والا ہوں۔

حدیث:۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ نیکی خوش خلقی (کا نام) ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور جس پر لوگوں کی آگاہی کو تو پسند نہ کرے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸ حدیث ۲۵۱ زہد کا بیان۔

میرے محترم دوست! نیکی وہ ہے جو دل میں اطمینان پیدا کرے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے۔ اب تو اپنے دل سے ایمانداری کے ساتھ پوچھ لے کہ جو کام تو کر رہا ہے وہ کیسا ہے اگر دل میں اطمینان پیدا کرتا ہے جب تو ٹھیک ہے اور اگر کھٹکا پیدا کرتا ہے تو توبہ کر لے۔

آج مسلمانوں پر دنیا کے دروازے ایک ایک کر کے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ صرف ایک ہی دروازہ غفور الرحیم کا ہمارے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ ہے کوئی بندہ اپنے مالکِ مہربان کی طرف آنے والا۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے اکیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ لیکن جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور مومنین کو عنقریب اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

Scanned by CamScanner

جو توبہ کرلیں، نادم ہو جائیں اور سچے دل سے نفاق سے ہٹ جائیں اور رب سے اپنے اس گناہ کی معافی چاہیں، پھر اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کریں، صرف خوشنودیٔ خدا اور مرضیٔ مولا کے لئے نیک اعمال پر کمر کس لیں، ریاکاری کو اخلاص سے بدل دیں خدا کے دین کو مضبوطی سے تھام لیں تو بیشک اللہ تعالےٰ اُن کی توبہ قبول فرمائے گا اور انھیں سچے مومنوں میں داخل کرے گا اور بڑے ثواب اور اعلیٰ اجر عنایت فرمائے گا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۱۲ سورۂ نساء کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اگر تم اپنے اعمال کو سنوار لو اور خدا پر اور اُس کے رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لاؤ تو کوئی وجہ نہیں جو خدا تمہیں عذاب کرے وہ تو چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بھی قدردانی کرنیوالا ہے جو اُس کا شکر کرے وہ اُس کی عزت افزائی کرتا ہے وہ پورے اور صحیح علم والا ہے جانتا ہے کہ کس کا عمل اخلاص والا اور قبولیت اور قدر کے لائق ہے، اسے معلوم ہے کہ کس دل میں قوی ایمان ہے اور کونسا دل ایمان سے خالی ہے، جو اخلاص اور ایمان والے ہیں انھیں بھرپور اور کامل بدلے اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۱۳ سورۂ نساء کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ تحریم کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچادے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمانداروں کو جو اُن کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کے دائیں دوڑ رہا ہوگا یہ دعائیں کرتے ہوئے اچلیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں اور نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فرمان ہے کہ خالص توبہ کرنے والے قطعاً اپنے گناہوں کو معاف کروالیں گے اور سرسبز و شاداب جنتوں میں جائیں گے پھر ارشاد ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور اُن کے ایماندار ساتھیوں کو ہرگز شرمندہ نہ کرے گا انھیں خدا کی طرف سے نور عطا ہوگا جو اُن کے آگے

Scanned by CamScanner

آگے اور دائیں طرف ہوگا اور سب اندھیروں میں ہوں گے اور یہ روشنی میں ہوں گے۔
حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۱۰ سورۂ تحریم کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

بہترین اُمت

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شان تمام نبیوں کی امتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی رہے گا۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۵۲۱ حدیث ۲۱۷ باب اعتصام

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰ حدیث ۲۳۵ باب ۱۹۲ کتاب الامارۃ۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کیلئے ہی پیدا کی گئی ہو تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

حدیث:- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے مالک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہوں گے۔ ان کے علاوہ میرے مالک کی تین مٹھیاں ہوں گی (جو حشر کے میدان میں سے بھر کر جنت میں ڈالدی جائیں گی)

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۶۲ حدیث ۳۰۱ ابواب القیامت والرقاق
(۲) ابن ماجہ شریف صہ ۹۵ حدیث ۴۲۸۳ پرہیزگاری کا بیان۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے ستر ہزار آدمیوں کو میری امت میں سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا حضورؐ! کچھ اور زیادہ طلب کرتے (تو پھر) آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو مجھے خوشخبری ملی کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ فاروق اعظمؓ نے کہا حضور! اور برکت کی دعا کرتے (تو پھر) آپ نے فرمایا میں نے پھر دعا کی تو ہر ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار کا وعدہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے پھر گذارش کی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ مانگتے (تو پھر) آپؐ نے فرمایا مانگا تو مجھے اتنی زیادتی اور ملی اور پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر بتایا کہ اس طرح۔ راوی حدیث کہتے ہیں اس طرح جب خدا سمیٹے تو خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر مخلوق اس میں آئے گی۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صہ ۱۲ سورۃ آل عمران کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کسی نبی کے ساتھ ایک شخص مومن ہوگا۔ کسی کے ساتھ دو ہی آدمی ہوں گے۔ کسی کے ساتھ تین، کسی کے ساتھ زیادہ، کسی کے ساتھ اس سے کم، کسی نبی کے ساتھ کوئی نہیں ہوگا۔ اُن سے پوچھا جائے گا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کر دی تھی؟

Scanned by CamScanner

وہ عرض کریں گے جی ہاں کر دی تھی تب اُن کی قوم کو بلایا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا (کیا ان نبیوں نے تم کو میرا پیغام پہنچایا تھا) وہ لوگ اس سے انکار کر دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ (نبیوں سے) فرمائے گا۔ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ نبی عرض کریں گے امت محمدی۔ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا۔ اور اُن سے پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں نبی نے اپنی امت کو تبلیغ کر دی تھی؟ یہ عرض کریں گے جی ہاں کر دی تھی۔ اُن سے سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ وہ عرض کریں گے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام نبیوں نے اپنی قوموں کو تبلیغ کر دی تھی اور ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لائے ہوئے کی تصدیق کر لی تھی۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۳۳ حدیث ۵۹۲ پیدائش کا بیان۔

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۹۵۰ حدیث ۴۲۸۱ پرہیزگاری کا بیان۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل (یعنی انصاف کرنے والی) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

سبحان اللہ! یہ شان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی جو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور بُرائی سے روکنے والے ہیں۔ ان کی گواہی سے نبیوں کی تصدیق ہوگی اب اس سے اندازہ لگائیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کیا مرتبہ ہوگا۔

ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میری امت قیامت کے دن ایک اونچے ٹیلے پر ہوں گے اور تمام مخلوق میں نمایاں ہوں گے اور سب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ جس جس نبی کی قوم نے اسے جھٹلایا ہے، ہم دربار رب العالمین میں شہادت دیں گے کہ ان تمام نبیوں نے حق رسالت ادا کیا تھا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳ سورۂ بقرہ کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

یہ مرتبہ اور عالیشان مقام ہے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان یہ لوگ گواہ بن کر کھڑے ہوں گے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ

Scanned by CamScanner

وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے لوگوں کو برائی سے روک کر جہالت سے نکالا اور نیکی و بھلائی کا حکم کر کے شریعت پر لا کھڑا کیا۔

میرے عزیز! یہ ایک بہت ہی کڑوی حقیقت ہے کہ آج امتِ محمدیہ کے اکثر لوگ طرح طرح کی برائیوں میں پھنس کر اس عالیشان مرتبے کو ٹھکرا رہے ہیں۔ عام جاہل لوگوں کی بات تو الگ رہی جو خاص خاص لوگ ہیں وہ بھی بدترین جہالتوں کے شکار ہیں۔ آپکے سامنے ہے کہ جیب بھرو پیر اور اُن کے مرید کیسے کیسے کالے کرتوت پھیلا رہے ہیں۔ آپ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پیٹ بھرو مولویوں اور اُن کے متقدیوں نے کیسے گورکھ دھندے چلا رکھے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ گمراہ صوفیوں نے کیسا دین کے اندر طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام کے درویشوں، جاہل فقیروں، کور باطن سجادہ نشینوں اور دام کے غلام مفتیوں نے کس طرح اپنی دکانیں جما رکھی ہیں۔ کیا ایسے مفسد لوگ قیامت کے دن کھڑے ہو کر انبیاء علیہم السلام کا فیصلہ کرائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

یہ امت دنیا پر سچائی اور انصاف کا سکہ جمانے آئی تھی۔ یہ امت دنیا کی عداوت اور دشمنی ختم کر کے سب کو بھائی بھائی بنانے آئی تھی۔ یہ امت خدا کی توحید کی شہید بن کر تمام کفر و شرک اور بدعتوں کی گندگی کو ختم کرنے آئی تھی۔ یہ امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر آپ کی شریعت پر مرمٹنے کے لئے آئی تھی۔ یہی امت اگر جھوٹی اور بے انصاف بن جائے۔ یہی امت اگر لوگوں میں عداوت اور دشمنی پیدا کرنے لگے، یہی امت اگر شریعت سے ہٹ کر جہالت پر آجائے تو پھر دنیا کی اصلاح کون سی امت کرے گی؟

حدیث: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جنتیوں کی ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی صفیں میری امت کے لوگوں کی ہوں گی اور باقی دوسری امتوں کی چالیس صفیں ہونگی۔

حوالہ: ابن ماجہ شریف صفحہ ۶۵ حدیث ۴۲۸۵ پرہیزگاری کا بیان۔

تبلیغ

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو راہِ خدا میں تو تم زمین پکڑ لیتے ہو، کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو، سنو زندگانی دنیا تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یوں ہی سی ہے۔

جب تمہیں راہِ خدا میں جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے تو تم کیوں زمین میں دھنسنے لگتے ہو کیا دنیا کی ان فانی چیزوں پر خوش ہو کر آخرت کی نعمتوں کو بھلا بیٹھے ہو، سنو دنیا کی تو آخرت کے مقابلے میں کوئی ہستی ہی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلمے کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس انگلی کو کوئی سمندر میں ڈبو کر نکالے اُس پر جتنا پانی سمندر کے مقابلے میں ہے اتنا ہی مقابلہ دنیا کا آخرت سے ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ ص ۱۱ سورہ توبہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے آپ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے ایک لاکھ کا ثواب دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ میں نے دو لاکھ کا فرمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے پھر آپ نے اس آیت

Scanned by CamScanner

کے اس جملے کی تلاوت کر کے فرمایا کہ دنیا جو گذر گئی اور جو باقی ہے وہ سب آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ ص ۱۱۱ سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اللہ کے راستے میں گھر سے باہر نکلو اپنے گھروں کو چھوڑ دو، اپنے بال بچوں کی محبت کو اللہ کی رضامندی کے لئے قربان کر دو دنیا کے عیش و عشرت کچھ دنوں کے لئے ترک کر دو اللہ کی راہ میں نکلنے پر جو مشکلیں اور پریشانیاں آئیں وہ اللہ کی محبت کے لئے برداشت کر لو۔ آخرت میں جو جو نعمتیں ملنے والی ہیں ان پر دنیا کی نعمتوں کو ترجیح نہ دو اور یاد رکھو کہ ساری دنیا کی نعمتیں اگر کسی انسان کو مل بھی جائیں تو وہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ایک ذرّے برابر بھی نہیں ہیں۔

اللہ کی راہ میں نکلنا یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ایک تو وہ جہاد تھا جو صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ و تبع تابعینؒ کر چکے۔ ہمارے اندر وہ طاقت نہیں ہے تو اللہ کے راستے سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح راستے پر لگا دینے کے لئے گھر بار چھوڑنا اور در بدر کی ٹھوکریں کھانا بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے پہلے کسی قوم میں کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم میں سے نہ ہوں (ایسے مددگار اور دوست) جو اس کے طریقے کے پیرو ہوتے ہیں اور اسکے احکام کی پوری اطاعت کرتے پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوئے جن کو ناخلف کہا جاتا۔ یہ لوگ ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں ملا تھا پس جو شخص (تم میں سے) ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد (جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے اس میں) رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

حوالہ: مسلم شریف جلد ۱ ص ۵۲ حدیث ۳۲ باب ۲۱ کتاب الایمان۔

ہندوستان کے بہت سے مسلمان تبلیغ کے نام سے چڑھتے ہیں حالانکہ تبلیغ خود بھی

Scanned by CamScanner

کرتے ہیں اور چڑھتے بھی ہیں کسی انسان کو برائی سے رک جانے کے لئے کہنا اسی کا نام تو تبلیغ ہے پھر کیوں چڑھتے ہو۔ دنیا میں جتنے بھی رسول اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے وہ سب کے سب تبلیغ ہی کرنے آئے تھے۔ اصل میں جماعت کے ساتھ نکلنے کو وہ تبلیغ سمجھتا ہے اور جو واحد آدمی کام کرے اُس کو تبلیغ نہیں سمجھتا۔

میرے محترم! تبلیغ میں دو باتیں ہوتی ہیں دین کا سیکھنا یا دین کا سکھانا اگر دین کی باتوں کو، دین کے ارکانوں کو، دین کے احکاموں کو آپ نہیں جانتے ہیں تو آپ اپنے گھر کو چھوڑ دیں، بال بچوں کی محبت مال و دولت کی محبت کو چھوڑ دیں اور دین کی باتیں سیکھنے کیلئے نکلیں اور اگر آپ جانتے ہیں تو دوسرے مسلمان بھائی جو دین سے غافل ہیں ان کو سکھانے اور سمجھانے کیلئے گھر کو چھوڑ چھاڑ کر باہر نکلیں۔ اب دین سیکھنا بھی نہیں اور سکھانا بھی نہیں اور سکھانے والوں کو سکھانے دینا بھی نہیں یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ دین کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے؟ دین کا کام کرنا بھی نہیں اور دوسروں کو کرنے دینا بھی نہیں یہ نفسانیت اور شیطانیت نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اگر تم (اللہ کی راہ میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر دے گا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ (کے دین) کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو باتیں بتائی جا رہی ہیں ایک بات تو یہ ہے کہ اگر ہم دین کی صحیح محنت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب میں مبتلا کر دے گا، دوسری بات یہ بتائی جا رہی ہے کہ دین کو پھیلانے میں، دین کے صحیح ارکان بتانے میں مخلوق خدا تک شریعت کو پہنچانے میں اگر ہم سست رہیں گے یا کاہلی برتیں گے یا لاپرواہی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری جگہ پر دوسری قوم کو پیدا کر دے گا۔ اب آپ پہلی بات پر غور کریں۔

آج ہماری آپس کی نااتفاقیاں خدا کا عذاب نہیں تو اور کیا ہیں؟ شیعہ اور سنی کے

9

جھگڑے، دیوبندی اور بریلوی کے جھگڑے، اہلحدیث اور اہل تقلید کے جھگڑے یہ عذاب خداوندی نہیں تو اور کیا ہیں؟ حالانکہ ان سب کے نزدیک اللہ ایک ہی ہے یہ سب صاحبان ایک ہی رسُولؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن کریم آسمانی کتاب ہے، کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، قیامت پر یقین ہے، سزا اور جزا ملنے والی ہے یہ سب کچھ مانتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے ہیں، کوئی کسی پر رحم کھانے کو تیار نہیں ہے یہ سب عذاب خداوندی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ پھر بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں اتنا ہونے کے باوجود اللہ کی راہ میں تبلیغ کے لئے نکلنا تو درکنار بلکہ الٹا تبلیغ کے لئے نکلنے والوں کو کافر، وہابی اور اسلام سے خارج کہا جارہا ہے یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ تاریخ اٹھا کے دیکھیں کہ جتنا نقصان مسلمانوں کو مسلمانوں سے ہوا ہے اور ہورہا ہے اتنا کسی دوسری قوم سے نقصان نہیں ہوا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دین کے کاموں سے روک کر اس کو بے عزت اور رسوا اور ذلیل کرنے کی تمام کوششیں کر کے اپنے دل میں پھولتا ہے اور اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ یہ جہالت نہیں تو میرے محترم اور کیا ہے؟

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی ہے کہ ہم دین کا کام کرنے کے لئے دوسروں کو پیدا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے دل میں پھولنا نہیں کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ وسلم کے مددگار ہیں اگر تم درست نہ رہے تو خدا تمہیں برباد کر کے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اوروں کو پیدا کر دے گا۔ جو تم جیسے نہ ہوں گے تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ نہیں کہ تم نہ جاؤ تو مجاہدین جہاد کر ہی نہ سکیں اللہ میں سب قدرتیں ہیں وہ تمہارے بغیر بھی دشمنوں پر اپنے غلاموں کو غالب کر سکتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۱۹ سورۂ توبہ کے چھٹویں رکوع کی تفسیر میں۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی حمایت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو پیدا کرے گا وہ دین کی محنت کریں گے، ہم ان سے جلتے ہیں تو جلتے ہی رہیں گے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر سیّد زادے ہوتے ہوئے گمراہوں کی سرداری کریں گے تو اللہ تعالیٰ

Scanned by CamScanner

ڈاکوؤں کو ہدایت دے کر ان سے دین کا کام لے گا، اگر ہم علم رکھتے ہوئے بھی گمراہی کی طرف مخلوق خدا کو گھسیٹتے گئے تو اللہ تعالیٰ ان پڑھوں کو ہدایت دے کر ان سے دین کا کام لے لیگا، اگر ہم مالدار ہوتے ہوئے گمراہوں کی مدد کریں گے اور حق پرستوں کی مخالفت میں دولت کو خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ غریبوں سے کام لے لیگا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے وہ تو ہوا سے، پانی سے، آگ سے، پرندوں سے، مچھروں سے، جس سے چاہے گا کام لے لیگا۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو خدا کی محبوب ہوگی اور وہ بھی خدا سے محبت رکھتی ہوگی، نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر خدا کی راہ میں جہاد کرتے رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ خدائے تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔

سچے مسلمان راہِ خدا میں جہاد سے منھ نہیں موڑتے نہ پیٹھ دکھاتے ہیں نہ تھکتے ہیں نہ بزدلی نہ آرام طلبی کرتے ہیں نہ کسی کی مروت میں آتے ہیں نہ کسی کی ملامت کا خوف کرتے ہیں وہ تو برابر اطاعت خدا میں اس کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں بھلائی کا حکم کرنے میں اور برائیوں سے روکنے میں مشغول رہتے ہیں۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۱۲ سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں

میرے عزیز دوست! آپ ایمانداری سے سوچیں اور اللہ کے واسطے انصاف کریں کہ فی الحال ہندوستان میں اللہ تعالیٰ نے جس جماعت کو تبلیغ کے لئے پسند کرلیا ہے وہ بڑھتے بڑھتے آج کتنے عروج پر کام کر رہی ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے سر پیٹ رہے ہیں، سینہ کوٹ رہے ہیں، کلیجہ تھامے ہوئے رو رہے ہیں، حسد اور کینہ کی آگ میں جل بھن رہے ہیں اس تبلیغ کو روکنے کے لئے جتنے بھی حربے اُن کے پاس تھے وہ سب کے سب آزما چکے، اس جماعت کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے لیکن تبلیغی جماعت دن بدن بڑھتی ہی

Scanned by CamScanner

رہی اور ترقی کرتی ہی رہی اور انشاء اللہ قیامت تک ترقی کرتی ہی رہے گی اور حسد و کینہ اور بغض رکھنے والی جماعت جلتی ہی رہے گی۔

یہ جماعت ہندوستان سے اٹھی اور بڑھتے بڑھتے پورے ہندوستان پر چھا گئی جب ہندوستان کے مسلمانوں کو جگا چکی تو پھر ہندوستان سے باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو جگانا شروع کیا۔ روڈیشیا والوں کو جگایا، ملاوی والوں کو جگایا، زمبیا والوں کو جگایا، مڈغاسکر اور کینیا والوں کو جگایا، موریشس اور ملایا والوں کو جگایا اور ساؤتھ افریقہ والوں کو جگایا، ترکی اور انگلینڈ والوں کو جگایا، روس اور امریکہ والوں کو جگایا، شام اور مصر والوں کو جگایا اور جس سرزمین پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، جس سرزمین پر قرآن کریم کا نزول ہوا اس سرزمین کے رہنے والے عربوں کو تبلیغی جماعت والوں نے جا کر جگایا کہ اٹھو اٹھو کہاں سوئے پڑے ہو، ایک زمانہ وہ تھا کہ دنیا والوں کو عربستان کے رہنے والوں نے جگایا تھا آج ہندوستان والے عربستان والوں کو جگا رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت ہر ملک کے کونے کونے میں تبلیغ کر رہی ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کو راہ راست پر لگا دیا ہے۔ ایسی پاک جماعت کی مخالفت کرنے والے ستارے تو نے اپنی زندگی میں کیا کیا؟ کتنوں کو راہ راست پر لگایا ہے۔

تبلیغی جماعت والے اپنے بال بچوں کو اپنے ملک کو چھوڑ کر اپنے جان و مال سے رات دن محنت کر رہے ہیں، اور ساری زندگی اسی میں کھپا رہے ہیں۔ اس جماعت کو حقیر سمجھنے والے دلارے تو نے اپنی زندگی میں دین کے لئے کبھی گھر چھوڑا ہے، بال بچوں کو چھوڑا ہے، اپنے وطن کو چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ حشر کے میدان میں پوچھے گا کہ تبلیغی جماعت والے دنیا کے کونے کونے میں گھوم پھر کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں پہنچا رہے تھے تو اس وقت سُنی صاحب آپ کہاں غفلت کی نیند سوئے ہوئے تھے۔

اگر واقعی تبلیغی جماعت والے معاذ اللہ غلط تبلیغ کرتے ہیں تو آپ صاحبوں کو صحیح تبلیغ کر کے دنیا کو دکھانا چاہیئے کہ دیکھو تم جو کام کر رہے ہو وہ غلط ہے اب ہم تم کو صحیح کر کے دکھاتے ہیں، اگر تم صحیح کر کے دکھا نہیں سکتے اور جماعت والے جو کام کر رہے ہیں وہی صحیح ہے تو ان کے ساتھ جڑ جاؤ۔

Scanned by CamScanner

کام کرنا بھی نہیں، کام کرنے دینا بھی نہیں یہ ظلم اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلاف شرع امر دیکھ سن کر اپنے آپ کو کمزور جان کر خاموش نہ ہو جانا ورنہ خدا کے یہاں اس کی بازپرس ہوگی۔ اس وقت انسان جواب دے گا کہ میں لوگوں کے ڈر سے چپ ہو گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۱۳ سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورۂ عنکبوت کے ساتویں رکوع میں آیت ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

راہ خدا میں تکلیفوں کو برداشت کرنے والوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کے تابع فرمان لوگ ہیں جو قیامت تک ہونگے۔ فرماتا ہے کہ ہم ان کوشش اور جستجو کرنے والوں کی رہنمائی کریں گے۔ دنیا اور دین میں انھیں راستے دکھلاتے رہیں گے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۱۲ سورۂ عنکبوت کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

جو انسان اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کرتا ہے اُس کے لئے اللہ تعالیٰ راستے کھول دیتے ہیں۔ دین کی سمجھداری کے راستے، ترقی کے راستے، عزت کے راستے، روزی کے راستے ہر طرح کی برکت کے راستے یعنی رحمت کے دروازے اُس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اس وقت جو عزت و شرافت اور ترقی اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کو بخشی ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے۔ تبلیغی جماعت کا جہاں بھی اجتماع ہوتا ہے وہاں لاکھوں کی تعداد میں آدمی آجاتے ہیں۔ حالانکہ نہ کوئی اخبار میں خبر شائع کی جاتی ہے اور نہ کوئی اشتہار چھپائے جاتے ہیں، لاکھوں آدمیوں کا اجتماع ہونے کے باوجود نہ کوئی جھگڑا ہوتا ہے، نہ کوئی چوری ہوتی ہے، نہ کوئی شکایت یا فریاد ہوتی ہے، تین دن اور

تین راتیں کل بہتّر گھنٹے اجتماع چلتا ہے اور ہر طرح کا انتظام ایسا ہوتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، جتنے انسان اجتماع میں آتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی ماں کے جنے ہوئے بھائی ہیں۔ یہ انعامات ربی نہیں تو پھر اور کیا ہیں؟ قبولیت کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ حق پرستی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن کریم کے تیرہویں پارہ میں سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو اُن کے دلوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو بدلا نہیں کرتا بعد چیز اس کے کوئی بھی اُن کا کارساز نہیں ہوتا۔

ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک کی طرف وحی خدا ہوئی کہ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ جس بستی والے اور جس گھر والے خدا کی اطاعت گذاری کرتے کرتے خدا کی معصیت کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی راحت کی چیزوں کو ان سے دور کر کے انہیں وہ چیزیں پہنچاتا ہے جو انہیں تکلیف دینے والی ہوں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ ص۳۲ سورۂ رعد کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس بستی کے، جس گھر کے لوگ میری نافرمانیوں میں مبتلا ہوں پھر انہیں چھوڑ کر میری فرمانبرداری میں لگ جائیں تو میں بھی اپنے عذاب اور دکھ اُن سے ہٹا کر اپنی رحمت اور سکھ انہیں عطا فرماتا ہوں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ ص۳۳ سورۂ رعد کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

جو قوم اپنی حالت بدلنا نہیں چاہتی تو اللہ تعالیٰ اُن کی حالت کو نہیں بدلتے۔ جو قوم یا جو انسان بُرے کاموں کا عادی ہو جائے اور اُسی پر جمع رہے توبہ کا ارادہ ہی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو کیا غرض پڑی ہے کہ لامحالہ اسے ہدایت دے ہی دے۔ اللہ تعالیٰ کی غرض ہم کو ہے ہماری غرض اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے۔ ہر مسلمانوں کو چاہیئے کہ جان سے مال سے دین میں محنت کرے اور صحیح طریقہ پر کرے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ محمدؐ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۷ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ کا سوال ایمان والوں سے ہے بے ایمانوں سے نہیں۔ فرماتا ہے کہ تم میرے دین کی مدد کروگے تو میں بھی تمہاری مدد کروں گا مدرسوں کی مدد، مسجدوں کی مدد، اللہ کے دین میں محنت کرنے والوں کی مدد، یتیموں کی، مسکینوں کی، محتاجوں کی غریبوں کی، فقیروں کی، مسافروں کی ہم مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد کرے گا اور ہم کو ثابت قدم رکھے گا دشمنوں کے مقابلے میں بھی اور جب مرنے کا وقت آئے گا اس وقت شیطان ایمان لینے کیلئے جو چالیں چلے گا اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا اور ہم کو ثابت قدم رکھے گا اور ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھولے بھائی کے۔

سُنّت والجماعت

اور اختلافی مسائل

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورۂ شعراء کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: شاید آپ اُن کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دے دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تمام لوگوں کا درد تھا۔ آپ کو یہی فکر رہتی تھی کہ ساری دنیا رحمت خداوندی کی مستحق بن کر جنت میں داخل ہو جائے اور اللہ کی ساری مخلوق خدا کے غضب سے بچ جائے اور جہنم یونہی خالی اور کوری پڑی رہے۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی۔ دنیا میں جہالت ختم ہو جائے انسان نیک اور ایک ہو کر ایک خدا کی عبادت کریں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں اس لئے یہ آیت کریمہ نزول ہوتی ہے

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورۂ ہود کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۸
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ میں کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے ہی رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے احوال اور اُن کے کام کی حکمت سے بخوبی واقف ہیں کہ اُس کے بہت سے بندے حق کو سُن کر جہاں اُسے قبول کریں گے وہاں بہت سے لوگ حق بات کو اپنی نفسانی خواہش سے رد بھی کر دیں گے اور خدا کے پسندیدہ گروہ اور جماعت سے کٹ کر علیحدہ علیحدہ اپنی ٹولیاں اور گروہ بنالیں گے۔ ایسی حالت میں مومنوں کا اور ہٹ دھرموں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا مشکل ہے۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اور تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے پھر انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے طے ہو چکی ہے (یعنی قیامت) تو جس جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اُن کا فیصلہ کر دیا جاتا۔

دنیا کے اندر ایک ہی دین تھا ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی تھی۔ بعد میں لوگ اختلاف پیدا کر کے گروہ در گروہ اور پارٹی در پارٹی ہوتے گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بات طے نہ ہوتی یعنی قیامت تو آج ہی یہ فیصلہ ہو جاتا کہ حق پر کون ہے اور جہالت پر کون ہے۔

قرآن کریم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ شوریٰ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: علم حق آجانے کے باوجود یہ لوگ ضد کی بنا پر گروہ در گروہ ہوتے جا رہے ہیں۔

تفرقہ کا سبب یہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء نہیں بھیجے تھے یا کتابیں نازل نہیں کی تھیں اِس وجہ سے لوگ راہ راست نہ جان سکے اور اپنے اپنے مذاہب اور مدارس اور نظام زندگی خود ایجاد کر بیٹھے بلکہ یہ تفرقے اُن میں اللہ کی طرف سے علم حق آجانے کے بعد

ضد کی وجہ سے ہوئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ وہ لوگ خود اس کے ذمہ دار ہیں جنہوں نے دین کے صاف صاف اصول اور شریعت کے کھلے احکام سے ہٹ کر نئے نئے مذاہب اور طریقے یا مسلک بنائے ہیں۔

اس تفرقہ پردازی کا کوئی بھلا یا نیک جذبہ نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اپنی نرالی اوپچ دکھانے کی خواہش کی بنا پر الگ ہوتے ہیں اپنا الگ جھنڈا بلند کرنے کی فکر میں ہیں آپس کی ضدم ضدا میں ایک دوسرے کو ہرانے کی کوشش جو کی ہے وہ مال وجاہ کی طلب کا نتیجہ ہے۔ مکار اور نفس پرست لوگوں نے دیکھا کہ بندگانِ خدا اگر سیدھے اور صاف ستھرے دین کے راستے پر چلتے رہیں گے تو ایک خدا ہوگا جس کے آگے جھکیں گے، ایک رسول ہوگا جس کو لوگ پیشوا اور رہنما مانیں گے، ایک کتاب ہوگی جس کی طرف لوگ رجوع کریں گے اور ایک صاف عقیدہ ہوگا۔ اس نظام میں اُن کی اپنی ذات کے لئے کوئی مقام امتیاز نہیں ہو سکتا جسکی وجہ سے اُن کی مجاوری یا پیری یا گدی چل سکے اور ان کی خانقاہیں آباد ہو سکیں اور لوگ انکی آؤ بھگت کریں اور اُن کے آگے سر بھی جھکائیں اور ہاتھ پیر چومیں چاٹیں یا دھو دھو کر پئیں۔ فرقہ بازی کا اصل سبب یہی تھا جو نئے نئے عقائد اور نئے نئے طرز کی عبادت اور نئی نئی رسمیں اور نئے نئے نظام حیات ایجاد کئے گئے۔ انھیں لوگوں نے مخلوق خدا کے ایک بڑے حصّہ کو دین کی صاف اور ستھری راہ سے ہٹا کر مختلف راہوں میں تقسیم کر کے گمراہ کر دیا۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر ۷۱ یا بہتر ۷۲ فرقے ہو گئے اور نصرانی بھی اسی طرح لیکن میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔

حوالہ: ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ [illegible] حدیث [illegible] ابواب الایمان۔

پیشین گوئی چودہ سو سال پہلے کی ہے کہ میری امت کے تہتر ۷۳ فرقے ہوں گے۔ وہ تو ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

قرآن کریم کے سترہویں ۱۷ پارہ میں سورۂ انبیاء کے چھٹے ۶ رکوع میں آیت نمبر ۹۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اُن لوگوں نے اپنے دین کے اندر اختلاف پیدا کر لیا سب ہمارے ہی پاس واپس آنے والے ہیں۔

کاٹ دیا اگلی امتوں نے اپنے دین کا کام آپس میں یعنی فرقے فرقے ہو گئے جیسے یہود و نصاریٰ۔ وہ ایک دوسرے کو کافر جانتے تھے۔ یہ سب فرقے ہماری طرف پھرنے والے ہیں اور ہم انہیں اُن کے اعمال کے مطابق جزا دیں گے۔

حوالہ: تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۶۲

قرآن مجید کے اکیسویں پارہ میں سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے ہر گروہ اپنے اس طریقے پر نازاں ہے جو اس کے پاس ہے۔

ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور دوسروں کو گمراہ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرقے کو جنت میں جانے کی بشارت دی، باقی فرقوں کو دوزخی بتایا ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ اپنے آپ کو دوزخی کون کہے گا۔

قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل اچھا کر کے دکھایا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے اور وہاں انہیں معلوم ہو جائے گا جو کچھ کیا کرتے تھے۔

اکثر لوگ کھلم کھلا کفر و شرک اور بت پرستی کرتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو جنتی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ سمجھتے کہ یہ کام بُرا ہے دوزخ میں لے جانے والا ہے، توحید کے خلاف ہے تو ہرگز نہ کرتے لیکن یہ سب اندھی تقلید ہو رہی ہے خود کچھ سوچتے سمجھتے نہیں صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں یا لوگوں کے کہنے سننے پر چلتے ہیں۔ اب آئیے ہم بتاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ کہ جنتی فرقہ کون سا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل درست اور ٹھیک جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے (مطلب یہ ہے کہ جو گمراہیاں اور خرابیاں یہودیوں میں ہوئی ہیں وہی میری امت میں بھی ہوں گی اور مسلمان اُن کے قدم بہ قدم چلیں گے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ جو خرابیاں یہودیوں میں تھیں وہ سب مسلمانوں میں موجود ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ) اور بنی اسرائیل کی قوم بہتّر فرقوں میں بٹ گئی تھی اور میری امت میں تہتّر فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی فرقہ کون سا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا وہی جس پر میں ہوں اور میرے اصحابؓ۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ حدیث ۵۰۱ ابواب الایمان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱ حدیث ۱۶۱ سنتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۷۰ کتاب الایمان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق فرقے تو ہو گئے اور ہو رہے ہیں ان تمام فرقوں میں صحیح فرقہ جنت میں جانے والا کون سا ہے یہ عام اور اَن پڑھ مسلمانوں کے لئے سمجھنا مشکل ہے اس کی معلومات ہم کو جو کتابوں سے ملی ہے اور جو عقل بھی تسلیم کرتی ہے وہ یہ ہے۔

کلام اللہ نعمتِ عظمیٰ باری تعالیٰ کی ہے اور وہ اکثر سُنّیوں ہی کو یاد ہوتا ہے۔ رافضی محروم ہیں اور ہزاروں میں کسی کو یاد بھی ہوا تو وہ نادر ہے۔ النادر کالمعدوم (یعنی اگر کسی کو یاد بھی ہے تو بہت ہی تھوڑا سا یاد ہوگا پورا قرآن کریم یاد نہیں ہوگا)

حوالہ: مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۷۰ کتاب الایمان۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ایک نعمت ایسی عطا فرمائی ہے کہ ساری دنیا کے مذہب والوں کو نیچا دیکھنا پڑتا ہے دنیائے عالم میں جتنے بھی مذاہب ہیں اُن سب کے پاس اپنے اپنے مذہب کی کتابیں موجود ہیں چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی لیکن دنیا کے کسی مذہب والے کو اپنے مذہب کی کتاب پوری کی

Scanned by CamScanner

پوری زبانی یاد نہیں ہے چاہے وہ چھوٹے سے چھوٹی کیوں نہ ہو وہ حرف بہ حرف یاد نہیں ہوسکتی اور قرآن کریم لاکھوں مسلمانوں کو حرف بہ حرف زبانی یاد ہے۔

اور جو گروہ اسلام میں حق پرستی سے ہٹ جائے گا اُس میں بھی آپ کو حافظ قرآن نہیں ملیں گے۔ شیعہ صاحبان کروڑوں کی تعداد میں ہیں اُن کی حکومتیں بھی دنیا میں موجود ہیں لیکن اُن کی جماعت میں ایک بھی حافظِ قرآن نہیں ملے گا۔ اور جو حقیقت میں سچے اور صحیح اہلِ سنّت والجماعت ہیں اُن کی جماعت میں آپ کو ہزاروں حافظِ قرآن ملیں گے۔ اور جو ماں کی گود سے اندھے پیدا ہوئے ہیں وہ بھی حافظ ہیں اور اس فن کے حافظ ہیں کہ مدرسوں میں جو حفظ کرانے کا درجہ ہوتا ہے اُس میں بعض جگہ پر اندھے ہی پڑھاتے ہیں یعنی آنکھ والے اگر قرآن کو حفظ کرنا چاہیں تو اندھے کے مدرسے میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ یہ حق پرستی اور فضل ربّی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

جن جن کو وہابی اور کافر سمجھا جارہا ہے ان میں بھی سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں حافظِ قرآن موجود ہیں اور ہر گروہ سے اِس گروہ میں حافظِ قرآن انشاء اللہ زیادہ ہیں پھر بھی اُن کو اِسلام سے خارج اور وہابی سمجھا جارہا ہے یہ جہالت یا ضد اور نفس پرستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

حاسد لوگ جو ایک دوسرے پر جھوٹی تہمتیں لگا کر حسد اور کینہ کی آگ میں جلے جارہے ہیں اور مخلوقِ خدا کو گمراہ بھی کر رہے ہیں اور آپس میں لڑا بھی رہے ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عقل اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اُن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے تو اُن کے پھندوں میں جو بھولے اور اَن پڑھ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اللہ پاک اُن کو ہدایت عطا فرمائے (آمین)

قرآن کریم کہنے کو تو ایک ہے اس کے پارے تیس[۳۰] ہیں اس کی سورتیں ایک سو چودہ[۱۱۴] ہیں اس کے رکوع پانچ سو اٹھاون[۵۵۸] ہیں اس کی آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ[۶۶۶۶] ہیں اسکے کلمات ستر ہزار چار سو انتالیس[۷۰۴۳۹] ہیں اور اس کے حروف تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی (۳۲۱۱۸۰) ہیں

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۹

یوں تو ہر گروہ اپنے آپ کو سنّت والجماعت کہتا ہے لیکن جس گروہ میں جتنے

زیادہ حافظِ قرآن ہوں گے اتنا ہی وہ گروہ صحیح العقائد اور حق پر سمجھا جائے گا۔

اِس امت کی شانِ مبارک دیکھئے کہ سات سات سال اور آٹھ آٹھ سال کے بچے اور بچیاں بھی حافظِ قرآن ہیں۔ ارے اُن کو تو جانے دو یہ بچے تو آنکھ والے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ کر قرآنِ کریم کو حفظ کر لیتے ہیں لیکن جو ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوتے ہیں جن کی جنم ہی سے آنکھیں نہیں ہیں اور اندھے ہیں وہ بھی حافظِ قرآن ہیں اِس سے بڑھ کر حق پرستی کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ جب رمضان کے مہینہ میں اِس قرآن کریم کو حافظ صاحب تراویح میں پڑھتے ہیں تو خدا کی قدرت کا نظارہ عجیب نظر آتا ہے ہزاروں حرفوں کی ہیر پھیر ہوتی ہے مثلاً ز کہیں ہے تو ظ کہیں ہے ہمزہ کہیں ہے تو عین کہیں ہے ت کہیں ہے تو ط کہیں ہے۔

اِس کے علاوہ ہزار ہا جگہ پر زبر کہیں ہے تو کہیں زیر ہے اور کہیں پیش ہے اور کہیں دو زبر ہے تو کہیں دو زیر ہے اور کہیں دو پیش ہیں۔ اِس کے علاوہ جزم، تشدید، مد، الف وغیرہ ہزاروں کی ہیر پھیر ہوتی رہتی ہے لیکن حافظ صاحبان پانی کے سیلاب اور طوفان کی طرح پڑھتے چلے جاتے ہیں اور کہیں جھجک تک محسوس نہیں کرتے اتفاقاً کسی حافظ صاحب سے سہو یا لغزش ہو گئی یعنی تعلمون کی جگہ یعلمون پڑھ دیا یا یعلمون کو تعلمون پڑھ دیا تو اُسی وقت دوسرے حافظ اُس کو آگے بڑھنے سے روک لیں گے۔ اِتنی تیزی سے پڑھنے کے باوجود پڑھنے والا حرف میں لغزش کھا کر آگے نہیں بڑھ سکتا اور لقمہ دینے کے بعد وہ واپس لوٹے گا اور صحیح کر کے پھر آگے بڑھے گا یہ فضل ربی اور حق پرستی کی دلیل نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ یہی بات ہے کہ قرآن کریم کو نازل ہوئے قریباً ۱۴۰۰ سو سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک کسی حرف میں تبدیلی نہیں ہوئی ہر ہر ملک میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن کے حافظ موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی پیشن گوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورہ حجر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں۔

اِس پیشن گوئی کے تحت اِس قرآن کریم میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا جیسا اور کتابوں

Scanned by CamScanner

میں ہوتا رہا ہے کہ باوجود کسی مخالف کے نہ ہونے کے بھی اُن کی کتابوں میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے اور اس قرآن کریم میں باوجود مخالفین کی کوششوں کے یہ بات نہیں ہوسکی اور قیامت تک انشاء اللہ نہیں ہوسکے گی۔

قرآن کریم جو اعلان ساری دنیا کے لئے کررہا ہے وہ سنیئے۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سُورہ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے کہ اگر تمام انسان اور سب جنات اس بات کے لئے جمع ہوجائیں کہ ایسا قرآن بنالاویں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

قرآن کریم کے بارہویں پارہ میں سُورہ ہود کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: کیا یہ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنالیا ہے، آپ (جواب میں) فرمادیجئے کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا کرلے آؤ اور اپنی مدد کے لئے جن جن غیر اللہ کو بلاسکو بلالو اگر تم سچے ہو۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سُورہ یونس کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو بنالیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورت بنالاؤ اور (اکیلے نہیں بلکہ) جن جن غیر اللہ کو (مدد کے لئے) بلاسکو بلالو اگر تم سچے ہو۔

اگر تم کو اس کے منجانب اللہ ہونے میں ذرا بھی شک ہو اور یہ غلط خیال تمہارے دلنشین ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ بنالیا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے ہی جیسے بشر ہیں اگر وہ ایسے قرآن بناسکتے ہیں تو تم میں سے قابل ترین کوئی آدمی کیوں نہیں بناسکتا؟ چنانچہ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اس جیسی بس ایک ہی سورت پیش کردو جو قرآن

جیسی بلاغت اور اختصار و معنویت رکھتا ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اکیلے تھے اب تم دنیا بھر کے اِنسان اور جنات سبھی مل کر کوشش کر دیکھو۔ اِس طرح خدائے تعالیٰ گویا انھیں چیلنج کرتا ہے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا تصنیف کردہ ہو تو آؤ اس چیلنج کو قبول کرو۔ تنہا نہیں بلکہ سیکڑوں ہزاروں مل کر۔ اس کے بعد ایک دوسرا اس سے بھی زبردست دعویٰ ہے کہ یہ سُن رکھو کہ تم کبھی اس پر قادر نہ ہو سکو گے۔ یہ بات بھی ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں کہ تمام جن وانس بھی اگر جمع ہو جائیں کہ ایسا ہی کوئی قرآن بنا سکیں تو ہرگز نہیں بنا سکتے۔ خواہ اپنے لئے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بنالیں۔ پھر اس دعوے کو دس سورتوں تک بھی محدود کر کے کہا گیا جس کا ذکر اوّل سورۂ ہود میں ہے کہ کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بنا لیا ہے۔ اچھا تو پھر اس جیسی دس ہی سورتیں تم بنا کر لے آؤ۔ پورا قرآن نہ سہی اتنا ہی سہی۔ خدا کو تم نے چھوڑ دیا تو دوسرے سب کی تم مدد لے سکتے ہو۔ سچے ہو تو سامنے آؤ لیکن نہیں آتے پھر اس سے بھی نیچے اتر کر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنا لیا ہے تو زیادہ نہیں ایک ہی سورت پیش کرو۔ سورۂ بقرہ (جو مدینے میں نازل ہوئی تھی) اس میں بھی یہی ایک سورت کا چیلنج ہے اور یہ بتلا دیا گیا ہے کہ تم کو ایسا کرنے پر قدرت نہیں ہے تو سنو۔ اگر تم نے ایسی آیتیں پیش نہ کیں اور پیش کر بھی کہاں سکتے ہو تو پھر عذاب دوزخ سے بچو۔ حالانکہ فصاحت تو عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ اور ان کا خاص کمال سمجھا جاتا تھا۔ اُن کے اشعار اور وہ قصائد جو کعبے کے دروازے پر آویزاں کر دیئے گئے تھے ان کے کمال بلاغت کا ثبوت ہیں لیکن اللہ نے جو قرآن پیش کر دیا کوئی اس کی فصاحت و بلاغت کو چھو بھی نہ سکا۔ چنانچہ اس کی بلاغت اور حلاوت و اختصار اور افادہ و کمال کو دیکھ کر جو ایمان لے آیا وہ لے آیا۔ کیونکہ ان ہی فصحاء و بلغاء میں ایسے نکتہ رس اور صاحب فہم بھی تھے جنہوں نے قرآن کی بلاغت کا لوہا مان لیا اور سر جھکا دیا۔ معترف ہو گئے کہ یہ ہو سکتا ہے تو خدا ہی کا کلام ہو سکتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ ص۵۸ تا ۵۹ سورۂ یونس کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

یوں تو قرآن کریم میں کمال ہی کمال ہے جن میں ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس کے

پڑھنے سے دل بھرتا ہی نہیں ہے۔ دنیا میں جتنی بھی کتابیں ہیں ان میں سے کوئی بھی کتاب دو چار مرتبہ پڑھ لینے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور اس قرآن کریم کو ایک انسان سیکڑوں مرتبہ پڑھ لیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا دل نہیں بھرتا۔ ہر سال رمضان المبارک میں قریب قریب ہر مسجد میں ختم قرآن کا انتظام کیا جاتا ہے اور ہر سال قرآن شریف پڑھا جاتا ہے نہ تو پڑھنے والوں کا دل بھرتا ہے اور نہ تو سننے والوں کا دل بھرتا ہے دنیاء عالم میں جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے اتنی دنیا میں دوسری کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی یہ کھلا ہوا معجزہ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ لیکن پھر بھی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے اس کو ہدایت ملتی ہی نہیں ہے چاہے معجزہ ہو یا کرامت۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد جو انسان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنوں کی جماعت سے علیحدہ چلے تو ہم اس کو ادھر ہی جانے دیتے ہیں جدھر وہ جارہا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

جو شخص بھی شریعت سے علیحدہ چلے شرع کا حکم ایک طرف ہو اور اس کے چلنے کا رخ دوسری طرف ہو، فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی مخالفت کرے اور مومنوں کی جماعت سے علیحدہ چلے تو ہم اُس کو اُدھر ہی جانے دیتے ہیں جدھر وہ جارہا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۱۰۱ سورۂ نساء کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

سُنّت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کئے ہیں اور کرنے کے لئے فرمایا اس کو سُنّت کہتے ہیں) اور والجماعت سے مراد آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے والے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور یہی اہل سنّت والجماعت ہے (مختصر)

حوالہ:۔ فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ مقدمہ کے بیان میں۔

Scanned by CamScanner

اہل سُنّت والجماعت کی چار جماعتیں مشہور ہیں ایک حنفی دوسری مالکی تیسری شافعی چوتھی حنبلی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سنہ ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سنہ ۹۵ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۷۹ھ میں ہوئی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۲۰۴ھ میں ہوئی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سنہ ۱۶۴ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۲۴۱ھ میں ہوئی۔

حوالہ: ع۵۵ کا قرآن شریف ۵۵ خوبی والا صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔

پیدائش اور وفات کی تاریخوں میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ یہ چاروں امام مشہور ہیں۔ اور چاروں حق پر ہیں اگرچہ مسائل کے اجتہاد اور عملیات میں ان چاروں اماموں کے اندر بہت کچھ اختلاف ہے۔ اگر وہ حدیثیں یہاں پر بیان کردی جائیں تو انشاء اللہ غیر مناسب نہیں ہوگا قارئین کے سمجھنے اور سمجھانے میں کافی سہولت ہو جائے گی۔ اب سنیئے وہ احادیث جنمیں اختلاف ہے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے نماز میں بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھتے سُنا تو بولے کہ بیٹا یہ تو بدعت ہے اور بدعت سے بچو۔ پھر کہا کہ میں نے اصحاب نبی سے زیادہ کسی کو بدعت سے عداوت و نفرت کرتے نہیں دیکھا نیز فرمایا میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ۔ حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے مگر کسی کو بسم اللہ کہتے نہیں سُنا۔ اِس لئے تم کو بھی بسم اللہ زور سے نہ کہنی چاہیئے۔ جب تم نماز پڑھو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہو۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضؓ کی یہ حدیث حسن ہے اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ خلفائے اربعہؓ وغیرہ اصحاب کرامؓ اور اکثر تابعینؒ اسی کے قائل ہیں۔ سفیان ثوریؒ، امام ابن مبارکؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ بھی اسی کے قائل ہیں یعنی یہ سب اِس بات کے قائل ہیں کہ بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ حدیث ۲۴۵ نماز کا بیان۔

(۲) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ • • •

(۳) دارمی شریف صفحہ ۳۰۳ حدیث ۱۲۳۸ باب ۲۱۰

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز بسم اللہ سے شروع فرماتے تھے۔ اس حدیث کی اسناد کچھ قوی نہیں۔ اصحاب کرامؓ مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن زبیرؓ اور اکثر تابعین اسی کے قائل ہیں کہ بسم اللہ (الحمد شریف اور سورۃ کی طرح) اونچی آواز سے پڑھنی چاہیے۔ امام شافعیؒ، اسمٰعیل بن حمادؒ اور ابو خالد کوفیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

حوالہ: ترمذی شریف جلد ۱ ص۵۳ حدیث ۲۱۸ نماز کا بیان۔

حنفی مسلک میں نماز کے اندر سورۃ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آہستہ پڑھنا سنت ہے اور شافعی مسلک میں نماز کے اندر سورۃ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں آپ کے شانوں کے برابر ہو جاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے یہی (اس وقت بھی) کرتے اور یہی جب آپ (رکوع سے) اپنا سر اٹھاتے (اس وقت بھی) کرتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے اور سجدہ میں آپ یہ (عمل) نہ کرتے تھے۔

حوالہ: (۱) بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ ص۱۰۲ حدیث ۶۹۴ نماز کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف 〃 ۱ ص۵۳ 〃 ۲۳۸ 〃 〃

(۳) نسائی شریف 〃 ۱ ص۲۶۵ 〃 〃

(۴) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ ص۱۸۰ حدیث ۷۳۵ 〃 〃

(۵) مظاہر حق 〃 ۱ ص۲۵۶ 〃 〃

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (ایک مرتبہ لوگوں سے) فرمایا (آؤ) میں تم لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں (یعنی تمہیں عملی طور پر دکھا دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کیا کرتے تھے) پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھایا اس کے بعد نہیں اٹھایا۔ اس باب میں حضرت براء بن عازبؓ سے بھی

روایت ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث حسن ہے کئی صحابہؓ اور تابعینؒ اسی کے قائل ہیں اور حضرت سفیان ثوریؒ و کوفہ والوں کا یہی قول ہے۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۵۵ حدیث ۲۴۸ نماز کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف 〃 ۱ پارہ ۵ ص ۲۹۸ حدیث ۷۳۳ باب ۲۶۹

(۳) نسائی شریف 〃 ۱ ص ۲۵۹ نماز کا بیان۔

(۴) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ ص ۱۸۲ حدیث ۷۵۰ 〃 〃

(۵) مظاہر حق 〃 ۱ ص ۲۶۳ 〃 〃

یہ ہے اختلاف۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بار بار ہاتھ اٹھاتے تھے یعنی رفع یدین کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی نیت کرنے کے بعد نماز شروع کرتے وقت صرف ایک مرتبہ ہاتھ اٹھایا ہے بار بار نہیں اٹھایا ہے یعنی رفع یدین نہیں کیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ اختلاف صحابہ کرامؓ کا ہے اماموں کا نہیں ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کا فتویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی چلتا تھا۔ مسلک حنفی میں رفع یدین نہ کرنے کی روایت پر عمل ہے۔

حدیث: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔

حوالہ: (۱) بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ ص ۱۰۵ حدیث ۷۲۰ نماز کا بیان۔

(۲) مسلم شریف 〃 ۱ ص ۹۳ حدیث ۳۳۹ باب ۱۳۰ 〃 〃

(۳) ترمذی شریف 〃 ۱ ص ۵۳ 〃 ۲۳۰ 〃 〃

(۴) نسائی شریف 〃 ۱ ص ۲۳۶ 〃 〃

(۵) ابن ماجہ شریف ص ۱۳۲ حدیث ۸۳۷ 〃 〃

(۶) دارمی شریف ص ۳۰۳ 〃 ۱۲۳۰ باب ۲۱۲ 〃 〃

(۷) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۸۵ حدیث ۷۶۱ 〃 〃

(۸) مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۶۹ 〃 〃

Scanned by CamScanner

واحد شخص کے لئے نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے صرف فرض نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد کی جو رکعتیں ہیں اُن میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا سنّت ہے۔ اِن کے علاوہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے چاہے فرض نماز ہو یا واجب ہو، چاہے سُنّتیں ہوں یا نوافل ہوں یا تراویح ہوں اور یہی حکم امامت کرنے والے کے لئے ہے۔ یعنی امامت کرنے والا امام بھی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے گا۔ اِس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے وقت سورۂ فاتحہ پڑھیں یا نہ پڑھیں اس میں اختلاف ہے۔

حدیث :- حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی آپ پر قرأت بھاری ہو گئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ امام کے پیچھے پڑھتے ہو (یعنی قرآن پڑھتے ہو) حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم ہم پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسا مت کرو مگر ہاں ام القرآن (یعنی سورۂ فاتحہ تو پڑھ لیا کرو اور کچھ نہ پڑھا کرو) کیونکہ جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں۔ اِس باب میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو قتادہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث حسن ہے۔ دوسرے راویوں سے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے یوں روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں"۔ اِس باب میں یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ امام کے پیچھے قرآن پڑھنے میں اکثر علماء کا اِس حدیث پر عمل ہے جن میں صحابہ و تابعین داخل ہیں۔ امام مالک بن انسؒ، امام ابن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے کہ امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنا چاہیئے۔

حوالہ : (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۵ حدیث ۳۰۲ نماز کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۳۲۱ حدیث ۸۱۳ باب ۲۹۶

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ حدیث ۷۹۰ نماز کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۷۹ نماز کا بیان -

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے والوں کے لئے یہ حدیث ہے اور جو لوگ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں وہ نیچے لکھی ہوئی حدیثوں سے دلیل پکڑتے ہیں ہم انشاء اللہ ہر چیز دیانتداری سے بیان کریں گے خیانت نہیں کرینگے کیونکہ نہ ہمیں بھی نہ تم کو اللہ کے فضل سے کسی جماعت سے کوئی تعصب نہیں ہے اور نہ کسی کو برا کہنا مقصود ہے صرف حق بات ہی مخلوق خدا تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ پڑھے لکھے لوگ ایک دوسرے پر طنز کرنے سے بچیں

حدیث: - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے ابھی کسی نے قرآن پڑھا ہے؟ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ "ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میں نے پڑھا ہے) فرمایا میں بھی تو کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے مجھ سے قرآن چھینا جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جہری نماز میں قرآن پڑھنا ترک کر دیا۔ اس باب میں حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ حدیث ۲۹۵ نماز کا بیان -

(۲) موطا امام مالک صفحہ ۶۰ حدیث ۱۸۶ باب ۱۳۰

(۳) مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۹ حدیث ۸۰۹ نماز کا بیان -

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۷۹

حدیث: - حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم نماز پڑھو (جماعت سے) تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر تم میں سے ایک شخص تمہارا امام ہو اور جب وہ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہو اور جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم بھی آمِيْن کہو تمہاری دعا خدا قبول کرے گا۔ پھر وہ جب اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہو اور رکوع کرو اور امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام کا پہلے سر اٹھا بدلہ ہے پہلے رکوع کرنے کا اور جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم بھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اللہ تمہاری تعریف سنتا ہے (مسلم) اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو"

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ حدیث ۷۹۵ نماز کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹۵ ، ۳۵۱ باب ۱۵۲ نماز کا بیان۔

(۳) مظاہر حق ، ۱ صفحہ ۲۰۱

حدیث:- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام پڑھے تو تم خاموشی کے ساتھ سنو"

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۳۳ حدیث ۸۴۵ قرأت کے وقت خاموش رہنے کا بیان

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو۔ جب وہ کہے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تم کہو آمین جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ کہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو تم کہو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو (یعنی تشہد)۔

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۳۳ حدیث ۸۴۶ قرأت کے وقت خاموش رہنے کا بیان

حدیث:- حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جس وقت سوال کیا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے آپ لوگوں میں سے کوئی قرأت کرتا تھا؟ آپ جواب دیتے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرأت کفایت کرتی ہے (یعنی امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے) اور جب تم تنہا نماز پڑھو تو پھر قرأت کرنی چاہیئے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ:- موطا امام مالک صفحہ ۹۰ حدیث ۱۹۶ باب ۱۲۱ نماز کا بیان۔

Scanned by CamScanner

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے پیچھے ہو تو امام کی قرأت اُس شخص کا پڑھنا ہی سمجھا جائے گا۔

حوالہ :- ابن ماجہ شریف صہ ۱۳۳ حدیث نمبر ۸۵۰ نماز کا بیان۔

جو صاحبان امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے وہ ان حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اب کوئی شخص اگر ایسے لوگوں پر طنز کرتا ہے تو اُس کا یہ طنز کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل پر طنز کرنا ہوگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تصور تو کیا ہی نہیں جا سکتا کہ انھوں نے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے یا بغیر دیکھے کسی عمل کو اختیار کر لیا ہوگا یا بیان کر دیا ہوگا۔ اسی لئے حنفی مسلک کا عمل امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے پر ہے اور حنفیوں کو نہیں پڑھنا چاہئے۔

حقیقت میں صحیح بات یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے والوں کی بھی نماز ہو جاتی ہے اور جو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے اُن کی نماز بھی ہو جاتی ہے لیکن بعض آدمی کم عقل ہوتے ہیں اور وہ اپنی نا سمجھی کی بنا پر یا نادانی کی وجہ سے امت میں تنازعہ پیدا کرتے رہتے ہیں اور مخلوق خدا کو ایک ہونے نہیں دیتے۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کچھ آدمی ایسے متعصب ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے یہ بھی جہالت ہے ان دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت کے امام کے پیچھے کوئی صاحب نماز پڑھ لیں تو اُن کی نماز ہو جائے گی۔

حدیث :- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بعد اٰمین بلند آواز سے کہتے سنا ہے۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صہ ۱۹۵ حدیث نمبر ۸۴۵ قرأت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق 〃 ۱ صہ ۲۷۶

جاننا چاہیئے کہ آمین کہنی بعد پڑھنے فاتحہ کے سُنّت ہے بالاتفاق خواہ منفرد ہو یا امام یا مقتدی اگرچہ امام آمین نہ کہے۔ اور پکار کر کہنا اس کا سُنّت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پکار کر نہ کہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حدیثیں پکار کر کہنے کی محمول ہیں اس پر کہ یہ ابتدا میں تھا واسطے تعلیم کے۔ پھر جبکہ صحابہ

رضی اللہ عنہم سیکھ لئے چپکے کہنے لگے چنانچہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شعبہ کی سے کہ انہوں نے نقل کی علقمہ بن وائل سے اس نے اپنے باپ سے کہ اس نے نماز پڑھی ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہنچے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر کہی اٰمِیْن اور چپکے کہی اور پیروی کی ہے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ وہ چپکے کہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے چار چیزیں ہیں کہ امام اُس میں اخفا کرے۔ اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ اور اٰمِیْن اور اصل دعا میں چپکے پڑھنا ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً یعنی دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے (پارہ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۷ آیت نمبر ۵۵) اور شک نہیں اس میں کہ اٰمِیْن دعا ہے پس نزدیک تعارض کے راجح ہوا چپکے کہنا اس کا اور اٰمِیْن قرآن سے نہیں ہے اجماعاً پس نہیں لائق ہے یہ کہ ہو آواز ساتھ آواز قرآن کے جیسے کہ نہیں جائز ہے لکھنا اس کا مصحف میں۔ واللہ اعلم

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۵۶۲ قرأت کا بیان۔

قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں(۲۴) رکوع میں آیت نمبر ۲۰۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔

آمین بلند آواز سے کہنا بھی سنت سے ثابت ہے اور آہستہ کہنا بھی سنت سے ثابت ہے جو صاحبان آمین کو آہستہ کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں' ان کی جماعت میں اگر کوئی بلند آواز سے آمین کہنے والا شریک ہو جائے تو آمین کو بلند آواز سے سنت سمجھ کر کہے۔ دوسروں کو چڑھانے کی نیت سے نہ کہے۔ کیونکہ چڑھانے کے لئے سنت کو عمل میں لانا یا سنت سے چڑھنا دونوں میں گناہ ہے۔ بلکہ بعض حالات میں تو کفر کا بھی اندیشہ ہے۔ کیونکہ چڑھنا کسی

چیز سے حقارت پیدا کرتا ہے اور دین کی ضروری باتوں کا انکار یا اُس کی تحقیر کفر ہے۔ اور ایسی سنّت جو اپنے ثبوت کے لحاظ سے ضروریات دین میں شمار ہو اس کی تحقیر کفر ہے۔

"اگر کسی نے سُنّت کی حقارت کی تو کافر ہوا"

حوالہ:۔(١) عین الہدایہ جلد ١ صفحہ ٥٣١ نوافل کا بیان۔

(٢) فتاویٰ عالمگیری جلد ١ صفحہ ١٥٦ " " " "

(٣) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ١ صفحہ ٣١٦ نوافل کا بیان۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا تو اُس کو منع فرمایا۔ پس حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور آپ مجھے منع فرماتے ہیں تو فرمایا کہ ہم مناظرہ کیا کرتے اس سکون سے کہ گویا ہمارے سروں پر چڑیاں ہیں اس خوف سے کہ ہمارا مقابل لغزش نہ کھا دے اور تم اس نیت سے مناظرہ کرتے ہو کہ تمہارا مقابل پھسل جائے اور جس نے اپنے مقابل کی لغزش چاہی تو اس کا کفر چاہا اور جس نے اس کا کفر چاہا تو خود کافر ہوا۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ١ صفحہ ٥٣ عقائد کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو اس میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ سنّت ہے یا (فرمایا) کمال سُنّت ہے۔ یہ حدیث حسن و صحیح ہے اور بعض اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اسی پر عمل ہے انہوں نے یہ اختیار کیا ہے کہ تکبیر اولےٰ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں اسکو نہ پڑھنا چاہیئے یہ (نماز جنازہ دعا ہے جس میں) تو اللہ کی حمد و ثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے اور میت کے لئے دعا کرنا ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کوفہ والوں کا یہی قول ہے۔

حوالہ:۔(١) ترمذی شریف جلد ١ صفحہ ١٩٨ حدیث ٩٣٧ نماز جنازہ کا بیان۔

(٢) صحیح بخاری شریف جلد ١ پارہ ٥ صفحہ ٢٩٥ حدیث ١٢٣٦ نماز جنازہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۳) ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۲۰ ص ۲۳۵ حدیث ۱۳۳۱ باب ۹۰۱ بیان جنازہ

(۴) ابن ماجہ شریف ، ص ۲۳۲ حدیث ۱۵۱۵ ، ، ،

(۵) مشکوٰۃ شریف ، ج ۱ ص ۲۹۱ حدیث ۱۵۵۹ ، ، ،

(۶) مظاہر حق ، ج ۲ ص ۱۵ ، ، ،

حدیث :۔ ابو ابراہیم اشہلی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کی نماز پڑھتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا (اے اللہ ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، ہمارے حاضر، ہمارے غائب، ہمارے چھوٹے، ہمارے بڑے، ہمارے مَردوں اور ہماری عورتوں کو بخش دے) یحیٰی راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث روایت کی ہے مگر اس میں یہ الفاظ بڑھا دیئے ہیں اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ (اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جسے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے) اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضرت ابو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے والد کی حدیث حسن و صحیح ہے۔ ہشام اور علی بن مبارک نے یہ حدیث یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کی ہے میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اس باب میں تمام روایتوں میں سے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جو یحیٰی بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ابراہیم اشہلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد سے روایت کی ہے۔

حوالہ :۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۱۹۵ حدیث ۹۲۹ نماز جنازہ کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف ، ج ۲ پارہ ۲۰ ص ۲۳۵ حدیث ۱۳۳۲ باب ۹۰۲ ، ،

(۳) ابن ماجہ شریف ص ۲۳۲ حدیث ۱۵۱۸ نماز جنازہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۲۹۳ حدیث ۱۵۰۹ نماز جنازہ کا بیان۔

(۵) مظاہر حق ، ۲ ص ۵۲ ، ، ، ،

حنفی مسلک کا عمل اسی حدیث پر ہے۔

حدیث ۱ :۔ حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے دادا (عمر بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں قرآن پڑھنے سے پہلے سات بار اور دوسری رکعت میں بھی قرآن پڑھنے سے پہلے پانچ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے یہ حدیث حسن ہے اس باب میں یہ روایت سب سے اچھی ہے۔ کثیر کے دادا کا نام عمر بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کا اسی پر عمل ہے۔ روایت ہے کہ مدینہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نماز پڑھی۔ مدینہ والوں کا یہی قول ہے۔ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عیدین کی تکبیروں کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا (نماز عیدین میں کل) نو تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں اور دوسری رکعت میں اَلْحَمْدُ اور سورہ کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں ہیں۔ کئی صحابہ کے متعلق یہی روایت ہے اور کوفہ والوں کا اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

حوالے :۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۱۰۸ حدیث ۴۸۸ عیدین کے بارے میں

(۲) ابوداؤد شریف ، ۱ پارہ ۹ ص ۳۳۱ حدیث ۱۱۳۸ باب ۲۰۲ ، ،

(۳) ابن ماجہ شریف ص ۲۰۳ حدیث ۱۲۹۵ ، ، ،

(۴) دارمی شریف ص ۲۵۵ حدیث ۱۵۹۵ باب ۳۹۶ ، ، ،

(۵) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۲۶۱ حدیث ۱۳۵۱ ، ، ،

(۶) مظاہر حق ، ۱ ص ۳۵۵ ، ، ،

حدیث ۲ :۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید قربان کی نمازوں میں کس طرح تکبیریں کہتے تھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے۔ جس طرح جنازہ کی نماز میں کہی جاتی ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۶ حدیث ۱۳۵۳ عید کا بیان

(۲) ابوداؤد شریف 〃 ۱ پارہ ۵ صفحہ ۱۶۳ حدیث ۱۱۵۳ باب ۲۴۸

(۳) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۳۰۵ عید کا بیان

اس حدیث کو بیان کرنے والے بھی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی جس طرح جنازہ میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں اسی طرح عیدین میں بھی چار چار تکبیریں ہر رکعت میں کہتے ہیں۔ پہلی رکعت میں چار تکبیریں قرأت سے پہلے تکبیر تحریمہ سمیت اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں قرأت کے بعد تکبیر رکوع سمیت ...... یہی مذہب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ عیدین کا بیان۔

حنفیہ کا عمل اسی حدیث پر ہے پہلی رکعت میں بھی چار تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں بھی چار تکبیریں ہیں۔ پہلی رکعت میں پہلی تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ باندھ کر سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پوری پڑھ کر تین تکبیریں کہنے کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے پھر قرأت شروع کریں گے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہیں گے اس کے بعد چوتھی تکبیر رکوع میں جاتے وقت کہیں گے یہ کل آٹھ تکبیریں ہو گئیں۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مونچھوں کو چھوٹا کرنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ حدیث ۹۳۳ آداب کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف 〃 ۱ صفحہ ۱۳۰ 〃 ۲۱۹ باب ۸۹ طہارت کا بیان۔

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرنی چاہیے اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتر داؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج کرتے یا عمرہ کرتے تو داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے جس قدر مٹھی سے زیادہ ہوتی کتروا دیتے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۴ صفحہ ۳۰۰ حدیث ۸۳۲ ناخن تراشنے کا بیان

(۲) ترمذی شریف " ۲ صفحہ ۱۳۱ حدیث ۹۲۱ آداب کا بیان۔

ترمذی شریف میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مٹھی میں پکڑ کر بقیہ داڑھی کترواتے تھے اور ابو داؤد شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۷۹۶ کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنی داڑھیاں ایک مٹھی کے برابر رکھتے تھے اور اس سے زیادہ کتروا ڈالتے تھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ اگر داڑھی لمبی ہو جائے تو؟ انہوں نے کہا کتروانا چاہیے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ریش مبارک میں سے لیا کرتے تھے طول اور عرض میں سے تاکہ گول ہو جائے۔

داڑھی کی لمبائی کم سے کم ایک مشت ہونا سُنّت ہے اور ایک مشت سے کم کرنا سُنّت کے خلاف ہے "سُنّت یہ ہے کہ مرد اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑے جس قدر مٹھی سے باہر ہو کاٹ ڈالے"

حوالہ:۔ (۱) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۵ باب الحظر کے خلاف ہے۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ کتاب الکراہت۔

(۳) عینی الہدایہ " ۴ صفحہ ۲۹۹ " " "

مثلاً ایک بہت بڑا دریا ہے جس میں نہایت صاف پاک اور عمدہ میٹھا پانی بھرا ہوا ہے۔ اس دریا کے مختلف کناروں پر مختلف لوگ مخلوقِ خدا کو پانی بھر بھر کر پلا رہے ہیں۔ چاروں طرف مخلوقِ خدا کا ہجوم ہے اور اس دریا کا پانی پینے کے لئے لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں پانی پلانے والے شیشے کے گلاس میں پانی بھر بھر کر پلا رہے ہیں۔ ان گلاسوں کے رنگ مختلف ہیں کسی کا رنگ ہرا ہے۔ کسی کا لال ہے۔ کسی کا پیلا، کسی کا آسمانی ہے پینے والوں کو

Scanned by CamScanner

محسوس ہو رہا ہے کہ پانی کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہے حالانکہ یہ رنگ کانچ کے گلاسوں کا ہے ورنہ پانی تو ایک ہی ہے اور ایک ہی دریا سے پلایا جا رہا ہے پلانے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور امام صاحبان رحمۃ اللہ علیہم اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم ہیں اور پینے والے امتی ہیں جو دریا کے ہر کنارے سے پئے جا رہے ہیں ان میں سے کسی کو حق نہیں کہ دوسرے کنارے پر پینے والے کو حقیر سمجھے کیونکہ پانی ایک ہی دریا کا ہے پینے والا جس طرف سے بھی پیئے گا انشاء اللہ یقیناً سیراب ہوگا۔

اب جو بھائی جس امام کی پیروی کرتا ہے اُس کو اُسی امام کے مسلک پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ ہمارے لئے اماموں کی تقلید واجب ہے۔ مگر اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی اس امام کی کبھی اُس امام کی تقلید کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ کسی ایک امام کی تقلید اختیار کرے پھر ان کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرے جو لوگ اماموں کے اختلافی مسائل کو نہیں جانتے وہی لوگ آج ہندوستان میں لڑ جھگڑ رہے ہیں اور جاننے کے باوجود بھی جو لڑ رہے ہیں وہ نفسانیت میں پڑ گئے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اماموں کی تقلید حرام ہے وہ بھی غلطی پر ہیں کیونکہ فی الحال دنیا میں بغیر تقلید کے چارہ نہیں کیونکہ سب انسانوں میں اتنا علم نہیں ہوتا کہ ہر کوئی اپنا مسئلہ قرآن و حدیث سے نکال سکے۔ اس کے علاوہ فرض، واجب، سنّت مؤکدہ، سنّتِ غیر مؤکدہ کے الفاظ کہاں سے لاؤ گے اور فرض ترک ہوگا تو حرام کا درجہ رکھتا ہے اور واجب و سنت مؤکدہ ترک ہوں گے تو مکروہ تحریمی کا درجہ رکھتے ہیں اور سُنّتِ غیر مؤکدہ ترک ہوگی تو مکروہ تنزیہی کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ ساری ترتیبیں تقلید ہی میں تو ہیں بغیر تقلید کے یہ ساری نعمتیں آپ کہاں سے لائیں گے۔ اِس کے علاوہ نماز کا فاسد ہونا، مکروہ ہونا اور سجدۂ سہو کہاں کہاں اور کون کون سے افعال ترک ہونے پر لازم آتا ہے۔ یہ ساری ترتیبیں ہم کہاں سے لائیں گے۔ اگر ان مسائل کی حدیثیں نہیں ہیں تو نمازی نماز میں کہیں لغزش کھا گیا تو اب کیا کرے۔ سجدۂ سہو کرے یا نہ کرے، ان مسئلوں میں تقلید ضروری ہے یا نہیں؟

میرے نزدیک انصاف اور دیانتداری کی بات اگر پوچھو تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں جن کی عملی زندگی ہے وہ اہلِ حدیث بھی ہیں اور اہلِ تقلید بھی ہیں اور صحیح معنی میں وہی

Scanned by CamScanner

سنت والجماعت ہیں اور جن کی عملی زندگی نہیں ہے وہ نہ اہلحدیث ہیں نہ اہل تقلید ہیں اور نہ وہ سنت والجماعت ہیں۔ کسی کی بات مان لینا اسی کا نام تقلید ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات مان لینا یا کسی بھی محدث کی یا کسی بزرگ کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں اگر کسی انسان نے کسی انسان کی بات مان لی اور وہ بات قرآن وحدیث سے ٹکراتی نہیں بلکہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت یا حدیث سے اسکا ثبوت ملتا ہو تو وہ تقلید حرام نہیں ہے بلکہ جائز اور ضروری ہے کیونکہ اصل میں وہ بات قرآن وحدیث سے بتائی گئی ہے یا قرآن وحدیث سے نکالی گئی ہے اس لئے وہ تقلید حرام نہیں ہوگی البتہ جو بات قرآن وحدیث سے ٹکراتی ہو یا اس بات کا قرآن وحدیث میں کوئی اشارہ تک بھی نہ ہو تو ایسی تقلید حرام ہوگی چاہے وہ کسی کی بھی ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو جانشین حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات بڑے پائے کے بزرگ تھے اور دونوں حضرات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں تھے، اگر واقعی تقلید غلط ہوتی تو یہ حضرات تقلید کو کیوں قبول کرتے ان بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں (۱) جامع صغیر (۲) جامع کبیر (۳) سیر صغیر (۴) سیر کبیر (۵) زیادات (۶) مبسوط (۷) محیط آج بھی موجود ہیں۔

مشہور صاحب سلسلہ بزرگ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۷ھ فقہ اور حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اُن کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے شاگرد ہیں۔

شیخ ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۶۱ھ مشہور ترین بزرگ ہیں یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ فقہ میں شاگرد ہیں۔ بادشاہی چھوڑ کر درویشی اختیار فرمائی تھی۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تھی۔

شیخ علی مخدوم ہجویری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ جو داتا گنج بخش سے معروف ہیں۔ ان کی ایک کتاب "کشف المحجوب" مشہور زمانہ اور مقبول ہے آپ حنفی ہیں اور اپنی اسی کتاب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

حضرت خواجہ محمد عبدالباقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو خواجہ باقی باللہ کے لقب سے معروف ہیں سلسلہ نقشبندیہ آپ ہی سے چلا ہے اور آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت

Scanned by CamScanner

مجدد الف ثانی آپ سے مُرید ہوئے اور خلیفہ ہوئے یہ بھی حنفی تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ حنفی گزرے ہیں۔ اگر واقعی تقلید غلط ہوتی تو یہ حضرات اس کو قبول کیوں کرتے۔

شافعی مسلک میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے پائے کے بزرگ ہوئے ہیں جنکی کتاب "احیاء العلوم" اُردو ترجمہ "مذاق العارفین" جو چار جلدوں میں موجود ہے، اس کے علاوہ دوسری کتاب "اکسیر ہدایت" اُردو ترجمہ "کیمیائے سعادت" ہندوستان میں مشہور و معروف ہے وہ شافعی مسلک کے تھے۔

حنبلی مسلک میں حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے پیر کے نام سے مشہور ہیں آپ نے تین کتابیں لکھی ہیں (۱) غنیۃ الطالبین (۲) خطبۂ غوثیہ (۳) فتوح الغیب جو آج بھی ہندوستان میں مل رہی ہیں وہ خود حنبلی مسلک کے تھے اگر تقلید غلط ہوتی تو ایسے بزرگ تقلید کو کیوں قبول کرتے۔ حضرت امام ابن کثیر مشہور بزرگ ہیں آپکی لکھی ہوئی کتاب تفسیر ابن کثیر ساری دنیا میں مقبول ہے آپ بھی شافعی مسلک کے تھے اگر تقلید غلط ہوتی تو ایسی بڑی بڑی ہستیاں تقلید کو کیوں قبول کرتیں۔ تقلید جنم کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے اور وہ بچہ جب سمجھنے اور بولنے لگتا ہے تو ماں اُس بچے کو سمجھاتی ہے کہ یہ تیرا باپ ہے، ماں جس کی طرف اشارہ کر دیتی ہے بچہ اُسی کو باپ تسلیم کر لیتا ہے۔ حالانکہ اُس کے پاس قرآن و حدیث کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہی اس کا باپ ہے صرف ماں کے کہنے پر وہ اُس کو باپ سمجھ رہا ہے۔

دنیا میں بہت سے انسان ایسے بھی ہیں جو اجتہاد اور قیاس کو نہیں سمجھتے اور اُن کے دل و دماغ میں یہ بات گھومتی رہتی ہے کہ قرآن و حدیث موجود ہوتے ہوئے اجتہاد اور قیاس کی کیا ضرورت ہے اِن صاحبوں کے لئے ہم ایک مسئلہ بیان کر دیتے ہیں تاکہ عام لوگوں کی سمجھ میں آجائے کہ اجتہاد اور قیاس کسے کہتے ہیں اور کیسے ہوتا ہے اور یہ کہ اجتہاد ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

ایک مرد تھا وہ اپنے گھر پر گیا تو اُس کی بیوی کسی بنا پر اپنے خاوند سے ناراض تھی اس لئے بول نہیں رہی تھی۔ مرد نے بار بار بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناراضگی کی وجہ سے نہیں بولی، اُدھر مرد کو بھی غصہ آگیا۔ مرد نے کہا خدا کی قسم اگر تو مجھ سے نہیں بولے گی تو میں بھی تجھ سے نہیں بولوں گا۔ مرد کی یہ بات سُن کر عورت بھی غصہ میں آگئی اُس نے بھی قسم کھائی کہ اگر تو

مجھ سے نہیں بولے گا تو خدا کی قسم میں بھی تجھ سے نہیں بولوں گی۔ آمنے سامنے دونوں نے قسم کھائی۔ اب دونوں میں سے کوئی کسی سے نہیں بولتا اگر کوئی بولے تو اُس کو قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے۔ قسم کا کفّارہ دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن لگاتار روزے رکھنا ہے۔ کچھ دنوں تک تو دونوں کا معاملہ گم سم چلا۔ مرد نے کئی عالموں سے پوچھا تو جن سے بھی پوچھتا تھا وہ یہی کہتے تھے کہ قسم کا کفارہ ادا کردو۔ اتفاق سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے یہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب میں کہا کہ تو اپنی بیوی سے جاکر بول تیرے اوپر کفّارہ نہیں ہے وہ مرد خوش ہوگیا اور بیوی سے بولنے لگا۔ یہ بات بہت جلد شہر میں پھیل گئی۔ عالم صاحبان جمع ہوئے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا گیا۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آپ حدیثوں کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے کس کو حدیث کے خلاف فتوے دیا۔ ان لوگوں نے اس آدمی کو بلایا اور کہا کہ اس آدمی نے اپنی بیوی سے نہ بولنے کی قسم کھائی تھی اور آپ نے بغیر کفّارہ کے بولنا جائز کر دیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے کہا کہ تم اپنا پورا پورا واقعہ بیان کرو اُس نے کہا کہ جب میں گھر پر گیا تو میری بیوی مجھ سے بول نہیں رہی تھی تو میں نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم جب تک تو مجھ سے نہیں بولے گی میں تجھ سے نہیں بولوں گا۔ یہ سُن کر عورت نے بھی قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو مجھ سے نہیں بولے گا تو میں بھی تجھ سے نہیں بولوں گی۔ اِس بات کو سُن کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرد پر قسم کا کفّارہ نہیں ہے۔ یہ سن کر عالم صاحبان پھر بگڑ گئے کہ قسم کا کفارہ کیسے نہیں ہے جبکہ دونوں نے قسم کھائی ہے اور حدیث میں قسم توڑنے کا کفّارہ موجود ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ مرد جب گھر پر گیا تو اُس کی عورت اُس سے نہیں بول رہی تھی تو مرد نے قسم کھائی۔ تو مجھ سے نہیں بولے گی تو خدا کی قسم میں بھی تجھ سے نہیں بولوں گا مرد کی قسم بندھ گئی۔ اب مرد کے سامنے عورت قسم کھا رہی ہے کہ تو مجھ سے نہیں بولے گا تو خدا کی قسم میں بھی تجھ سے نہیں بولوں گی۔ عورت قسم کھا رہی ہے مگر بول رہی ہے۔ جب مرد کے سامنے 11
عورت بول رہی ہے تو مرد کی قسم اُتر گئی اور عورت کی قسم بندھ گئی۔ اب اگر مرد اپنی عورت

سے ہوئے تو عورت کی قسم اُتر جائے گی۔ نہ مرد پر قسم کا کفارہ ہوگا نہ عورت پر۔ حدیث کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اور مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ سمجھے میرے بھیا۔ اسی کو کہتے ہیں اجتہاد اور قیاس۔ کوئی مسئلہ پیش آگیا کہ وہ بصراحت قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو اُس کے لئے اجتہاد کرنے کی اجازت حدیثوں سے ثابت ہے۔ لیکن یہ حق ہر ایک انسان کو حاصل نہیں بلکہ جو قرآن و حدیث پر قریب قریب پورا عبور رکھتا ہو اُسے اجتہاد کرنے کی اجازت ہے۔ اجتہاد کرنیوالے میں اگر نفسانیت نہیں ہے تو اجتہاد میں لغزش ہو جائے تب بھی اس کو ایک گونہ ثواب ملے گا اور اماموں نے تو اپنی صفائی بھی پیش کر دی ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کو یہ حلال نہیں ہے کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک اس کو قرآن کریم اور سنّت شریف یا اجماع امت یا قیاس جلی سے معلوم نہ کرلے۔"

حوالہ:۔ فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۱۳۱ مقدمہ میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جب حدیث صحیح ہو جائے اور میرا قول خلاف پڑے تو میرے قول کو دیوار سے مار دو اور حدیث ضابطہ پر عمل کرو۔

حوالہ:۔ فتاوے عالمگیری جلد ۱ ص ۱۳۱ مقدمہ میں۔

حقیقت میں جو اماموں میں اختلافات ہیں وہ امام صاحبان کے نہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلافات ہیں۔

حدیث:۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف پائے گا پس نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہی گمراہی ہے تو تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے تو میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنتوں کو مضبوط پکڑے۔ لوگو! اس سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔ (مختصراً)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۳۰۸ حدیث ۵۳۵ ابواب العلم۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ″ ۱ ص ۱۰۲ ″ ۱۵۶ کتاب السنۃ۔

(۳) مظاہر حق ″ ۱ ص ۳۰۳ کتاب الایمان۔

اس بابرکت جماعت یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے لئے خود خداوند کریم فرمارہا ہے۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں پہل کی (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کریں گے اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

حدیث:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ "میں نے اپنے پروردگار سے اپنی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف کی بابت دریافت کیا (یعنی یہ کہ ان کے درمیان جو اختلاف پیدا ہوگا اس میں کیا مصلحت ہے) خداوند تعالیٰ نے مجھ کو وحی کے ذریعہ آگاہ کیا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے اصحاب میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان پر ستارے بعض ان میں قوی ہیں یعنی ان میں زیادہ روشنی ہے بعض ایسے ہیں کہ ان میں روشنی کم ہے لیکن بہر حال سب روشن ہیں۔ پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کچھ لیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۵ حدیث ۵۰۳۲ مناقب کے بیان میں۔

(۲) مظاہر حق تتمہ جلد ۱۲ صفحہ ۹

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب تھے جس طرح اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تھے اسی طرح آپ کی ہر ادا اللہ تعالیٰ کو محبوب تھی تو اللہ تعالیٰ نے اماموں میں اختلاف پیدا کروا کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا پر عمل کروا دیا۔ یہ اختلاف

نہیں ہے بلکہ خداوند کریم کی رحمت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ہر سنّت پر عمل کروادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ہم لوگوں پر یہ بہت ہی بڑا احسان فرمایا ہے۔ اب سُنیئے وہ حدیثیں جن سے اجتہاد کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔

حدیث ۱:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف (قاضی بناکر) بھیجا تو پوچھا کہ تم وہاں جاکر فیصلہ کس طرح کروگے انہوں نے عرض کیا جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو (یعنی تم جس بات کا فیصلہ کرنا چاہو وہ بات قرآن شریف میں نہ پاؤ تو پھر کیا کروگے) انہوں نے عرض کیا تو پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے (فیصلہ کروں گا) آپؐ نے فرمایا اگر سُنّت میں بھی نہ پاؤ تو (پھر کیا کروگے) انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حمد جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو (صحیح طریق عمل کی) توفیق دی۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۲۶۶ حدیث ۱۳۲۶ باب الاحکام۔

(۲) ابوداؤد شریف ج ۳ پارہ ۲۳ ص ۹۳ حدیث ۱۹۶ باب ۱۱۔

حدیث ۲:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے (یعنی غور وفکر سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے) اور صحیح فیصلہ کرے تو اُس کے لئے دو ثواب ہیں۔ اور فیصلہ کیا اور اس میں غلطی کی تو اُس کے لئے ایک اجر ہے (یعنی غور وفکر کرنے کے بعد بھی غلطی ہوجائے تو ایک گونہ ثواب ہے)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۲۶۶ حدیث ۱۳۲۶ باب الاحکام۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ ص ۵۲۹ حدیث ۲۲۰۰ کتاب الاعتصام

حدیث ۳:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم (عمل کرنے کے قابل) تین ہیں۔ ان کے علاوہ تمام علوم غیر ضروری ہیں (یعنی بیکار ہیں)

(۱) اللہ کی کتاب (۲) سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجتہادی احکام۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف ص ۳۱ حدیث ۵۹ باب الرائے والقیاس۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شیطان پر ایک فقیہ عالم ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

حوالہ :۔ (۱) ابن ماجہ شریف ص۲۵ حدیث ع۲۲۳ علم کے بیان میں۔

(۲) ترمذی شریف جلد ع۲ ص۱۰۹ حدیث ع۵۳۰ علم کے بیان میں۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ع۱ ص۱۱۹ ″ ع۲۰۳ ″ ″ ″ ″

(۴) مظاہر حق ″ ع۱ ص۹۳ کتاب العلم

شیطان جب لوگوں پر دروازے خواہش نفسانی کے کھولتا ہے عالم پہچان لیتا ہے اور ان کو تدبیر ان کے دفع کی بتاتا ہے بخلاف نرے عابد کے اس لئے کہ وہ اکثر مشغول عبادت میں ہوتا ہے اور شیطان کے جال میں پھنسا ہوتا ہے لیکن جانتا نہیں۔

حوالہ :۔ مظاہر حق جلد ع۱ ص۹۳ کتاب العلم

ان بزرگوں نے اجتہاد سے جو دینی خدمت کی ہے وہ قابل قدر ہے، اللہ پاک ان اماموں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان صاحبان نے ایک ایک آیت شریفہ اور ایک ایک حدیث کریمہ سے سیکڑوں مسائل بیان کر دیئے ہیں۔ ان اماموں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت پیدا کی جنہوں نے حدیثوں کو جمع کرنے میں اپنی زندگیاں ختم کر دی ہیں اور اس امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر محدثین کی جماعت پیدا نہ ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ ہم گمراہ ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ایسے ایسے اسباب بنائے کہ جن کو حق کی تلاش ہے قیامت تک گمراہ نہیں ہو سکتے۔ اللہ پاک ان محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی جماعت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

جن لوگوں کو حق کی تلاش ہی نہیں اور آنکھیں بند کر کے بدعتوں اور رسموں پر عمل کئے جا رہے ہیں ان کا دنیا میں کوئی علاج ہی نہیں اور کچھ لوگ باوجود حق کو جانتے ہوئے سمجھتے ہوئے بھی حق کی مخالفت کر رہے ہیں اور مخلوق خدا کو گمراہ بھی کر رہے ہیں اور امت کو آپس میں لڑا رہے ہیں وہ نفسانیت میں پڑ گئے ہیں ان کا بھی دنیا میں کوئی علاج ہی نہیں۔

Scanned by CamScanner

جماعتِ اہلحدیث کا ائمہ اربعہ سے اختلاف

ان چار مسلکوں کے علاوہ ایک پانچویں جماعت بھی ہے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتی ہے۔ یوں تو ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ لوگ تنگ نظر ہوتے ہیں اور وہ دوسروں پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ان اہل حدیث صاحبان کی جماعت میں بھی نکتہ چینی کرنے والے ہیں۔ ان کا اعتراض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی یہ سب مسالک کہاں تھے۔ یہ سب نئے فرقے ہیں اور بعد میں بنے ہیں۔ بہرحال بعض صاحبان تو ان مسلک والوں کو گمراہ سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے اور اعتراض کرنے والے صاحبان اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ حالانکہ بعض اہلحدیث کی لڑکیاں اہل تقلید کے گھر میں ہیں اور اہل تقلید کی لڑکیاں اہل حدیث کے گھر میں ہیں۔ اگر وہ واقعی ایک دوسرے کو گمراہ یا بدعتی سمجھتے ہیں تو ایک دوسرے کی لڑکی لیتے کیوں ہیں۔ بہرحال ایمانداری سے دیکھا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلک نہیں تھے تو مسلک اہل حدیث بھی کہاں تھا اس میں تو ہم سب کے سب یکساں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا تھا اور کونسا مسلک تھا اس کو قرآن کریم ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آل عمران کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا وہ دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن اعمال آئیں گے نماز آکر کہے گی کہ خدایا میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اچھی چیز ہے۔ صدقہ آئے گا اور کہے گا پروردگار میں صدقہ ہوں جواب ملے گا تو بھی خیر پر ہے۔ روزہ آکر کہے گا میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی بہتری پر ہے۔ پھر اس طرح اور اعمال بھی آتے جائیں گے اور سب کو یہی جواب ملتا رہے گا۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا خدایا تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے آج تیری ہی باعث میں پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے میں انعام دوں گا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ ص۳۵ سورۃ آل عمران کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صرف دین اسلام تھا نہ کوئی حنفی تھا نہ کوئی مالکی تھا اور نہ کوئی شافعی اور نہ حنبلی تھا اور نہ مسلک اہل حدیث تھا۔ اس اعتراض میں تو میرے بھولے بھتیجا ہم سب ہی آجاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن بادشاہوں کو خطوط لکھے ہیں ان کو اسلام کی دعوت دی ہے پھر ایک دوسرے پر اعتراض کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ پانچویں جماعت والے جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں کچھ مسئلوں میں ان چاروں اماموں سے علیحدہ ہیں۔ چاروں مسلک والے تراویح کی بیس رکعت پڑھتے ہیں لیکن یہ صاحبان تراویح کی صرف آٹھ رکعت پڑھتے ہیں۔ چاروں مسلک والے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یہ صاحبان ایک ہاتھ سے کرتے ہیں۔ چاروں مسلک والے جمعہ کے خطبہ سے آدھا گھنٹہ پہلے جو اذان دیتے ہیں وہ اذان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوئی ہے اس پر چاروں مسلک والوں کا عمل ہے۔ یہ صاحبان اس پر عمل نہیں کرتے۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی سمجھی جاتی ہیں لیکن یہ صاحبان تین کو تین نہیں بلکہ ایک مانتے ہیں۔ چاروں مسلک والے فقہ کو مانتے ہیں اور اہلحدیث

Scanned by CamScanner

صاحبان نہیں مانتے بلکہ فقہ کو فتنہ کہتے ہیں اور ہر بات کیلئے حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں۔
ان باتوں میں جمہور علمائے کرام کا فتویٰ ایک طرف ہے اور ان صاحبوں کا عمل دوسری طرف ہے۔
بہرحال وہ عمل چاہے جس طرح کریں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ان اہل حدیث صاحبوں کو جمہور علماء کرام پر اعتراض ہے یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم ان باتوں کو ایک ایک کر کے مع حوالوں کے بیان کرتے ہیں پہلے تراویح کے مسئلہ کو لیجئے۔

حدیث:۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کس طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا کہ آپ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعت پڑھتے تھے مگر ان کی درازی کی کیفیت نہ پوچھ۔ پھر چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور تو ان کی خوبی اور ان کی درازی کی کیفیت نہ پوچھ پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

حوالے:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ ص ۲۵۵ حدیث ۱۰۹۵ تہجد کا بیان۔
(۲) صحیح مسلم شریف " ۱ ص ۱۱۹ حدیث ۱۷۲۵ باب ۴۳۶ رات کی نماز کا بیان
(۳) ابوداؤد شریف " ۱ پارہ ۵ ص ۲۰۲ حدیث ۱۳۳۶ باب ۳۵۹ نماز تہجد۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تہجد کے بیان میں لیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے رات کی نماز کے بیان میں لیا ہے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے تہجد کے بیان میں لیا ہے البتہ اسی حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تراویح کے بیان میں بھی لیا ہے حوالہ یہ ہے بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۸ ص ۳۳۸ حدیث ۱۸۵۵ تراویح کے بیان میں اب اس حدیث پر ذرا غور کریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی ہیں کہ رمضان شریف میں بھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور غیر رمضان میں بھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس میں دو باتیں ہیں رمضان اور غیر رمضان تراویح کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ جماعت سے پڑھنے کا ذکر ہے اب اس بات پر غور کریں کہ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت

Scanned by CamScanner

پڑھتے تھے تو یہ گیارہ رکعت کونسی نماز ہوتی تھی اگر ہم اس سے تراویح مراد لیتے ہیں تو آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر یہ کل گیارہ رکعتیں ہو گئیں اور اگر تہجد کی نماز مراد لی جائے تو آٹھ رکعت تہجد کی نماز اور تین وتر یہ کل گیارہ رکعتیں ہو گئیں ان دو نمازوں میں سے آپ ایک ہی نماز ثابت کر سکتے ہیں دونوں نمازیں ثابت نہیں ہو سکتیں اگر تراویح مراد لیتے ہیں تو تہجد ثابت نہیں ہوتی اور اگر تہجد مراد لیتے ہیں تو تراویح کی نماز ثابت نہیں ہوتی اب آپ اس گیارہ رکعت نماز سے کونسی نماز مراد لیں گے ؟

تہجد کی نماز رمضان المبارک میں بھی پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ تراویح غیر رمضان میں نہیں پڑھی جاتی۔ اس حدیث سے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ رمضان میں بھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور غیر رمضان میں بھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یہ بات تہجد کی ہو رہی ہے۔ تراویح کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

حدیث ۶ ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اس کے بعد (تہجد کے وقت اٹھ کر) آٹھ رکعتیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں اور دو رکعتیں اذان فجر اور اقامت کے درمیان میں پڑھیں ان کو کبھی ترک نہ کرتے تھے۔

حوالہ ۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۵۵ حدیث ۱۰۱۱ تہجد کے بیان میں۔

یہ حدیث ابو سلمہ والی حدیث کی تصدیق کر رہی ہے ان گیارہ رکعت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ترک نہیں کرتے تھے کبھی ترک نہیں کرنا یہ تہجد کی بات ہو رہی ہے تراویح کی نہیں تراویح صرف رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد رمضان المبارک میں بھی پڑھی جاتی اور غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے کیونکہ تہجد کی نماز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر فرض تھی اس لئے اس کو چھوڑنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے اس کے علاوہ صبح کی دو سنتیں بھی ترک نہیں فرماتے تھے ان گیارہ رکعت سے تراویح کی نماز کہاں ثابت ہوتی ہے۔

اس حدیث سے اگر تراویح مان لی جائے تو گویا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں تہجد نہیں پڑھتے تھے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز پڑھنے کا حکم قرآن کریم دے رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے انتیسویں ۲۹ پارہ میں سورۂ مزمل کے پہلے ۱ رکوع میں آیت نمبر ۱، ۲، ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے کپڑا اوڑھنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر کم آدھی رات یا اس سے کسی قدر کم کر دو یا اس سے کچھ بڑھا دو۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ راتوں کے وقت کپڑے لپیٹ کر سو رہنے کو چھوڑ دیں اور تہجد کی نماز کے قیام کو اختیار کر لیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۵۲ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری عمر اس حکم کی بجا آوری کرتے رہے تہجد کی نماز صرف آپ پر واجب تھی یعنی امت پر واجب نہیں ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۵۲ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

بعض علماء کہتے ہیں شب بیداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب فرض تھی نہ کہ امت پر۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی پارہ ۲۹ صفحہ ۲۳۰ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

علماء مجتہدین میں اختلاف ہے کہ قیام اللیل یعنی تہجد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی یا کہ نفل تھی اور دلائل شرعیہ قوی ثبوت یہ دیتے ہیں کہ آپ پر فرض تھی۔

حوالہ:۔ تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۲۹ صفحہ ۱۷۹ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

نافلہ کے معنی لغت میں زائد ہے اور پنج وقتی فرض کے اوپر یہ نماز آپ کے واسطے زائد فریضہ تھی اور آپ کی خصوصیت سے معلوم ہوا کہ امتیوں پر فریضہ نہیں ہے۔

۔ تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۲۹ صفحہ ۱۷۹ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

جن جن علمائے کرام نے تفاسیر لکھی ہیں ان سب کی یہی رائے اور فتویٰ ہے کہ تہجد کی نماز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور کسی تفسیر میں یہ نہیں لکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ ۱۱ مہینے تو تہجد کی نماز فرض تھی اور رمضان شریف میں یہ نماز آپ پر فرض نہیں تھی بلکہ نفل تھی یا تراویح کی گنتی میں تھی اس کے علاوہ کسی حدیث میں بھی یہ نہیں ملتا کہ یہ تہجد کی نماز رمضان المبارک میں آپ پر فرض نہیں تھی۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ ۱۵ میں سورۂ بنی اسرائیل کے نویں ۹ رکوع میں آیت نمبر ۷۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور کسی قدر رات کے حصہ میں تہجد پڑھا کیجئے جو آپؐ کے لئے زائد چیز ہے امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود میں جگہ دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی پارہ ۱۵ ص ۹۵ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔
"بعض تو کہتے ہیں تہجد کی نماز اوروں کے برخلاف صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔"

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ ص ۹۱ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔
"نماز تہجد ایک زائد فریضہ ہے اور دوسرے فرضوں پر یہ فریضہ آپؐ ہی پر ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ تہجد آپؐ پر واجب تھی۔"

حوالہ:۔ جامع البیان پارہ ۱۵ ص ۲۳۵ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔
"پانچوں فرائض نماز کے علاوہ یہ ایک زائد فریضہ خاص آپؐ پر ہے نہ کہ آپکی امت پر۔"

حوالہ:۔ جلالین شریف پارہ ۱۵ ص ۲۳۵ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔
"بیشک نماز تہجد ایک زائد فریضہ ہے جو خاص کر آپؐ کے بلندئ درجات کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر فرض کیا ہے نہ کہ آپؐ کے غیر پر کیونکہ اور تمام امت کے لئے نماز تہجد نفل ہے۔"

حوالہ:۔ مدارک التنزیل پارہ ۱۵ ص ۳۰۰ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں
"نماز تہجد فرض تھی خاص کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام امت پر نفل ہے۔"

حوالہ:۔ اکلیل علی مدارک التنزیل پارہ ۱۵ ص ۱۵۸ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں
"تہجد پانچوں فرائض سے زائد فریضہ ہے آپؐ پر خاص کر آپؐ کی فضیلت اور بزرگی بڑھانے کے لئے۔"

حوالہ:۔ بیضاوی شریف پارہ ۱۵ ص ۳۰۰ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔
"فرض کیا نماز تہجد کو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی فضیلت و بزرگی بڑھانے کے لئے۔"

Scanned by CamScanner

حوالہ:- معالم التنزیل پارہ ۱۵ صفحہ ۵۳۳ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

"نماز تہجد عبادت زائد ہے اور خاص کر آپؐ ہی پر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے نہ کہ غیروں پر اس لئے کہ اوروں کے لئے نماز تہجد نفل ہے"۔

حوالہ:- تفسیر کشاف پارہ ۱۵ صفحہ ۴۶۱ سورۂ بنی اسرائیل کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے صبح تک گیارہ ۱۱ رکعتیں پڑھتے تھے اور ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا تھا تو دو ۲ رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے پھر لیٹتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کے پاس مؤذن آتا تھا تو آپؐ اس کے ساتھ جاتے تھے۔

حوالہ:- (۱) دارمی شریف صفحہ ۲۳۳ حدیث نمبر ۱۴۳۸ باب نمبر ۳۳۴

(۲) صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۱۹ حدیث نمبر ۲۳۳ باب نمبر ۲۳۴ رات کی نماز کے بیان میں

(۳) ابوداؤد شریف جلد نمبر ۱ پارہ نمبر ۵ صفحہ ۵۰ حدیث نمبر ۱۳۳۴ باب نمبر ۲۹۸ نماز تہجد۔

(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۳ حدیث نمبر ۱۳۴۵ رات میں کتنی رکعتیں پڑھنا چاہیے۔

اس حدیث میں ارشاد ہو رہا ہے کہ شام سے لے کر صبح کی اذان تک پوری رات میں کل گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔ یہ تہجد کا بیان ہے تراویح کا اس میں نام نہیں ہے اور رمضان المبارک کا بھی ذکر نہیں ہے۔

حدیث:- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک روز اپنے دل میں کہا کہ آج رات کو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو غور سے دیکھوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ۲ ہلکی رکعتیں پڑھیں اور پھر دو ۲ لمبی رکعتیں پڑھیں پھر دو ۲ رکعتیں ان دو ۲ لمبی رکعتوں سے کم طویل پڑھیں۔ پھر دو ۲ رکعتیں ان سے کم پڑھیں پھر دو ۲ رکعتیں ان سے کم پڑھیں پھر دو ۲ رکعتیں ان سے کم پڑھیں پھر وتر پڑھا اور یہ سب تیرہ ۱۳ رکعتیں ہوتی ہیں۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۴ حدیث نمبر ۴۳۶ باب نمبر ۲۵۰ رات کی نماز

(۲) ابوداؤد شریف جلد نمبر ۱ پارہ نمبر ۵ صفحہ ۵۱ حدیث نمبر ۱۳۵۳ باب نمبر ۲۹۸ تہجد کی نماز

(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۳ حدیث نمبر ۱۳۴۸ رات میں کتنی رکعتیں پڑھنی چاہیے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک شب ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے اور وہ ان کی خالہ تھیں (آپ فرماتے ہیں) میں مسند کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اسکے طول میں لیٹ گئے پس آپ سو رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی یا قریب اس کے۔ پھر آپ اپنے چہرے سے نیند کو ملتے ہوئے بیدار ہوئے اس کے بعد آل عمران کی دس آیتیں آپ نے پڑھیں۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف متوجہ ہوئے اور وضو کیا خوب اچھی طرح بعد اس کے نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ پس آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر موڑنے لگے (غرضکہ مجھ کو اپنے بائیں جانب کھینچ لیا) پھر آپ نے دو۲ رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد پھر دو۲ رکعت پڑھی اس کے بعد پھر دو۲ رکعت پڑھی اس کے بعد پھر دو۲ رکعت پڑھی اس کے بعد پھر دو۲ رکعت پڑھی اس کے بعد وتر پڑھے اور لیٹ رہے یہاں تک موذن اذان دیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور دو۲ رکعت پڑھی پھر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

(۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ حدیث ۱۷۶۰ باب ۲۵۰ حضور کی نماز اور دعا،
(۲) ابوداؤد شریف ۱ پارہ ۵ صفحہ ۵۰۶ حدیث ۱۳۳۹ باب ۲۹۸ تہجد کی رکعات
(۳) نسائی شریف ۱ صفحہ ۲۱۵ جب رات کو اٹھے تو پہلے کیا کہے کے بیان میں۔
(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۳ حدیث ۱۳۶۹ رات میں کتنی رکعتیں پڑھنا چاہیے۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب اذان سنتے صبح کی دو۲ رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے۔

حوالہ:۔ ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۵۰۰ حدیث ۱۳۲۵ باب ۲۹۸ تہجد کی رکعتوں کے بیان میں۔

اصل میں یہ نماز تراویح کی نماز نہیں ہے بلکہ رات کی نماز تہجد کا بیان ہو رہا ہے۔ بیان کرنے والے حضرات تراویح کا بیان نہیں کر رہے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کتنی

رکعت نماز پڑھتے تھے اور کیسے پڑھتے تھے وہ ادا بیان کر رہے ہیں۔ ان حدیثوں میں نہ تو رمضان المبارک کا بیان ہے اور نہ تراویح کا بیان ہے۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز تیرہ ۱۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ دارمی شریف ص۲۵۳ حدیث ۱۴۸۱ باب ۳۸۹

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کبھی سات ۷ رکعتیں پڑھتے تھے، کبھی نو ۹ رکعتیں، کبھی گیارہ ۱۱ رکعتیں اور کبھی تیرہ ۱۳ رکعتیں لیکن سات ۷ سے کم نہیں پڑھتے تھے اور تیرہ ۱۳ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور فجر کی دو ۲ سنتوں کو کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔

حوالہ:۔ ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ ص۵۱۰ حدیث ۱۳۳۸ تہجد کی رکعتوں کا بیان

حدیث:۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا (کبھی آپ) سات رکعتیں پڑھتے تھے اور نو ۹ اور گیارہ ۱۱ علاوہ فجر کی سنت دو ۲ رکعتوں کے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ ص۲۵۴ حدیث ۱۰۵۵ تہجد کا بیان۔

یہ جتنی حدیثیں ہیں وہ سب کی سب تہجد کے بارے میں ہیں چاہے سات رکعت والی ہو یا آٹھ رکعت والی ہو یا نو ۹ رکعت والی ہو یا گیارہ ۱۱ رکعت والی ہو یا تیرہ ۱۳ رکعت والی حدیث ہو یہ سب تہجد کے بارے میں ہیں۔ تراویح کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ رمضان المبارک کا اس میں کوئی ذکر ہے۔ تراویح کی نماز عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے اور تہجد کی نماز رات کو سونے کے بعد اُٹھ کر پڑھی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز سونے کے بعد اُٹھ کر پڑھی ہے۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو ایک شب باہر تشریف لائے اور آپ نے مسجد میں

نماز پڑھی اور کچھ دوسرے لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی پھر صبح کو لوگوں نے اس کا چرچا کیا اور مسجد میں زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور سب نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی اور پھر صبح کو لوگوں نے اور زیادہ چرچا کیا تو مسجد میں تیسری رات کو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپکے ہمراہ نماز پڑھی اور پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں پر تنگ ہوگئی (لہٰذا آپ شب کو باہر تشریف نہ لائے) یہاں تک کہ آپ صبح کی نماز کے لئے ہی تشریف لائے پس جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد کے بعد فرمایا" أمّا بعد. مجھ پر تمہارا یہاں موجود ہونا مخفی نہ تھا مگر مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے اور پھر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آجاؤ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور یہی حال رہا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۸ صـ ۲۳۸ حدیث ۱۸۵۶ تراویح کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صـ ۲۳۳ حدیث ۵۸۰ قیام رمضان یا تراویح کا بیان
(۳) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ صـ ۲۱۵ حدیث ۱۳۵۹ باب ۳۱۸ رمضان کا بیان
(۴) نسائی شریف " ۱ صـ ۲۱۱ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کا بیان۔

اس حدیث میں تین رات نماز جماعت سے پڑھنا ثابت ہے۔ رمضان المبارک کا یا تراویح کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تہجد کے بیان میں بھی لیا ہے حوالہ یہ ہے بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صـ ۲۵۳ حدیث ۱۰۷۰ تہجد کا بیان اس حدیث میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ یہ واقعہ رمضان کا ہے۔ اس حدیث سے تراویح کی نماز مان لی جائے تو تین رات سے زیادہ جماعت سے نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات لگاتار نماز جماعت سے پڑھائی ہے اور چار کتابوں کے حوالے ہیں اور یہ چاروں کتابیں صحاح ستہ کی کتابیں ہیں۔ اہلحدیث صاحبان ان حدیثوں پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ اور پورا مہینہ جماعت سے

Scanned by CamScanner

نماز تراویح کیوں پڑھتے پڑھاتے ہیں؟ اِس حدیث سے اگر تراویح ثابت کرنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھی رات کے بعد جماعت سے نماز پڑھائی ہے۔ آپ صاحبان اوّل شب میں ہی کیوں پڑھ لیتے ہیں؟

حدیث:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا تو آپؐ نے ہم لوگوں کو نماز (یعنی تراویح) نہیں پڑھائی حتیٰ کہ جب ماہ (رمضان) کے سات دن رہ گئے تو آپ ہم لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے (یعنی) نماز میں یہاں تک کہ تہائی رات گذر گئی۔ پھر دوسری رات کھڑے نہ ہوئے بلکہ پانچویں رات کو کھڑے ہوئے (یعنی ایک رات ناغہ کر کے دوسری رات جبکہ پانچ دن رمضان کے باقی رہے تو ہمارے ساتھ نماز پڑھی) یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی۔ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہماری اِس باقی رات میں بھی ہمیں نفل پڑھا دیتے (تو بہتر ہوتا یعنی آدھی رات کے بعد بھی پڑھتے) آپؐ نے فرمایا کہ جو امام کے ساتھ کھڑا ہو یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوا (یعنی امام کے ساتھ نماز میں کھڑا رہا) اِس کے لئے تمام رات کا کھڑا ہونا لکھا جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے نماز نہیں پڑھی (اگلی رات پھر ناغہ کر دی) یہاں تک کہ جب تین دن باقی رہ گئے تو اِس رات آپؐ نے اپنے گھر والوں کو بھی بلایا اور ہمارے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے کہ ہمیں فلاح (سحری) چھوٹ جانے کا خوف لاحق ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ فلاح کیا چیز ہے؟ کہنے لگے سحری کھانا۔ یہ حدیث حسن و صحیح ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص۱۵۸ حدیث ۷۳۱ تراویح کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ ص۵۱۵ حدیث ۱۳۶۱ باب ۳۱۸ رمضان کے احکام کا بیان

(۳) نسائی شریف ج ۱ ص۲۳۰ رمضان کی راتوں کا بیان۔

اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں تین رات تراویح جماعت سے پڑھائی ہے لیکن ایک ایک رات درمیان میں چھوڑ کر پڑھائی ہے اور تین کتابوں کے حوالے موجود ہیں اور یہ تینوں کتابیں صحاح ستہ

Scanned by CamScanner

کی کتابیں ہیں۔ اس حدیث پر اہلحدیث صاحبان عمل کیوں نہیں کرتے اور ہر سال پورا مہینہ تراویح کو جماعت سے کیوں پڑھتے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین رات نماز تراویح جماعت سے پڑھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نہیں کہتا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین رات نماز تراویح جماعت کے ساتھ اتنی رکعت یا اتنی رکعت پڑھی ہے۔ جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے رکعتوں کے بارے میں فیصلہ نہیں ہے تو پھر اہلحدیث صاحبان نے آٹھ رکعت جماعت سے پڑھنے کا فیصلہ کیسے کر لیا اور کونسی حدیث صحیحہ سے کیا۔

اگر آپ لوگ واقعی اہلحدیث ہیں اور صحیح حدیثوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ایک سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل کرنا چاہیے یعنی صرف تین رات نماز تراویح جماعت سے پڑھنی چاہیے اور آدھی رات کے بعد پڑھنی چاہیے اور ایک سال حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کرنا چاہیے یعنی رمضان المبارک کے آخری ہفتے میں صرف تین رات نماز تراویح پڑھنی چاہیے اور درمیان میں ایک ایک رات چھوڑ کر پڑھنی چاہیے اور ایک سال رمضان المبارک میں تراویح کی نماز جماعت سے بالکل پڑھنی ہی نہیں چاہیے تاکہ ہر حدیث پر عمل ہو جائے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں بحالت ایمان ثواب سمجھ کر نمازِ شب پڑھے اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور یہی حالت رہی، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں اسی پر عمل رہا۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں ایک شب رمضان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی جماعتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے، کسی کے پیچھے کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

12

فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کردوں تو بہت مناسب ہو پھر اس رائے کو پختہ کرلیا اور سب کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کردیا۔ پھر میں ایک دوسری رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد گیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا کہ یہ کیا عمدہ بدعت ہے اور جس چیز سے غافل ہوکر تم سورہتے ہو وہ اس سے افضل ہے جس کا تم اہتمام کرتے ہو۔ مراد آپ کی اخیر شب تھی اور لوگ اوّل شب میں عبادت کیا کرتے تھے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۸ صفحہ ۲۶۹ حدیث ۱۸۵۵ نماز تراویح کا بیان

(۲) موطا امام مالک صفحہ ۱۳۰ حدیث ۲۵۸ باب ۲۲۲

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۱۲۲۲ نماز کا بیان

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

اس حدیث میں تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا ثبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے لیکن رکعتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح جماعت سے اس لئے نہیں پڑھائی کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ ہوجائے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو اب فرض ہونے کا جو خطرہ تھا وہ ختم ہوگیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز جماعت سے وتر کے ساتھ شروع کروادی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت میں بھی رکعتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی روایت میں بھی رکعتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ والی روایت میں بھی رکعتوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں پھر اہلحدیث صاحبان آٹھ رکعت تراویح جو جماعت سے پڑھتے ہیں وہ کونسی صحاح ستہ کی کتاب کی حدیث ہے۔

جب آٹھ رکعت تراویح جماعت سے پڑھنے کے لئے صحاح ستہ کی کتابوں میں سے کوئی حدیث نہیں ہے تو پھر بیس رکعت تراویح جماعت سے پڑھنے والوں پر آپ کو

Scanned by CamScanner

اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

اس حدیث میں جو بدعت کا لفظ ہے اس سے بدعتی لوگوں نے دھوکہ کھایا اور بہت سی بدعتیں مخلوق خدا میں جاری کروا دیں اور ان کے گمان میں یہی رہا کہ ہم جس بدعت کو اچھی سمجھیں وہ بدعت حسنہ ہے۔ ہماری نکالی ہوئی بدعت اچھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ یہی قیاس حرام ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے ٹکراتا ہے۔ بدعت کا مکمل بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آرہا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع کے لئے حدیثیں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سنت اور میرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتوں کو مضبوطی سے پکڑلو اور قرآن کریم کا بھی اعلان ہے کہ عملی زندگی میں جو بھی اس پہلی جماعت کا اتباع کریں گے ہم اُن کو بخش دیں گے۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں پہل کی (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کریں گے اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

حدیث:۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف پائے گا۔ پس نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہی گمراہی ہے تو تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے تو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنتوں کو مضبوط پکڑلے۔ لوگو! اس سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو!۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ حدیث ۵۳۵ ابواب العلم۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ حدیث ۱۵۶ کتاب السنۃ۔

(۳) مظاہر حق ” ۱ صفحہ ۳۰ کتاب الایمان۔

تراویح کے بارے میں ایمانداری کی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز کی رکعتوں کا کوئی شمار نہیں تھا جس کی جتنی مرضی ہوتی تھی اتنی ہی رکعتیں پڑھ لیا کرتا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کی طرف سے کوئی حکم نہیں تھا کہ اتنی یا اتنی رکعتیں پڑھو۔ حکم صرف اتنا تھا کہ جتنا بھی ہوسکے زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔ تو جس کو جتنی ہمت اور شوق ہوتا تھا وہ اتنی ہی رکعتیں پڑھ لیا کرتا تھا۔ تراویح کی جماعت پورے مہینے کی پابندی کے ساتھ نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی گئی ہے اور نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پڑھی گئی۔ یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوا اور آج تک سارے عالم کے مسلمان پابندی کے ساتھ اس پر عمل کر رہے ہیں چاہے بیس رکعت تراویح پڑھنے والے ہوں یا آٹھ رکعت پڑھنے والے ہوں۔

اہلحدیث صاحبان ہر سال ہندوستان میں کہیں نہ کہیں اشتہار چھپاتے ہیں یا اخباروں میں دیتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کوئی حدیث سے ثابت کردے تو ہم اس کو اتنا یا اتنا انعام دیں گے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں بغیر جماعت بیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ کتاب الصلوٰۃ

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور وتر کی نماز بھی۔

حوالہ:۔ موطا امام محمد کے حاشیہ پر صفحہ ۳۱۱ منقول از ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید بغوی، بیہقی، طبرانی۔

حدیث:۔ حضرت مقسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ کتاب الصلوٰۃ باب رمضان میں کتنی رکعات پڑھنی چاہیئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے جس کی وجہ سے آپ سے پردہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اکثر رات کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گذارتے تھے۔ وہ جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت سے واقف تھے دوسرے کم ہی ہو سکتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس بات کی جستجو بھی رہتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح رات کو عبادت کرتے ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کا فتویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی چلتا تھا۔

لیجئے بیس رکعت تراویح کا ثبوت مل گیا۔ اب وہ انعام جس کا آپ ہر سال اعلان کرتے ہیں ہمیں دیا جائے اور اپنے وعدے کو پورا کیا جائے کیونکہ آپ ایمان والے ہیں اور ایمان والوں کو وعدہ پورا کرنے کے لئے قرآن کریم حکم کر رہا ہے۔

قرآن کریم کے چھٹے پارے میں سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے وعدوں کو پورا کرو۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ انعام دینے میں یہ بہانہ کریں گے کہ یہ روایتیں صحاح ستہ کی نہیں ہیں تو ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ جو آٹھ رکعت تراویح جماعت سے پڑھتے ہیں وہی صحاح ستہ کی کتابوں سے ہم کو بتلا دیجئے۔ ہم آپ سے انعام کا وعدہ تو نہیں کرتے لیکن انشاء اللہ آپ کے بہت ممنون اور شکر گذار ہوں گے اور دل سے دعائیں دیں گے۔

حدیث:۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں

Scanned by CamScanner

پڑھائیں اور اس زمانے میں قاری نمازیں وہ سورتیں پڑھتا تھا جو ۱۰۰ سو آیتوں سے زیادہ ہوتی تھیں یہاں تک کہ ہم قیام کی طوالت سے مجبور ہوتے تھے کہ عصا کا سہارا لیں اور ہم اس نماز سے فارغ ہو کر فجر کے قریب واپس ہوتے تھے۔

حوالہ:۔ (۱) موطا امام مالک صہ۱۳۲ بیان ۲۶۴ باب ۲۲۳

(۲) کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صہ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ حکم ایک دن کے لئے تھا یا دو چار دن کے لئے تھا یا پورے مہینے کے لئے تھا یا ہر سال پوری زندگی کے لئے تھا۔ تہجد کے لئے تھا یا تراویح کے لئے تھا۔ جب اس بات کی کوئی تصریح اس حدیث میں نہیں ہے تو اہل حدیث صاحبوں نے قیامت تک آٹھ ۸ ہی رکعات تراویح پڑھنے کا فیصلہ کیسے کر لیا اور کونسی صحیح حدیث کی روشنی میں کیا؟

حدیث:۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک کے مہینے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کو بیس ۲۰ رکعت تراویح اور ایک ۱ رکعت وتر پڑھانے کے لئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا۔ یہ حضرات دو دو سو ۲۰۰ آیات والی سورتیں پڑھا کرتے تھے اور طلوع فجر سے کچھ پہلے واپس لوٹتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف عبد الرزاق بن ہمام جلد ۴ صہ۲۶۱ قیام رمضان کا باب (مطبوعہ بیروت)

حدیث:۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ خلافت فاروقی میں تراویح پڑھ کر طلوع فجر سے کچھ پہلے واپس ہوتے تھے اور خلافت فاروقی میں تیئیس ۲۳ رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی (بیس ۲۰ رکعت تراویح اور تین ۳ رکعت وتر)

حوالہ:۔ مصنف عبد الرزاق بن ہمام جلد ۴ صہ۲۶۱ قیام رمضان (مطبوعہ بیروت)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی کس روایت پر آپ عمل کریں گے؟ گیارہ ۱۱ رکعت والی روایت پر یا تیئیس ۲۳ رکعت والی روایت پر۔ گیارہ ۱۱ رکعت والی روایت میں نہ تو تراویح کا ذکر ہے اور نہ رمضان کا ذکر ہے اور تیئیس ۲۳ رکعت والی روایت میں رمضان المبارک کا

بھی ذکر ہے اور تراویح کا بھی ذکر ہے۔ نیز تیئس ۲۳ رکعت والی روایت کی تصدیق دوسری بے شمار روایتیں بھی کر رہی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے مہینے میں صرف تین ۳ رات جماعت سے تراویح پڑھی ہے جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ پورا مہینہ جماعت سے تراویح کا پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ عمل ہے اور نہ حکم۔ یہ عمل اور یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر اہلحدیث صاحبان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر کیوں عمل کرتے ہیں؟

اگر ہم صحاح ستہ کی کتابوں سے ہٹ کر دلیل لیتے ہیں تو آپ ان کو بدعت قرار دیتے ہیں اور آپ صاحبان صحاح ستہ کی کتابوں سے ہٹ کر کسی اور کتاب سے دلیل لیں تو اس کو سنت موکدہ سمجھتے ہیں۔ یہ کون سا انصاف ہے؟

حدیث:۔ حضرت کعب بن عمرو یمانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کا مسح فرمایا سر کے مسح کے ساتھ۔

حوالہ:۔ (۱) کبیری منیۃ المصلی کی شرح جلد ۱ صفحہ ۲۱ وضو کا بیان۔

(۲) شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۹

یہ اوپر والی حدیث طبرانی کے حوالے سے لکھی ہے اس کو تو اہلحدیث صاحبان بدعت بتلاتے ہیں اور خود کسی کے قول پر عمل کریں تو اس کو سنت سمجھیں؟

گردن کا مسح حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے اور اہلحدیث اس کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ گردن کے مسح کی دلیل حدیث سے مل رہی ہے۔

وضو میں گردن کا مسح مستحب ہے اور وہ دونوں ہاتھوں کی پشت سے کرنا چاہئے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۸ طہارت کا بیان۔

موطا امام مالک اور بیہقی کی روایت ہے کہ "سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا اس کو اہلحدیث صاحبوں نے دل و جان سے قبول کر لیا اور سنت موکدہ قرار دے دیا اور صحیح مسلم شریف میں اور ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین سمجھا اس کو کیوں نہیں مانتے ؟ یہ نفسانیت اور ضد نہیں تو اور کیا ہے ؟

حدیث ۵ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور دو سال تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو ایک طلاق خیال کیا جاتا تھا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جس کام میں لوگوں کو تاخیر کرنی چاہیئے تھی وہ اس میں جلدی کرنے لگے ہیں (یعنی ہر حیض کے بعد ایک ایک طلاق دینی چاہیئے تھی لوگ ایک ساتھ تین طلاق دینے لگے ہیں) تو ہم کیوں نہ اس کو نافذ کر دیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافذ کر دیا (یعنی شریعت کے حکم کے مطابق تین طلاق ایک ساتھ دینے پر تینوں کے واقع ہو جانے کا اعلان فرما دیا)

حوالہ :- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۴۳۰ حدیث ۱۵۰ باب ۲۴۸ کتاب الطلاق
(۲) ابو داؤد شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۷۱ حدیث ۴۳۲ باب ۱۳۸

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا اعلان فرمایا تھا لیکن نہ اس وقت نہ اس کے بعد بھی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا۔ اب کیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنّت کے خلاف کسی کام کا فیصلہ کر سکتے تھے ؟ اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر سکوت اختیار کر سکتے تھے ؟

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کی صداقت اور حق پرستی کی تصدیق و تائید بارہا قرآن کریم کر چکا ہے۔

حدیث ۶ :- حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ تم اپنے طلاق کا واقعہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ جب میرا شوہر یمن کو جانے لگا تو اس نے مجھ کو تین طلاقیں دے دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) ابن ماجہ شریف صہ ۲۰۹ حدیث ۲۰۲۷ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صہ ۲۳۳ حدیث ۱۰۸۳ ابواب الطلاق۔

حدیث:- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں نے بیان کیا کہ میں آلِ خالد کی بیٹی ہوں اور فلاں کی بیوی ہوں اور اس نے مجھ کو طلاق کہلا بھیجی ہے اور میں اس کے لوگوں سے نفقہ اور رہنے کے لئے گھر مانگتی ہوں وہ انکار کرتے ہیں۔ مرد کی طرف کے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاوند نے اس کو تین طلاقیں کہلا بھیجا ہے آپ نے فرمایا نفقہ یعنی خرچ اور رہنے کے لئے جگہ اس عورت کو ملتی ہے جس عورت سے مرد رجوع کر سکے۔ (اور تین طلاق کے بعد رجوع نہیں کر سکتا تو نفقہ بھی نہیں ملے گا۔

حوالہ:- نسائی شریف جلد ۲ صہ ۳۵۲ تین طلاق کا بیان۔

حدیث:- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہوں اس کو مرد کی طرف سے نہ گھر دیا جائے نہ نفقہ۔

حوالہ:- نسائی شریف جلد ۲ صہ ۳۵۲ تین طلاق کا بیان۔

طلاق دینا ہو تو عدت تک کے لئے طلاق دو، یعنی بیک وقت تین طلاق دیکر ہمیشہ کی علیحدگی کے لئے طلاق نہ دے بیٹھو، بلکہ ایک، یا حد سے حد دو طلاقیں دے کر عدت تک انتظار کرو تاکہ اس مدت میں ہر وقت تمہارے لئے رجوع کی گنجائش باقی رہے اور اگر کوئی تین طلاقیں دے گا تو تین ہی پڑیں گی اور اس پر وہ عورت حرام ہو جائیگی۔

حدیث:- حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ خبر دی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی کہ اس نے طلاق دی اپنی عورت کو تین طلاق بیک وقت۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور غصے میں فرمانے لگے۔ کیا اللہ کی کتاب سے کھیل ہوتا ہے؟ حالانکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں۔ یہ بات سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا

Scanned by CamScanner

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل کر ڈالوں؟

حوالہ:- (۱) نسائی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۲ اکٹھی تین طلاق دینے پر غصہ کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ حدیث ۳۱۲۹ طلاق کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۸ طلاق کا بیان۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین طلاق اکٹھی دینی حرام و بدعت ہیں، چنانچہ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینی حرام ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں خفا ہوتے تھے مگر ساتھ کرنے گناہ کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین طلاقیں اکٹھی دینی خلاف اولیٰ ہے اور فائدہ متفرق طلاقیں دینے میں یہ ہے کہ شاید بعد طلاق کے اللہ تعالیٰ خاوند کے دل کو مائل کردے بیوی کی طرف اور وہ رجوع کرلے اور خلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں کہ کہے اپنی بیوی کو "تجھکو تین طلاق ہے" پس کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء نے کہ تین طلاقیں پڑتی ہیں۔

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۸ طلاق کا بیان۔

کوئی انسان اپنی جہالت کی بنا پر یا غصہ کی وجہ سے ایک ہی محفل میں ایک ہی ساتھ تین طلاقیں دے گا تو تینوں پڑ جائیں گی اور وہ عورت اُس کے قبضے سے باہر ہو جائے گی اور مرد گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سہولت اس کو دی تھی اُس کا اُس نے استعمال نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے میں آنے کی وجہ یہی تھی۔ اگر تینوں طلاقیں دینے پر ایک ہی طلاق پڑتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں ہرگز نہ آتے۔

حدیث:- مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اُن کو معلوم ہوا کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں آپ میرے متعلق کیا حکم دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "تیری تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور تیری بیوی تجھ سے علیحدہ ہوگئی اور ستانوے طلاقوں سے تو نے خدا کی آیتوں کا مذاق اڑایا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ حدیث ۳۱۳۰ طلاق کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۸ طلاق کا بیان۔

حدیث:- ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی اس قسم کا طلاق کا مسئلہ پوچھتا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھ کو یہ حکم دیا ہے (یعنی اس کو واپس اپنے پاس رکھ سکتا ہے) اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی ہے اور تو نے عورت کو طلاق دینے کے معاملے میں خدا کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۴۷۷ حدیث ۳۶۹۱ باب ۲۰۶ کتاب الطلاق۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مرتبہ میں اور علم میں نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربت کی وجہ سے بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑھے ہوئے ہیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہوتے ہیں اور موطا امام مالک اور بیہقی سے صحیح مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کا مرتبہ بدرجہا زیادہ ہے پھر یہ کونسی ایمانداری ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت گیارہ رکعت والی جو موطا امام مالک اور بیہقی میں ہے اس کو تو قبول کرلیا جائے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جو مسلم شریف اور ابوداؤد شریف میں تین طلاقوں کو تین ہی ماننے کے بارے میں ہے اس کو رد کردیا جائے یہ ہٹ دھرمی نہیں ہے تو کیا ہے۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تینوں وہ صاحبان ہیں جن کا فتویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں چلتا تھا۔

بڑے رنج اور افسوس کی بات ہے کہ اہلحدیث صاحبان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور فعل پر عمل کریں تو اس کو سنت سمجھیں اور اگر ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور فعل پر عمل کریں تو اس پر اعتراض کریں یا بدعت سمجھیں یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

آٹھ رکعت تراویح جماعت کے ساتھ پورا مہینہ پابندی کے ساتھ پڑھنا اور ہر سال

Scanned by CamScanner

پڑھتے رہنا اُس کے لئے کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور اُس قول میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ حکم کتنے دنوں کے لئے تھا اُس کو تو اہلحدیث صاحبان نے دل وجان سے مان لیا اور قیامت تک کے لئے تسلیم کر لیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اذان ثانی کی جو ابتدا ہوئی ہے اور آج چودہ سو سال ہوئے برابر ہوتی آرہی ہے اور آج بھی مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں ہو رہی ہے جن کو چاروں مسلک والوں نے مان لیا ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں مسجدوں میں ہر جمعہ کو اذان ثانی ہو رہی ہے اُس کو اہلحدیث صاحبان کیوں نہیں مانتے ؟

قرآن کریم کی سورتوں کی موجودہ ترتیب جو فی الحال موجود ہے وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دی گئی ہے اس کو تو اہلحدیث صاحبوں نے مان لیا حالانکہ اُس کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمعہ کی اذان ثانی کی ابتدا ہوئی اُس کو کیوں نہیں مانتے ؟ کیا اسی کا نام انصاف ہے کہ ایک بات کو تو بغیر حدیث کی دلیل کے مان لیا جائے اور دوسری بات کے لئے حدیث کا مطالبہ کیا جائے یہ کونسی دیانتداری ہے۔

تراویح کی بیس رکعتوں کے بارے میں اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کو نظر انداز کر کے ثبوت کے لئے حدیث کا مطالبہ کرنا اگر صحیح ہے تو پھر ہم پوچھیں گے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی موجودہ ترتیب کسی حدیث میں ہے تو ہمیں بتلائی جائے اور اگر نہیں ہے تو اہلحدیث صاحبوں نے اُس کو کیسے مان لیا ؟

اہلحدیث صاحبان ہر بات کے لئے حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں اور قرآن کریم کے پارہ اور اعراب اور سورتوں کی جو موجودہ ترتیب کتابی شکل میں موجود ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دی گئی ہے اور اعراب تو حجاج بن یوسف نے لگوائے ہیں اس کے لئے نہ تو صحیح حدیث ہے اور نہ تو ضعیف حدیث ہے پھر اہلحدیث صاحبوں نے قرآن کریم کی ترتیب کو کتابی شکل میں کیسے مان لیا اور کونسی حدیث کی روشنی کے تحت مان لیا ان سوالوں کا جواب آپ حدیثوں سے دیں عقلی دلیلوں سے نہ دیں کیونکہ آپ اہلحدیث

Scanned by CamScanner

ہونے کے دعویدار ہیں اور تقلید کو مانتے نہیں ہیں۔ ہر ایک کے جواب میں ایک ایک حدیث سے جواب دیں اور اگر حدیثیں نہیں ہیں تو ضد سے توبہ کرلیں اور نفسانیت کو چھوڑ دیں۔

ہم کو سمجھانے کے لئے فقہ کی کتابوں کا آپ سہارا بالکل نہ لیں کیونکہ آپ جس چیز کو مانتے نہیں اس چیز کا سہارا لینا آپ کی شان کے خلاف ہے۔ لہٰذا آپ ہم کو حدیثوں ہی سے سمجھائیں اور صحیح حدیثوں سے سمجھائیں۔

ہم لوگ اہل تقلید ہیں۔ ہم جن جن بزرگوں کو مانتے ہیں انہوں نے جن جن باتوں کو ہمیں دلیلوں سے سمجھایا ہے ہم نے مان لیا۔ لیکن آپ صاحبان اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں اور ہم آپ سے حدیثوں سے ہی سمجھنا چاہتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی ہم کو حدیثوں سے ہی سمجھائیں قیاسی یا عقلی دلیلوں سے نہ سمجھائیں اور ہمارا مسلک بھی ہم کو یہی نصیحت کرتا ہے۔

"جب کوئی حدیث صحیح ملجائے اور مذہب اسکے خلاف ہو تو اُس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور یہی مذہب قرار دیا جائے گا اور اُس پر عمل کرنے سے حنفی مذہب ہونے سے مقلد مذکور باہر نہیں ہوجائے گا کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح روایت آئی ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہوجائے تو وہی میرا مذہب ہے"۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ مقدمہ میں

موطا امام مالک اور بیہقی نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے جو گیارہ ۱۱ رکعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ تو اہلحدیث صاحبوں کے لئے سنّت موکدہ ہوگئی اور اسی موطا امام مالک اور بیہقی نے یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں تیئیس ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ بیس ۲۰ رکعات تراویح اور تین ۳ وتر۔ جن پر جمہور علماء کرام عمل کر رہے ہیں اس کو تو بدعت سمجھیں یا اعتراض کریں یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

باب ۲۳ رمضان کی تیئیس ۲۳ طویل قرأت والی رکعتیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں تیئیس ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) موطا امام مالک صفحہ ۱۲۱ بیان ۲۶۳ باب ۲۲۳
(۲) کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ رمضان میں رکعات تراویح کی تعداد کا بیان۔

بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر یہ دونوں مل کر تیئس ہوتی ہیں گیارہ مہینوں میں وتر کی جماعت نہیں ہوتی۔ وتر کی جماعت صرف رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لئے وتر کو ملا کر تیئس رکعات کا بیان ہو رہا ہے۔

حدیث:- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم فرمایا کہ رمضان کی رات میں لوگوں کو تراویح پڑھائے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عام لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور قرآن کی قرأت سے واقف نہیں اگر تم اُن کو رمضان کی رات میں تراویح میں قرآن سناؤ تو بہت اچھا ہوگا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ ایسا عمل ہے جو اس سے پہلے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہاں میں یہ بات جانتا ہوں لیکن یہ عمل بہت اچھا ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائی۔

حوالہ:- کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۴۰۹ حدیث ۲۳۴۷۱

حدیث:- یزید بن خصیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں رمضان کی تراویح بیس رکعات پڑھا کرتے تھے اور تقریباً دو دو سو آیات والی سورتیں پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں طویل قرأت کی وجہ سے اپنے عصا کا سہارا لیا کرتے تھے۔

حوالہ:- کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ باب رمضان میں رکعت تراویح کی تعداد کا بیان۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ان میں سے ایک لوگوں کو بیس رکعات نماز پڑھائے۔

حوالہ:- کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ باب رمضان میں رکعت

Scanned by CamScanner

تراویح کی تعداد کا بیان

شتیر بن شکل جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں سے تھے رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ باب رمضان میں رکعات تراویح کا بیان

حضرت ابو الحسناءؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ سے بیس رکعت نماز پڑھائے۔

حوالہ:۔ کتاب السنن الکبریٰ (بیہقی) جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ باب رمضان میں رکعات تراویح کا بیان

زید بن علیؒ اپنے والد علی زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا تھا جو ماہ رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھایا کرتا تھا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے اور ہر چار رکعت کے بعد وقفہ دے تاکہ ضرورت والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے اور وضو کرنے والا وضو کرے اور یہ بھی حکم دیا کہ تراویح کے بعد لوگوں کو وتر کی نماز پڑھائے۔

حوالہ:۔ کتاب مسند امام زید صفحہ ۱۵۱ باب القیام فی شہر رمضان۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور اس کے بعد وتر کی نماز۔

حوالہ:۔ فتویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مصر عربی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو طلب فرمایا اور حکم دیا ان میں سے ایک لوگوں کو بیس رکعت نماز پڑھائے۔

حوالہ:۔ منہاج السنۃ: ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر عربی۔

Scanned by CamScanner

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے ہماری مساجد کو تراویح کی نماز سے منور کر دیا۔

حوالہ:۔ حاشیہ موطا امام مالک صفحہ ۱۳۰

حضرت اسمٰعیل بن عبد الملک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی) رمضان المبارک میں ہم کو تراویح میں قرآن پاک قرأت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرأت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق سُنایا کرتے تھے اور پانچ ترویحہ (بیس رکعات) تراویح پڑھتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف عبد الرزاق بن ہمامؒ جلد ۴ صفحہ ۲۶۶ قیام رمضان کا بیان مطبوعہ بیروت

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

حوالہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیئے

نافع بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ رمضان میں ہم لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیئے

حسن بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو شہر مدینہ میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ رمضان میں کتنی رکعات پڑھنی چاہیئے

ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حارث رحمۃ اللہ علیہ رمضان کی رات میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے اور وتر میں رکوع سے قبل قنوت پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعات پڑھنی چاہیئے۔

Scanned by CamScanner

شتیر بن شکل جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں سے تھے رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حوالہ :۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۲ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعات پڑھنی چاہیے۔

حضرت ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ سے بیس رکعت نماز پڑھائے۔

حوالہ :۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۲ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعات پڑھنی چاہیے۔

حضرت داؤد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ خلافت میں اور حضرت ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ خلافت میں مدینہ طیبہ کے اندر لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

حوالہ :۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ۔ ماہ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیے۔

حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) اور تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ :۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو رمضان میں تیئیس رکعت تراویح وتر کے ساتھ پڑھتے دیکھا ہے۔

حوالہ :۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیے۔

سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں لوگوں کو پانچ ترویحہ (بیس رکعت) تراویح اور تین رکعت وتر

Scanned by CamScanner

پڑھایا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ مُصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ کتاب الصلوٰۃ ۔ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیئے۔

حدیث:۔ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو پانچ ترویحات میں بیس رکعت نماز پڑھائے۔

حوالہ:۔ کنزالعمال جلد ۸ صفحہ ۴۰۹ حدیث ۲۳۴۷۴ (مطبوعہ حلب)

اب ایسی روایتیں جس میں ذکر ہو کہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے یا بغیر جماعت کے پڑھی ہیں اور آپؐ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح پابندی کے ساتھ پڑھی ہیں اور الگ الگ راویوں سے روایت ہو اور اس میں بالکل صاف الفاظ ہوں جس طرح بیس رکعت کے الفاظ تراویح کے عنوان سے موجود ہیں تو براہ مہربانی وہ عبارتیں چاہے صحاح ستّہ کی کتابوں سے ہوں یا غیر صحاح ستّہ کی کتابوں سے ہمیں تحریر فرمائیں ہم آپکے احسان مانیں گے۔

بیس رکعت تراویح اور تین وتر کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل رہی ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنے کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مل رہی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور سے بھی مل رہی ہے اور الگ الگ راویوں سے مل رہی ہے اور آج بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ بیس رکعت تراویح تین وتر کے ساتھ پڑھی جارہی ہے اس پر عمل نہیں کرنا بلکہ الٹا اعتراض کرنا یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی تیئیس رکعت پر عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتا رہا اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ خلیفہ ہوئے اور آپ کے زمانے میں بھی اسی تیئیس رکعت پر عمل ہوتا رہا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تب بھی اسی تیئیس رکعات تراویح پر عمل ہوتا رہا اور آج تقریباً چودہ سو ۱۴۰۰ سال ہو چکے مدینہ طیبہ میں اسی تیئیس رکعات تراویح پر مسلسل عمل ہو رہا ہے اور مکہ معظمہ میں بھی تیئیس رکعات تراویح ہی پر عمل ہو رہا ہے ۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک

Scanned by CamScanner

امام شافعی اور امام حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ یہ چاروں امام اور ان چاروں اماموں کے ماننے والے کروڑوں کی تعداد میں مخلوق خدا سارے عالم میں وتر کو ملاکر تیئیس ۲۳ رکعات تراویح پڑھ رہے ہیں اور اہلحدیث صاحبان جو تعداد میں گنے چنے ہیں وہ آٹھ ۸ رکعت تراویح پڑھ رہے ہیں۔

تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان آٹھ رکعت تراویح پڑھنے والوں کو بیس ۲۰ رکعات تراویح پڑھنے والوں پر اعتراض ہے۔ اس اعتراض میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آجاتے ہیں اور مدینہ والے اور مکہ والے بھی آجاتے ہیں اور جمہور علماء کرام اور کروڑوں مسلمان بھی آجاتے ہیں۔ میرے محترم! کتاب پڑھنے والے ایمانداری سے بتا یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

رمضان المبارک کے قیام (یعنی تراویح) کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے بعضوں کی رائے یہ ہے کہ وتر کے ساتھ (یعنی وتروں کو شامل کر کے) اکتالیس ۴۱ رکعات پڑھے، مدینہ والوں کا یہی قول ہے اور مدینہ میں ان کا اسی پر عمل ہے اور علماء کی زیادہ تعداد بیس ۲۰ رکعات کی قائل ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایات ہیں، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن مبارک رحمۃ اللہ کا یہی قول ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو اسی طرح بیس ۲۰ رکعات پڑھتے پایا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں مختلف قسم کی روایتیں ہیں اور انہوں نے اس بات کا فیصلہ نہیں کیا کہ ان مختلف روایتوں میں کونسی روایت قابل اعتماد اور لائق عمل ہے۔ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اکتالیس ۴۱ رکعت کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (رہا یہ سوال کہ یہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیئے یا الگ الگ سو اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ) امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں (یعنی تراویح میں) نماز جماعت سے پڑھنا پسند اور اختیار کرتے ہیں۔ (تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا سب کے نزدیک سنت ہے)۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ حدیث ۷۲۱ کی شرح میں تراویح کا بیان۔

Scanned by CamScanner

بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے اور اہل قبلہ میں سے روافض کے سوا کوئی فرد بھی اس کا انکار نہیں کرتا ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سب حضرات کے فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت موکدہ ہیں۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مشہور قول کے موافق چھتیس رکعتیں ہیں، فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "مغنی" میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح قول بیس رکعات کا ہے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھتیس رکعات ہیں۔ امام مالک سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پاس بادشاہ کا قاصد آیا کہ تراویح کی رکعات میں تخفیف کی اجازت دیدی جائے میں نے انکار کر دیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ کے شاگرد کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں انتالیس رکعت پڑھی جاتی تھیں یعنی چھتیس تراویح اور تین وتر۔ اوجز المسالک میں یہ بحث مفصل ہے میرے اساتذہ کا ارشاد ہے کہ مدینہ میں چھتیس رکعات جو پڑھی جاتی تھیں ان میں بیس تراویح ہوتی تھیں لیکن ہر ترویحہ میں اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعت پڑھے اس لئے وہ حضرات ہر ترویحہ میں چار رکعت نفل پڑھ لیتے تھے۔ اس لئے یہ سولہ رکعت چار درمیانی ترویحوں کی بڑھ گئیں بہر حال یہ مالکیہ کا مذہب ہے۔ بقیہ تین اماموں کے نزدیک راجح قول بیس رکعات ہی کا ہے

حوالہ: خصائل نبوی۔ ترجمہ شمائل ترمذی صہ ۲۳۶ حدیث ۱۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے ذکر کا باب

حضرت داؤد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں لوگوں کو چھتیس رکعات اور تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

حوالہ: مصنف ابن ابی شیبہؒ جلد ۲ صہ ۲۹۳ کتاب الصلوٰۃ۔ رمضان میں کتنی رکعت پڑھنی چاہیے۔

حضرت داؤد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ کے لوگ چھتیس ۳۶ رکعت تراویح اور تین ۳ رکعات وتر پڑھا کرتے تھے اور مکہ مکرمہ میں تیئیس ۲۳ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

حوالہ: فتح الباری شرح البخاری جلد ۴ صفحہ ۲۵۳ کتاب الصلوٰۃ۔ (التراویح)

عمدۃ القاری شرح البخاری کے مصنف علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مکہ والے ہر ۴ ترویحہ کے درمیان طواف کعبہ کرکے دو ۲ رکعت صلوٰۃ طواف پڑھا کرتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے مکہ والوں سے برابری کرنے کے لئے ہر ترویحہ کے بعد چار ۴ رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اس طرح بیس ۲۰ رکعت تراویح کے ساتھ سولہ ۱۶ رکعات نفل زیادہ ہو گئے۔

حوالہ: عمدۃ القاری شرح البخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵

مترجم کہتا ہے کہ اعداد رکعت جبکہ امر توقیفی ہے تو لامحالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیس ۲۰ پر جمع کرنا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قبول کرنا بدون اس کے نہ ہوگا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا گیا ہے۔

حوالہ: عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۳ کتاب الصلوٰۃ۔

"تراویح کے بیان میں اور وہ پانچ ۵ ترویحہ ہوتے ہیں۔ ہر ترویحہ میں چار ۴ رکعتیں دو ۲ سلاموں سے ہوتی ہیں۔"

حوالہ: فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰ نوافل کا بیان

بیس ۲۰ رکعات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت قولی اور فعلی اور خلفاء راشدین کی سُنّت اور مسلمانوں کا اتفاق یہ سب جمع ہیں اور اگر اس نے آٹھ ۸ پر اختصار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور سُنّت خلفائے راشدین اور جماعت مسلمین سے مخالفت لازم ہے اور ادنیٰ درجہ اس کا کراہت اسارت ہے اسی واسطے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ تراویح کا ترک جائز نہیں اور صدر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی حکم ہے۔ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیس ۲۰ رکعات ہمارا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

Scanned by CamScanner

مذہب ہے اور قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو جمہور علماء کا قول نقل کیا ہے۔ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کو حکم دیا جس نے رمضان میں بیس۲۰ رکعات پڑھائے اور کہا کہ یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

حوالہ: عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۳ کتاب الصلوٰۃ۔

میرے محترم پڑھنے والے اب آپ ہی ایمانداری سے بتائیں کہ زیادہ احتیاط کس میں ہے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے میں یا بیس۲۰ رکعت تراویح پڑھنے میں ؟

باب مصافحہ کے بیان میں

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا اور میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر مصافحہ کیا۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ صفحہ ۲۷۶ حدیث ۱۱۸۷ اجازت لینے کا بیان

"باب دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے بیان میں اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا"

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ صفحہ ۲۷۶ اجازت لینے کا بیان۔

اس حدیث میں جو مصافحہ کا ذکر ہے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے بیان میں ہے اس کو اہلحدیث صاحبان کیوں نہیں مانتے حالانکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کا باب باندھا ہے اور اُس کے بعد مصافحہ کی حدیث کو بیان فرمایا ہے اس کے بعد دوسرا باب دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے بیان میں باندھا ہے یہ کتاب حدیثوں کی تمام کتابوں پر فضیلت رکھتی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تمام محدثین میں ممتاز ہیں۔ پھر بھی دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہ کرنا ضد نہیں تو اور کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر جیسے مجھے قرآن کی سورۃ سکھایا کرتے تھے۔ یہ التحیات سکھائی۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ

الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بخاری شریف جلد۳ پارہ ۲۵ ص۱۴۷ حدیث ۱۱۹۰ اجازت کا بیان۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے مصافحہ کا باب باندھا ہے اس کے بعد مصافحہ کی حدیثیں بیان کی ہیں جن میں ایک حدیث دو ہاتھ کے مصافحہ کی بھی ہے اس کے بعد پھر دو ہاتھ کے مصافحہ کا باب باندھا ہے اور دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے والے بزرگوں کا نام مبارک بھی لکھ دیا ہے اس کے بعد دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی حدیث تفصیل سے بیان کر دی ہے اس سے بڑھ کر دو ہاتھ کے مصافحہ کی اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے۔

مصافحہ کا باب باندھنے کے بعد پھر دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا باب باندھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نہایت ہی دیانتداری ہے کہ آپ نے اسی حدیث کا مطلب سمجھانے کے لئے دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا باب بھی باندھ دیا تاکہ مخلوق خدا سمجھ لے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں سے ہے۔

اس حدیث سے تشہد کا سکھانا بھی ثابت ہے اور دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا باب باندھنے کے بعد اس حدیث کو بیان فرمایا ہے اور اگر اس حدیث مبارک سے صرف تشہد ہی سیکھنا مراد ہوتا تو اس حدیث مبارک کو نماز کے باب ہی میں لایا جاتا مصافحہ کے باب میں نہیں دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے باب میں اس حدیث مبارک کو لانا ہی مصافحے کی دلیل ہے سمجھے میرے بھولے بھیا۔

ہم نے کتابوں سے تحقیق کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے صحاح ستہ کی جو کتابیں ہیں ان میں سے کسی کتاب میں بھی نہیں دیکھا کہ کسی محدث نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا باب باندھا ہو اور باب باندھنے کے بعد ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی حدیث بھی بیان کی ہو البتہ ایک ہاتھ سے بیعت کرنے کی حدیثیں ملتی ہیں اور وہ کتاب البیعت کے باب میں ہیں نہ کہ مصافحہ کے باب میں بیعت ایک ہاتھ سے ہوتی ہے اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہوتا ہے، بیعت ہر روز نہیں ہوتی اور نہ بار بار ہوتی ہے اور مصافحہ روزانہ ہوتا ہے اور ایک دن میں کئی

Scanned by CamScanner

کئی بار ہو سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لیکر مصافحہ کیا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کی اس سے زیادہ کیا صراحت کی جا سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بیان فرما رہے ہیں کہ آپؐ نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر مصافحہ کیا آپ کسی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں گے تو سامنے والے انسان کا ایک ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ہوگا اور سامنے والے انسان کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں آپ کا ایک ہاتھ ہوگا اور اگر ایک ہاتھ سے مصافحہ کریں گے تو اس میں غیر قوموں کی مشابہت ہوگی۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ گویا اسی قوم میں سے ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۲۹ حدیث ۴۱۳۸ لباس کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۳۶ لباس کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں سے مشابہت کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے اور دنیا کی جتنی بھی قومیں ہیں وہ سب کی سب قریب قریب ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتی ہیں پھر ہم ایک ہاتھ سے مصافحہ کیوں کریں جبکہ ہم کو دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی دلیل مل رہی ہے۔

مدینہ طیبہ میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ہوتا ہے اور مکہ معظمہ میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ہوتا ہے جہاں سے دین ساری دنیا میں پھیلا ہے ان مبارک جگہوں پر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ہوتا ہے اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایت معاذ اللہ غلط ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ تمام صاحبان جو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہیں اس مسئلے کو سمجھ نہیں سکے اور نہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمجھ سکے اللہ کی پناہ۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے والے اہلحدیث صاحبان نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے اور رفع یدین کرنے اور تراویح کی دلیل صحیح بخاری سے لیں گے اور مصافحہ کے بارے میں صحیح بخاری سے ہٹ کر دوسری کتابوں کا سہارا لیں گے یہ ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان چاروں اماموں کے ماننے والے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں دونوں ہاتھوں سے معافحہ کرتے ہیں اور اہلحدیث صاحبان ایک ہاتھ سے معافحہ کرتے ہیں اے کتاب پڑھنے والے مومن صاحب اب آپ ہی بتائیں کہ حق پر کون ہے اور ضد پر کون ہے۔

حلالہ

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے انتیسویں رکوع میں
آیت نمبر ۲۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر اس کو طلاق دیدے یا (یعنی تین طلاقیں تو) اب اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اسکے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرلے پھر اگر وہ بھی طلاق دیدے تو ان دونوں میں میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی حدیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان فرما رہا ہے۔

اگر دوسرا خاوند نکاح اور وطی کے بعد طلاق دیدے تو پہلے خاوند پر پھر اسی عورت سے نکاح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں اور یہ بھی جان لیں کہ وہ دوسرا نکاح صرف دھوکہ اور مکر و فریب کا نہ تھا بلکہ حقیقت تھی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۰۳ سورہ بقرہ کے انتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھ کو تین طلاقیں دیدیں پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا

اور نہیں ہے اس کے پاس (یعنی اس کا عضو خصوص) مگر پھندنے کے مانند۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تو پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو اس وقت تک رفاعہ سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ عبدالرحمٰن تیرا ذائقہ نہ چکھ لے اور تو اس سے مزہ نہ پالے۔

حوالہ:۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ حدیث ۳۱۳۲ تین طلاقوں کا بیان۔

جب تک کہ دوسرا خاوند صحبت نہ کرے پہلے خاوند سے نکاح کرنا حلال نہیں اور یہ حدیث مشہور ہے دلالت کرتی ہے اس پر کہ زیج حلال ہونے عورت کے پہلے خاوند کے لئے فقط ہونا نکاح کا کافی نہیں بلکہ ضرور ہے ہونا صحبت کا اور صحبت کرنے میں فقط دخول کافی ہے انزال شرط نہیں۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ کتاب النکاح۔

حدیث: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کرنے والے اور حلال کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے (یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے ایک شخص سے کہا کہ تو اس سے نکاح کر کے اس کو میرے لئے حلال کر دے ان دونوں شخصوں پر آپؐ نے لعنت فرمائی ہے۔

حوالہ:۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ حدیث ۳۱۳۳ طلاق کا بیان۔

اگر شرط ہو حلال کرنے کی زبانی اس طرح کہ کہے مرد اس عورت طلاق دی ہوئی کو کہ نکاح کرتا ہوں میں تجھ سے اس لئے کہ حلال کروں تجھ کو تیرے خاوند طلاق دینے والے کے لئے یا کہے عورت کہ نکاح کرتی ہوں میں تجھ سے اس لئے کہ حلال ہوؤں میں اپنے خاوند کے لئے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ کتاب النکاح۔

حلالہ کرانے والے اور حلالہ کرنے والے ان دونوں شخصوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے تاکہ لوگ طلاق دینے میں جلد بازی نہ کریں بلکہ سوچیں

سمجھیں اور غور و فکر کرنے کے بعد طلاق دیں کیونکہ طلاق دینا بہت بڑی بری بات ہے اگر طلاق دینا ہی ہے تو ایک طلاق دے اور ایک مہینہ ٹھہر جائے اس کے بعد دوسری طلاق دے اور ایک مہینہ ٹھہر جائے ہوسکتا ہے کہ اس درمیان میں اللہ تعالیٰ صلح کی صورت پیدا کر دے اور دونوں میاں بیوی کے دل مل جائیں کیونکہ دو طلاقیں دینے کے بعد بھی بیوی کو شریعت کے قانون کے مطابق اپنے پاس رکھ سکتا ہے لیکن اگر عدت گذر چکی ہو تو نکاح دوبارہ پڑھانی پڑے گی اور اگر تین طلاقیں ایک ہی ساتھ میں دیدی ہیں یا الگ الگ کر کے دی ہیں تو اب یہ عورت مرد کے قبضے سے نکل جائے گی اور اس کے لئے حرام ہو جائے گی اب یہ مرد جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اگر عورت کو پھر سے اپنے پاس رکھنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ شرط ہے بغیر حلالہ کے نہیں رکھ سکتا اور اگر بغیر حلالہ کے اپنے پاس اس عورت کو رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔

حلالہ اس کو کہتے ہیں کہ طلاق دینے کے بعد جب تین حیض گذر جائے تو اس عورت سے کوئی دوسرا مرد نکاح کرلے اور اس کو اپنے پاس رکھے ہفتہ دو ہفتہ یا مہینہ دو مہینہ یا ایک یا دو دن اپنے پاس رکھے اور اس عورت سے ہمبستر بھی ہو جب تک ہمبستر یعنی اس عورت سے وطی نہیں کرے گا حلالہ نہیں ہوگا اس کے بعد اس عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت تین حیض اور اگر حیض والی نہ ہو تو تین مہینے گھر پر بیٹھی رہے اور اگر حمل ہے تو بچہ پیدا ہونے کے بعد اس پہلے شوہر سے نکاح پڑھانے اسی کو حلالہ کہتے ہیں۔ اگر زنا سے حمل ہے تو نکاح ہو جائیگی لیکن وطی جائز نہیں

بہتر یہ ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے اور نفاس کی مدت بھی ختم ہو جائے اس کے بعد نکاح پڑھائے کیونکہ نکاح پڑھا لینے کے بعد جب عورت اس کے پاس رہے گی تو انسان صبر نہیں کر سکتا اور اگر کوئی مجبوری ہے اور نکاح پڑھانی ہی ہے تو نکاح کے بعد اس عورت کو اپنے پاس نہ رکھے بلکہ اس کو اپنے میکے ہی میں رہنے دے یا خود کہیں باہر گاؤں چلا جائے اور جب نفاس کی مدت بھی ختم ہو جائے تو بیوی کو اپنے پاس بلائے

Scanned by CamScanner

یا خود بیوی کے پاس چلا جائے۔

سمجھ دار انسان ایسی حرکت کو کبھی پسند نہیں کرے گا کہ اس کی عورت سے کوئی دوسرا انسان ہمبستر ہو اور بعد میں اس عورت کو وہ اپنے پاس پھر سے رکھے اسی کو کہتے ہیں حلالہ۔ اس حلالہ میں دو باتیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ حلالہ کے لئے کسی مرد کو دوستوں میں سے یا عزیزوں میں سے تیار کیا جاتا ہے کہ بھائی اس عورت سے تو نکاح پڑھا لے اور بعد میں طلاق دیدے تاکہ میرے لئے حلال ہو جائے تو بعض جگہ ایسے لوگ مل جاتے ہیں اور اس عورت سے نکاح پڑھالیتے ہیں اور فوری طور پر طلاق بھی دیدیتے ہیں یا ایک رات اپنے گھر پر اس عورت کو رکھ لیتے ہیں لیکن اس عورت کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے کہ دوست کی بیوی ہے کون اس سے ہمبستر ہو گا اور صبح کو طلاق دیدیتے ہیں تو یہ حلالہ نہیں ہوا حلالہ کے لئے ہمبستر ہونا شرط ہے جب تک ہمبستر نہیں ہو گا حلالہ صحیح نہیں ہو گا چاہے وہ اپنے پاس اس عورت کو ایک مہینہ رکھنے کے بعد بھی طلاق دے گا جب بھی حلالہ نہیں ہو گا اور اگر ہمبستر ہونے کے بعد طلاق دی ہے تو حلالہ صحیح ہو جائے گا لیکن ان دونوں پر یعنی حلالہ کرانے والے پر اور حلالہ کرنے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے پہلے ہی سے طلاق دلوانے کا وعدہ کرالیا ہے اور اگر کوئی انسان وعدہ کر لینے کے بعد طلاق نہ دے تو اس کے لئے وہ بیوی ہمیشہ کے لئے حلال رہے گی کیوں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے جس سے حلالہ کرایا جاتا ہے وہ مرد اس عورت کو بھا جاتا ہے اور مرد کو عورت پسند آجاتی ہے پھر وہ کاہے کو طلاق دے اب پہلے والا مرد ہمیشہ کو روتا رہے البتہ نکاح پڑھانے والے پر وعدہ خلافی کا جرم رہے گا مگر لعنت سے بچ جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدی ہیں اور عدت کے بعد اس عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اب کچھ

دنوں کے بعد یا مہینوں کے بعد قدرتاً ان میاں بیوی میں نا اتفاقی ہو گئی اور اس نے طلاق دیدی یا قسمت سے اس کا شوہر مر گیا تو اب یہ عورت عدت گذرنے کے بعد پہلے والے مرد کے لئے حلال ہو گئی اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو اس عورت سے پھر سے نکاح کر لے اس معاملے میں لعنت کا مستحق نہیں بنے گا کیونکہ اسکو اس نے طلاق دینے کیلئے کہا نہیں تھا بلکہ اس مرد نے اس عورت کو کسی وجہ سے طلاق دی ہے۔

بعض جگہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ ایک مقلد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں پھر بغیر حلالہ کئے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو چونکہ چاروں مسلک میں جائز نہیں ہے اس لئے بعض جگہ اہلحدیث صاحبان اس مقلد کو سمجھاتے ہیں کہ تم غیر مقلد ہو جاؤ تو تمہاری بیوی تمہارے لئے حلال ہو جائے گی تو ناسمجھ اور کم علم والے مسلک کو بدل دیتے ہیں اور اس عورت کو بلا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عورت ان کے مسلک بدلنے سے حلال ہو گئی یہ بالکل غلط ہے نفسانی فریب اور شیطانی دھوکہ ہے۔ اللہ کے واسطے آپ اتنا تو سوچیں کہ آپ نے طلاق تقلید کے دائرے میں دی ہے اب طلاق دینے کے بعد غیر مقلد ہونے سے کیا فائدہ حالانکہ آپ تقلید میں رہیں یا غیر مقلد ہو جائیں تین طلاق دینے سے تین ہی پڑ جاتی ہے جن کا تفصیلی بیان جماعت اہلحدیث کا ائمہ اربعہ سے اختلاف کے باب میں ہم کر چکے ہیں اب کوئی نہ مانے اس کا دنیا میں کوئی علاج ہی نہیں۔

عورتوں کو طلاق دینے کے جو اختیارات مردوں کو دیئے گئے ہیں ان کو عقلمندی سے استعمال کیا جائے تو گھر بگڑنے سے بچ سکتا ہے طلاق دے کر پچھتانے کی نوبت نہیں آسکتی اور موافقت پیدا ہونے کے زیادہ سے زیادہ موقع باقی رہتا ہے اور اگر بالآخر علیحدگی ہو بھی جائے تو دوبارہ نکاح پڑھا سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص نادانی سے

Scanned by CamScanner

اپنے اختیارات کو غلط طریقے سے استعمال کر بیٹھے تو وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا اور شریعت نے اس کے لئے جتنے راستے جائز کے رکھے تھے وہ سب کے سب کھو بیٹھے گا یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کو تین سو روپئے دے اور کہے کہ یہ تمہاری ملکیت ہے انکو تم اپنے مرضی سے خرچ کرنے کے مختار ہو اب وہ لڑکا چاہے تین مہینے میں خرچ کرے یا ایک دن میں خرچ کر ڈالے یا ایک منٹ میں خرچ کر ڈالے بہرحال رقم تو خرچ ہو ہی جائے گی۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان اپنا تخت پانی (یعنی سمندر) پر بچھاتا ہے اور اس پر بیٹھ کر اپنی فوجوں کو حکم دیتا ہے کہ آدمیوں میں جاکر ان کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈالیں شیطان کی اس جماعت کا ادنیٰ سا شیطان وہ ہے جو انتہا درجہ کا فتنہ پرداز ہو ان میں سے ایک شیطان اپنے سردار کے پاس آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ یعنی ایسے ایسے کام کئے۔ سردار (شیطان اعظم) کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اور شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے انسان کا پیچھا اسوقت تک نہیں چھوڑا جب کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ (جدائی) نہ ڈال دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ (شیطان اعظم) یہ سن کر اس کو اپنے قریب جگہ دیتا ہے اور کہتا ہے تو نے بہت اچھا کام کیا۔ اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھکو یہ خیال ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ (یہ سن کر شیطان اس کو گلے سے لگا لیتا ہے)

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۹۲ حدیث ۹۳ وسوسہ کا بیان۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ حدیث نمبر ۳۱۸ طلاق کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۴۳ حدیث نمبر ۲۰۵۵ طلاق کا بیان

(۲) دارمی شریف صفحہ ۳۳۳ حدیث نمبر ۲۲۳۵ باب نمبر ۶۹ طلاق کا بیان۔

پانچ باتوں کا علمِ غیب

قرآن شریف کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورہ لقمان کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی بارش برساتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اُسے جانتا ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ کل کیا کچھ کرے گا اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ ہی پورے علم والا اور صحیح خبر والا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۱) جو رحم کے اندر ہے (یعنی ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی) اُس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا (۲) اور کل جو کچھ ہوگا (یعنی کل کیا ہونے والا ہے) اُس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا (۳) اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی (۴) یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کونسی جگہ مرے گا (۵) اور یہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئیگی۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ صفحہ ۱۰۴۴ حدیث ۲۲۳۲ توحید کا بیان۔

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۵۸ سورہ لقمان کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! اب علم غیب کے مسائل کا بیان ہو رہا ہے مہربانی کر کے

Scanned by CamScanner

بغیر غصہ اور ضد کے اطمینان کے ساتھ خلوصِ دل سے خوب غور و فکر اور سمجھداری کے ساتھ پڑھنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ پوری حقیقت آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔ آپ نے قرآن کریم میں پڑھ لیا کہ پانچ باتوں کا علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کسی کو نہیں ہے اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرماتے ہیں کہ ان پانچ باتوں کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں آج تک جو ہو چکیں اور قیامت تک جو ہونے والی ہیں وہ بتا دی ہیں اور بہت سے اللہ کے لال دنیا میں تھے اور فی الحال بھی موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہیں گے کہ بعض ہونے والی بات کہہ دیتے ہیں۔

علم غیب دو قسم کا ہے ایک ذاتی دوسرا عطائی۔ اب جو ذاتی ہے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں ہے اور وہی ایک عالم الغیب ہے سوائے اس کے اور کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے اور جو عطائی ہے وہ اطلاع علی الغیب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہوا علم۔

کسی نبی یا ولی یا فرشتے کو ہم تو کیا بلکہ روئے زمین پر کوئی بھی عالم الغیب نہیں کہے گا اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کوئی عالم الغیب نہیں کہتا۔ کیونکہ یہ علم آپ کو بتایا گیا ہے۔ سکھایا گیا ہے جس وقت جتنی ضرورت پڑی اتنا ہی اللہ پاک نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے جو خاص اور مخصوص بندے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کس طرح سے غیب کی باتیں بتاتا ہے۔ اس کا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

قرآن کریم کے پچیسویں پارہ میں سورہ شوریٰ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۵۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے رو برو بات کرے (بلکہ تین طرح سے بات ہوتی ہے) یا تو الہام سے یا تو پردہ کے پیچھے سے یا فرشتے کے ذریعہ سے وہ خدا کے حکم سے خدا کو جو منظور ہوتا ہے پہنچا دیتا ہے وہ بڑا ہی عالیشان اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی سے رو برو بات نہیں کرتے بلکہ تین طرح سے بات کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(۱) الہام کے ذریعہ سے دل میں کوئی بات ڈال دینا یا خواب میں کوئی بات ظاہر کر دینا۔ (۲) پردے کے پیچھے سے مطلب یہ ہے کہ انسان ایک آواز سُنے مگر بولنے والا اُسے نظر نہ آئے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ کوہِ طور پر ایک درخت میں سے آواز تو آرہی ہے لیکن بولنے والا نظر نہیں آتا (۳) وحی کے ذریعہ، وحی اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے فرشتہ خبر لے کر آئے۔

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورۂ ہود کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۴۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ خبریں غیب کی خبروں میں سے ہیں جن کی وحی ہم تیری طرف کرتے ہیں انھیں اس سے پہلے نہ تو تُو جانتا تھا اور نہ تیری قوم۔

قصہ نوح علیہ السلام اور اسی قسم کے گزرے ہوئے واقعات وہ ہیں جو آپ کے سامنے نہیں ہوئے لیکن بذریعہ وحی کے ہم آپ کو ان کی خبر کر رہے ہیں۔ اور آپ لوگوں کے سامنے وہ حقیقت اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ گویا ان کے ہونے کے وقت آپ وہاں پر موجود تھے حالانکہ اس سے پہلے نہ تو آپ کو ان باتوں کی خبر تھی اور نہ آپ کی قوم میں سے کوئی جانتا تھا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۲۰ سورۂ ہود کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

جب کسی نبی یا ولی کو کوئی بات معلوم کرانی ہو یا کچھ دکھانا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل اور آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹا لیتا ہے تو وہ ساری چیزیں اس کو نظر آنے لگتی ہیں جتنی اللہ تعالیٰ بتلانا چاہتا ہے مثلاً ہم احمد آباد میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو بمبئی دکھانا چاہتا ہے یا ہم بمبئی میں ہیں اور کلکتہ دکھانا چاہے تو اُس کے درمیان میں جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں وہ اللہ کے حکم سے بیچ سے ہٹ جاتی ہیں اور وہ شہر ایسا نظر آتا ہے گویا ہمارے سامنے موجود ہے۔

14

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے قریش نے جھٹلایا (اور کہا کہ آپ کا معراج کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہے تو بیت المقدس کے حالات بتادو) تو میں حِجر (حطیم) میں کھڑا ہو گیا (خانۂ کعبہ

Scanned by CamScanner

کے پاس ایک آدھے دائرے کی نیچی دیوار ہے اسے حطیم یا حجر کہتے ہیں وہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے) اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا میں بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر اس کی نشانیاں بتانے لگا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں بیت المقدس کو دیکھ رہا ہوں۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۳ حدیث ۹۹۱ سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر۔
(۲) مشکوٰۃ شریف " ج ۲ ص ۸۶۳ " ۵۵۸۹ معراج کا بیان۔
(۳) مظاہر حق " ج ۴ ص ۵۳۶ " "

اب وحی کا جو معاملہ تھا وہ تو ہمارے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ختم ہو گیا۔ رہیں دو باتیں تو ان کے ذریعہ سے آج بھی اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو جو باتیں بتلانا چاہتا ہے وہ بتلا دیتا ہے مگر عالم الغیب تو سوائے خدائے عزوجل کے اور کوئی بھی نہیں۔

آیت کریمہ میں اللہ پاک نے جو فرمایا ہے کہ کسی انسان کا یہ مقام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے روبرو بات چیت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں۔ اس بات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دیکھا ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور انھیں پہچان کر ان سے ایک سوال کیا جو ان پر بہت گراں گزرا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں بنو ہاشم نے یہ خبر دی ہے۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو مرتبہ باتیں کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ اپنا دیدار دکھایا۔ ایک مرتبہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پوچھا کہ "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے"؟ آپ نے فرمایا تو نے تو ایسی بات کہہ دی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں نے کہا

ام المومنین رضی اللہ عنہا! قرآن کریم فرماتا ہے آپ نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں" آپ نے فرمایا کہاں جا رہے ہو، سنو! اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے جو تم سے کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے کسی فرمان کو چھپالیا، یا آپ ان پانچ باتوں میں سے کوئی بات جانتے تھے یعنی قیامت کب ہوگی؟ بارش کب اور کتنی برسے گی؟ مادہ کے پیٹ میں نر ہے یا مادین؟ کون کل کو کیا کریگا؟ کون کہاں مرے گا؟ اس نے بڑی جھوٹ بات کہی اور خدا پر بہتان باندھا۔ بات یہ ہے کہ آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ دو مرتبہ خدا کے اس امین کو آپ نے ان کی اصلی صورت میں دیکھا ہے، ایک تو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ جہاد میں، ان کے چھ سو پر تھے اور آسمان کے کل کنارے انہوں نے بھر رکھے تھے۔

حوالہ:۔ (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ستائیس ص۲۳ سورہ نجم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ ص۱۵۱ حدیث ۱۱۳۲ تفاسیر میں۔

علم غیب کی دلیلیں

حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے علم غیب کی دلیل سنیئے۔

قرآن مجید کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ ان سب نے کہا خدایا تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا تم ان کے نام بتا دو

Scanned by CamScanner

جب انہوں نے ان کے نام بتا دیئے تو فرمایا کیا میں نے تمہیں (پہلے ہی سے) نہ کہا تھا کہ زمین و آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو انسان، جانور، زمین، سمندر اور پہاڑ وغیرہ کے نام بتا کر ان فرشتوں کے پاس بھیجا جو ابلیس کے ساتھی تھے اور ان سے فرمایا کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ میں زمین میں خلیفہ نہ بناؤں تو مجھے ذرا ان چیزوں کے نام بتا دو۔ جب ان فرشتوں نے دیکھا کہ ہماری اگلی بات سے خداوند عالم ناراض ہے تو وہ کہنے لگے کہ خدایا تو اس بات سے پاک ہے کہ تیرے سوا اور کوئی غیب کو جانے۔ ہماری توبہ ہے اور اقرار ہے کہ ہم غیب کے جاننے والے نہیں۔ ہم تو صرف وہی جان سکتے ہیں جو تو ہمیں سکھلا دے جیسے تو نے ان چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام کو ہی سکھائے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم انھیں تمام چیزوں کے نام بتا دو۔ چنانچہ انہوں نے بتا دیئے تو فرمایا اے فرشتو! کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمان و زمین کے غیب کو جاننے والا صرف میں اکیلا ہی ہوں اور کوئی نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۵۸ سورۂ بقرہ کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! جو بات اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے حضرت آدم علیہ السلام جانتے تھے وہ بات فرشتے نہیں جانتے تھے کیونکہ فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں تھا۔

آسمانی فرشتے بھی نہیں جانتے کہ زمین پر خدائے تعالیٰ کیا کچھ کرنا چاہتا ہے جب تک اُن کو معلوم نہ کرا دیا جائے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۲ سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

جنگ بدر کی لڑائی میں ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگی مصالحت سے رائے دیتے ہیں تو اُسی وقت ایک فرشتہ اللہ کی طرف سے اپنے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی موجودگی میں یہ حکم پہنچاتا ہے کہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کی رائے ٹھیک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا آپ اُس کو پہچانتے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان کے تمام فرشتوں کو میں

نہیں پہچانتا۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہے فرشتہ شیطان نہیں ہے۔ پھر اسی رائے پر عمل ہوا۔
حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۱۸ سورۂ انفال کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔
اللہ تعالےٰ کے بغیر بتائے کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب آیئے حضرت آدم علیہ السلام کا علم غیب دیکھئے۔

قرآن مجید کے آٹھویں پارہ میں سورۂ اعراف کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو مگر اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے لیکن شیطان نے انھیں وسوسہ ڈالا تاکہ ان پر وہ چیزیں کھول دے جو ان پر پوشیدہ کر دی گئی تھیں (یعنی شرم گاہیں) کہنے لگا کہ تمہارے پروردگار نے جو اس درخت سے تمہیں روک دیا ہے یہ صرف اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ۔ اُن کے سامنے قسمیں کھا کھا کر انھیں یقین دلانے لگا کہ میں تو تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں۔

ابلیس کو جنت سے نکال کر حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کو جنت میں پہنچا دیا گیا تھا اور ایک درخت کے علاوہ ان کو ساری جنت کی چیزیں کھانے کی اجازت دیدی گئی تھی شیطان کو اس میں بڑا ہی حسد ہوا، ان کی نعمتوں کو دیکھ کر لعین جل گیا اور ٹھان لی کہ جسطرح ہو انھیں بہکا کر خدا کے حکم کے خلاف کام کرادوں۔ چنانچہ جھوٹ موٹ اُن سے کہنے لگا، دیکھو یہ درخت وہ ہے جس کے کھانے سے تم فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ کی زندگی اس جنت میں رہو گے۔ اپنا اعتبار جمانے کے لئے قسمیں کھانے لگا کہ دیکھو میری بات کو سچی مانو میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تم سے پہلے میں یہاں پر رہ چکا ہوں۔ ہر ایک چیز کی خاصیت سے واقف ہوں تم اسے کھا لو بس پھر یہیں رہو گے بلکہ فرشتے بن جاؤ گے۔ اس خبیث کے بہکانے میں حضرت آدم علیہ السلام آگئے۔

دیکھا میرے عزیز دوست! یہ ہے اطلاع علی الغیب کی حقیقت کہ اللہ تعالےٰ جب معلوم کرانا چاہے تو معلوم ہو جاتا ہے اگر اللہ پاک معلوم کرانا نہ چاہے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔

Scanned by CamScanner

اگر حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہوتا کہ یہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے تو کیا وہ اس درخت سے کھاتے، ہرگز نہ کھاتے مگر ان کو علم غیب نہ تھا۔

اب سنیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علم غیب؟

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورۂ ہود کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۹، ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس خوشخبری لے کر آئے اور سلام کیا۔ انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور بغیر کسی دیر کے بچھڑے کا گوشت لے آئے۔ اب جو دیکھا کہ ان کے تو ہاتھ بھی اسے نہیں لگتے (یعنی کھاتے نہیں)، تو انھیں انجان دیکھ کر دل میں ان سے ڈرنے لگے، انہوں نے کہا ڈرو نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ فرشتے شکل انسانی میں بطور مہمان کے آئے ہیں جو قوم لوط کی ہلاکت کی خبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند (یعنی لڑکا پیدا ہونے کی) بشارت لے کر خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ وہ آکر سلام کرتے ہیں۔ آپ ان کے جواب میں سلام کہتے ہیں سلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے سامنے مہمانی پیش کرتے ہیں۔ بچھڑے کا گوشت جسے گرم پتھروں پر سینک لیا گیا تھا لاتے ہیں۔ جب دیکھا کہ ان مہمانوں کے ہاتھ تو بڑھتے ہی نہیں یعنی کھانا کھاتے ہی نہیں اس وقت ان سے کچھ بدگمان سے ہو گئے اور کچھ دل میں خوف کھانے لگے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۲۳ سورۂ ہود کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

دیکھا میرے دوست! حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو پہچان نہ سکے اور آپ کے یہاں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اولاد پیدا ہوگی اس کی بھی آپ کو خبر نہ تھی کیونکہ آپ کو علم غیب نہ تھا۔

اب حضرت لوط علیہ السلام کا علم غیب؟ سنیئے

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورۂ ہود کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۷۷، ۷۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اُن کی وجہ سے بہت غمگین ہوگیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ بڑی مصیبت کا دن ہے۔ اس کی قوم دوڑتی ہوئی اس کے پاس آپہنچی، وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت لوط علیہ السلام اپنی زمین میں تھے کہ فرشتے بصورت انسان آئے اور اُن کے مہمان بنے۔ شرما شرمی میں انکار تو نہ کرسکے اور انہیں لے کر گھر چلے۔ راستے میں صرف اس نیت سے کہ یہ اب بھی واپس چلے جائیں ان سے کہا واللہ یہاں کے لوگوں سے زیادہ برے اور خبیث لوگ کہیں بھی نہ ہوں گے (کیونکہ وہ قوم لواطت میں مبتلا تھی) کچھ دور جاکر پھر یہی کہا فرشتوں کو خدا کا حکم بھی یہی تھا کہ جب تک ان کا نبی ان کی برائی نہ بیان کرے انہیں ہلاک نہ کرنا (کیونکہ یہ فرشتے قوم لوط کی بدکاریوں کی وجہ سے اُن کو ہلاک کرنے آئے تھے)

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۱۱۲ سورۂ ہود کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

دیکھا میرے دوست! حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کو پہچان نہ سکے کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنئے حضرت داؤد علیہ السلام کا علم غیب!

قرآن مجید کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں آیات نمبر ۲۱، ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی بھی خبر ہوئی جبکہ وہ دیوار پھاند کر عبادت کی جگہ آگئے۔ جب یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یہ اُن سے ڈر گئے۔

تبیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام دو جھگڑنے والوں کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور ہر ایک کے ساتھ فرشتوں کا ایک ایک گروہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے دن تقسیم کر رکھے تھے۔ ایک دن عبادت کرتے، ایک دن فیصلہ کرتے، ایک دن وعظ کرتے، ایک دن اپنے خاص کام کرتے۔ عبادت کے دن بالا خانے پر جاتے یعنی اوپر کی منزل پر جاتے اور پاسبان (یعنی چوکیدار) اس کے آس پاس کھڑے ہوکر لوگوں کو اوپر جانے

Scanned by CamScanner

سے منع کرتے۔ اُس دن فرشتے آدمیوں کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گھر میں آئے اور اُن کے عبادت خانے پر چڑھ گئے۔ جب اندر حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے آئے تو وہ ان سے ڈر گئے اس لئے کہ وہ بغیر اجازت اوپر چلے گئے تھے۔ فرشتے بولے کہ نہ ڈریئے داؤد علیہ السلام! ہم دو گروہ ہیں جھگڑنے والے۔ ایک دوسرے پر ہم نے ظلم کیا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ کر دیں۔

حوالہ:۔ تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت داؤد علیہ السلام فرشتوں کو پہچان نہیں سکے کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سینئے حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم غیب!

قرآن شریف کے اُنیسویں پارہ میں سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی اور فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا۔ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے یقیناً میں اُسے سخت سزا دوں گا یا اُسے ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہُد ہُد نے آکر کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ مجھے اس کی خبر ہی نہ تھی۔ میں سبا کی ایک سچی خبر لایا ہوں۔

ہُد ہُد نام کا ایک پرندہ تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج میں رہتا تھا۔ ایک وقت وہ نظر نہیں آیا تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کہاں گیا اور کیوں حاضر نہیں ہوا۔ اتنے میں تو ہُد ہُد پرندہ بھی آگیا اور کہنے لگا کہ ایسی خبر لایا ہوں کہ جس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے یعنی ایک عورت ایک جگہ پر بادشاہی کر رہی تھی اور بہت بڑی سلطنت اُس کے تابع تھی جس کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں تھی۔

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت سلیمان علیہ السلام کتنے بڑے بادشاہ اور پیغمبر بھی تھے لیکن ہُد ہُد کہاں گیا اُس کی خبر آپ کو نہیں تھی۔ اور ایک بہت بڑی سلطنت دنیا ہی میں تھی جس کی ایک عورت حکومت کر رہی تھی اس کی بھی خبر آپ کو نہیں تھی کیونکہ علم غیب آپ کو نہیں تھا۔

اب سینئے حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم غیب؟

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے تیرہویں (۱۳) پارہ میں سورۂ یوسف کے گیارہویں (۱۱) رکوع میں آیت نمبر ۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے کم عقل نہ سمجھو۔

میرے عزیز دوست! یہ تو عام مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے باپ سے جدا کر دیا تھا جن کے فراق میں کوئی کہتا ہے اسی (۸۰) سال، کوئی کہتا ہے ترپن (۵۳) سال، کوئی کہتا ہے اٹھارہ (۱۸) سال جدا رہے۔ بہر حال باپ بیٹے میں جدائی ان کے سگے بھائیوں نے ڈال دی تھی۔

اے میرے عزیز دوستو! اب آپ ہی سوچیں کہ زمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے زیادہ خدا کا کوئی محبوب بندہ اس وقت نہ تھا۔ مگر پھر بھی ایک عرصہ تک یوسف علیہ السلام کی یاد میں رو رو کر آنکھیں جاتی رہیں لیکن یوسف علیہ السلام کا پتہ نہ چلا کہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ زندہ ہیں یا نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو معلوم کرانا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام اپنا کرتہ باپ کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ جب یہ قافلہ مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔ مگر عالم الغیب تو سوائے خدا کے کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر میرا مالکِ مختار چاہے تو ساتوں آسمان کے اوپر یا ساتوں زمینوں کے نیچے کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر ہو سکتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ خبر دینا نہ چاہے تو سر کے اوپر یا پیر کے نیچے کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر نہیں ہو سکتی اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو کیوں برسوں تک رو رو کر اپنی آنکھیں کھوتے مگر بات یہ تھی کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا

اب سنیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب؟

قرآن شریف کے انیسویں (۱۹) پارہ میں سورۂ نمل کے پہلے (۱) رکوع میں آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یاد کرو جب کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارہ لے کر ابھی تمہارے پاس

آجاؤں گا تاکہ تم سینک تاپ لو۔

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ سمجھ کر اور آگ لینے کی نیت سے کوہِ طور پر جا رہے ہیں۔ آپ کو یہ تو خبر دتھی کہ مجھے وہاں پر جانے سے پیغمبری مل جائے گی۔

قرآن شریف کے اُنیسویں پارہ میں سورۂ نمل کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو اپنی لاٹھی ڈال دے، موسیٰ (علیہ السلام) نے جب (لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا تو) اُسے ہلتا ڈولتا دیکھا اس طرح کہ گویا وہ ایک بہت بڑا سانپ ہے۔ تو منہ موڑتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ اے موسیٰ! خوف نہ کر میرے دربار میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کی نیت سے کوہِ طور پر جا پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! لاٹھی اپنے ہاتھ سے زمین پر ڈال دو تاکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ خدائے تعالیٰ فاعل مختار ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد سنتے ہی لاٹھی زمین پر ڈال دی اسوقت وہ پھنپھناتا ہوا سانپ بن گئی اور بہت بڑے جسم کا سانپ، بڑی ڈراؤنی صورت کا اور اس قدر پر تیز چلنے والا۔ جیتا جاگتا، چلتا پھرتا زبردست اژدہا دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اور دہشت کے مارے ٹھہر نہ سکے اور منہ موڑ کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے ایسے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں آواز دی۔ اے موسیٰ! ڈرو نہیں۔ میں تو تمہیں اپنا برگزیدہ رسول اور ذی عزت پیغمبر بنانا چاہتا ہوں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ ص ۹۶ سورۂ نمل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تو تھی پیغمبری ملنے سے پہلے کی بات۔ اب آئیے پیغمبری ملنے کے بعد کی بات بتاؤں میرے بھیا کو۔

قرآن مجید کے سولہویں پارہ میں سورۂ طٰہٰ کے تیسرے رکوع میں آیات نمبر ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کہنے لگے کہ اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالتے ہیں۔ جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔ اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ اُن کی رسیاں اور لکڑیاں بوجہ

ان کے جادو کے دوڑ بھاگ رہی ہیں تو موسیٰ (علیہ السلام) اپنے دل ہی دل میں ڈرنے لگے۔
ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر تو ہی غالب رہے گا۔ تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اُسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو کھا جائے گا۔

جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب بتلاؤ تم اپنا وار پہلے کرتے ہو یا ہم پہلے کریں؟
اس کے جواب میں خدا کے پیغمبر نے فرمایا تم ہی پہلے اپنے دل کی بھڑاس نکال لو تاکہ دنیا دیکھ لے کہ تم نے کیا کیا اور پھر خدا نے تمہارے کئے کو کس طرح مٹا دیا۔ اسی وقت انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیں میدان میں ڈال دیں کچھ ایسا معلوم ہونے لگا گویا سانپ بن کر چل پھر رہی ہیں اور میدان میں دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ ان کی پھینکی ہوئی لکڑیوں اور رسیوں سے اب سارا کا سارا میدان بھرپور ہو گیا وہ آپس میں گڈمڈ ہو کر نیچے کے اوپر، اوپر کے نیچے ہونے لگے۔ اس منظر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خوفزدہ کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے کرتب کے قائل ہو جائیں اور اس باطل جال میں پھنس جائیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اپنے داہنے ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں ڈال دے، ڈرمت۔ آپ نے حکم برداری کی۔ خدا کے حکم سے یہ لکڑی زبردست اور بے مثال اژدہا بن گئی جس کے پَیر بھی تھے اور سر بھی تھا۔ کچلیاں اور دانت بھی تھے۔ سب کو ہڑپ کر لیا ان سب پر حق ظاہر ہو گیا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صـ سورۂ طٰہٰ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

موسیٰ علیہ السلام کو ہرانے کی نیت سے فرعون نے جادوگروں کی ایک بہت بڑی جماعت کو بلایا تھا۔ اُس وقت کا یہ قصّہ ہے جو تفسیروں میں زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی سے خبر کر دی۔ اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع علی الغیب۔

حدیث:۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا، نوفل بکالی کا یہ خیال ہے کہ بنو اسرائیل کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام وہ موسیٰ علیہ السلام نہ تھے جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کا دشمن جھوٹ کہتا

ہے۔ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے درمیان وعظ کرنے کھڑے ہوئے آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں۔ اُس پر خدا کی طرف سے تنبیہ ہوئی۔ اس لئے کہ انہوں نے علم کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا تھا۔ خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی اور بتایا کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے وہ تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! میں کیونکر اس سے مل سکتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لو۔ جہاں پر مچھلی گم ہو جائے وہ بندہ اسی جگہ پر ہوگا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ایک جوان یوشع بن نون بھی ساتھ ہو لئے اور زنبیل میں ایک مچھلی ڈال لی۔ دونوں برابر چلتے رہے یہاں تک کہ دونوں ایک بڑے پتھر کے پاس پہنچے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں تڑپی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ اور جس جگہ پانی میں مچھلی گری تھی خدا نے وہاں کے پانی کا بہاؤ روک دیا اور اس جگہ پانی کے اندر طاق بن گیا اور مچھلی کے لئے وہاں پر ایک سرنگ سی بن گئی۔ موسیٰ علیہ السلام اور وہ جوان سو کر اُٹھے اور یہ کیفیت دیکھی تو حیران رہ گئے اور اس کے بعد وہ دونوں روانہ ہو گئے اور دن کے بقیہ حصے میں اور رات بھر چلتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ان سے مچھلی کے نکل جانے کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان سے صبح کا کھانا طلب کیا اور کہا کہ اِس سفر میں ہم کو سخت تکلیف ہوئی ہے (یعنی ہم تھک گئے ہیں) ہمارا کھانا لاؤ۔ تاکہ کھانا کھا کر تازہ دم ہو لیں۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اُس مقام تک بالکل نہ تھکے تھے جہاں ان کو جانے کا حکم ملا تھا۔ اور اس سے آگے بڑھ کر ان پر تھکان ہو گئی تھی۔ یوشع نے کہا کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو آپ سے میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر کرنے سے بھلا دیا۔ وہاں مچھلی زنبیل سے نکل کر چلی گئی اور دریا میں اس نے عجیب طریقے سے اپنا راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسی جگہ کی تو تلاش میں تھے۔ چنانچہ دونوں نشانات قدم پر واپس ہوئے اور پتھر پر پہنچے جہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو کمبل اوڑھے ہوئے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ یہ تمہاری زمین میں سلام کا رواج کہاں ہے؟ موسیٰ علیہ السلام

Scanned by CamScanner

نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا بنی اسرائیل والے موسیٰؑ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (میں وہی موسیٰ ہوں) خضر علیہ السلام نے کہا تم کو خدا نے جو علم دیا ہے تم اُس پر قائم رہو اور میں (تمہارے) اس علم سے واقف نہیں ہوں اور جو علم خدا نے مجھے سکھایا ہے میں اس پر قائم ہوں اس علم سے تم واقف نہیں ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو علم خدا نے آپ کو دیا ہے اگر اس میں سے صحیح طور پر آپ کچھ مجھ کو سکھا دیں تو میں آپ کی ہمراہی قبول کر سکتا ہوں خضر علیہ السلام نے کہا تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے اور جس علم سے واقف نہیں ہو اُس پر صبر بھی کیونکر کر سکتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے اور کسی معاملہ میں آپ مجھ کو نافرمان نہ پائیں گے۔ خضر علیہ السلام نے کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو جب تک میں خود کسی بات کو نہ بتاؤں تم مجھ سے کچھ دریافت نہ کرنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا بہتر ہے۔ چنانچہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام دونوں دریا کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر دونوں کے قریب سے ایک کشتی نکلی تو انہوں نے کشتی والوں سے کہا تم ہم کو سوار کر لو کشتی کے آدمی نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور دونوں کو بغیر کرایہ کے کشتی پر بٹھا لیا۔ اس کے بعد خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختے کی طرف توجہ کی اور اُسے کشتی میں سے اکھاڑ لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے تو ہم کو بغیر کرایہ کے بٹھا لیا اور آپ نے ان کی کشتی کو توڑ کر سب کو غرق کر دینے کا سامان کیا یہ بات آپ نے بہت ہی عجیب کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھول مواخذہ کے قابل نہیں۔ آپ بھول پر مجھ سے مواخذہ نہ کریں (یعنی میری پکڑ نہ کریں) اور اپنی ہمراہی کے بارے میں مجھ کو مشکلات میں مبتلا نہ کریں۔

پھر کشتی سے اتر کر دونوں روانہ ہوئے، دونوں دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ ایک لڑکا ملا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کا سر پکڑا اور مروڑ کر اکھاڑ ڈالا اور وہ مر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے ایک معصوم بچے کو مار ڈالا یہ بہت ہی بُرا کام کیا خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر و ضبط سے کام نہ لے سکو گے خضر علیہ السلام نے اب کی مرتبہ سختی سے موسیٰ علیہ السلام سے یہ الفاظ کہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنی ہمراہی سے جدا کر دیجئے گا۔

Scanned by CamScanner

آپ نے تو میرے عذر کو قبول کرنے میں انتہا کر دی ہے۔

اس کے بعد دونوں پھر روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا۔ گاؤں والوں نے مہمان داری سے انکار کر دیا وہاں دونوں کو ایک دیوار دکھائی دی جو جھکی ہوئی تھی اور گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہا ہم ایسے لوگوں کے پاس آئے کہ جنہوں نے ہماری مہمانی نہیں کی اور ہمیں کھانا نہیں کھلایا اگر آپ چاہتے تو ان سے دیوار درست کرنے کی اُجرت تو لے سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا۔ اب ہمیں سے میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ میں ان تمام باتوں سے تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔

وہ کشتی غریب لوگوں کی تھی اور اس کشتی پر ان غریب لوگوں کا گزارہ تھا تو اس کشتی کو عیب دار اس لئے بنا دیا کہ آگے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر اچھی اور نئی کشتی کو چھین لیتا تھا اور اس نقصان کو دیکھ کر اس کشتی کو نہیں لے گا۔ اور اس لڑکے کو اس لئے مار دیا کہ یہ لڑکا کافر تھا اور اُس کے ماں، باپ نیک تھے اور اس لڑکے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُن کو نیک لڑکی دیگا۔ اور اس مکان کو اس لئے سیدھا کر دیا کہ یہ مکان یتیم بچوں کا تھا اور اس مکان کی دیواروں میں ایک خزانہ تھا۔ اگر یہ مکان گر جاتا تو ان یتیم بچوں کا مال دوسرے لوگ لے جاتے (یہ تھے وہ راز جو موسیٰ علیہ السلام کے علم سے باہر تھے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا خداوند تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ اگر انہوں نے اور صبر کیا ہوتا تو اُن کی کچھ اور خبریں ہم کو معلوم ہو جاتیں۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام جب کشتی پر جا رہے تھے تو ایک چڑیا کشتی کے ایک کنارے پر آ کر بیٹھ گئی تھی اور دریا میں سے اپنی چونچ میں پانی بھر لیا۔ خضر علیہ السلام نے یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ میرے اور تمہارے علم نے خدا کے علم میں سے اتنی بھی کمی نہیں کی جتنی کہ اس چڑیا نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی اٹھا کر دریا میں کمی کی ہے۔

حوالہ :- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صـ ۱۳۰ حدیث ۲۰۸ باب ۲۳۲ کتاب الفضائل۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صـ ۲۲ حدیث ۱۱۹ علم کا بیان۔

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۴۰ حدیث ۱۱۰۰ سورۂ کہف کی تفسیر میں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ ص ۱۰۰ سورۂ کہف کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

آپ نے جو حدیث پڑھی اسی طرح کا مضمون کچھ کمی و بیشی کے ساتھ قرآن شریف میں بھی موجود ہے جس کا حوالہ ہم دیتے ہیں۔

قرآن شریف پارہ نمبر ۱۵ سورۂ کہف کا نواں، دسواں رکوع آیت نمبر ۶۰ سے آیت نمبر ۸۲ تک

دیکھا میرے عزیز دوست! جو علم موسیٰ علیہ السلام کو تھا وہ علم خضر علیہ السلام کو نہیں تھا اور جو علم خضر علیہ السلام کو تھا وہ علم موسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھا۔ اور مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے دریا میں سے ایک چڑیا کے چونچ بھرنے کی مقدار سے بھی کم ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بنی اسرائیل برہنہ غسل کیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ واللہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم لوگوں کے ساتھ غسل کرنے سے سوائے اس کے کچھ مانع نہیں ہے کہ وہ فتق (یعنی فوطہ بڑھنے کی بیماری) میں مبتلا ہیں۔ اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے اور اپنا لباس پتھر پر رکھ دیا، وہ پتھر ان کا لباس لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ اے پتھر میرے کپڑے دیدے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ لیا اور کہا کہ واللہ موسیٰ علیہ السلام کو کچھ بھی بیماری نہیں ہے اور (پتھر ٹھہر گیا) موسیٰ علیہ السلام نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مار سے اس پتھر پر چھ یا سات نشانات (اب تک) باقی ہیں۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ ص ۴۶ حدیث ۲۷۶ غسل کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف ، ج ۱ ص ۵۹ حدیث ۲۸۹ باب ۱۳۰

(۳) ترمذی شریف ، ج ۲ ص ۲۳۳ ، ۱۰۷۴ سورۂ احزاب کی تفسیر۔

اے عزیز دوست میرے! اگر موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہرگز حضرت خضر علیہ السلام

کے پاس علم سیکھنے کے لئے دجاتے اور نہ اس پتھر پر پڑے رہتے۔ مگر بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنئے! جنوں کا علم غیب؟

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورۂ سبا کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ١٤ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتایا مگر گھن (ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو لکڑی کو کھا جاتا ہے) کے کیڑے نے سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھا لیا۔ جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس ذلت کی مصیبت میں نہ پھنسے رہتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا بیان ہو رہا ہے اور یہ بھی کہ جو جن ان کے فرمان کے مطابق کام کاج کر رہے تھے ان پر ان کی موت کی خبر کیسے معلوم ہوئی۔ وہ وفات کے بعد بھی لکڑی ٹیکے ہوئے کھڑے تھے اور یہ جنات ان کو زندہ سمجھتے ہوئے اپنے سخت سے سخت کاموں میں مشغول تھے۔ مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ تقریباً ایک برس اسی طرح گزر گیا۔ جس لکڑی کے سہارے سلیمان علیہ السلام کھڑے تھے اُسے جب دیمک چاٹ گئی اور وہ کھوکھلی ہوگئی تو آپ گر گئے۔ اب جنات اور انسانوں کو آپ کی موت کا پتہ چلا تب تو نہ صرف انسانوں کو بلکہ خود جنات کو بھی یقین ہوگیا کہ ان میں سے کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ٢٢ صفحہ ٣٦ سورہ سبا کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

ہندوستان کے کچھ جاہل لوگ علم غیب کے لئے لڑ جھگڑ رہے ہیں حالانکہ علم غیب نہ فرشتوں کو ہے نہ رسولوں کو ہے نہ صحابیوں کو ہے نہ اماموں کو ہے نہ محدثوں کو ہے نہ اولیاؤں کو ہے نہ جناتوں کو ہے نہ شیطانوں کو ہے علم غیب سوائے خداوند کریم کے اور کسی کو بھی نہیں ہے سمجھے میرے بھولے بھیا؟

تنبیہات

تنبیہ (۱) قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ اعلیٰ میں آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ ہم تمہیں پڑھوا دیں گے پھر تم نہیں بھولو گے۔

جبرئیل علیہ السلام وحی سنا کر فارغ نہیں ہوتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھول جانے کے اندیشے سے ابتدائی حصّہ دہرانے لگتے تھے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطمینان دلایا کہ وحی کے نزول کے وقت آپؐ خاموشی سے سنتے رہیں ہم آپؐ کو اسے پڑھوا دیں گے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے آپؐ کو یاد ہو جائے گی۔ اس بات کا کوئی اندیشہ نہ کریں کہ اس کا کوئی لفظ بھی آپؐ بھول جائیں گے۔

قرآن کریم کے انتیسویں پارہ میں سورۂ قیامہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کو یاد کروا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ لہٰذا جب ہم اسے پڑھیں اس وقت آپؐ اس پڑھنے کو غور سے سنتے رہیں پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

نبوت کے ابتدائی دور میں جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے اور سناتے تو آپؐ کو یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام جو کلام الٰہی آپؐ کو سنا رہے ہیں وہ ٹھیک ٹھیک آپؐ کو یاد رہ سکے گا یا نہیں اس لئے آپؐ وحی سننے کے ساتھ ساتھ اُسے یاد کرنے کی کوشش کرنے لگتے تھے۔ چنانچہ سلسلۂ کلام توڑ کر آپؐ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپؐ وحی کے نزول کے وقت وحی کے الفاظ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ غور سے سنیں اُسے یاد کرا دینا اور بعد میں ٹھیک ٹھیک پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے آپؐ مطمئن رہیں کہ اس کلام پاک کا ایک لفظ بھی آپؐ نہ بھولیں گے نہ کبھی اُسے یاد کرنے میں غلطی کریں گے۔

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورۂ طٰہٰ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جبتک کہ آپ کی طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچے اور دعا کرو کہ اے پروردگار مجھے مزید علم عطا کر۔

فرشتے کی قرأت چپکے سے سنئے۔ جب وہ پڑھ چکے پھر آپ پڑھئے اور مجھ سے اپنے علم کی زیادتی کی دعا کیا کیجئے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور خدا نے قبول کی اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اتنا علم دیا کہ ساری مخلوق میں کسی کو اتنا علم نہ ملا اور نہ ملے گا۔

تنبیہ (۲) قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ عبس کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ترش رو ہو کر منہ موڑ لیا صرف اس لئے کہ آپ کے پاس اندھا آگیا۔ آپ کو کیا خبر شاید وہ سُدھر جائے یا نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت کرنا اس کے لئے نافع ہو اور جو شخص بے پرواہی برتتا ہے (دین سے) اس کی طرف تو آپ توجہ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ سُدھرے تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ اور جو خود آپ کے پاس دوڑا ہوا آتا ہے اور ڈر رہا ہے اس سے آپ بے رُخی برتتے ہیں (آپ آئندہ) ہرگز ایسا نہ کیجئے۔ قرآن ایک نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اُس کو قبول کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیم دے رہے تھے اور مشغولیت کے ساتھ اُن کی طرف متوجہ تھے دل میں خیال تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ ناگہاں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے آپ کے پاس آگئے مگر وہ مسلمان تھے۔ عموماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دین اسلام کے احکام سیکھا کرتے تھے۔ آج بھی حسب عادت آتے ہی سوالات شروع کر دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ لیکن آپ ایک اہم دینی کام میں مشغول تھے اور قریش کے سرداروں کو سمجھا رہے تھے اس لئے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہ ہوئی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا اور پیشانی مبارک پر بل پڑ گئے۔ اس پر مندرجہ بالا آیتیں اتریں کہ آپ کی

Scanned by CamScanner

بلند شان اور اعلیٰ اخلاق کے لائق یہ بات نہیں تھی کہ اس نابینا سے جو آپ کے دین کے شوق میں دوڑتا ہوا آتا ہے اور خدا سے ڈرتا بھی ہے آپ اس سے منہ پھیر لیں اور ان لوگوں کی طرف دھیان دیتے رہیں جو سرکش اور مغرور و متکبر ہیں۔ اس کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی بڑی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۱۵ سورۂ عبس کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

تنبیہ (۳) قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ انفال کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۶۷-۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں جب تک کہ ملک میں اچھی طرح خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اللہ ہے زور آور اور باحکمت اگر پہلے ہی سے خدا تعالیٰ کی طرف سے بات نہ لکھی ہوئی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارہ میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔

مسند احمد میں لکھا ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضے میں دے دیا ہے بتلاؤ کہ کیا ارادہ ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ان کی گردنیں اڑادی جائیں، آپ نے اُن سے منہ پھیر لیا اور پھر وہی فرمایا اب کی دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے میں تو آپ ان کی خطا سے درگزر فرمالیجئے اور انہیں فدیہ لے کر آزاد کر دیجئے۔ اب آپ کے چہرۂ مبارک سے غم کے آثار جاتے رہے۔ عام معافی کا اعلان کر دیا اور فدیہ لے کر آزاد کر دیا اسی واقعہ پر مندرجہ بالا آیتیں اتریں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۲۰ سورۂ انفال کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

تنبیہ (۴) قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر جلد وصول ہونے والا مال و اسباب ہوتا اور ہلکا سا سفر ہوتا تو ضرور

Scanned by CamScanner

یہ تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن ان پر تو یہ سفر کٹھن ہو گیا۔ اب تو یہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھانے لگے کہ اگر ہم میں قوت یا طاقت ہوتی تو ہم یقیناً آپ کے ساتھ نکل چلتے۔ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں خوب جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

جو لوگ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ آکر اپنے جھوٹے جھوٹے بناوٹی عذر پیش کرنے لگے تھے۔ ان کی بابت اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر رہا ہے کہ یہ بناوٹی عذر کرنے والے جھوٹے ہیں۔ دراصل ان میں کوئی معذوری نہیں تھی۔ اگر کوئی آسان غنیمت اور قریب کا سفر ہوتا تو یہ لالچی ساتھ ہو لیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں ہم انھیں اچھی طرح جانتے ہیں

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۷۱ سورہ توبہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے ساتویں رکوع میں آیات نمبر ۴۳، ۴۴، ۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے تو نے کیوں انھیں اجازت دے دی بغیر اس کے کہ تیرے سامنے سچے لوگ کھل جاتے اور آپ جھوٹے لوگوں کو بھی جان لیتے۔ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان و یقین رکھنے والے تو مالی و جانی جہاد سے رک جانے کی کبھی بھی تجھ سے اجازت نہیں مانگیں گے، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے یہ اجازت تجھ سے وہی مانگتے ہیں جنھیں نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور نہ قیامت کے دن پر ایمان و یقین ہے ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک ہی میں سرگرداں ہیں۔

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی پیار بھری باتیں کر رہے ہیں سخت بات سنانے سے پہلے ہی معافی کا اعلان سنایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر انھیں ظاہری تمیز ہو جاتی، اطاعت گذار ہوتے تو حاضر ہو جاتے۔ نافرمان باوجود اجازت نہ ملنے کے بھی نہ نکلتے کیونکہ انہوں نے تو طے کر لیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں یا نہ کہیں ہم تو جہاد میں جانے والے نہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے اس کے بعد کی آیت میں فرمایا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ سچے ایماندار لوگ راہ خدا کے جہاد سے رُکنے کی اجازت آپ سے طلب کریں

وہ تو جہاد کو موجب قربت خدا مان کر اپنی جان و مال کے فدا کرنے کے آرزومند رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس متقی جماعت سے بخوبی آگاہ ہے۔ یہ بلا عذر شرعی بہانے بنا کر جہاد سے رک جانے کی اجازت طلب کرنے والے تو بے ایمان لوگ ہیں جنھیں دار آخرت کے جزا کی کوئی امید ہی نہیں، ان کے دل آج تک تیری شریعت سے شک و شبہ ہی میں ہیں، یہ حیران و پریشان ہیں ایک قدم ان کا آگے بڑھتا ہے تو دوسرا پیچھے ہٹتا ہے۔ ان میں ثابت قدمی اور استقلال نہیں، یہ ہلاک ہونے والے ہیں، یہ نہ ادھر ہیں نہ اُدھر یہ خدا کے گمراہ کئے ہوئے ہیں تو ان کے سنوارنے کا کوئی راستہ نہ پائے گا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۹۵ سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

تنبیہ (۵) قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپ ستّر مرتبہ بھی اُن کے لئے استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی (منافق) جب مر گیا تو اُس کا بیٹا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے اپنا کرتہ مبارک دے دیجئے اور اُس کے لئے استغفار کیجئے۔ پس آپؐ نے اُن کو اپنا کرتہ مبارک دے دیا اور فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دینا میں اُس کی نماز پڑھ دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کو اطلاع دی۔ پس جب آپؐ نے چاہا کہ اُس کی نماز پڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہٹا لیا اور عرض کیا کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع نہیں فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ پس آپؐ نے اُس کی نماز پڑھی۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۳۶۳ حدیث ۱۱۸۰ نماز جنازہ کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف ” ۲ صفحہ ۳۶۱ حدیث ۲۳۳۵ باب ۳۸۹ منافقوں کے احکام۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا دامن تھام لیا اور عرض کیا حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ اس کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ فرمایا ہے تو انکے لئے استغفار کر یا نہ کر اگر تو ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کرے گا تو بھی اللہ تعالیٰ انھیں نہ بخشے گا۔ تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کرونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منافق تھا لیکن تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جنازے کی نماز پڑھائی اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ ص ۹۱ سورۂ توبہ کے گیارھویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے گیارھویں رکوع میں آیت نمبر ۸۴ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان میں سے کوئی مرجائے تو آپؐ اُس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوا کریئے (یہ لوگ) اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر ہیں اور اُسی حالت پر مرے ہیں۔

حکم ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ منافقوں سے بے تعلق ہو جائیں، اُن میں سے کوئی مرجائے تو آپؐ اُس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں اور نہ اُس کی قبر پر جا کر اُس کے لئے دعا، استغفار کریں۔ اس لئے کہ یہ کفر و فسق پر ہی زندہ رہے اور اُس پر ہی مرے ہیں۔ یہ حکم عام ہے گو اس آیت کا شانِ نزول خاص عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں ہے جو منافقوں کا سردار تھا۔ اُس کے بعد آخر دم تک نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازے کی نماز پڑھی اور نہ کسی منافق کی قبر پر آ کر دعا کی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ ص ۹۱ سورۂ توبہ کے گیارھویں رکوع کی تفسیر میں۔

تنبیہ (۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس دیر تک ٹھہرتے تھے اور شہد پیا کرتے تھے۔ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ مشورہ کیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ یہی کہے کہ آپؐ کے منھ سے مغافیر (ایک بدبودار شے) کی بو آتی ہے، کیا

Scanned by CamScanner

آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ پھر ان دونوں میں سے ایک کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی بات کہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس شہد کھایا (پیا) ہے اور اب میں کبھی نہ پیوں گا (اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جو نیچے درج ہیں)۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۳۶۳ حدیث ۱۵۹۲ نذر کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف ″ ۲ صفحہ ۱۲۳ حدیث ۳۱۱۹ خلع اور طلاق کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۳

″ ″ ″

(۴) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۹۵ سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ تحریم کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کر دیا ہے اس کو آپ کیوں حرام کرتے ہیں، کیا آپ بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تنبیہ (۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا کہ الٰہی سفیان پر لعنت بھیج الٰہی حارث بن ہشام پر لعنت بھیج الٰہی صفوان بن امیہ پر لعنت بھیج (اس پر یہ آیت نازل ہوئی)۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۹۶۳ سورۂ آل عمران کی تفسیر۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۸، ۱۲۹

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ خدا چاہے تو انکی توبہ قبول کرے اور چاہے تو عذاب کر دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Scanned by CamScanner

ترمذی شریف کی حدیث کی شرح میں جو اوپر گذر چکی ہے اور اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ تینوں مسلمان ہو گئے، جن کے نام لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی تھی اور ان کا اسلام اچھا ہوا اور یہ تینوں صاحبان دین کے پہلوان ثابت ہوئے۔

تنبیہ (۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ لیجئے تاکہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے سکوں (اور آپ کی بخشش اور نجات ہو) انھوں نے کہا مجھے قریش طعنہ دیں گے کہ وہ ڈر سے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ اگر یہ عار نہ دلاتے تو کلمہ پڑھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا (یعنی مسلمان ہو جاتا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (جو نیچے درج ہے)۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۲۳ حدیث ۱۰۳۵ سورۂ قصص کی تفسیر۔
(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ ص ۳۶ سورۂ قصص کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے بیسویں پارہ میں سورۂ قصص کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتا بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ ہدایت قبول کرنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ہدایت پر لاکھڑا کرنا آپ کے بس کی بات نہیں۔ آپ کے ذمہ تو صرف پیغام خدا کا پہنچا دینا ہے، اسی کو ادا کرتے رہیئے ہدایت کا مالک خدا ہے۔ وہ اپنی حکمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے قبول ہدایت کی توفیق بخشتا ہے، خدا ہی کے علم میں ہے کہ مستحق ہدایت کون ہے اور مستحق ضلالت کون ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ ص ۳۵ سورۂ قصص کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

تنبیہ (۹) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ جب ابوطالب کی وفات قریب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس آپ نے اُن کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ کو پایا۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

کہہ لو میں تمہارے لئے اللہ کے یہاں اس کی گواہی دوں گا۔ ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے طریقے سے پھرے جاتے ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر ان کو کلمہ شریف کی دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں وہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے سب سے آخر گفتگو جو اُن سے کی اس میں یہ کہا کہ وہ عبدالمطلب کے طریقے پر ہیں اور انہوں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے انکار کر دیا (پھر وہ مرگئے) تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کی قسم تمہارے لئے اس وقت تک استغفار کروں گا۔ جب تک مجھ کو منجانب اللہ روک نہ دیا جائے۔ چنانچہ آپ استغفار کرنے لگے (جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔)

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۰۳ حدیث ۱۲۵۹ نماز جنازہ کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳ حدیث ۱۳۲ باب ۸ کتاب الایمان ۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ نبی کو اور ایماندار لوگوں کو جائز ہی نہیں کہ مشرک لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں جب انھیں معلوم ہوگیا کہ وہ جہنمی ہیں۔

تنبیہ (۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگ رفتہ رفتہ مسلمان ہونے لگے تو مکہ والوں نے آپ کا امتحان لینے کے لئے مشورہ کیا تو یہ بات طے ہوئی کہ مدینے کے یہودی عالموں سے کچھ سوالات ایسے پوچھ کر لے آؤ جن کا جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ دے سکیں۔ چنانچہ قریشیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط کو مدینے کے یہودی علماء کے پاس بھیجا گیا کہ تم جا کر محمدؐ کے کل حالات ان سے بیان کرو۔ ان کے پاس اگلے انبیاء کا علم ہے ان سے پوچھو ان کی رائے آپ کی بابت کیا ہے۔ یہ دونوں مدینہ گئے۔ مدینہ کے یہودی علماء سے ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و اوصاف بیان کئے۔ آپ کی تعلیم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم کو علم ہو تو بتاؤ کہ اُن کی نسبت کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو ہم تمہیں ایک فیصلہ کن بات بتلاتے ہیں تم جا کر اُن سے تین سوالات کرو اگر جواب دے سکیں تو اُن کے سچے ہونے میں کوئی شک

Scanned by CamScanner

نہیں بیشک وہ خدا کے رسول اور پیغمبر ہیں اگر جواب نہ دے سکیں تو ان کے جھوٹا ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں (پھر جو تم چاہو کرو) ان سے پوچھو کہ اگلے زمانے میں جو نوجوان چلے گئے تھے اُن کا واقعہ بیان کرو، وہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ اور اس شخص کی حالت دریافت کرو جس نے تمام روئے زمین کا گشت لگایا تھا، مشرق و مغرب ہو آیا تھا اور رُوح کی بابت دریافت کرو اگر وہ بتلا دیں تو انھیں نبی مان کر اُن کی اطاعت کرو اگر نہ بتا سکیں تو وہ جھوٹے ہیں جو چاہو کرو۔ یہ دونوں واپس وہاں سے آئے اور قریشیوں سے کہا، لو بھائی انہوں نے آخری اور انتہائی فیصلہ کی بات بتلا دی ہے، اب چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوالات کریں۔ چنانچہ سب کے سب آپؐ کے پاس آئے اور تینوں سوالات کئے۔ آپؐ نے فرمایا کل آؤ میں تمہیں جواب دوں گا۔ لیکن آپؐ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ پندرہ روز گذر گئے نہ تو آپؐ پر وحی آئی اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا جواب معلوم کرایا گیا، اہلِ مکہ میں ہل چل مچ گئی اور کہنے لگے لیجئے صاحب کل کا وعدہ تھا اور آج پندرہ روز ہو گئے، ادھر آپؐ کو دہرا غم ستانے لگا۔ ایک تو قریشیوں کو جواب نہ ملنے پر اُن کی باتیں سننے کا اور دوسرا وحی کے بند ہو جانے کا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے اس میں انشاء اللہ نہ کہنے پر آپؐ کو تنبیہ کی گئی۔ ان نوجوانوں کا قصہ بیان کیا گیا اور مشرق سے مغرب تک جانے والے کا ذکر کیا گیا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ ص ۲۳ سورۂ کہف کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قریشیوں کو جواب دیتے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے تھے تو پندرہ دن تک وحی نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہ دے سکے اور جواب نہ ملنے پر مکہ میں ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ہوتا تو کیوں اس قدر حیران و پریشان ہوتے اور انشاء اللہ کہنا کیوں بھول جاتے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورۂ کہف کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۳، ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہرگز ہرگز کسی کام کے لئے یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لینا۔

اوپر کی ان تمام عبارتوں سے یہ بات صاف ہوگئی کہ خدا کے علاوہ نہ تو کسی کو اختیار کل ہے اور نہ کسی کو علم غیب ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کل یا علم غیب ہوتا تو اتنی باتیں اللہ کی طرف سے سننے کی نوبت نہیں آتی۔ علم غیب کا مطلب غیب کی بات کا کسی کے بتائے بغیر خود سے جاننا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور جو غیب کی بات اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معلوم ہو اس کو اطلاع علی الغیب کہا جاتا ہے حقیقت میں جتنے ہونے والی باتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادی ہیں وہ غیب نہ رہا۔ بلکہ جو باتیں نہ بتائی ہوں اس کو غیب کہتے ہیں۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھولے بھیا کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

میرے عزیز دوست! ذرا سمجھداری اور نرمی کے ساتھ اس باب کو خوب غور سے پڑھنا۔ آج ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا شہر یا دیہات ہوگا۔ جہاں علم غیب کے مسئلے پر جھگڑے نہ ہوتے ہوں۔ ہم آپ کے سامنے آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کی باتیں رکھتے آرہے ہیں اور یہ بھی آپ کو بتلا چکے ہیں کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو یا ولیوں کو جو کچھ غیب کی باتیں بتائی گئیں وہ اطلاع علی الغیب ہے اور عالم الغیب خدا کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں سے زیادہ علم حضرت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اللہ کے بعد سب سے بڑی ہستی اور سب سے بڑا مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے مگر عالم الغیب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی بھی نہیں۔

قرآن عظیم کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے تیئیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لائے رہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ صاف صاف کہہ دو کہ غیب کی کسی بات کا علم مجھے نہیں ہے میں تو صرف وہی جانتا ہوں جو خدائے تعالیٰ مجھے معلوم کرا دے۔ اگر مجھے غیب کی خبر ہوتی تو میں اپنے لئے بہت بھلائیاں سمیٹ لیتا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ سورۂ اعراف کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اے دوست میرے! اب سنیئے وہ حدیثیں جن سے ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے کوئی بات بتائی تو معلوم ہو گئی اور جب نہ بتایا تو معلوم نہ ہوا۔

حدیث:۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سب سے پہلے جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے۔ پس جو خواب آپؐ دیکھتے تھے وہ صبح کی روشنی کی مثال ظاہر ہو جاتے تھے (پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے) خلوت کی محبت آپؐ کو دی گئی اور آپؐ غار حرا میں خلوت فرمایا کرتے تھے۔ اور آپؐ وہاں تحنث کیا کرتے تھے (یعنی کئی کئی رات لگاتار عبادت کیا کرتے تھے) بغیر اس کے کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آئیں اور آپؐ اس کیلئے زادِ راہ لے جایا کرتے تھے (یعنی کھانا پینا کچھ دنوں کا ساتھ لے جاتے تھے) پھر جب وہ ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ کر آتے تھے اور اسی قدر پھر زادِ راہ لے جاتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاس وحی آ گئی اور آپؐ غار حرا میں تھے یعنی اللہ کی طرف سے آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور اس فرشتے نے آپؐ سے کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیئے۔ تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پھر پکڑ لیا اور تیسری بار بھی مجھے زور سے دبایا پھر مجھ سے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے پروردگار کے نام کی برکت سے پڑھو جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا اور یقین کرو کہ تمہارا پروردگار بڑا بزرگ ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس واقعہ کے سبب سے ہلنے لگا اور آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور گھر والوں سے کہا کہ مجھے کمبل اُڑھا دو۔ ان لوگوں نے آپ کو کمبل اُڑھا دیا۔ یہاں تک کہ جب آپ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے سب حال جو غارِ حرا میں گزرا تھا بیان کر کے فرمایا بلاشبہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بولیں کہ (آپ کو اس قسم کا خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے) خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی پریشان نہیں کرے گا۔ یقیناً آپ قرابت داروں کی پاسداری کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں مدد کرتے ہیں پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کو لے چلیں اور ورقہ بن نوفل (اپنے چچا کے بیٹے) کے پاس لائیں۔ یہ وہ شخص تھا جو زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عبرانی کتاب لکھا کرتا تھا جس قدر اللہ کو منظور ہوتا تھا انجیل کو عبرانی میں لکھا کرتا تھا اور بڑا بوڑھا آدمی تھا کہ بینائی جا چکی تھی تو اس سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے بھائی اپنے بھتیجے (نبیؐ) سے اُن کا حال سنو! ورقہ بولے اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کر دیا تو ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا جبکہ آپ کو آپ کی قوم (مکّہ سے) نکالے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر تعجب سے فرمایا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا ہاں جس شخص نے آپ کے جیسی بات بیان کی اس سے ہمیشہ دشمنی کی گئی ہے اور اگر مجھے آپ کی نبوت کا زمانہ مل گیا تو میں بہت زور دار آپ کی مدد کروں گا۔ مگر چند ہی روز میں ورقہ کی وفات ہو گئی اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ ص۱ حدیث ۳ وحی کا بیان۔

قرآن کریم کے انتیسویں پارہ میں سورۂ مدثر کے پہلے رکوع میں آیات نمبر ۱، ۲، ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑے ہو جا اور آگاہ کر دے اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کر۔

Scanned by CamScanner

اے میرے عزیز دوست! یہ تھیں نبوت ملنے کے وقت کی پریشانیاں، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں کپڑا اوڑھتے، کیوں گھر میں چھپتے، کیوں آپ کو دہشت معلوم ہوتی، کیوں آپ ورقہ کا مشورہ لیتے، کیوں آپ فرشتے سے ڈرتے۔ یہ ساری باتیں علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے تھیں۔ اب آیئے نبوت ملنے کے بعد کی حدیثیں سناؤں۔ خوب غور سے سن لو اور یاد بھی رکھو۔ پھر اپنے ایمان کی ترازو سے تولنا کہ صحیح ہے یا نہیں۔

حدیث:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں جنگ موتہ ہو رہی تھی اس زمانہ میں (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ اسوقت زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور شہید کر دیئے گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اسوقت آنسوؤں کی کثرت سے بہہ رہی تھیں پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سرداری کے جھنڈا لیا اور انکے ہاتھوں پر لڑائی فتح ہوگئی۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۰۳ حدیث ۱۱۵۹ جنازہ کا بیان۔

اے میرے عزیز! اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب کہ سیکڑوں میل پر لڑائی ہو رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بیٹھے بیٹھے خبر دے رہے ہیں۔ اب سنیئے بے خبری کی حدیث۔

حدیث:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عسفان سے لوٹتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حُیَیّ کو آپ نے پیچھے بٹھا لیا تھا۔ پھر آپ کی اونٹنی کا پیر پھسل گیا تو آپ دونوں (اونٹنی پر سے) گر پڑے پس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جلدی سے (اپنے اونٹ پر سے) کود پڑے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ پر مجھے فدا کرے (کہیں) آپ کو چوٹ تو نہیں لگی، آپ نے فرمایا تم عورت کی خبر لو۔ پس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان پر چادر ڈال دی اور سواری کو درست کیا پھر دونوں سوار ہو گئے۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۲ صفحہ ۸۹ حدیث ۲۳۴ کتاب الجہاد۔

میرے عزیز دوست! سوچنے کا مقام ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو

اونٹنی کے پھسلنے سے پہلے ہی آپ اتر جاتے۔ یا کم سے کم اونٹنی کا پیر پھسلنے سے پہلے اونٹنی کو سنبھال لیتے یا اس کا پیر پھسلنے ہی نہ دیتے۔ مگر میرے عزیز! علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو بھی نہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب آفتاب ڈھل گیا باہر تشریف لائے اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے حوادث ہوں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا جو شخص کچھ پوچھنا چاہے پوچھے۔ تم مجھ سے جو بات پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا جب تک میں اپنے اس مقام میں ہوں تو لوگوں نے رونے کی کثرت کی اور آپ نے اس قول کی کثرت کی کہ مجھ سے پوچھو پھر عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذیفہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے کہ مجھ سے پوچھو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں جو ہمارا پروردگار ہے۔ اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہمارے نبی ہیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے اس کے بعد فرمایا کہ جنت اور دوزخ میرے سامنے ابھی اس دیوار کے کونے میں پیش کی گئی ہے، ایسی عمدہ چیز (جیسی جنت ہے) اور ایسی بری چیز (جیسی جہنم ہے) کبھی نہیں دیکھی۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ صفحہ ۳۳ حدیث ۵۰۵ نماز کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پوچھنا ہے پوچھو لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جب تک میں یہاں پر ہوں یعنی اس جگہ پر کھڑا ہوں اس وقت تک جو پوچھنا ہو پوچھ لو۔ اسی کا نام اطلاع علی الغیب ہے کیونکہ ایسا نہیں فرمایا کہ جب چاہو تب پوچھ لو۔ اب سنیئے دوسری حدیث۔

حدیث:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ میں نے عبداللہ بن ابی کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو خرچ اور خیرات نہ دو یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اور دیکھو چلنے دو، عزت والا ذلیل

Scanned by CamScanner

کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں مدینے میں سے نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دی۔ آپ نے مجھے بلایا میں نے جو بات سُنی تھی کہہ دی۔ پھر آپ نے عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھیوں کے پاس آدمی بھیجا کہ پوچھو اُس نے ایسا کہا یا نہیں، انہوں نے حلف اٹھالیا (یعنی قسمیں کھانے لگے) اور انکار کر دیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا کہا اور ان کی بات کو سچ مانا۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تجھ پر غصہ ہو گئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی (یعنی سورہ منافقون) تو آپ نے مجھے بلوایا اور وہ آیت سنائی اور فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ اللہ نے تیری تصدیق کی تو سچا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۸ صفحہ ۷۲۹ حدیث ۲۰۰۳ سورہ منافقون کی تفسیر

(۲) ترمذی شریف " ۲ ص ۲۶۳ " ۱۱۹۵ " " " "

(۳) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ ص ۳۰ سورہ منافقون کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورہ منافقون کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱، ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یقیناً تو اُس کا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اللہ کی راہ سے رک گئے۔ بیشک بُرا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔

اسی سورہ میں اسی رکوع کی آیات نمبر ۷ و نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ اور زیادہ خلاصہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں انہیں کچھ نہ دو یہاں تک کہ وہ اِدھر اُدھر چلے جائیں۔ آسمان و زمین کے کل خزانے اللہ ہی کی ملکیت ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو

ہر عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا، سنو! عزت تو صرف اللہ تعالے کے لئے اور اُس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے ہے لیکن یہ منافق بے علم ہیں۔

دیکھا میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا حالانکہ وہ سچے تھے اور منافقوں کی باتوں کو سچ مان لیا حالانکہ وہ جھوٹے تھے، یہ سب کیوں ہوا؟ اِس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا اگر ہوتا تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھتے؟ ہرگز نہیں! یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک بات جانتے ہوئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹوں کی تصدیق کریں مگر بات یہ تھی کہ منافقوں کی قسموں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین اور اعتبار آگیا کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں ہیں اِس لئے ان منافقوں کی بات سچ مان لی۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور منافقوں کا جھوٹ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سچائی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلادی اور اسی کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب آئی بات سمجھ میں؟ یا اور آیتیں اور حدیثیں سُناؤں میرے بھتیجا کو۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد میں منبر پر بیٹھ گئے۔ اور نماز کے اور رکوع کے بارے میں فرمایا کہ میں یقیناً تمہیں پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا تمہیں (آگے سے) دیکھتا ہوں۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ صفحہ ۱۰۹ حدیث ۴۰۱ کتاب الصلوٰۃ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ حدیث ۸۴۹ باب ۱۹۳ نماز کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ حدیث ۱۰۱۳ صفوں کو برابر کرنے کا بیان۔

اِس حدیث سے بھی علم غیب ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص کشف ہے جس کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں، اب دیکھئے دوسری حدیث اوپر والی حدیث کے جواب میں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ
16 صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی کیفیت نہیں بیان کریں۔ انہوں نے کہا اچھا (سنو بات کہتی ہوں) رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے پھر آپؐ نے فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو (میں نہاؤں گا) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پس آپؐ نے غسل فرمایا، پھر کھڑا ہونا چاہا مگر آپؐ بیہوش ہو گئے۔ بعد اس کے ہوش آیا تو پھر فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ چکے؟ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا (مختصر)

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ صفحہ ۱۶۲ حدیث ۶۳۲ اذان کا بیان۔

یہ حدیث بہت بڑی ہے ہم نے صرف اس حدیث کا مضمون سمجھانے کی غرض سے مختصر لکھی ہے ہم کو یہ بتانا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو بار بار کیوں پوچھتے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں؟

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مجھے علم ہے وہ تمہیں ہوتا تو تم بہت ہی کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲۳ حدیث ۱۳۰۱ رقاق کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸ حدیث ۱۲۵ جہاد کا بیان۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو علم حضرت اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے وہ کسی انسان کو تو کیا کسی فرشتے کو بھی نصیب نہیں ہے مگر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا جہالت ہے۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔"

"نزول وحی سے پہلے آپؐ جو نہ جانتے تھے اس کا علم پروردگار نے آپؐ کو بذریعہ وحی کرا دیا۔"

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۱۳ سورۂ نساء کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

اپنے مرض وفات میں بار بار دریافت کرتے تھے، میں آج کہاں رہوں گا، میں کل کہاں رہوں گا (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے) پھر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میرے پہلو اور سینے کے درمیان میں قبض فرمایا (یعنی آپ کا انتقال ہوا) اور میرے ہی گھر میں دفن کیے گئے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۱۷۳ حدیث ۱۳۰۰ نماز کا بیان۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں پوچھتے۔ کیا ایک بہترین ہستی جو ساری دنیا و جہان کے لئے صداقت و دیانت کا مجسمہ اور رحمت کا پیکر بنا کر بھیجی گئی ہو وہ باوجود جاننے کے لاعلمی کا اظہار کرتی اور خبر ہوتے ہوئے بھی بار بار پوچھے گی کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ یہ کھلا جھوٹ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک پر ایک قسم کا بہتان ہے مسلمانوں کو ایسے الفاظ کہنے سے رک جانا چاہیے۔

حدیث: حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں عیدگاہ میں تھی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے (عورتوں سے) فرمایا کہ تم لوگ صدقہ دو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا (اپنا مال اپنے شوہر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان یتیم بچوں پر جو ان کی تربیت میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں تو انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں (اپنا مال) تم پر اور اپنے زیر تربیت یتیموں پر خرچ کروں تو انہوں نے کہا تم ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاریہ عورت کو دیکھا کہ وہ بھی میری جیسی ضرورت سے آئی تھی۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے نکلے تو ہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں (اپنا مال) اپنے شوہر پر اور یتیم بچوں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کروں؟ اور ہم نے (حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے) کہہ دیا کہ تم ہماری خبر نہ کرنا کہ فلاں فلاں عورتیں ہیں (مگر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ سے جاکر یہ پوچھا) تو آپ نے فرمایا یہ دونوں عورتیں کون سی ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا

Scanned by CamScanner

آپ نے پوچھا کہ کون سی زینبؓ ؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا ہاں (کافی ہے) بلکہ اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ قرابت کا حق ادا کرنے کا ثواب اور خیرات دینے کا ثواب۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۶ صفحہ ۳۳۴ حدیث ۱۳۶۱ کتاب الزکوٰۃ۔

(۲) صحیح مسلم شریف ″ ۱ صفحہ ۲۲۲ حدیث ۱۰۰۶ باب ۲۹۸ ″ ″

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں پوچھتے کہ کون سی عورت اور کون سی زینب؟ کیا نبی اور رسول اسی لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں کہ ایک بات کو جانتے ہوئے بھی اظہار لاعلمی کریں۔ یہ کسی طرح سے بھی صحیح نہیں ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جاننے کے باوجود آپ پوچھیں کہ کون سی عورت اور کون سی زینب؟ مگر بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مرد یا حبشی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی جب وہ مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بابت لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی؟ (اچھا اب) مجھے اس کی قبر بتادو۔ چنانچہ لوگوں نے قبر بتائی پھر آپ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ صفحہ ۱۱۱ حدیث ۴۳۶ کتاب الصلوٰۃ۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۲ حدیث ۱۵۹۳ جنازہ کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۰

حدیث:- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (فتح مکہ) کے سال گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں ہوں ام ہانی بنت ابی طالب۔ آپ نے فرمایا مرحبا ام ہانی۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ ص ۹۶ حدیث ۴۳۳ کتاب الصلوٰۃ۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۱۶ حدیث ۹۹۹ باب ۲۳۳ مسافر کی نماز کا بیان۔

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۱ حدیث ۵۹۳ ابواب الآداب۔

(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۶ حدیث ۲۴۴۴ امن کا بیان۔

(۵) مظاہر حق جلد ۳ ص ۳۳۵

میرے عزیز دوست! اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات بتلانا نہ چاہے تو دیوار اور پردے کے پیچھے کی بات تو کیا بلکہ پیر کے نیچے کیا چیز ہے اور سر کے اوپر کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم الغیب سوائے خدا کے کوئی بھی نہیں اور یہی تمام سلف صالحین اور جمہور علمائے امت کا عقیدہ ہے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات بتلانا چاہے تو ساتویں زمین کے نیچے اور ساتوں آسمان کے اوپر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے، اسی کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب اور علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہے۔

اب دل لگا کر غور سے سنو! چند آیتیں اور چند حدیثیں سناتا ہوں میرے بھیا کو۔

قرآن شریف کے بیسویں پارہ میں سورۂ نمل کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا سوائے خدا کے۔

سنو! خدائی فیصلہ ہو چکا ہے کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق غیب سے بے خبر ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ ص ۸ سورۂ نمل کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو کوئی تم سے کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ جھوٹا ہے، یہ کہہ کر اسی آیت کی تلاوت کی جو اوپر لکھی ہے۔ (مختصر)

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ ص ۵۳۶ حدیث ۲۲۳۴ توحید کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۴۳ حدیث ۹۳۶ سورۂ انعام کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت خالد بن ذکوان، رُبیّع بنت معوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رُبیّع کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس صبح کو جو بعد شب زفاف تھی تشریف لائے اور میرے پاس جیسے تو بیٹھا ہے اسی طرح بیٹھ گئے اور لڑکیاں دف بجا کر مرثیے اپنے باپوں مقتولین بدر کے پڑھ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک لڑکی نے اُن میں سے یہ کہا۔ ہم میں ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح مت کہو وہی کہو جو تم (پہلے) کہہ رہی تھیں۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۶ صفحہ ۳۰۰ حدیث ۱۱۹۵ کتاب المغازی۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۲۹۸۳ کتاب النکاح۔

(۳) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۱ صفحہ ۵۶۹ حدیث ۱۳۹۱ باب ۴۷۳۔

اِس حدیث میں لڑکیوں نے اشارہ غیب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو ایسا کہنے سے روک دیا۔ کیونکہ یہ بات آپؐ کو ناگوار معلوم ہوئی (یعنی پسند نہیں آئی) اس لئے کہ غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معلوم کرا دیتا ہے اپنے رسولوں کو غیب کی باتوں میں سے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ نکاح کا بیان۔

مگر ہائے ہندوستان کی جہالت نہ تو قرآن کریم کی آیتوں کو مانتے ہیں اور نہ تو حدیثوں کو اور نہ فقہائے کرام کی کتابوں کو۔ اگر مانتے ہیں تو صرف نفس پرستوں کی باتوں کو۔ قرآن شریف کے بارہویں ۱۲ پارہ میں سورۂ ہود کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے (تمام) خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتوں کو جانتا ہوں۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ میں صرف رسول ہوں، اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت اور توحید کی طرف اس کے فرمان کے مطابق تم سب کو بلاتا ہوں۔ اس سے میری مراد تم سے مال سمیٹنا نہیں ہے۔ ہر بڑے چھوٹے کے لئے میری دعوت عام ہے۔ جو قبول کرے گا نجات پائے گا۔

Scanned by CamScanner

خدا کے خزانے کے ہیر پھیر کرنے کی مجھ میں قدرت نہیں اور غیب بھی نہیں جانتا۔ مگر جو بات مجھے اللہ معلوم کرادے وہ معلوم ہو جاتی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۱۲ سورہ ہود کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! علم غیب کی یہی حالت ہے جتنا اللہ تعالیٰ بتلانا چاہتا ہے وہ بتلا دیتا ہے اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔ مگر عالم الغیب خدا کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے اٹھارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۷۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور نہ خدا ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کردے مگر اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند کر لیتا ہے۔

فرمان خدا ہے کہ غیب کو تم نہیں جان سکتے۔ ہاں وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ مومن اور منافق میں صاف تمیز ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند کر لیتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صفحہ ۳۵ سورۂ آل عمران کے اٹھارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

اس آیت شریفہ میں کل علم غیب ثابت نہیں ہوتا بلکہ جتنا اللہ چاہے اس کی اطلاع کر دیتا ہے۔

قرآن مجید کے انتیسویں پارہ میں سورۂ جن کے دوسرے رکوع میں آیات نمبر ۲۶، ۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو خبردار نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرہ دار مقرر کر دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں دلیل ہے اس امر کی کہ اکثر جاہلوں میں یہ جو مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے اندر کی چیزوں کا بھی علم رکھتے تھے وہ بالکل غلط ہے۔ اس روایت کی کوئی اصل نہیں، محض جھوٹ ہے اور بالکل بے اصل ہے۔ ہم نے تو اسے کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہاں اس کے خلاف صاف ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت

Scanned by CamScanner

پوچھا جاتا ہے اور آپؐ اس کے معین وقت سے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ ایک اعرابی کی صورت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی آکر جب قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپؐ نے صاف فرما دیا کہ اس کا علم نہ پوچھنے والے کو ہے اور نہ اسے ہے جس سے پوچھا جاتا ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۵ سورۂ جن کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے تیئیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- تجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا قائم ہونا کب ہے۔ تو جواب دے کہ اس کا علم تو صرف میرے پروردگار کے پاس ہی ہے۔ وہی اس کے مقررہ وقت پر ظاہر کردے گا۔ وہ تو زمین و آسمان میں گراں ہو رہی ہے۔ وہ تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گی۔ اس طرح تجھ سے دریافت کر رہے ہیں کہ گویا تو اس سے واقف ہے۔ صاف صاف کہہ دے کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی جب بصورت اعرابی یعنی دیہاتی انسان کی صورت میں مسائل کی طلب میں آپؐ کے پاس بیٹھ کر آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپؐ نے صاف جواب دیا کہ اس کا علم نہ تجھے ہے نہ مجھے ہے۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۱۸ حدیث ۴۸ کتاب الایمان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۸ حدیث ۱ باب ۱ " "

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۵ حدیث ۴۷ ابواب الایمان۔

(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۰۰ حدیث ۴۰۳۹ کتاب الفتن۔

حدیث:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں (یعنی بیچ والی اور شہادت کی انگلی) سے یوں اشارہ کرکے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۳۰ صفحہ ۷۳۸ حدیث ۲۰۳۹ سورۂ نازعات کی تفسیر۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۰ حدیث ۱۱۸۴ باب ۱۵ فتنوں کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ حدیث ۱۰۰ ابواب الفتن۔

(۴) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۹۹ حدیث ۵۲۳۶ قیامت کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح آئے ہیں اور آپؐ نے دونوں انگلیاں جوڑ کر بتلایا (یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی) لیکن اس کے باوجود آپؐ کو قیامت کا علم نہ تھا (کہ کب آئے گی) اس کے بارے میں جب بھی کسی نے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کر جواب دو میں نہیں جانتا اس کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں سورۂ نازعات کے دوسرے رکوع میں آیات نمبر ۴۲، ۴۳، ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ لوگ تجھ سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت دریافت کر رہے ہیں۔ تجھے اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق، اس کے علم کی انتہا تو خدا کی جانب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگ قیامت کے بارے میں آپؐ سے سوال کر رہے ہیں کہ وہ کب آئے گی۔ تم کہہ دو کہ نہ مجھے اس کا علم ہے نہ مخلوق میں سے کسی اور کو۔ صرف خدا ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی اور سوائے خدا کے اس کا صحیح وقت کسی کو بھی معلوم نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۱۱ سورۂ نازعات کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے مگر بتایا نہیں، یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔ اکثر جاہل فقیر اور جاہل صوفی جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف کے چالیس پارے نازل ہوئے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس پارے کسی کو نہیں سکھائے۔ یہ بھی بالکل غلط اور جھوٹ ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ غیب کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، وہ تری اور خشکی کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے جو پتہ (درخت) سے گرتا ہے اس کا بھی اسے علم ہے۔ زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تری خشکی ایسی نہیں جو کھلی کتاب میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا علم تمام موجودات کو گھیرے ہوئے ہے یعنی جو چیز کہ خشک زمین اور صحرا میں ہو۔ بحر یعنی سمندر، دریاؤں میں کوئی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں۔ آسمان اور زمین کا ایک ذرہ بھی اس پر پوشیدہ نہیں۔ کسی کو کچھ دکھائی دے یا نہ دے مگر اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں وہ سب کی حرکات سے واقف ہے۔ جمادات کی حرکات یہاں تک کہ پتے کا جھڑنا بھی اُس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۹۶ سورہ انعام کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا کہ جب آپ کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکل آتا اُس کو اپنے ساتھ لے چلتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی غزوہ میں جانے کے لئے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا میرا نام نکل آیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ میں ایک ہودج میں سوار تھی جب کہیں قیام ہوتا تو ہودج اتار لیا جاتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس ہوئے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو معمول کے مطابق ایک رات کو پڑاؤ سے کوچ کا حکم ہوا۔ کوچ کا اعلان ہوتے ہی میں اٹھی اور لشکر سے باہر نکل کر قضائے حاجت کی اور پھر اپنی قیامگاہ پر واپس چلی آئی۔ قیامگاہ پر میں نے سینے کو چھو کر دیکھا تو میرا ہار جو مقام ظفار کے پوتھ کا تھا غائب تھا۔ خدا جانے کہاں ٹوٹ کر گر گیا۔ میں اس کی تلاش میں چل دی اور دیر تک اُس کو تلاش کرتی رہی۔ اِدھر وہ جو میرا ہودج اونٹ پر باندھا کرتے تھے آئے اور ہودج کو اٹھایا اور اسے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ میں ہودج کے اندر ہوں۔ اُس زمانے میں عورتیں نازک اندام ہوا کرتی تھیں۔ گوشت اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے موٹی نہ ہوتی تھیں اور تھوڑا کھانا کھاتی تھیں۔ اِس وجہ سے لوگوں کو ہودج میں وزن محسوس نہ ہوا جبکہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور اونٹ پر رکھ کر باندھا پھر اس

Scanned by CamScanner

زمانے میں مَیں ایک نو عمر لڑکی تھی اس وجہ سے ہودج میں ان کو وزن کا اندازہ نہ ہو سکا۔ غرضکہ (ہودج باندھ کر) انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا۔ میں اپنی قیامگاہ پر واپس آئی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ آخر میں اسی جگہ پر چلی گئی جہاں ٹھہری ہوئی تھی اور میں نے خیال قائم کر لیا کہ جب لوگ مجھ کو نہ پائیں گے تو لوٹ کر یہیں پر آئیں گے۔ میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ نیند کا خمار آنکھوں میں پیدا ہوا اور میں سو گئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی لشکر سے پیچھے شب باش ہو گیا تھا۔ رات کو وہاں سے چل کر صبح کو میری قیامگاہ پر پہنچا اور سوئے ہوئے انسان کی سیاہی دیکھی وہ میرے قریب آیا اور مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اس لئے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھ کو دیکھا تھا اس نے مجھ کو پہچان کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا میں اسکی آواز کو سن کر جاگ گئی اور دوپٹہ میں منھ چھپا لیا اور خدا کی قسم میں نے اس سے ایک کلمہ بھی نہیں کہا اور نہ اس کی زبان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے سوا کوئی کلمہ سنا۔ غرضکہ اسنے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا اور میں اس کے ہاتھ کا سہارا لے کر اونٹنی پر سوار ہو گئی اور وہ اونٹنی کی مہار پکڑ کر (یعنی نکیل کی رسی پکڑ کر) روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچ گئے جبکہ سخت گرمی کے وقت لشکر والے ایک جگہ پر اتر پڑے تھے (میرے اس واقعہ میں) جن لوگوں کو ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے (یعنی مجھ پر تہمت اور بہتان لگا کر جن لوگوں کی قسمت میں ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے) اس معاملہ میں سب سے بڑی افترا پردازی کا ذمہ دار (مدینہ کا مشہور منافق) عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ میں پہنچے اور پہنچتے ہی میں بیمار پڑ گئی اور ایک مہینے تک بیمار رہی جن لوگوں نے بہتان باندھا تھا اُن کے بیان اور قول پر لوگ غور کرتے رہے لیکن مجھ کو اُس کی کوئی خبر نہ تھی۔ البتہ بیماری کے زمانے میں جس بات نے مجھ کو شک میں ڈال دیا تھا وہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانے میں جس مہربانی کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ مہربانی اس بیماری میں نظر نہ آتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس تشریف لاتے تو سلام کے بعد پوچھتے تم کیسی ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے مجھ کو شک ہوتا تھا لیکن کسی بُرائی کا احساس مجھ کو نہ ہوتا

تھا۔ مختصر یہ کہ (بیماری سے آرام ہو جانے کے بعد) کمزوری ہی کی حالت میں ایک بار ام مسطح کے ساتھ میں قضائے حاجت کے واسطے گئی اور یہ واقعہ گھروں کے قریب پاخانے بنانے سے پہلے کا ہے۔ اُس وقت ہماری حالت پاخانہ کے لئے جنگلوں میں جانے کی بابت بالکل (ابتدائی) عربوں کی سی تھی اور ہم گھروں کے قریب پاخانہ بنانے سے اذیت پاتے تھے۔ ام مسطح فراغت کے بعد گھر لوٹیں۔ راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور انہوں نے کہا مسطح ہلاک ہو اور برباد ہو۔ میں نے کہا تم نے بُری بات کہی۔ تم ایسے آدمی کو بُرا بھلا کہتی ہو جو بدر کی جنگ میں شریک ہو چکے ہیں۔ ام مسطح نے کہا ناواقف اور بھولی لڑکی تم نے سُنا نہیں اُس نے کیا کہا ہے؟ میں نے پوچھا اس نے کیا کہا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ کو ام مسطح نے بہتان لگانے والوں کی باتیں سُنائیں اور ان کو سن کر میری بیماری میں اس بیماری کا دورہ اور زیادہ ہو گیا۔ جب میں گھر واپس آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ کو سلام کر کے پوچھا تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا اگر آپ مجھ کو میرے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیدیں تو بہتر ہے۔ میرا منشا اس سے یہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جا کر ان سے اس خبر کی تصدیق کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دے دی اور میں نے اپنے ماں باپ کے گھر جا کر اپنی ماں سے کہا۔ اماں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میری ماں نے کہا بیٹی غم نہ کر خدا کی قسم! جو عورت چمکدار (یعنی حسین و جمیل) ہوتی ہے اور اس کا شوہر اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اسکی سوکنیں اس پر طرح طرح کے الزام نہ لگائیں۔ میں نے کہا لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس رات کو میں ساری رات روتی رہی۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ صبح کو بھی میں برابر روتی رہی ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ وحی آنے میں دیر ہو گئی ہے (یعنی ایک ماہ تک وحی نہیں آئی تھی) تو اپنی بیوی کو (یعنی مجھ کو) طلاق دینے کے معاملے میں مشورہ کرنے کے لئے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی پاکدامنی کو بیان کیا اور اس

Scanned by CamScanner

محبت کو ظاہر کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ (یعنی عائشہؓ) آپ کی بیوی ہیں اور ہم ان کی نسبت بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوند تعالیٰ نے آپکے لئے تنگی نہیں رکھی اس کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے دریافت فرمائیں گے تو وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو طلب فرمایا اور بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا بریرہ رضی اللہ عنہا! تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تم کو شک پیدا ہوا ہو۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس سے اُن پر کوئی عیب لگایا جاسکے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک نوجوان لڑکی ہیں جو گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ آکر اُس کو کھا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اُس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق عذر طلب کیا۔ (یعنی یہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی نے میری بیوی کے متعلق تہمت لگا کر مجھ کو تکلیف پہنچائی ہے اُس کے ناروا فعل پر اگر انتقام لیا جائے تو کون میری مدد میں رہے گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا مسلمانو! جس شخص کی جانب سے مجھ کو اپنے گھر والوں کے معاملے میں تکلیف پہنچائی گئی ہے اُس کی طرف سے کون عذر کر سکتا ہے (یعنی اس بہتان کے متعلق کون جواب دے سکتا ہے) خدا کی قسم میں نے اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں پائی۔ اور لوگوں نے جس شخص کا میرے سامنے ذکر کیا ہے میں نے اس میں بھی بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں دیکھی وہ شخص میرے گھر میں صرف میرے ہی ساتھ جایا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس شخص کی بابت یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر اُس کا تعلق ہمارے خزرجی

Scanned by CamScanner

بھائیوں سے ہے تو اُس کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو جو حکم فرمائیں گے ہم اُس کے اوپر عمل کریں گے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے الفاظ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ جو قبیلۂ خزرج کے سردار تھے اور ایک نہایت صالح اور دیندار آدمی تھے۔ لیکن اس وقت قومی حمیت اور غرور نے ابھار دیا تھا۔ انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا (اگر وہ شخص قبیلۂ خزرج سے ہوا تو) خدا کی قسم تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے اور نہ تم میں اتنی قوت ہے کہ اس کو قتل کر سکو (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہ پُرجوش الفاظ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہم ضرور اس کو قتل کر دیں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے مختصر یہ کہ قبائل اوس اور خزرج کے لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا اور وہ لوگ لڑنے پر تیار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدستور منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں کے جوش کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور وہ خاموش ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ دن بھی مجھ کو برابر روتے ہوئے گذرا اور ایک لمحہ کے لئے بھی آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ پھر دوسری رات بھی میں برابر روتی رہی نہ آنسو تھمتے اور نہ آنکھوں میں نیند آتی۔ روتے روتے میری یہ حالت ہو گئی کہ میرے ماں باپ نے یہ خیال قائم کر لیا کہ روتے روتے اس کا جگر پھٹ جائے گا۔ میرے ماں باپ بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ ایک انصاریہ عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے اجازت دے دی وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کیا پھر بیٹھ گئے۔ جب سے یہ بہتان کا واقعہ ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ بیٹھتے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر تشہد پڑھی اور پھر فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہاری بابت مجھ کو ایسی ایسی خبریں پہنچی ہیں اگر تم ان باتوں سے پاک ہو تو خداوند تعالیٰ تمہاری پاکدامنی کو ظاہر کر دے گا اور اگر تم نے (واقعی) گناہ کیا ہے

Scanned by CamScanner

تو تم خدا سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو۔ اس لئے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ختم ہوئے اور ادھر میرے آنسو گر کر خشک ہو گئے۔ یہاں تک کہ آنسو کا ایک قطرہ بھی مجھ کو (نکلتا ہوا) محسوس نہیں ہوا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا تم میری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا جواب دو۔ میرے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم میری طرف سے جواب دو۔ میری ماں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔ میں اس زمانے میں ایک نوجوان لڑکی تھی کچھ زیادہ قرآن مجید بھی نہ پڑھا تھا۔ میں نے اپنے ماں باپ سے کہا۔ خدا کی قسم میں اس بات کو خوب سمجھتی ہوں کہ تم نے اس بات کو سنا ہے اور وہ تمہارے دلوں میں جگہ پکڑ چکی ہے اور تم اس کو سچ خیال کرتے ہو۔ اگر میں تم سے کہوں کہ میں گناہ سے پاک اور پاک دامن ہوں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ میں حقیقت میں پاک ہوں تو تم میری بات کو درست نہ سمجھو گے اور مجھ کو سچی قرار نہ دو گے۔ اور اگر میں تمہارے سامنے کسی بات کا اعتراف کرلوں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ میں (اس سے) پاک وصاف ہوں تو تم ضرور میرے اعتراف کی تصدیق کرو گے۔ خدا کی قسم میں اپنے اور تمہارے معاملے میں اس مثل سے بہتر کوئی مثل نہیں پاتی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہی تھی (یعنی میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ ہی میرا مددگار ہے) یہ کہہ کر میں نے منھ پھیر لیا اور بستر پر جا کر لیٹ رہی۔ خدا کی قسم میں اُس وقت یہ یقین رکھتی تھی کہ میں پاکدامن ہوں اور خداوند تعالیٰ مجھ کو ضرور (اس الزام سے جو مجھ پر لگایا گیا ہے) بری کر دے گا۔ لیکن خدا کی قسم یہ بات میرے وہم اور گمان میں بھی نہ تھی کہ میری شان میں وحی نازل ہوگی اور وہ وحی جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اتنا حقیر خیال کرتی تھی کہ مجھ کو اس کا خیال بھی نہ ہو سکتا تھا کہ خدائے تعالیٰ میرے بارے میں وحی متلو (تلاوت کی جانے والی وحی) نازل فرمائے گا اور میرے متعلق اپنے ارشاد سے عزت بخشے گا۔ البتہ میرا خیال صرف یہ تھا اور میں صرف یہ اُمید رکھتی تھی کہ خداوند تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دکھائے گا جس کے ذریعہ خدا کی

Scanned by CamScanner

طرف سے میری بریت ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ سے جدا نہ ہوئے تھے جہاں تشریف فرما تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی شخص باہر گیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی اور وحی نازل ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی سختی اور شدت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ سخت سردی کے دنوں میں وحی کے بوجھ سے موتیوں کے مانند پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے۔ یہی کیفیت آپ پر اس وقت طاری ہوئی جب یہ کیفیت دور ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سب سے پہلے یہ فقرہ ارشاد فرمایا "عائشہ خوش ہو جاؤ۔ خداوند تعالیٰ نے تم کو بری کر دیا"۔ یہ سُن کر میری ماں نے کہا عائشہ اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی ہاں صرف اس بزرگ اور برتر ذات کی حمد و ثنا کروں گی جس نے میری سچائی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خداوند تعالےٰ نے میری سچائی کے بارے میں دس آیتیں نازل فرمائی ہیں (وہ دس آیتیں قرآن شریف کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے دوسرے رکوع میں آیت ۱۱ سے لے کر ۲۰ تک ہیں۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۱۳ حدیث نمبر ۱۰۳۳ باب نمبر ۲۸۳ توبہ کے بیان میں۔

(۲) صحیح بخاری جلد نمبر ۲ پارہ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۳۶ حدیث نمبر ۱۲۹۰ کتاب المغازی۔

(۳) ترمذی شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۰ حدیث نمبر ۱۰۳۶ سورۂ نور کی تفسیر۔

دیکھا میرے عزیز دوست! سارا مدینہ حیران و پریشان تھا۔ ایک مہینہ تک کسی کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور دس آیتیں نازل فرمائیں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حق بات معلوم ہوئی۔ ورنہ بات اتنی گرم ہوتی چلی جا رہی تھی کہ آپس میں خون یا جنگ ہونے کی نوبت آگئی تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی علم غیب جانتا ہوتا تو آپس میں لڑنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی صلاح لیتے اور لونڈی بریرہ رضی اللہ عنہا سے کیوں پوچھتے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Scanned by CamScanner

سے آپ ناراضی کیوں ظاہر کرتے، آپ اُن کو توبہ کے لئے کیوں فرماتے۔ توبہ تو وہ کرے جس نے گناہ کیا ہو۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس گناہ سے پاک تھیں۔ مگر بات اصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے اگر عالم الغیب ہوتے تو یہاں تک نوبت اس بات کی نہ آتی۔ کیونکہ جب قافلہ روانہ ہوا اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا ہے اور وہ ہار کی تلاش میں گئی ہیں لہٰذا قافلہ والوں کو تھوڑی دیر کے لئے رک جانے کا حکم فرماتے۔ مگر میرے عزیز دوست! یہ ساری باتیں علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی ہیں۔

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورۂ مائدہ کے پندرھویں ۱۵ رکوع میں آیت نمبر ۱۰۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کر کے دریافت فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیئے گئے وہ کہیں گے خدایا ہمیں کچھ علم نہیں، بیشک تو تمام چھپی ہوئی باتوں کو بخوبی جاننے والا ہے۔

رسولوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تمہاری امتوں نے تمہیں مانا یا نہیں۔ رسولوں کا یہ جواب کہ ہمیں کچھ خبر نہیں، یہ حال اُس دن دہشت کی وجہ سے ہوگا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ عقل جاتی رہے گی پھر دوسری منزل میں ہر نبی اپنی اپنی امت پر گواہی دے گا۔ گو انبیاء جانتے تھے کہ کس کس نے ہماری نبوت ہمارے زمانے میں قبول کی لیکن چونکہ وہ ظاہر کے دیکھنے والے تھے اور خداوند عالم باطن میں بھی دیکھنے والا ہے۔ اِس لئے ان کا جواب بالکل درست ہے کہ ہمیں علم حقیقی مطلق نہیں۔ تیرے علم کی نسبت تو ہمارا علم محض لاعلمی ہے حقیقی عالم تو صرف تو ہی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ ص ۳۵ سورۂ مائدہ کے پندرہویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوستو! ان حدیثوں اور آیتوں سے معلوم ہوا کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اتنا ہی علم تھا جتنا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا۔ لیکن جہاں پر خدا کی طرف سے آپ کو اطلاع نہیں دی گئی وہاں پر آپ کو اپنے آس پاس اور قریب کی ہونے والی باتوں تک کا علم نہ تھا۔ جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے عالم الغیب صرف

Scanned by CamScanner

اللہ عزوجل ہے تو اب جاہل واعظوں اور بے دین لوگوں نے گمراہ کرنے کے لئے جہالت کا دوسرا دروازہ کھولا اور کہتے ہیں کہ زندگی میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کل علم غیب نہیں تھا وفات کے وقت کل علم غیب اور اختیارات دیئے گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات بھی بالکل جھوٹ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ آنکھوں کے اندھے، جیب کے بندے، پیٹ کے پجاری، نفس کے غلام اور شریعت کے دشمن امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کے لئے نئی نئی چالیں چلتے ہیں اور نئی نئی باتیں گھڑتے ہیں۔ حالانکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات کو بھی کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ سنیئے حدیث میرے بھولے بھیا۔

حدیث:۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حوض کوثر پر تمہارا میر ساماں ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی میں اُن کو پہچان لوں گا اور وہ مجھ کو پہچان لیں گی۔ پھر میرے اور اُن کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی میں کہوں گا یہ لوگ تو میرے ہیں یا میرے طریقے میں ہیں۔ اُس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں، انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی نئی باتیں پیدا کی ہیں (یہ سن کر) میں کہوں گا وہ لوگ دور رہوں مجھ سے، اور دور ہوں خدا کی رحمت سے جنہوں نے میرے دین میں میرے بعد تبدیلی کر ڈالی ہے

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صـ ۵۰۳ حدیث ۵۳۰۵ حوض کوثر کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۷ صـ ۳۳۱ حدیث ۱۴۹۳ کتاب الحوض۔

(۳) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صـ ۲۶ حدیث ۲۱ باب ۸۵ طہارت کا بیان۔

(۴) ابن ماجہ شریف صـ ۹۵۳ حدیث ۴۳۰۳ زہد کا بیان۔

(۵) مظاہر حق جلد ۴ صـ ۳۸۶ حوض کا بیان۔

(۶) تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۳۰ صـ ۴۹۳ سورۂ کوثر کی تفسیر میں۔

(۷) تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صـ ۱۱۳

تو سُنّت والجماعت کا دعویٰ اس لئے کرتا ہے کہ جی بھر کر قرآن مجید کو ٹھکرائے۔

Scanned by CamScanner

جی بھر کر حدیثوں کا انکار کرے۔ آپ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا یعنی نہ آپ کو اختیار رہا کہ جی چاہتے ہوئے بھی اپنی امت کے ان لوگوں کو حوض کوثر کے پانی سے سیراب کر سکیں اور نہ آپ کو یہ معلوم کہ میری وفات کے بعد ان لوگوں نے شریعت کی کیا حالت بنا رکھی تھی۔ پھر آپ کو وفات کے بعد علم غیب اور اختیارات کہاں ملے ؟

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورۂ ہود کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- "زمین اور آسمانوں کا علم غیب اللہ ہی کو ہے"

اے میرے عزیز دوست! اگر اتنا سمجھانے پر بھی آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کو جہالت نے کس قدر جاہل بنا دیا ہے۔ قرآن حکیم کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔ حدیثوں کو واضح طور پر سمجھا دیا، تفسیر کو بھی آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اتنا سمجھانے پر بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے لئے جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کا علم غیب

حدیث :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب احد کے دن مشرکین بھاگے تو ابلیس چلایا کہ اے خدا کے بندو، اپنے پیچھے والوں کو (اور پیچھے بھی مسلمان ہی تھے) پس آگے والے مسلمان (پیچھے والے مسلمانوں پر) ٹوٹ پڑے اور وہ اور پیچھے والے باہم لڑنے لگے پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو اپنے والد یمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اے خدا کے بندو! میرے باپ میرے باپ! مگر خدا کی قسم وہ نہ رکے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے باپ کو قتل کر دیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا! اللہ تمہیں بخشے۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر برابر حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رنج رہا یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے مل گئے۔

حوالہ :- صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۳۶ حدیث ۸۱۵ پیدائش کا بیان۔

Scanned by CamScanner

دیکھا میرے دوست! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی علم غیب نہ تھا اگر علم غیب ہوتا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ یمان رضی اللہ عنہ کو باوجود منع کرنے کے کیوں قتل کرتے اور اگر اس سے بھی زیادہ خلاصہ دیکھنا ہو تو دیکھ لو۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ کہتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے مسکن سُنح سے آئے یہاں تک کہ اترے اور مسجد میں گئے مگر کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ میرے پاس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو حبرہ کی ایک چادر اوڑھا دی گئی تھی۔ پس انہوں نے آپ کا چہرہ کھولا۔ پھر آپ پر جھک پڑے اور آپ کا بوسہ لیا اس کے بعد روئے اور کہا کہ میرا باپ آپ پر فدا ہو، یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر جمع نہ فرمائے گا۔ لیکن وہ موت جو اللہ نے آپ کے لئے لکھی تھی وہ آپ کو حاصل ہو چکی۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۳ حدیث ۱۱۵۱ جنازہ کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر نہیں تھے۔ اگر وہ جانتے ہوتے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہونے والی ہے تو کیا وہ باہر جاتے؟ ان کی غیر حاضری رہتی؟ ہرگز نہیں مگر بات یہ تھی کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کوئی بات یا واقعہ جو نامعلوم ہو معلوم کرا دیتا ہے تو یہ صحابیؓ کی کرامت شمار ہوگی۔ اب اس کے بارے میں ایک حدیث سُنیئے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی میں جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے بلند آواز سے کہا ساریہ! پہاڑ کی طرف۔ اس واقعہ کے چند روز بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ امیر المومنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہم کو شکست دی ناگہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا۔ اے ساریہ!

Scanned by CamScanner

پہاڑ کی جانب! چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خداوند تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۶ حدیث ۵۹۵۴ کرامتوں کا بیان۔

(۲) ترجمان السنہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ ، ۱۵۳۸

(۳) مظاہر حق ترجمہ جلد ۵ صفحہ ۴۵۳ کراماتوں کا بیان۔

دیکھا میرے عزیز دوست! سیکڑوں میل پر لڑائی ہو رہی ہے اور مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے کھڑے خطبہ کے دوران میں آپ نے آواز دے دی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ اور وہ آواز اللہ پاک نے اس لشکر والوں کو سنا دی، اِس کو کہتے ہیں کرامات، اس میں چار کرامتیں ہیں۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر کا پہنچنا مدینہ سے میدان جنگ تک (۲) آواز کا پہنچنا مدینہ سے میدان جنگ تک (۳) آپ کی آواز سب لشکر والوں کو سنائی دینا (۴) آواز کی بنا پر فتح پانا مسلمانوں کا۔ اب سُنیئے بے خبری کا معاملہ۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن حضرت عمرؓ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا۔ میرے اور اُن کے درمیان سوائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ جب دو صفوں کے درمیان گزرتے تھے تو کہتے تھے برابر کرو۔ یہاں تک کہ جب صفوں میں کچھ خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے تھے اور تکبیر کہتے تھے اور اکثر سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا اسی کے مثل کوئی اور سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تھے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ پس جیسے ہی انہوں نے تکبیر کہی کہ میں نے انھیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ قتلنی او اکلنی الکلب (مجھے کتے نے کاٹ لیا) جبکہ اُس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا پھر وہ غلام دو دھاری چھُری لئے ہوئے بھاگا داہنے بائیں جس پر اس کا گزر ہوتا اُسے وہ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، اُن میں سے سات مر گئے پھر جب اس بات کو ایک شخص نے مسلمانوں میں سے دیکھا تو اُس نے اپنا باران کوٹ اس پر ڈال دیا پس جب اس غلام کو یہ خیال ہوا کہ وہ پکڑ لیا جائے گا تو اُس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا۔ اور حضرت

Scanned by CamScanner

عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے کر دیا۔ پس جو شخص (اس وقت) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھا وہ ان باتوں کو دیکھ رہا تھا جو میں نے دیکھیں اور جو لوگ مسجد کے کنارے میں تھے انھیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں پائی اور وہ یہ کہتے تھے کہ سبحان اللہ! پھر ان لوگوں کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بہت ہلکی نماز پڑھا دی۔ پھر جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہ دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا ہے پس وہ تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتے رہے بعد اس کے آئے اور انہوں نے کہا کہ مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کاریگر نے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اُسے غارت کرے میں نے اُسے ایک عمدہ بات کا حکم دیا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۳۰ حدیث ۸۸۹ مناقب کا بیان۔

دیکھا میرے عزیز دوست! یہ وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی نظر اور آواز سیکڑوں میل پہنچی تھی اور اس وقت یہ بھی پتہ نہیں کہ مجھے کس نے مارا۔ ایک شخص خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مارنے کے لئے آپ کے پیچھے نمازیوں کی صف میں خنجر لئے کھڑا ہے اور آپ کو پتہ تک نہیں کہ کوئی مجھے مارنے کے لئے آیا ہے بلکہ پوچھتے ہیں کہ مجھے کس نے مارا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کوئی معمولی ہستیاں نہیں تھیں۔ ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کرامتیں بھی ثابت ہوئی ہیں اور ان کے مرتبے کے مطابق ہمارے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو کبھی اعلیٰ درجے کا ولی نہیں پہنچ سکتا۔"

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۵ مقدمہ میں۔

اِس بات کو مدِ نظر رکھ کر جب انبیاء کرامؑ اور صحابۂ عظامؓ کو بھی علمِ غیب نہیں تھا تو ولیوں، پیروں، خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ یا اور دوسرے کسی کو بھی عالم الغیب سمجھنا کھلی جہالت نہیں

Scanned by CamScanner

تو اور کیا ہے۔

خوب یاد رکھو میرے بھتیجا! نبی علیہ السلام کا معجزہ ہو یا کسی صحابی رضی اللہ عنہم یا یا ولی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت وہ نبی علیہم السلام اور صحابی رضی اللہ عنہم اور ولی رحمۃ اللہ علیہ کے قبضہ کی چیز نہیں ہے کہ جب چاہیں جیسے چاہیں اُسے دکھا دیں۔ معجزہ ہو یا کرامت یہ خالص خدا کا فعل ہے جس کا ظہور نبی علیہم السلام یا ولی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کو جاہل لوگ ان کی اختیاری چیز سمجھتے ہیں یعنی یہ صاحبان جب چاہیں دکھلا سکتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان سے ظاہر کراتا ہے۔

علم غیب کے بارے میں
حنفیوں کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سمیع و بصیر ہے اس سے معلوم ہوا کہ "سننے والا اور دیکھنے والا" جس طرح اللہ کی صفت ہے اس میں کسی مخلوق کی مشابہت بالکل نہیں ہے۔ پس جس نے اللہ کی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے ملایا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی۔

حوالہ:- عین الهدایہ جلد ۱ ص ۳ عقائد کا بیان۔

"تمام بندوں کے علوم خدا کے علم کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔"

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص ۵۵ سورۃ لقمان کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

"غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے مگر ہاں جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ معلوم کرا دیتا ہے اپنے رسولوں کو غیب کی باتوں میں سے۔"

Scanned by CamScanner

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ باب اعلان النکاح۔

کل علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو بھی نہیں اس میں سے جتنا جس کو چاہتا ہے بتلا دیتا ہے۔ چاہے نبی ہو یا ولی چاہے قطب ہو یا ابدال یا فرشتہ ہو سب کو معلوم وہی ہوتا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ بتا دے، بغیر بتائے کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں تھا مگر اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دیدی (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو خبر دے دی) اور علماء حنفیہ نے تصریح کر دی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۸ عقائد کا بیان۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرنا کفر ہے کیونکہ علم غیب خاص اللہ ہی کو ہے۔"

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۸ محرمات کی فصل کتاب النکاح۔

"اسلام کے عقیدہ میں غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔"

حوالہ:- سیرت النبی جلد ۴ صفحہ ۸

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ میں علم غیب نہیں جانتا اور حدیث کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم غیب نہیں جانتا اور حنفی مسلک کے علماء دین نے فرمایا کہ جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرے وہ کافر ہے۔ اتنے اتنے ثبوت ہوتے ہوئے بھی جیب بھر پیر اور پیٹ بھر مولوی اپنی جہالت اور نفسانیت پر اڑے ہوئے ہیں۔ خود بھی تباہ اور برباد ہو رہے ہیں اور بھولے اَن پڑھ مسلمانوں کو بھی عقیدہ کی آڑ بنا کر تباہ و برباد کر رہے ہیں ہمارا مذہب کتابی ہے رواجی نہیں ہے اور نہ زبانی ہے۔ جو کچھ ہوگا کتابوں میں لکھا ہوا ہوگا۔ سمجھے میرے بھولے بھتیا۔

ہم نے قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کے حوالوں سے دلیلوں کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ اب

جو اس کو تسلیم نہ کرے اس کو چاہیئے کہ قرآن و حدیث سے ایک ہی حوالہ ایسا پیش کر دے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ دعویٰ صراحۃً ہو کہ "مجھے علم غیب ہے یا میں عالم الغیب ہوں"۔

میرے عزیز دوست! ایسی ایسی ٹھوس دلیلیں قرآن پاک کی آیتوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتووں سے کھلم کھلا دی گئی ہیں۔ اگر ایسے ٹھوس ثبوت اور مضبوط دلیلوں کو بھی یہ شریعت کے دشمن اور اپنی آخرت برباد کرنے والے نہ مانیں تو پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور سنتوں کو کیا مانیں گے۔ اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ پھر بھی دلیلوں کے سامنے سینے ٹھونک کر آتے ہیں اور ایک ہی جھٹکے میں قرآن و حدیث اور فقہائے حنفیہ کے فیصلوں کو ٹھکرا دیتے ہیں پھر آخر مسلمان ہو کر کس چیز کو مانیں گے۔ خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ اہلسنت والجماعت اسی کو کہتے ہیں جس کا ایمان اور عمل قرآن و حدیث ہی پر ہو۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کچھ بھی نہیں چھپایا

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۶۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے رسول پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے رسالت خدا کا حق ادا نہیں کیا۔

اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کے پیارے الفاظ سے آواز دیکر خدائے تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے کل احکام لوگوں کو پہنچا دو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص ۱۱۹ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اگر تو نے میرے فرمان بندوں تک نہ پہنچائے تو تو نے حق رسالت ادا نہیں کیا۔ پھر اس کی سزا جو ہے وہ ظاہر ہے۔ اگر ایک آیت بھی چھپالی تو رسالت توڑ دی۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۳۰ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ جو جاہل صوفی اور جاہل فقیر وغیرہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے چالیس پارے قرآن شریف کے نازل فرمائے تھے مگر اس میں دس پارے آپ نے کسی کو نہیں بتلائے۔ یہ جاہل لوگ اپنے آپ کو عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا عمل ہمیشہ کے لئے شریعت سے الگ رہا ہے خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے رہے ہیں۔

حدیث:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے احکام میں سے کچھ چھپالیا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں تبلیغ احکام کی تاکید کرتا ہے اور نبی ہمیشہ اللہ کے حکم کے موافق کیا کرتے ہیں۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ صفحہ ۳۶۶ حدیث ۱۸۱۰ سورۂ مائدہ کی تفسیر
(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ حدیث ۹۳۶

• • • •

یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی خدا کی نازل کردہ کسی چیز کو چھپالے اور امت تک اُسے نہ پہنچائے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صفحہ ۳۲ سورۂ آل عمران کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو رہا ہے کہ تمہیں کچھ باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بتادی ہیں جو اور لوگوں سے چھپائی تھیں تو آپ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا قسم خدا کی ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی مخصوص چیز کا وارث نہیں بنایا۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۳۰ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

کس قدر جاہل اور بد اعتقاد لوگ ہیں اگر انبیاء علیہم السلام ہی حق کو چھپائیں گے تو پھر حق کون ظاہر کرے گا۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ قوم نوح کس قدر مغرور تھی اور نمرود کیسا ظالم تھا اور فرعون کیسا غرور والا تھا۔ ان لوگوں کی کثرت، قوت اور شوکت کس قدر پھیلی

ہوئی تھی باوجود اس کے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کے ساتھ حق کو ظاہر کیا۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۱ عقائد کا بیان۔

حدیث:- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں جو وہ جانتا ہے سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں آگاہ کردے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۲۵ سورۂ نساء کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

اب آپ ہی انصاف کریں کہ جو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا لیکن آپ نے کسی کو بتایا نہیں۔ اللہ کی پناہ قرآن و حدیث اور مذہب اسلام کی شان کے خلاف باتیں بنا بنا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اوپر سے اپنے آپ کو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ خدا جانے ان لوگوں کی عقل کہاں غارت ہوگئی ہے۔ بعض تو باوجود علم رکھنے کے گمراہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ عام مسلمانوں کو اللہ پاک اپنے رحم و کرم سے ایسے گمراہوں کی تقلید سے بچائے۔ (آمین)

بغیر وحی کے احکام نہیں بتائے

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۵۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "میں تو صرف اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔"

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام تم کو کس نے منع کیا ہے کہ تم جتنی بار میرے پاس آتے ہو اس سے اور زیادہ

Scanned by CamScanner

آؤ۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ میں اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۹ صفحہ ۵۲۵ حدیث ۱۸۳۳ سورہ مریم کی تفسیر میں۔

قرآن مجید کے سولہویں ۱۶ پارہ میں سورہ مریم کے چوتھے ۴ رکوع میں آیت نمبر ۶۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتر نہیں سکتے۔"

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر وحی میں فرشتہ آتا ہے کبھی گھنٹی کی جیسی آواز میں، پھر جب وحی ختم ہوتی ہے تو جو کچھ وہ فرشتہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت ہے۔ اور کبھی وہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے پس جو کچھ وہ کہتا ہے میں اُسے یاد کر لیتا ہوں۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۲۵ حدیث ۳۳۶ پیدائش کا بیان۔

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ان باتوں کا سوال کیا جاتا تھا جن کو آپ نہیں جانتے تھے تو آپ نزول وحی سے پہلے یوں فرماتے تھے کہ میں نہیں جانتا یا جواب ہی نہیں دیتے تھے رائے اور قیاس سے کچھ نہیں فرماتے تھے۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو تشریف لائے۔ جب آپ آئے تب میں بے ہوش تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی میرے اوپر چھڑکا۔ میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال میں کیونکر حکم لگاؤں اور اس کا کیا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت میراث آپ پر نازل ہوئی۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۵۲۰ حدیث ۲۱۹۹ اعتصام کا بیان۔

قرآن شریف کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورہ احزاب کے پہلے ۱ رکوع میں آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ جو کچھ تیری جانب تیرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی تابعداری کرتا رہ۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کچھ بھی نہیں بتایا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہ آجاتی اس وقت تک شریعت کا کوئی حکم نہیں بتاتے تھے۔

عابد کے لئے ایک معبود کا ہونا اور اس کی عبادت کے طریقوں کا معلوم ہونا ضروری ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی طریقے سے کرتے ہیں، جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا۔ اس لئے کہ اسلام، اللہ کی خالص عبادت کا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص رسالت مان لینے کا نام ہے۔

نہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی دوسرا شریک ہو سکتا ہے اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سوا کسی دوسرے طریقے کو مانا جا سکتا ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے سوا کوئی صحیح طریقہ نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۱۱ سورۃ کافرون کی تفسیر میں۔

میں انسان ہوں

قرآن شریف کے پندرہویں پارہ میں سورۃ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۹۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو جواب دے کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔

کیوں میرے عزیز دوست! ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت دیکھئے اگر کوئی کہہ دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے تو اُس کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور بولنا چالنا اور سلام و کلام بھی اُس سے حرام سمجھتے ہیں۔ اور خداوند کریم نے

اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوادیا کہ آپ صاف صاف اعلان کے ساتھ لوگوں سے کہہ دیں کہ بلاشک وشبہ میں ایک انسان ہوں اور اللہ کی طرف سے تمام جہان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۵۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اور میں فرشتہ نہیں ہوں ۔

آیئے اب آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوادیا کہ آپ صاف صاف اعلان کر دیں کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر کیا تھے ۔ آپ کا تعلق کون سی مخلوق سے شمار کرتے ہو ۔

"جنات میں سے کوئی نبی نہیں ہوا ۔

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۱۰۱ سورۂ انعام کے سولہویں رکوع کی تفسیر میں ۔

اب آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں ۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں میں سے نہیں تھے اور جنات میں سے کوئی نبی نہیں ہوا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو آخر کیا تھے کچھ ہوں گے بھی تو۔ ہمارا تو یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں ہی میں سے تھے ۔

حدیث :- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں کچھ زیادتی یا کمی ہو گئی جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے ؟ آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی اتنی نماز پڑھی ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدموں کا رُخ قبلہ کی طرف پھیر دیا اور قبلہ رُخ ہو کر دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر نماز میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو میں اُس سے تم کو خبردار کر دیتا ، میں تو ایک انسان ہوں اور جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا

ہوں۔ جب میں کچھ بھول جایا کروں تو تم مجھ کو بتا دیا کرو، اور تم میں سے جب کسی کو نماز کے اندر شک ہو جاوے تو وہ صحیح رائے قائم کر کے نماز کو پوری کرے اور اس کے بعد دو سجدے کرے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ حدیث ۱۲۸۵ باب ۲۰۳ مساجد کا بیان۔
(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ صفحہ ۲۶ حدیث ۳۸۵ قبلہ کا بیان۔
(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۶ حدیث ۹۳۵ سجدہ سہو کا بیان۔
(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۲۰

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھول دنیا عالم کے مسلمانوں کے لئے رحمت کی دلیل بن گئی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں نہ بھولتے تو ہم کو سہو کا سجدہ نہیں ملتا اور شیطان عصر سے مغرب تک ہمارا پیچھا ہی نہیں چھوڑتا نماز میں شیطان ہم کو بار بار بھلا دیتا اور ہم کو بار بار نماز دہرانی پڑتی، اب ہم کو سہو کا سجدہ مل گیا اگر شیطان نماز میں بھلا دے تو صحیح رائے قائم کر کے دو سہو کے سجدے کر لیں نماز صحیح ہو جائے گی اور شیطان روتا چیختا ہوا بھاگتا ہے کہ ہائے افسوس! آدم زاد کو سہو کے سجدے کا حکم ہوا اس نے کر لیا اور میں نے اللہ کا حکم نہیں مانا اور سجدہ نہیں کیا۔

حدیث:۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے ہیں اس وقت مدینہ کے لوگ کھجوروں کے درختوں میں تابیر کرتے تھے (کھجوروں کے درختوں میں نر و مادہ دونوں قسم کے درخت ہوتے ہیں۔ مدینہ والے نر کھجور کا پھول مادہ کھجور پر جھاڑتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ اس عمل سے کھجوریں زیادہ پھلیں گی اسی کو تابیر کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو تابیر کرتے دیکھ کر) فرمایا تم یہ کیا کرتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا ہم ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو آپ کا یہ ارشاد سن کر لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا اور اس سال پھل کم آیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی ہوں۔ پس میں جب تم کو کوئی دینی حکم دوں تو تم اس کو قبول کر لو اور جب اپنی عقل سے تم کو کوئی بات بتاؤں تو

Scanned by CamScanner

تم سمجھ لو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں ۔

حوالہ :۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱ حدیث ۱۳۸ سنتوں کا بیان ۔
(۲) مظاہر حق ؍ ۱ صفحہ ۱ کتاب الایمان ۔

قرآن شریف کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے گیارہویں رکوع میں آیات نمبر ۹۴، ۹۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو جواب دے کہ اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسمانی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

میرے عزیز دوست! اگلے زمانے میں یہی حالت تھی کہ اکثر لوگ یہی اعتراض کر کے گمراہ ہوئے کہ کیا انسان نبی ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگر زمین پر فرشتے رہتے سہتے، چلتے پھرتے اور بستے ہوتے تو ہم بھی کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ مگر زمین پر انسان رہتے سہتے چلتے پھرتے اور بستے ہیں اس لئے ہم انسان ہی کو نبی بنا کر بھیجتے ہیں اور آپ سے پہلے بھی ہم نے نبیوں کو انسانوں میں سے ہی بھیجا ہے۔

قرآن شریف کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ تم سے پہلے بھی ہم انسانوں کو ہی (نبی بنا کر) بھیجتے رہے جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے۔ پس تم اگر نہیں جانتے ہو تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ لو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو عربوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور بالا ہے کہ وہ کسی انسان کو اپنا رسول بنائے۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۳۵ سورۂ نحل کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے ہیں سب ہی انسان تھے جن پر ہماری وحی آتی تھی پہلی آسمانی کتاب والوں سے پوچھ لو کہ وہ انسان تھے یا فرشتہ، اگر وہ بھی انسان ہی تھے تو پھر ضد کرنا بیکار ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۲۵ سورۂ نحل کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

"رسول سب انسان ہی ہوتے ہیں"

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صفحہ ۱۵ سورۂ انعام کے سولہویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ فرقان کے پہلے رکوع میں آیت نمبر۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے"

اس بیوقوفی کو دیکھئے کہ رسول کی رسالت کے انکار کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کھانے پینے کا محتاج کیوں ہے اور بازاروں میں تجارت اور لین دین کے لئے آتا جاتا کیوں ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ صفحہ ۹۱ سورۂ فرقان کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

یہ اُن جاہلوں کا اعتراض ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت کا انکار کرنے کے لئے بہانے بنایا کرتے تھے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا فرمان سنیئے۔

قرآن شریف کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

اگلے سب پیغمبر بھی انسانی ضرورتیں رکھتے تھے، کھانا پینا اُن کے ساتھ بھی لگا ہوا تھا۔ بیوپار تجارت اور کسب معاش وہ بھی کیا کرتے تھے۔ یہ چیزیں نبوت کے خلاف نہیں ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ صفحہ ۹۵ سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

"میں فرشتہ نہیں ہوں کہ نہ کھاؤں نہ پیوں میں تو انسان ہوں اُس کی وحی اور الہام کا پابند ہوں"

حوالہ: تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۸ سورۂ انعام کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سی لیتے جوتی اپنی اور سی لیتے کپڑا اپنا یعنی نیا یا پرانا کہ پیوند لگاتے اس میں اور کام کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں جیسے کہ کام کرتا ہے ایک تمہارا (آدمی) اپنے گھر میں۔ اور کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمیوں میں سے جوئیں دیکھتے تھے اپنے کپڑوں میں۔

حوالہ: مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۹۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بیان میں۔

حدیث: حضرت عمرۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ (یعنی مکان) پر کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے تھے۔

حوالہ: شمائل ترمذی صفحہ ۲۹۵ حدیث ۳۱۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا بیان۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیاں خود سی لیتے تھے۔ اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے۔ اور اپنے گھر میں کام اسی طرح کرتے تھے جس طرح تم اپنے گھروں میں کام کرتے ہو۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی ہی تھے اپنے کپڑوں کی جوئیں خود دیکھ لیتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنی خدمت خود کر لیتے تھے۔

حوالہ: مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۵۹ حدیث ۵۵۲۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بیان

ان حدیثوں میں جو جوؤں کے بارے میں ارشاد ہے اُس سے ہمیں کوئی بحث نہیں جوں کس کی تھی اور کہاں سے آئی تھی۔ وہ تو اللہ ہی بہتر جانے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا، اُٹھنا فقراء اور مساکین کے ساتھ زیادہ تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل مدینہ کھیتوں اور باغوں والے لوگ تھے اور جہاں پر کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ وہاں یعنی دیہات و قصبہ کے ماحول میں اکثر جوئیں ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے پر بھی چڑھ جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ممکن ہے دوسروں کی چڑھ گئی ہوں اور آپ کو اپنے کپڑے دیکھنے پڑتے ہوں یا ممکن ہے بغیر جوں کے خالی یوں ہی دیکھتے ہوں کیونکہ کبھی کبھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ جوں کاٹ رہی ہے اور جب اس جگہ پر دیکھا جاتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یا کسی تنکے یا بال وغیرہ کا ذرا سا ٹکڑا ہوتا ہے اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوں دیکھ رہے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نہ تو کوئی ایسا عنبر سونگھا نہ مشک اور نہ کوئی اور چیز جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو پائی گئی ہو اور نہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے زیادہ نرم دیبا اور حریر دیکھا۔ (یعنی ریشم اور مخمل۔)

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۳ حدیث نمبر ۹۹ باب نمبر ۲۱۵ فضائل کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۱ پارہ نمبر ۸ صفحہ ۳۳۱ حدیث نمبر ۱۸۳۲ روزوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۹۳

علمائے دین کا فتویٰ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی تھی۔ کیونکہ جوں اس کو پڑتی ہے جس کے پسینے میں بدبو آتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے میں مشک وعنبر سے بھی زیادہ اچھی خوشبو آتی تھی۔

بہرحال یہ حدیث بیان کرنے سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا نہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر جوتا سی لینا، کپڑا سی لینا اور بکری کا دودھ دوہ لینا یہ سب کام انسان کے ہیں یا اور کسی کے؟

اس کے علاوہ اللہ کے لال سچے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو سنتوں پر عمل کرتے آئے ہیں اور عمل کر رہے ہیں اور قیامت تک عمل کرتے رہیں گے وہ کہاں سے آئی ہیں۔ کھانے اور پینے کی سنتیں، اٹھنے اور بیٹھنے کی، چلنے پھرنے اور بولنے کی سنتیں، سونے اور جاگنے کی سنتیں، بیوی بچوں سے پیار اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کی سنتیں، دوست برادر اور ہر رشتہ دار سے سلوک کرنے کی سنتیں، پیشاب اور پاخانہ کی سنتیں، سلام وکلام کی سنتیں، کپڑے

پہننے اور اتارنے کی سنتیں، حجامت وغیرہ کی سنتیں۔ ان کے علاوہ وضو، نماز، روزہ، حج، عمرہ اور سفر کی سنتیں، یہ سب کہاں سے آئیں۔ ہم جو سنت والجماعت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ کونسی سنت اور کس کی سنت ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر یہ سب سنتیں کہاں سے لائے اور کس نے سکھائی ہیں۔

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورۂ کہف کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: "اعلان کردے کہ میں تو تم جیسا ہی انسان ہوں"

یہاں تک تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے کے ثبوت میں آیتیں اور حدیثیں سنیں اب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کا انکار کرتے ہیں اور جس حدیث سے دلیل لیتے ہیں وہ حدیث اور اس کا جواب بھی سن لیجئے۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو وصال (یعنی صوم وصال) سے ان پر رحم کھا کر منع فرمادیا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۸ صفحہ ۲۳۹ حدیث ۱۸۱۳ روزہ کا بیان۔

وصال کہتے ہیں لگاتار سحری اور افطار کے بغیر روزہ رکھنے کو۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال کرتے تھے اور آپؐ کو دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپؐ تو وصال کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔

میں تم جیسا نہیں ہوں کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں انسان ہی نہیں ہوں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلایا پلایا جاتا ہے اور تمہیں کون کھلائیگا پلائے گا لہٰذا مرتبہ کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں۔

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۲

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "اے نبیؐ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو"

میرے عزیز دوست! کچھ عقلمندی اور سمجھداری سے کام لینا، وہ تو حدیث تھی اور یہ تو آیت ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ "تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو" اب آپ ہی انصاف کریں کہ وہ عورتیں نہیں تھیں تو پھر اور کون تھیں اور کیا تھیں۔ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ عورتیں ہی نہیں تھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ، پرہیزگاری اور مرتبہ میں تم دوسری عورتوں سے افضل ہو اور یہی مطلب اس حدیث کا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تقویٰ، پرہیزگاری نبوت و رسالت کے بلند مرتبوں کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں اور آپؐ کے مرتبہ کے بارے میں آیتیں اور حدیثیں آگے آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن مجید کے تیرہویں پارہ میں سورۂ رعد کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "اور تجھ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے کہ جیسے آپؐ باوجود انسان ہونے کے رسولِ خدا ہیں اسی طرح آپؐ سے پہلے کے تمام رسول بھی انسان ہی تھے۔ کھانا کھاتے تھے۔ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور بیوی بچوں والے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۵ سورۂ رعد کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

اب اس آیت شریفہ سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے۔ کیونکہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی۔ اسکے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا، پردادا، ماں، نانی، پرنانی اور چچا، چچی یعنی ہر رشتہ دار موجود تھا پھر کیوں انکار کر رہے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے۔

Scanned by CamScanner

یہ ہے ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی کھلی ہوئی جہالت۔

قرآن شریف کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "مومن خدا کی نظر میں بعض فرشتوں سے بزرگ و برتر ہے"۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۳ حدیث ۵۴۵۷ مخلوقات کی پیدائش کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۹۳

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ بینہ میں آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں اُن کا بدلہ اُن کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُن سے خوش رہے گا اور یہ اُس سے، یہ ہے اُس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

اپنے نیک بندوں کے انجام کی خبر دیتا ہے جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جو اپنے جسموں سے سنت کی بجا آوری میں رہا کرتے ہیں یہ ساری مخلوق سے بہتر اور بزرگ ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۹۲ سورہ بینہ کی تفسیر میں۔

اِس آیت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علمائے کرام کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ ایمان والے اِنسان فرشتوں سے بھی افضل ہیں، پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اُن کا نیک بدلہ اُن کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتوں کی صورت میں ہے جن کے چپے چپے پر پاک صاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں جن میں دوام اور ہمیشگی کی زندگی کے

ساتھ رہیں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں گے نہ وہ نعمتیں اُن سے جُدا ہوں نہ کم ہوں نہ اور کوئی کھٹکا ہے نہ غم پھر ان سب سے بڑھ چڑھ کر نعمت و رحمت یہ ہے کہ رضائے رب مرضی مولا انھیں حاصل ہوگئی ہے اور انھیں اس قدر نعمتیں جناب باری تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں کہ یہ بھی بہ دل راضی ہوگئے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ بہترین بدلہ یہ جزائے جزیل یہ اجر عظیم دنیا میں خدا سے ڈرتے رہنے کا عوض ہے ہر وہ شخص جس کے دل میں ڈر ہو جس کی عبادت میں اخلاص ہو جو جانتا ہو کہ خدا کی اس پر نظریں ہیں بلکہ عبادت کے وقت اس مشغولی اور دلچسپی سے عبادت کر رہا ہو کہ گویا وہ خود اپنی آنکھوں سے اپنے خالق مالک سچے رب اور حقیقی خدا کو دیکھ رہا ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۹۲ سورۂ بینہ کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ والتین میں آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔"

ان آیتوں سے دلیل لی ہے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرشتوں نے کہا خدایا تو نے اولاد آدم کو دنیا دے رکھی ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں اور موج مزے کرتے ہیں تو تو اس کے بدلے میں ہمیں آخرت میں ہی عطا فرما کیونکہ ہم اس دنیا سے محروم ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اس کی نیک اولاد کو جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اس کے برابر ہرگز نہ کروں گا جسے میں نے کلمہ کن سے پیدا کیا ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۵۵ سورۂ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے اللہ میں نے تجھ سے ایک عہد لیا ہے یعنی میں تجھ سے ایک درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تو اس کے خلاف نہ کرے گا۔ یعنی تو اس کو ضرور قبول کرے گا۔ میں ایک آدمی ہی ہوں جس سے غلطی ممکن ہے، پس جس مومن کو میں نے ایذا دی ہو، جس مومن کو میں نے برا کہا ہو،

Scanned by CamScanner

جس مومن کو میں نے لعنت کی ہو، جس مومن کو میں نے مارا ہو، تو ان سب چیزوں کو اُس کے حق میں رحمت بنا دے اور ان کو اُس کے لئے گناہوں سے پاکی کا سبب قرار دے اور اپنی قربت کا ذریعہ بنا کر وہ اُس کے ذریعہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو جائیں۔

حوالہ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ حدیث ۲۱۰۳ دعا کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔

آپ کو ایک مثال دے کر سمجھاتا ہوں اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی سمجھ میں بات آ جائے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ پتھر تو پتھر ہی ہوتے ہیں مگر ہیرا پتھر ہی میں سے بنتا ہے سوائے پتھر کے اور کسی چیز میں سے نہیں بنتا۔ سونا، چاندی، تانبہ، پیتل اور لوہا وغیرہ سے نہیں بنتا۔ یہی مثال تمام نبیوں اور رسولوں کی ہے کہ نبی جو ہوتے ہیں وہ اِنسانوں ہی میں سے ہوتے ہیں فرشتوں یا جنوں میں سے کوئی بھی آج تک اِنسانوں کے لئے نبی یا رسول بن کر نہیں آیا۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھتیا کے۔

دنیا میں جتنی بھی گھاس ہوتی ہے وہ سب گھاس ہی کہلاتی ہے۔ ایک تو وہ گھاس ہے جو پانچ روپے کی ایک من ملتی ہے اور زعفران بھی تو گھاس ہی ہے لیکن فی تولہ سو روپے دینے کے باوجود بھی صحیح نہیں مل رہی ہے۔ حالانکہ یہ بھی گھاس ہے اور پانچ روپے من والی بھی گھاس ہی ہے۔ تو جس طرح پتھروں میں ہیروں کو شرف حاصل ہے اور گھاسوں میں جس طرح زعفران کو شرف حاصل ہے اسی طرح رسولوں اور نبیوں کو انسانوں پر شرف حاصل ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ — مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ خدا کے بعد اگر کوئی ہستی اس کی کل مخلوقات اور تمام کائنات میں بلند و بالا ہے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں تک سے اللہ نے یہ صاف فرما دیا کہ تمہاری نبوت اور شریعت اس وقت منسوخ (ختم) ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رسول بن کر تشریف لے آئیں اور تم کو ان کی شریعت کا پابند، ان کا مددگار اور ان کا امتی بن کر رہنا پڑے گا اور اس بات پر اللہ رب العالمین نے تمام نبیوں کو جمع کرکے میثاق کے دن عہد لے لیا۔

قرآن مجید کے تیسرے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہیں اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ کیا تم اس کے اقراری ہو؟ اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی یہی تلقین کردے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی تابعداری میں لگ جائے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۸۳ سورۂ آلِ عمران کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

یہ ہے وہ بلند مقام اور بڑا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

کو عنایت فرمایا ہے۔ یہ ہے وہ شان و مرتبہ جو قرآن مجید بتا رہا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کی مقدس جماعت بھی اقرار کرتی ہے کہ اگر خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانے میں تشریف لائے تو ہم اپنی شریعت چھوڑ کر آپ کی شریعت پر چلیں گے اور اپنی نبوت کو ختم سمجھ کر آپ کی اطاعت میں لگ کر آپ کے امتی بن جائیں گے۔ بیشک آپ امام الانبیاء اور سردار انبیاء ہیں جن کا تذکرہ ہر نبی نے اپنے زمانے میں کیا۔

ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور امام اعظم ہیں۔ جس زمانے میں بھی آپ کی نبوت ہوتی آپ واجب الاطاعت تھے اور تمام انبیاء کی تابعداری پر جو اس وقت ہوں آپ کی فرمانبرداری مقدم رہتی۔ یہی وجہ تھی کہ معراج والی رات کو بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کے امام آپ ہی بنائے گئے۔ اسی طرح میدان حشر میں خدائے تعالیٰ کو فیصلوں کیلئے لانے میں شفیع آپ ہی ہوں گے۔ یہی وہ مقام محمود ہے جو آپ کے سوا اور کسی کے لائق نہیں تمام انبیاء اور کل رسول اس دن اس کام سے منہ پھیر لیں گے۔ بالآخر آپ ہی خصوصیت کے ساتھ اس مقام میں کھڑے ہونگے۔ خدائے تعالیٰ اپنے درود اور سلام آپ پر ہمیشہ ہمیشہ بھیجتا رہے قیامت کے دن تک آمین

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۵۹ سورۂ آل عمران کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ باب ۲۹۶ حدیث ۹۳۰ فضائل کا بیان۔

دیکھا میرے عزیز! ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے۔ ہم ایسے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جن کی تابعداری کرنے اور جن کی امت میں شامل ہونے کے لئے بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں تک نے خوشی سے اقرار کیا اور اس اقرار میں اپنی سعادتمندی سمجھی لیکن ہماری بدبختی اور جہالت کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں۔ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ہم دور ہو گئے یہاں تک کہ اگر ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات ہمیں سنائی جائے تو وہ ہمیں ناگوار معلوم ہوتی ہے اور یہ سب کچھ ان نادان پیروں اور جاہل مولویوں کی وجہ

سے ہو رہا ہے۔ جو آج امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گمراہی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک دیکھنی ہو تو قرآن مجید کھول کر دیکھو کہ صرف نبیوں نے ہی اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں بتائی بلکہ اُن پر جو کتابیں نازل ہوئی ہیں اُن میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کرادی اور بتادیا کہ آپؐ کی اطاعت واجب ہے۔

قرآن مجید کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے اُنیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۵۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ ایسے رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

جو لوگ نبی امی کا اتباع کرتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں انہیں اس پیشگوئی کا علم ہے جو اُن کی کتابوں توریت وانجیل میں نبی امی سے متعلق لکھی ہوئی ہیں۔ کتب انبیاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے جنہوں نے اپنی اپنی امت کو آپؐ کی بعثت کی خوشخبری دی ہے اور ان کا مذہب اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اُن کے علماء اور راہب اس چیز کو جانتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے بیان کیا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دودھ بیچنے کے لئے مدینہ میں گیا۔ بیع سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کہا چلو اُن سے بھی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے مل لوں اور اُن سے کچھ باتیں سنوں۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہے ہیں۔ میں بھی پیچھے ہو لیا۔ یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات جانتا تھا۔ اُس کا لڑکا قریب الموت تھا نوجوان اور خوبصورت وہ اُس کے پاس بیٹھا ہوا تعزیتِ نفس کی خاطر توریت پڑھ رہا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس یہودی سے باتیں کرنے لگے اور فرمایا کہ تمہیں تورات نازل کرنے والے کی قسم ہے سچ بتاؤ اِس (توریت) میں میرا ذکر اور میری بعثت کی خبر بھی ہے کہ نہیں۔ اُس (یہودی) نے سر ہلا کر کہا (نہیں) تو اُس کا قریب الموت نوجوان لڑکا بول اٹھا کہ توریت نازل کرنے والے کی قسم کہ ہم اپنی کتابوں میں

آپ کی بعثت کی خبر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ مرگیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہودیوں کو یہاں سے ہٹادو۔ پھر آپ نے اُس کے کفن اور نماز کا اِنتظام کیا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۲۹ سورۂ اعراف کے اُنیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا اور پوچھا کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات مذکور ہیں اُن سے مجھ کو آگاہ کرو۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (میں تم کو آگاہ کرتا ہوں) خدا کی قسم تورات میں آپ کی بعض وہی صفات مذکور ہیں جو قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی اے نبی ہم نے تجھ کو (اُمّت پر) شاہد بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا (ثواب کی) اور ڈرانے والا (عذاب سے) اور اُمّیوں کی پناہ۔ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ تو تو بدخو ہے۔ نہ سخت گیر۔ اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا۔ اور وہ بُرائی کو برائی کے ساتھ دور نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مغفرت کی دعا کرتا ہے اور اللہ اُس کی رُوح کو اس وقت تک قبض نہ کرے گا۔ جب تک کہ گمراہ قوم کو اس کے ذریعہ راہِ راست پر نہ لے آئے۔ اِس طرح سے کہ وہ لوگ اُس کا اعتراف کرلیں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں ہے اور اُس وقت تک اُس کی رُوح خدا قبض نہ کرے گا جب تک اندھی آنکھوں، بہرے کانوں، بے حس دلوں کو اس کلمہ کے ذریعہ درست نہ کردیں۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲۰ حدیث ۵۴۷۵ فضائل سید المرسلین۔

(۲) منظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۸۳

دیکھا میرے عزیز دوست! یہ شانِ مبارک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نبیوں نے بھی خوشخبری دی اور ان پر نازل شدہ کتابوں نے بھی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں بیان کیں لیکن یہ یہودی اُس وقت آپ کا انکار کر بیٹھے جب آپ رسول بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ یہود و نصاریٰ آپ کی نبوّت سے پہلے اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی صفتیں مکّہ اور مدینہ والوں کو بتاتے تھے۔ اور کئی یہودی عالم اور نجومی تو مدینہ طیبہ میں اپنے بوریے

اور بستر جمائے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ اللہ کے آخری پیغمبر کے مبعوث ہونے کا زمانہ قریب ہے اور مدینہ طیبہ میں آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔ لیکن جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ یہودی اور نصرانی ہو کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان لائیں۔ ہم میں سے اگر آپ ہوتے تو ہم ایمان لاتے اور یہ کہہ کر ان باتوں کو بھی چھپا گئے جن کو وہ اپنی کتابوں میں سے بیان کیا کرتے تھے۔

قرآن کریم کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۸۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "جس کے پہلے یہ خود اس کے ساتھ کفر پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے۔ اللہ کی لعنت ہو ان کافروں پر"۔

جب کبھی یہودیوں اور عرب کے مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہود کہا کرتے تھے کہ عنقریب خدا کی سچی کتاب لے کر خدا کے ایک عظیم الشان پیغمبر تشریف لانے والے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہو کر تمہیں ایسا قتل و غارت کریں گے کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے کہ خدایا تو اس نبی کو جلد بھیج جس کی صفتیں ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ ہم ان پر ایمان لا کر ان کے ساتھ ہو کر اپنا بازو مضبوط کر کے تیرے دشمنوں سے انتقام لیں۔ مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ اس نبی کا زمانہ اب بالکل قریب آگیا ہے لیکن جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، تمام نشانیاں آپ میں دیکھ لیں، پہچان لیا، دل سے قائل ہو گئے، مگر چونکہ آپ عربوں میں سے تھے اس لئے حسد کر کے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں آگئے۔ بلکہ وہ مشرکین جو مدینہ میں تھے اور جو ان سے یہ سنتے چلے آتے تھے انہیں ایمان نصیب ہوا اور بالآخر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر یہود پر غالب آگئے۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل، حضرت بشر بن براء اور حضرت داؤد بن سلمہ رضی اللہ عنہم نے ان یہود مدینہ سے کہا بھی کہ تم تو ہماری شرک کی حالت میں ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جو جو اوصاف تم حضرت کے بیان کیا کرتے تھے وہ تمام اوصاف آپ میں موجود ہیں۔ پھر تم خود کیوں ایمان نہیں لاتے۔ آپ کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ تو سلام

Scanned by CamScanner

بن مسکم نے جواب دیا کہ ہم انھیں نہیں کہتے تھے۔ اسی کا ذکر اس آیت میں ہے کہ پہلے سے مانتے تھے، منتظر تھے لیکن آنے کے بعد حسد اور تکبر سے اپنی ریاست کے کھوئے جانے کے خیال سے صاف انکار کر بیٹھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۳۲ سورہ بقرہ کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تھے یہودی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے کا دعویٰ کرتے تھے۔ آپ کا ساتھ دینے کی ڈینگیں مارتے تھے۔ آپ کی محبت اور عشق کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دے کر بھیجا تو یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اُن کی محبت کے دعوے، اُن کے ایمان لانے کے دعوے، ان کے عشق رسول کے دعوے سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سامنے تشریف لائے تو اُن یہودیوں نے صاف انکار کر دیا۔

اے میرے بھولے بھالے عزیز دوست! ذرا آنکھیں کھول کر ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھو تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان یہودیوں کے نقش قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں۔ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، آپ کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان، محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان، یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور جان چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح شریعت کی ٹھوس باتوں کا انکار کر دیتے ہیں جس طرح یہودیوں نے انکار کر دیا تھا۔

میرے عزیز دوست! ایسے جعلی طریقوں سے اور جھوٹے دعووں سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں بڑھتی بلکہ آپ کی توہین ہوتی ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جعلی طریقوں اور جھوٹے دعووں سے شان مبارک بڑھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اس قدر بڑھایا اور اتنا شرف عطا فرمایا کہ اس سے پہلے اور بعد میں اولاد آدم کے اندر

Scanned by CamScanner

کسی کو بھی نہیں دیا۔

قرآن شریف کے تیسویں پارہ میں سورۃ الم نشرح میں آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔"

ابو نعیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدایا مجھ سے پہلے جتنے انبیاء ہوئے ہیں اُن سب کی تو نے تکریم کی۔ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔ داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لئے ہواؤں کو تابع کیا اور شیاطین کو بھی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مُردے زندہ کرائے ہیں۔ پس میرے لئے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز نہیں دی! کہ میرے ذکر کے ساتھ ہی تیرا ذکر کیا جاتا ہے۔ اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ملا لیا جبکہ مؤذن پانچوں وقت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے آپ کی عزت و جلال کے اظہار کے لئے اپنے نام سے آپ کا نام نکالا۔ دیکھو وہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۳۰ صفحہ سورۃ الم نشرح کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ ہے آپ کی شانِ مبارک کہ آج سیکڑوں برس ہو رہے ہیں دنیا عالم کی کروڑوں مسجدوں میں لاتعداد لوگ اپنی اذانوں میں نمازوں میں آپ کا کلمہ بلند کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اس طرح سے اللہ پاک برابر اعلان کرتا چلا آرہا ہے کہ تمہارے لئے نمونۂ عمل اور اطاعت کے قابل ہمارے بندوں میں صرف ایک ہی ذات ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک۔

مگر ہائے ہندوستان کے مسلمانوں کی جہالت کہ کسی نے آپ کو چھوڑ کر اپنے "حضرت" کو پکڑ لیا۔ کسی نے آپ کو چھوڑ کر اپنے "نادان پیر" کو پکڑ لیا۔ کسی نے آپ کو چھوڑ کر "جاہل مولویوں" کو پکڑ لیا۔ اور کسی نے "خواجہ" کو پکڑ لیا۔ اور کسی نے کسی "درویش" کو پکڑ لیا۔ اور کسی نے کسی "ولی" اور "صوفی" کو پکڑا۔ [illegible] نہ پکڑا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو نہ پکڑا۔ اگر چھوڑا تو صرف رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا۔

میرے بھیا! یہی سب سے بڑی بدقسمتی ہے بلکہ سب سے بڑی گمراہی ہے۔ ذرا کان کھول کر سن کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرا سا بھی ہٹنا اور دوسرے کی طرف جھکنا ایک دم گمراہی ہے۔ لودھیان سے سنو۔ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی ایک بات ہماری ہدایت کا ذریعہ بن جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے۔ آپؐ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا عمر رضی اللہ عنہ! تم کو گم کریں گم کرنے والیاں کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے چہرے پر نظر ڈالی اور کہا پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے۔ راضی ہیں ہم اللہ کے رب ہونے پر، اور دین اسلام پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر موجود ہوتے تم میں موسیٰ علیہ السلام اور تم ان کی اطاعت قبول کر لیتے اور مجھ کو چھوڑ دیتے (تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ) تم سیدھی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔ اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانے کو پا لیتے تو (یقیناً) میری اتباع کرتے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ حدیث ۱۸۲ کتاب اللہ و سنت رسول کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۸۹ کتاب الایمان

میرے دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر حیثیت دی ہے اور سارے جہان کا پیشوا بنا کر آپؐ کو بھیجا ہے۔ سارے جہان کی اطاعت گزاری صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ سارے جہان کے لئے رحمت پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

قرآن مجید کے سترہویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: "ہم نے تجھے تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جس کو میں نے غصہ میں برا بھلا کہہ دیا ہو یا اس پر لعنت کی ہو تو سمجھ لو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہوں۔ تمہاری طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔ ہاں البتہ میں رحمت للعالمین ہوں تو میری دعا ہے کہ خدا میرے ان الفاظ کو بھی ان لوگوں کے لئے رحمت بنا دے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۳۳ سورۂ انبیاء کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Scanned by CamScanner

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے تیرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں پہل کی (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کریں گے اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (خدا کی راہ میں) خرچ کرے تو صحابی کے ایک مد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی اس کا ثواب نہ ہوگا (مد ایک پیمانہ ہے جس میں سیر بھر جو آتے ہیں۔)

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۸۹۵ حدیث ۵۷۳۳ صحابہؓ کے مناقب کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۵ صفحہ ۸۲

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس مسلمان کو آگ (یعنی دوزخ کی آگ) نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھ کو دیکھا ہو۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۸۹۶ حدیث ۵۷۳۶ صحابہؓ کے مناقب کا بیان

(۲) مظاہر حق 〃 ۵ صفحہ ۸۸

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں کسی کو اپنا خالص دوست بناتا تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن ابو بکر میرے بھائی ہیں اور میرے صحابی ہیں۔ اور البتہ تمہارے دوست (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Scanned by CamScanner

کو خدا نے اپنا خلیل بنالیا ہے۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۷۳ حدیث ۶۰۳ باب ۲۳۲ فضائل الصحابہؓ۔

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ ص ۸۹۶ " ۵۷۳۳ مناقب حضرت ابوبکر صدیقؓ۔

(۳) مظاہر حق " ۴ ص ۹۲ فضائل الصحابہؓ

حدیث:- حضرت محمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ اور کسی معاملہ میں گفتگو کی آپؐ نے اُس سے فرمایا۔ پھر کسی وقت آنا۔ اُس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا دیجئے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپؐ انتقال فرما جائیں تو کیا کروں) آپؐ نے فرمایا اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ ص ۲۳۰ حدیث ۸۵۱ مناقب حضرت ابوبکرؓ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۷۳ حدیث ۶۰۹ باب ۲۳۲ " " "

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۸۹۸ حدیث ۵۷۳۶ " " "

(۴) مظاہر حق جلد ۴ ص ۹۳ " " "

حدیث:- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے ذات السلاسل کے مقام پر بھیجا پھر جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا آپؐ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے فرمایا۔ عائشہؓ سے۔ پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے۔ فرمایا عائشہؓ کے والد سے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر کس سے فرمایا عمرؓ سے۔ عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اسی طرح آپؐ نے چند آدمیوں کو شمار کیا۔ اور پھر میں اِس خیال سے خاموش ہو گیا کہ کہیں میرا نام بالکل آخر میں نہ آئے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ ص ۲۳۰ حدیث ۸۵۳ فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۸۹۸ حدیث ۵۷۳۷ " " "

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص ۹۳ " " "

حدیث:- حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علی

رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص سب سے بہتر ہے تو انہوں نے فرمایا۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میں نے پوچھا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد کون شخص بہتر ہے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد میں نے اس خیال سے نہ پوچھا کہ کہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے لیں بلکہ میں نے سوال کا طرز بدل دیا اور یہ پوچھا کہ پھر آپ بہتر ہیں انہوں نے فرمایا میں تو صرف ایک مرد مسلمان ہوں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۹۵ حدیث ۵۴۳۸ مناقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۲) مظاہر حق 〃 ۲ صفحہ ۹۳ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے ہم کو کچھ دیا ہے ہم نے اس کو اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ ایسی نیکی اور بخشش کی ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن خدا ہی دے گا اور کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے اگر میں کسی کو اپنا خلیل و خالص دوست بنانا چاہتا تو ابوبکر کو اپنا دوست بناتا۔ یاد رکھو تمہارے دوست (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے خلیل ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۹۸ حدیث ۵۴۳۰ مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۱ 〃 ۱۵۱۸ 〃 〃 〃

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۹۳ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حوالہ:۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۹۸ حدیث ۵۴۳۱ مناقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۹۳ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (ایک روز) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا (یہ واقعہ شب معراج کا ہے) اور مجھ کو جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت کے اندر

Scanned by CamScanner

داخل ہو گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا کہ اُس دروازے کو دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! آگاہ ہو کہ میری اُمت میں سے سب سے پہلا شخص تو ہو گا جو جنت میں داخل ہو گا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۹ حدیث ۵۸۳۶ مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۶

حدیث:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز اُن کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا وہ اس ذکر کو سن کر رو پڑے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف ایک دن اور ایک رات کے اندر جو اعمال کیے ہیں کاش اُس دن اور رات کے اعمال کی مانند ان کی ساری زندگی کے اعمال ہوتے (یعنی ان کے ایک دن اور ایک رات کے اعمال کے برابر ان کی ساری زندگی کے اعمال ہوتے) ان کی ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی رات کو روانہ ہو کر غار ثور پر پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا خدا کی قسم آپ اُس وقت تک غار میں قدم نہ رکھیں جب تک میں اُس کے اندر داخل ہو کر یہ نہ دیکھ لوں کہ اس میں کوئی (موذی) چیز تو نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی چیز ہو گی تو اُس کا ضرر مجھ کو پہنچے گا اور آپ محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو صاف کیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غار کے اندر تین سوراخ نظر آئے ایک میں تو انہوں نے اپنے تہبند میں سے چیتھڑا پھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں میں انہوں نے اپنی ایڑیاں داخل کر دیں اور اُس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اندر تشریف لے آئیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر آ گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے اس حالت میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کاٹ لیا لیکن وہ اسی طرح بیٹھے رہے اور اس خیال سے حرکت نہ کی کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن شدتِ تکلیف سے اُن کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

Scanned by CamScanner

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے پوچھا ابو بکر! (رضی اللہ عنہ) کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو کاٹا گیا (یعنی سانپ نے مجھ کو کاٹ لیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اُن کے پاؤں کے زخم پر لگا دیا اور اُن کی تکلیف جاتی رہی۔ اِس واقعہ کے عرصہ دراز کے بعد سانپ کے زہر نے پھر رجوع کیا اور یہی زہر آپ کی موت کا سبب بنا (یعنی اسی زہر سے موت واقع ہوئی) اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن کا عمل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہ کریں گے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر لوگ مجھ کو اونٹ کی رسّی دینے سے بھی انکار کریں گے (یعنی جو شرعاً اُن پر واجب ہوگی) تو اُن پر جہاد کروں گا۔ میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! لوگوں سے اُلفت و موافقت کرو اور خلق و نرمی سے کام لو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایام جاہلیت میں تو تم بڑے سخت اور غضبناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر ذلیل و خوار (یعنی نامرد پست ہمت ہو گئے) وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا کمال پر پہنچنے کے بعد وہ میری زندگی میں کمزور و ناقص ہو سکتا ہے (ہر گز نہیں)

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۵۹۹ حدیث ۵۸۳۰ مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
(۲) مظاہر حق جلد ۵ ص۹۱

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (یعنی ازواج مطہرات) بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور زور زور سے باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی (اور اُن عورتوں نے اُن کی آواز سُنی) وہ عورتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں اور پردہ کی طرف دوڑیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھ کر کہا۔ خداوند تعالےٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنسائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن عورتوں کی حالت پر

مجھ کو تعجب ہے (میرے پاس بیٹھی ہوئی شور مچا رہی تھیں) تمہاری آواز سنتے ہی پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کر کے کہا اے اپنی جان کی دشمن عورتو! مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں (تم سے اس لئے ڈرتے ہیں کہ) تم عادت کے سخت اور بہت سخت گو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا خطاب کے بیٹے اور کوئی بات کرو (ان کو چھوڑ دو) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تم راستے پر چلتے ہو تو شیطان تم سے نہیں ملتا بلکہ جس راہ پر تم چلتے ہو اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹ حدیث ۵۴۳۹ باب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۲۵ حدیث ۸۶۲ 〃 〃 〃

(۳) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۳ باب ۳۳۴ حدیث ۱۵۱۶ 〃 〃 〃

(۴) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۵ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب میں جنت میں گیا (یعنی شب معراج میں) تو اچانک میری ملاقات حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی (میصار رضی اللہ عنہا سے ہوئی) اور میں نے قدموں کی چاپ سنی میں نے پوچھا یہ کس کے قدموں کی آواز ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آواز ہے۔ پھر میں نے ایک قصر (محل) کو دیکھا جس کے صحن میں ایک نوجوان عورت بیٹھی تھی میں نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ جنتیوں نے کہا عمر بن الخطاب کا ہے۔ میں نے چاہا اندر داخل ہو کر قصر کو دیکھوں لیکن پھر تمہاری غیرت مجھ کو یاد آگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ کے داخل ہونے پر غیرت کروں گا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۲۵ حدیث ۸۶۰ مناقب حضرت عمرؓ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۳ حدیث ۱۴۰ باب ۳۳۴ 〃 〃

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹ 〃 ۵۵۰ 〃 〃

(۴) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۹ مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۔

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہوں لوگوں کو میرے سامنے لایا جا رہا ہے اور مجھ کو دکھایا جا رہا ہے۔ یہ سب لوگ کُرتے پہنے ہوئے تھے جن میں سے بعض کے کرتے اتنے تھے جو سینے تک پہنچے تھے اور بعض کے اس سے نیچے پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو لایا گیا جو اتنا لمبا کُرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتے تھے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس خواب کی تعبیر آپؐ نے کیا قرار دی فرمایا دین ۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۲۴ حدیث نمبر ۸۸ مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ باب ۲۳۳ حدیث ۱۱۸ " " " "

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۹۰ حدیث ۱۵۷۵ " " " "

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول پڑا ہوا تھا میں نے اس ڈول سے جس قدر خدا نے چاہا پانی کھینچا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا اور کنوئیں سے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ڈول کھینچنے میں سستی و کمزوری پائی جاتی تھی ۔ اور خداوند تعالٰے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سُستی اور کمزوری کو معاف فرمائے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا اور میں نے کسی جوان اور قوی و مضبوط شخص کو ایسا نہ پایا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اس چرس کو کھینچتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کر لیا اور پانی کی زیادتی کے سبب اس جگہ کو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنا لیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر اس ڈول کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے عمر رضی اللہ عنہ نے لیا اور ڈول ان کے ہاتھوں میں پہنچکر چرس بن گیا۔ میں نے کسی نوجوان اور طاقتور شخص کو نہیں دیکھا جو (چرس کھینچنے میں) عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کام کرتا ہو یہاں تک کہ (انہوں نے) لوگوں کو سیراب کر دیا اور پانی کافی ہو جانے کے سبب اس جگہ کو لوگوں نے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنا لیا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ ص ۲۲۵ حدیث ۸۱۸ باب مناقب حضرت عمرؓ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۴۳ باب ۳۳۳ حدیث ۱۴ 〃 〃

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰ حدیث ۵۷۵۳ 〃 〃

(۴) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۰۰ 〃 〃

حدیث:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس بات کو بعید از قیاس خیال نہیں کرتے تھے کہ سکینت (طمانیت) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر زبان ہوتی ہے (یعنی وہ جو بات کہتے ہیں اس سے سکون واطمینان حاصل ہو جاتا ہے)

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰ حدیث ۵۷۵۵ مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۰۱ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ اسلام کو عزت وعظمت نصیب فرما ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ یا عمر بن خطاب کے ذریعہ۔ اس دعا کے بعد صبح کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ نماز پڑھی۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰ حدیث ۵۷۵۶ مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۳۶۵ 〃 ۱۵۳۸ ابواب المناقب۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۰۱ 〃 〃

حدیث:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۳۶۶ حدیث ۱۵۴۳ مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

(۲) مشکوٰۃ شریف 〃 ۲ ص ۹۰ 〃 ۵۷۵۸ 〃 〃 〃

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۰۳ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ حالات مجھ سے

دریافت کئے چنانچہ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو نیک کاموں کی کوشش کرنے والا اور نیک کام کرنے والا نہیں دیکھا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر عمر کو پہنچے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰۳ حدیث ۵۷۹۲ مناقب حضرت عمرؓ۔

(۲) مظاہر حق ج ۴ ص ۱۰۶

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان تھا کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء خیر کی (یعنی اُن کی وفات کے دن) اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نعش کو نہلانے کے لئے تخت پر رکھا گیا تھا پھر میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھ کر کہنا شروع کیا عمر رضی اللہ عنہ خدا تم پر رحم فرمائے مجھ کو اُمید ہے کہ خداوند تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں دوستوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچادے گا (یعنی تینوں کو ایک جگہ کر دے گا) اِس لئے کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور میں داخل ہوا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) اور میں نکلا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) (یعنی آپ اپنے ہر کام اور ہر فعل میں ان کو شریک رکھتے تھے) میں نے پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ کہنے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰۳ حدیث ۵۷۶۷ ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشترک فضائل۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۰۹

حدیث:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت کے اندر جنتی علیین (بلند مرتبہ کی جگہ) کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم کنارے آسمان کے روشن ستارہ کو دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما علیین والوں میں سے ہیں (یعنی جنت کے اندر وہ مقام علیین میں آئیں گے) بلکہ وہ اس درجہ سے بھی بڑھ گئے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۰۳ حدیث ۵۷۶۸ مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صـ ۱۰۹ مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت کے اندر اگلے پچھلے جسقدر ادھیڑ عمر کے لوگ ہونگے ان سب کے سردار حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (کہ ان کے سردار نہ ہوں گے)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۳۶۳ حدیث ۱۵۲۲ مناقب حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ۔

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صـ ۹۰۳ " ۵۷۶۹ " " " "

(۳) مظاہر حق " ۴ صـ ۱۰۹ " " " "

حدیث:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں نہیں جانتا کہ کب تک میں تمہارے درمیان رہوں پس تم میرے بعد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتدار و متابعت کرو۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۳۶۳ حدیث ۱۵۲۳ مناقب حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صـ ۹۰۳ " ۵۷۷۰ " " " "

(۳) مظاہر حق " ۴ صـ ۱۰۹ " " " "

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے کوئی شخص سر کو نہیں اٹھا سکتا تھا یہ دونوں آپؐ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۳۶۴ حدیث ۱۵۲۵ مناقب حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صـ ۹۰۵ " ۵۷۷۱ " " " "

(۳) مظاہر حق " ۴ صـ ۱۱۱ " " " "

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے نکل کر مسجد میں اس طرح تشریف لائے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپؐ کے دائیں بائیں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے اور

Scanned by CamScanner

فرمایا قیامت کے دن ہم اسی طرح اُٹھائے جائیں گے۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۱۵۲۰ ابواب المناقب۔
(۲) مشکوٰۃ شریف ۔ ۲ ۔ ۹۰۵ ۔ ۵۷۷۲ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔
(۳) مظاہر حق ۔ ۲ ۔ ۱۱

حدیث: حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا یہ دونوں (مسلمانوں کے لئے) بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہیں۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ حدیث ۱۵۲۸ ابواب المناقب۔
(۲) مشکوٰۃ شریف ۔ ۲ ۔ ۹۰۵ حدیث ۵۷۷۳ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ
(۳) مظاہر حق ۔ ۲ ۔ ۱۱

حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری ہے اُس ترازو میں آپؐ کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپؐ کا وزن زیادہ رہا پھر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ رہا پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ رہا پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا اُس خواب کو سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے یعنی اس خواب نے آپؐ کو رنجیدہ اور غمگین بنا دیا پھر آپؐ نے فرمایا تو نے جو دیکھا ہے یہ خلافتِ نبوّت ہے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک خلافت نبوّت ہے) اُس کے بعد خداوند تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰۵ حدیث ۵۷۷۵ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مناقب
(۲) مظاہر حق ۔ ۲ ۔ ۱۱

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کہ تمہارے پاس ایک شخص جنّتیوں میں سے آئے گا پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے پھر آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس ایک شخص جنّتیوں میں سے آئے گا پس عمرؓ آئے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۳۹۸ حدیث ۱۵۵۱ ابواب المناقب۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صہ ۹۰۵ حدیث ۵۷۷۹ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مناقب
(۳) مظاہر حق " ۲ صہ ۱۱۱ " " " " " " "

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی کی اتنی نیکیاں بھی ہیں جتنے آسمان پر ستارے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی ہی نیکیاں ہیں۔ پھر میں نے پوچھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے۔ آپؐ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری عمر کی نیکیاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صہ ۹۰۵ حدیث ۵۷۷۹ حضرت ابوبکر صدیق رضی و عمر کے مناقب
(۲) مظاہر حق " ۲ صہ ۱۱۱ " " " " " " "

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے پڑے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی آپؐ نے ان کو بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی آپؐ نے ان کو بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کرلیا (یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں) پھر جب یہ لوگ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے جنبش نہ کی اور اسی طرح لیٹے رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے حرکت نہ کی اور پڑے رہے پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کرلیا (اس کا کیا سبب ہے آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۴۰۲ حدیث ۱۵۹۷ مناقب حضرت عثمان غنی رض
(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صہ ۹۰۵ " ۵۷۷۸ " " " "

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حدیث:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیش عشرہ کی تیاری کے زمانہ میں ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر لائے اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ آج کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کوئی برا عمل کریں گے (یعنی کوئی گناہ) تو وہ اُن کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ دو مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰۶ حدیث نمبر ۵۷۸۱ مناقب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

(۲) مظاہر حق 〃 ۲ صفحہ ۱۱۳

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر لی (جب سب بیعت کر چکے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خدا اور خدا کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں۔ پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے بہتر تھا ان ہاتھوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ حدیث نمبر ۱۵۵۹ ابواب المناقب۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰۶ حدیث نمبر ۵۷۸۲ مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

(۳) مظاہر حق 〃 ۲ صفحہ ۱۱۳

حدیث:۔ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر فرماتے ہوئے سنا اور اُن کو بہت قریب بتلایا۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ادھر سے گذرا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ شخص ان ایام میں راہ راست پر ہوگا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا اور اسکی

طرف گیا دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے پھر میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طرف کیا اور پوچھا کیا یہ شخص ان فتنوں میں راہ راست پر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

حوالہ:۔(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ حدیث ۱۵۶۱ ابواب المناقب۔
(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صفحہ ۹۰۷ " ۵۷۸۳ مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
(۳) ابن ماجہ شریف صفحہ ۴۹ " ۱۱۵ " " " "
(۴) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ " " " " "

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اس فتنہ میں یہ شخص ظلم سے قتل کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

حوالہ:۔(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ حدیث ۱۵۶۳ ابواب المناقب
(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صفحہ ۹۰۸ حدیث ۵۷۸۶ مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۱۶ " " " " "

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کوہ اُحد پر چڑھے۔ احد حرکت کرنے لگا (یعنی جوشِ مسرت میں جھومنے لگا) آپ نے اُحد پر ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا اُحد ! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۳۰ حدیث ۸۸۸ مناقب عثمان و عمر رض
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰۹ حدیث ۵۷۹۱ مناقب حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رض
(۳) مظاہر حق " " ۴ صفحہ ۱۱۸ " " " " "

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس باغ کا دروازہ کھلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ

Scanned by CamScanner

کھولا دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، میں نے اُن کو جنّت کی بشارت دی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھلوایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنّت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولا دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے میں نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے آگاہ کیا انہوں نے خدا کی حمد و ثنا کی اور شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان مصائب پر جو اُس آنے والے شخص کو پہنچیں گے اُس کو جنّت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے خدا کی حمد و ثنا کی شکر ادا کیا اور پھر کہا اللہ سے ان مصائب پر مدد طلب کی جاتی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۲۸ حدیث ۸۸۳ مناقب عمرؓ و عثمانؓ

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ باب ۳۳۵ حدیث ۲۰۰ نضائل حضرت عثمانؓ

(۳) مشکوٰۃ شریف " ۲ صفحہ ۹۰۹ حدیث ۵۸۹۲ " " "

(۴) مظاہر حق " ۴ صفحہ ۱۱۹ " " "

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا موسیٰ علیہ السّلام کے لئے ہارون علیہ السّلام تھے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (یعنی جس طرح ہارون علیہ السّلام پیغمبر تھے تو پیغمبر نہیں ہو سکتا) اِس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۱۰ حدیث ۵۸۹۵ مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۲) مظاہر حق " ۴ صفحہ ۱۲۰

حدیث:۔ حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اُگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا کہ نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ حکم دیا اور یہ وصیّت کی کہ مجھ سے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

Scanned by CamScanner

صرف وہ شخص محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہ شخص بغض و عداوت رکھے گا جو منافق ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۱ حدیث نمبر ۵۸۹۶ فضائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۲) مظاہر حق ″ ″ ۴ صفحہ ۱۲۱

حدیث:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس سے محبت کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ اُمید لے کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا انھیں کو ملے گا (جب سب لوگ جمع ہوگئے تو) آپؐ نے پوچھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کوئی جاکر اُن کو بلا لائے چنانچہ اُن کو بلا کر لایا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہوگئیں گویا دُکھتی ہی نہ تھیں پھر آپؐ نے اُن کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان لوگوں سے (یعنی دشمنوں سے) اُس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہماری مانند (مسلمان) نہ ہوجائیں ؟ آپؐ نے فرمایا جاؤ۔ اور اپنی فطری نرمی اور آہستگی سے کام لو جب تم میدان جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اسلام کی دعوت دو (یعنی اسلام کی طرف بلاؤ) اور پھر بتلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اُن پر خدا کا کیا حق ہے خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی بہت بہتر ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۲۳ حدیث نمبر ۸۹۰ فضائل حضرت علی رضؓ

(۲) صحیح مسلم شریف ″ ۲ صفحہ ۱۴۸ باب نمبر ۳۳۶ حدیث نمبر ۲۲ ″ ″

(۳) مشکوٰۃ شریف ″ ۲ صفحہ ۹۱ حدیث نمبر ۵۸۹۰ ″ ″

(۴) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ ″ ″

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان اخوت بھائی چارہ قائم کردیا تھا (یعنی دو دو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھائی بھائی بنادیا تھا) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۵ حدیث ۱۵۷۷ ابواب مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۲) مشکوۃ شریف 〃 ۲ 〃 ۹۱ 〃 ۵۸۰۱ 〃 〃 〃 〃

(۳) مظاہر حق 〃 ۴ 〃 ۱۲۳ 〃 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حکمت کے گھر کا دروازہ ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۵ حدیث ۱۵۸۰ ابواب المناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۲) مشکوۃ شریف 〃 ۲ 〃 ۹۱ 〃 ۵۸۰۲ 〃 〃 〃 〃

(۳) مظاہر حق 〃 ۴ 〃 ۱۲۳ 〃 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ حدیث ۱۵۷۲ ابواب المناقب۔

(۲) مشکوۃ شریف 〃 ۲ 〃 ۹۱۱ 〃 ۵۸۰۸ مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۳) مظاہر حق 〃 ۴ 〃 ۱۲۵ 〃 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۱۱ حدیث ۵۸۰۹ فضائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۲۵ فضائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

حدیث: ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مشابہت ہے۔ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ محترمہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے میں) دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ (مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا) اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کردے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے گا۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۱ حدیث ۵۸۱۰ فضائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(۲) مظاہر حق ۔ ۔ ۴ ص ۱۲۵

اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

دنیا میں جتنی جماعتیں ہیں ان میں سے آپ کو کوئی جماعت ایسی نہیں ملے گی جو باری تعالیٰ سے محبت نہ کرتی ہو۔ ہر جماعت، ہر قوم ہر انسان نے خداوندکریم کو راضی کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ طریقے بنا رکھے ہیں۔ گو وہ طریقے اللہ کو پسند ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اپنے اپنے بنائے ہوئے طریقوں پر جان توڑ محنت کرتے ہیں اور جان و مال قربان کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ شاید ہی کوئی قوم اور جماعت یا انسان دنیا میں ایسا ہوگا جو خداوندکریم کے وجود کا انکار کرتا ہو ورنہ سب کی تمنا اور منشا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ ہر قوم اور ہر جماعت کے پیشوا جو مذہب کے رہنما سمجھے جاتے ہیں ان کا یہی کہنا ہے اور سمجھاتا ہے کہ تم لوگ پیدا کرنے والے خالق و مالک اور رازق سے ڈرو اور اس کے نام پر

Scanned by CamScanner

جان و مال قربان کرو تاکہ وہ تم سے محبت کرے۔ کوئی قوم، کوئی جماعت، کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے محبت میں اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود خدا اس سے محبت نہ کرے۔ اب ہم سب مل کر اس بات کی تحقیق کریں کہ اللہ تعالیٰ کس قوم سے، کس جماعت سے، کس انسان سے محبت کرتا ہے۔ پہلے قرآن کریم پھر احادیثِ کریمہ سے تحقیق کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کس سے محبت کرتا ہے۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تو خدا خود تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص خدا کی محبت کا دعویٰ کرے اور اُس کے اعمال و افعال اور عقائد مطابق فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں اور طریقۂ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔ صحیح حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۵۹ سورۂ آلِ عمران کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

سُنا میرے عزیز دوستو! اللہ پاک نے فرما دیا کہ ہم تو اُس قوم سے اُس جماعت سے اُس انسان سے محبت کرتے ہیں جو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلے۔ آپؐ کی اتباع کرے۔ آپؐ کے حکم کو مان لے، آپؐ کے فرمان کو تسلیم کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اعلان کروا دیا کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام رہنے بسنے والے جن اور انسانوں کو صاف لفظوں میں آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا جو میرے کہنے پر چلے گا اللہ تعالیٰ نے تمام جن اور انسانوں پر یہ شرط لگا دی کہ میری محبت کے دعوے میں تم لوگ اُس وقت سچے سمجھے جاؤ گے جب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو دل و جان سے بغیر چون و چرا مان لو گے۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک چھوہارے کے درخت سے تکیہ لگا کے کھڑے ہوتے تھے تو ایک انصاری عورت یا کسی مرد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ کے لئے منبر کیوں نہ بنا دیں آپؐ نے فرمایا اگر چاہو (بنا دو) چنانچہ اُن لوگوں نے آپؐ کے لئے منبر بنا دیا پھر جب جمعہ کا دن ہوا تو آپؐ منبر کی طرف تشریف لے گئے وہ درخت چیخنے لگا جس طرح لڑکا چیختا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُس کو لپٹا لیا وہ ایسی آواز سے رونے لگا جیسے وہ لڑکا روئے جو چپ کیا جاتا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اس ذکر کی یاد میں رونے لگا جو اُس کے پاس ہوتا تھا۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۰۵ حدیث ۸۸۸ نبوت کی علامتوں کے بیان میں
(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ حدیث ۱۴۸۴ مناقب کے بیان میں۔
(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰۳ حدیث ۵۶۲۰ معجزات کے بیان میں۔
(۴) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۲۳

حدیث:- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں مکہ کے اُس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے نبی ہونے کے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۵۶ حدیث ۵۵۰۲ نبوت کے علامتوں کے بیان میں
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۱۲

سلام اُس کو کی جاتی ہے جس سے پیار ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کل کائنات پیار کرتی ہے لیکن ہمارا صرف پیار کام نہیں دے گا عمل بھی کرنا ہو گا۔

قرآن کریم کے اٹھارھویں پارہ میں سُورۂ نور کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- "ہدایت تو تمہیں اس وقت ملے گی جب رسول کے کہنے پر چلو گے"

اب کوئی فقیر کوئی صوفی کوئی پیر کوئی مجاور کوئی مولوی کوئی حافظ کوئی قاری کوئی مفتی کوئی سیّد کوئی شیخ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بات کو دل و جان سے نہ مان لے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورۂ شعراء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ سے ڈرو اور میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کہنے پر چلو۔
خدائی فیصلہ ہو چکا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق چلو ایک انچ بھی آگے پیچھے نہ ہٹو۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۸۰ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس شخص نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت گزار صحیح معنوں میں میرا اطاعت گزار ہے۔ آپ کا نافرمان میرا نافرمان ہے۔ سبحان اللہ جو مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی نبی یا فرشتے کو نہیں ملا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۲ صفحہ ۵۹ حدیث ۲۰۸ جہاد کا بیان۔
(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۳ سورۂ نساء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ پاک سے محبت کا دعویٰ اس وقت قابل قبول سمجھا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی بات کو دل و جان سے مان لے اور اللہ پاک کی بات یہ ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو۔ اب جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مان لے گا اس کے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اور جو کوئی انکار کرے گا تو اس کے لئے خداوند کریم ہی کا فتویٰ سُن لو۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آل عمران کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۲ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ خدا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو مان لو اگر یہ مُنھ پھیر لیں تو بے شک اللہ ایسے کافروں سے محبّت نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے پیار نہیں کرتا جو اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ٹھکرا دے یا انکار کر دے یا آپؐ کی بات پر دوسروں کی بات کو ترجیح دے۔

قرآن کریم کے پانچویں پارے میں سورۂ نسار کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جو بھی خدا اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گا وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین (کے ساتھ ہوگا) یہ بہترین دوست ہوں گے۔ یہ فضل خدا کی طرف سے ہے اور اللہ بس ہے جاننے والا۔

ابن مردویہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ کو اپنی جان سے اپنے اہل وعیال سے اور اپنے بچوں سے زیادہ محبوب سمجھتا ہوں میں گھر میں ہوتا ہوں لیکن شوقِ زیارت مجھے بے قرار کر دیتا ہے صبر نہیں ہو سکتا دوڑتا بھاگتا آتا ہوں اور دیدار کر کے چلا جاتا ہوں۔ لیکن جب مجھے آپؐ کی اور اپنی موت یاد آتی ہے اور اس کا یقین ہے کہ آپؐ جنّت میں نبیوں کے ساتھ بڑے اونچے درجے میں ہوں گے تو ڈر لگتا ہے کہ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم ہو جاؤں گا آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا اتنے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ سورۂ نسار کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں اللہ کو واحد جانتا ہوں اور آپؐ کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرتے دم تک اسی پر رہے گا وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح جنّت میں رہے گا، پھر آپؐ نے اپنی دونوں انگلیاں اٹھا کر اشارہ کر کے بتایا لیکن شرط یہ ہے کہ ماں باپ کا نافرمان نہ ہو۔

Scanned by CamScanner

حوالہ: ۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۲۰ سورۂ نساء کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کوئی ایسا کام بتائیے کہ میں اُس پر عمل کروں اور جنّت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی عبادت کر کسی کو اُس کا شریک نہ بنا۔ فرض نماز پڑھ۔ زکوٰۃ ادا کر اور ماہِ رمضان کے روزے رکھ (یہ سُن کر) دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اِس میں سے میں کم نہ کروں گا اور نہ اِس میں کچھ بڑھاوں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنّتی کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے۔

حوالہ: ۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۵ حدیث ۵ باب ۴ کتاب الایمان۔

وہ مسلمان سوچیں اور سمجھیں جو رسم و رواج میں تو جان دے دینا فخر سمجھتے ہیں اور نماز روزے سے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے باز سے پرندے بھاگتے ہیں۔

قرآن کریم کے اُنتیسویں ۲۹ پارہ میں سُورۂ مدّثّر کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۴۹، ۵۰، ۵۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ انھیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منھ موڑ رہے ہیں گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔ جو شیر سے بھاگتے ہیں۔

کونسی وجہ ہے کہ یہ کافر تیری نصیحت اور دعوت سے منھ پھیر رہے ہیں اور قرآن و حدیث سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شکاری شیر سے بھاگتے ہیں۔

حوالہ: ۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۹۹ سورۂ مدّثّر کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوستو! جو شخص بھی اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے گا اور عملی زندگی بنائے گا تو اُس کے لئے اس قسم کے مرتبے عطا فرمانے کا وعدہ ہے کہ وہ جنّتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جنّت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین لوگوں کا ساتھ نصیب ہو گا اور سب سے بڑی دولت اللہ کی رضا نصیب ہو گی اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے مقابلے میں ساری نعمتیں ہیچ ہیں۔

حدیث: ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

حوالہ: ـ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲ حدیث ۲ کتاب الایمان۔

(۲) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۲۹ 〃 〃

ختم نبوت

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ـ آپ خدا کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت پر اس کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے رحم و کرم سے ایسے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف بھیجا اور انہیں ختم المرسلین اور خاتم النبیین بنایا اور یکسوئی والا آسان سچا اور سہل دین آپ کے ہاتھوں کمال کو پہنچایا۔ رب العالمین نے اپنی کتاب میں اور رحمۃ للعالمین نے اپنی متواتر حدیثوں میں یہ خبر دے دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس جو شخص بھی آپ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے گو وہ شعبدے دکھائے اور جادوگری کرے اور بڑے کمالات اور عقل کو حیران کر دینے والی چیزیں پیش کرے، اور طرح طرح کی نیرنگیاں دکھائے، لیکن عقلمند جانتے ہیں کہ یہ سب فریب، دھوکہ، اور مکاری ہے۔

حوالہ: ـ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۱۴ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

آپؐ خدائے تعالےٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جیسے فرمایا، خدا خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھتا ہے۔ یہ آیت نص ہے اس امر پر کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی ہی نہیں تو رسول کہاں۔ کوئی نبی، رسول آپؐ کے بعد نہیں آنے کا۔ رسالت تو نبوت سے بھی خاص چیز ہے ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲، ع ۱۳ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنی "آخری نبی" ہی سمجھتی رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے، اور اسی امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ اور جو اسکے دعوے کو مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جنکے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اسکو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اسکو مان لے تو کافر۔ ایسے ایک نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجۂ اولیٰ توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے دین و

ایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنیوالا بھی ہوتا جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے، مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایسی باتیں فرمادیتے جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں (۱) مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں (۲) رعب سے میری مدد کی گئی (۳) میرے لئے غنیمتوں کے مال حلال کئے گئے ہیں (۴) میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہور بنائی گئی (۵) میں ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (۶) اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۱۳ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ فتح کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب فرمادے۔ اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اس آیت شریفہ میں دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب ادیان عالم پر قیامت تک غالب رہنے کو بیان کیا گیا ہے۔ دین اسلام کا تمام دینوں پر غالب ہونا دلیل اور برہان ہی کے اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ تو اگر ہم فرض کرلیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی بھی "مبعوث" ہو تو ظاہر ہے کہ اس کا دین بھی حق ہی ہوگا۔ کیونکہ نبی بہر حال "دین حق" ہی لے کر آتا ہے۔ اس صورت میں اس نبی کے دین پر "دین محمدی" صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کے کیا معنی ہوں گے؟ کیا حق پر حق غالب ہوتا ہے؟ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قیامت تک کے لئے "دین حق" اسلام میں دائر ہو چکا ہے اور اس کا مصداق صرف "دین محمدی" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور رضائے الٰہی اسی پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تم لوگ بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے لئے چھانٹ لئے گئے ہو۔ تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت مقدسہ میں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خیر الامم کی سند عطا فرمائی گئی ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس امت کو خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے نبی کے انتظار کی حاجت نہیں ہے۔ اب کام اس امت کا صرف یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دوسروں تک پہنچائیں۔ اگر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی بعثت تسلیم کر لی جائے تو پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامم کیسے ہو سکتی ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک بہت اچھا اور پورا مکان بنایا لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جہاں کچھ نہ رکھا۔ لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھتے بھالتے اور اس کی بناوٹ سے خوش ہوتے لیکن کہتے کیا اچھا ہوتا کہ اس اینٹ کی جگہ پر کر لی جاتی۔ پس میں نبیوں میں اسی اینٹ کی جگہ ہوں۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۵۰۱ حدیث ۷۹۳ کتاب المناقب خاتم النبیین

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ حدیث ۵۹۳۰ باب ۳۰۱ کتاب الفضائل باب خاتم النبیین

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ ، ۱۲۷۱ بروایت ابی بن کعب کتاب المناقب

(۴) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۴۳ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۸۰ حدیث ۶۹۹ کتاب المناقب۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

Scanned by CamScanner

علیہ وسلم نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱ حدیث ۱۳۹ کتاب الرؤیا باب ذہاب النبوۃ۔

حدیث:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۱ حدیث ۱۵۳۲ کتاب المناقب۔

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۳۳۵ حدیث ۸۹۵ کتاب فضائل الصحابہؓ۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ حدیث ۲۱ باب ۳۳۶ 〃 〃 〃

حدیث:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں اور جب تک بتوں کو نہ پوجنے لگیں اور میری امت میں عنقریب تیس ۳۰ کذاب ہونگے اور ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸ حدیث ۸۹ ابواب الفتن۔

(۲) ابوداؤد شریف 〃 ۲ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۱۱ حدیث ۹۳۹ کتاب الفتن۔

(۳) مشکوۃ شریف 〃 ۲ صفحہ ۴۶۵ حدیث ۵۱۳۲ 〃 〃

(۴) مظاہر حق 〃 ۴ صفحہ ۲۰۳ 〃 〃

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاقتصاد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (الآیہ) نص صریح محکم ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ اور یہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر سلف و خلف تمام امت کا اجماع قطعی ہے اور ہوشیار رہو کہ بعض دجالیوں نے یہ عقیدہ پھیلایا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اولوالعزم نہیں ہوگا اور خالی پیغمبر ہو سکتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہے جس نے خلاف قرآن وحدیث واجماع کے اہل ایمان کو دھوکہ دینا چاہا اور اس نے جو بات کہی محض جھوٹ ہے۔

حوالہ :۔ تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۲۲ صفحہ ۴۰ سورۃ احزاب کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

"اور اگر کہا کہ میں نبی ہوں یا تیرا نبی ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

حوالہ :۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ مرتد کا بیان۔

رسول یا نبی کے بعد دوسرا رسول یا نبی کب بھیجا جاتا ہے؟ جس رسول یا نبی کا زمانہ چل رہا ہو اس نبی کے ماننے والوں نے دین میں ردّ و بدل کر دیا ہو یا نازل کردہ کتاب میں تحریف کر ڈالی ہو یا کسی نبی یا رسول کی شریعت کی مقرر کردہ میعاد پوری ہو گئی ہو یا ایک نبی یا رسول کسی خاص قوم کے لئے ہو۔ سب کے لئے نہ ہو تب دوسرے نبی یا رسول کو بھیج کر بگڑے ہوئے دین کی ترتیب صحیح کر دی جاتی ہے اور تحریف شدہ کتاب کی بھی اصلاح کر دیجاتی ہے۔ یا پچھلی شریعت کی جگہ دوسری شریعت نازل کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ساری چیزیں ختم کر دی گئی ہیں۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورہ حجر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ اور نگہبان ہیں۔

اب اس قرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اور کتابوں میں ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ ان کتابوں کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ پھر بھی ردّ و بدل ہوتا رہتا ہے اور قرآن کریم میں مخالفوں کی کوششوں کے باوجود بھی کوئی ردّ و بدل نہیں کر سکا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے اپنے اوپر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر ملک میں سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں حافظ قرآن پیدا کر دیئے جن کا بیان سنت والجماعت میں ہم تفصیل سے کر چکے ہیں۔ اب نہ اس میں کوئی تحریف کر سکتا ہے اور نہ کوئی پریس والا غلط چھاپ سکتا ہے۔ اس قرآن کریم میں نہ تو ردّ و بدل ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکتا

Scanned by CamScanner

ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دین کو بھی مکمل اور پورا کر دیا ہے۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

یعنی قیامت تک یہی دین رہے گا۔ اس دین کو منسوخ کر کے کوئی دوسرا دین اب تجویز نہیں کیا جائے گا۔ جب دین مکمل اور کامل ہو گیا اور اس دین میں قیامت تک ردّ و بدل بھی نہیں ہو گا۔ تو اب اس امت کو دوسرے رسول یا نبی کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا کرم و احسان ہے۔

جتنے بھی دنیا میں رسول یا نبی بھیجے جاتے ہیں اُن کی حفاظت بچپن ہی سے اللہ کے ذمہ ہوتی ہے اور دنیا کی تمام مخلوق سے ان کی زندگی بہترین ہوتی ہے اور سارے عالم کے لئے ہدایت اور نصیحت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔

حوالہ:۔ شمائل ترمذی صـ۲۳ حدیث ۲ مہر نبوت کا بیان

مہر اُس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ کام پورا ہو چکا ہو اب اس میں سے نہ تو کچھ نکالا جا سکتا ہے اور نہ اس میں کچھ ڈالا جا سکتا ہے۔

پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنی "آخری نبی" ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اُس کے دعوے کو مانے وہ دائرۂ اسلام

۱۰۳۰۱۱

سے خارج ہے۔

میرے عزیز دوستو! حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہوکر اپنی برکتوں سے مستفیض فرمائیں گے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں مریم کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) فیصلہ کرنے والے اور منصف بن کر آئیں گے۔ وہ نازل ہوکر صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال (کی نہریں) بہا دینگے اس قدر کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ حدیث ۱۰۰ ابواب الفتن باب ۳۹

اسی بات کو لے کر دجالی فتنہ و فریب میں مبتلا لوگ بھولے بھالے کم علم مسلمانوں کو اس صورت واقعہ سے "ختم نبوت" کے مسئلہ میں اشکال پیدا کرکے اپنے کید اور مکاری کے جال میں پھانستے ہیں۔

تو اس کا جواب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے تاکہ کوئی دھوکہ باز آپ کو دھوکہ نہ دے سکے۔ سمجھیئے "ختم نبوت" کا مطلب یہ ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی "بعثت" نہیں ہوسکتی یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی "نیا نبی" نہیں آسکتا۔ بعثت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نبوت عطا فرما کر اس کو مخلوق کی ہدایت کا کام سپرد فرمادیں۔

لیکن جو شخص نبوت سے سرفراز ہوچکا ہے اس کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے کو "بعثت" نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوچکی ہے۔ وہ بنی اسرائیل میں اپنا کام انجام دے کر زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ انھیں نہ موت آئی اور نہ انھیں شہید کیا جاسکا۔ اس کا بیان قرآن شریف میں صاف صاف آچکا ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ نساء کے بائیسویں رکوع میں آیات نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اُن کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے نہ اُن کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن اُن کو اشتباہ ہوگیا۔ اور جو لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں اُن کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں سوائے قیاسی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔

اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں تو یہ ہرگز ختم نبوت کے منافی نہیں ہوسکتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

ایک بادشاہ کسی شخص کو گورنری میں داخل کر کے کسی صوبہ کا گورنر مقرر کر دیتا ہے وہ اپنی مدت مقررہ پوری کر کے ریٹائرڈ ہو کر کسی دوسرے ملک میں یا صوبہ میں چلا جاتا ہے کچھ عرصے کے بعد وہ اسی صوبہ میں پھر آتا ہے مگر گورنر کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ کسی مخصوص کام کے لئے بادشاہ اُس کو بھیج دیتا ہے۔ اب اس کی اس دوبارہ آمد سے کیا موجودہ گورنر کے عہدہ اور اعزاز میں کوئی فرق پیدا ہو جائے گا؟ کیا کوئی احمق یہ کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اس صوبہ میں دو گورنر ہیں؟

اسی طرح سمجھئے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرب قیامت میں تشریف آوری سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "منصب ختم نبوت" میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آسکتا۔

یاد رکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دوبارہ آمد بحیثیت نبی کے نہ ہوگی بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی۔ وہ اپنی کتاب انجیل شریف پر بھی عمل نہ فرمائیں گے۔ بلکہ اس کے بجائے قرآن مجید پر ہی عمل کریں گے۔

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ایک اہم مقصد

Scanned by CamScanner

"مسیح دجّال" کو قتل کر کے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر اور فتنہ سے محفوظ رکھنا ہے۔

حدیث:۔ حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو ڈھونڈھیں گے آخر لُد کے دروازہ پر اُسے پائیں گے اور قتل کر دیں گے (لُد موجودہ ملک اسرائیل کا ہوائی اڈہ ہے) (مختصراً)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳ حدیث ۱۰۸ باب ۵۰ ابواب الفتن۔

حدیث:۔ حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ابن مریم علیہ السلام لُد کے دروازہ پر دجال کو قتل کریں گے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵ حدیث ۱۱۱ باب ۵۳ ابواب الفتن۔

قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوّت تسلیم کی ان سب کے خلاف صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بالاتفاق جنگ کی تھی اور پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام کے ہر ملک کے علمائے کرام اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نہ نبی ہو سکتا ہے نہ رسول ہو سکتا ہے اور یہ کہ جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو کوئی اس کی نبوّت یا رسالت کو مان لے وہ بھی کافر خارج از ملت اسلام ہے۔

آگاہ رہو حضور پُرنور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت ماننا صراحۃً کفر ہے۔ ایک فرقہ اسی کفر کی تبلیغ کرتا ہے۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں ہرگز نہ آنا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے دجّال کے فتنے سے بھی اور مصنوعی نبیوں کی دھوکہ بازی سے بھی۔

(آمین)

Scanned by CamScanner

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث:۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی روز ان کا انتقال ہوا۔ اسی روز صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی طاری ہوگی۔ اس لئے اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کئے جاتے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک محفوظ نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ صفحہ ۲۹۶ حدیث ۱۰۴۳ باب ۳۵۹۔

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۳ حدیث ۱۰۹۰ نماز کا باب۔

حضرات! انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی حق ہے۔ دیکھئے علامہ سخاوی رحمۃ علیہ لکھتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسم مبارک کو مٹی نہیں کھاتی۔ اسی پر امت کا اجماع ہے۔

حوالہ:۔ القول البدیع صفحہ ۱۲۵۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک رفیق اعلیٰ میں ہے۔ مع ہذا آپ کی روح مبارک کا بدن شریف کے ساتھ ایسا ربط و تعلق ہے جس کی وجہ سے آپ سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں۔

حوالہ:۔ زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۲۹ اسرار و معراج کا باب۔

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اُس کو سُنتا ہوں اور جو شخص درود بھیجے مجھ پر دور سے پہنچایا جاتا ہے وہ میرے پاس۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۹۵ حدیث ۸۶۸ درود شریف کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص ۳۰۲

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی اس آیت کا کیا جواب ہوگا۔

قرآن پاک کے تیئیسویں ۲۳ پارہ میں سُورۂ زمر کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بیشک تجھے بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرجائیں گے۔

اس آیت شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرنا ثابت ہوتا ہے اور اوپر ذکر کیے ہوئے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو یہ دونوں باتیں ایک ساتھ کیسے صحیح ہوسکتی ہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ موت سے مراد یہ ہے کہ رُوح کا جسم سے وہ تعلق جو اس دنیا میں ہے ختم ہو جائے۔ دیکھو اس دنیا میں رُوح کا تعلق جسم سے ایسا ہے کہ اس میں سانس لینے کی حاجت ہے۔ اگر باہر کی ہوا پھیپھڑوں کو نہ ملے تو آدمی مرجاتا ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر زندہ بھی نہیں رہ سکتا۔ پھر جو کھانا پانی اندر گیا ہے اُس کا ہضم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اندر جاکر جم جائے تو بھی زندہ رہنا مشکل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیات دنیوی میں رُوح کا جسم سے تعلق کمزور ہے کیونکہ اس تعلق کے قائم رہنے کے لئے دوسری چیزوں کی حاجت ہوتی ہے۔ اب سمجھئے کہ انبیاء علیہم السلام کی رُوحوں کا اُن کے جسموں سے وہ دنیوی تعلق جس کا ابھی ذکر ہوا ہے قبر میں چونکہ نہیں رہتا اس لئے اس کی تعبیر موت سے کی جاسکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم کی سورۂ زمر کی آیت تیس ۳۰ میں ہے۔

مگر میرے عزیز! انبیاء کرام علیہم السلام کی رُوحوں کا مرنے کے بعد اُن کے اُنھیں جسموں سے جن کے ساتھ وہ اس دنیا میں زندہ تھے ایک دوسری مخصوص نوعیت کا تعلق

ہو جاتا ہے اور یہ تعلق وفات سے پہلے والے تعلق سے کہیں زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے کیونکہ حیات دنیوی میں روح کا جسم سے معروف تعلق عالم دنیا کی مناسبت سے ہوتا ہے جس میں سانس لینے اور کھانے پینے کی احتیاج ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا تعلق اس تعلق کے لحاظ سے کمزور کہا جائے گا جس میں کھانے پینے اور سانس لینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مرنے کے بعد حیات دنیوی سے زیادہ قوی حقیقی جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے۔

یوں تو ہر نبی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کیونکہ ان کے جسم مبارک کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین پر کھانا یا بگاڑنا یا سڑانا حرام کر دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاص حیات کا شرف حاصل ہے اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک قائم و دائم رہے گی اور باقی انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔

بھائی ہم کہتے ہیں یا ہم کو کہا ہے

میرے عزیز دوستو! آج ہندوستان میں بعض جگہ پر اس بات پر جھگڑے چل رہے ہیں کہ فلاں لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں یہ کوئی کہنے جیسی بات ہے۔ میرے دوستو! یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو کر ایسا کلمہ بھی زبان سے نکالے۔ مگر بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہربانی اور رحمدلی سے ہم پر یہ کرم کیا ہے کہ آپ خود ہمیں بھائی کہتے ہیں۔ اب اگر یہ حدیث کوئی حق پرست عالم اپنے وعظ میں بیان کرتے ہیں تو فتنہ پرداز لوگ فوراً فتنہ برپا کر دیتے ہیں اور ہوا ایسی پھیلاتے ہیں کہ دیکھو یہ مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہتا ہے اور اپنے بھائی کے

برابر سمجھتا ہے۔ اس کا عقیدہ خراب معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہابی، دیوبندی یا تبلیغی معلوم ہوتا ہے۔ اس کا وعظ سننا حرام، اس سے جو شخص محبت رکھے اُس سے بھی سلام کلام حرام۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

میرے عزیز دوست! یہ نفس پرست اور فتنہ پرداز کتنا الٹا سمجھاتے ہیں اور ہمارے بعض مسلمان بھائی اُن کی باتوں کو سچ مان لیتے ہیں اور خود اپنی عقل سے کچھ نہیں سوچتے نہ کچھ تحقیقات کرتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہتا ہے وہ آخر سچا ہے یا جھوٹا۔

حدیث:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور فرمایا اے میرے چھوٹے بھائی اپنی دعا میں مجھ کو بھی شامل رکھنا بھول نہ جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک بات ایسی فرمائی جو مجھ کو ساری دنیا کے مقابلہ میں پسند ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ حدیث ۲۱۲۵ دعا کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف 〃 ۲ ص ۳۳۷ 〃 ۱۳۸۷ 〃 〃
(۳) مظاہر حق 〃 ۲ ص ۳۳۳ ذکر کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص ۵۳ سورۂ احزاب کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو بیشک ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہم نشین ہیں۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ ص ۲۱۹ حدیث ۹۳۹ فضائل صحابہ کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر میں صبح کے وقت ایک بار قافلہ میں وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کروایا تو ایک آدمی کے پاس صرف ایک برتن میں تھوڑا سا پانی نکلا آپؐ نے اُس میں انگلیاں ڈال دیں تو وہ برتن فوارے کی طرح جوش مارنے لگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ پکارو سب کو کہ آکر وضو کر لیں۔

Scanned by CamScanner

سیکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔ اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمام مخلوقات میں سے کس کا ایمان عجیب تر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فرشتوں کا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اُن کے ایمان میں کیا تعجب ہے وہ تو بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں۔ اُس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کیونکر ایمان نہ لاتے لوگوں نے پھر عرض کیا کہ آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سیکڑوں معجزے دیکھتے ہیں۔ اُن کے ایمان میں کیا تعجب۔ البتہ عجیب ایمان اُن کا ہوگا جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور میرا نام سن کر صدق دل سے ایمان لائیں گے وہ میرے بھائی ہیں اور تم صحابہ (رضی اللہ عنہم)

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۴۹ سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقبرہ (جنت البقیع) میں تشریف لے گئے۔ پس فرمایا آپؐ نے سلامتی ہو تم پر اے قوم مومنین کی جماعت اور ہم بھی تمہارے پاس انشاء اللہ آنے والے ہیں۔ اور تمنا رکھتا ہوں اِس کی کہ دیکھیں ہم اپنے بھائیوں کو (یہ سُن کر) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی (دنیا میں) نہیں آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ قیامت میں اُن لوگوں کو کیونکر پہچانیں گے جو ابھی تک آپؐ کی امت میں نہیں آئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھ کو بتلاؤ کہ اگر ایک شخص کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں کے اندر ملے ہوئے ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو شناخت نہ کرے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا وہ قیامت میں وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے آئیں گے اور میں حوض کوثر پر اُن کا میر سامان ہوں گا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ حدیث ۲۷۶ طہارت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ طہارت کا بیان۔

حق کو پہچان لے اور باطل کو چھوڑ دے دین پر عمل کر بدعتوں کو چھوڑ دے کیونکہ انسان دنیا بھر کے رسم و رواج کرتا ہے اور بڑے شوق سے کرتا ہے پیسے بھی برباد کرتا ہے جسمانی محنتیں بھی کرتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھایا کہ نماز پڑھنے والے وضو کرتے ہوں گے اور وضو کی وجہ سے اُن کے چہرے اُن کے ہاتھ اُن کے پیر چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے، اسی چمک کی وجہ سے میں اُن کو پہچان لوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں اُن کے چہرے اُن کے ہاتھ اُن کے پیر سیاہ فام ہوں گے، اب آپ ہی صاحبان فیصلہ کر لو کہ قیامت کے دن کون سے گروہ میں رہنا چاہتے ہیں کالے منھ والے گروہ میں یا سفید منھ والے گروہ میں اگر سفید منھ والے گروہ میں رہنا چاہتے ہیں تو آج ہی سے نماز پڑھنا شروع کر دیں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم کامل وضو کرنے کے سبب قیامت کے دن روشن پیشانی اور چمکدار ہاتھ پاؤں والے ہوگے

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ [illegible] حدیث [illegible] باب [illegible] طہارت کے بیان میں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت سجدوں کی وجہ سے روشن چہرے والی ہوگی اور وضو کی وجہ سے اُس کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ [illegible] حدیث [illegible] نماز کے بیان میں۔

قرآن کریم کے چوتھے پارے میں سورۂ آل عمران کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۶،
۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض کالے، کالے چہرے والوں سے کہا جائے گا، کہ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیوں کیا اب اپنے کفر کا عذاب چکھو اور سفید چہرے والے اللہ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

قیامت کے دن سفید چہرے ہوں گے اور سیاہ منھ بھی ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اہل سنت والجماعت کے منھ سفید نورانی ہوں گے اور اہل بدعت

والجماعت کے کالے مُنہ ہوں گے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کالے مُنہ والے منافق ہوں گے جن سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیوں کیا اب اُس کا مزہ چکھو اور سفید منہ والے رحمتِ خدا میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ ص۱۱ سورۂ آلِ عمران کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقبرے میں آئے تو آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اور کہ مجھ کو یہ آرزو ہوتی ہے کہ میں کاش اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا (کیونکہ وہ لوگ میرے بعد آنے والے ہیں) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں، آپ نے فرمایا میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد ہوں گے۔ میں تم لوگوں کے واسطے حوض کوثر پر پیش خیمہ ہوں گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ کی امت میں سے ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں یا جن کو آپ نے نہیں دیکھا ہے۔ آپ اُن کو کس طرح پہچان لیں گے۔ آپ نے فرمایا دیکھو جس گھوڑے کی پیشانی اور پاؤں سفید ہوں۔ اگر اُس کو بالکل سیاہ مشکی گھوڑے کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ اپنے گھوڑے کو پہچانے گا یا نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں ضرور پہچان لے گا۔ آپ نے فرمایا بس اسی طرح میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے روشن پیشانی اور روشن پا ہو کر آئیں گے، آپ نے (پھر) فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ اُس کے بعد فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے حوض کوثر پر سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے جس طرح گم شدہ اونٹ ہنکا دیا جاتا ہے میں ان کو دیکھ کر کہوں گا اِدھر آؤ مجھ کو جواب ملے گا تم کو ان لوگوں کی حالت نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا باتیں نکالیں اور تمہارے بعد دین سے پھر گئے تھے۔ اُس وقت افسوس سے میں کہوں گا جدائی ہی ہے۔ جدائی ہے۔

حوالہ: ابن ماجہ شریف ص۹۵۳ حدیث ۴۳۰۲ حوض کوثر کے بیان میں۔

میرے عزیز دوست! خوش ہونے کا مقام ہے کہ ہم غریب گنہگاروں کو کس قدر پیار

اور محبت بھرے الفاظ سے بھائی کہا ہے۔ ہم کو بھی چاہیئے کہ دنیا کی تمام رسموں اور رواجوں کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کریں۔ جھگڑے اور فتنوں سے کیا فائدہ۔ سچا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہے جو آپؐ کی باتوں کو دل و جان سے مان لے۔

ہماری ہزار جانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مال و اولاد دے رکھی ہے وہ بھی قربان کر دیں پھر بھی ہماری طرف سے اس بھائیؐ کے کے پیار بھرے الفاظ کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔

انگوٹھے چومیں یا درود شریف پڑھیں؟

قرآن شریف کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو۔ اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہو۔

میرے عزیز دوست! اپنی ایمان داری سے فیصلہ کرنا اس بات کا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے تو کیا کرنا چاہیے؟ اپنے ہاتھ کے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا چاہیے یا درود شریف پڑھنا چاہیے؟ آیت شریفہ میں تو درود پڑھنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو تاکید کر رہا ہے اور ہندوستان کے بعض مسلمان بھائی حضورؐ کا نام مُبارک سُنتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگاتے ہیں اور جو اس طرح نہ کرے اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی جہالت اس جمیعت

میں صرف جاہل لوگ ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مبتلا ہیں۔

اب سنیئے حدیثیں۔ میرے دوست کو پہلے وہ حدیث سناؤں جس حدیث سے انگوٹھے چومنے کا ثبوت لیتے ہیں۔

حدیث: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں محرم بروز جمعہ پیش از نماز مسجد میں تشریف لائے اور ستون سے مل کر بیٹھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے لگے۔ جب أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر پھیرے اور کہا "قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" (میری آنکھوں کی ٹھنڈک یا رسول اللہ آپ ہی سے ہے) جب اذان ہوگئی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو کوئی یوں کہے اور کرے شوق اور محبت میں جس طرح تم نے کہا اور کیا تو بخشے گا اللہ تعالیٰ گناہ اس کے قدیم و جدید، عمد و خطا، پوشیدہ اور ظاہر اور میں شفیع ہوں بخشوانے والا اس کے گناہوں کا۔

حوالہ: تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ اذان کا بیان۔

میرے عزیز دوست! یہ ہے وہ حدیث انگوٹھے چومنے کی۔ اس حدیث پر آج کل اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ انگوٹھے نہ چومنے والے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے اس دہشت سے بعض غریب جاہل ان پڑھ بھائیوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ اذان دیتے دیتے جب أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے ہیں تو فوراً بڑی پھرتی سے اپنے دونوں کانوں میں سے انگلیاں نکال کر اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لیتے ہیں پھر فوراً ہی بڑی تیزی کے ساتھ چالو اذان میں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ ہے کوئی حد جہالت کی۔ اس بے چارے غریب کے دل میں فتنہ خوروں نے ایسی دہشت بٹھا دی ہے کہ اگر میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر نہ لگاؤں تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا۔ ہائے رے ہندوستان کی جہالت۔

میرے عزیز دوست! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ کسی وعظ یا مجلس میں بھی لوگ فساد پھیلانے والے خود بھی کبھی کبھی انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر نہیں

Scanned by CamScanner

لگاتے۔ پھر آپ کیوں اتنا ڈرتے ہیں۔ میرے دوست! یہ ایک دیکھا دیکھی بات چلی ہے۔ کسی نے پوری تحقیق نہیں کی۔ آپ نے نہیں دیکھا اور اگر نہ دیکھا ہو تو دیکھ لینا کہ وعظ کرنے والے یا مجلس پڑھنے والے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں گے جب تو قریب قریب سب ان کی دیکھا دیکھی اپنے اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں گے اور اگر کوئی ایسا مولوی وعظ کرتا ہے کہ جو اپنے انگوٹھے چومتا بھی نہیں اور آنکھوں پر لگاتا بھی نہیں تو ساری کی ساری مجلس والے انگوٹھے چومنے اور آنکھوں پر لگانے سے رک جائیں گے۔ جو چالو اذان میں اپنے کانوں سے انگلیاں نکال کر انگوٹھے چومنے والے ہیں وہ بھی اس مجلس میں رک جاتے ہیں کیونکہ وہ وعظ کرنے والے مولوی صاحب انگوٹھے نہیں چومتے۔ اس لئے دوسرے بھی نہیں چومتے۔

میرے بھائی! اسی کو کہتے ہیں بغیر تحقیق کی ہوئی رسم۔ اب سنئے صحیح بات اس بارے میں کیا ہے۔ میرے دوست! میں کسی فرقے کی طرف سے آپ کو جواب نہیں دے رہا ہوں اور آپ اپنے دل میں یہ خیال بھی نہ کرنا کہ میں کسی فرقے کی طرف سے آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حنفی مسلک کو ماننے والا ہوں اور جو بات میں آپکے سامنے کر رہا ہوں اس کی حقیقت حنفی مسلک میں کیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اب سن لیجئے اس کی حقیقت۔ جو حدیث انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی آپ نے پڑھی اس کو علمائے حنفیہ ضعیف کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بناوٹی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر اس حدیث کو قبول نہیں کیا۔ اور جو صحیح حدیثوں کی کتابیں ہیں مثلاً صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف جن پر ہمارے حنفی مسلک کا عمل ہے۔ ان میں یہ حدیث نہیں ہے۔ اس حدیث کو محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں نہیں لکھا۔ بلکہ اس حدیث کو سوانحمری، تصوف اور وعظ کرنیوالوں نے بعض غیر معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔

اب ہمارے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے علمائے دین اور فقہائے کرام نے اس حدیث کو نہیں لکھا اور نہ قبول کیا اور حدیثیں لکھنے والے محدثین کرام نے بھی صحاح ستہ وغیرہ کے اندر اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نہ لکھا اور نہ قبول کیا تو پھر انگوٹھے چومنے چاٹنے

Scanned by CamScanner

کے لئے لڑائی، جھگڑا کرنا یا کرانا اور لوگوں کو انگوٹھے چومنے پر مجبور کرنا اور انگوٹھے نہ چومنے والوں کو حقیر نظروں سے دیکھنا، یا اسلام سے خارج سمجھنا اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنّت یا واجب یا فرض نہیں ہے بلکہ آپ اس کو درجہ بھی دیں گے تو مستحب، مستحسن یا مباح کے سوا کچھ بھی نہیں دے سکتے اور جس مباح کا یہ حال ہو کہ سنّت، واجب اور فرض تو بر سر عام ترک ہو رہے ہوں لیکن اس مباح کو چھوڑنا سنّت، واجب اور فرض سے بھی زیادہ برا سمجھتے ہوں تو اس وقت اس مباح پر عمل کرنے کیلئے ہمارے علمائے حنفیہ کا فتویٰ سنیئے۔

جس مباح کو سنّت یا واجب سمجھ لیا جائے وہ مکروہ ہے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ سجدۂ تلاوت کا بیان۔

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔ میرے عزیز دوست! جو لوگ انگوٹھے چومنے والے ہیں ان لوگوں میں زیادہ تر کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور آپ کو یقین نہ ہو تو آپ خود دیکھ لینا کہ یہ انگوٹھے چومنے والے سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوسوں دور ہوتے ہیں اور جو مولوی یا پیر کہلاتے ہیں ان میں سے بھی بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ واجب اور فرض کا بھی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ جن مولوی اور پیر صاحبان کا یہ حال ہو ان کے مرید اور معتقدین کا کیا حال ہوگا۔ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا لیں۔

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی جو حدیث ہے وہ بناوٹی ہے۔ لیکن یہ صحیح حدیثوں پر کچھ غور اور فکر نہیں کرتے جن سے درود شریف کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ آیت کریمہ ہے جو آپ نے اوپر پڑھ لی۔ اب سنیئے وہ حدیثیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت آپ پر درود شریف کا پڑھنا واجب ثابت ہوا۔

حدیث ۱:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے (یعنی نام لیا جائے) اور وہ (سننے والا) مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ حدیث ۱۲۹۴ دعا کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک قوم میری امت میں ہوگی جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ جنت میں جاؤ۔ وہ لوگ حیران ہوں گے کہ اب جنت کا راستہ کون بتائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا جن کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (یعنی نام لیا گیا) اور غفلت اور بھول کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

حوالہ:۔ درۃ الناصحین جلد ۲ صفحہ ۵۸

حدیث:۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت کوئی چیز سی رہی تھی، اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی اور چراغ بھی بجھ گیا اور رات اندھیری تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور اُن کے چہرۂ مبارک سے گھر روشن ہو گیا۔ پھر مجھے سوئی مل گئی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کا چہرہ کیا ہی نورانی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حیف! صدحیف! اس پر جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھے گا۔ میں نے پوچھا یا حضرتؐ وہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ سننے والا مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حوالہ:۔ تذکرۃ الواعظین صفحہ ۷۱ درود کا بیان۔

(۱) **حدیث**:۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بدبخت ہے۔

(۲) **حدیث**:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ستم کی بات ہے کہ میں آدمی کے پاس ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(۳) **حدیث**:۔ شامی کے حوالے سے حدیث قدسی لکھی ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہ دور ہو میری رحمت سے وہ جس کے پاس تیرا ذکر ہو اور وہ تجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ان تینوں حدیثوں کا حوالہ یہ ہے)

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ نماز کا بیان۔

میرے عزیز دوست! آپ ہی ایمانداری سے انصاف کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنا جائے تو کیا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھیں یا درود پڑھیں؟

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو بخیلی کے لئے یہ کافی ہے کہ میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۳۱ سورہ احزاب کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے گا وہ جنت کا راستہ نہ بھولے گا۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۵۱ حدیث ۹۲۲ نماز کا بیان۔

حضرت ابن مظہر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ پر درود بھیجنے کا عمدہ طریقہ جس کو جمہور علماء نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ مجلس میں جتنی مرتبہ بھی آپ کا نام سنے تو آپ پر درود پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک مجلس میں ہزار مرتبہ بھی آپ کا نام سنے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ نام سننے والا مجھ پر درود نہ بھیجے گا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اللہ اس کو دور پھینکے گا اور وہ شخص اپنے نفس کو ملامت کرے گا۔

حوالہ:۔ درۃ الناصحین جلد ۱ صفحہ ۸۵

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر آئے (یعنی نام لیا جائے) لیکن وہ (نام سننے والا) مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان المبارک آئے پھر اس سے پہلے (یعنی رمضان ختم ہونے سے پہلے) اسے بخشا نہ جائے اور رمضان ختم ہو جائے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے والدین پر بڑھاپا آیا لیکن دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا (یعنی وہ اپنی ماں یا بڈھے باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ حدیث ۱۳۹۳ دعا کا بیان۔

(۲) مشکوۃ شریف 〃 ۱ صفحہ ۱۹۶ 〃 ۸۶۱ درود کا بیان۔

(۳) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۲۹۹ 〃 〃

اس حدیث کی شرح میں ہمارے حنفی مسلک کے فقہائے کرام فرماتے ہیں:۔

Scanned by CamScanner

خاک آلود ہو یعنی خوار اور ہلاک ہو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں میں یعنی نام لیا جائے میرا اس کے سامنے اور وہ درود نہ بھیجے مجھ پر۔ ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ ہر بار مجلس میں جب نام مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا جائے تو درود بھیجنا واجب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ترک پر وعید آئی ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰ درود کا بیان۔

میرے بھتیا! مذہبی عمل تو کتابوں پر ہونا چاہئے کسی کی زبان پر نہیں۔ کم سے کم حدیثوں کی تو لاج رکھو۔ تم اپنے آپ کو سنی کہتے ہو تو اہل سنت والجماعت کے علمائے دین و فقہائے کرام کے فتووں کی تو شرم رکھو۔ کہاں تک جہالت میں ڈوبے رہو گے۔ شریعت کا بھی تو کچھ خیال کرو۔

اجماع ہے کہ تمام عمر میں ایک بار درود شریف کا پڑھنا فرض اور ہر بار جب ذکر ہو تو علی الصحیح واجب ہے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۹ نماز کا بیان۔

درود پڑھنا فرض ہے عمر بھر میں ایک بار اور واجب ہے جتنی بار کہ ذکر نام مبارک ہو مذہب صحیح سے۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ نماز کا بیان۔

اگر سننے والے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت درود نہ بھیجا تو درود بھیجنا اس کی گردن پر قرض رہا۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۳۶۳ کراہت کا بیان۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت درود شریف پڑھنا واجب ہے نہیں پڑھے گا تو قرض ہوگا اس پر۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۷ کراہت کا بیان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت درود شریف پڑھنا ہمارے حنفی مسلک کے علمائے دین واجب بتاتے ہیں۔ ایک مجلس میں جتنی بار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام مبارک سنے اتنے ہی مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اس کا تو کچھ خیال کرو، اس کے علاوہ جو درود شریف پڑھنے کی فضیلت آئی ہے اس سے کیوں محروم رہتے ہو اور لوگوں کو محروم رکھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب کیوں بنتے ہو

حدیث ۱:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۹۹ حدیث ۴۳۲ جمعہ کا بیان۔
(۲) مشکوٰۃ شریف ″ ۱ ص ۱۹۹ ″ ۸۵۴ درود کے بیان میں۔
(۳) مظاہر حق ″ ۱ ص ۲۹۸

میرے عزیز دوست! زیادہ تر حدیثیں درود شریف پڑھنے کی فضیلت میں ہیں اور اس قسم کی بھی حدیثیں ہیں کہ درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے جاتے ہیں۔

حدیث ۲:۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۹ ص ۲۹۸ حدیث ۱۰۳۲ باب ۳۵۸۔
(۲) ابن ماجہ شریف ص ۱۲۳ حدیث ۱۰۹۷ نماز کا بیان۔

میرے عزیز دوست! وہ انسان کتنا خوش نصیب ہے جس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے کہ فلاں فلاں آپ کے امتی نے آپ پر درود کا تحفہ بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک اس تحفہ مبارک سے کتنی خوش ہوتی ہوگی۔ اس مرتبہ کو حاصل کرنے کیلئے آج ہی تیار ہوجا۔ انگوٹھے چومنے چاٹنے چھوڑ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی درود شریف پڑھنے کو کہتا ہے پھر بھی اگر ہم نہ مانیں نہ سمجھیں تو یہ ہماری سراسر جہالت اور ضد ہے کیونکہ شریعت کا عمل تو اس پر ہونا چاہئے جو قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔

22

Scanned by CamScanner

درود شریف کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

حدیث:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ملاقات کی مجھ سے کعب بن عجرہ نے اور کہا کہ کیا میں تجھ کو وہ چیز ہدیہ نہ دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں ہم کو وہ ہدیہ ضرور دے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اور اہل بیت پر ہم کس طرح درود بھیجیں۔ خداوند تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو سکھا دیا ہے آپ نے فرمایا اس طرح کہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۹۵ حدیث ۹۵۳ درود شریف کی فضیلت

(۲) مظاہر حق ۱ ص ۲۹۷ " " "

حدیث ۱ :- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ آپ یہ بتلایئے کہ میں اس کے لئے کتنا وقت مقرر کردوں (اپنے اعمال اور وظائف میں سے) آپ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادتی کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا آدھا مقرر کردوں ؟ فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادتی کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا دو تہائی مقرر کردوں ؟ آپ نے فرمایا جس قدر تو چاہے اگر زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اپنی دعا کا سارا وقت مقرر کردوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا یہ کفایت کرے گا اور تیرے دین و دنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا اور تیرے گناہ دور کئے جائیں گے۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث نمبر ۸۶۳ درود کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف " ۲ صفحہ ۹۵ " " ۳۲۰ رقاق کا بیان۔
(۳) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۳۰۰ درود کا بیان۔

حدیث ۱ :- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اس وقت آپ کا چہرہ بشاش تھا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تجھ کو یہ پسند نہیں کہ تیری امت میں سے کوئی شخص تجھ پر درود بھیجے اور میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کروں اور تیری امت میں سے کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث نمبر ۸۶۲ درود شریف کا بیان۔
(۲) دارمی شریف صفحہ ۳۱۶ " نمبر ۲۷۳۹ باب نمبر ۱۱۹۴
(۳) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ درود شریف کے بیان میں۔
(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ " " "

حدیث ۱ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرے گا۔ اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۸۵۶ درود شریف کا بیان۔

(۲) نسائی شریف " ۱ صفحہ ۳۲۰ " " " "

(۳) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۲۹۸ " " " "

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ اور ملائکہ اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ حدیث ۸۶۹ درود شریف کا بیان۔

(۲) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۳۰۲ " " " "

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص درود بھیجے مجھ پر دور سے، پہنچایا جاتا ہے وہ میرے پاس۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ حدیث ۸۶۸ درود شریف کا بیان۔

(۲) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۳۰۲ " " " "

یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین (یعنی دنیا میں گھومنے پھرنے والے فرشتے) پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے تو سعادت ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

حوالہ :- مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ درود شریف کا بیان۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر جو زیارت کے لئے جاتے ہیں ان لوگوں کے درود و سلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود سنتے ہیں اور جو دور دراز سے درود و سلام پڑھے جاتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ پہنچائے جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ان تمام حدیثوں کے پڑھنے کے بعد حاضر و ناظر کا مسئلہ اور میلاد میں کھڑے ہو کر سلامی پڑھنے کا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ فرشتوں کے ذریعہ سے سلام پہنچایا جاتا ہے تو اب ادنیٰ سے ادنیٰ انسان بھی انکار نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ہم حاضر و ناظر اور میلاد میں کھڑے ہو کر سلامی پڑھنے کا آگے تفصیل سے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یا رسول یا غوث کہ یا اللہ؟

میرے عزیز دوست! آپ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔ یا ہم اولیاء اللہ کو نہیں مانتے۔ اس کو اپنے وہم میں بھی نہ لانا کیونکہ شیطان انسانوں کو بہکانے کے لئے ایسے ہی جھوٹے خیال دل میں پیدا کر کے بہکاتا ہے۔ تو برائے مہربانی غصہ کو تھوڑی دیر کے لئے قابو میں رکھ کر خدا کے واسطے اس باب کو پورا پڑھ کر ذرا غور کرنا پھر ایمانداری سے انصاف کرنا کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بعض مسلمان بھائی اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے اور لیٹے وقت کوئی تو یا رسول اللہ، کوئی یا غوث، یا مشکلکشا، یا علی، یا حسین، کوئی یا داول شاہ، کوئی یا غیبن شاہ کوئی یا میران شاہ، کوئی یا داتار، کوئی یا خواجہ جو بھی نام اپنے اپنے گاؤں یا شہر یا ماحول میں مشہور ہوتے ہیں ان کے نام یہ لوگ اس طرح کہتے رہتے ہیں اور کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ شریعت کا کیا حکم ہے۔ اس قسم کے لوگ جہالت میں ایسے پھنسے ہیں کہ یا اللہ، یا خدا کہنے والوں کو اسلام سے خارج یا وہابی اور غیر مقلد سمجھتے ہیں۔ اب آیئے اس کے بارے میں قرآن کریم اور حدیثوں سے کیا ثابت ہے اور ہمارے علمائے دین اور فقہائے کرام کا اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے نویں ۹ پارہ میں سورۂ اعراف کے بائیسویں ۲۲ رکوع میں آیت نمبر ۱۸۰
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں تو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے نام میں کجروی کرتے ہیں - ان لوگوں کو ان کے کئے کی سزا ضرور ملے گی -

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے ننانوے ۹۹ نام ہیں - جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ وِتر ہے اور وِتر ہی کو پسند کرتا ہے (اللہ ایک ہے اور ایک کا عدد طاق ہے - وِتر کا معنی طاق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ وِتر کو پسند کرتا ہے -)

حوالہ :- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۰۸ حدیث ۱۳۲۹ دعا کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ حدیث ۹۵۵ باب ۳۳۸ " "
(۳) مشکوٰۃ شریف " ۱ صفحہ ۳۷۶ " ۲۱۶۲ کتاب الاسماء -
(۴) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۲۵۷

قرآن کریم کے دوسرے ۲ پارہ میں سورۂ بقرہ کے اٹھارہویں ۱۸ رکوع میں آیت نمبر ۱۵۲
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا تم میری شکر گذاری کرو اور کفر نہ کرو -
سبحان اللہ ! اللہ پاک اس خاکی پتلے سے وعدہ فرما رہا ہے کہ تم مجھے یاد کرو گے تو میں تم کو یاد کروں گا -

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میری نسبت جو گمان رکھتا ہے میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں وہ دل میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو دل میں یاد کرتا ہوں - اور لوگوں میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر مخلوق میں (یعنی فرشتوں کی جماعت میں) اس کا ذکر کرتا ہوں - وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں

Scanned by CamScanner

اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔ وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں۔ وہ آہستہ آہستہ میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ صفحہ ۵۳۲ حدیث ۲۲۵۵ توحید کا بیان۔
(۲) صحیح مسلم شریف " ۲ صفحہ ۱۹۳ حدیث ۱۵۳ باب ۳۳۰ دعا کا بیان۔
(۳) مشکوٰۃ شریف " ۱ صفحہ ۲۸۱ " ۲۱۳۰ ذکر الٰہی کا بیان۔
(۴) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۲۳۸

قرآن مجید کے دسویں پارہ میں سورۂ انفال کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اے ایمان والو! جب تم کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

اس آیت میں جناب باری تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے اور صبر کرنے کا حکم دیا کہ نامردی، بزدلی، بھاگنا اور ڈر و خوف نہ برتو۔ اللہ کو یاد کرو۔ اُسے نہ بھولو اس سے فریاد کرو۔ اسی سے دعائیں کرو۔ اسی پر بھروسہ رکھو۔ اسی سے مدد طلب کرو یہی کامیابی ہے اس وقت بھی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ وہ جو فرمائیں کرو۔ جس سے روکیں رک جاؤ۔ آپس میں جھگڑے اور اختلاف نہ پھیلاؤ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ بزدلی جم جائے گی، ہوا اکھڑ جائے گی، قوت اور تیزی جاتی رہے گی۔ اقبال و ترقی رک جائے گی، دیکھو صبر کا دامن نہ چھوڑو، اور یقین رکھو کہ صابروں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان احکام میں ایسے اترے کہ ان کی مثال اگلوں میں بھی نہیں پچھلے والوں کا تو ذکر ہی کیا۔ یہی شجاعت، یہی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی صبر و استقلال تھا جس کے باعث مدد خدا شامل رہی اور بہت ہی کم مدت میں باوجود تعداد و اسباب کی کمی کے مشرق و مغرب کو فتح کر لیا۔ نہ صرف لوگوں کے ملکوں ہی کے مالک بنے بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر کے خدا کی طرف لگا دیا۔ رومیوں اور فارسیوں، ترکوں اور صقالیہ کو، بربریوں اور حبشیوں کو، سوڈانیوں اور قبطیوں کو غرض دنیا کے کل گوروں اور کالوں کو

Scanned by CamScanner

دبالیا۔ اللہ کے کلمہ کو بلند کیا، دین حق کو پھیلایا اور اسلامی حکومتوں کو دنیا کے کونوں کونوں میں جما دیا۔ اللہ ان سے خوش رہے اور انہیں بھی خوش رکھے۔ خیال کرو کہ تیئیس ۲۳ سال میں نقشہ بدل دیا، تاریخ کا ورق پلٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی انہی کی جماعت میں حشر کرے۔ وہ کریم و وہّاب ہے۔ آمین

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۱ سورۂ انفال کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا وہ زمانہ اور اس زمانے کے اکثر مسلمانوں کو دیکھے لڑنے آئیں گے تو مسلمانوں سے اور نعرے لگائیں گے تو خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے نام کے۔

حدیث:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ کون سا عمل ہے جو تمہارے تمام اعمال میں تمہارے مالک یعنی اللہ کے نزدیک اچھا اور سب اعمال سے پاک ہے اور تمہارے درجوں میں سب عملوں سے زیادہ بلند ہے اور تمہارے لئے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے (جنگ) لڑو اور لوگوں کی تم گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ حدیث ۱۳۲۹ دعا کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ 〃 ۲۱۳۵ ذکر اللہ کا بیان۔

(۳) ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۶۵ 〃 ۳۷۸۸ 〃 〃

(۴) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ 〃 〃

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی خدا کا ذکر ہے اور کوئی چیز خدا کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بہتر نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا خدا کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگرچہ جہاد کرنے والے کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ جائے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۴۶ حدیث ۲۱۹۰ ذکر الٰہی کا بیان۔
(۲) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۲۵۵

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پوری مشغولیت کے وقت یعنی جب تلواریں چلتی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرض رکھا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۹ سورۂ انفال کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ہشام بن عاص اموی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک صاحب روم کے بادشاہ ہرقل کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے روانہ ہوئے (بہت لمبی بات کے بعد) آپ فرماتے ہیں کہ ہم شاہی محل کے پاس پہنچے۔ یہاں پر ہم نے اپنی سواریاں بٹھائیں۔ بادشاہ دریچے میں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہماری زبانوں سے بے ساختہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ نکل گیا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اسی وقت شاہ روم کا محل تھر تھرا اٹھا جس طرح کسی جھونپڑے کو تیز ہوا کا جھونکا ہلا دیتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۲۹ سورۂ اعراف کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا مسلمانوں کا نعرہ جو دشمنوں کے دل تو کیا محلات تک کو ہلا دیتا تھا۔ جنگلوں میں، پہاڑوں میں، شہروں میں، سمندروں میں، خشکی میں جہاں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے یہی ایک نعرہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بلند کرتے ہوئے لوگوں کے شہر اور ان کے قلعے کیا بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر لیا۔ افسوس ہے ہندوستان کے بعض مسلمانوں کی جہالت پر کہ اللہ کے نام کو چھوڑ کر دوسرے کے نام کی پکاریں لگاتے ہیں اور سمجھانے والوں کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

بعض جگہ پر جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اپنے مریدوں اور معتقدوں سے اس قسم کے نعرے لگواتے رہتے ہیں کہ غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے، غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ اس قسم کے نعرے لگاتے ہیں اور بعض جگہ پر تو ہر سال جلوس نکالا جاتا ہے اور اس میں اس قسم کے نعرے لگانے کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے اور کثرت سے لگایا جاتا ہے۔ اس قسم کا نعرہ لگانے کی ضرورت اس وقت سمجھی جاتی ہے جبکہ کوئی کہتا ہو کہ تم لوگ غوث کا

Scanned by CamScanner

دامن چھوڑ دو۔ پورے ہندوستان میں ہم نے کہیں بھی نہیں سنا کہ کوئی شخص یوں کہہ رہا ہو کہ جن کے ہاتھ میں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ہے وہ چھوڑ دیں۔ جب کوئی کہتا ہی نہیں ہے تو پھر اس قسم کے نعرے لگانے کا کیا مطلب ؟۔

اگر واقعی کسی کے ہاتھ میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ہو تو کون ایسا بدنصیب انسان ہے کہ کسی کے ہاتھ سے دامن چھڑوا دے لیکن دامن ہاتھ میں ہے ہی نہیں تو چھوڑنے کا سوال ہی کب پیدا ہوتا ہے میرے بھیا۔

جو لوگ اس قسم کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اگر واقعی ان کے ہاتھ میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ہوتا تو وہ لوگ حنبلی مسلک کے ہوتے کیونکہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حنبلی مسلک کے تھے حنفی مسلک کے نہیں تھے۔ اب جو لوگ نعرہ لگواتے ہیں اور جو لوگ نعرہ لگاتے ہیں سب کے سب حنفی مسلک کے ہیں پھر ان کے ہاتھ میں دامن کیسے ہوگا۔

نعرہ لگانے والوں میں سے قریب قریب سب ہی جاہل اور ان پڑھ ہوتے ہیں شرابی، جواڑی، بے نمازی اور نعرہ لگاتے ہیں کہ غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ کیا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑنے والا بھی شراب پیئے گا۔ کیا جوا کھیلے گا، کیا نماز کو ترک کرے گا ؟ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہمارے بھولے پن کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس قسم کے ہم سے نعرے لگوا کر ہم کو بیوقوف بنا رہے ہیں حقیقت میں دامن نہ اُن کے ہاتھ میں ہے نہ ان کے ہاتھ میں ہے دونوں دامن پکڑنے سے محروم ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں کہ غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حنبلی مسلک کے ہیں تو امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نماز نہیں پڑھنے والوں کے لئے فتویٰ سنیئے۔

جو شخص نماز کو فرض نہیں مانتا اور اسے ترک کرتا ہے وہ کافر ہے اسے قتل کرنا واجب ہے کسی مسلک والے کو اس سے اختلاف نہیں۔

حوالہ :۔ غنیۃ الطالبین ص۵۴۳ نماز کی شان کے بیان میں۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے پیر صاحب کے نام سے مشہور ہیں وہ بے نمازی کے لئے کیا فرماتے ہیں ذرا اس کو بھی سن لیجئے۔

جو شخص نماز کو فرض جانتا ہے مگر سستی اور غفلت کے باعث اسے ادا نہیں کرتا اسے نماز کے لئے بلایا جائے اگر بلانے پر حاضر نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ کافر ہے اگر اسے متواتر تین روز تک بلایا جائے پھر بھی نہ آئے تو اسے تلوار سے قتل کرنا جائز ہے ایسا شخص ان دونوں حالتوں میں مرتد ہے مسلمانوں کو ایسے شخص کا مال لوٹ لینا جائز ہے اسے بیت المال میں داخل کر لیں۔ اس کے جنازے پر نماز نہ پڑھیں نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیں۔

حوالہ:۔ غنیۃ الطالبین صـ ۵۴۳ نماز کی شان کے بیان میں۔

یہ ہے اس بزرگ ہستی کا فتویٰ جن کا یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے، دامن بھی پکڑتا ہے اور نماز بھی نہیں پڑھنی ہے یہ دونوں باتیں کیسے نبھ سکتی ہیں اگر دامن پکڑتا ہے تو تمام برائیوں کو چھوڑ دو اور نماز کے پابند بن جاؤ صرف نعرہ لگانے سے دامن ہاتھ میں نہیں رہے گا سمجھے میرے بھولے بھیا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۴۳۵ حدیث نمبر ۲۱۶۰ ذکر الٰہی کے بیان میں۔

(۲) مظاہر حق " " ۲ صـ ۲۵۶

قرآن کریم کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سورۂ قٓ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

اتنے قریب والے کو چھوڑ کر دور والوں کو پکارنا اور ان کے نام کے نعرے لگانا حاجت روا اور مشکلکشا سمجھنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے کہ وہی انسان کا خالق ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہاں تک کہ انسان کے دل میں جو بھلے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں انہیں بھی جانتا ہے اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صفحہ ۹۰ سورۂ قؔ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے تیرہویں پارہ میں سورۂ رعد کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لے آئے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو تسلی ہوتی ہے۔

جو اللہ کی طرف جھکے، اس سے مدد چاہے، اس کی طرف عاجزی کرے وہ ہدایت پانے والا ہو جاتا ہے۔ جن کے دل میں ایمان جم گیا، جن کے دل اللہ کی طرف جھکتے ہیں اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں راضی و خوش ہو جاتے ہیں اور اللہ کا ذکر اطمینان دل کی چیز بھی ہے ایمانداروں، نیک کاروں کے لئے خوشی اور نیک فالی اور آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ کا ذکر ہے۔ ان کا انجام اچھا ہے۔ یہ مستحق مبارکباد ہیں یہ بھلائی کو سمیٹنے والے ہیں انکا اللہ کی طرف لوٹنا بہتر ہوگا

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۴۲ سورۂ رعد کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ کون سا مجاہد افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا سب سے زیادہ خدا کا ذکر کرنے والا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۸ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین، تابعین عظام، محدثین کرام، اماماں دین، بزرگان امت، اولیاء اللہ، پیران پیر، خواجہ صاحب، نظام الدین اولیاء، صابر پیا، میراں شاہ، داول شاہ، حاجی ملنگ شاہ، داتا بابا، غیبن شاہ، کمال شاہ، جمال شاہ، جلال شاہ، ظاہر شاہ، باطن شاہ، روشن شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ کوئی بھی ہو، تمام سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا کہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے ہر وقت اللہ ہی کا ذکر کرتے تھے، اللہ ہی کا نام ان کی زبانوں سے بلند ہوتا تھا، اندر باہر،

Scanned by CamScanner

گلی بازار، بستی، شہر، آبادی، جنگل، مسجد، خانقاہ اور عبادت گاہ بھی ان کے خدائی نعروں سے گونجتی تھی اور ہم ان محبوب اور پیارے بندگان خدا کی راہ تو چھوڑ بیٹھے اور بجائے خدا کے خود ان بزرگوں کے نام کے نعرے لگانے لگے۔ بتائیے یہ جہالت کس قدر گھٹاٹوپ ہے۔ اس جہالت پر لے جانے والے یہی جیب بھر پیر اور ان کے مرید، اور پیٹ بھر مولوی اور ان کے مقتدی ہی تو ہیں مجھے میرے بھولے بھیا۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کا جلال، اس کی تسبیح، اس کی حمد، اس کی بڑائی، اس کی وحدانیت کا ذکر کرتے رہتے ہیں ان کے لئے یہ ذکر کے کلمات عرش کے آس پاس خدا کے سامنے ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ کوئی نہ کوئی تمہارا ذکر تمہارے رب کے سامنے کرتا رہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۷ صفحہ ۲۸ سورۂ فتح کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

جنگ کے اندر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کٹ جاتی ہیں تو اس وقت انکی زبان سے "حس" نکل گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بسم اللہ کہہ دیتے یا اللہ کا نام لے دیتے تو تمہیں فرشتے اٹھا لیتے اور آسمان کی بلندی کی طرف لے چلتے اور لوگ دیکھتے رہتے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صفحہ ۳۶ سورۂ آل عمران کے سولھویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھے اپنے تمام بندوں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ جواب ملا کہ جو ہر وقت میری یاد میں رہے اور مجھے نہ بھولے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۱۱ سورۂ کہف کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

اے عزیز میرے! آج مسلمان بھائیوں نے اللہ کو خوش کرنا چھوڑ دیا اور حق پرستوں کو جلانے کے لئے اللہ کے سوا دوسروں کے نام ان کو سنا سنا کر زور زور سے پکارتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ ایسی پکاریں لگانے کا آخر انجام کیا ہوگا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی قیامت کے دن اور گھیرے گی، اور سخت غیظ و غضب میں ہوگی، اور کہے گی کہ میں

Scanned by CamScanner

تین قسم کے لوگوں کے لئے بھیجی گئی ہوں۔ ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور تیسرے ہر سرکش، ضدی، تکبر کرنے والے پر، پھر تو وہ انھیں سمیٹ لے گی اور چن چن کر اپنے پیٹ میں ڈال لے گی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۴۳ سورۂ حج کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ساتوں آسمان اور زمین جو بھی ان میں ہے اس کی تسبیح کر رہے ہیں ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو لیکن تم انکی تسبیح بیان کرنے کو سمجھ نہیں سکتے، وہ بڑا حلیم اور بڑا غفور ہے۔

ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں بسنے یا رہنے والی کل مخلوق اس کی قدوسیت، تسبیح تعظیم، جلالت، بزرگی، بڑائی، پاکیزگی اور تعریف بیان کرتی ہے اور جو مشرکین، نکمے اور باطل اوصاف ذات خدا کے لئے مانتے ہیں۔ ان سے تمام مخلوق برائت کا اظہار کرتی ہے اور اس کی یکتائی اور ربوبیت میں اسے واحد اور لاشریک مانتی ہے، ہر ہستی خدا کی توحید کی زندہ شہادت ہے، ان نالائق لوگوں کے اقوال سے مخلوق تکلیف میں ہے، قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے، زمین دھنس جائے اور پہاڑ ٹوٹ جائیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۳۶ سورۂ بنی اسرائیل کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں

اے عزیز دوست میرے! زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کے سب اللہ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور انسانوں میں سے جب کوئی اللہ کے سوا دوسرے کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی نعرے لگاتا ہے تو خود خدا اور خدا کی بنائی ہوئی تمام چیزیں اس انسان سے ناراض ہو جاتی ہیں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۱

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرتے رہو۔
اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی زبان پر ہر وقت زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح خدا کا نام آتا رہے۔ یہ کیفیت آدمی پر اس وقت تک طاری نہیں ہوتی جب تک اس کے دل میں خدا کا خیال بس کر نہ رہ گیا ہو۔ انسان کے شعور سے گزر کر اس کے تحت الشعور اور لاشعور تک میں جب یہ خیال گہرا اتر جاتا ہے۔ تب ہی اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جو کام اور جو بات بھی وہ کرے گا اس میں خدا کا نام ضرور آئے گا۔ کھائے گا تو بسم اللہ کہہ کر کھائے گا، فارغ ہوگا تو الحمد للہ کہے گا، سوئے گا تو اللہ کو یاد کر کے اور اٹھے گا تو اللہ کا نام لیتے ہوئے، بات چیت میں بار بار اس کی زبان سے بسم اللہ الحمد للہ انشاء اللہ، ماشاء اللہ، اور اسی طرح کے دوسرے کلمات نکلتے رہیں گے۔ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے مدد مانگے گا، ہر نعمت ملنے پر اس کا شکر ادا کرے گا، ہر آفت آنے پر اس کی رحمت کا طلبگار ہوگا، ہر مشکل میں اس سے رجوع کرے گا، ہر برائی کا موقع آنے پر اس سے ڈرے گا، ہر قصور سرزد ہو جانے پر اس سے معافی چاہے گا، ہر حاجت پیش آنے پر اس سے دعا مانگے گا، غرض اٹھتے بیٹھتے اور دنیا کے سارے کام کاج کرتے ہوئے اس کا وظیفہ خدا ہی کا ذکر ہوگا۔ یہ چیز درحقیقت اسلامی زندگی کی جان ہے۔ دوسری جتنی عبادتیں ہیں ان کے لئے بہرحال کوئی وقت ہوتا ہے جب وہ ادا کی جاتی ہیں اور انھیں ادا کر چکنے کے بعد آدمی فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ عبادت ہے جو ہر وقت جاری رہتی ہے اور یہی انسان کی زندگی کا مستقل رشتہ اللہ اور اس کی بندگی کے ساتھ جوڑے رکھتی ہے خود عبادات اور تمام دینی کاموں میں بھی جان اسی چیز سے پڑتی ہے کہ آدمی کا دل محض ان خاص اعمال کے وقت ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت خدا کی طرف راغب اور اس کی زبان دائما اس کے ذکر سے تر رہے۔

اے عزیز دوست میرے! اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو ارشاد فرما رہا ہے کہ تم مجھے خوب یاد کرتے رہو، ایک آن بھی میری یاد سے غافل نہ رہو اور اللہ تعالیٰ کو

Scanned by CamScanner

یاد کرنے پر جو انعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان کو سنیئے۔

حدیث:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ کلمہ بتادوں جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلا دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا کلمہ سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ ہے۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ حدیث ۱۰۲۳ باب ۳۴۹ دعا کا بیان۔

میرے عزیز! ہندوستان کی جہالت نے بعض مسلمانوں کو کس قدر جاہل بنادیا ہے کہ اپنے آپ کو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور دعوٰی محبت کا کرتے ہیں اور جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے اور کرنے کا حکم فرمایا اس کو نہیں کرتے ہیں اور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کے کہنے پر چلتے ہیں، شریعت کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت پر چلتے ہیں اور کچھ سوچتے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بیٹھتے، لیٹتے، چلتے، پھرتے خدائے واحد ایک اکیلے خدا ہی کو یاد کرتے تھے۔

قرآن شریف کے انتیسویں ۲۹ پارہ میں سورہ جن کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو کہہ دے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ کہہ دو کہ میں تو صرف اکیلے اللہ ہی کو پکارتا ہوں۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۲ حدیث ۷۱۶ باب ۱۳۲ حضور کا ہر حال ذکر الٰہی کرنا۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ حدیث ۱۳۳۶ دعا کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں حاصل نہیں کرسکتا؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ہم میں سے کون ایک ہزار نیکیاں حاصل کرسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللہ پڑھو۔ تمہارے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک ہزار گناہ دور کیے جائیں گے۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ حدیث نمبر ۹۸۲ باب نمبر ۲۵۶ ذکر کا باب۔
(۲) ترمذی شریف " ۲ " ۳۱۲ " ۱۳۱۴ دعا کا بیان۔
(۳) مشکوٰۃ شریف " ۱ " ۲۷۹ " ۲۱۴۴ تسبیح و تحمید کا بیان۔
(۴) مظاہر حق " ۲ " ۲۷۵ " " "

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ ایک روز بھی ایک سو مرتبہ پڑھا تو اس کے تمام گناہ مٹائے جائیں گے، اگرچہ دریا کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۰۶ حدیث نمبر ۱۳۲۴ دعا کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف " ۲ " ۳۱۲ حدیث نمبر ۱۳۱۷
(۳) مشکوٰۃ شریف " ۱ " ۲۷۸ " ۲۱۴۱ خدائے تعالیٰ کے ناموں کا بیان
(۴) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ تسبیح و تحمید کا بیان۔

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ ۲۴ میں سورۂ مومن کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے کیونکہ اللہ ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں خواہ وہ بت اور تصویریں ہوں یا اور کچھ ہو کسی چیز کے مالک نہیں، ان کی حکومت ہی نہیں تو حکم اور فیصلے کریں گے ہی کیا اللہ اپنی مخلوق کے اقوال کو سنتا ہے اور ان کے احوال کو دیکھ رہا ہے۔ جسے چاہے راہ دکھاتا ہے

Scanned by CamScanner

جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔ اس کا اس میں بھی سراسر عدل اور انصاف ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۳۶ سورہ مومن کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ نہ سمجھنا کہ یہ آیتیں تو ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے نہیں تھے، یا نہیں جانتے تھے۔ اگر یہ خیال آپ کے دل میں آئے تو غلط ہے۔ اس کو دل سے نکال دینا۔ یہ آیتیں جن کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ بھی خدا کو برابر مانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی تعظیم و تقرب میں دوسروں کو ایسے ہی سمجھتے اور مانتے تھے جس طرح آج ہندوستان کے بعض مسلمان بھائی ولیوں کو مانتے ہیں جن کا بیان تفصیل کے ساتھ ہم انشاء اللہ آگے کریں گے۔

قرآن شریف کے پچیسویں پارہ میں سورۂ زخرف کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۶ ۳۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جو شخص خدا کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ شیطان ان کو سیدھے راستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں۔

اے میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے کہ جو شخص اس رحیم و کریم کے ذکر سے غفلت اور بے پروائی کرے اس پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے۔ ایک تو ہے شیطان کا مسلط ہونا۔ اگر شیطان ہم پر مسلط ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہٹا سکتے ہیں اور دوسری بات ہے اللہ کی طرف سے مسلط کرنا۔ اگر اللہ کی طرف سے کسی انسان پر شیطان کو مسلط کر دیا گیا تو اب اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے اور جو شخص ذکر الٰہی نہیں کرتا وہ زندہ اور مردہ کے مانند ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ حدیث ۲۱۳۹ ذکر اللہ کا بیان۔

(۲) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۲۴۸

Scanned by CamScanner

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کلام کی کثرت نہ کرو۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور اللہ سے زیادہ دور وہ ہے جو سخت دل ہے۔

حوالہ :۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵ حدیث ۲۷ زہد کا باب۔

قرآن شریف کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے انھیں خدا کی طرف سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جو اللہ کے ذکر سے منہ موڑے، خدا کی کتاب سے غفلت کرے، خدا کی باتوں یعنی آیتوں پر ایمان لانے کا قصد ہی نہ کرے، ایسے لوگوں کو خدا بھی دور ڈال دیتا ہے۔ انھیں دین حق کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور آخرت میں سخت دردناک عذاب میں پھنسیں گے۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۵۵ سورۂ نحل کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں۔

اے عزیز دوست میرے! اب آیئے آخری نصیحت میں آپ کو آیتیں اور حدیثیں اور فقہائے کرام کا فتویٰ سنادوں پھر آپ اپنی مرضی کے مختار ہیں چاہے شریعت پر عمل کریں، چاہے اپنی جہالت پر، چاہے اپنے جیب بھر و پیر اور پیٹ بھر مولویوں کے کہنے پر۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے بیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۹۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے۔

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ اپنے عقلمند بندوں کی صفت بیان کر رہا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے خدا کا نام لیا کرتے ہیں اور ہماری جہالت دیکھئے کہ خداوند کریم کے بتائے ہوئے قانون کے خلاف اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے یا رسول اللہ، یا غوث، یا مشکلکشا، یا حسین، یا خواجہ، یا داتا، یا غیبن شاہ، یا داول شاہ، یا میران شاہ وغیرہ وغیرہ کے نام لیتے ہیں۔ اے عزیز! اپنے دل میں یہ خیال بھی نہ لانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا

Scanned by CamScanner

اولیاء اللہ کی ہمارے دل میں محبت نہیں ہے۔ اگر ان بزرگوں کی محبت میرے دل میں نہ ہوتی تو مجھے آپ صاحبوں کو سمجھانے کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑتی لیکن مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی مجبور کر رہی ہے کیونکہ آپؐ نے حدیث میں فرمایا ہے۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو شادکام اور کامیاب رکھے جس نے ہم سے حدیثیں سن کر یاد کرلیں اور جس طرح انھیں سنا تھا اسی طرح ان کو دوسروں تک پہنچادیا کیونکہ بہت سے لوگ جن کے پاس حدیثیں پہنچائی جاتی ہیں وہ پہنچانے والے سے بہتر عقلمند اور سمجھ والے ہوتے ہیں۔

حوالہ :۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ حدیث ۵۱۵ علم کا بیان۔

اس حدیث کو مد نظر رکھ کر اللہ کی رحمت کے سہارے پر آپ کو قرآن کریم کی آیات اور حدیثیں سنا سنا کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ شاید آپ کی سمجھ میں شریعت کی باتیں آجائیں اور آپ جہالت سے بچ جائیں۔ اس نیت سے یہ ساری محنتیں اور کوششیں ہو رہی ہیں۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ کسی شخص نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ! اے ہمارے سردار اور سردار کے لڑکے، اے ہم سب سے بہتر اور بہتر کے لڑکے! تو آپؐ نے فرمایا لوگو! اپنی بات کا خود خیال کر لیا کرو۔ تمہیں شیطان اِدھر اُدھر نہ کردے۔ میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں، میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ قسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بڑھا دو۔

حوالہ :۔ (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲۶ سورۂ نساء کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں
(۲) سیرۃ النبیؐ جلد ۲ صفحہ ۲۲۳

میرے عزیز دوست! خوب سوچ کر کہنے والے نے کوئی کھوٹی یا بری بات تو نہیں کہی تھی۔ پھر بھی اس کو روک دیا گیا۔ کیونکہ اگلی امتوں کی گمراہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ ان میں اسی طرح رفتہ رفتہ گمراہی پھیلی تھی جیسا

Scanned by CamScanner

کہ آج کل ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔

جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں سے اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت ہی میں ہوئے ہیں۔ شیطان ان کو ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ وہ ان بزرگوں کو اللہ کے رتبے اور مرتبے کے برابر سمجھنے لگتے ہیں مثلاً علم میں، قدرت میں اور تصرّف وغیرہ میں۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ جو خدا چاہے اور جو تم چاہو وہ ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا۔ بلکہ یوں کہہ کہ اکیلا اللہ چاہے وہ ہوگا۔

حوالہ: (۱) مظاہر حق جلد ۱ صـ ۳۱ کتاب الایمان باب الکبائر۔

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صـ ۵۰ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں

اسی طرح مکہ والے بھی گمراہ ہوئے کیونکہ وہ جن جن کو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے پکارتے تھے وہ بھی کسی نہ کسی زمانے کے بزرگ تھے۔ جن کو نفع اور نقصان میں مددگار اور حاضر و ناظر سمجھ کر پکارتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صرف ایک اکیلے اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

مکہ کے ان مشرکوں کو ایک اللہ کا پکارنا بہت برا لگتا تھا اور بالکل یہی حالت آج ہمارے ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی ہے۔

شرک کا اصلی ضرر یہ ہے کہ خدا سے انسان کو جس درجہ کا تعلق، جس قسم کا عجز و نیاز، جس مرتبہ کی محبت، جس درجہ التجا درکار ہے اس کا رخ دوسری جانب بدل جاتا ہے ہزاروں لاکھوں آدمی ہیں جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوتا، کاسنات اور زمین و آسمان کے خالق نہیں ہیں تاہم وہ ہر قسم کی حاجتیں اور مرادیں ان ہی دیوتاؤں اور معبودوں سے مانگتے ہیں، ان ہی کو حاجت روا جانتے ہیں اٹھتے بیٹھتے ان ہی کا نام لیتے ہیں۔ ان ہی پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ غرض براہ راست ان کو جو تعلق ہوتا ہے ان ہی معبودوں سے ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں ہزاروں لاکھوں آدمیوں کا طرز عمل انبیاء و صلحاء بلکہ مزارات کی نسبت اسکے قریب قریب ہے۔ اس بنا پر مقدم ترین امر یہ ہے کہ معبودوں کی نسبت اس قسم کا خیال

Scanned by CamScanner

نہ پیدا ہونے پائے بلکہ صاف صاف بتا دیا جائے کہ خدا کے آگے کسی کی کچھ نہیں چل سکتی اور اس کی مرضی میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا۔

حوالہ:۔ سیرۃ النبیؐ جلد ۳ ص ۴۲۵۔

قرآن کریم کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ مومن کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے ہم کو دو بار مردہ رکھا اور دو بار زندگی دی سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں۔ تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے؟ (جواب ملے گا کہ) یہ عذاب تمہیں اس لئے ہے کہ جب صرف اکیلے خدا کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ سو (اس پر) یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان اور بڑے رتبہ والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو بیان کیا کہ باری تعالیٰ ہم مردہ تھے تو نے ہمیں زندہ کر دیا پھر مار ڈالا پھر زندہ کر دیا، پس تو ہر اس چیز پر جسے تو چاہے قادر ہے، ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے یقیناً ہم نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی اب بچاؤ کی کوئی صورت بنا دے، یعنی ہمیں دنیا کی طرف پھر لوٹا دے جو یقیناً تیرے بس میں ہے، ہم وہاں جا کر اپنے پہلے اعمال کے خلاف اعمال کریں گے، اب اگر ہم وہی کام کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔ انھیں جواب دیا جائے گا کہ اب دوبارہ دنیا میں جانے کی کوئی راہ نہیں، اس لئے کہ اگر دوبارہ چلے بھی جاؤ گے تو پھر بھی وہی کرو گے جس سے منع کئے جاؤ گے تم نے اپنے دل ہی ٹیڑھے کر لئے ہیں تم اب بھی حق کو قبول نہ کرو گے بلکہ اس کا خلاف ہی کرو گے، تمہاری تو یہ حالت تھی کہ جہاں خدائے واحد کا ذکر آیا اور تمہارے دل میں کفر سمایا، ہاں اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے تو تمہیں یقین و ایمان آ جاتا تھا، یہی حالت پھر تمہاری ہو جائے گی، دنیا میں اگر دوبارہ گئے تو دوبارہ یہی کرو گے، پس حاکم حقیقی جس کے حکم میں کوئی ظلم نہ ہو سراسر عدل و انصاف ہی ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے نہ دے جس پر چاہے رحم کرے جسے چاہے عذاب کرے، اس کے حکم و عدل میں کوئی

Scanned by CamScanner

اس کا شریک نہیں، وہ خدا اپنی قدرتیں لوگوں پر ظاہر کرتا ہے، زمین و آسمان میں اس کی توحید کی بیشمار نشانیاں موجود ہیں، جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب کا خالق سب کا مالک سب کا پالنے والا اور حفاظت کرنے والا وہی ہے، وہ آسمان سے روزی یعنی بارش نازل فرماتا ہے۔ جس سے ہر قسم کے اناج کی کھیتیاں اور طرح طرح کے عجیب عجیب مزے کے مختلف رنگ روپ و شکل و وضع کے میوے اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں حالانکہ پانی ایک زمین ایک، پس اس سے بھی اس کی شان ظاہر ہے، سچ تو یہ ہے کہ عبرت و نصیحت فکر و غور کی توفیق ان ہی کو ہوتی ہے جو خدا کی طرف رغبت و رجوع کرنے والے ہوں۔

حوالہ۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۳۳ سورۂ مومن کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

ان لوگوں کی حالت بیان ہو رہی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ہر جگہ پر حاضر و ناظر اور نفع و نقصان میں مددگار سمجھ کر پکارتے تھے۔ ان سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے میرا شریک کیوں کیا۔ میں نے تو اس کو قرآن شریف میں اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی تم کو سمجھا دیا تھا وہ لوگ جواب میں کہیں گے کہ پھر دو بارہ ہم کو دنیا میں بھیج اب ہم شرک نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہاری تو یہ حالت تھی کہ جب کسی نے تنہا ایک اکیلے خدا کا نام لیا تو تمہارے دل میں کفر سمایا اور اگر کوئی شرک کرتا تو تمہیں یقین آجاتا کہ یہ سچا ہے۔

میرے عزیز دوست! یہی حالت آج ہمارے ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی ہے اور اس بلا و مصیبت میں اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مبتلا ہیں یعنی جب کوئی مسلمان بھائی اٹھتے بیٹھتے یا اللہ، یا خدا یا اس کا اور کوئی نام لیتا ہے تو فوراً اس پر وہابی یا غیر مقلد کا ٹائٹل لگا دیتے ہیں اور جو یا رسول، یا غوث، یا خواجہ، یا مشکلکشا، یا حسین، یا داتار، یا غیبن شاہ، یا داول شاہ، یا ملنگ شاہ، یا کلیر شاہ بہرحال خدا کو چھوڑ کر کسی نبی یا کسی ولی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کریں اسی کو سنی سمجھتے ہیں۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ مومن کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تم اللہ ہی کو خالص اعتقاد کر کے پکارو گو کافر لوگ بُرا مانیں۔

میرے عزیز دوست! جو انسان اٹھتے بیٹھتے خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ لوگ جب بیمار ہو جاتے ہیں اور ہر علاج سے وہ لاعلاج ہو جاتے ہیں، علاج کرانے سے، منتیں ماننے سے، یعنی جب غوث پاک، خواجہ صاحب، غیبن شاہ، داول شاہ، میران شاہ، ملنگ شاہ وغیرہ وغیرہ سب سے ناامید ہو جاتے ہیں اس وقت بھی لوگ ان تمام کو یعنی جن جن کو پکارتے ہیں سب کو بھول جاتے ہیں اور ایک اللہ ہی یاد آنے لگتا ہے۔ چارپائی پر جب مایوس ہو کر پڑ جاتے ہیں اور اٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہی خدا یاد آتا ہے جس نے تمام نبیوں اور ولیوں کو پیدا کیا اور ان کی مشکلیں بھی حل کیں اور ان کی پریشانیاں بھی دور کیں۔ اور جب وہ بیمار ہوئے تو ان کو شفا بھی بخشی وہی خدا اس وقت یاد آجاتا ہے تب وہ اللہ کو پکارتے ہیں۔

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، اور کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے اس نے ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت بڑی لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ ہی سے اپنی تکلیف دور کرنے کی التجائیں کرتا رہتا ہے اور جب دعا قبول ہوئی اور تکلیف دور ہوئی تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ بیمار ہی نہ ہوا تھا اور دعا بھی نہ مانگی تھی اور اسی پہلی حالت پر آجاتا ہے جیسا کہ پہلے غفلت میں تھا۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے پندرہویں رکوع میں آیت

نمبر ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بیٹھا کسی مجلس میں (یا کسی اور جگہ) اور نہیں ذکر کیا اللہ کا وہاں پر تو اس کا وہاں بیٹھنا اللہ کی طرف سے اس پر افسوس اور ٹوٹا ہوگا۔ اور جو شخص لیٹا اپنے بستر پر اور نہیں ذکر کیا اللہ کا تو اس پر اللہ کی طرف سے افسوس اور ٹوٹا ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر۱ صفحہ ۳۷۳ حدیث نمبر ۲۱۳۸ ذکر اللہ میں۔

(۲) مظاہر حق 〃 نمبر۲ صفحہ ۲۵۳ 〃

یعنی ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے سوتے اور جاگتے اور شب و روز ذکر خدا میں مشغول رہنا چاہیے اور جو وقت خالی ذکر سے ہوگا موجب حسرت اور ندامت کا ہوگا قیامت میں۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد نمبر۲ صفحہ ۲۵۳ ذکر اللہ۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام میں نیک اعمال کا طریقہ بہت کثرت سے ہو گیا ہے لہٰذا میرے واسطے ایسا عمل بتا دیجیے جس کو میں ہر وقت (اٹھتے بیٹھتے لیٹتے) کرتا رہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھ۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۹۵ حدیث نمبر ۳۷۹۱ ذکر الٰہی کا بیان۔

بعض باتیں شرک کی تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ سوائے خدا کے اوروں (یعنی غیروں) کو عبادت میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔ بیچ ذکر کے اوروں کو ہمسر خدا کا کرتے ہیں اور نام اوروں کا مانند نام خدا کے بطریق تقرب کے ذکر کرتے ہیں مثلاً اٹھتے بیٹھتے میں مثل نام خدا کے اوروں کا نام لیتے ہیں (یہ شرک ہے)

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ کتاب الایمان باب الکبائر۔

اب جو اللہ کے سوا دوسروں کو اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے پکارتے ہیں وہ جس کو بھی پکاریں چاہے کسی نبی کو یا ولی، یا غوث یا قطب کو وہ اسے ہر جگہ حاضر و ناظر دیکھنے اور سننے اور مدد کرنے والا سمجھ کر پکارتے ہیں، یہ شرک ہے۔

معلوم ہوا کہ سننے والا اور دیکھنے والا جس طرح اللہ کی صفت ہے اس میں کسی مخلوق کی مشابہت بالکل نہیں۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے ملایا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ عقائد کا بیان۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے "شرک شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اس کے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہے اور کا علم بھی ایسا ہی جانے اور جیسے اللہ کو قادر جانتا ہے ہر چیز پر ویسا اور کو بھی جانے یا جیسے وہ تصرف رکھتا ہے عالم میں ساتھ ارادہ اپنے کے ویسے اور کو بھی جانے۔

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے ایماندار اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

اس آیت میں مشرکین کا دنیوی اور اخروی حال بیان ہو رہا ہے۔ یہ خدا کا شریک مقرر کرتے ہیں۔ اس جیسا اوروں کو ٹھہراتے ہیں اور پھر ان کی محبت اپنے دل میں ایسی جماتے ہیں جیسی خدا کی ہونی چاہیے۔ حالانکہ وہ معبود برحق صرف ایک ہی ہے۔ وہ شریک اور ساجھی سے پاک ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۸ سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں آیت نمبر ۲۵۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کی رضامندی کے طلبگار کو وہ سلامتی کی رہنمائی کرتا ہے اور شک و شبہ کے کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر نورِ حق کی صاف روشنی میں لاکھڑا کرتا ہے، کفار کے ولی شیاطین ہیں جو جہالت و ضلالت کو کفر و شرک کو مزین کر کے انھیں ایمان سے اور توحید سے روکتے ہیں اور یوں نورِ حق سے ہٹا کر ناحق کی اندھیریوں میں جھونک دیتے ہیں یہی کافر ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں ہی پڑے رہیں گے۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۱۱ سورۂ بقرہ کے چونتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

اے غافل اسی کو چاہ جو تجھے چاہتا ہے، اسی کو طلب کر جو تجھے طلب کرتا ہے، اسی سے محبت کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اور اسی کا مشتاق بن جو تیرا مشتاق ہے، کیا تو نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

حوالہ :۔ فیوض یزدانی صفحہ ۲۰۳ مجلس ۲۷

ایماندار اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں ان کے دل عظمت الٰہی اور توحید ربانی سے معمور ہوتے ہیں وہ خدا کے سوا نہ دوسرے کی ایسی محبت کریں نہ کسی اور کی طرف التجا کریں نہ دوسروں کی طرف جھکیں نہ اس کی پاک ذات کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۸ سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

نعرۂ تکبیر

مومن کی تقریر اللہ اکبر — مومن کی تحریر اللہ اکبر
مومن کی شمشیر اللہ اکبر — کلمے کی تفسیر اللہ اکبر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

ایمان کی جان اللہ اکبر — اسلام کی آن اللہ اکبر
قرآں کا فرمان اللہ اکبر — قولِ مسلمان اللہ اکبر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

آغاز و انجام اللہ اکبر — انعام و اکرام اللہ اکبر!
پیغام اسلام اللہ اکبر — سب سے بڑا نام اللہ اکبر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

گونجا یہ نعرہ جنگ و جدل میں — گونجا یہ نعرہ دشت و جبل میں
گونجا یہی میدانِ عمل میں — گونجا یہ نعرہ قصر و محل میں
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

صدیقؓ و فاروقؓ عثمانؓ و حیدرؓ — حضرت بلالؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ
خالدؓ و طارقؒ شبیرؓ و شبرؓ — نعرہ یہی تھا سب کی زباں پر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

صوم و صلوٰۃ و بانگ و اذاں میں — جنّ و بشر میں کرّو بیاں میں
فرش و فلک میں حور و جناں میں — گونج رہا ہے کون و مکاں میں
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

آب و ہوا میں موج و صبا میں — صوت و صدا میں لحن و ندا میں
صبح و مسا میں نور و ضیا میں — گونجا ہے اجگل ساری فضا میں
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

Scanned by CamScanner

حاضر و ناظر

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۱، ۴۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے۔ اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہیں مانا ہوگا۔ وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جاتی اور وہ اس میں سما جاتے۔ وہاں یہ (لوگ) اپنی کوئی بات اللہ سے چھپا نہیں سکیں گے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن تو آپ ہی پر اترا ہے اور میں آپ کو سناؤں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تو میں نے سورۂ نساء پڑھ کر سنائی اور جب میں اس آیت پر پہنچا (جو اوپر لکھ دی گئی ہے) تو آپ نے فرمایا بس بس اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ صفحہ ۲۵۶ حدیث ۱۹۸۵ سورۂ نساء کی تفسیر

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۳۰ سورۂ نساء کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۸۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جس دن ہم ہر ایک امت میں ایک ایک گواہ جو انہیں میں کا ہوگا ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ بنا کر لائیں گے۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع میں آیت

نمبر ۴۵، ۴۶، ۴۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے نبی یقیناً ہم نے ہی تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے گواہیاں دینے والا خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا، اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا، اور روشن چراغ تو مومنوں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

طبرانی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر یہ اترا ہے کہ اے نبیؐ! ہم نے تجھے تیری امت پر گواہ بنا کر جنت کی خوشخبری دینے والا بنا کر اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کے حکم سے اس کی توحید کی شہادت کی طرف لوگوں کو بلانے والا بنا کر اور روشن چراغ قرآن کے ساتھ بنا کر بھیجا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۱۴ سورۃ احزاب کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

اے پیغمبر بے شک بھیجا ہم نے تجھے گواہ امت کی تصدیق اور تکذیب پر اور خوشخبری دینے والا ہماری رحمت کی اور ڈرانے والا عذاب سے۔

حوالہ:۔ تفسیر قادری جلد ۲ پارہ ۲۲ صفحہ ۲۶۶ سورۃ احزاب کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا ہے اس شان سے کہ تو شاہد ہے (ف) یعنی اپنی امت پر توحید الٰہی عزوجل کی شہادت دینے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام پیغمبروں کے واسطے شہادت دینے والی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۲۲ صفحہ ۵۳ سورۃ احزاب کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۃ بقرہ کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا

Scanned by CamScanner

تم نے میرا پیغام میرے بندوں کو پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہاں خدایا پہنچا دیا تھا۔ ان کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھ تاچھ ہوگی کہ کیا نوح علیہ السلام نے میری باتیں تمہیں پہنچائی تھیں۔ وہ صاف انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ تمہاری امت انکار کرتی ہے تم گواہ پیش کرو۔ یہ کہیں گے کہ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت میری گواہ ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳ سورہ بقرہ کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میری امت قیامت کے دن ایک اونچے ٹیلے پر ہوں گے۔ تمام مخلوق میں نمایاں ہوں گے اور سب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس روز تمام دنیا تمنا کرے گی کہ کاش وہ بھی ہم میں سے ہوتے۔ جس جس نبی کی قوم نے اسے جھٹلایا ہے ہم دربار رب العالمین میں شہادت دیں گے کہ ان تمام انبیاء علیہم السلام نے حق رسالت ادا کیا تھا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳ سورہ بقرہ کے سترہویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چوبیسویں پارہ میں سورہ زمر کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی نامہ اعمال حاضر کئے جائیں گے نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق فیصلے کئے جائیں گے اور ظلم نہ کئے جائیں گے۔

قیامت کے دن جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلے کے لئے تجلّی فرمائے گا اس وقت اس کے نور سے ساری زمین جگمگا اٹھے گی۔ نامہ اعمال لائے جائیں گے۔ نبیوں کو پیش کیا جائے گا جو گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کر دی تھی۔ اور بندوں کے نیک و بد اعمال کے محافظ فرشتے لائے جائیں گے اور عدل و انصاف کے ساتھ مخلوق کے فیصلے کئے جائیں گے اور کسی پر کسی قسم کا ظلم و ستم نہ کیا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۱۹ سورۂ زمر کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

ان تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اپنی نوعیت میں اس شہادت سے مختلف نہ ہوگی جس کے ادا کرنے کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دوسری امتوں پر گواہی دینے کے لئے بطور شاہد کے بلایا جائے گا۔

میرے عزیز دوست! شہادت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ شاہد بچشم خود اصل واقعہ دیکھے اور معائنہ کرے بلکہ کسی ثقہ اور معتبر کے بتلانے پر اور کسی معقول وجہ سے علم ہونے پر بھی شہادت جائز ہے اور اگر بغیر معائنہ اور مشاہدہ کے گواہی اور شہادت درست نہ ہو تو امت محمدیہ پہلی امتوں پر کس طرح شہادت دے گی؟ اس امت نے نہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ پایا نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس امت کو دوسری امتوں پر گواہ بنایا گیا اگر شہادت کے لئے معائنہ اور واقعہ میں حاضر ہونا اور دیکھنا ضروری ہوتا تو یہ امت پہلی امتوں پر ہرگز گواہ نہ بن سکتی۔ اگر یہ شہادت اعمال کی ہو تو ان سب کا حاضر وناظر ہونا لازم آتا ہے اور اگر یہ گواہی صرف اس امر کی شہادت دینے کے لئے بلائے جائیں گے کہ خلق تک اس کے خالق کا پیغام پہنچایا ہے۔ تو لامحالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی غرض کے لئے بلائے جائیں گے۔ میرے عزیز دوست! امت محمدیہ کی گواہی صرف اس وجہ سے ہوگی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے پاس قطعی اور یقینی خبر پہنچادی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں کو تبلیغ کی ہے۔

نسب، موت، نکاح، جماع اور قاضی کے تقرر کی شہادت بلا دیکھے درست ہے جبکہ کسی معتبر آدمی نے خبر دی ہو۔

حوالہ:۔ قدوری صفحہ ۲۱۳ کتاب الشہادت۔

Scanned by CamScanner

جو چیز تواتر کی وجہ سے مشہور ہو جائے یا کسی معتبر آدمی نے خبر دی ہو تو شاہد کو اس کی گواہی دینا جائز ہے۔

حوالہ:- ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۵ کتاب الشہادت۔

الغرض شاہد اور گواہ کے لئے ہر واقعہ میں موجود ہونا شہادت کے لئے ضروری نہیں ہے۔ قرآن کریم، حدیث شریف اور فقہ حنفی سے یہ بات ثابت ہو چکی۔ مگر جہالت تو دیکھئے کہ اب بھی یہی کہے جا رہے ہیں کہ شہادت کے لئے دیکھنا اور موجود رہنا حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے۔ کچھ حد ہے اس جہالت کی۔

ہر موذن اپنی اذان میں کلمۂ شہادت پڑھتا ہے۔ ہر مومن کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا ہے تو کیا اس نے اللہ کو دیکھا ہے اور کیا اس نے جبرئیل علیہ السلام کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگر نہیں دیکھا ہے تو بتاؤ یہ شہادت کیسے درست ہو گی؟ اور یا پھر ہر کلمہ گو اور موذن کو حاضر و ناظر مانو۔

اور اس مضمون کی تائید وہ حدیث کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے اور کچھ لوگ آئیں گے آپ ان کو پہچان بھی لیں گے۔ باوجود اس کے آپ سے دور اور علیحدہ کر دیئے جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ یہ تو میرے امتی ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں۔ ان لوگوں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین میں نئی نئی رسمیں یعنی بدعتیں پیدا کی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے مجھ سے دور ہو جاؤ اور خدا کی رحمت سے بھی دور ہو جاؤ۔ اس حدیث کو علم غیب کے بیان کی آخری بحث میں ہم سات کتابوں کے حوالے سے لکھ چکے ہیں اس مضمون کو اس کثرت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان کیا ہے کہ اس میں کسی کو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ایک ایک شخص اور اس کی ایک ایک حرکت کے شاہد قطعاً نہیں ہیں۔ رہی وہ حدیث جس میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے

24

ہیں تو وہ کسی طرح بھی اس مضمون کو رد نہیں کرسکتی اس لئے کہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے حالات سے باخبر کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب کب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے اعمال کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے فرما رہے ہیں۔

بعض لوگوں نے اس شہادت سے یہ مطلب لیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخرت میں لوگوں کے اعمال پر شہادت دیں گے اور اس سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ بے دیکھے شہادت کیسے دیں گے۔

قرآن کریم کی رو سے یہ تاویل بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ لوگوں کے اعمال پر شہادت قائم کرنے کے لئے تو اللہ نے ایک دوسرا ہی انتظام کیا ہے۔ اس غرض کے لئے اس کے فرشتے ہر شخص کا نامۂ اعمال تیار کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ قٓ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۷، ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ہر چیز کو لکھ رہے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا مگر یہ کہ اس کے پاس نگہبان یعنی لکھنے والے تیار ہیں۔

یعنی ایک طرف تو ہم خود براہ راست انسان کی حرکات و سکنات اور اس کے خیالات جانتے ہیں اور دوسری طرف ہر انسان پر دو فرشتے معمور ہیں جو اس کی ایک ایک بات کو نوٹ کر رہے ہیں اور اس کا کوئی قول اور فعل ایسا نہیں جو لکھا نہ جاتا ہو۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انسان کو پیش کیا جائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ کو خود بھی علم ہوگا کہ کون کیا کر کے آیا ہے اور اس کے علاوہ دو فرشتے گواہی دینے کے لئے آئیں گے اور اس کے اعمال کا دستاویز ثبوت کے لئے لا کر رکھ دیں گے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور بھی انتظام کئے ہیں۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ یٰسٓ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ آج ہم ان کے منھ کو بند کردیں گے اور ہاتھ ان کے بولیں گے اور پیر گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کچھ کرتے تھے۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں ۱۸ پارہ میں سورۂ نور کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس روز ان کے خلاف ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر بھی (گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو یہ لوگ کرتے تھے۔

قرآن کریم کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورۂ سجدہ کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۲۰، ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ جواب دیں گی ہمیں اس خدائے تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے۔

قیامت کے دن ہر ایک انسان کے اعمال کی گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کر رکھا ہے، اس کے ہاتھ اس کے کان، اس کی آنکھیں، اس کے پیر، اس کی زبان، اس کی چمڑی غرضیکہ ہر چیز جو کچھ جتنا کچھ بھی کیا ہوگا سب کا سب بیان کردیں گی۔ سورۂ یٰس میں فرمایا ہے کہ منھ کو بند کردیں گے اور سورۂ نور میں فرمایا کہ زبانیں بھی بولنے لگیں گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنی زبان پر کنٹرول نہیں رہے گا۔ وہ انسان جو چاہے گا وہ اپنی زبان سے نہیں بول پائے گا بلکہ جو حق ہوگا وہی زبان بولے گی۔

دنیا میں سائنسداں فلم کی پٹی کو بلوا سکتے ہیں، ٹیپ ریکارڈ کو بلوا سکتے ہیں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو بلوا سکتے ہیں۔ جب یہ آلے بولتے ہیں تو کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود وہی انسان بول رہا ہے حالانکہ اس میں انسان نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کی آواز اس میں اتاری جاتی ہے۔ اللہ کے بنائے ہوئے انسان جب آواز کو مشینوں کے ذریعہ جب چاہیں تب بلوا سکتے ہیں۔ تو خداوند کریم

Scanned by CamScanner

تو قادرِ مطلق ہے جس طرح زبان کو بلوا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر عضو حشر کے میدان میں بولنے لگے گا۔

حاضر و ناظر سوائے خدا کے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ جن کے لئے آیتیں، حدیثیں اور فقہ کی دلیلیں ہم اپنے بھولے بھٹیا کو سناتے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ بات سمجھ میں آجائے گی۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے تیئیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپؐ سے سوال کرتے ہیں تو آپؐ کہدیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس لوگوں کو بھی چاہیے کہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

حدیث: ایک دیہاتی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا رب قریب ہے۔ اگر قریب ہو تو ہم اس سے سرگوشیاں کریں اور اگر دور ہو تو ہم اونچی آوازوں سے اسے پکاریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳۸ سورۂ بقرہ کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک میرا بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت میں ہوتے ہیں میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔

حوالہ: (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۹۵ حدیث نمبر ۳۷۹۰ ذکر اللہ میں۔

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۳۸ سورۂ بقرہ کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ قٓ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اس کے دل میں جو خیال آتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں۔

Scanned by CamScanner

ہماری قدرت اور ہمارے علم نے انسان کو اس طرح گھیر رکھا ہے کہ اس کی رگِ گردن بھی اس قدر قریب نہیں جتنا کہ ہم اس سے قریب ہیں۔ اس کی بات سننے کے لئے ہمیں کہیں سے چل کر نہیں آنا پڑتا۔ اس کے دل میں آنے والے خیالات تک کو براہِ راست جانتے ہیں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی ہر پوشیدہ چیز کو جانتا ہے وہ تو تمہارے سینے کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

خداوند تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین اور اس میں جو کچھ بھی ہے جانتا ہے جنگل ہو یا بستی، سمندر ہو یا بیابان، آندھی ہو یا برسات، دن ہو یا رات، ہر وقت ہر گھڑی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ رات کی گھنگھور اندھیری میں چلتی ہوئی چیونٹی اور مکڑی اور اڑتے ہوئے مچھر کو دیکھتا ہے اور ان کے دکھ اور راحت کو اچھی طرح بغیر بتائے جانتا ہے۔ کسی کو کچھ دکھائی دے یا نہ دے لیکن اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اور یہ صفت خدا کے سوا اور کسی میں نہیں ہے۔

قرآن کریم کے ستائیسویں پارہ میں سورۂ حدید کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے یا اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ اس میں چڑھ کر جائے۔ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آسمان سے بارش کی کتنی بوندیں گریں، کل کتنی بارش برسی، کتنا پانی زمین نے پیا، کتنا پانی ندی، نالوں، کنوؤں میں رکا اور کتنا سمندر میں گیا، اور دنیا والوں نے زمین میں کتنے دانے ڈالے ہیں اور ہر ہر دانے میں کیا کیا پھل اور کتنا مقدار کا اناج پیدا ہوا ہے۔ وہ زمین

Scanned by CamScanner

سے نکلنے والے پودے یا درخت یا سبزی یا گھاس، یا دھان ہر ایک کی مقدار کو جانتا ہے۔ زمین سے نکلنے والی کونپل اور درختوں سے جھڑنے والا پتہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہ جانتا ہو۔ ہماری ہر ایک سانس کو اور ہمارے دل کی دھڑکنوں کو وہ بغیر کسی کے بتائے جانتا ہے۔ کون کہاں پیدا ہوا اور کہاں مرے گا اور کہاں بیمار ہے یا تندرست ہے۔ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اسی طرح چرند، پرند، کیڑے مکوڑے، مکھی اور مچھر کی روزی کا انتظام ہر جگہ پر کر رہا ہے اور ان سب باتوں کا علم کسی کے بتائے بغیر رکھتا ہے ایسا خدا جس کا نام عالم الغیب ہے اور جس کا نظام ہماری عقل سے باہر ہو اس جیسا اور کون ہو سکتا ہے میرے بھولے بھیا! توبہ کر لے اور جہالت کو چھوڑ دے۔ سوائے خدا کے اور کوئی بھی حاضر و ناظر نہیں ہے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ مجادلہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا مگر اللہ اس میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کا مگر اس میں چھٹا (اللہ) ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر اس میں (اللہ) ہوتا ہے۔ جہاں بھی وہ ہوں (وہاں اللہ ہوتا ہے) پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال بتا دیئے جائیں گے (جو کچھ وہ کر رہے تھے) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

ایسی صفت، ایسی شان اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی میں سمجھنا اور جتانا یا ثابت کرنا جہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے فرشتے زمین پر سفر کرتے رہتے ہیں۔ وہ میری امت کے درود و سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۸۵۸ درود کا بیان۔

(۲) دارمی شریف صفحہ ۳۱۶ ، ۲۷۳۰ باب ۱۱۹۷

(۳) نسائی شریف جلد ۱ ص ۳۱۶ درود کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۹۸

آؤ آؤ! عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والو! ہم جس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہیں جس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان کو جان اور مال کو مال نہیں سمجھتے ہیں اس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی زبان مبارک سے فرما رہے ہیں کہ خداوند کریم کے بہت سے فرشتے دنیا میں گھومتے پھرتے ہیں اور میری امت کے درود و سلام مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ تو فرمان ہے آقائے نامدار، تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور چار کتابوں کے حوالے آپ کے سامنے ہیں۔

اور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو بقول ان جاہل جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کے معاذ اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول جھوٹا ہوا۔ اللہ کی پناہ! کس قدر جہالت ہے۔ نہ تو قرآن کی باتیں مانتے ہیں نہ حدیثوں کی بات مانتے ہیں اور نہ حنفی مسلک کی کتابوں کی بات مانتے ہیں۔ اب سنیئے فقہ کا فتویٰ۔

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا مگر گواہ حاضر نہ ہوئے اس نے کہا کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کیا یا کہا خدا اور فرشتوں کو گواہ کیا تو کافر ہوا اور اگر اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ کے فرشتے اور بائیں ہاتھ کے فرشتے کو گواہ کیا تو کافر نہیں ہوا۔

حوالہ:۔ (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ ص ۸۴۳ مرتد کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ ص ۲۸۳

دیکھا میرے عزیز دوست! رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے والوں کو ہمارے علمائے دین کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور موجود ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت میں بندہ کو ملانا کفر ہے۔ خواہ وہ نبی ہو یا

Scanned by CamScanner

ولی ہو اور جو فرشتے ہیں وہ خدا کے حکم کے بغیر کسی بھی جگہ پر نہ تو آسکتے ہیں اور نہ جا سکتے ہیں۔ اس لئے فرشتوں کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے والے پر ہمارے علمائے دین نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اب رہی دائیں اور بائیں باز و پر رہنے والے فرشتوں کو گواہ بنانے والی بات تو وہ دونوں فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کے ساتھ رہتے ہیں نہ یہ کہ وہ کائنات میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اب اگر ان دونوں فرشتوں کو گواہ بنالیا تو کافر تو نہیں ہوا مگر اتنا یاد رہے کہ ان فرشتوں کو گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوگا۔

مدد کس سے مانگیں؟

خاتم الانبیاء، حبیب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دنیا میں تشریف لاتے ہیں جبکہ رسولوں کی دی ہوئی تعلیم مٹ چکی ہے، ان کی راہیں بے نشان ہو چکی ہیں، دنیا توحید کو بھلا چکی ہے، جگہ جگہ مخلوق پرستی ہو رہی ہے، سورج، چاند، ستارے، آگ، پانی، بت وغیرہ کی پوجا کی جا رہی ہے۔ خدا کا دین بدل چکا ہے، کفر کی تاریکی چھا چکی ہے، دنیا کا چپہ چپہ، کونہ کونہ سرکشی اور زیادتی سے بھر گیا ہے، عدل اور انصاف بالکل مٹ چکا ہے، انسانیت بھی فنا ہو چکی ہے جہالت اور کم فہمی کا دور دورہ ہے، سوائے بعض نفوس کے خدا کا نام لیوا زمین پر کوئی نہیں رہا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی جلالت اور عزت خدا کے پاس بہت بڑی تھی۔ اور آپ نے جو خدائی رسالت ادا کی وہ کوئی معمولی رسالت نہیں تھی۔

میرے عزیز دوست! تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے بھیجے

Scanned by CamScanner

گئے تھے کہ لوگوں کو تعلیم دیں اور سکھائیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور اللہ ہی سے مدد مانگو۔ اور انسان پیدا بھی اسی لئے کیا گیا ہے مگر انسان اپنی نفسانیت اور جہالت کی وجہ سے بھول جاتا ہے یا ضد میں آکر جانتے ہوئے بھی انکار کرنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید کے اندر سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف میں ارشاد فرماتا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

کامل اطاعت اور پورے دین کا حاصل صرف یہی دو باتیں ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خداوند تبارک تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم سب اسی کی خالص عبادت کرو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صہ ۳۳ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! آج وہ لوگ سوچیں اور سمجھیں جو نمازیں روزانہ پانچوں وقت کئی مرتبہ اللہ کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے اس بات کا اقرار کرتے ہیں إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) یہ آیت کریمہ نماز میں بار بار پڑھتے ہیں۔ یہ اقرار بھی کر رہے ہیں اور جب نماز پڑھ لی تو اللہ ہی کے گھر میں اسی مصلے پر سے جب اٹھتے ہیں تو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حاضر ناظر اور نفع و نقصان میں مددگار سمجھ کر اسی وقت ان کے نام کا نعرہ لگا کر اٹھتے ہیں میرے عزیز دوست! آپ ہی انصاف کریں۔ کوئی حد بھی ہے اس جہالت کی۔ کہاں تک رونا روئیں ہم ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا۔

قرآن مجید کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ مومن کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔

آیت میں رسولوں کی مدد کرنے کا خدا کا وعدہ ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نبیوں کو ان کی قوموں نے قتل کر دیا۔ جیسے حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیا صلوٰت اللہ علیہم وسلامہٗ اور بعض انبیاء علیہم السلام کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ انھیں خدائے تعالےٰ نے آسمان کی طرف ہجرت کرائی۔ پھر کیا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وعدہ پورا کیوں نہ ہوا؟ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہاں گو عام خبر ہے لیکن مراد بعض سے ہے اور یہ لغت میں عموماً پایا جاتا ہے کہ مطلق ذکر ہو اور مراد خاص افراد ہوں، دوسرے یہ کہ مدد کرنے سے مراد بدلہ لینا ہو پس کوئی نبی علیہم السلام ایسا نہیں گزرا جسے ایذا پہنچانے والوں سے قدرت نے زبردست انتقام نہ لیا ہو۔ چنانچہ حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قاتلوں پر خدا نے ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا۔ اور انہوں نے انھیں زیر و زبر کر ڈالا۔ ان کے خون کی ندیاں بہا دیں اور انھیں نہایت ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا، نمرود مردود کا مشہور واقعہ دنیا کو معلوم ہے کہ قدرت نے اسے کیسی پکڑ میں پکڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن یہودیوں نے سولی دینے کی کوشش کی تھی ان پر جناب باری عزیز و حکیم نے رومیوں کو غالب کر دیا، اور ان کے ہاتھوں ان کی سخت ذلت و اہانت ہوئی، اور ابھی جب قیامت کے قریب آپ اتریں گے تب دجال کے ساتھ ان یہودیوں کو جو اس کے لشکری ہوں گے قتل کریں گے، اور امام عادل اور حاکم باانصاف بن کر تشریف لائیں گے، صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ باطل کر دیں گے، بجز اسلام کے اور کچھ قبول نہ فرمائیں گے، یہ ہے خدائے تعالیٰ کی عظیم الشان مدد، اور یہی دستور قدرت ہے جو پہلے سے اب تک جاری ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی دنیوی امداد بھی فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں سے خود انتقام لے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۵ سورۂ مومن کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۃ آل عمران کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔

میرے عزیز دوست! مدد صرف اللہ ہی کی ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو دنیا میں کوئی بھی ہماری مدد نہیں کرسکتا۔ اب آئیے آپ کو وہ حدیثیں اور آیتیں سناؤں جن کو پڑھنے اور سننے سے ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور توحید میں پکا بن جاتا ہے۔ کیسی کیسی مشکلوں میں اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے اور ایسی ایسی سخت مصیبتوں میں بھی خدا کے بندوں نے توحید کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور ہم کو سبق دے گئے۔ ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ سارے جہان کے لئے نمونہ بن گئے، مگر جو عقلمند تھے، ایمان والے تھے سمجھ والے تھے، انہوں نے بزرگان دین کے عمل کو ہاتھ میں لے لیا اور عمل کرکے بتادیا۔ باقی تو اپنی ضد اور نفسانیت ہی پر اڑے ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم کے سترہویں پارہ میں سورۃ انبیاء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کر جبکہ وہ غصہ میں چل دیا۔ اور خیال کیا کہ ہم اسے تنگ نہ پکڑیں گے تو پھر وہ اندھیریوں کے اندر سے پکار اٹھے۔ خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں ہوگیا۔

پیغمبر حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھے۔ انہیں موصل کے علاقہ کی بستی نینوا کی طرف نبی بنا کر خدائے تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ آپؑ نے خدا کے دین کی دعوت دی لیکن قوم ایمان نہ لائی۔ آپؑ وہاں سے ناراض ہوکر چل دیئے۔ اور ان لوگوں سے کہنے لگے کہ تین دن میں تم پر عذاب خدا آجائے گا۔ جب انہیں اس بات کی تحقیق ہوگئی اور انہوں نے جان لیا کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے نہیں ہوتے تو یہ سب کے سب چھوٹے بڑے مع جانوروں اور مویشیوں کے جنگل میں نکل کھڑے ہوئے۔ بچوں کو ماؤں سے جدا کردیا اور بلک بلک کر

Scanned by CamScanner

نہایت گریہ وزاری سے جناب باری میں نالہ وفریاد شروع کردی۔ ادھر ان کی آہ وپکار تھی، ادھر جانوروں کی بھیانک صدا۔ رحمت خدا جوش میں آگئی اور عذاب اٹھالیا گیا۔

اور حضرت یونس علیہ السلام یہاں سے چل کر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ آگے جاکر طوفان کے آثار نمودار ہوئے۔ قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے۔ مشورہ یہ تھا کہ کسی ایک آدمی کو دریا میں ڈالدینا چاہیئے کہ وزن کم ہوجائے۔ قرعہ ڈالا گیا اور قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نکلا لیکن کسی نے آپ کو دریا میں ڈالنا پسند نہ کیا۔ دوبارہ قرعہ اندازی ہوئی تو آپ ہی کا نام نکلا۔ چنانچہ اب کی بار حضرت یونس علیہ السلام خود کھڑے ہوگئے، کپڑے اتار کر دریا میں کود پڑے۔ سمندر میں سے ایک مچھلی پانی کاٹتی ہوئی بحکم خدا آئی اور آپ کو لقمہ کرگئی۔ لیکن بحکم خدا نہ آپ کی ہڈی توڑی اور نہ آپ کے جسم کو کچھ نقصان پہنچایا۔ آپ اس کے لئے غذا نہ تھے بلکہ اس کا پیٹ آپ کے لئے قید خانہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ کی نسبت مچھلی کی طرف کی گئی (یعنی ذوالنون کہا گیا) آپ کا غضب وغصہ آپ کی قوم پر تھا اور خیال یہ تھا کہ خدا آپ کو تنگ نہ پکڑے گا۔ پھر ان اندھیریوں میں پھنس کر اب یونس علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ سمندر کے تلے کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، پھر رات کا اندھیرا۔ یہ اندھیرے سب جمع تھے۔ آپ نے سمندر کی کنکریوں کی تسبیح سنی اور خود آپ نے بھی تسبیح شروع کردی۔ آپ پہلے تو مچھلی کے پیٹ میں جاکر سمجھے کہ میں مرگیا ہوں۔ پھر پیر کو ہلایا تو وہ ہلا۔ یقین ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ وہیں سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے۔ بار الٰہی! میں نے تیرے لئے اس جگہ کو مسجد بنایا جس کو اس سے پہلے کسی نے جائے سجود نہ بنائی ہوگی اور یہ دعا پڑھنے لگے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۳۳ سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے سترہویں پارہ سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

Scanned by CamScanner

ترجمہ:۔ خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔

جب حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی آ پہنچی۔

قرآن کریم کے سترہویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی۔ ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔

دیکھا میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ میں ایمان والوں کو اس طرح بچا لیتا ہوں چاہے سمندر کی تہ میں ہو، یا طوفانِ دریا میں ہو، یا آگ کے الاؤ میں ہو، یا مچھلی کے پیٹ میں ہو۔ اسی وقت مچھلی کو حکم ہوتا ہے کہ اے مچھلی! میرے یونسؑ کو اپنے پیٹ اور سمندر سے باہر نکال دے اور یہی ہوا بھی۔ اگر یونس علیہ السلام خدا کی مدد نہ مانگتے، اس کو نہ پکارتے، اس کی تسبیح نہ پڑھتے تو اس کا انجام کیا ہوتا وہ بھی سن لے۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ صٰفّٰت کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۳، ۱۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے۔

اے میرے دوست! اس سے بڑھ کر اب آپ کو توحید کے لئے اور کیا ثبوت چاہیئے؟ خداوند عالم فرما رہا ہے کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام میری تسبیح نہ پڑھتے، مجھ سے مدد نہ مانگتے، مجھے اپنی مصیبت میں یاد نہ کرتے تو قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں قید رہتے کیونکہ خدا کے سوا اور کوئی مصیبت میں ان کا مددگار نہ تھا۔

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چودہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ :۔ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمینوں میں وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی بھی دوست اور مددگار نہیں ہے۔

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورۂ مریم کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان کر دو۔ وہ ہمارے سچے نبیوں میں سے تھے جب (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا کہ اے ابا جان! آپ ایسوں کو کیوں پوج رہے ہیں جو نہ سنیں، نہ دیکھیں، اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں۔ اے میرے ابا! میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ میرے کہنے پر چلئے میں آپ کو سیدھے راستہ پر چلا دوں گا۔ اے میرے ابا! آپ شیطان کی پرستش نہ کیجئے۔ شیطان تو خدائے رحمٰن کا بڑا دشمن ہے۔ اے ابا! میں ڈر رہا ہوں کہ آپ پر کوئی عذاب نہ آجائے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔

میرے دوست! دنیا جانتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر بت بناتا بھی تھا، اور بیچتا بھی تھا، اور بتوں کو پوجتا بھی تھا، جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو سمجھایا تو ابراہیم علیہ السلام کو بہت ہی سخت جواب ملا۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا خاص اور مخصوص بندہ بنا لیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی وہابی تو نہیں تھے۔ یا دیوبند سے تعلیم حاصل کر کے تو آئے نہیں تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے نبی اور خلیل بنائے گئے تھے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کے سمجھانے پر آپ کو کیا جواب ملتا ہے وہ سنئے۔

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورۂ مریم کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۴۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اس نے جواب میں کہا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) کیا تو ہمارے معبودوں کو (اور ہمارے مذہب کو) برا کہتا ہے تو مجھ سے دور ہو جا (مجھے اپنا منہ نہ دکھا) ورنہ میں تجھے سنگسار کرا دوں گا۔

Scanned by CamScanner

یہ تھا ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ کا جواب۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام پر کیا گزری ہوگی اس کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔ یہی حال آج کل ہمارے نادان مسلمان بھائیوں کا ہے۔ جب ان کو توحید یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے لئے سمجھایا جاتا ہے۔ قبر پرستی، تعزیہ پرستی، اور رسم پرستی کو چھوڑنے کے لئے کہا جاتا ہے تو ان سمجھانے والوں کو بھی ویسا ہی جواب ملتا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو ملا تھا۔ یہاں بھی سمجھانے والوں پر گالی گلوچ اور لعن طعن کرنے لگتے ہیں۔ مار پیٹ کی نوبت تک معاملہ آجاتا ہے اور بعض جگہ پر تو شہید بھی کر دیئے گئے ہیں۔ حق پرستوں کو دھتکار دیا جاتا ہے، ان کو مسجدوں سے نکالا جاتا ہے، ان کے وعظ اور اجتماع میں روڑے ڈالے جاتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق کہنے پر، باطل کی مخالفت کرنے پر جلانے کا مشورہ ہوا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مشورہ ہوا کہ یہ ہمارے مذہب اور معبودوں کو برا کہتا ہے اس کو آگ میں جلا دینا چاہئے۔ بات طے ہوگئی۔ لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جو عورتیں بیمار ہو جاتیں تو وہ بھی منت مانتی تھیں کہ مجھے آرام ہو جائے گا تو ایک گٹھا لکڑی کا (ابراہیم علیہ السلام) کے جلانے کے لئے لاؤں گی۔ اس طرح بہت کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ سلگائی گئی۔ لکھتے ہیں کہ اتنی بڑی آگ کبھی کسی نے روئے زمین پر نہیں جلائی تھی۔ یہ آگ ایک حق پرست، توحید پرست، سچی راہ دکھانے والے اللہ کے لال کے لئے لوگوں نے جلائی تھی۔ آج تو صرف مسجد ہی سے نکالتے ہیں یا وعظ ہی بند کراتے ہیں۔ اتنی سی بات میں آپ گھبرا جاتے ہیں آپ کے لئے کسی نے آگ تو نہیں جلائی۔ بہر حال جب وہ آگ برابر روشن ہوگئی تو اس قدر بھڑک رہی تھی کہ کوئی پرندہ بھی اوپر سے اڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ اس آگ میں ڈالنے کے لئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باندھنے لگے تو اس وقت اور جب آگ میں ڈالے گئے تو اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا۔

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے اٹھارہویں رکوع میں آیت

Scanned by CamScanner

نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو (آپ کی زبان پر) آخری کلمہ یہ تھا کہ "ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے"۔

حوالہ: صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ ص ۲۳۰ حدیث ۱۹۹۰ سورۂ آل عمران کی تفسیر۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا امتحان ایمان والوں کا اور یہ تھی کسوٹی۔ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی طرف پھینک دیا گیا تو جو بڑے بڑے فرشتے ہیں وہ تیار کھڑے تھے کہ نہ جانے اللہ کس کو کب اور کیا حکم دیتا ہے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام تیار کھڑے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دے تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں گرنے سے پہلے ہی بیچ راستے میں سے آسمان کی طرف اٹھالوں یا آگ کو سمندر میں ڈال دوں، اسی طرح حضرت میکائیل علیہ السلام بھی تیار کھڑے تھے کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ حکم کرے تو میں برسات کو اس آگ پر ایسا امڈ دوں کہ ایک آن کی آن میں آگ بجھ جائے، اسی طرح ہوا کا فرشتہ بھی تیار کھڑا تھا کہ اگر مجھے حکم ملے تو ایک پل میں آنکھ جھپکنے کے ساتھ ساری آگ کو اڑا کر لے جاؤں۔ مگر سب کے سب مجبور تھے۔ خدا کے حکم کے سوا کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ چاہے فرشتہ ہو یا نبی ہو یا ولی، یا قطب، یا ابدال، یا غوث ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ جب کسی کو بچانا چاہے تو وہ کسی کی مدد محتاج نہیں ہے کہ اس کا کوئی کام کردے تب ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقبول بندہ سمجھ کر اپنے رحم و کرم سے اپنے دربار میں قبول کرلیا تھا۔ بھلا وہ آگ ان کو کیا جلاسکتی تھی۔

قرآن شریف کے سترہویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے فرمایا کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی کی جگہ بن جا ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے۔

یاد رکھ اگر تو نے میرے حق پرست، توحید کا اعلان کرنے والے ابراہیم علیہ السلام کا ایک بال بھی جلایا تو تجھے وہ سزا کروں گا جو کسی کو نہ کی ہوگی۔

میرے عزیز دوست! ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ کہے کہ ہو جا تو فوراً ہی ہو جائے اور اگر وہ کہے کہ مٹ جا تو فوراً ہی مٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی آگ فوراً مثل ایک باغ کے بن گئی۔

ابراہیم علیہ السلام اس آگ میں چالیس یا پچاس دن رہے۔ فرمایا کرتے تھے مجھے اس زمانے میں جو راحت و آرام حاصل تھا ویسا اس سے نکلنے کے بعد حاصل نہیں ہوا۔ کیا اچھا ہوتا کہ میری ساری زندگی اسی میں نکلتی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۳۰ سورۂ انبیاء کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سنئے۔ آپ فرعون کے پاس جاتے ہیں اور خدا کے حکم کے مطابق اس کو سمجھاتے ہیں کہ غرور، سرکشی، ضد، نفسانیت اور خدائی کا دعویٰ نہ کر۔ تو بھی اسی خدا کا بندہ ہے، اسی کی مدد کا محتاج ہے مگر وہ نہیں مانا۔ اپنے غرور اور ضد پر اڑا رہا۔ سمجھانے سے نہیں سمجھا، منوانے سے نہیں مانا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی امت کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ رات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے تمام چھوٹوں، بڑوں، بوڑھوں اور عورتوں کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب یہ خبر فرعون کو ہوئی تو اس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ کیونکہ وہ بنی اسرائیل سے غلامی کے کام کراتا تھا۔ اب اگر وہ سب چلے جائیں تو پھر اس کی اور اس کی قوم کی غلامی کون کرے اس لئے حکم دیا کہ پورا لشکر تیار ہو کر میرے پاس حاضر ہو جائے۔ تمام لشکر کو جمع کرکے بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا۔ جب صبح کے کچھ آثار نظر آئے تو موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک دریا آ گیا۔ جس کی وجہ سے ان کو وہاں رک جانا پڑا اور پیچھے سے فرعون بھی اپنا لشکر لے کر آ پہنچا۔

قرآن مجید کے انیسویں ۱۹ پارہ میں سورۂ شعراء کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۶۱

25

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔

فرعون کے تمام لشکر کو آتا دیکھ کر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے امتی گھبرا گئے۔ اس وقت بے ساختہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے جو اسی آیت میں ارشاد فرمائے۔

ترجمہ:۔ موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھی کہنے لگے کہ بس اب ہم تو پکڑ لئے گئے۔

بے چارے غریبوں کی آہ نکل گئی۔ کیونکہ خود تو بے سروسامان تھے۔ تعداد بھی زیادہ نہ تھی اور اس میں بھی بوڑھے، بچے، اور عورتیں سب تھے۔ اس لئے ان کی زبان سے نکل گیا کہ اے موسیٰؑ! ہم تو پکڑ لئے گئے۔ اور اب تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اب نہ جانے یہ ظالم ہم پر کیا کیا ظلم وستم کرے گا۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا امتحان کا وقت۔ کونسی عقل تھی جو حیران نہ رہ جائے۔ کون سا دل تھا جو کانپ نہ جائے، کون سا قدم تھا جو ڈگمگا نہ جائے، کون سی آنکھیں اور کان ایسے تھے جو خطا نہ کر جائیں مگر یہ تھے اللہ کے خاص لال جو ہم کو توحید کا سبق دینے کے لئے آئے تھے۔ اب سنیئے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا جواب۔

قرآن شریف کے انیسویں پارہ میں سورۂ شعراء کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۶۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ یقین مانو میرے ساتھ میرا خدا ہے۔ مجھے ابھی ابھی راستہ دکھا دے گا۔

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورۂ شعراء کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے (موسیٰ علیہ السلام) پر وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی مارے (موسیٰ علیہ السلام) نے لاٹھی ماردی تو اسی وقت دریا پھٹ گیا اور مثل پہاڑوں کے کھڑا ہو گیا۔

دیکھا میرے دوست! اس کو کہتے ہیں توحید۔ ایسی سخت گھڑی کہ ایک طرف

تو سمندر میں طوفان آرہا ہے، پانی کی موجیں پہاڑوں کی طرح ادھر کی اُدھر اُدھر کی ادھر ہو رہی ہیں اور پیچھے سے فرعون پوری تیاری کے ساتھ دھنسا چلا آرہا ہے۔ بچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام نے توحید کو نہیں چھوڑا۔ تو اللہ کی غیبی مدد ایسی ہوتی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ توحید پر ایمان رکھنے والوں، توحید کو عملی جامہ پہنانے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد کیسی کرتا ہے اور کس طرح کرتا ہے۔ اس کو بھی آپ نے سمجھ لیا۔

کیوں نہ ہو یہ ہمیں توحید سکھانے آئے تھے۔ اللہ کی ذات پر کس طرح بھروسہ رکھنا چاہیے اس کا ہمیں سبق دینے آئے تھے ان کا بھروسہ صرف رب ہی پر ہوتا ہے، نہ اس کے سوائے کسی سے امیدیں رکھیں نہ اس کے سوا ان کا کوئی مقصد ہوتا ہے، نہ اس کے سوا وہ کسی سے پناہ چاہیں، نہ اس کے سوا وہ کسی سے مرادیں مانگیں، نہ کسی اور کی طرف جھکیں۔ وہ جانتے تھے کہ قدرت والا وہی ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اس کی چاہت میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا اور جو وہ نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تمام ملک میں اسی کا حکم چل رہا ہے۔ کائنات کے ایک ایک ذرہ پر اسی کی حکمرانی ہے۔ تمام مخلوقات پر اسی کی نظر ہے۔ سب کا خالق وہی ایک خدا ہے۔ اور سب کا مالک بھی صرف وہی ہے۔ وہی رزق دینے والا ہے۔ رزق کی کشادگی اور تنگی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بیماریوں کا دور کرنے والا، دکھ سکھ میں کام آنے والا وہی ہے۔ موت و زندگی کا مالک وہی رب العالمین ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کے حکم کو کوئی ٹال سکتا ہے۔ وہ سب کے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔ سب اسی کی طرف جانے والے ہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت لاٹھی ماری تو سمندر نے بیچ میں سے راستہ دے دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے امتی پار ہو گئے۔ اور فرعون اور اس کے ساتھی اس دریا میں گھسے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ مل جا۔ وہ مل گیا۔ اور اسطرح فرعون کو اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو

Scanned by CamScanner

اللہ نے بچالیا۔

اب آیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر آپ امتی ہیں اور اپنے آپ کو عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں تو سن لیجئے آپ کیا فرماتے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے کچھ لوگوں کے پیر دیکھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی نظر نیچی کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! چپ رہو (ہم) دو آدمی (ایسے ہیں) جن کا تیسرا اللہ ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۵ ص ۲۸۲ حدیث ۱۰۹۳ ہجرت کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۳۲ حدیث ۱۰۲ باب ۳۳۳ فضائل صحابہ کا بیان۔

(۳) ترمذی شریف ، ۲ ص ۱۹۲ ، ۹۵۳ سورۂ توبہ کی تفسیر۔

(۴) مشکوٰۃ شریف ، ۲ ص ۸۶۳ ، ۵۵۸۰ معجزات کا بیان۔

(۵) مظاہر حق تمہ ، ۳ ص ۱ ، ، ،

جب مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی یہاں تک کہ قتل کر دینے کا بھی مشورہ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سچے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر تن تنہا مکہ شریف سے نکل کر خدا کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ تین دن اس حکمت سے غار میں گزارے کہ ڈھونڈھنے والے مایوس ہو کر واپس چلے جائیں تو یہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ کا راستہ لیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لمحہ بہ لمحہ گھبرا رہے تھے کہ کسی کو کہیں پتہ نہ چل جائے، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے تھے انھیں ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام پاک میں بیان فرماتا ہے۔

قرآن مجید کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں تو ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (کے حکم) کی حفاظت کر، تو اللہ کو اپنے روبرو پائے گا اور جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگ۔ اگر مدد طلب کرنی ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کر اور جان لے کہ اگر ساری مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو یہ تجھے اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔

حوالہ :۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳ حدیث ۳۷۸ قیامت کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵ حدیث ۵۰۴۲ توکل کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ " " " "

اس حدیث کی شرح قطب غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں کہ لائق ہے ہر مومن کو کہ کرے اس حدیث کو آئینہ اپنے دل کا پس عمل کرے اس پر تمام حرکات و سکنات اپنے میں۔ تاکہ سالم رہے دنیا اور آخرت میں اور پاوے عزت دونوں جہان میں بسبب رحمت اللہ تعالیٰ کے۔

حوالہ :۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ توکل کا بیان۔

یہ ہے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مگر آج ہماری جہالت نے ہم کو ایسا جاہل بنا دیا ہے کہ نہ تو قرآن کریم کی آیتوں پر عمل، نہ حدیثوں کی پروا، اور نہ فقہائے کرام کے فتووں کا کچھ لحاظ۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ایمان والوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

صاحبو! اتباع کرو بدعتی مت ہو، موافقت کرو مخالفت نہ کرو، تابعدار ہو نافرمان نہ ہو، مخلص ہو مشرک مت ہو، حق تعالیٰ کے موحد ہو اور اس کے دروازے سے مت ٹلو، اسی سے مانگو اور کسی سے نہ مانگو، اسی سے مدد چاہو اور غیر سے مدد نہ چاہو، اسی پر بھروسہ کرو اور کسی دوسرے پر بھروسہ مت کرو۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صفحہ ۲۵۳ مجلس ۴۰

میرے عزیز دوست! ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ مگر صد افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ نفع اور نقصان کے لئے دوسروں کی طرف نظریں جمائے ہوئے، امیدیں لگائے ہوئے، آس باندھے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں۔ کیا اسی کا نام توحید ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ توحید کا ڈنکا مسلمانوں نے سارے زمانے میں بجا دیا اور آج یہ زمانہ ہے کہ سنت والجماعت کا دعویٰ کرنے والے، اپنے آپ کو عاشقانِ رسول ﷺ سمجھنے والے بعض مسلمان بھائی تو کیا بلکہ اپنے آپ کو پیر، مولوی، صوفی اور درویش کہلانے والے بھی توحید کا جنازہ نکال چکے ہیں اور دوسروں کو بھی ان ہی عقیدوں پر مجبور کرتے ہیں جن پر خود عمل کر کے تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ ان کے دماغ اور عقل میں اتنی سی بات بھی نہیں بیٹھتی کہ تمام انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں بھیجے گئے تھے وہ سب کے سب توحید سکھانے کے لئے اور دوسروں کو چھوڑ کر خدا ہی کی ذات پر بھروسہ رکھوانے کے لئے آئے تھے مگر ہائے ہندوستان کی جہالت تیرا ستیاناس ہو! تو نے ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کے ایمان کا تو ملیا میٹ ہی کر دیا ہے۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۳، ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔ اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت آجائے تو اس کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔ اور جہاں اس نے وہ

Scanned by CamScanner

مصیبت تم سے ہٹالی کہ تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگ جاتے ہیں۔

اللہ واحد کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ لاشریک ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے، مالک ہے، پالنہار ہے، اس کی عبادت خالص دائمی واجب ہے، اس کے سوا دوسروں کی عبادت کے طریقے اختیار نہ کرنا چاہئیں، آسمان اور زمین کی تمام مخلوق خوشی یا ناخوشی میں اس کی ماتحت ہے، سب کا لوٹنا اس کی طرف ہے، خلوص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنے سے بچو، دین خالص اللہ کا ہی ہے، آسمان وزمین کی ہر چیز کا مالک تنہا وہی ہے، نفع اور نقصان اسی کے اختیار میں ہیں، جو کچھ اس کے بندوں کے ہاتھ میں ہے سب اسی کی طرف سے ہے، رزق، نعمت، عافیت اور آرام اسی کی طرف سے ہے، اسی کے فضل اور احسان بندوں پر ہیں اور اب بھی ان نعمتوں کو پالینے کے بعد بھی تم ایسے ہی اس کے محتاج ہو، مصیبتیں اب بھی سر پر شاید آجائیں، سختی کے وقت وہی یاد آتا ہے اور گڑگڑا کر پوری عاجزی کے ساتھ کٹھن وقت میں اس کی طرف جھکتے ہو، خود مشرکین مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ جب سمندر میں پھنس جاتے اور ہوا کے جھونکے کشتی کو پتے کی طرح جھکولے دینے لگتے تو اپنے ٹھاکروں، دیوتاؤں، بتوں، پیروں، فقیروں وغیرہ وغیرہ سب کو بھول جاتے اور خالص خدا سے لو لگا کر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے بچاؤ اور نجات طلب کرتے لیکن کنارے پر کشتی کے پار لگتے ہی اپنے پرانے خدا سب یاد آجاتے اور معبود حقیقی کے ساتھ پھر ان کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صـ ۳۸ سورۂ نحل کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

اے مخاطب میں تجھکو مخلوق کے پاس دیکھ رہا ہوں نہ کہ خالق کے پاس، تو نفس اور مخلوق کا حق تو ادا کرتا ہے اور حق تعالیٰ کا حق ساقط کرتا ہے اس کی نعمتوں پر دوسروں کا شکریہ ادا کرتا ہے یہ نعمتیں جن میں تو غرق ہے تجھ کو کس نے دی ہیں، کیا خدا کے سوا کسی دوسرے نے دی ہیں جو تو اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کو پوج رہا ہے۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صـ ۲۳۱ مجلس ۴۳

عرب کے مشرک ہندوؤں جیسا عقیدہ رکھتے تھے۔ جس طرح ہندو یہ بھی کہتے ہیں کہ ایشور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی سیکڑوں معبود بنا رکھے ہیں۔ کہیں دیوی پوجی جاتی ہے، کوئی ہنومان کو مانتا ہے، کوئی مہادیو کی لنگ پوجتا ہے، کوئی لچھمن کی مورتی پر جل چڑھاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے، آگ، پانی، شجر، آفتاب، ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ جس کو نہ پوجتے ہوں، یہی حاجت روا جان کر ان کو پکارنا، ان کی نذر و نیاز کرنا ان کی عبادت ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں ایشور کی مایا ہے۔ یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں، یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا۔ افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا۔ یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ قریب قریب یہی برتاؤ کرنے لگے۔ یہ اس کو توسّل کہتے ہیں۔ اور غیر قومیں اپنے بزرگوں سے ایسے ہی معاملات کریں تو اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔ فعل ایک ہی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲ سورۂ مومن کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

تفسیر حقانی کے ان الفاظوں پر غور کیا جائے کہ فعل ایک ہی ہے چاہے ہم اپنے بزرگوں کے ساتھ کریں یا وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ کریں جیسے :۔

(۱) ہندو صاحبان ہر سال اپنے بزرگوں کی ولادت اور شہادت مناتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی اپنے بزرگوں کی ولادت، شہادت اور شادی رچاتے مناتے ہیں۔

(۲) ہندو صاحبان جہاں چاہیں مندر بنا لیتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی جہاں چاہیں مزار یا چلّہ یا تعزیہ بنا لیتے ہیں۔

(۳) ہندو صاحبان اپنے دیو دیوی کا ہر سال میلہ کرتے ہیں اور اس میں مرد و عورت خلط ملط ہو کر گھومتے پھرتے رہتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی مزاروں پر عرس کرتے ہیں اور اس میں مرد و عورت خلط ملط ہو کر گھومتے پھرتے ہیں اور پردے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔

Scanned by CamScanner

(۴) ہندو صاحبان اپنے دیو یا دیوی کی مورتیوں کو ہر سال نہلاتے ہیں اور اس نہائے ہوئے پانی کو پوتر سمجھتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی اپنے بزرگوں کی قبروں کو ہر سال غسل دیتے ہیں اور غسل کے پانی کو تبرک یا برکت والا سمجھتے ہیں

حالانکہ شریعت میں غسل پورے جسم انسانی کو حکم شرع کے موافق دھونے کو کہا جاتا ہے تو قبر کے دھونے کو غسل کہنا شریعت میں اضافہ نہیں تو کیا ہے۔

غسل کا پانی یا تو ناپاک ہے جیسے نجاست کے غسل میں۔ یا تو پاک ہے مگر ناقابل استعمال جیسے غسل مستحب میں یہ ہے غسل کے پانی کا شرعی حکم مگر شریعت پر اضافہ کرنیوالوں نے قبر دھوئے ہوئے پانی کو اللہ کے حکم سے بڑھا کر نہ صرف قابل استعمال بلکہ تبرک بھی بنا دیا یہ شریعت میں دوسرا اضافہ ہوا۔

(۵) ہندو صاحبان مورتیوں کو نہلانے کے بعد ہر سال اس کو نئے کپڑے پہناتے ہیں اور کپڑے پہنانے کے بعد پھولوں کا ہار بھی پہناتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی مزاروں کو غسل دینے کے بعد ہر سال کپڑے کی نئی چادر چڑھاتے ہیں چادر چڑھانے کے بعد پھولوں کی چادر بھی چڑھاتے ہیں یا اس پر پھول بکھیرتے ہیں۔

(۶) ہندو صاحبان مورتیوں کے پائے کو چومتے ہیں اور سجدہ بھی کرتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی درگاہ شریف کو چومتے ہیں اور سجدہ بھی کرتے ہیں۔

(۷) ہندو صاحبان دیو دیوی کی منتیں مانتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی بزرگوں کی منتیں مانتے ہیں۔

(۸) ہندو صاحبان دیو دیوی کو پرشاد چڑھاتے ہیں اور اس پرشاد کو مخلوقِ خدا کو کھلاتے ہیں یا لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی بزرگوں کو نیاز و نذر چڑھاتے ہیں اور وہ مخلوق خدا کو کھلاتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں۔

(۹) ہندو صاحبان دیو دیوی کو سہائتہ کرنے والا سمجھتے ہیں تو بعض مسلمان

Scanned by CamScanner

صاحبان بھی بزرگوں کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھتے ہیں ۔

(۱۰) ہندو صاحبان دیو دیوی کو ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی بزرگوں کو ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے ہیں ۔

(۱۱) ہندو صاحبان مورتیوں کے سامنے چراغ جلاتے ہیں اور گوگل جلا کر اس کے دھوئیں کی خوشبو دیتے ہیں، تو بعض مسلمان صاحبان بھی درگاہوں پر چراغ بھی جلاتے ہیں اور لوبان کی دھونی دیتے ہیں یا اگربتی جلاتے ہیں ۔

(۱۲) ہندو صاحبان دیو دیوی کے سامنے طبلے ہارمونیم وغیرہ بجاتے ہیں اور خوب گاتے ہیں اور ناچتے بھی ہیں یعنی کیرتن یا بھجن وغیرہ کرتے ہیں، تو بعض مسلمان صاحبان بھی مزاروں کے سامنے ڈھولک ہارمونیم بجا کر خوب قوالیاں کرتے ہیں ۔

(۱۳) ہندو صاحبان دیو دیوی کی مورتیوں کے بنانے میں اور مندروں کے بنانے میں اور سجانے میں لاکھوں روپئے خرچ کرتے ہیں اور اس کو پن سمجھتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی درگاہوں کو اور تعزیوں کے بنانے اور سجانے میں لاکھوں روپئے خرچ کرتے ہیں اور اس کو ثواب اور نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔

(۱۴) ہندو صاحبان ہر مندر کی حفاظت کے لئے ایک پجاری رکھتے ہیں اور اس کو دیو دیوی کا مہنت یا گدی نشین کہتے ہیں، تو بعض مسلمان صاحبان بھی درگاہ شریف کی حفاظت کے لئے مجاور رکھتے ہیں اور اس کو درگاہ شریف کا سجادہ نشین یا گدی نشین کہتے ہیں ۔

(۱۵) ہندو صاحبان مندروں میں جوتیوں کو ساتھ لے کر جانا پاپ سمجھتے ہیں یا پجاری کسی کو اندر جوتیاں ہاتھ میں لے کر آنے نہیں دیتا، تو بعض مسلمان صاحبان بھی جوتیوں کو ہاتھ میں لے کر درگاہ شریف پر جانا گناہ سمجھتے ہیں اور وہاں کا سجادہ نشین کسی انسان کو جوتیں ہاتھ میں لے کر درگاہ شریف پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جانے نہیں دے گا اور بڑی سختی کے ساتھ روکا جاتا ہے حالانکہ مسجد میں آپ اپنی جوتیاں ہاتھ میں لے کر جا سکتے ہیں ۔

(۱۶) بعض ہندو صاحبوں کے جسم میں ماتا یا دیو یا دیوی آتی ہے اس وقت وہ بے قابو

ہو کر سر ہلاتے اور جھومتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبوں کے اوپر سواری آتی ہے کسی ولی کی یا کسی امام وغیرہ کی یہ بھی بے قابو ہو کر سر ہلاتے ہیں اور ناچنے لگتے ہیں۔

(۱۷) ہندو صاحبان ہر سال رام لیلا کرتے ہیں اور اس میں قسم قسم کے بھیس بنا کر ناچتے کودتے ہیں اور گاتے بجاتے بھی ہیں، تو بعض مسلمان صاحبان بھی تعزیوں میں لنگور، چیتا اور بھالو وغیرہ بنتے ہیں پھر خوب ناچتے کودتے ہیں اور ڈھول تاشے شہنائیاں بھی بجاتے ہیں اور مرثیہ وغیرہ گاتے ہیں۔

(۱۸) ہندو صاحبان اپنے عزیزوں کے مرنے کے بعد تیجہ، دسواں سولہواں کرتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان اپنے عزیزوں کے مرنے کے بعد تیجہ، دسواں اور بیسواں کرتے ہیں۔

(۱۹) ہندو صاحبان تنہائی میں آنکھیں بند کر کے دھیان کھینچتے ہیں جن میں بھگوان کا یا دیو دیوی کا یا اپنے گرو کا دھیان جماتے ہیں یعنی ان کی شبیہ کو اپنے سامنے لاتے ہیں تو بعض مسلمان صاحبان بھی تنہائی میں آنکھیں بند کر کے اپنے پیر کا یا مشائخ کا تصور جماتے اور اس کو اپنی توجہ کا قبلہ بناتے ہیں اور بعض تو پیر کی تصویر کو سجدہ بھی کرتے ہیں

(۲۰) ہندو صاحبان اپنے دیو یا دیوی کے نام کا جانور پالتے ہیں اور اس جانور کو انھیں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں یا ان کے استھانوں پر لے جا کر اس کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اس نیت سے کہ دیو دیوی کا قرب حاصل ہو، تو بعض مسلمان صاحبان بھی بزرگوں کے نام کا جانور پالتے ہیں اور انھیں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں یا مزاروں پر لے جا کر ذبح کرتے ہیں تاکہ ان کو بزرگوں کا قرب حاصل ہو۔

(۲۱) ہندو صاحبان اپنے اپنے تہواروں میں دیو یا دیوی کی مورت کو بنا کر خوب سجاتے ہیں ان کے سامنے خوب ناچتے ہیں کھیل تماشے کرتے ہیں، ساز وغیرہ بجاتے ہیں پھر کچھ دنوں کے بعد اس مورت کو کندھوں پر یا لاریوں پر اٹھا کر چلتے ہیں شہر اور قصبے کے بازار گلی اور کوچوں میں پھراتے ہیں اس وقت بھی اس مورت کے سامنے ناچتے کودتے کھیل تماشے کرتے ہوئے ساز وغیرہ بجاتے ہوئے خوب دھوم دھام سے

لے کر چلتے ہیں اور شام کے وقت اس مورت کو دریا میں یا کسی نہر میں یا کسی تالاب میں ڈبو دیتے ہیں، تو بعض مسلمان صاحبان بھی تعزیہ بناتے ہیں اور اس کو خوب سجاتے ہیں پھر اس کے سامنے کچھ دن ناچتے کودتے ہیں کھیل تماشے کرتے ہیں ڈھول تاشے اور شہنائیاں خوب بجاتے ہیں پھر دسویں محرم کو تعزیوں کو لے کر چلتے ہیں شہر اور قصبے کے بازاروں میں گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اس وقت بھی تعزیئے کے آگے آگے خوب ناچتے ہیں مرثیئے گاتے ہیں کھیل تماشے کرتے ہیں ڈھول تاشے شہنائیاں بجاتے ہیں پھر شام کو اس تعزیئے کو دریا میں یا نہر میں یا کسی تالاب میں ڈبو دیتے ہیں دفن نہیں کرتے اور جنازے کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔

❁ اصل بات یہ ہے کہ ہم ہندوستانی مسلمان ہیں اور ہندوؤں میں سے مسلمان ہوئے ہیں تو بظاہر تو مسلمان ہیں لیکن پرانی جو عادت تھی وہ نہیں گئی صرف رخ بدلا ہے۔ ہندو صاحبان اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں اور مسلمان صاحبان اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت ان کاموں کی کسی کو بھی اجازت نہیں دیتی۔

قرآن شریف کے پندرہویں ۱۵ پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ سمندر میں مصیبت پہنچتے ہی جنھیں پکارتے تھے ان سب کو بھول جاتے ہیں" صرف وہی خدا باقی رہ جاتا ہے، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو منھ پھیر لیتے ہو۔ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ بندے مصیبت کے وقت تو خلوص دل کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف جھکتے ہیں۔ اسی سے دلی دعائیں کرنے لگتے ہیں اور جہاں وہ مصیبت خدا نے ٹال دی کہ یہ آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت جبکہ ابوجہل کا لڑکا عکرمہ حبشہ جانے کے ارادے سے بھاگا اور کشتی میں بیٹھ کر چلا تو اتفاقاً کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ہوا کے جھونکے اسے پتے کی طرح ہلانے لگے اس وقت

کشتی میں جتنے کفار تھے سب کے سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی کچھ کام نہیں آئے گا۔ اسی کو پکارو۔ عکرمہ کے دل میں اسی وقت خیال آیا کہ جب تری میں صرف وہی ایک اکیلا اللہ کام آسکتا ہے تو ظاہر ہے کہ خشکی میں بھی وہی کام آسکتا ہے۔ خدایا میں نذر مانتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس آفت سے بچالیا تو میں سیدھا جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا اور یقیناً وہ مجھ پر مہربانی اور رحم وکرم فرمائیں گے۔ چنانچہ سمندر سے پار ہوتے ہی وہ سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر تو اسلام کے پہلوان ثابت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۵۶ سورۂ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں

اے دوست میرے! آپ یہ نہ سمجھنا کہ اس زمانے میں جبکہ قرآن کریم نازل ہورہا تھا کوئی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہی نہ تھا۔ یہ خیال آپ کا بالکل غلط ہے۔ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کو برابر مانتے تھے پھر بھی شرک وکفر کرتے تھے۔

مشرک دو قسم کے تھے۔ بلکہ اب بھی ہیں۔ ایک تو وہ جو پتھریا اور چیزوں کی مورتیوں کو پوجتے تھے اور دوسرے وہ جو بزرگوں کو پوجتے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳ سورۂ نحل کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اکثر امتیں خالق کے وجود کی قائل تھیں (اور وہ اس بات کو مانتے تھے کہ خدا کے سوا اور کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا) پھر بھی اوروں کی عبادت انہیں واسطہ دے کر وسیلہ جان کر خدا سے نزدیک کرنے والے اور نفع دینے والے سمجھ کر کرتی تھیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۵۹ سورۂ ابراہیم کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

افسوس آج ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان بھائیوں کی بھی یہی حالت ہے جو اگلے کافروں اور مشرکوں کی تھی۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۷۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کہہ دے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک اور نہ کسی نفع کے۔ اللہ ہی خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے۔

خدا کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے اس سے منع کیا جا رہا ہے کہ ان تمام لوگوں سے کہہ دو کہ وہ تمہارے دکھ کو مٹانے کی اور نفع پہنچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آخر تم کیوں انھیں پوجتے ہو اور پکارتے ہو تمام باتوں کا سننے والا، تمام چیزوں کو جاننے والا سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کون ہے۔ تم لوگ اس سے ہٹ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ بے قدرت چیزوں کے پیچھے پڑ جانا کونسی عقلمندی ہے۔ اے اہل کتاب! اتباع حق کی حدوں سے آگے نہ بڑھو۔ جس کی توقیر کرنے کا جتنا حکم ہو اتنی ہی اس کی توقیر کرو۔ انسانوں کو جنھیں خدا نے نبوت دی ہے نبوت کے درجے سے خدائی کے درجے تک نہ پہنچاؤ جیسے کہ تم جناب مسیحؑ کے بارے میں غلطی کر رہے ہو اور اس کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ تم اپنے گمراہ پیروں، مرشدوں، استادوں اور اماموں کے پیچھے لگ گئے ہو۔ وہ تو خود ہی گمراہ ہیں، بلکہ گمراہ کن ہیں، استقامت اور عدل کے راستے چھوڑے ہوئے انھیں زمانہ گزر گیا۔ ان کو تو ضلالت اور بدعتوں میں مبتلا ہوئے ایک عرصہ ہو گیا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۲۵ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے تیرہویں پارہ میں سورۂ یوسف کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان میں سے اکثر لوگ باوجود خدا پر ایمان رکھتے ہوئے بھی مشرک ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ خدا پر ایمان پھر شرک سے دست برداری نہیں۔ آسمان و زمین، پہاڑ اور درختوں کا، انسان اور جنات کا اور تمام کائنات کا خداوند کریم کو مالک مختار مانتے ہیں لیکن پھر بھی اس کے ساتھ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۱۹ سورۂ یوسف کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

جس قدر مشرک گروہ ہیں وہ جو غیر اللہ کو پوجتے ہیں (یعنی اللہ کے سوا جسکو پوجتے یا پکارتے ہیں) ضرور ان کو زندہ اور نگہبان سمجھتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ کے کارخانے میں نفع اور نقصان کا مالک و مختار بھی جانتے ہیں۔ عرب کے مشرک بتوں کو، ارواح غیر مرئیہ (یعنی ان دیکھی روحیں جن، بھوت، پریت وغیرہ) کو۔ اور ایرانی لوگ عناصر اور ستاروں کو بعض فرشتوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو پوجتے، پکارتے ہیں، ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اس اعتقاد سے کہ وہ کارساز ہیں (یعنی مدد کر سکتے ہیں) ہمارے کام بنا سکتے ہیں اور بگاڑ بھی سکتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنا مذہب اسلام میں کفر ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۳ صـ۹۳ سورہ آل عمران کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا کہ تم آج کل کتنے معبودوں کو پوجتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ سات معبودوں کو۔ جن میں سے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم ان میں سے امید اور ڈر کس سے رکھتے ہو۔ میرے والد نے جواب دیا کہ آسمان والے سے (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صـ۳۱۶ حدیث ۱۳۳۳ دعا کا بیان۔

قرآن مجید کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۹۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت میں کرتے ہو وہ تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

جن کو تم پوجتے ہو نہ وہ تمہیں کچھ مدد دے سکتے ہیں اور نہ وہ خود کی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ بقول نصاریٰ مسیح کو یہود نے سولی دی اور وہ کچھ نہ کر سکے۔ اسی طرح اور بزرگ جن کو تم پوجتے جو موت اور بیماری سے نجات نہ پا سکے (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۳ صـ۱۷۹ سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

اس آیت کریمہ میں دو باتیں بتائی جا رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر جن جن کو پوج رہے ہو، اور نذر و نیاز چڑھا رہے ہو اور ان کے نام کے نعرے لگا رہے ہو اس امید پر کہ یہ ہماری مدد کریں گے وہ نبیؑ ہوں یا ولیؒ، جن ہوں یا فرشتے یا خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی ہو وہ تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ بتائی جا رہی ہے کہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے وہ تمہاری مدد کیا کریں گے۔

اب پہلی بات کو سمجھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے ہابیل کو نہ بچا سکے اور قابیل نے اس کو جان سے مار ڈالا۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے وہ سیلاب میں غرق ہو گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو نہ بچا سکے وہ ہلاک ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی بیوی کو نہ بچا سکے وہ بھی سیلاب میں غرق ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ بچا سکے وہ آپ کی گود ہی میں وفات پا گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے چاہنے والوں کو اور معصوم بچوں کو بھی شہید کر دیا گیا لیکن وہ ان کو بچا نہ سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے وہ آپ کی کیا مدد کریں گے۔ ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکال دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحر قلزم کے کنارے کھڑے رہے لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک غار میں چھپے پڑے رہے لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے لیکن اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام نے شہید کر دیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا لیکن وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں مع خاندان کے شہید کر دیا گیا لیکن نہ تو وہ اپنی مدد کر سکے نہ تو وہ دوسروں کی مدد کر سکے۔ ان معاملات میں یہ بزرگ ہستیاں اپنی حیات میں نہ تو دوسروں کی مدد کر سکیں نہ تو اپنے آپ کی مدد کر سکیں. نبی، ولی، پیر، غوث، قطب، جن، فرشتہ کوئی بھی خدا کی دی ہوئی قدرت کے دائرہ سے باہر کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ جب وہ اپنی زندگیوں میں اس بارے میں مدد کے مختار نہیں تھے تو پھر وفات کے بعد ہماری مدد کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر وفات کے بعد بھی مدد کر سکتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ضرور مدد کرتے! اور معرکہ کربلا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو دنیا سے گزر چکے تھے سارے کے سارے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کو آجاتے لیکن کوئی کچھ بھی مدد نہیں کر سکا۔ تو پھر جلال شاہ، اور کمال شاہ، ظاہر شاہ اور باطن شاہ، روشن شاہ اور اندھیر شاہ، عینین شاہ اور داول شاہ، یتیم شاہ اور امیر شاہ، پتے شاہ اور مٹکے شاہ، چھوٹا پیر اور بڑا پیر تمہاری مدد کیا کریں گے۔ ذرا سوچو بھی تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی نہیں مدد کر سکتے تو پھر اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر اور مستقل مددگار سمجھنا کھلا شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ جو کچھ بھی مانگنا ہو خدا ہی سے مانگو کیوں اپنا ایمان کھوتے ہو۔

قرآن کریم کے نویں ۹ پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں ۲۴ رکوع میں آیت نمبر ۱۹۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے" اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔

حدیث: ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم میں سے ہر ایک اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگے۔ یہاں تک کہ

26

Scanned by CamScanner

جوتیوں کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے "۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ حدیث نمبر ۱۳۹۱ ابواب الدعاء۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۴۷۰ حدیث نمبر ۲۱۲۸ دعا کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۵

حدیث:۔ حضرت ثابت بُنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اللہ ہی سے اپنی حاجت مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ حدیث نمبر ۱۳۹۲ دعا کا بیان۔

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورۂ کہف کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ سو کیا پھر ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز یعنی مددگار سمجھتے ہیں۔ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے۔

ہم نے وہاں ان کے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ یہ ان کی مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کی تھیں، مال خرچ کئے تھے۔ اس طریقہ باطل کو غالب کرنے کے لئے اہل حق سے لڑتے تھے۔ حق کے مٹانے میں مال و جان خرچ کرتے تھے اور اس کو دنیا و آخرت کی کامیابی سمجھتے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۱۳۳ سورۂ کہف کا بارہواں رکوع۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ "ملعون ہے وہ شخص جس کا بھروسہ اپنی جیسی مخلوق پر ہو" کتنی کثرت سے ہیں وہ لوگ جو اس لعنت میں داخل ہوئے، بہیتری مخلوق میں سے ایک آدھ ہی ہوگا جو حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہوگا اور جس نے حق تعالیٰ پر بھروسہ کیا تو بیشک اس نے مضبوط کڑا تھام لیا

اور جس نے اپنی جیسی (کمزور محتاج) مخلوق پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مٹھی میں پانی بند کرکے (سمجھے کہ پانی پر قبضہ کرلیا اور) اپنا ہاتھ کھولے تو اس میں کچھ بھی نظر نہ آئے، تجھ پر افسوس مخلوق تیری حاجتیں ایک دو دن پوری کرے گی تین دن پوری کردے گی مہینہ بھر پوری کردے گی سال دو سال پوری کردیگی آخر کار تنگ آجائے گی (اور گھبرا کر رُخ بدل دے گی) تو حق تعالیٰ کی صحبت اختیار کر اور اسی پر اپنی حاجتیں پیش کر کر دنیا ہو یا آخرت نہ وہ تجھ سے کبھی تنگ آئے گا اور نہ گھبرائے گا۔

حوالہ:- فیوض یزدانی ص۲۳۳ مجلس ۳۵

قرآن شریف کے پچیسویں پارہ میں سورۂ شوریٰ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- خدا کے سوا اور کوئی بھی تمہارا حامی اور مددگار نہیں ہے۔

دفع بلا کے لئے اوروں کو پکارتے ہیں یا حاصل کرنے منافع میں اوروں کی طرف رجوع کرتے ہیں (یہ شرک ہے۔)

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۱ ص۳۱ کتاب الایمان کبیرہ گناہوں کا بیان۔

جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ ص۲ عقائد کا بیان۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آل عمران کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا حامی ہے (اور مددگار)

قرآن کریم کے اکیسویں پارے میں سورۂ نور کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:- ہم پر مومنوں کی مدد لازم ہے۔

Scanned by CamScanner

بہت ہی سچ کہا ہے علامہ حالی مرحوم نے

کریں غیر گر بُت کی پوجا تو کافر | جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکیں آگ پر بہر سجدہ تو کافر | کواکب میں مانیں کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں | اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں | شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں | ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں | وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

نفع اور نقصان کا غیراللہ کو اختیار نہیں

اب آیئے میرے عزیز دوست ! دوسری آیتیں اور حدیثیں سُناؤں جن کے سننے اور پڑھنے سے انسان کا ایمان مضبوط اور توحید پکی ہوجاتی ہے ۔ مگر ذرا ٹھنڈے دل سے اطمینان کے ساتھ بغیر غصّہ اور ضد کے پڑھنے کی مہربانی کرنا ۔ اگر غصّہ کروگے تو میرا انشاء اللہ کچھ نہیں بگڑے گا لیکن آپ خود ہی سمجھنے اور سنبھلنے سے محروم رہ جاؤگے ۔

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سُورۂ ہود کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۴۲ ، ۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اور وہ کشتی انھیں لے کر موجوں میں پہاڑوں کی طرف جارہی تھی نوح علیہ السّلام نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارہ پر کھڑا تھا پکار کر کہا کہ پیارے بیٹے ! ہمارے ساتھ سوار ہوجاؤ اور کافروں میں نہ رہ ۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آجاؤں گا ۔ جو مجھے بچالے گا ۔ نوح علیہ السّلام نے کہا آج اللہ کے حکم سے بچانے والا کوئی نہیں ہے ۔ صرف وہی بچیں گے جن پر خدا کا رحم ہوگا ! اچانک درمیان میں موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا ۔

جب نوح علیہ السّلام کشتی پر سوار ہوکر سمندر میں چلتے ہیں ۔ اس وقت انکا ایک بیٹا تھا ۔ نام اس کا کنعان لکھتے ہیں ۔ وہ جاہلوں کی صحبت میں رہتا تھا ۔ نوح علیہ السّلام کا لختِ جگر اور نورِ نظر تھا ۔ بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر کہ وہ کنارے پر کھڑا ہے ۔ محبّت پدری جوش میں آگئی اور اپنے بیٹے کو سمجھانے لگے ۔ اے بیٹا ! میرے ساتھ کشتی میں سوار ہوجا اور میرے کہنے کو مان لے ۔ اور جاہل کافروں کی محبّت کو چھوڑ دے ۔ تو کنعان نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری کشتی وشتی کی کوئی ضرورت نہیں ۔ میں تو کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا ۔ اس پہاڑ کی اونچائی کی وجہ سے میں بچ جاؤں گا ۔ نوح علیہ السّلام نے سمجھایا کہ آج اللہ کا حکم ایسا ہی ہے کہ کوئی بچ نہیں سکتا ۔ بہتر یہی ہے کہ تو کشتی میں آجا ۔ مگر

Scanned by CamScanner

وہ نہ مانا۔ پھر کیا ہوا وہ سنیئے۔

قرآن شریف کے بارہویں پارہ میں سورہ ہود کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۴۵
۴۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ نوح (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہنے لگا میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یقیناً وہ تیرے گھرانے کے لوگوں میں نہیں ہے۔ اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں تجھے ہرگز اس چیز کو نہ مانگنی چاہیئے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادانوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے۔

میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اور اوپر سے تنبیہ کی گئی۔ اور کنعان سیلاب میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا آپ دیکھتے رہے لیکن بچا نہ سکے۔ کیونکہ اختیار نہیں تھا۔ اگر نوح علیہ السلام کا کچھ اختیار ہوتا یا بس چلتا تو وہ اپنے بیٹے کو ہرگز کفر کی طرف نہ جانے دیتے اور نہ سیلاب میں ڈوبنے دیتے۔ مگر اختیار صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں وہ اپنے رحم و کرم سے قبول کرے تو اس کی مہربانی ہے۔ اور اگر قبول نہ کرے تو اس کے اختیار کی بات ہے۔ بہر حال وہ آخری ہتھیار جو دعا کا نوح علیہ السلام کے پاس تھا وہ بھی اللہ کے دربار میں آزما چکے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ بلکہ دھمکائے جا رہے ہیں کہ اے نوح! اب کے اگر دعا مانگی، یا زبان ہلائی، یا ہاتھ اٹھائے تو تیری گنتی نادانوں میں ہو جائے گی۔ یہ سن کر نوح علیہ السلام تھرا اٹھے اور مارے خوف کے کہنے لگے۔

قرآن کریم کے بارہویں پارہ میں سورہ ہود کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۴۷ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ نوح (علیہ السلام) نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی مجھے حقیقت معلوم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر

Scanned by CamScanner

رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔

بیٹے کی حقیقت تو بھول گئے اب اپنی فکر ہونے لگی۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ لیکن حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھے خدا کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں ہے۔

میرے عزیز دوست! دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ بت پرست بت تراش، اور بت فروش تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر نہ سمجھا۔ آخر ایک ہتھیار جو آپ کے پاس تھا اس کو آپ نے آزمایا یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ نے اپنے باپ کے لئے دعا کی تو جناب باری کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ابراہیم کا اپنے والد کے لئے استغفار تو صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو وہ اس سے کر چکا تھا۔ پھر جب اس پر کھل گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو وہ اسی وقت اس سے بیزار ہو گیا۔ ابراہیمؑ تو بڑا ہی نرم دل بُردبار تھا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیمؑ اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرے پر اس وقت سیاہی اور غبار ہو گا تو اس سے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میری نافرمانی نہ کرو۔ تو ان کا باپ کہے گا کہ اب سے میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ پس ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! تو نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تجھے رسوا نہ کروں گا۔ جس دن لوگ جمع کئے جائیں گے (یعنی قیامت کے دن) پس اب کونسی رسوائی میرے باپ کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے

تو جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے پیروں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک گفتار (یعنی بجو) خون میں لتھڑا ہوا پائیں گے پس اس کے پیر پکڑ لئے جائیں گے اور وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۳۹ حدیث ۵۰۳ پیدائش انبیاء کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۵۲۸۵ حشر کا بیان۔

(۳) مظاہر حق " " جلد ۵ صفحہ ۳۰۲ " "

میرے عزیز دوست! دیکھا! اگر ابراہیم علیہ السلام کا اختیار چلتا تو اپنے باپ کو دوزخ میں جانے دیتے؟ ہرگز نہیں! لیکن اختیار صرف دعا کرنے کا تھا وہ کر چکے مگر قبول نہ ہوئی۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام آزر تھا۔ یہ لوگ بغیر تحقیق کے جو دل میں آئے وہ کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے اوپر کی حدیث صحیح بخاری شریف کی پڑھ لی۔ اب ذرا کلام مجید کو بھی دیکھ لیں کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تھا یا چچا کا۔

قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۷۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے۔ بیشک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھتا ہوں۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ تحریم کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط علیہم السلام کی بیوی کا حال بیان فرماتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں۔ سو ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کی خیانت کی۔ وہ دونوں بندے اللہ

کے مقابلے میں ان کو ذرا بھی کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو حکم ہو گیا کہ جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

اللہ تعالیٰ مثال دے کر سمجھا رہا ہے کہ کافروں کا مسلمانوں سے ملنا جلنا خلط ملط رہنا انھیں ان کے کفر کی وجہ سے خدا کے ہاں کچھ بھی نفع نہیں دے سکتا۔ دیکھو دو پیغمبروں کی عورتیں حضرت نوح علیہ السّلام کی اور حضرت لوط علیہ السّلام کی جو ہر وقت ان نبیوں کی صحبت میں رہنے والی اور دن رات ساتھ اٹھنے بیٹھنے والی اور ساتھ ہی کھانے پینے بلکہ سونے جاگنے والی تھیں لیکن چونکہ ایمان وعمل میں ان کے ساتھ نہ تھیں اور اپنے کفر پر قائم تھیں پس پیغمبروں کی آٹھ پہر کی صحبت انھیں کچھ کام نہ آئی حالانکہ وہ نبی تھے انھیں آخرت کا نفع کچھ بھی نہ پہنچا سکے اور نہ آخرت کے نقصان سے بچا سکے بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا حکم دیدیا گیا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۱۰۲ سورۂ تحریم کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ تحریم کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی (حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا) کا حال بیان فرما رہا ہے جبکہ اس نے کہا کہ اے میرے رب میرا مکان جنت میں اپنے پڑوس میں بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور ظالموں کے ظلم سے بچا۔

اللہ تعالیٰ ہماری ہدایت کے لئے اور نصیحت کے لئے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا حال بیان فرما رہا ہے کہ مسلمانوں کا کافروں کے ساتھ خلط ملط رہنے سے ایمان والوں کو کوئی نقصان نہیں اور کافروں کو ایمان والوں کے ساتھ رہنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی تھیں لیکن فرعون کو جہنم سے نہیں بچا سکیں۔ فرعون جہنم میں ہوگا اور اس کی بیوی جنت میں ہونگی۔

اے میرے دوست! وہ لوگ سوچیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوے کرتے ہیں اور شریعت کے خلاف کفر و بدعت اور شرک میں سر سے لے کر پاؤں تک

ڈوبے ہوئے ہیں اور سمجھانے سے نہیں سمجھتے، منوانے سے نہیں مانتے اور جو انکی رہنمائی کرے، انھیں سمجھائے اسی کو اسلام سے خارج، وہابی اور اپنا دشمن سمجھتے ہیں، اس قدر ظلم کرنے کے باوجود بخشے جانے کی امید رکھتے ہیں۔

میرے عزیز دوست! اکثر ہمارے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا میں کیا بیان کروں۔ ان کی جہالت کے بارے میں جتنا بھی رونا رویا جائے وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کی ہدایت کا مختار و مالک ہے۔ اگر وہ ہدایت دینے کا کوئی سبب یا وجہ بنا دے جب تو کوئی بات نہیں۔ جاہل سے جاہل بھی ہدایت پر آسکتا ہے۔ ورنہ ان عزیزوں کی تو یہ حالت ہے کہ اپنی ضد میں، اپنے تکبر میں، اپنی رو میں سلام کا جواب بھی نہیں دیتے ہیں۔ ایسے ضدی انسانوں کو کس طرح سمجھایا جائے۔ اور اگر کوئی دوست ان کو بہلا پھسلا کر کسی حق پرست کے وعظ میں لے بھی آیا تو یہ جاہل حضرات صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ مولوی قرآن شریف کی آیتوں کا غلط ترجمہ بیان کرتا ہے۔ یہ حدیثوں کے نمبر جھوٹے دیتا ہے۔ یہ فقہ کی کتابوں کے حوالے غلط بیان کرتا ہے۔ اب آئیے اس بات کا آخری مضمون میرے بھیا کو سمجھا دوں۔

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر اللہ تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اسکو ہٹانیوالا سوائے خدا کے کوئی نہیں اور اگر وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمام چیزوں پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ نفع اور نقصان کا مالک میں ہی ہوں۔ وہ اپنی مخلوق میں جو چاہے ہیر پھیر کرسکتا ہے۔ اس کے حکموں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس کے فیصلوں کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدایا جسے تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور تو جس سے روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۱۱ سورۂ انعام کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن پاک کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۷

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو کہہ دے کہ میں تو اپنی جان کے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوایا جا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میرے اختیار میں کوئی بات نہیں۔ جو بات مجھے بتلادی جائے میں تو وہی جانتا ہوں کسی چیز کی مجھ میں قدرت نہیں۔ یہاں تک کہ خود اپنے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۴۲ سورۂ یونس کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔
قرآن شریف کے انتیسویں پارہ میں سورۂ جن کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ کہہ دے کہ مجھے تمہارے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ تمہارے نفع اور تمہارے نقصان کا میں مالک نہیں ہوں۔ اے مسلمانو! ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پہلے تو یہ کہلوا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ جسے چاہے نفع پہنچائے جسے چاہے نقصان۔ اس میں کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔

دوسری مرتبہ یہ کہلوا دیا کہ میں اپنی جان کے لئے بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں تیسری دفعہ یہ کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے نفع اور نقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ پس مسئلہ صاف صاف آیات قرآن سے معلوم ہوگیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور نقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتے تو پھر غوث، قطب، ابدال، اور اولیاء کرامؒ کی تو کیا مجال کہ کسی کی مدد کر سکیں۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔
کیا تجھے معلوم نہیں کہ کوئی نہیں عطا کرنیوالا اور نہ منع کرنے والا اور نہ نقصان

Scanned by CamScanner

پہنچانے والا اور نہ نفع دینے والا اور نہ آگے بڑھانے والا اور نہ پیچھے ہٹانے والا مگر اللہ عزوجل۔ پس اگر تو کہے کہ یہ تو مجھے معلوم ہے تو میں کہوں گا کیونکر تو سمجھتا ہے کہ تجھ کو معلوم ہوا اور پھر غیر کو اس پر مقدم رکھے۔ تجھ پر افسوس ہے تو اپنی دنیا کے سبب اپنی آخرت کو کیسا بگاڑ رہا ہے۔"

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص۶۶ مجلس ۹

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں

ہر وہ شخص جو نفع اور نقصان کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھے وہ اللہ کا بندہ نہیں ہے وہ اسی کا بندہ ہے جس کی طرف سے نفع نقصان کو سمجھا۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص۱۳۰ مجلس ۲۲

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورہ شعراء کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۲۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا دے۔

حکم ہو رہا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا دے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم آل نبیؐ ہیں یا کنبہ نبیؐ سے ہیں، یا صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کر چکے ہیں، یا خادم رسولؐ بن چکے ہیں۔ یعنی ایمان و عمل سے اگر کوئی انسان ہٹ گیا تو پھر اس کو رشتہ اور ناطہ اور نسب کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جو آپ نے اوپر پڑھی) تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور آپؐ نے فرمایا اے گروہ قریش! تم اپنی جانوں کو بچاؤ۔ میں خدا کے (عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے عبد مناف کی اولاد! میں تمہیں خدا کے (عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں خدا کے (عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اور اے صفیہ! (رسولؐ خدا کی پھوپھی) میں تمہیں خدا کے (عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اور اے فاطمہ بنت محمدؐ! تم مجھ سے میرا مال جس قدر چاہو لے لو مگر میں خدا کے (عذاب)

سے تمہیں کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۱ صفحہ ۱۴ حدیث ۲۴ وصیت کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ حدیث ۱۰۳۲ سورۂ شعراء کی تفسیر۔

اب وہ صاحبان سوچیں جو کہتے ہیں کہ ہم اہل ایمان ہیں۔ ہم فلاں کی اولاد ہیں ہم فلاں کے امتی ہیں، ہم فلاں کے مرید ہیں، ہم فلاں کے دامنگیر ہیں اور عملی زندگی سے ہزاروں میل دور ہیں۔

میرے عزیز دوست! سوچنے اور سمجھنے جیسی باتیں ہیں۔ غصہ یا مذاق میں اڑانے جیسی باتیں نہیں ہیں۔ آپ ان باتوں پر عمل کریں یا نہ کریں۔ وہ تو آپ کی مرضی کی بات ہے مگر مرنے کے بعد اور قیامت میں انشاء اللہ یہ باتیں آپ کو یقیناً یاد آئیں گی۔ پھر اسوقت پچھتانا اور نہ پچھتانا برابر ہوگا۔ اب بھی وقت ہے کچھ بھی نہیں بگڑا برائے مہربانی کفر و شرک اور بدعت، رسم و رواج اور جہالت دھندے سے توبہ کرے اور شریعت کا عامل بن جا۔

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے چالیسویں رکوع میں آیت نمبر ۲۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- جو نیکی کرے وہ اس کے لئے ہے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے۔

اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔ اعمال نیک کروگے جزا پاؤگے! اعمال خبیثہ کروگے تو سزا پاؤگے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۳۰ سورۂ بقرہ کے چالیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کوئی بھی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا۔ اور اگر گناہ میں دبا ہوا

Scanned by CamScanner

دوسرے کو اپنے گناہ اٹھانے کے لئے کہے گا تو وہ انکار کر دے گا۔ چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ایک انسان اپنے گناہوں کا بوجھ دوسرے کو اٹھانے کے لئے کہے گا تو وہ انکار کر دے گا۔ اور کہے گا کہ میرے اوپر جو گناہوں کا بوجھ ہے وہ کیا کم ہے کہ ہم تیرے گناہ اٹھائیں۔ چاہے ماں ہو، یا باپ ہو یا بیوی ہو، یا بھائی ہو، یا بیٹا ہو، یا دوست ہو، یا رشتہ ناطے والا ہو ہر ایک انسان کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

بعض جگہ پر جاہل جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اپنے اپنے مریدوں اور مقتدیوں کو سمجھاتے رہتے ہیں کہ بیٹا ہم ہیں آپ کو قیامت کا کیا غم ہے۔ آپ ہمارے مرید ہو جائیں ہم آپ کو لے جائینگے مگر کہاں لے جائیں گے جنت میں یا جہنم میں؟ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بڑے بڑے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام بھی پریشان ہوں گے تو پھر رسم پرست پیروں کی اور رواجی مولویوں کی اور شکم پرور مجاوروں کی تو حقیقت ہی کیا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیجئے تاکہ قیامت کے دن میں اسکی گواہی دے سکوں (اور آپ کی بخشش و نجات ہوسکے) انہوں نے کہا کہ مجھے قوم قریش کے لوگ طعنہ دیں گے کہ اس نے ڈر سے ایسا کیا (یعنی اپنے آبائی اور اصلی پرانے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا) اگر یہ عار نہ دلاتے تو اس سے میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا (یعنی مسلمان ہو جاتا۔)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ حدیث ۱۰۳۵ سورہ قصص کی تفسیر۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کو سمجھا رہے تھے اس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

قرآن کریم کے بیسویں پارہ میں سورہ قصص کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تو جسے چاہے ہدایت نہیں کرسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت

Scanned by CamScanner

کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب واقف ہے۔

حدیث ۱ :۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب ابو طالب کی وفات قریب ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ پس آپ نے ان کے پاس ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو پایا۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کے والد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا کہ اے چچا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو۔ میں تمہارے لئے اللہ کے یہاں اس کی گواہی دوں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! عبد المطلب کے طریقہ سے پھرے جاتے ہو۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کلمہ شریف پر ان کو دعوت دیتے رہے، اور وہ دونوں وہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے سب سے آخری گفتگو جو ان سے کی اس میں یہ کہا کہ وہ عبد المطلب کے طریقہ پر ہیں۔ اور انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کر دیا (پھر وہ مر گئے) تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کی قسم تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھ کو اس سے منع نہ کیا جائے۔

حوالہ :۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۰۳ حدیث ۱۲۵۹ جنازہ کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۸ حدیث ۳ باب ۹ کتاب الایمان۔

(۳) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۲۰ سورۂ توبہ کے چودہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث ۲ :۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کچھ فائدہ دے جائے گی۔ اور وہ آگ کے درمیانی درجہ میں کر دیئے جائیں گے کہ آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی مگر اس سے ان کا دماغ ابلنے لگے گا۔

حوالہ :۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۵ صفحہ ۳۶۸ حدیث ۱۰۶۰ جاہلیت کا بیان۔

حدیث ۳ :۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا اس کو آگ

Scanned by CamScanner

کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جن سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ حدیث ۵۳۴۲ دوزخیوں کے حال کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۳۳

حدیث:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو دیا جائے گا اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کے اوپر آگ کے تسمے ہوں گے اور ان دونوں چیزوں سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ جس طرح دیگ جوش کھاتی ہے وہ شخص اس عذاب کو سخت تر خیال کرے گا۔ حالانکہ وہ سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ حدیث ۵۳۴۳ دوزخیوں کے حال کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۳۳

سنا میرے عزیز دوست! یہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا جو آپ کا ہر طرح کا ساتھ دیتے تھے۔ جب تک ابو طالب زندہ تھے آپ کو کوئی کچھ بھی تکلیف نہ دے سکا۔ اور جب وہ وفات پاگئے تو آپ کو مکہ والوں نے ایسی تکلیفیں دیں کہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے جانا پڑا۔ اتنی محبت ہونے کے باوجود بھی وہ جہنم میں ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب جہنم سے بچا نہ سکیں گے۔

اے عزیز! اس کتاب کے پڑھنے والے! کچھ سوچ، اور سمجھنے کی کوشش کر۔ بغیر ایمان وعمل کے ناطہ اور رشتہ داری قیامت کے دن کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اب تو آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی یا نہیں۔ اگر خدا کے سوا کسی اور کو کچھ اختیار ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باپ ہرگز جہنم میں نہ ہوتا۔ اب بھی اگر آپ کی سمجھ میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو اور سن لیں۔ بفضلہ تعالیٰ حق بات کو ظاہر کرنے سے دین کے دشمنوں سے میں ذرا بھی نہیں ڈرتا۔ میں نے تو خدا کے فضل وکرم سے دل میں ٹھان لی ہے کہ جب تک جان میں جان ہے انشاء اللہ تعالیٰ حق بات کا اعلان کرتا ہی رہوں گا۔ ہدایت کا دارومدار تو اللہ کے ہاتھ ہے۔ جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے۔ اب سن لو آخری باتیں، کانوں کے پردے ہٹا کر

Scanned by CamScanner

سن لو، دل سے اندھیریوں کو دور کر کے سُن لو، آنکھوں سے حقارت کے پردے ہٹا کر پڑھ لو، دل کی نفسانیت کو مٹا کر سُن لو۔ جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جب تک مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منع نہ کیا جائے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ یہی ایک چیز نبیوں اور ولیوں کے پاس ہوتی ہے۔ اب کسی کی دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ ہی کی مرضی اور اختیار کی بات ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے لئے دعا اور استغفار کرنا شروع کیا تو آپ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ہے۔

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چودہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ نبی کو اور ایمانداروں کو یہ لائق ہی نہیں کہ مشرکوں کے لئے دعائے استغفار کریں گو وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں اس کے بعد کہ ان پر ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روک دیا۔ اور ایمان والوں کو بھی روک دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب گذر گئے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت مانگنے لگے تو جن جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بڑے بڑے کفر کی حالت میں مر گئے تھے وہ ان کے لئے بھی دعائے مغفرت مانگنے لگے کیونکہ نبی کا عمل امت کے لئے سنت ہوتا ہے۔ جب یہ رواج عام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش اور چپ ہو جانے کا حکم فرما دیا۔ اور سب کو خاموش ہو جانا پڑا۔ مجھے میرے بھولے بھیا! کہ ابھی اور سنائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور عمرہ کی نیت باندھی اور جب عسفان سے اترے تو آپ نے اپنے ساتھ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا عقبہ میں ٹھہرو میں ابھی آیا۔ وہاں سے اتر کر آپ اپنی ماں کی قبر پر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دیر تک مناجات کرتے رہے۔ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔ آپ کے رونے سے سب لوگ رونے لگے۔ اور یہ سمجھے کہ آپ کی امت کے بارے

27

میں کوئی نئی بات پیدا ہوئی جس سے آپؐ اس قدر رو رہے ہیں۔ انھیں روتا دیکھ کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔ اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو
انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ کو روتے دیکھ کر اور یہ سمجھ کر کہ شاید آپؐ کی امت کے بارے
میں کوئی ایسا نیا حکم اترا جو طاقت سے باہر ہے۔ آپؐ نے فرمایا سنو! بات یہ ہے
کہ یہاں میری ماں کی قبر ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے قیامت کے دن اپنی ماں کی
شفاعت کی اجازت طلب کی لیکن اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائی تو میرا دل بھر آیا
اور میں رونے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھ سے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا
استغفار اپنے باپ کے لئے صرف ایک وعدہ سے تھا جس کا وعدہ ہو چکا تھا لیکن جب
اس پر کھل گیا کہ اس کا باپ دشمن خدا ہے تو وہ فوراً بیزار ہو گئے۔ بس آپؐ بھی اپنی ماں
سے اسی طرح بیزار ہو جائیے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بیزار ہو گئے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صہ ۳۱ سورۂ توبہ کے تیرہویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ماں کی قبر کی زیارت کی۔ آپ روئے۔ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنی ماں کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت
اپنے پروردگار سے طلب کی تھی۔ اس کی مجھ کو اجازت نہیں دی گئی۔ میں نے زیارت قبر
کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت مجھ کو مل گئی۔ تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو اس
سے موت یاد آتی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صہ ۱۵۵ حدیث ۹۹۲ باب ۳۰۹ جنازہ کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صہ ۵۸۶ حدیث ۱۳۰۰ باب ۹۲۲

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صہ ۳۰۵ حدیث ۱۶۹۳ زیارت قبر کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۲ صہ ۹۰

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں زندہ کئے
گئے پھر ایمان لائے۔ اسی طرح ابو طالب کی بات بھی کرتے ہیں۔ اگر یہ باتیں صحیح

Scanned by CamScanner

سند سے ثابت ہو جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

ان حدیثوں کو بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے پیروں اور مولویوں کے کہنے اور بہکانے سے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور مجلسوں میں بھی اس قسم کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ یا رسول اللہ المدد، یا غوث المدد، یا خواجہ المدد، یا غیبن شاہ المدد، یا میراں شاہ المدد، یا داول شاہ المدد، یا داتار المدد، یا ملنگ شاہ المدد، یا حسین المدد، یا علی المدد وغیرہ وغیرہ۔

دنیا و آخرت میں سوائے خدا کے اور کوئی بھی حامی اور مددگار نہیں ہے۔ ذرا ہوش میں آکر سمجھداری سے کام لیجئے۔ آپ اتنا تو خیال کیجئے کہ آدم علیہ السلام جنت میں ہوں گے اور ان کا لڑکا قابیل جہنم میں ہوگا۔ اور نوح علیہ السلام جنت میں ہونگے اور ان کا بیٹا جہنم میں ہوگا۔ اور ابراہیم علیہ السلام جنت میں ہونگے اور ان کا باپ آذر جہنم میں ہوگا۔ اور نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام جنت میں ہوں گے اور ان دونوں کی بیویاں جہنم میں ہوں گی۔ فرعون کی بیوی جنت میں ہوگی اور فرعون جہنم میں ہوگا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے اور ان کا باپ ابو جہل جہنم میں ہوگا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہوں گے اور آپؐ کی خیر خواہی کرنے والا چچا ابو طالب جہنم میں ہوں گے۔ ذرا ہوش میں آ جا مرد مجاہد اور خوب سوچ کہ جن کی گود اور نسل سے غوث، قطب، ابدال، اولیاء، امام، ہست، مجذوب وغیرہ پیدا ہوئے وہ اور خود حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے اور ان کا سگا باپ ابو طالب جہنم میں ہوگا۔ حضرت علی شیر خدا خود اپنے باپ کو جہنم سے نہ بچا سکیں گے تو پھر تم کو غوث، قطب یا اولیاء جہنم سے کس طرح بچائیں گے۔ بغیر ایمان و عمل کے ناطہ، رشتہ اور محبت، آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ ضد کرنا چھوڑ دے اور فوراً لبیک کہہ کر توحید کے جھنڈے کو ہاتھ میں لے لے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی کامیابی مل جائے گی۔

قرآن شریف کے بیسویں پارہ میں سورۂ قصص کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۸

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس (حکم کو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے ان لوگوں کو تجویز (احکام) کا کوئی حق حاصل نہیں! اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

ساری مخلوق کا خالق، تمام اختیارات والا اللہ ہی ہے نہ اس میں کوئی اس سے جھگڑنے والا، نہ اس کا شریک نہ ساجھی۔ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے اپنا خاص بندہ بنائے۔ جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے۔ اور جو نہیں چاہتا ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام امور سب خیر و شر اسی کے ہاتھ ہے سب کی بازگشت اسی کی جانب ہے کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ صفحہ ۴۲ سورۃ قصص کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

اے دنیا کے بت کی پرستش کرنے والے تو حق تعالیٰ کے قرب کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں، اے مخلوق کو شریک خدا سمجھنے والے اور دل سے ان پر متوجہ ہونے والے! مخلوق سے اعراض کر، کہ نہ ان کی طرف سے نقصان ہے نہ فائدہ اور نہ بخشش ہے نہ محرومیت اپنے قلب کے ساتھ چھپے ہوئے شرک کے ہوتے ہوئے توحید حق کا مدعی مت بن کہ اس سے تیرے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صفحہ ۲۱۱ مجلس ۳۸

اور جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ نے بندے کو اپنی کوئی حکومت یا قدرت منتقل کر دی ہے تو اس نے کفر کیا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صفحہ ۴۲ سورۃ اعراف کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۃ فاطر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اپنی جس رحمت کو لوگوں کے لئے کھول دے اسے بند کرنیوالا کوئی نہیں اور جسے وہ روک لے اسے اس کے سوا بھیجنے والا کوئی نہیں وہ غالب اور با

Scanned by CamScanner

حکمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا چاہا ہوا سب کچھ ہو کر رہتا ہے بے اس کی چاہت کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جو وہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۶۹ سورہ فاطر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

معجزے اور کرامات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

میرے عزیز دوست! نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں۔ لیکن جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں سے آپ یہ باتیں سُن کر یہ نہ سمجھ لیں کہ نبی یا ولی جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ جسے چاہیں نفع پہنچائیں اور جسے چاہیں نقصان پہنچائیں۔ یہ عقیدہ کہیں آپ کو تباہ و برباد نہ کر دے۔ اسی عقیدہ نے اکثر پہلی امتوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اسی عقیدہ نے آج ہندوستانی مسلمانوں کے ایمان کا ملیامیٹ کر دیا ہے جس کو ہم دو بابوں میں پوری تفصیل کے ساتھ سمجھا چکے ہیں اور ان جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کو ان باتوں کے سوا اور کچھ وعظ آتے ہی نہیں۔

قرآن شریف کے تیرہویں پارہ میں سورہ رعد کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی معجزہ بغیر خدا کی اجازت کے لے آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ معجزے ظاہر کرنا کسی نبی کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو اللہ عزّوجل کے قبضہ کی چیز ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے سو وہ ہو جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۶۵ سورۂ رعد کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے تیرھویں پارہ میں سورۂ ابراہیم کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: بے حکم خدا ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھلائیں۔

پیغمبران خدا سے لوگ بار بار معجزے طلب کرتے ہیں اس کے جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ جو چیز تم ہمارے ہاتھوں دیکھنا چاہتے ہو اس کی بابت بھی سن لو کہ وہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں ہم اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے اگر ہماری دعا قبول ہوئی تو بیشک ہم دکھا دیں گے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۹۵ سورۂ ابراہیم کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

یہ خیال رہے کہ بعض اولیاء اللہ کے ہاتھوں جو کرامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی چیزیں تبدیل ہو جاتی ہیں ان کا ہمیں انکار نہیں۔ وہ خدا کی طرف سے ان پر ایک خاص فضل ہوتا ہے اور وہ بھی ان کے بس کا نہیں ہوتا نہ ان کے قبضہ کا ہوتا ہے۔ نہ وہ کوئی کاریگری ہوتی ہے اور نہ فن وہ محض خدا کے فرمان کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نیکوکار بندوں کے ہاتھوں اپنی مخلوق کو دکھا دیتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ صفحہ ۴۳ سورۂ قصص کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے بھولے بھیا! اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ کوئی فرشتہ آسکتا ہے اور نہ کوئی فرشتہ کہیں جا سکتا ہے نہ انبیاء علیہم السلام کوئی معجزہ دکھلا سکتے ہیں اور نہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرامتیں سرزد ہو سکتی ہیں یہ سب کچھ اللہ کے فضل سے ہوتا ہے جب کوئی بندہ اللہ کا مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ ان سے ایسی باتیں یا کام ظاہر کروا دیتا ہے جو انسان کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں وہ خود اس کے اختیار کی بات نہیں ہوتی وہ اللہ کی طرف سے ان پر انعام ہوتا ہے۔

اسلام اور سائنس

قرآن کریم کے چودہویں پارہ میں سورۂ نحل کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور نیز زینت کے لئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرمارہا ہے کہ ہم ایسی ایسی چیزیں بناتے ہیں جنکی تم کو خبر نہیں آج سائکل جو ہے وہ سواری ہے موٹر، بس، موٹر سائکل، ٹرین، پلین اور راکٹ ان سب کی سواریوں میں گنتی ہے۔ گو بنانے والے انسان ہیں لیکن بنوانے والا خدا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ دل ودماغ میں بات نہ ڈالے انسان کچھ بنا ہی نہیں سکتا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے سواری میں گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ ہی مانے جاتے تھے لیکن آج اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی سواریاں بنادی ہیں کہ ہزار سال پہلے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا لیکن آج جو سواریاں بنی ہیں اسی پر مسئلہ ختم نہیں ہے آنے والے زمانے میں خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کیسی کیسی سواریاں اور بھی دنیا والوں کے ہاتھوں سے بنوائے گا جس کا علم اسی کو ہے۔ گو کیسی ہی سواریاں بنیں اور کتنی ہی تیز رفتار بنیں۔ بہر حال قیامت تک جو جو اور جیسی جیسی سواریاں دنیا والوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ بنوائے گا اس کی تصدیق قرآن کریم چودہ سو سال پہلے ہی کر چکا ہے۔ لیکن ہم اپنی کم علمی کی بنا پر سائنس والوں کی تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں اور قرآن کریم کی جو اہمیت ہے اس کو بھول بیٹھے ہیں۔

سائنس کے ہم بھی قدر داں ہیں لیکن جتنا سائنس آگے بڑھا اتنا ہی خطرہ بڑھا۔

Scanned by CamScanner

جس منزل تک پہنچنے میں ہفتوں اور مہینوں لگ جاتے تھے وہاں پر گھنٹوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ سفر میں بڑی آسانی ہوگئی لیکن اسی کے ساتھ ساتھ خطرات بھی بڑھ گئے کسی موٹر کا ایکسیڈنٹ ہوگیا تو پانچ یا چھ آدمی مر گئے۔ کوئی بس اگر کھڈ میں گر گئی یا نہر میں چلی گئی یا دریا میں گر گئی تو اس میں چالیس یا پچاس آدمی مر گئے ریلوے ٹرین اگر کہیں ٹکرا گئی یا پٹری سے اتر گئی یا کہیں کا پل ٹوٹ گیا اور دریا میں گر گئی تو سیکڑوں آدمی مر گئے پلین ٹوٹا یا دریا میں گرا تو دو ڈھائی سو آدمی مر گئے اور جب یہ سواریاں نہیں تھیں تو انسان گھوڑے، خچر، گدھے پر سوار ہو کر جایا کرتے تھے۔ کہیں راستے میں کوئی حادثہ آ بھی گیا تو یا سوار گر جاتا ہاتھ پیر میں چوٹ لگتی یا ایک دو آدمی مر جاتے۔

قرآن کریم کے سترھویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے تیز اور تند ہواؤں کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیں جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھیں جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ ص کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے اس کے لئے ہوا کو تابع کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا میں نرمی پیدا کر دی گئی جدھر وہ چاہتے تھے ادھر آپ کو آسانی کے ساتھ لے جاتی تھی۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ سبا کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کے لئے ہوا کو تابع کر دیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینے بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پر جو نعمتیں نازل فرمائی تھیں ان کا بیان ہو رہا ہے

Scanned by CamScanner

کہ ان کے لئے ہوا کو تابع فرمان بنا دیا مہینے بھر کی راہ صبح ہی صبح طے ہو جاتی اور اتنی ہی مسافت کا سفر شام کو ہو جاتا مثلاً دمشق سے تخت مع فوج و اسباب کے اڑایا اور تھوڑی دیر میں اصطخر پہنچا دیا جو تیز سوار کے لئے بھی مہینے بھر کا سفر تھا۔ اسی طرح شام کو وہاں سے تخت اڑا اور شام ہی کو کابل پہنچ گیا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۴۲ سورۂ سبا کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

ہوائی جہاز تو اب بنے لیکن قرآن کریم کی تصدیق تو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو ہوائی جہاز بنا دیا تھا اور مع فوج و اسباب کے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے وہاں مہینوں کے راستوں کو ہوا کے ذریعہ طے کر کے گھنٹوں میں پہنچ جاتے تھے۔ اس کی حیرت پر ناز کر نا مسلمان بھول گئے اور سائنس کی طرف رجحان بڑھ گیا۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ا میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کی عزت و عظمت اور اپنی پاکیزگی و قدرت بیان فرماتا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی سی قدرت کسی میں نہیں۔ وہی عبادتوں کے لائق اور صرف وہی ساری مخلوق کی پرورش کرنے والا ہے وہ اپنے بندے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات کے ایک حصے میں مکے شریف کی مسجد سے بیت المقدس کی مسجد تک لے گیا۔ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانے سے انبیاء کرام علیہم السلام کا مرکز رہا۔ اسی لئے تمام انبیاء علیہم السلام وہیں آپ کے پاس جمع کئے گئے اور آپ نے وہیں انھیں کی جگہ ان سب کی امامت کی جو دلیل ہے اس امر کی کہ امام اعظم اور رئیس مقدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

Scanned by CamScanner

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۲ سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کی تفسیر میں یہ معراج والی رات کا بیان ہو رہا ہے کہ رات کے ایک حصّے میں مکّہ مکرّمہ سے بیت المقدّس تک۔ جو مہینوں کا راستہ تھا منٹوں میں اللہ تعالیٰ نے طے کروا دیا یہ تو قرآن کریم کے الفاظ ہیں اور حدیثوں میں لکھا ہے کہ یہی سواری ساتوں آسمان تک گئی اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے جہاں تک چاہا اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گیا اور وہاں سے جب لوٹ کر مکّہ معظّمہ میں آئے ہیں تو وہی رات چل رہی تھی۔ وہ کونسا راکٹ تھا؟ لیکن ہم اپنی کم علمی کی بنا پر قرآن کریم کی قدر بھی نہیں پہچان پائے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ساری خوبیوں سے بھر دیا ہے اب جو مسلمان ان نعمتوں سے محروم ہے اور واقفیت تک نہیں رکھتا تو یہ اس کی خود کی کمی ہے اسلام تو ہر کمالات سے مالا مال ہے۔

حدیث:- حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ چلے (بیت اللہ کے اندر جا کر) آپؐ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ، اور آپؐ میرے شانوں پر چڑھ گئے، میں آپؐ کو لے کر اٹھنے لگا، تو آپؐ نے مجھے کمزور محسوس کیا لہٰذا اتر گئے، اور خود بیٹھ گئے، اور مجھ سے فرمایا میرے مونڈھوں پر چڑھ جا میں آپؐ کے مونڈھوں پر چڑھ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ مجھ کو لے کر اٹھے، اس وقت میں ایسا محسوس کرنے لگا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کناروں کو پالوں یہاں تک کہ میں بیت اللہ پر چڑھ گیا اور اس پر پیتل اور تانبے کی مورتیاں بنی رکھی تھیں میں ان کو اپنے دائیں بائیں، سامنے اور پیچھے سے اٹھانے لگا تا آنکہ میں نے سب اٹھا لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ان کو پھینک دے (چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا) وہ شیشہ کی طرح گر کر چور چور ہو گئیں پھر میں اترا اور میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ جلدی جلدی چلے اور گھروں کی دیواروں میں چھپتے چھپاتے واپس آ گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمیں دیکھ لے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۳۶۰ حدیث نمبر ۱۵۰۱۔

تشریح:- رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خلاصۂ کائنات کہی جاتی ہے اور یقیناً آپ افضل الرسل اور خاتم النبیین تھے اس لئے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے شانوں پر چڑھ کر یہ محسوس کیا کہ وہ آسمان کے کناروں کو پا سکتے ہیں، تو اس میں حیرت کی کونسی بات ہے آخر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ (علیہم السّلام) جس پتھر پر چڑھ کر خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے وہ بھی جتنی ضرورت ہوتی خود بخود اونچا ہو جاتا تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ تو انسان تھے اور تمام مخلوقات اور تمام انسانوں سے افضل کے شانۂ مقدس پر چڑھے ہوئے تھے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو منظر بتوں سے صفائی کے موقع پر نظر آیا۔ وہ نظر آنا ہی چاہیے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبۂ توحید دیکھئے کہ خود اپنے شانۂ مبارک پر آدمی کو چڑھا کر اس کی صفائی فرما رہے تھے اور اس میں قطعاً عار محسوس نہیں ہو رہا تھا

حوالہ:- ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۳۶۰ تشریح نمبر ۱۵۰۱

یہ کونسا راکٹ تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر کھڑے ہیں اور آسمان کے کناروں کے پکڑنے کی باتیں کر رہے ہیں راکٹ پلین وغیرہ مشین کے محتاج ہیں اگر کوئی پرزہ خراب ہو گیا یا ٹوٹ گیا تو راکٹ ہو یا پلین سب بیکار اور ان پر سوار ہونے والوں کو موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اللہ کی دی ہوئی نعمت جس میں نہ مشین خراب ہونے کا خطرہ اور نہ پرزہ ٹوٹنے کی فکر۔

حدیث:- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے قریش نے جھٹلایا (اور کہا کہ آپ کا معراج کا دعویٰ صحیح نہیں اگر صحیح ہے تو بیت المقدس کے حالات بتلاؤ) تو میں حجر یعنی (حطیم) میں کھڑا ہو گیا (خانہ کعبہ کے پاس ایک نصف دائرے کی نیچی دیوار ہے اس کو حطیم یا حجر کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا۔ میں بیت المقدس کو دیکھ کر اس کی نشانیاں بتانے لگا اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا میں بیت المقدس کو دیکھ رہا ہوں

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ حدیث ۹۹۱ سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں
یہ ہے ٹیلیویژن جسکی آج سے چودہ ۱۴۰۰ سو سال پہلے ہی سے اسلام اسکی خبر دے چکا ہے
اس کو تو مسلمان بھول گئے اور دنیا کا بنایا ہوا ٹیلیویژن یاد رہا۔
قرآن کریم کے ستائیسویں ۲۷ پارہ میں سورۂ قمر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱،
۲، ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ زور دار چلتا ہوا جادو ہے انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہر کام ٹھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے۔

مسند احمد میں ہے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر دوسرا دوسرے پہاڑ پر۔ اسے دیکھ کر بھی جن کی قسمت میں ایمان نہ تھا بول پڑے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے لیکن سمجھ داروں نے کہا کہ اگر مان لیا جائے کہ ہم پر جادو کر دیا ہے تو تمام دنیا کے لوگوں پر تو نہیں کر سکتا۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۷ صفحہ ۴۱ سورۂ قمر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

کفار کے مجمع نے یہ طے کیا تھا کہ اگر باہر کے لوگ آکر یہی کہیں تو حضور کی سچائی میں کوئی شک نہیں، اب جو باہر سے آیا جب کبھی آیا جس طرف سے آیا ہر ایک نے اس کی شہادت دی کہ ہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے (چاند کو پھٹتے) دیکھا ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۷ صفحہ ۴۲ سورۂ قمر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

چاند پر جانا اہمیت رکھتا ہے یا چاند کا دو ۲ ٹکڑا ہونا اہمیت رکھتا ہے؟ لیکن مسلمان اپنی کہانی بھول گئے اور دوسروں کی یاد رہی۔

حدیث:- حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ۲ ٹکڑے ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ شاہد رہو۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۰ صفحہ ۹۰۲ حدیث ۱۹۹۶ تفاسیر میں۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ حدیث ۱۱۳۱ تفاسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک اس طرف ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کفار نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر ہم پر جادو کیا تو ایسا نہیں کر سکتے کہ سب لوگوں پر جادو کریں۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ حدیث ۱۱۳۲ تفاسیر میں۔

بعض ملک والے چاند پھٹنے کے معجزے کو نہیں مانتے اور بعض ملک والے مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ملکوں میں دن ہوتا ہے اور اسی وقت بعض ملکوں میں رات ہوتی ہے جہاں دن ہوتا ہے وہاں چاند کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جہاں جہاں جن جن ملکوں میں رات تھی وہاں چاند پھٹنے کا معجزہ دیکھا گیا اتنا بڑا معجزہ ہونے کے باوجود مشرکین مکہ ایمان نہیں لائے ضد انسان کو کہاں لے جاتی ہے۔

اسلام کی عملی زندگی انسان کو کس درجے تک پہنچا دیتی ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے۔

حدیث:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا "بلال! (رضی اللہ عنہ) تم کس وجہ سے مجھ سے پہلے بہشت میں پہنچ گئے جب بھی میں جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تمہاری آہٹ ضرور سنی۔ چنانچہ میں گذشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تمہاری آہٹ پھر سنی۔ پھر میں ایک مربع محل کے پاس آیا۔ جو سونے کا تھا۔ اور بہت بلند تھا اور اس کے اوپر کنگرے تھے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا ایک عربی نوجوان کا ہے۔ میں نے کہا عربی تو میں بھی ہوں۔ لیکن یہ محل کس (عربی) کا ہے؟ انہوں نے کہا قریش کے ایک جوان کا ہے۔ میں نے کہا میں قریشی بھی ہوں۔ یہ محل (آخر) کس (قریشی) کا ہے؟ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ

Scanned by CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کا!" میں نے کہا محمدؐ تو میں ہی ہوں۔ پھر یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جب بھی اذان کہی تو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور جب بھی میں بے وضو ہوا تو (فوراً دوسرا) وضو کیا۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ میرے ذمہ اللہ کی دو رکعتیں ضروری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انھیں دو رکعتوں سے تمہیں یہ درجہ ملا ہے (کہ تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچ گئے۔)

حوالہ ، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۶ حدیث ۱۵۳۶ مناقب کے بیان میں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھے لکھے نہیں تھے ان پڑھ تھے مالدار نہیں تھے غریب تھے آزاد نہیں تھے غلام تھے۔ سید نہیں تھے حبشی تھے۔ گورے نہیں تھے کالے تھے لیکن اسلام کی عملی زندگی نے آپ کو اس درجے تک پہنچا دیا کہ مکے کی سرزمین پر چلتے تھے اور آپ کے پیر کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی تھی۔

اب آپ دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ اللہ کے نزدیک کس کی اہمیت زیادہ ہے؟ چاند پر جانے والوں کی یا جنت میں پیر کی آواز سنائی دینے والے کی لیکن آج مسلمانوں کی زبان سے جا بجا چاند پر جانے والوں کی تعریفیں ہوتی رہتی ہیں اور جنت والوں کی چرچا ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ خود عملی زندگی سے محروم ہیں۔ وہ عملی زندگی والوں کی قدر کیا جانیں۔

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورہ فیل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بیکار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھرمٹ بھیج دیئے، جو انھیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے، بس انھیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

ابرہہ نے اپنا قاصد حناطہ حمیری مکہ والوں کے پاس بھیجا کہ مکہ کے سب سے بڑے سردار کو میرے پاس لاؤ اور یہ بھی اعلان کر دو کہ میں مکہ والوں سے لڑنے کو نہیں آیا میرا ارادہ صرف بیت اللہ کو گرانے کا ہے ہاں اگر مکہ والے اس کو بچانے کے درپے ہوئے

Scanned by CamScanner

تولا محالہ مجھے ان سے لڑائی کرنی پڑے گی۔ ضماط جب مکہ میں آیا اور لوگوں سے ملا جلا تو معلوم ہوا کہ یہاں کا بڑا سردار عبدالمطلب بن ہاشم ہے، یہ عبدالمطلب سے ملا اور شاہی پیغام پہنچایا جس کے جواب میں عبدالمطلب نے کہا واللہ نہ ہمارا ارادہ اس سے لڑنے کا ہے نہ ہم میں اتنی طاقت ہے یہ خدا کا حرمت والا گھر ہے اس کے خلیل حضرت ابراہیمؑ کی زندہ یادگار ہے خدا اگر چاہے گا تو اپنے گھر کی آپ حفاظت کرے گا ورنہ ہم میں تو ہمت و قوت نہیں، ضماط نے کہا اچھا تو آپ میرے ساتھ بادشاہ تک چلے چلئے، عبدالمطلب ساتھ ہو لئے، بادشاہ نے جب انھیں دیکھا تو ہیبت میں آگیا۔ عبدالمطلب گورے چٹے سڈول اور مضبوط قویٰ والے حسین و جمیل انسان تھے، دیکھتے ہی ابرہہ تخت سے نیچے اتر آیا اور فرش پر عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھ گیا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھ کر کیا چاہتا ہے؟ عبدالمطلب نے کہا میرے دو سو اونٹ جو بادشاہ نے لے لئے ہیں انھیں واپس کر دیا جائے، بادشاہ نے کہا ان سے کہہ دے کہ پہلی نظر میں تو تیرا رعب مجھ پر پڑا تھا اور میرے دل میں تیری وقعت بیٹھ گئی تھی لیکن پہلے ہی کلام میں تو نے سب کچھ کھو دی، اپنے دو سو اونٹ کی تو تجھے فکر ہے اور اپنے اور اپنی قوم کے دین کی تجھے فکر نہیں میں تو تم لوگوں کا عبادت خانہ توڑنے اور اسے خاک میں ملانے کے لئے آیا ہوں، عبدالمطلب نے جواب دیا کہ سُن بادشاہ! اونٹ تو میرے ہیں اس لئے انھیں بچانے کی کوشش میں میں ہوں اور خانہ کعبہ خدا کا ہے وہ خود اسے بچالے گا۔ اس پر یہ سرکش کہنے لگا کہ خدا بھی آج اسے میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا، عبدالمطلب نے کہا بہتر ہے وہ جانے اور تو جان، عبدالمطلب تو اپنے اونٹ لے کر چل دیئے اور آکر قریش کو حکم دیا کہ مکہ کو بالکل خالی کر دو پہاڑوں میں چلے جاؤ، اب عبدالمطلب اپنے ساتھ قریش کے چیدہ چیدہ لوگوں کو لے کر بیت اللہ میں آیا اور بیت اللہ کے دروازے کا کنڈا تھام کر اور رو رو کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ باری تعالیٰ ابرہہ اور اس کے خونخوار لشکر سے اپنے پاک اور ذی عزت گھر کو بچالے عبدالمطلب نے اس وقت یہ دعائیہ اشعار پڑھے۔

Scanned by CamScanner

لاھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَہٗ فَامْنَعْ رِحَالَكَ
لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَمِحَالُھُمْ اَبَدًا مِحَالَكَ

ترجمہ:۔ ہم بے لشکر ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہر گھر والا اپنے گھر کا بچاؤ آپ کرتا ہے خدایا تو بھی اپنے گھر کو اپنے دشمنوں سے بچا یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ان کی صلیب اور ان کی ڈولیں تیری ڈولوں پر غالب آجائیں۔

اب عبدالمطلب نے بیت اللہ کے دروازے کا کنڈا ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر آس پاس کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا دوسری صبح ابرہہ کے لشکر میں مکہ میں جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اپنا خاص ہاتھی جس کا نام محمود تھا اُسے تیار کیا لشکر میں کمر بندی ہو چکی اور مکہ شریف کی طرف منہ اٹھا کر چلنے کی تیاری کی اس وقت فضیل بن حبیب جو اس سے راستے میں لڑا تھا اور اب بطور قیدی کے اس کے ساتھ تھا وہ آگے بڑھا اور شاہی ہاتھی کا کان پکڑ لیا اور کہا محمود بیٹھ جا اور جہاں سے آیا ہے وہیں خیریت کے ساتھ چلا جا تو خدائے تعالیٰ کے محترم شہر میں ہے یہ کہہ کر کان چھوڑ دیا اور بھاگ کر قریب کی پہاڑی میں جا چھپا محمود ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا۔ اب ہزاروں جتن فیلبان کر رہے تھے لشکری بھی کوششیں کرتے کرتے تھک گئے لیکن ہاتھی اپنی جگہ سے ہٹتا ہی نہیں، سر پر آنکس مار رہے ہیں اِدھر اُدھر سے بھالے اور برچھے مار رہے ہیں آنکھوں میں ڈال رہے ہیں، غرض تمام جتن کر لئے لیکن ہاتھی جنبش بھی نہیں کرتا پھر بطور امتحان اس کا منہ یمن کی طرف کر کے چلانا چاہا تو جھٹ سے کھڑا ہو کر دوڑتا ہوا چل دیا، شام کی طرف چلانا چاہا تو بھی پوری طاقت سے آگے بڑھ گیا۔ مشرق کی طرف لے جانا چاہا تو بھی بھاگا بھاگا گیا پھر مکہ شریف کی طرف منہ کر کے آگے بڑھانا چاہا تو وہیں بیٹھ گیا۔ انہوں نے پھر اسے مارنا پیٹنا شروع کیا کہ دیکھا کہ ایک گھٹا ٹوپ پرندوں کا جھرمٹ بادل کی طرح سمندر کے کنارے کی طرف سے امڈا چلا آرہا ہے ابھی پوری طرح دیکھنے بھی نہیں پائے تھے کہ وہ جانور سر پر آگئے، چوطرف سے سارے لشکر کو گھیر لیا ان میں

Scanned by CamScanner

سے ہر ایک کی چونچ میں ایک مسور یا ماش کے دانے برابر کنکری تھی، اور دونوں پنجوں میں دو دو کنکریاں تھیں یہ ان پر پھینکنے لگے جس جس پر کنکری آپڑی وہ وہیں ہلاک ہوگیا اب تو اس لشکر میں بھاگڑ پڑگئی۔ ہر ایک نفیل نفیل کرنے لگا کیونکہ اسے ان لوگوں نے اپنا رہبر اور راستہ بتانے والا سمجھ رکھا تھا نفیل تو ہاتھی کو کہکر پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور دیگر اہل مکہ ان لوگوں کی یہ درگت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ ص ۱۰۵ سورۂ فیل کی تفسیر میں۔

قرآن کریم سے بم ثابت ہے اوپر سے گراؤ اور نیچے والوں کو مارو۔ یہ طریقہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے عمل میں آچکا ہے جن کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے اس میں ایک بات اور بھی قابل غور ہے یعنی مشرکین مکہ خدا کو مانتے تھے اور خدا کو مانتے ہوئے تین سو ساٹھ بت خدا کے گھر میں رکھ کر ان کی پوجا پاٹ بھی کر رہے تھے۔ ان بتوں کو قادر مطلق سمجھ کر نہیں پوجتے تھے بلکہ واسطہ وسیلہ اور توسّل سمجھ کر پوج رہے تھے لیکن جب عین وقت آیا تو سب کو بھول گئے اور حقیقی خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حمایت کی بنا پر ان کی مدد فرمائی۔ اس دن کے بعد سے ایک سال تک جتنی شاعری ہوتی رہی ان میں شرک کا شائبہ تک نہیں ملتا۔

قرآن کریم کے تیرہویں پارہ میں سورۂ یوسف کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن سے یہ منھ موڑے گزر جاتے ہیں ان میں سے اکثر لوگ باوجود خدا پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ ان کے پاس خدا کے عذابوں میں سے کوئی عام عذاب آجائے یا ان پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑے اور وہ محض بے
28 خبر ہی ہوں۔

بیان ہو رہا ہے کہ قدرت کی بہت سی نشانیاں وحدانیت کی بہت سی

گواہیاں دن رات ان کے سامنے ہیں پھر بھی اکثر لوگ نہایت بے پرواہی اور سبک سری سے ان میں کبھی غور و فکر نہیں کرتے کیا یہ اتنا وسیع آسمان کیا یہ اس قدر پھیلی ہوئی زمین کیا یہ روشن ستارے یہ گردش والا سورج چاند یہ درخت اور یہ پہاڑ یہ کھیتیاں اور سبزیاں یہ تلاطم برپا کرنے والے سمندر اور یہ زور سے چلنے والی ہوائیں یہ مختلف قسم کے رنگا رنگ میوے یہ الگ الگ غلے اور قدرت کی بیشمار نشانیاں ایک عقلمند کو اس قدر بھی کام نہیں آسکتیں ؟ کہ وہ ان سے اپنے خدا کی جو احد ہے جو صمد ہے جو فرد ہے جو واحد ہے جو لاشریک ہے جو قادر و قیوم ہے جو باقی اور کافی ہے۔ ذات کو پہچان لیں اور اس کے ناموں اور صفتوں کے قائل ہو جائیں۔ بلکہ ان میں کی اکثریت کی ذہنیت تو یہاں تک بگڑ چکی ہے کہ خدا پر ایمان ہے۔ پھر بھی شرک سے دست بردار نہیں۔ آسمان و زمین پہاڑ اور درخت کا اور انسان اور جن کا خالق اللہ کو مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے سوا دوسروں کو اس کے ساتھ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں یہ مشرکین حج کو آتے ہیں احرام باندھ کر لبیک پکارتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدایا تیرا کوئی شریک نہیں جو بھی شریک ہیں ان کا خود کا مالک بھی تو ہے اور ان کی ملکیت کا مالک بھی تو ہی ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۱۹ سورۂ یوسف کے بارھویں رکوع کی تفسیر میں ہندوستان سے ہزاروں مسلمان حج کے لئے جاتے ہیں اور وہاں جاکر ان کلمات کو بار بار پڑھتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں ہر قسم کی حمد و نعت تیرے ہی لئے ہے اور ملک و حکومت میں تیرا کوئی شریک نہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ حدیث ۳۰۶ باب ۲۴۱ حج کا بیان۔

ان الفاظ کو حاجی صاحبان بار بار اپنی زبانوں سے ادا کرتے ہیں۔ لیکن بعض حاجی صاحبان ہندوستان میں آکر وہی پہلی رفتار جو بے ڈھنگی تھی دوسروں کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھتے ہیں۔

حدیث :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی میں جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے بلند آواز سے کہا۔ ساریہ! پہاڑ کی طرف اس واقعہ کے چند روز (بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا) امیر المومنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہم کو شکست دی ناگہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ اے ساریہ! پہاڑ کی جانب چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خداوند تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۸۵ حدیث ۵۹۴۴ کرامتوں کا بیان۔

(۲) ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ بیان ۱۵۳۶ " "

(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۳ " "

اوپر کے بیان میں چار کرامتیں ہیں (۱) نظر کا پہنچنا مدینہ طیبہ سے (۲) آواز کا پہنچنا مدینہ طیبہ سے (۳) آواز سارے لشکر کو سنائی دینا (۴) آواز کی بنا پر لشکر کا فتح پانا۔

میرے بھولے بھیا یہ ہوا وائرلیس۔ آج کل لڑائی کے موقع پر وائرلیس کا استعمال ہوتا ہے جو بیٹری اور پرزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ اسلام نے اس کو چودہ سو سال پہلے ایجاد کر دیا ہے جس میں نہ بیٹری کی ضرورت ہے نہ پرزوں کی لیکن آج ہم اس وائرلیس کو استعمال کرنے کے قابل نہ رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو ہم سے چھین لیا۔

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

مسجد میں (جمعہ کے روز) خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنہ پر جو ستون کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھتے ہوتے تو وہ ستون جس سے کمر لگا کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے چلاتا (یعنی فراق نبی میں) اور قریب تھا کہ وہ (فراق کی اذیت کی شدت سے) پھٹ جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے ستون کو ہاتھوں سے پکڑا اور پھر سینے سے لگایا پھر اس ستون نے بچوں کی طرح رونا۔ اور نالہ کرنا شروع کیا ہاں ان بچوں کی طرح جن کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس ستون کو سکون حاصل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستون اس لئے رویا کہ جو بیان وہ سنا کرتا تھا اس کو اس نے نہ سنا وہ اس سے محروم ہو گیا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۲ ص ۵۴۳ حدیث نمبر ۵۶۳۰ معجزات کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ نمبر ۱۴ ص ۲۰۵ حدیث نمبر ۸۹۸ علامات نبوت کا بیان

(۳) ترمذی شریف جلد نمبر ۲ ص ۳۵۵ حدیث نمبر ۱۴۸۴ ابواب المناقب۔

(۴) مظاہر حق جلد نمبر ۴ ص ۲۳۳ معجزات کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں مکّہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے نبی ہونے سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۲ ص ۵۵۶ حدیث نمبر ۵۵۰۴ علامات نبوت۔

(۲) مظاہر حق جلد نمبر ۴ ص ۵۱۳

لکڑی کے تنے سے آواز کا آنا اور پتھروں کا سلام کرنا کیا یہ سائنس والے کر سکتے ہیں سائنس والوں نے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ بنایا جو بیٹری اور پرزوں کا محتاج ہے اس میں ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک لکڑی کا تنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکا اور ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی پرواہ نہیں کرتے اور اس لاپرواہی کا نتیجہ حشر کے میدان میں اگر جدائی

Scanned by CamScanner

کا آگیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا کہ میں تم کو نہیں جانتا تو ہمارا حشر کیا ہوگا۔ اس پر ہر ایک مسلمان کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت معاویہ بن حرمل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مقام حرۃ میں آگ نمودار ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری کے پاس آکر حکم فرمایا کہ دیکھو یہ آگ لگ رہی ہے اس کی طرف جاکر اس کو ہٹا دو انہوں نے عرض کی اے امیر المومنین میری ہستی کیا ہے اور میں اس قابل کہاں ہوں وہ اصرار فرماتے ہی رہے آخر ان کے ساتھ ساتھ اٹھ کر چل دیئے اور میں بھی ساتھ ساتھ ہولیا اور وہ دونوں آگ کی طرف بڑھتے رہے تو تمیم داری اس آگ کو دھکے دے رہے تھے آخر وہ آگ ایک گھاٹی میں جا گھسی اور تمیم داری تھے کہ اس کے پیچھے لگے رہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بات کو بچشم خود دیکھ لے وہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا جو خود مشاہدہ نہ کرے تین بار یہ کلمات فرمائے۔

حوالہ: ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ بیان ۱۵۳۲

سائنس والے آگ کو اپنے ہاتھوں سے دھکے مار کر ہٹا سکتے ہیں؟ یا بجھا سکتے ہیں؟ البتہ انہوں نے آگ بجھانے کے لئے فائر بریگیڈ یعنی آگ بجھانے والی گاڑیوں کا انتظام کیا۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ ایک روز بڑی رات تک اپنی کسی حاجت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہے یہ رات نہایت تاریک تھی پھر دونوں اپنے گھروں کو روانہ ہوئے دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں ان دونوں میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی اور دونوں کو راستہ صاف نظر آنے لگا پھر جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی بھی لاٹھی روشن ہوگئی اور ہر شخص اپنی لاٹھی کی روشنی میں گھر پہنچ گیا۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۵ صفحہ ۲۵۲ حدیث ۹۹۶ مناقب کا بیان
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۶۳ حدیث ۵۶۹۱ کرامتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص ۴۸ کرامتوں کا بیان ۔

(۴) ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۲۷۱ حدیث ۱۵۹۵ ۔

کیا کسی سائنس والے کی لاٹھی میں رات کو روشنی پیدا ہو سکتی ہے البتہ ان لوگوں نے بجلی اور ٹارچ کا انتظام کیا۔ ٹارچ میں سیل ڈالو بٹن دباؤ تب روشنی پیدا ہوگی اور اگر بلب خراب ہو گیا یا سیل ختم ہو گئے تو اندھیری راتوں میں ٹھوکریں کھاؤ۔ روحانی پاور تو اسلام کے دائرے میں عمل کرنے ہی سے پیدا ہوتا ہے میرے بھیا!

حدیث :۔ حضرت عبدالرحمن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان منیٰ میں ہمیں خطبہ دیا۔ اس کے سننے کے لئے ہمارے کان کھول دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کانوں کو سننے کے لئے اس طرح کھول دیا کہ اپنی اپنی منزلوں میں تھے اور وہیں سن رہے تھے ۔

حوالہ :۔ ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۲۳۱ حدیث ۱۹۳۳

تشریح :۔ آواز پہنچنے کا بڑی حد تک دارومدار ظاہری اسباب میں دور ونزدیک ہوا کی موافقت و مخالفت، اور خود آواز کی پستی و بلندی پر ہے، باقی انبیاء کرام رسول عظام کی جہاں اور خصوصیات ہیں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کی آواز میں سب سے زیادہ تاثیر اور قوت ہوتی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھیلاؤ بھی ممتاز ہوتا ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا انداز بیان بتا رہا ہے کہ یہ بات خرق عادت کے طور پر تھی جو جہاں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ اس طرح سن رہا تھا گویا یہیں کھڑے آپ خطبہ دے رہے ہیں۔

حوالہ :۔ ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۲۳۱

تاریخ بتاتی ہے کہ امت کے ممتاز افراد بھی کبھی کبھی اس نعمت سے نوازے گئے ہیں، اب نئی ایجادات نے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے اور کسی کے لئے اچنبھے کی بات نہیں، گو دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ ایک آلات و مشین کا محتاج ہے (یعنی لاؤڈ اسپیکر) اور دوسری آواز کسی آلہ کی قطعاً محتاج نہیں ورنہ ظاہری

Scanned by CamScanner

آلات کو وہاں کوئی دخل ہے۔

حوالہ:۔ ترجمان السنۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۲۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر میں صبح کے وقت ایک بار قافلہ میں وضو کے لئے پانی نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کروایا تو ایک آدمی کے پاس صرف ایک برتن میں تھوڑا سا پانی نکلا۔ آپؐ نے اس میں انگلیاں ڈال دیں تو وہ برتن فوارے کی طرح جوش مارنے لگا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ پکار دو سب کو کہ آکر وضو کرلیں سیکڑوں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے وضو کیا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمام مخلوقات میں سے کس کا ایمان عجیب تر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فرشتوں کا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے ایمان میں کیا تعجب ہے؟ وہ تو بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہیں اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کیونکر ایمان نہ لاتے۔ لوگوں نے پھر عرض کیا کہ آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ سیکڑوں معجزے دیکھتے ہیں ان کے ایمان میں کیا تعجب۔ البتہ عجیب ایمان ان کا ہوگا جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور میرا نام سن کر صدق دل سے میرے اوپر ایمان لائیں گے۔ وہ میرے بھائی ہیں اور تم صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۸۱ سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

ہے کوئی سائنس والا جو اپنی انگلیوں سے یا انگلیوں کے پوروں سے پانی کے دھارے برسادے البتہ ان لوگوں نے نل کی اسکیم بنائی اور پانی جمع کرنے کیلئے بڑے بڑے ڈیم (تالاب) بنوائے لیکن جب یہ ڈیم پھٹتا ہے یا زائد پانی ہوجانے کے بعد ڈیم کی حفاظت کے لئے کہ ڈیم ٹوٹنے نہ پائے اس وجہ سے ڈیم کے راستے پانی نکلنے کے کھول دیئے جاتے ہیں تو سیکڑوں جاندار بہہ جاتے ہیں اور فصلوں میں لاکھوں کا نقصان ہوجاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سمندر کے سفر میں ایک کشتی میں بیٹھے اتفاق سے وہ کشتی ٹوٹ گئی اور میں اس کشتی کے ایک تختہ پر بیٹھ گیا اس تختہ نے مجھ کو لے جا کر خشکی کی ایک جھاڑی کے قریب ڈال دیا جس میں شیر بھی تھا اسے دیکھ کر تو مجھے خوف آنے لگا مگر میں نے شیر سے کہا اے ابوالحارث! میں سفینہ ہوں سفینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم۔ بس سن کر اس نے اپنا سر جھکا دیا اور اس نے آگے بڑھتے ہوئے اپنا کندھا ہلایا۔ گویا وہ مجھے راستہ دکھا رہا تھا یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر پہنچا دیا جب وہ مجھے راستے تک پہنچا چکا تو وہ ایک بار گرجا تو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

حوالہ:- (۱) ترجمان السنۃ جلد ۲ ص ۳۶۳ بیان ۱۵۵۹

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۸۸۳ ۵۹۴۶ کرامتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص ۵۰

اگلے زمانے میں بادشاہ اپنی حفاظت کے لئے بڑے بڑے قلعے بنواتے تھے اور ہر ملک والا اپنی ملک کی حفاظت کے لئے کوئی ایٹم بم کوئی نیپام بم، کوئی ہائیڈروجن بم بناتا ہے اور اسلام کے دائرے میں آنے والے کی حفاظت اللہ تعالیٰ درندوں سے کرواتا ہے بلکہ وہ درندہ اس کا رہبر بن کر اس کو راستہ بھی دکھاتا ہے اور رخصتی کے وقت سلام بھی عرض کر رہا ہے یہ صفت سائنس والوں کو کہاں مل سکتی ہے البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے حصے میں آئی ہے۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے پینتیسویں ۳۵ رکوع میں آیت نمبر ۲۵۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ کہنے لگا میں جلاتا اور مارتا ہوں ابراہیم

Scanned by CamScanner

(علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ، اب تو وہ کافر حیران رہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا بیان ہو رہا ہے نمرود کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی بادشاہی دے رکھی تھی اور وہ خدائی دعویٰ کرنے لگا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے جاکر اس کو سمجھایا کہ تو خدائی دعویٰ چھوڑ دے اور تو بھی خدا کا بندہ ہے خدا کی عبادت میں جھک جا۔ تو جواب میں نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ایسا کونسا کام ہے جو خدا کر سکتا ہے اور میں نہیں کر سکتا؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا خدا جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے۔ تو جواب میں نمرود نے کہا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں دو مجرموں کو بلایا جو واجب القتل تھے ایک مجرم کو قتل کر دیا ایک مجرم کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھو ہم نے بھی ایک کو جلا دیا ایک کو مار دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا مارنا جلانا اور ہے۔ لیکن وہ اس طرح تاویل کر کے نکل گیا۔ ابراہیم علیہ السلام بھی سمجھ گئے کہ یہ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا ذرا ٹیڑھی کرنی پڑے گی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب مشرق کی طرف سے آفتاب کو نکالتا ہے اور مغرب کی طرف غروب کرتا ہے۔ اگر تو خدا ہے تو مغرب کی جانب سے سورج نکال اس پر نمرود لاجواب ہو گیا کوئی جواب نہیں بن پایا پہلے سوال کی تو تاویل کر گیا دوسرے سوال کی تو تاویل بھی نہیں کر سکا حالانکہ یہ مطالبہ خدائی دعویٰ کرنے پر طلب کیا گیا تھا لیکن جواب تک نہیں بن سکا۔ اب شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے۔

حدیث:۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صہبا میں ظہر کی نماز پڑھی اور نماز عصر سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ تشریف لائے تو آپؐ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا (اور آپؐ کی آنکھ لگ گئی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا یہاں تک کہ

Scanned by CamScanner

آفتاب قریب الغروب ہو گیا (اور عصر کی نماز کا وقت نکل گیا) جب آپؐ کی آنکھ کھلی تو آپؐ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کا وقت جاتا رہا تو آپؐ نے دعا فرمائی، خدایا تیرا بندہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں تھا (اور اس کی نماز عصر جاتی رہی) تو تو آفتاب کو پھر مشرق کی جانب لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آفتاب اتنا لوٹ آیا کہ اس کی دھوپ پہاڑوں پر پھر پڑنے لگی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو فرما کر عصر کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد آفتاب غروب ہوا۔

حوالہ:۔ ترجمان السنۃ جلد ۳، صفحہ ۱۵۳، حدیث ۱۳۳۸، معجزے کا بیان۔

ہے کسی سائنس والے کی طاقت کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لوٹا لے یہ شان اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی ہے۔

وسیلہ

میرے عزیز دوست! حنفی مسلک میں وسیلہ سے دعا مانگنا مضائقہ نہیں مگر اس میں بھی بہت کچھ غلط فہمیاں ہو گئی ہیں جن کو سمجھنا اور سیکھنا ضروری ہے۔ جو لوگ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کو ثابت کرنے کے لئے آیتِ وسیلہ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ دیکھو قرآن شریف میں وسیلہ پکڑنے کو صاف طور سے کہا گیا ہے اور وہابی لوگ، اس کا انکار کرتے ہیں۔ تو میرے عزیز دوست! یہ بات بالکل دھوکہ ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآنِ کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

اس آیت کریمہ میں تین باتوں کا امر ہے۔ پہلا "اللہ سے ڈرو" دوسرا "اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو" تیسرا "اللہ کے راستہ میں جہاد کرو"

قرآنِ کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو خطاب فرما کر کسی چیز کا امر فرمایا ہے تو وہاں اگر کوئی قرینہ یا دلیل وجوب (فرض) کے خلاف نہیں ہے تو وہ چیز جس کا امر کیا گیا ہے فرض اور واجب ضرور ہوگی۔ یہ اصولِ فقہ کا مسلّم مسئلہ ہے۔

ہمارے نزدیک (یعنی احناف کے نزدیک) امر کی حقیقت وجوب ہے (نہ کہ مستحب اور مباح ہونا) جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ اور دلیل نہ ہو۔

حوالہ:۔ نور الانوار اصل اوّل ص۲۷ امر کا بیان۔

اب دیکھنا اور سمجھنا یہ ہے کہ وسیلہ والی آیت میں حکم نمبر ۲ وسیلہ ڈھونڈنے کو جو کہا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

میرے عزیز دوست! آیتہ شریف میں تین باتوں کا حکم ہے۔ اس میں سے پہلی اور تیسری چیز تو بلا کسی اختلاف کے سب کے نزدیک ضروری اور واجب ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرنا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ اب رہا بیچ کا حکم یعنی "وسیلہ پکڑنا" تو جب اسی آیت شریفہ میں پہلی اور تیسری چیز واجب اور ضروری ہوئی تو بیچ والی چیز واجب کیوں نہ ہوگی۔ بلاشبہ وہ بھی واجب ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وسیلہ کا وہ کونسا معنی ہے جو واجب ہے۔

اگر وسیلہ کا وہی معنی مراد ہو جو جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی لیتے ہیں یعنی اپنی حاجتوں کی تکمیل میں اولیاء اللہ سے استعانت اور مدد طلبی اور ان کا توسّل تو ضروری ہوگا کہ یہ بھی واجب ہو۔ کیونکہ امر کے باوجود وجوب کا انکار فقہ

حنفی کے اصول کے خلاف ہے جس کا حوالہ ابھی گذر چکا۔

اس کے علاوہ یہ بات بہت بھونڈی ہوگی کہ اگلا اور پچھلا حکم تو واجب ہو اور بیچ کا نہ واجب ہو نہ سنت بلکہ مستحب بھی نہ ہو۔ اب آیئے فقہ حنفی میں دیکھیں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے استعانت اور توسل کیا درجہ رکھتا ہے۔

سلف صالحین کا قرون ثلثہ میں یہی دستور رہا ہے کہ جو حضرات اپنے زمانہ میں صالح اور ولی اللہ معلوم ہوئے ان کو لوگ اپنی قبولیت دعا کے واسطے تکلیف دیتے رہے اور ان سے دعا کرنے کی خواستگاری کرتے رہے بناءً علیہ اگر اب بھی کوئی صالح یا ولی اللہ معلوم ہو اور لوگ اس سے دعا کرائیں یا اپنی دعا کی قبولیت میں وسیلہ ٹھہرائیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے پیشوا کر کے اپنی طلب حاجت کی تھی، بالاتفاق جائز ہوگا اور اس میں کسی فقہائے حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے۔ رہا بعد وصال کے (یعنی وفات کے بعد) ان سے دعا کرانے یا واسطے اپنی حاجت روائی کے کسی طرح تکلیف دینے کا تو یہ دستور قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر (وہ تین زمانے جنکے سراپا خیر ہونے کی شہادت دی گئی ہے) اور زمانۂ مجتہدین میں نہیں پایا گیا۔ بناءً علیہ ہمارے فقہائے حنفیہ اس میں مختلف ہیں۔ اکثر عدم جواز کے قائل ہیں۔ واضح رہے کہ یہی مذہب اکثر فقہا کا قابل فتویٰ ہمارے زمانہ کے لئے ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔

حوالہ:۔ مجموعۃ الفتاویٰ (مولانا عبدالحی فرنگی محلی) ص۲۳۹ و ص۲۹۵۔

وسیلہ سے دعا مانگنا نہ تو شریعت میں فرض ہے اور نہ واجب اور نہ سنت حتیٰ کہ ہمارے فقہائے حنفیہ کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وسیلہ سے دعا کرنا صرف جائز ہے۔ تو ایک مباح درجے کی چیز جس سے بڑے بڑے فتنوں کے دروازے کھل رہے ہیں کیا اس کو کرنا بہتر ہے یا اس سے بچنا بہتر ہے؟ بجائے اس کو چھوڑنے کے اس پر اور ضد کرنا اور بحث و مباحثے کرنا جہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

Scanned by CamScanner

اب جو لوگ اہل قبور سے استمداد یا دعا میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے توسّل کو ثابت کرنے کے لئے وسیلہ والی آیت پڑھ کر اپنا رنگ جماتے ہیں اور علمائے حق کو گمراہ بتلاتے ہیں اور اپنے آپ کو پکا سنی حنفی جتاتے ہیں وہ قرآن شریف کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور من مانی تفسیر کرتے ہیں جس کی وعید حدیث شریف میں آئی ہوئی ہے۔

کیونکہ آیت شریفہ میں اگر وسیلہ کے معنی وہی ہوں جو یہ لوگ لیتے ہیں تو اہل قبور سے استمداد اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے توسّل واجب ہونا چاہیے تاکہ آیت میں بیان ہونے والی تینوں باتوں میں یکساں حکم ہو یعنی جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے واسطے میں جہاد کرنا واجب ہے۔ اسی طرح استمداد اہل قبور سے بھی واجب ہو حالانکہ آپ نے دیکھ لیا کہ فقہائے حنفیہ صرف جائز کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آیت شریفہ میں جس وسیلہ کا ذکر ہے اس سے وہ معنی مراد ہرگز نہیں لیا جا سکتا جو یہ بناسپتی سُنّی حنفی مراد لیتے ہیں۔ یا تو یہ لوگ آیتِ شریفہ کے معنی اور مطلب سے ناواقف ہیں یا پھر جان بوجھ کر بھولے بھالے عوام کو دھوکہ دے کر اپنی دکان چمکاتے ہیں۔

اب ہم حوالے کے ساتھ آیت شریفہ کی وہ تفسیر بیان کرتے ہیں جو تمام مفسّرین کرام نے ذکر کی ہے اور وہی صحیح تفسیر ہے اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے ربّانی وسیلہ کا کیا مطلب اس آیت شریفہ میں لیتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو تقویٰ کا حکم فرمایا ہے۔ اور جب تقویٰ اللہ تعالیٰ کی طاعت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اس سے مراد حرام چیزوں سے رُکنا اور ممنوع چیزوں کو چھوڑنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) فرمایا ہے تو اس کے بارے میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں طلحہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور طلحہؒ

روایت کرتے ہیں عطاء سے اور عطاءؒ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ "وسیلہ کے معنی قرب اور نزدیکی کے ہیں"۔ اور یہی بات کہی ہے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن زید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ مفسرین کرام نے اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی سے نزدیکی حاصل کرو فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل سے۔ آیت شریفہ کا یہ مطلب تمام مفسرین کا متفقہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۶ صفحہ ۴۲ سورۂ مائدہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ : اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو یعنی فرمانبرداریوں کا کام کرنا اور گناہوں کو ترک کرنا جس کے ذریعہ اللہ سے نزدیکی ہو اور اس کے ثواب تک رسائی ہو۔ وسیلہ کا لفظ وَصَلَ سے بنا ہے جس کا معنی نزدیک ہونا اور تعلق رکھنا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر بیضاوی شریف پارہ نمبر ۶ صفحہ ۲۳۳ سورۂ مائدہ کی تفسیر میں۔

اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو یعنی اللہ کی اطاعت جو تم کو اس سے قریب کردے۔

حوالہ:۔ تفسیر جلالین شریف پارہ نمبر ۶ صفحہ ۹۹ سورۂ مائدہ کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! اب آیا آپ کی سمجھ میں؟ تمام مفسرین بلا اختلاف اس بات پر متفق ہیں کہ آیت شریفہ میں وسیلہ سے مراد قرب و نزدیکی ہے یا وہ اعمال جس سے قرب الٰہی حاصل ہو۔ یہی بات اپنی اپنی عبارتوں میں تمام مفسرین بیان فرماتے ہیں۔

اور وہ مطلب جو جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور ان کے چیلے بیان کرتے پھرتے ہیں یعنی اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مانگنا اور ہر کام میں ان سے استمداد کرنا اور مثال دیا کرتے ہیں کہ اگر بادشاہ سے کچھ لینا ہے تو پہلے اس کے ماتحت مصاحبین اور حکام کے پاس جانا ہوگا تب ہی کام بنے گا۔ اسی طرح خدا کا

معاملہ بھی ہے تو یہ بات انتہائی گمراہ کن اور شرع اسلامی کے بالکل خلاف ہے۔
میرے عزیز دوست! وسیلہ کا ایک معنی تو وہی ہے جو آیت وسیلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ اور ایک وسیلہ وہ ہے جو اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں ہے۔ اس سے مراد جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔

حدیث:- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (اے اللہ اس مکمل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور مقام محمود میں بھیج جس کا تو نے وعدہ کیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) جس نے یہ دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ ص ۲۰۶ حدیث ۱۹۹ نماز کا بیان۔

اس حدیث میں اذان کی دعا کے اندر جو وسیلہ کا لفظ ہے اس سے بھی کسی نبی یا ولی رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ مراد نہیں ہے بلکہ اس وسیلہ سے مراد یا تو جنت کا وہ مقام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے۔ یا تو پھر اس جگہ کا نام ہے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر تمام امتیوں کی شفاعت کریں گے۔

حدیث:- طبرانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تم اللہ سے دعا کرو کہ خدا مجھے وسیلہ عطا فرمائے۔ جو شخص میرے لئے دنیا میں دعا کرے گا میں اس پر گواہ یا سفارشی قیامت کے دن بن جاؤں گا۔ اور حدیث میں ہے۔ وسیلہ سے بڑا کوئی درجہ جنت میں نہیں ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص ۹۳ سورۂ مائدہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

آیت شریفہ کا صحیح مطلب اب بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو" یعنی گناہ کے کام نہ کیا کرو" اور وسیلہ

ڈھونڈو اللہ کی طرف" یعنی پسندیدہ اور نیک عملوں سے اور معصیتوں کو ترک کرنے سے خدا کا قرب اور نزدیکی طلب کرو۔ یہ بات اس لئے کہی جا رہی ہے کہ جب پہلے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو تو اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ سے ڈرنا ایسا نہیں جیسا آدمی سانپ، بچھو، شیر، بھیڑیا سے ڈر کر دور بھاگتا ہے۔ بلکہ خدا سے ڈرنا ایسا ہو جیسے کہ اس کی ناخوشی سے ڈر کر اس کا قرب اور وصول حاصل کرنے کی کوشش ہو۔ خوف اور ڈر کی پہلی صورت نفرت کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ دوسری صورت محبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسی لئے جب ڈرنے والی بات پہلے کہی گئی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے قرب طلب کرنے کا حکم ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب پسندیدہ عمل ہی سے ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اس آیت میں تیسرا حکم ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ یعنی وہ قوتیں جو تمہیں خدا کے راستے سے ہٹا دینے والی ہوں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ وہ چاہے کفار و مشرکین ہوں یا تمہارا اپنا نفس ہو یا شیطان ہو۔ یہ ہے صحیح روایات کے مطابق اس آیت کی تفسیر۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے اعمال سے اس سے قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلہ کا مطلب اس آیت سے جو لیا ہے اس پر سب مفسرین کا اتفاق ہے۔ اس میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک عربی شعر بھی کہا ہے جس میں وسیلہ کا مطلب قربت اور نزدیکی کو لیا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۹۳ سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

(۲) تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۶ صفحہ ۱۱۳ سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں

وسیلہ کا صحیح مطلب جان و مال سے اللہ کی راہ میں محنت کرنا اسی کا نام وسیلہ ہے۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورہ حجرات کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس میں شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں محنت کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

وسیلہ کا یہی مطلب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے اور سچی نیت سے ایمان لے آئے اور اس میں کوئی شک و شبہ کسی طرح کا بھی نہ رکھے اس کے بعد اللہ کی بتائی ہوئی نیک راہ میں اپنی جان و مال خرچ کرے یہی لوگ ہیں سچے جو ایمان کے دعویٰ میں صحیح اترے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ صف کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔

ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ ہم تمہیں ایک تجارت بتلا دیں جو تم کو عذاب الیم سے بچالے۔ دنیا میں جو تجارتیں چل رہی ہیں مثال کے طور پر ایک کا لیا دو کا دیا۔ یا دو کا لیا تین کا دیا یہ تو آپ سب جانتے ہیں لیکن ایک مخصوص تجارت جو دنیا والوں کی تجارت سے بالکل الگ ہے۔ اور دنیا و آخرت دونوں جہان میں فائدہ ہی فائدہ والی ہے ہم تم کو بتاتے ہیں وہ یہ ہے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ صف کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آؤ اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ کام بھی اچھا ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے اگر تم سمجھو۔

ایک جہاد تو وہ تھا جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کر چکے ہیں۔ آج ہم میں وہ طاقت نہیں ہے۔ جو اگلے

Scanned by CamScanner

صاحبان کر چکے ہیں لیکن کم سے کم اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا جا سکے کرنا چاہیئے۔ آج کل اللہ کے راستہ میں محنت کرنا، اللہ کی عبادت کرنا جسمانی جہاد ہے۔ زبانی جہاد یہ ہے بھلی باتوں کا حکم کرنا اور برے کام یا رسم و رواج یا بری باتوں سے مخلوق خدا کو بچانے کی محنت کرنا۔ اور مالی جہاد یہ ہے کہ اللہ کے دین میں صحیح راستے پر اپنا مال لگاتے رہنا۔ ایسے لوگوں کے لئے وعدہ ہے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ صف کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں جنت میں داخل کر دے گا جس میں نہریں چل رہی ہیں اور وہ تمہیں جنت عدن میں داخل کر دے گا۔ یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

سمجھ میں بات آئی میرے بھیا! کہ اس آیت کریمہ میں جو وسیلہ ہے وہ یہی وسیلہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی کی پونجی اور اپنی جان اللہ کی راہ میں لگ جائے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ لوگ جنت کے بلند باغات یعنی بہترین مکانوں میں رہیں گے۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے عوض میں خرید لئے ہیں کہ ان کو جنت ملے گی۔

جو سچے اور پکے ایمان والے ہیں ان سے اللہ کا سودا ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں یہی ہے صحیح وسیلہ۔

جہالت کی وجہ سے یا بے خبری سے یا بھول سے یا رسمی طور پر جو لوگ درگاہوں پر یا خانقاہوں پر یا تعزیوں پر جاتے ہیں اور وہاں پر نیاز و نذر کرتے ہیں اور جاہل مجاور بعض جگہ پر تو سجدے کرواتے ہیں اور جاہل، ان پڑھ اور بھولے لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ قیامت کے دن یہ تمہاری سفارش کریں گے یا تمہاری نجات کے لئے وسیلہ بنیں گے

یا تمہیں اللہ کے قریب کردیں گے۔ یہی عقیدہ مشرکانِ مکہ کا تھا۔ اسی عقیدہ نے لوگوں کو گمراہ کیا اور اسی عقیدہ کی بنا پر بت پرستی پھیلتی چلی گئی اور آج اسی عقیدے پر قبریں پوجی جارہی ہیں۔ اسی عقیدے پر چھلّے اور خانقاہیں نمودار رہی ہیں۔ اسی عقیدے پر تعزیئے سجائے جارہے ہیں۔ اسی عقیدہ پر چرچ اور گرجے بنائے جارہے ہیں اور اسی عقیدے پر دیوی دیویاں پوجی جارہی ہیں۔ اور اسی عقیدے پر مزاروں پر نیاز و نذر چڑھائی جارہی ہیں۔ اسی عقیدے نے اگلے لوگوں کو بھی تباہ و برباد کیا اور آج بھی اسی عقیدے پر لوگ تباہ و برباد ہورہے ہیں۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ لوگ اللہ کو چھوڑکر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انکو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس یہ ہماری سفارش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے غلط عقیدوں کی تردید کررہا ہے کہ خدا کو چھوڑکر تم جن جن کو پوج رہے ہو وہ کسی نفع کے مالک نہیں اور کسی نقصان کے بھی مالک نہیں اور نہ تمہاری سفارش کرسکتے ہیں نہ شفاعت نہ اللہ کے دربار میں تمہارے لئے وسیلہ بن سکتے ہیں۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کے نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے چھوڑکر میری مخلوق کو پوج رہے ہیں یا پکار رہے ہیں۔ یہ صرف یہی سمجھ کر پوج رہے ہیں کہ یہ بزرگ ہمیں اللہ کے قریب کرادینگے اور اللہ کے دربار میں ہمارے لئے سفارشی یا وسیلہ بنیں گے۔ پکّے مزار بنانے

Scanned by CamScanner

والے، مزاروں پر بڑے بڑے گنبد بنانے والے، خانقاہیں اور چھلے سجانے والے اور تعزیہ سجانے والے سب یہی سمجھ کر جٹے پڑے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کے دربار میں اور حشر کے میدان میں ہماری نجات کے لئے سفارش کریں گے اور ہماری فلاح کے لئے وسیلہ بنیں گے۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر۵۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی نزدیکی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اس اللہ کے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈر رہے ہیں۔

یہ الفاظ خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن جن معبودوں اور فریاد رسوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان ہیں۔ مطلب اس آیت کریمہ کا صاف صاف یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ یا فرشتے کسی کی بھی یہ طاقت نہیں ہے کہ تمہاری مدد کو پہنچیں۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ تقرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ کفار مکہ کہتے تھے اور دنیا بھر کے مشرکین چاہے وہ انبیاء علیہم السلام کو پوج رہے ہوں یا اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو، چاہے وہ پتھر کے بت پوج رہے ہوں یا لکڑی اور کاغذ کا تعزیہ بنا کر پوج رہے ہوں وہ سب کے سب یعنی دنیا بھر کے شرک کرنے والے یہی کہتے ہیں کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت ان کو مالک سمجھ کر نہیں کرتے ہیں، مالک تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں اور اصل معبود اسی کو سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بہت اونچی ہے وہاں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی تو ہم ان بزرگ ہستیوں کو اس لئے وسیلہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ

Scanned by CamScanner

یہ جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

وسیلہ کے بارے میں یہ بیان وہ ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ اب حدیثوں میں اس کا بیان سنیئے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تین آدمی چلے جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی تو وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ پہاڑ سے غار کے منھ پر ایک پتھر آپڑا اور غار کو بند کر دیا نکلنے کا راستہ نہ رہا۔ تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو جو خاص طور پر خدا کے لئے کیا ہو اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگو۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس پتھر یا اس مصیبت کو دور کر دے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں۔ جب شام ہو جاتی تو میں گھر آتا، دودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دور لے گئے یعنی بکریوں کو چراتا چراتا میں دور نکل گیا اور وقت پر میں گھر واپس نہ آسکا۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ جب گھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ میرے ماں باپ دونوں سو گئے۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا پھر دودھ کا برتن لے کر باپ کے پاس پہنچا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا مجھ کو ان کا جگانا بھی برا معلوم ہوا اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلادوں۔ بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک سے پڑے روتے اور چلاتے رہے اور میں دودھ لئے کھڑا رہا۔ صبح تک یہی کیفیت رہی یعنی دودھ لئے کھڑا رہا۔ بچے روتے رہے اور ماں باپ پڑے سوتے رہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے تو تو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے کہا، اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس سے غیر معمولی

Scanned by CamScanner

محبت رکھتا تھا۔ ایسی محبت جیسی کہ مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے اس سے جماع کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے ظاہر کیا کہ جب تک سو دینار نہ دو ایسا نہیں ہو سکتا میں نے کوشش شروع کی اور سو دینار جمع کر لئے اور ان دیناروں کو لے کر میں اس کے پاس پہنچا۔ پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا یعنی جماع کے لئے تو اس نے کہا، اے خدا کے بندے! خدا سے ڈر اور مُہر کو نہ توڑ (یعنی بکارت کو زائل نہ کر) میں خدا کے خوف سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا (یعنی اس سے جماع نہیں کیا) اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے تھا تو تو اس پتھر کو ہٹا دے اور ہمارے لئے راستہ کھول دے خداوند تعالیٰ نے پتھر کو تھوڑا اور ہٹا دیا۔

تیسرے شخص نے کہا، اے اللہ! میں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا، ایک فرق (پیمانہ) چاول کے معاوضہ پر۔ جب وہ شخص اپنا کام پورا کر چکا تو کہا میری مزدوری مجھ کو دلوایئے۔ میں اس کی مزدوری دینے لگا تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر اپنا حق لینے کی طرف توجہ نہ کی۔ میں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کی اور برابر کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے اس کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہا، خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر، اور میرا حق میرے حوالے کر دے۔ میں نے کہا، ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا (کہ وہ تیرا حق ہے) اس نے کہا کہ خدا سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا۔ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا۔ ان بیلوں اور ان چرواہوں کو لے جا۔ چنانچہ اس نے ان سب کو جمع کیا اور لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی اور رضامندی کے لئے تھا تو تو پتھر کو ہٹا دے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا اور راستہ کھول دیا۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۴ ص ۳۱۸ حدیث ۹۰۹ آداب کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف 〃 ۲ ص ۳۰۲ حدیث ۱۰۱۳ باب ۴۰۲ توبہ کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف 〃 ۲ ص ۴۱۲ حدیث ۴۶۹۳ احسان کا بیان۔

(۴) مظاہر حق 〃 ۳ ص ۱۲۶

• • •

Scanned by CamScanner

یہ ہے وہ حدیث جس کو وسیلہ کی دلیل میں لیتے ہیں۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ اسی طرح دعائیں مانگنا۔ بلکہ ایک کہانی یا واقعہ کے طور پر یہ بات فرمائی کہ بنی اسرائیل میں ایک قصہ ایسا ہوا تھا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ درجہ ضرور رکھتے ہیں اور ان پر علماء کا فتویٰ ہوتا ہے۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے وسیلہ پکڑنا ساتھ اعمال نیک کے حالت سختی و کرب میں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا ان کی قبول کی اس سے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس قوم سے بیچ معرض ثنا اور ذکر فضائل (یعنی بطور تعریف و فضیلت) کے خبر دی اور اگر استحباب نہ ہو تو جواز تو یقینی ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۳ ص ۱۲۳ بھلائی اور صلہ رحمی کا بیان۔

مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعا میں کہے بحق فلاں یعنی بحق فلاں بزرگ میری دعا قبول فرما یا کہے یا الٰہی بحق انبیاء یا بحق رسول میری دعا قبول فرما۔ اسی طرح اگر کہے کہ الٰہی بحق بیت اللہ میری دعا قبول کر۔ تو بھی مکروہ ہے۔ اس واسطے کہ مخلوق کا حق مالک عزوجل پر نہیں ہے۔ اور حق یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کو ادا کئے چھٹکارا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کا حق اللہ تبارک و تعالیٰ پر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ مناجات میں یہ اشعار پڑھا کرتے ہیں ؎

الٰہی بحق محمد رسولؐ ۔۔۔ دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

یہ مکروہ ہے! اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے دعا کرنا مضائقہ نہیں۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ ص ۳۲۶ کراہت کا بیان۔

بحق سے مراد حق واجب لیا جائے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر بحق سے مراد واسطہ یا وسیلہ یا توسل یا برکت لیا جائے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ مباح ہے۔ لیکن عام لوگ اس بات کو سمجھ نہیں سکتے ہیں لہٰذا احتیاط ہی بہتر ہے کیونکہ ہندوستان میں مزاروں پر جتنا شرک و کفر یا بدعتیں ہو رہی ہیں وہ قریب قریب وسیلے ہی کے

Scanned by CamScanner

بہانے سے ہو رہی ہیں۔ شیطان کو وسیلے کے بہانے سے جتنے گمراہ کرنے کے راستے ملے ہیں اتنا آسان طریقہ اس کو کوئی نہیں ملا ہے۔ تو امت کو شرک و کفر سے بچانے کے لئے کوئی مستحب درجے کی چیز اگر ترک بھی کرنی پڑے تو یہ نا زیبا بات نہیں ہوگی۔ پھر بعض عالم صاحبان وسیلہ کے لئے اتنی حجت و سختی کیوں کرتے ہیں۔ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

جس مباح کو سنت یا واجب سمجھ لیا جاوے وہ مکروہ ہے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ سجدۂ تلاوت کا بیان۔

جب انسانوں کے دل میں فرض، واجب اور سنتوں کی اہمیت نہ رہے بلکہ مباح مستحب یا مستحسن کو فرض، واجب اور سنتوں پر بھی ترجیح دی جانے لگے تو اس وقت اس مباح، مستحب یا مستحسن پر عمل کرنا مکروہ تحریمی ہوگا۔

امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مکروہ ہے کہ آدمی یوں کہے کہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں بحق فلاں یا بحق انبیاء و رسل یا بحق بیت الحرام و مانند اس کے۔ اس واسطے کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر کچھ حق نہیں ہے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۲ عقائد کا بیان۔

اب آپ بذات خود تحقیق کر لینا ہم نے تو تحقیق کرنے کے بعد ہی کتاب لکھی ہے جو لوگ مزاروں پر، خانقاہوں پر، آستانوں پر، چھلّوں پر اور تعزیوں پر جانے والے صاحبان ہیں ان میں سے بہت ہی کم آپ کو نماز روزے کے پابند ملیں گے۔

کسی مزار پر جا کر یا اپنے گھر ہی میں سے ان کے حق میں بعد فاتحہ و دعائے مسنون، یا خانہ کعبہ یا مسجد یا دیگر مقاماتِ مقدسہ یا تلاوت قرآن کی برکت سے یا فلاں زندہ بزرگ کے اعمال صالحہ کی برکت سے اے باری تعالیٰ! میرا فلاں کام پورا کردے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ سوال میں خطاب خدا سے ہوا اور ان سب کا ذکر برکت کے واسطے کیا گیا۔

وسیلہ کا درجہ صرف اتنا ہے کہ اس طرح سے دعا مانگی جائے جو طریقہ اوپر

بتایا گیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ اتنا سا درجہ وہ رنگ لایا کہ دنیا میں شرک و کفر و بدعت کے جتنے بھی راستے کھلے ہیں وہ قریب قریب وسیلہ کے بہانہ سے ہی کھلے ہیں۔ حالانکہ دعا کے وقت کسی قسم کے واسطہ یا وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ شرع شریف میں اس کا کوئی حکم ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت بغیر وسیلہ کے سنتا اور دیکھتا ہے لیکن اگر ایسا کیا گیا تو توحرج بھی نہیں ہے۔

دعا مقبول ہونے کے لئے ہمیں جو وسیلہ ملا ہے وہ یہ ہے :-

حدیث :- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتی رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تو درود نہ بھیجے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۹۹ حدیث نمبر ۴۳۲ وتر کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۵ حدیث نمبر ۸۶۲ درود کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۰۳

* * * *

دعا مانگنے سے پہلے اور دعا مانگنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیا کریں تو انشاء اللہ یقیناً دعا قبول ہوگی۔ یہ ہمارا آزمایا ہوا ہے۔ اور حشر کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیکی حاصل کرنے کے لئے بھی یہی درود شریف ہے۔

حدیث :- حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔

حوالہ : (۱) ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۹۹ حدیث نمبر ۴۳۲ وتر کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث نمبر ۸۵۵ درود شریف کی فضیلت

(۳) مظاہر حق جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۹۸

* * * *

Scanned by CamScanner

مُردے زندہ ہیں یا نہیں؟

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جن جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں (پوجتے ہیں) وہ کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ وہ تو مر چکے ہیں زندہ بھی نہیں ہیں اور انہیں یہ بھی خبر نہیں ہے کہ (دوبارہ) کب زندہ کئے جائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں کئی باتیں ہیں جو قابل غور ہیں (۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا کو چھوڑ کر جن جن ہستیوں کو پوج رہے ہیں یا پکار رہے ہیں وہ چاہے نبی ہوں یا ولی، فرشتے ہوں یا جن، یا شیطان ہو، یا خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی ہو وہ کسی چیز کے نہ تو خالق ہیں نہ تو مالک ہیں (۲) دوسری بات یہ ہے کہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کوئی چیز نہیں بنائی۔ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، خشکی، تری، ہوا، پانی، آگ یعنی کل کائنات کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے بلکہ جن کو یہ لوگ پوج رہے ہیں چاہے وہ کسی مخلوق میں سے ہوں سب کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حاجت روا سمجھ کر پکارنا یا پوجنا یا ان کے نام کی نیاز و نذر کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے (۳) تیسری بات یہ ہے کہ وہ مر چکے ہیں، اب مرنے کا جو سوال ہے وہ ذی روح مخلوق پر ہی عائد ہوتا ہے۔ لکڑی، پتھر، سونا، چاندی پیتل، لوہا، مٹی کی مورتیں وغیرہ بنا کر پوجتے ہیں ان پر موت کا کوئی سوال ہی نہیں آتا۔ مرنے کا جو سوال ہے وہ ذی روح مخلوق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اب یہ جن جن کو پوج رہے ہیں یا پکار رہے ہیں چاہے مورت کی شکل بنا کر یا مزار کی شکل بنا کر پوجیں یا پکاریں، وہ کسی نہ کسی زمانے میں اللہ کے نیک اور برگزیدہ صالح

Scanned by CamScanner

بندے تھے۔ جس زمانے میں وہ زندہ تھے، ار بخ وغم بھگت چکے اور عیش وآرام بھی جتنا قسمت میں تھا کر چکے۔ وہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں باغ باغ تھے اور اللہ کے غضب وعذاب سے ہر وقت ڈرتے تھے اور تم لوگ خدا کو چھوڑ کر ان بزرگوں کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہ تمہاری جہالت ہے شریعت نہیں ہے۔ کسی نبیؑ، کسی ولیؒ نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا مزار، یا چھلّہ، یا قبر، یا تعزیہ، یا مورت بنا کر اس کی آڑ بھگت کرنا، اس کے نام کے چڑھاوے چڑھانا یا نیاز ونذر کرنا اور ہر سال میلے لگانا۔ یہ سب ہم نے اپنی جہالت سے بنا رکھا ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) اور چوتھی بات یہ ہے کہ وہ زندہ بھی نہیں ہیں (۵) اور پانچویں بات یہ ہے کہ وہ دوبارہ (یعنی قیامت کے دن) کب زندہ کئے جائیں گے یہ بھی ان کو خبر نہیں ہے۔

اب چوتھی بات جو ہے وہ قابل بحث ہے یعنی وہ ہماری طرح زندہ بھی نہیں ہیں کہ آپ ان کے پاس جا کر چیخ وپکار کریں اور اپنی حاجتیں مانگیں یا اپنی فریادیں پیش کریں۔ اب آپ کے دل میں ایک بات کھٹک رہی ہوگی کہ ہم نے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے "جو اللہ کی راہ میں مر جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں"۔ اب اس آیت کریمہ کو بھی سن لیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم امانت داری سے بیان کریں گے خیانت نہیں کریں گے ہم کو بھی مر کر اللہ کو جواب دینا ہے۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

اب روزی کس قسم کی ہوگی اور کھانے کے کیا اسباب اور کیا طریقے ہونگے وہ ہماری عقل سے باہر کی بات ہے۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۵۴

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔

میرے محترم جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے تو اب بحث ہی ختم ہو گئی۔ ہماری زندگی الگ ہے اور ان صاحبوں کی زندگی الگ ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہیں ان کے لئے عرش الٰہی کے نیچے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں وہ جنت میں سیر کرتی ہیں اور پھر قندیلوں میں چلی آتی ہیں۔ پروردگار ان کی طرف جھانکتا ہے اور فرماتا ہے تم کو کسی چیز کی خواہش ہے وہ کہتی ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں۔ ہمارا جہاں جی چاہتا ہے ہم جنت میں سیر کرتے ہیں۔ تین مرتبہ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ جب روحیں یہ دیکھتی ہیں کہ ہم سے بار بار پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو پھر ہمارے جسموں میں لوٹادے تاکہ ہم پھر ایک مرتبہ تیری راہ میں جہاد کریں اور مارے جائیں۔ جب خداوند تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان روحوں کو کسی چیز کی حاجت نہیں تو ان کو اسی حال میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ حدیث ۴۷۷۳ باب ۱۳۳ باب الامارت۔

(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۱ سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

مسند احمد کے حوالہ سے لکھا ہے۔ مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنتی درختوں پر رہتی ہے اور قیامت کے دن وہ اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی۔" اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کی روح وہاں زندہ ہے لیکن شہیدوں کی روح کو ایک طرح کی شرافت، کرامت، عزت اور عظمت حاصل ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۱۱ سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اس دنیا کی زندگی الگ اور آخرت کی زندگی الگ ہے۔ انبیاء علیہم السّلام اور شہداء کرام اور اولیاء عظام اور نیک مومن مرد اور عورتیں زندہ ہیں۔

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو قبر کے اندر صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یعنی جنتی کو جنت اور دوزخی کو دوزخ دکھائی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا۔ تو اس کا انتظار کر اس وقت تک کہ خدا تجھ کو قیامت کے دن اٹھا کر وہاں بھیجے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ ص ۳۰۸ حدیث ۱۲۷۹ باب عذاب قبر۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۳۱ حدیث ۱۱۰۳ باب ۵۰۱ باب جنت۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۰۲ 〃 ۱۱۸ 〃 〃 〃

(۴) مظاہر حق جلد ۱ ص ۹۳

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورۂ طٰہٰ کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۷۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو بھی گنہگار بن کر خدا کے پاس جائے گا اس کے لئے دوزخ ہے۔ اس میں نہ مرے گا نہ جئے گا۔

مرے گا اس لئے نہیں کہ اس میں موت نہیں ہے اور جئے گا اس لئے نہیں کہ اس میں جینے کا مزہ اور لذّت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے جینے کو نہ جینا فرمایا ہے۔

نمرود، فرعون، ہامان، شدّاد، قارون اور ابوجہل کی روحیں بھی زندہ ہیں۔ یہ لوگ پیٹے جا رہے ہیں اور مومنوں کی روحیں آرام و راحت میں ہیں۔ روحیں زندہ تو بھولے بھیا دونوں کی ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے اوپر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس کو کاٹتے اور ڈستے ہیں۔ قیامت تک۔ اور وہ اژدہے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک زمین پر پھنکار مار دے تو زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہو جائے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۱۰۴ حدیث ۱۲۵ عذاب قبر کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص ۹۸ 〃 〃 〃

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کو کس انداز سے سمجھاتا ہے اس پر ذرا غور سے دھیان کیجئے۔

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۃ فاطر کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں، اور اندھیرا اور روشنی (یہ بھی برابر نہیں) اور چھاؤں اور دھوپ (یہ بھی برابر نہیں) اور زندے اور مردے (یہ بھی برابر نہیں)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنی بہترین دلیل سے سمجھا رہا ہے۔ ایک اندھا ہو اور ایک آنکھ والا یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ اس میں بہت فرق ہے۔ اسی طرح رات کی اندھیری اور روشنی جہاں سیکڑوں قندیلیں یا بتیاں جلتی ہوں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ اس میں بھی بہت فرق ہے۔ اسی طرح بہترین گھنی گھنی چھاؤں اور گرمی کی موسم کی چلچلاتی دھوپ یہ دونوں برابر ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہو سکتیں اور اس میں بھی بہت فرق ہے۔ اسی طرح زندہ اور مردہ یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ بالکل نہیں ہو سکتے۔ میرے بھیا! ان میں بہت بڑا فرق ہے۔

اِس بات کو قبول کرلیا جائے کہ مُردے زندہ ہیں تو اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ مُردے سنتے بھی ہیں یا نہیں؟ اس بات کی بھی صفائی ہو جانی چاہیئے کیونکہ بعض مسلمان مرد بھی اور عورتیں بھی مزاروں پہ جا جا کر اُن مزار والوں سے فریاد کرتے رہتے ہیں کہ ہماری مشکل آسان کر دیجئے یا اللہ تعالیٰ سے کروا دیجئے یا ہمارے حق میں دعاء خیر کر دیجئے وغیرہ وغیرہ۔

یہ جاہل لوگ قبروں کے پاس کھڑے رہ کر ہاتھ جوڑ کر اس طرح گڑگڑاتے رہتے ہیں کہ گویا وہ صاحب قبر ان کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی آہ و پکار کو سن رہے ہیں اور انکی پریشانیوں کو مٹانے پر قادر ہیں۔

Scanned by CamScanner

مُردے سُنتے ہیں یا نہیں؟

قرآن کریم کے بیسویں پارہ میں سُورہ نمل کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا اور ان بہروں کو بھی نہیں سُنا سکتا جو پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سُورہ روم کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۵۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ ان بہروں کو سُنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔

حدیث:- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (اس کو دفن کر کے) واپس ہونے لگتے ہیں (تو وہ مُردہ) ان کے جوتوں کی آواز سُنتا ہے (مختصر)

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۹۰ حدیث ۱۲۳۹ نماز جنازہ کا بیان۔

حدیث:- حضرت عروہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر کہا، کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا پھر آپ نے فرمایا یہ کافر اس وقت جو کچھ میں کہتا ہوں سُنتے ہیں۔ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ کہا تھا اب کافر جان لیں گے کہ میرا کہنا سچ تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی آیت پڑھی جو آگے گذر چکی۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۶ صفحہ ۲۹۵ حدیث ۱۲۳۹ کتاب المغازی۔

Scanned by CamScanner

(۳) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ حدیث ۹۳۲ باب ۲۷۹ نماز جنازہ کا بیان۔
اس حدیث میں ہماری بات کی تصدیق ہو گئی۔ ہم آگے لکھ چکے ہیں کہ کافر کی روحیں بھی زندہ ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر والے دن میں جن جن کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا وہ کوئی ولی یا بزرگانِ دین نہیں تھے بلکہ کافر تھے۔
قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورہ فاطر کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

یہاں پر سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو نہیں سنا سکتے تو پھر ہماری اور آپ کی بات ہی کیا۔ یہاں پر ایک بات میں ذرا تعارض اور ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ مُردے جوتیوں کی آواز سنتے ہیں اور قرآن یہ کہتا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اب اس کا جواب ہم کو آیت کریمہ سے ہی مل جائے تو پھر شک و شبہ ہی ختم ہو جائے۔
قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورہ فاطر کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔

لیجئے صاحب اللہ پاک جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے جن کو چاہے سنوا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو حکم کر دیا کہ تو باغ کی شکل میں ہو جا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے لئے مچھلی کو حکم کر دیا کہ یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ سے اور سمندر سے باہر نکال دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بحر قلزم کو حکم کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے تو پھٹ جا اور جانے کے لئے راستہ دیدے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے لئے پانی کو حکم کر دیا کہ نوح علیہ السلام اور انکی کشتی کو نہ ڈبوئے۔ اللہ تعالیٰ تو جس سے جو چاہے کروا سکتا ہے۔
ہوا کو، پانی کو، آگ کو، پتھر کو، زمین کو، آسمان کو، چاند سورج اور ستاروں کو

Scanned by CamScanner

وہ تو مختار کل ہے جس کو چاہے سُنا دے لیکن کسی انسان کی کوئی طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی مُردہ کو اپنی آواز سُنا دے۔

قرآن کریم کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سُورہ احقاف کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو خدا کو چھوڑ کر ایسوں کو پکار رہا ہے جو قیامت کے دن تک جواب دے سکیں (ارے جواب دینا تو درکنار) ان کی پکار کو سنتے ہی نہیں (تو جواب کیا دیں گے)

جواب سے مراد حاجتمندوں کی حاجتیں اور مرادیں ہیں نہ کہ سلام کا جواب۔ یہ جاہل لوگ جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے بیٹا، بیٹی اور حاجت روائی کے نیاز و نذر وغیرہ چڑھاتے رہتے ہیں۔ ان کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ تمہاری پکار کو سنتے ہی نہیں تو حاجت روائی کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔

قرآن کریم کی اور حدیث کی دونوں کی عبارتوں کو سامنے رکھ کر ہمارے حنفیہ مسلک کا فتویٰ سُنیئے۔

فتویٰ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و اصحاب و سب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ اپنی آواز کسی میّت کو سُنا دے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مُردہ سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا چاہنا، سلام اور دعا وغیرہ ہم کو شرع سے معلوم ہوا۔ پس اپنے اٹکل سے ہم کسی چیز کو زائد نہیں کر سکتے۔ اور آخرت کی زندگی کا قیاس دنیاوی زندگی پر بالکل غلط ہے اور اس پر فقہاء اور علماء امّت متفق ہیں۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۲ میّت کی صفت کا بیان۔

فتح القدیر میں مذکور ہے کہ میّت کو سماعت نہیں (یعنی مُردہ سنتا نہیں) تو فہم بھی نہیں (یعنی سمجھتا بھی نہیں) اور بعد موت کے میّت کے قبر کی زیارت ہوتی ہے نہ میّت کی اور یہ جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر

Scanned by CamScanner

کے مقتولین کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈلوا کر ان سے فرمایا کہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا یعنی شکست کفار کا اس کو تم نے سچ پایا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مُردوں سے بات کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے معارض بخاری شریف میں دوسری حدیث شاہد ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس روایت کو قرآن مجید کی دو آیتوں سے رد کیا ہے اوّل آیت یہ ہے وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ یعنی تو سُنا نہیں سکتا ان کو جو قبروں میں ہیں اور دوسری آیت یہ ہے فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ یعنی پس بیشک تو سُنا نہیں سکتا مُردوں کو۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام ضرب المثل تھا (یعنی محاورۃً یہ جملہ اختیار کیا آپؐ نے) زندوں کی نصیحت کے واسطے۔ چنانچہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قبرستان میں جا کر فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے نکاح ہو گئے اور تمہارے مال تقسیم ہو گئے اور تمہارے مکانات میں اور لوگ ساکن ہیں۔ یہ خبر ہے تمہاری ہمارے پاس سو ہماری خبر تمہارے پاس کیا ہے؟ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ تکلّم اور سماعِ موتیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی معجزہ کی بنا پر (یعنی مُردوں سے بات کرنا اور اس موقع پر مردوں کا سُننا یہ آپؐ کی خصوصیت اور آپؐ کا معجزہ تھا) تاکہ کافروں کو حسرت زیادہ ہو اور جو صحیح مسلم میں ہے حدیث مرفوع ہے کہ میت جوتیوں کی آواز سنتی ہے جب لوگ دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے دفن کا یہ سماع اور فہم (یعنی دفن کے بعد یہ جوتے کی چاپ سننا) مقدمہ ہے منکر نکیر کے سوال و جواب کا۔ اس خصوصیت کی یہ وجہ ہے تاکہ حدیث اور قرآن کی آیتوں میں اتفاق ہو جائے اور تعارض (ٹکراؤ) نہ باقی رہے۔ اس واسطے کہ دونوں آیتیں عدمِ سماعِ موتیٰ کی خبر دیتی ہیں۔ انتہیٰ کلام الفتح (یعنی فتح القدیر کی عبارت ختم ہوئی) النہر الفائق میں کہا ہے کہ تیسرا جواب بہت اچھا ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

وسلم کا کلام کرنا اور مُردوں کا سُننا بطور معجزہ تھا۔ تو اس سے عام سماعِ موتیٰ ثابت نہیں (یعنی عام مُردوں کا سننا ثابت نہیں) چنانچہ بنا برا عجاز حضرت سے شجر و حجر نے بھی کلام کیا ہے۔ حالانکہ شجر و حجر محل کلام نہیں یعنی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ سے درخت اور پتھر نے بھی بات کی حالانکہ درخت اور پتھر سے کلام بے محل ہے۔ اور صحیح مسلم شریف کی روایت کے جواب کی تقویت دوسری حدیث سے ہو سکتی ہے کہ جب منکر نکیر قبر میں مؤمن سے معقول جواب سُن لیتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ یعنی اب آرام سے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔ ظاہراً یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مؤمن کامل عالم سے غافل ہو جاتا ہے جیسے سونے والا آدمی غافل ہو جاتا ہے اور کلام نہیں سنتا۔ بہرحال ہم لوگ اہل تقلید ہیں۔ اجتہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر جن فقہائے کرام کے مقلد ہیں انکے یہاں نصوص سے جب ثابت ہوا کہ میّت کو فہم و سماع نہیں تو اس میں زیادہ گفتگو اور تفتیش بے موقع ہے۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ دُرِّ مختار جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ باب الیمین فی الضرب والقتل۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میّت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے کیری آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہوتا ہے وہ دونوں اس مرنے والے سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ یہ آدمی وہی بات کہتا ہے جو (دنیا میں) کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہاں ہم جانتے ہیں کہ تم یوں ہی کہتے تھے پھر اس کے لئے (قبر کو) ستر ہاتھ لمبا اور ستر ہاتھ چوڑا کر دیا جاتا ہے اور اس میں نور کی روشنی کر دی جاتی ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے سو رہو جس طرح دلہن سوتی ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ حدیث ۹۷۵ عذاب قبر کا بیان۔

Scanned by CamScanner

مُردے کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔ اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کر سکیں۔ اور قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون صحیح خبر دے سکتا ہے۔

اوپر کے بیان میں سننے اور نہ سننے کی بحث چل رہی تھی۔ اگر اس بات کو کچھ دیر کے لئے تسلیم اور قبول بھی کر لیا جائے کہ مردے سنتے ہیں تو پھر دوسری بحث چھڑ جائے گی کہ اگر سنتے ہیں تو کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ اس کے جواب میں خود خداوند کریم فرما رہا ہے کہ اول تو وہ تمہاری پکار کو سنتے ہی نہیں ہیں۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہارا کہا کر نہیں سکتے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہاری ان حرکتوں کا وہ انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہمارا پختہ مزار بنانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبر پر بڑے بڑے گنبد اور قبے بنانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں کو چومنا اور چاٹنا۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہمارے نام کا عرس کرنا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر عورتوں کے جن اور بھوت اتروانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر ڈھول، تاشے، نقارے بجوانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر سیکڑوں فانوس یا بتیاں جلانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں کو دھو دھو کر برکت کے طور پر اس کا پانی پینا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر پھول یا پھول کی چادریں چڑھانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر مخملی اور

ریشمی چادریں چڑھانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر چڑھاوے چڑھاؤ، ہم نے کب کہا تھا کہ ہمارے نام کی نذرونیاز کرنا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہم سے مرادیں مانگنا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر لوبان کی دھونی یا اگربتی جلانا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں کی مجاوری کرنا، ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری قبروں پر قوالی یا ناچ کرانا، ہم نے کب کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر ہم کو حاجت روا سمجھنا۔ یہ ساری کی ساری باتیں حشر کے میدان میں کھل کر سامنے آنے والی ہیں۔ جن جن ہستیوں کو یہ جاہل اپنی جہالت سے حاجت روا سمجھ کر پکار رہے ہیں وہ سب قیامت کے دن پکارنے والوں کے مخالف بن کر سامنے کھڑے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ سے انصاف کا مطالبہ کریں گے کہ اے باری تعالیٰ ہم بے قصور ہیں۔ ہم نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں کہا کہ ہماری قبروں پر یا چھلّے پر یا تعزیہ پر آکر تم لوگ ہم سے حاجتیں مانگنا اور شرک و کفر یا بدعتیں کرنا اور کروانا۔ ہم بالکل بے قصور ہیں۔ ان لوگوں نے جہالت کی بنا پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہمیں اس کا علم تک نہیں کہ کون کون اور کیسی کیسی ناجائز حرکتیں ہماری قبروں پر کروائی گئی ہیں۔ اس وقت جواب دینا بھاری پڑ جائے گا۔ آج ہی توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر صحیح اور سچی خبر دینے والا اور کون ہو سکتا ہے؟

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

دے تو وہ سکتا ہے جو مالک ہو۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ تم جن کو حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہو چاہے وہ نبی ہوں یا ولیؒ یا فرشتے یا جن یا شیطان، چاند ہو یا سورج، آگ ہو یا پانی یا ہوا۔ بہرحال دنیا میں سے کوئی بھی ہو اور کسی مخلوق میں سے ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھجور کی گٹھلی پر جو

Scanned by CamScanner

ایک سفید پتلی سی جھلی ہوتی ہے وہ اس پتلی جھلی کے بھی مالک نہیں ہیں وہ تم کو کیا دے سکتے ہیں۔

قرآن کریم کے سترہویں پارہ میں سورۂ حج کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے اس کو کان لگا کر سن لو۔ خدا کے سوا تم جن جن کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ سارے کے سارے جمع ہو جائیں (ارے مکھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ) مکھی اگر ان سے کوئی چیز لے کر بھاگے تو اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد مانگنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد مانگی جا رہی ہے وہ بھی کمزور۔

اللہ تعالیٰ ایک مثال دے کر ہم کو سمجھا رہا ہے کہ تم جن جن کو حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہو، نعرے لگا رہے ہو، سر کو جھکا کر ادب سے کھڑے رہ کر دعائیں مانگ رہے ہو، اگر وہ سارے کے سارے دنیائے عالم کے تمام نبیؑ، تمام ولیؒ، تمام امامؑ، تمام فقیر، تمام درویش، تمام فرشتے، تمام جن، تمام شیطان سب کے سب جمع ہو کر اس بات پر اتفاق کر لیں کہ ایک مکھی بنانی ہے تو یہ لوگ ایک مکھی تک بھی نہیں بنا سکتے، ارے مکھی بنانا تو بہت ہی بڑی بات ہے۔ انھیں جو حلوہ، مالیدہ، شربت، کھچڑا یا نذر و نیاز آپ چڑھا رہے ہیں ان میں سے اگر مکھی کچھ لے کر بھاگے تو وہ مکھی سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ وہ تمہاری کیا مدد کریں گے۔ ان باتوں میں یہ دونوں گئے گذرے ہیں۔ نہ تو مانگنے والوں کو مل سکتا ہے اور نہ وہ دے سکتے ہیں جن سے مانگا جا رہا ہے۔ اتنی صاف اور روشن دلیل قرآن کریم کے اندر ہونے کے باوجود یہ چرچ کیوں پوجے جا رہے ہیں، یہ گرجے کیوں نبھائے جا رہے ہیں، یہ مندر کیوں بنائے جا رہے ہیں، یہ درگاہیں کیوں سجائی جا رہی ہیں، یہ تعزیے کیوں پوجے جا رہے ہیں، یہ چھلے کیوں نبھائے جا رہے ہیں، اس کا جواب بھی قرآن کریم ہی سے سن لیں۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ یٰسٓ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۷۴،

۷۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنائے ہوئے ہیں اس نیت سے کہ ان کی مدد کی جائے یقیناً یہ ان کی مدد کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ بلکہ یہ مشرکین لوگ اُلٹے ان کے لئے حاضر باش لشکری بنے ہوئے ہیں ۔

باطل عقائد کی تردید ہو رہی ہے ۔ جن جن کو یہ لوگ پوج رہے ہیں یا پکار رہے ہیں، نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھا رہے ہیں، چاہے وہ پیغمبرؑ ہوں یا ولیؒ ، امامؑ ہوں یا شہیدؒ یا فرشتے یا جن یا شیطان ہوں ان سب کی یہ سمجھ کر آؤ بھگت کر رہے ہیں کہ وہ ان کی نصرت اور مدد کریں گے ، ان کی روزیوں میں برکت دیں گے ، اور ان کے ذریعہ خدا سے تقرّب حاصل ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان کی کچھ بھی مدد نہیں کرتے ، وہ تو خود اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے ، تمہاری کیا مدد کریں گے ۔ اگر یہ مجاور اور پجاری نہ ہوتے تو کوئی آکر ان کو توڑ پھوڑ کر چلا جاتا تو اس کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ یہ تو بول چال پر بھی قادر نہیں ۔ کسی چیز کے مالک نہیں ، کسی کام یا کسی بات کا انھیں کچھ اختیار بھی نہیں ۔ پھر بھی یہ جاہل لوگ ان کے سامنے سر جھکائے ، ہاتھ جوڑے ہوئے اس ادب سے کھڑے ہوتے ہیں کہ گویا یہ معبود اپنے عابد کو دیکھ رہے ہیں ۔ حالانکہ یہ معبود نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ کسی نقصان کے مالک ہیں ۔ پھر بھی یہ عابد لوگ ان پر مرے جا رہے ہیں ۔ یہاں تک کہ ان معبودوں کے خلاف کوئی بات اور کوئی آواز سُننا بھی گوارا نہیں کر سکتے ۔ اور غصہ سے بے قابو ہو کر مارنے یا مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں ۔ جب یہ جھوٹے باطل اور بیکار ہیں تو پھر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ یہ ساری خوبیاں اور سارے کرشمے ان مجاورین اور پجاری حضرات کے ہیں ۔ یہی لوگ اُنھیں پجوا رہے ہیں ۔ اگر یہ پجاری اور مجاور لوگ نہ ہوتے تو ان معبودانِ باطل کی خدائی ایک دن بھی نہ چل سکتی ۔ یہی لوگ اپنے معبودوں کو خوب سجاتے بنواتے اور مختلف رنگ و روغن اور پالش کرواتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ بھولے اور اَن پڑھ لوگوں کے سامنے ان کی تعریف کے پُل باندھ دیتے ہیں ۔

Scanned by CamScanner

مثلاً کہتے ہیں ان پیر صاحب نے ستاروں کو نیچے اتار لیا تھا۔ ان مست بابا نے اس پہاڑ کے ٹکڑے کرڈالے تھے۔ اس دیو نے یہاں پر دریا بہا دیا تھا۔ اس دیوی نے پانی کو دودھ بنا دیا تھا۔ اس طرح جھوٹے بنڈل مار مار کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اور ان جھوٹے معبودوں کی خدائی کو نباہے جا رہے ہیں لیکن حشر کے میدان میں یہ سب کے سب معبود اپنے عابدوں کے مخالف ہو جائینگے۔ مجاوروں اور پوجا پاٹ کرنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تمہاری مجاوری اور پوجا پاٹ اور عبادتوں کی خبر تک نہیں کہ تم لوگوں نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا اور کیا کروایا ہے۔

قرآن کریم کے گیارھویں پارہ میں سورۂ یونس کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۸، ۲۹، ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم انکے آپس میں پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکا کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے۔ کہ ہم کو تمہاری عبادت کی بھی خبر نہ تھی اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرے گا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا مالکِ حقیقی ہے لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب ہو جاویں گے۔

قول باری تعالیٰ ہے کہ جن وانس، نیک و بد سب ہی کو ہم قیامت کے روز حاضر کریں گے کوئی بھی نہیں چھوڑا جائے گا، اور مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرکاء اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور مومنین سے الگ تھلگ رہو۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ ص۵۵ سورۂ یونس کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے مشرکو! تم اور تمہارے شرکاء جن کی تم عبادت کرتے تھے سب اپنی اپنی جگہ الگ الگ رہو متقدمین شرکاء نے اس بات سے انکار

کر دیا ہوگا کہ وہ ان سے اپنی عبادت لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن بزرگوں کی یہ پیروی کرتے تھے اور اسی بنا پر انہیں شریک خدا سمجھ کر شرکاء بنالیا تھا اب یہی شرکاء ان سے بیزاری ظاہر کریں گے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۵۵ سورۂ یونس کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو ایسے شرکاء کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور اس کی دعا کو سن ہی نہیں سکتے۔ اور جب لوگ قیامت میں اٹھائے جائیں گے تو وہ خود اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہوں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی پرستش کا کوئی علم نہیں، تم ہماری عبادت کرتے ہوگے لیکن ہم جانتے تک نہیں اور اس کا گواہ خدا ہے، ہم نے تو تمہیں کبھی کہا ہی نہیں تھا کہ ہماری پرستش کرو۔ اس طرح مشرکین کا منھ بند کر دیا گیا ہے کہ جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کسی کام آسکتے ہیں انھیں تم نے کیوں پوجا تھا۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۵۵ سورۂ یونس کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

چنانچہ وہ فیصلہ کر کے جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ کی طرف بھیجے گا۔ اب ان گمراہوں نے اپنی طرف سے جو جھوٹ موٹ معبود بنا رکھے تھے، سب ہوا کی طرح اڑ جائیں گے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۵۶ سورۂ یونس کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چودہویں ۱۴ پارہ میں سورۂ نحل کے بارہویں ۱۲ رکوع میں آیت نمبر ۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا اور (کفر کروا کر) راہ خدا سے روکا، ہم انھیں عذابوں پر عذاب بڑھاتے جائیں گے اس فساد کے بدلہ میں جو یہ دنیا میں کرتے تھے۔

عذاب کے اوپر عذاب ہوگا۔ ایک عذاب تو کفر کرنے کا اور دوسرا عذاب مخلوق خدا سے کفر کروانے کا اس وقت پتہ چلے گا کہ تعزیئے اور قبریں دیوا اور دیویوں کو پوجنے اور پجوانے میں کیا کیا اور کیسی کیسی سزائیں اور عذاب بھگتنا پڑے گا۔

Scanned by CamScanner

پجوانے والوں سے پوچھو تو؟

قرآن کریم کے پچیسویں (۲۵) پارہ میں سورۂ زخرف کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۸۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر یہ کہاں اُلٹے جارہے ہیں۔

ان پیر پرستوں سے، یا بت پرستوں سے، یا تعزیہ پرستوں سے کوئی پوچھے کہ تم کو کس نے پیدا کیا ہے تو جواب میں کہیں گے اللہ نے۔ افسوس اور صد افسوس ہے اس انسان پر جو حقیقی خدا کو جانتے ہوئے بھی دوسروں کو حاجت روا سمجھتا ہے۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں (۱۸) پارہ میں سورۂ مومنون کے پانچویں (۵) رکوع میں آیت نمبر ۸۴، ۸۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان سے پوچھو، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ، یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے (تو) یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی۔ کہو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

زمین اور زمین کے اندر یا اوپر جو کچھ ہے جتنا ہے ان سے پوچھو کس کا ہے اور کس نے بنایا ہے، کون اس کا مالک ہے، کون اس کا رکھوالا ہے، زمین کے اوپر دریا کس نے بہائے، زمین کے اندر سمندر کس نے بنائے، زمین میں سے چشموں کے ذریعہ پانی کس نے عطا کئے، وہ چاہے تو زمین سے آگ کے شعلے نکلیں، وہ چاہے تو زمین سے پٹرول نکلے، وہ چاہے تو زمین سے خزانے نکال دے، وہ چاہے تو

Scanned by CamScanner

زمین میں زلزلہ لاکر لاکھوں کروڑوں کا نقصان کردے اور ہزاروں، لاکھوں کی جانیں لے لے، وہ چاہے تو جہاں مٹی ہے وہاں ریت لاکر ڈال دے، جہاں ریت ہے وہاں مٹی ڈال دے، وہ چاہے تو خشک زمین کو پانی کی جگہ بنادے، پانی کی جگہ کو خشکی بنادے، وہ کون ہے؟ ان ہزاروں تعزیوں اور آستانوں کے پوجنے اور پجوانے والوں سے پوچھو کہ کون ہے وہ جو زمین کی ساری کی ساری آبادی کا مالک ہے، تو ان کی زبان سے بے ساختہ یہی لفظ نکلے گا کہ اللہ۔ دوسرا لفظ نکل ہی نہیں سکتا چاہے وہ مجاور ہو یا پجاری ہو، پوجنے والا ہو یا پجوانے والا، سارے کے سارے ایک ہی زبان سے کہہ اٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ۔ تو پھر آپ صاحبان کیوں نہیں سوچتے اور سمجھتے۔ خدا کو چھوڑ کر خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو پوجنا، ان کو حاجت روا سمجھنا جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ مؤمنون کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۸۶، ۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان سے پوچھو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ یہ لوگ جواب میں کہیں گے، اللہ۔ ان سے کہو کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

ان گرجاؤں کو نبھانے والے، ان مندروں کو پوجنے والے، ان درگاہوں کو سجانے والے، ان تعزیوں کے آباد کرنے والوں سے پوچھو تو سبھی کہ ساتوں آسمان کا اور عرش عظیم کا مالک کون ہے، تو ان کی زبان سے بے ساختہ یہی لفظ نکلے گا کہ اللہ۔ پھر خدا سے کیوں نہیں ڈرتے، خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پجواتے ہو۔ خداوند کریم کو واحد مانتے ہوئے شرک کرنا یا کروانا جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ مؤمنون کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۸۸، ۸۹، ۹۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان سے پوچھو کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کون

ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا تو جواب یہی ہوگا کہ، اللہ - کہہ دے کہ پھر کس نے تم پر جادو کیا ہے۔ حق آچکا اب جو کوئی نہ مانے وہ جھوٹا ہے۔

ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو سب کو پناہ دیتا ہے۔ اور اس کی دی ہوئی پناہ کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ دے بھی نہیں سکتا یعنی ایسا بڑا بادشاہ حقیقی تمام ملک کا مالک، قادر مطلق، حاکم کل ہے، اس کا ارادہ کوئی بدل نہیں سکتا، اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا، اس سے کوئی پوچھ تاچھ کر نہیں سکتا، اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا، وہ سب کی پوچھ تاچھ کرے، لیکن کسی کی مجال نہیں کہ اس سے کوئی سوال کر سکے، اس کی عظمت، اس کی کبریائی، اس کا غلبہ، اس کا دباؤ، اس کی قدرت، اس کی حکمت، اس کا عدل و انصاف بے مثل ہے، مخلوق سب کی سب اس کے سامنے عاجز، پست اور لاچار ہے، وہ رب ساری مخلوق سے پوچھ تاچھ کرنے والا ہے، وہ ہے کون ؟، ذرا ان سے پوچھو تو جواب یہی ہوگا کہ اللہ۔

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورۂ عنکبوت کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ ان سے پوچھو کہ زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے اور سورج و چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے، تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ، تو پھر کدھر الٹے جارہے ہو۔

دنیائے عالم میں آپ کسی بھی انسان سے پوچھیں کہ کل کائنات کا خالق و مالک اور رازق کون ہے، تو جواب ملے گا، اللہ! - اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر چیز کا مالک اللہ۔ ہر چیز کا خالق اللہ، اور کل کائنات کا رازق اللہ ہے، پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہیں اور اس کے سوا دوسروں پر توکل کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ ملک کا مالک تنہا وہی ہے، تو عبادت کے لائق

بھی وہی تنہا ہے۔
قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آل عمران کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۶
۔۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ:۔ کہو خدایا ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دیدے، اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کردے، ہر بھلائی تیرے اختیار میں ہے، تو ہر چیز پر قادر ہے، تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے، اور تو ہی جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے، تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کی تعظیم کے طور پر اس کا شکریہ بجالانے کے لئے اور اسے اپنے تمام کام سونپ دینے کے لئے اور اس کی پاک ذات پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں اس کی بڑائیاں بیان کیجئے۔
حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۲۶ سورۂ آل عمران کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔
زمین و آسمان پر، چاند اور سورج پر پورا پورا قبضہ تیرا ہے اور تمام تر تصرف تیرا ہی ہے، جاڑے کو گرمی سے اور گرمی کو جاڑے سے بدلنا تیرا ہی کام ہے، بہار اور خزاں پر بھی تو ہی قادر ہے، زندہ سے مُردہ کو اور مردہ سے زندہ کو نکالنے والا تو ہی ہے، کھجور کو گٹھلی سے اور گٹھلی کو کھجور سے تو ہی پیدا کرتا ہے، مؤمن کو کافر کے یہاں اور کافر کو مؤمن کے یہاں تو ہی پیدا کرتا ہے، مُرغی سے انڈے اور انڈے سے مرغی تو ہی پیدا کرتا ہے، تو جس کو چاہے بے حساب مال و دولت دیدے، جس کو چاہے فقیر بنادے، تیرا ہر کام حکمت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔
ان پوجنے والوں اور پجوانے والوں سے پوچھو تو یہ سب کام کس کی مرضی سے ہوتے ہیں، تو جواب ملے گا کہ اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں۔ تو پھر جن جن کو آپ پوج رہے ہیں یا پجوا رہے ہیں انہوں نے کیا کیا، ذرا ہم کو بھی تو سمجھادو۔
قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- ان سے پوچھو تو وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے، وہ کون ہے جو تمہارے کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے، وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو جواب میں یہی کہیں گے کہ، اللہ۔ تو ان سے کہو کہ پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔

اللہ تعالیٰ خود سوال کر رہا ہے کہ ان پیٹ کے پجاریوں سے پوچھو، خدا کی مخلوق کو پوجنے اور پجوانے والوں سے پوچھو، نذر و نیاز، حلوہ، مالیدہ، شربت اور کھچڑا کھانے اور کھلانے والوں سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کون برساتا ہے تو جواب میں کہیں گے کہ، اللہ۔ اللہ تعالیٰ اگر بارش کا برسانا بند کر دے تو دوسرا کوئی ہے جو بارش برسا دے، کوئی جلال شاہ، یا کمال شاہ یا ظاہر شاہ یا باطن شاہ یا روشن شاہ یا اندھیر شاہ، غیبن شاہ یا دادل شاہ یا یتیم شاہ یا امیر شاہ ملکے شاہ یا پتے شاہ، چھوٹا پیر یا بڑا پیر یا فرشتہ، یا جن، یا شیطان یا خدا کی مخلوق میں سے کوئی ہے جو بارش کو برسا دے؟ جب بارش بند ہو جاتی ہے تو مسلمان لوگ جگہ جگہ اذانیں دینا اور شہر یا قصبہ یا دیہات کو چھوڑ کر جنگلوں میں نمازیں پڑھ کر خدا سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور غیر مسلم لوگ رام دھن کرنے لگتے ہیں اس وقت مسلمان ہوں یا غیر مسلم جن جن کو پکارتے اور پوجتے ہیں ان سب کو بھول جاتے ہیں۔

اور ایک اکیلا خدا ہی یاد آنے لگتا ہے، اس وقت پیر پیغمبر سب کو بھول جاتے ہیں اور جب بارش بہترین طریقہ سے ہو جائے تو نذر و نیاز، حلوہ مالیدہ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو چڑھاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر جہالت کس چیز کا نام ہے۔ پوچھو کہ زمین سے روزی کون دیتا ہے، کھیتی اور درخت، پھل پھول میوے وغیرہ زمین سے کون اگاتا ہے۔ تو جواب میں کہیں گے کہ اللہ۔ تو پھر جن کی آپ آہ بھر رہے ہیں، جن کی آپ دہائیاں دے رہے ہیں، جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہیں، جن کے

Scanned by CamScanner

آستانوں کی حفاظت کے لئے جان ومال کی بازی لگارہے ہیں، انھوں نے کیا بنایا ہے، تو غصہ میں آکر اور جنون میں جھنجھلا کر کہیں گے کہ یہ وہابی معلوم ہوتا ہے، اس کا عقیدہ خراب ہوگیا ہے، یہ اولیاء اللہ کا منکر معلوم ہوتا ہے، یہ بے ایمان معلوم ہوتا ہے، اب آپ ہی سوچیں کہ جہالت کی کوئی حد ہے؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان عقل کے اندھوں سے پوچھو کہ تمہارے کانوں پر کون کنٹرول کئے ہوئے ہے۔ اگر سماعت چھین لی جائے تو دوسرا کوئی دے سکتا ہے؟۔ اور تمہاری آنکھوں کی روشنی کس کے اختیار میں ہے، اگر وہ اندھا کردے تو دوسرا کوئی روشنی دے سکتا ہے؟۔ اور وہ کون ہے جو مردے کو زندہ سے اور زندے کو مردہ سے پیدا کرتا ہے؟۔ اور تمام جہان کا نظام کس کے ہاتھ میں ہے؟۔ سورج کا نکلنا اور ڈوبنا، چاند کا چھپنا اور چمکنا جن میں ایک سکنڈ کا بھی فرق نہیں ہوتا، جو ہزاروں سال سے برابر ہی ترتیب سے چلے آرہے ہیں اور نہ جانے کب تک اسی طرح چلتے رہیں گے۔ یہ سارا کاروبار اور یہ سارا انظام کس کے بس میں ہے؟۔ وقت پر بارش کا ہونا، وقت پر گرمی کا آنا، وقت پر سردی کا پڑنا، ان ساری چیزوں کا مختارِ کل کون ہے؟ تو جواب میں یہی کہیں گے کہ، اللہ یہ سارے نظام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں تو پھر دیہاتوں میں، قصبوں میں، شہروں میں، بیابانوں میں، پہاڑوں میں، دریاؤں میں، کوئی مندر کی شکل بنواکر، کوئی گرجوں کی شکل بنواکر، کوئی درگاہوں کی شکل بنواکر، کوئی تعزیے کی شکل بنواکر پوج رہے ہیں۔ اور بھولے اَن پڑھ انسانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اور خود بھی گمراہ ہورہے ہیں، ان سے پوچھو تو سہی کہ جن کو آپ لوگ پجوار ہے ہیں ان کے ہاتھ میں کونسا اختیار ہے، ذرا ہمیں بھی تو سمجھاؤ، اور اگر نہیں سمجھا سکتے ہو تو کم سے کم توبہ کرلو، کیوں خواہ مخواہ جہالت میں پھنس کر اپنی آخرت برباد کرتے ہو اور دوسروں کے ایمان کا ملیا میٹ کرتے ہو۔

قرآن کریم کے اکیسویں (۲۱) پارہ میں سورۂ عنکبوت کے چھٹے (۶) رکوع میں آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- ان سے پوچھو تو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور کس نے مُردہ زمین کو زندہ کر دیا، وہ جواب میں یہی کہیں گے کہ، اللہ۔ کہو الحمدللہ۔ مگر اکثر لوگ سمجھتے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ سوال کر رہا ہے کہ ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کون برساتا ہے اور اس پانی کے ذریعہ سے مُردہ اور خشک زمین کو زندہ کون کرتا ہے، تو جواب میں کہیں گے کہ، اللہ۔ اس جواب پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہو الحمدللہ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی کچھ بھی کر نہیں سکتا۔ پھر آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اکثر لوگوں میں عقل ہی نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عقل ہی نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقل تو ہے، مگر عقل کا استعمال نہیں کرتے۔ ورنہ ہر بات اور ہر کام پر اللہ کے واحد ہونے کی تصدیق کریں اور پھر بھی شرک کریں، یہ ہو نہیں سکتا۔ اللہ کو، قادرِ مطلق مانتے ہوئے بھی شرک کر رہے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ عقل سے کام نہیں لیتے، بلکہ جہالت سے کام لیتے ہیں۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے، ایمان دار اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

اس آیت میں مشرکین کا دنیوی اور اُخروی حال بیان ہو رہا ہے۔ یہ خدا کا شریک مقرر کرتے ہیں، اس جیسا اوروں کو ٹھہراتے ہیں اور پھر ان کی محبت اپنے دل میں ایسی جماتے ہیں جیسی خدا کی ہونی چاہیے۔ حالانکہ وہ معبود برحق صرف ایک ہی ہے، وہ شریک اور ساجھی سے پاک ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲، صفحہ ۱۸ سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

شرک

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا۔ اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

شرک کرنے والوں سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی چھوٹ جاتی ہے اور وہ راہِ حق سے دور جا پڑتا ہے وہ اپنے نفس کو اور اپنے دونوں جہان کو برباد کر لیتا ہے۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے اٹھارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ بخشنے کے قابل ہے ہی نہیں اور وہ گمراہی میں اتنا دور چلا گیا ہے کہ اس کا واپس آنا ہی مشکل ہے۔

قرآن پاک کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لا کر اپنے ایمان کو شرک سے خلط ملط نہیں کرتے، انھیں

Scanned by CamScanner

لوگوں کے لئے امن ہے اور حقیقتاً راہ یافتہ وہی لوگ ہیں۔

جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں، اور خلوص کے ساتھ دین داری کریں، رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، ایمان والے راہ راست والے یہی لوگ ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے روز دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والے سے خداوند تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہوں تو ان سب کو دیکر تو چھٹکارا لے گا، وہ کہے گا ہاں لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے بہت ہی ہلکی چیز چاہی تھی کہ تو شرک نہ کرنا مگر تو نے انکار کیا اور شرک ہی کیا۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۳۶ حدیث ۱۴۰۱ کتاب الرقاق۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ حدیث ۵۳۹۶ دوزخ کا بیان۔
(۳) مظاہر حق " جلد ۵ صفحہ ۳۳۳ دوزخ اور دوزخیوں کا حال۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شرک اور جادو سے بچو، جو ہلاک کرنے والے ہیں۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۳ صفحہ ۱۹۳ حدیث ۷۱۰ کتاب الطب۔

حدیث:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ! تم جانتے ہو کہ خدا کا بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حق یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور فرمایا تم جانتے ہو کہ بندوں کا خدا پر کیا حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ صفحہ ۵۳۹ حدیث ۲۲۲۶ توحید کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ حدیث ۵۰۳ ابواب الایمان۔
(۳) ابن ماجہ شریف صفحہ ۹۵۱ حدیث ۴۲۹۲ قیامت کے دن خدا کی رحمت کا بیان۔

حدیث :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھ کو بشارت دی کہ جو اس حال میں مرگیا کہ خدا کے ساتھ اس نے شریک نہ کیا ہو تو اس کے واسطے جنت ہے۔ میں نے کہا، اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو، انہوں نے کہا، ہاں!۔ اگرچہ چوری کی ہو اور زنا کیا ہو۔

حوالہ :۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۳۰ صفحہ ۸۸۸ حدیث ۲۳۳۲ توحید کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹ حدیث ۸۵ باب ۳۷ کتاب الایمان۔
(۳) ترمذی شریف " ۲ صفحہ ۱۰۳ " ۵۰۳

اے میرے عزیز دوست! ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر جہالت کچھ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ بدعتوں پر عمل کریں تو دین کی پابندی سمجھتے ہیں اور کفر کریں تو ثواب سمجھتے ہیں، اور شرک کریں تو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں، کوئی حد ہے جہالت کی ؟۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرجائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو، آپؐ نے فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حوالہ :۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۷۶ حدیث ۱۱۳۸ جنائز کا بیان۔
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹ حدیث ۸۲ باب ۳۷ کتاب الایمان۔

حدیث :۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار کے پاس سے ایک آنے والا آیا اور مجھے

Scanned by CamScanner

اختیار دیا کہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت قبول کر لیجئے۔ ایک تو یہ کہ آپ کی نصف امت جنت میں داخل ہو۔ دوسری شفاعت۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا (مگر یاد رہے) میری شفاعت کا حقدار وہ ہے جو ایسی حالت میں مرا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ حدیث ۳۰۲ قیامت کا بیان۔

قرآن شریف کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۷، ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کی عبادت سے پرہیز کیا اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ رہے وہ خوشخبری کے مستحق ہیں، پس میرے بندوں کو خوشخبری سنا دے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا سب سے بیزاری اور خدا کی فرماں برداری کریں، ان کے لئے دونوں جہان میں خوشیاں ہیں۔ بات سمجھ کر سن کر جب وہ اچھی ہو اس پر عمل کرنے والے مستحق مبارکباد ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۳ صفحہ ۱۱ سورۂ زمر کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا، امیدیں رکھتا رہے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، خواہ جس قدر تجھ میں گناہ ہوں، میں پرواہ نہیں کرتا، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو بھی میں بخش دوں گا میں پرواہ نہیں کرتا، اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے دنیا میں کسی کو میرا شریک نہ کیا ہوگا تو میں تجھے اس کے برابر مغفرت (بخشش) دوں گا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ حدیث نمبر ۱۳۹۸ دعا کا بیان۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ حدیث نمبر ۲۲۱۱ توبہ کا بیان۔
(۳) مظاہر حق 〃 جلد ۲ صفحہ ۳۸۹

میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنتے ہیں، کوئی ایک انگوٹھی، کوئی دو، کوئی تین، کوئی اس سے بھی زیادہ انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور ان انگوٹھیوں میں پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لگے ہوتے ہیں، جن کو اکثر لوگ تو بے سمجھے بوجھے شوقیہ پہنتے ہیں، اور بعض لوگ اس نیت سے پہنتے اور گلے میں لٹکاتے ہیں کہ یہ کار آمد ہیں یعنی ان کو انگوٹھی میں ڈلوا کر انگلی میں پہننے سے یا چاندی میں منڈھوا کر گلے میں لٹکانے سے نفع ہوتا ہے اور نقصان سے انسان بچ جاتا ہے۔

ان پتھروں کے نام بھی لیتے ہیں کہ یہ پتھر سلیمانی ہے، یا یہ پتھر یاقوت ہے، یا یہ پتھر نیلم ہے، یا زمرد ہے، یا یہ لعل ہے، یا کہربا ہے، یا یہ عقیق ہے، یا یہ صنیع ہے وغیرہ۔ نفع ہونے اور نقصان سے بچنے کی نیت سے ان پتھر کے ٹکڑوں میں تاثیر سمجھ کر کتنے مفتی، مولوی، فقیر، صوفی، مست، ملنگ، پیر، پیرزادے، درویش، سجادہ نشین اور مجاور وغیرہ کے ہاتھوں کی انگوٹھیوں میں یہ پتھر ہوتے ہیں اور اور بعض لوگ اپنے گلوں میں یہ پتھر پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔

مستقل تاثیر کا اعتقاد کر کے جو لوگ پہنتے ہوں تو یہ حرام ہے۔ بلکہ ایک طرح کا شرک ہے، اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تو اس کی اجازت ہے۔ مگر ایک ہی انگوٹھی ہو اور چاندی کی ہو اور اس میں ایک ہی نگینہ ہو۔

اسی طرح کچھ لوگ لوہے کی، یا تانبے کی انگوٹھی بھی پہنتے ہیں اور اس سے نفع یا تندرستی کی امید رکھتے ہیں تو یہ ناجائز ہے۔ اور اس عقیدہ سے پہننا کفر ہے اگر کوئی بیماری ہے تو علاج کرو، علاج کرانا جائز ہے۔

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Scanned by CamScanner

ہے" ہر مرض کی دوا ہے جب دوا مرض کے موافق ہو جاتی ہے تو مریض خدا کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے۔"

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ حدیث ۵۵۹ باب ۲۰۶ کتاب السلام
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۶۶ حدیث ۴۲۹۰ باب طب اور منتروں کا بیان

اسی طرح عورتیں اپنے اپنے بچوں کے گلے میں یا پاؤں میں پتھر یا لوہے یا تانبے کے کڑے یا اور کچھ پہنا دیتی ہیں۔ قرآنی تعویذ اور مشروع دعاؤں کے علاوہ لڑکے کے گلے یا پیر میں نفع یا تندرستی کی نیت سے باندھنا شرک ہے۔

حدیث:۔ حضرت عیسیٰ بن حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن حکیم کے پاس گیا ان کا جسم (بیماری سے) سرخ تھا۔ میں نے کہا کہ تم تعویذ کیوں نہیں باندھتے انہوں نے کہا ہم خدا کے ذریعہ اس سے پناہ چاہتے ہیں (اس لئے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کوئی چیز لٹکائے یا باندھے وہ اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۶۹ حدیث ۴۳۳۱ طب اور منتروں کے بیان میں
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۳ کتاب الطب کے بیان میں۔

بعض عالم صاحبان قرآنی تعویذ یا دعائیں وغیرہ لکھ کر گلے میں یا ہاتھ کے بازو وغیرہ میں برکت کے لئے باندھنا جائز بتاتے ہیں لیکن اس تعویذ یا دعا وغیرہ کو تانبے یا پیتل وغیرہ کی ڈبیہ میں ڈال کر باندھتے ہیں یہ سب کے نزدیک ناجائز اور منع ہے چاہے مرد ہو یا عورت کیونکہ تانبہ، پیتل اور لوہا بذاتِ خود پہننا منع ہے تو تعویذ اس میں ڈالنے سے جائز نہیں ہو سکتا اور چاندی یا سونے کی ڈبیہ میں ڈال کر عورت پہن سکتی ہے مرد نہیں پہن سکتا۔ اس لئے کہ چاندی یا سونے کا پہننا عورت کے لئے جائز ہے اور مرد کے لئے سوائے چاندی کی انگوٹھی کے جائز نہیں۔ اور سونا تو مرد کے لئے بالکل ہی حرام ہے چاہے انگوٹھی ہو یا اور کوئی زیور ہو۔ اگر تعویذ وغیرہ پہننا ہی ہے تو اس کو موم جاما کر کے پہن سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

بعض پیروں کے انگوٹھوں میں یا انگلیوں میں تانبے یا پیتل کا تار باندھتے ہیں کہ اس کے باندھنے سے تندرستی رہتی ہے اور بیماری سے نجات ملتی ہے یہ بھی ایک قسم کا شرک اور حرام ہے۔ بعض پڑھے لکھے بھی پہنتے ہیں۔ بلکہ بعض عالموں کو بھی ہم نے اس قسم کے تانبے کے تار ہاتھ کی انگلیوں میں یا پیر کی انگلیوں میں پہنے ہوئے دیکھے ہیں اور کہیں کہیں نوجوان لڑکوں کو ہاتھ میں لوہے کے کڑے، کنگن کی طرح پہنے ہوئے دیکھے ہیں۔ یہ صاحبان شوقیہ پہنتے ہیں سکھ صاحبان کے دھرم میں کڑے کا پہننا لازمی ہے ان کی دیکھا دیکھی مسلمان لڑکے بھی پہنتے ہیں یہ حرام ہے۔

بعض مرد یا عورتیں ہاتھ یا پیر میں لوہے یا پیتل یا تانبے کا کڑا پہنتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو خواجہ غریب نواز کی درگاہ سے میرا بھائی لایا تھا، یا میرا باپ لایا تھا، یا میراں داتار سے میری پھوپھی یا میری بہن لائی تھی اور اس کو بابرکت سمجھ کر پہنتے ہیں، یہ بھی جہالت ہے۔

حدیث ۱ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی، اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب میں رہتا تھا اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔

حوالہ :۔ شمائل ترمذی صفحہ ۸۲ حدیث ۶۔

آپ لوگوں نے بعض آدمیوں کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی ہوگی۔ ہم نے بھی بعض لوگوں کے ہاتھ میں دیکھی ہے اور جب پڑھے لکھے آدمیوں کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھتے ہیں اور شریعت کے خلاف پہنے ہوئے دیکھتے ہیں تو اس وقت ہمیں بہت رنج ہوتا ہے۔ یہ لوگ سنت سمجھ کر پہنتے ہیں۔ اور عمل مکروہات پر کرتے ہیں۔ اور انکے عمل کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی عالم نے انگوٹھی پہنی ہے اور اس کو مسئلہ معلوم نہیں، ایسے ہی بغیر تحقیق کے پہن لی ہے تو اب اس عالم صاحب کے جتنے بھی شاگرد ہوں گے یا چاہنے والے ہوں گے وہ

Scanned by CamScanner

اس عالم صاحب سے انگوٹھی کے بارے میں مسئلہ پوچھیں گے نہیں، بلکہ دیکھا دیکھی یہ لوگ بھی انگوٹھی پہن لیں گے۔

اسی طرح پیر صاحب نے، یا سجادہ نشین نے یا مجاور نے انگوٹھی پہنی ہو تو ان لوگوں کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی انگوٹھی پہن لیتے ہیں۔

جب انگوٹھی پہنے تو چاہیئے کہ اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھے اوپر کی طرف نہ رکھے اور عورتیں اوپر کی طرف رکھیں گی۔ اس لئے کہ عورتیں زینت کے واسطے پہنتی ہیں اور مرد مہر لگانے کے واسطے پہنتا ہے۔

حوالہ:۔(۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ کراہت کا بیان۔

(۲) عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۳۳

آپ لوگ جس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھیں گے، چاہے وہ مولوی ہو یا فقیر، صوفی ہو یا درویش، مرشد ہو یا سجادہ نشین یا مجاور ہو، اس کی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف نہیں ہوگا بلکہ ہتھیلی کے پیچھے نگینہ ہوگا۔ آپ جس کو بھی اس طرح انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھیں تو سمجھ لیں کہ اسے مسئلہ یاد ہی نہیں ہے بلکہ دیکھا دیکھی اس نے انگوٹھی پہن لی ہے۔

"بادشاہ اور قاضی اور وقف مال کے متولی کے علاوہ دوسروں کو انگوٹھی کا ترک افضل ہے۔"

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۴ صفحہ ۲۰۲ باب الحظر۔

انگوٹھی کے مسئلے سے عموماً لوگ واقف نہیں ہیں۔ رواجی طور پر پہنتے ہیں اور اگر کسی نے اتفاقیہ پوچھ لیا کہ انگوٹھی کا پہننا کیسا ہے تو یہ انگوٹھی پہننے والے جواب میں کہتے ہیں کہ سنت ہے حالانکہ انگوٹھی کا پہننا سنت نہیں ہے۔ اگر انگوٹھی کا پہننا سنت ہوتا تو تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں انگوٹھی ہوتی۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنتے تو اس کا نگینہ اندر کر لیتے

Scanned by CamScanner

اور لوگوں نے آپ کی انگوٹھی دیکھ کر انگوٹھیاں بنوالیں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر اپنی انگلی سے انگشتری نکالی اور فرمایا "میں اس انگوٹھی کو پہنا کرتا تھا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتا تھا۔ یہ فرما کر آپؐ نے انگوٹھی کو پھینک دیا اور پھر فرمایا" خدا کی قسم اب میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ حدیث ۳۴۰۳ باب ۲۲۸ کتاب اللباس

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگشتری دیکھی آپؐ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا "کیا تم میں سے کوئی شخص قصداً آگ کا انگارا اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ سکے گا" جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو اس شخص سے کہا گیا "اپنی انگوٹھی اٹھالے اور اس سے نفع حاصل کر" اس نے کہا "جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا میں اس کو کبھی نہ اٹھاؤں گا۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ حدیث ۳۴۰۳ باب ۲۲۸ کتاب اللباس۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی شاہوں کو تبلیغ رسالت کا خط لکھنا چاہا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ وے لوگ خط نہیں لیتے ہیں مگر سر بمہر تو آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی (جس کا نگینہ حبشی طرز کا تھا) اس میں محمد رسول اللہ نقش فرمایا۔ پس یہ انگوٹھی آپؐ کے ہاتھ میں رہی یہانتک کہ وفات فرمائی پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہانتک وفات فرمائی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہانتک کہ وفات فرمائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہانتک کہ آخر خلافت میں آپ کے ہاتھ سے بیر اریس میں گری پس آپ نے تمام اس کے کھجوانے کا حکم دیا مگر ہاتھ نہیں آئی۔

حوالہ:۔ عینی الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ کتاب الکراہت۔

بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اس وقت بنوائی تھی، جب مہر لگانے کی ضرورت پڑی۔ اگر مہر لگانے کی ضرورت نہ ہوتی تو آپؐ انگوٹھی بنواتے ہی نہیں۔

Scanned by CamScanner

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں انگوٹھی نہیں تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت ملی تو جو انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہر لگانے کے لئے پہنتے تھے وہ انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہن لی جب آپ بھی وفات ہو گئے تو وہ انگوٹھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہن لی جب آپ بھی شہید ہو گئے تو وہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہن لی اور آپ ہی کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی بیر اریس میں گر گئی بہتیرا تلاش کی لیکن وہ انگوٹھی نہیں ملی بہرحال انگوٹھی پہننا سنّت نہیں ہے لیکن اگر انگوٹھی پہن لی تو منع نہیں ہے اور پہن لینے کے بعد انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھنا سنّت ہے اس مسئلے سے بعض پڑھے لکھے صاحبان بھی غافل ہیں۔ اسی بناپر فقہاء کرام نے تین قسم کے آدمیوں کو انگوٹھی پہننے کے لئے اجازت دی ہے۔ اس لئے کہ ان تینوں کو مہر لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کو انگوٹھی کا ترک کرنا افضل ہے۔ اس زمانہ میں شاید ہی کوئی انگوٹھی کو مہر لگانے کی ضرورت سے پہنتا ہو آج تو تقریباً شوقیہ ہی لوگ پہن لیتے ہیں۔ اگر سنّت سمجھ کر پہنتے تو ان کو مسئلہ یاد ہوتا۔ جن تین آدمیوں کا نام اوپر لکھا گیا ان کے علاوہ اگر دوسرے لوگ بھی انگوٹھی پہنیں تو جائز ہے منع نہیں ہے لیکن انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف ہونا چاہیے۔ اور انگوٹھی ایک ہونی چاہیے دو نہیں۔

انگوٹھی کا ترک اس لئے افضل بتایا ہے کہ اگر غسل کرنے کے وقت انگوٹھی کے نیچے ایک بال کے برابر خشک رہ گیا تو غسل صحیح نہیں ہوگا۔ اسی طرح وضو کرنے میں اگر ایک بال کے برابر خشک رہ گیا تو وضو بھی نہیں ہوگا اور جب وضو نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی، اس لئے انگوٹھی کا ترک ہی افضل ہے۔

حدیث:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔

Scanned by CamScanner

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو دوزخ والوں کا زیور پہنے ہوئے دیکھتا ہوں یعنی تم جو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہو یہ دوزخیوں کا زیور ہے کیونکہ انھیں لوہے کے طوق اور زنجیریں پہنائی جائیں گی) اس کے بعد پھر وہ شخص آیا۔ اس بار وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم میں بتوں کی بو پاتا ہوں (اس کے بعد) تیسری بار آیا، اس مرتبہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا بات ہے میں تمہیں دوزخ والوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں۔ آپ نے فرمایا چاندی کی، اور اسے مثقال بھر سے کم رکھو۔

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵ حدیث ۱۶۸۲ کتاب اللباس۔
(۲) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۰۱ حدیث ۸۲۱ باب ۲۹۲ انگوٹھی پہننے کا بیان۔

بعض مرد اپنے کان اور ناک میں سونے یا چاندی یا پیتل وغیرہ کی بالیاں اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی پہنتے ہیں۔ یہ بھی حرام اور شرک ہے تم اتنا تو سوچو کہ جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں تو پھر پتھر کے ٹکڑے، لوہے، پیتل اور تانبے کی کیا حقیقت ہے۔ تم اتنا تو سمجھو کہ جو ولی اللہ کفر و شرک سے کوسوں دور رہتے، اور کفر و شرک کے شائبہ سے بالکل پاک و صاف تھے اور اسی کی تعلیم ساری مخلوق کو دیتے رہے، کیا یہ بزرگ ایسی حرکتوں کو پسند کریں گے ؟ ہرگز نہیں۔ یہ تم نے اپنی جہالت سے ان کے نام کے کڑے، انگوٹھیاں اور بالیاں وغیرہ بنا بنا کر پہن لی ہیں۔ اور سوچتے نہیں کہ کل قیامت کے دن اس کا انجام کیا ہوگا۔

ہائے افسوس! ہندوستان کی جہالت آخر ایسا رنگ لائی کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو کفر و شرک تک لے گئی۔

حضرت طفیل بن سنجرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے

Scanned by CamScanner

بھائی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا اور ان سے پوچھا تم کون ہو؟۔ انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا، افسوس تم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہو! انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو، لیکن افسوس! تم کہتے ہو کہ جو خدا چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔ پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا، اور ان سے بھی اسی طرح پوچھا۔ انہوں نے بھی ایسے ہی جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا، افسوس! تم مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہو۔ انہوں نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ میں نے صبح کو اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کر دیا۔ پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا، کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ طفیل (رضی اللہ عنہ) نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض سے بیان بھی کر دیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں، لیکن فلاں فلاں کام کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا۔ یاد رکھو! اب ہرگز (خدا چاہے اور اس کا رسول چاہے) کبھی نہ کہنا، بلکہ یوں کہو کہ صرف اللہ اکیلا جو چاہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ ص۵۷ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

آج بعض مسلمان بھائیوں کا یہ تکیہ کلام ہو گیا ہے، جب بھی کوئی کام پڑا یا کسی سے کوئی وعدہ کیا تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہو جائے گا۔ یا یوں کہتے ہیں کہ اللہ اور غوث پاک کے حکم سے ہو جائے گا۔ خواجہ غریب نواز ہماری بگڑی بنا دیں گے۔ ملنگ شاہ باپو حکم کر دیں گے، میراں شاہ باپو اشارہ کر دیں گے، غیبن شاہ ہماری مراد پوری کر دیں گے، یا حضرت مشکلکشا ہماری مشکلیں حل کر دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ یہ کھلم کھلا کفر و شرک ہے۔ مگر جہالت کا اندھا پن کچھ ایسا چھایا ہوا ہے کہ خود سمجھتے نہیں اور سمجھانے والوں کو غیر مقلد، وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

حدیث:۔ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو اللہ چاہے اور

آپ چاہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے۔ یوں کہو جو اللہ اکیلا چاہے۔

حوالہ:۔ (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۵۰ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۵۲ باب الکبائر، کتاب الایمان۔

قرآن مجید کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے۔ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا۔ اور بالیقین تو زیاں کاروں میں ہو جائے گا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری طرف اور تجھ سے پہلے انبیاء کی طرف ہم یہ حکم بھیج چکے ہیں کہ اگر بالفرض تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا تجھ سے پہلے انبیاء فرضاً شرک کریں تو ان کے نیک کام اکارت ہو جائیں، وہ بڑی بربادی میں پڑ جائیں۔ یہ کلام جلالی شہنشاہی رعب کے قاعدے پر ہے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلے انبیاء سے شرک کا سرزد ہونا محال تھا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں مگر مخاطب کے سنانے کو ایسا پُرزور حکم دیا گیا کہ یہ بیہودہ کام کسی کو بھی معاف نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۶ پارہ ۲۴ صفحہ ۱۹۳ سورۂ زمر کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت فکرمند تھے جس نے چوری کی تھی (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) قریش نے کہا کہ کون اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے۔ بعض لوگوں نے کہا اسامہؓ بن زیدؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت ہے، اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا تو خدا کی حدود میں سفارش کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، پھر فرمایا، تم سے پہلی امتیں اس لئے

Scanned by CamScanner

ہلاک ہوئی ہیں کہ ان میں سے جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزور آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ قسم ہے خدا کی اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۸ حدیث ۱۳۲۹ حدود کا بیان۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵۹ حدیث ۳۳۲۶ شرعی سزا کی سفارش کا بیان۔
(۳) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ کتاب الحدود۔
(۴) تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۹ سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

اب آپ ہی سوچیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا چوری کر سکتی تھیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ الفاظ مخاطب کو سنانے کے لئے بیان کر دیئے گئے کہ کسی رئیس خاندان کا کیا سوال، اگر میری بیٹی فاطمہ بھی معاذ اللہ چوری کرتی تو وہ بھی اس سزا سے نہیں بچ سکتی، پھر اوروں کی حقیقت ہی کیا!۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہا ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ معاف کرنے کے قابل ہے ہی نہیں۔

قرآن کریم کے پندرہویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود مت بنانا ورنہ تو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا، ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم رہے گا۔

یہ احکام ہم نے دیئے ہیں سب بہترین اوصاف ہیں اور جن باتوں سے ہم نے روکا ہے وہ بڑی ذلیل خصلتیں ہیں۔ ہم یہ سب باتیں تیری طرف بذریعہ وحی کے نازل فرما رہے ہیں کہ تو لوگوں کو حکم دے اور منع کرے، دیکھ میرے ساتھ کسی کو معبود نہ ٹھہرانا ورنہ وہ وقت آئے گا کہ خود اپنے تئیں ملامت کرنے لگے گا اور خدا کی طرف سے بھی ملامت ہوگی بلکہ تمام مخلوق کی طرف سے بھی۔ اور تو ہر بھلائی کی طرف سے دور کر دیا جائے گا۔ اس آیت میں بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت سے

Scanned by CamScanner

خطاب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ ص۲۵ سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا جا رہا ہے کہ آپ میرے رسول ہیں، آپ محبوب خدا ہیں، آپ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ حشر کے میدان کے شفیع ہیں، آپ نبیوں کے امام ہیں، آپ دنیا و آخرت کے سردار ہیں، آپ حوض کوثر کے ساقی ہیں لیکن بالفرض محال اگر آپ بھی شرک کریں تو آپ خود بھی میرے عذاب سے نہیں بچ سکتے اور آپ کے سارے کے سارے مرتبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ معاذ اللہ

اے کتاب پڑھنے والے! آپ خود سوچیں اور انصاف کریں کیا معاذ اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرک کرتے؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو معصوم تھے لیکن ہمیں سنانے کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ اگر آپ شرک کریں تو آپ بھی ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ تو پھر ان شیخ زادوں کی کیا حقیقت۔ ان مالداروں اور امیر زادوں کی کیا حقیقت، ان مجاوروں اور مجاور زادوں کی کیا حقیقت، ان قبر پرستوں اور تعزیہ پرستوں کی کیا حقیقت جو خدا کے مقابلہ میں خدا کی مخلوق یا خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو پوج رہے ہیں اور پوجا بھی رہے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی و بندے اور اس کے رسولؐ برگزیدہ ہیں۔ کبھی آپ نے نہ تو بت پوجا اور نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ پلک مارنے کے برابر کبھی شرک کیا اور نہ کبھی کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ ص۱۳ مقدمہ میں۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۷۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی

Scanned by CamScanner

مددگار نہیں ہوگا۔

مولانا جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کبیرہ گناہ نقل کئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔ شرک کرنا ساتھ اللہ کے خواہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کرے، یا عبادت یا استعانت میں (یعنی مدد مانگنے میں) یا علم میں، یا قدرت میں، یا تصرف میں، یا پیدا کرنے میں، یا پکارنے میں، یا کہنے میں، یا نام رکھنے میں، یا نذر ماننے میں، یا لوگوں کا کام سونپنے میں، یعنی جیسے اللہ کو سب کے کام سپرد ہیں ویسے اوروں کو بھی جانے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۹ کتاب الایمان، کبیرہ گناہوں کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر پیغمبر کے لئے ایک مقبول دعا ہوتی ہے اور میں نے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اپنی دعا چھپا رکھی ہے۔ اور یہ شفاعت انشاء اللہ اس کو نصیب ہوگی جو میری امت میں سے اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ حدیث نمبر ۱۳۵۰ دعا کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱ حدیث نمبر ۱۸۹ باب نمبر ۹۹ کتاب الایمان۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے بیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر بناتے ہیں۔

یعنی خدائی کی جو صفات اللہ کے لئے خاص ہیں ان میں سے بعض صفات کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر اللہ کے جو حقوق ہیں وہ سب یا ان میں سے بعض حقوق یہ لوگ ان دوسرے بناوٹی معبودوں کو ادا کرتے ہیں مثلاً سلسلۂ اسباب پر حکمرانی، حاجت روائی، مشکلکشائی، فریادرسی، دعائیں سننا، غیب کی ہر چیز سے واقف ہونا، یہ سب اللہ کی مخصوص صفات ہیں۔ اور یہ صرف اللہ ہی کا حق ہے اسی کے سامنے

Scanned by CamScanner

اعتراف بندگی میں سر جھکائیں، اسی سے اپنی حاجتیں مانگیں، اسی کو مدد کے لئے پکاریں، اسی پر بھروسہ کریں، اسی سے امیدیں رکھیں اور اسی سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہیں۔

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔
کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو صرف لفظ سے نہیں بلکہ اس کو اخلاص سے کہہ کر اپنے شیطانوں کو لاغر بناؤ، توحید انسان وجنات دونوں قسم کے شیطانوں کو جلا دیتی ہے کیونکہ وہ نار ہے شیطانوں کے لئے اور نور ہے اہل توحید کے لئے۔ تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کس طرح کہتا ہے؟ حالانکہ تیرے قلب میں کیا کچھ معبود بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ کے سوا ہر چیز جس پر تو اعتماد اور بھروسہ کرے وہ تیرا بت ہے، قلب کے مشرک ہونے پر زبان کی توحید تجھ کو مفید نہ ہوگی۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی صفحہ ۲۰۶ مجلس ۳۸۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شرک شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اس کے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہے اور کا علم بھی ایسا ہی جانے یا جیسا اللہ کو قادر جانتا ہے، ہر چیز پر ایسا ہی اور کو بھی جانے یا جیسا وہ تصرف رکھتا ہے، عالم میں ساتھ ارادہ اپنے کے ویسا اور کو بھی جانے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۴۱ کتاب الایمان۔

قرآن کریم کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورہ روم کے چوتھے ۴ رکوع میں آیت نمبر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو روزی دی، پھر تم کو موت دیتا ہے، پھر تم کو زندہ بھی کرے گا، کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو ان (کاموں) میں سے کوئی (ایک) کام بھی کرتا ہو، پاک ہے وہ اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

انسان ننگا بھوکا دنیا میں آتا ہے، ایک چھلکا بھی اس کے بدن پر نہیں ہوتا پھر رب ہی اسے روزیاں دیتا ہے، وہ اس حیات کے بعد تمہیں مار ڈالے گا پھر قیامت کے دن زندہ کر دے گا، خدا کے سوا تم جن جن کی عبادت کر رہے ہو ان میں سے ایک بھی ان باتوں میں سے کسی ایک پر قابو نہیں رکھتا، ان کاموں میں سے ایک بھی کوئی نہیں کر سکتا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی تنہا خالق رازق اور موت زندگی کا مالک ہے۔ وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کو جلا دے گا اس کی مقدّس منزّہ معظّم اور عزّت و جلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کی اولاد ہو یا ماں باپ ہوں وہ اَحَدٌ ہے صَمَدٌ ہے، فرد ہے ماں باپ سے اولاد سے پاک ہے اس کی مثل کا کوئی نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صـ ۳۳ سورۂ روم کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، ہم ہی تم کو پیدا کرتے ہیں، ہم ہی تم کو روزی دیتے ہیں، ہم ہی تمہیں موت دیتے ہیں، ہم ہی تمہیں دوبارہ حشر کے میدان میں زندہ کریں گے۔ اب تم لوگ جن جن کو پوجتے یا پکارتے ہو، وہ پیر ہوں یا پیغمبر، فرشتے ہوں یا جن، یا شیطان یا مخلوق میں سے کوئی بھی ہو ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو تمہیں پیدا بھی کرے، پھر تمہیں روزی بھی دے، پھر تمہیں موت بھی دے، پھر تمہیں حشر کے میدان میں (یعنی قیامت کے دن) زندہ بھی کرے، ہے کوئی؟۔ اگر ہے تو بتاؤ؟ وہ کون ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو پھر تم جن جن کو نذر و نیاز، حلوہ، مالیدہ، کھچڑا، شربت چڑھا رہے ہو یا تیجہ، دسواں، بیسواں، گیارہویں اور بارہویں کر کے جن کو واسطہ یا وسیلہ سمجھ کر پوج رہے ہو وہ آخر ہیں کس مرض کی دوا؟

اللہ وہ ہے جس نے بغیر ماں باپ کے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا! اللہ وہ ہے جس نے بغیر ماں کے دادی حوّا رضی اللہ عنہا کو بنایا۔ اللہ وہ ہے جس نے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور تم نے جن جن کو خدائی درجے دے رکھے ہیں، انہوں نے آخر کیا پیدا کیا۔ کچھ بتاؤ اور سمجھاؤ تو سہی؟ یا بے سمجھے

ہی پوجتے رہو گے۔ اسی کا نام جہالت ہے۔ یہ شریعت نہیں ہے، اے مجھے میرے بھولے بھیا!۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں:۔ اے اپنے آقا کی خدمت سے بھاگے ہوئے غلام اور اے برگزیدہ انبیاء ومرسلین اور نیک بندوں کی رائے سے ہٹ کر اپنی رائے کو کافی سمجھنے والو اور اے حق تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق پر بھروسہ رکھنے والو کیا تم نے سُنا نہیں؟ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملعون ہے ملعون ہے جس کا بھروسہ اپنی جیسی مخلوق پر ہو۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص ۳۳۵ مجلس ۵۶

شفاعت

قرآن کریم کے پہلے پارہ میں سورۃ بقرہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہیں دے سکے گا اور نہ شفاعت اور سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی بدلہ یا فدیہ لیا جائے گا اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ قیامت کے دن سے ڈرو، اس دن کوئی کسی کا نہیں ہوگا۔ کوئی کسی کی سفارش یا شفاعت بھی نہیں کرے گا۔ اور نہ کوئی بدلہ یا فدیہ قبول کیا جائے گا یعنی وہ دنیا کی عدالت نہیں ہے کہ کچھ دے دلا کر انسان چھٹکارا حاصل کرے اور نہ کوئی کسی کی حمایت اور مدد کرنے والا ملے گا۔ اس

Scanned by CamScanner

دن کا معاملہ بہت ہی سخت ہوگا۔

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ انفطار کے پچھلے رکوع میں آیت نمبر ۱۹ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لئے کسی چیز کا مختار نہیں ہوگا اور تمام تر احکام اور فرمان اس روز اللہ ہی کے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکے گا، اور نہ عذاب سے نجات دلا سکے گا۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ کسی کو شفاعت کرنے کی اجازت خود خداوند کریم عطا فرمادے شفاعت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کفر و شرک اور بدعتوں سے، رسم و رواج، جہالت و ضد سے منھ دھولے، سینہ صاف کرلے، ایمان کے ساتھ عملی زندگی بنالے ورنہ آپ کی یہ امید، امید نہیں ہے بلکہ شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے۔

میرے عزیز دوستو! شفاعت کی تین قسمیں ہیں (۱) شفاعتِ وجاہت! (۲) شفاعتِ محبت (۳) شفاعتِ رحمت۔ اب ہم آپ کو مثال کے طور پر سمجھاتے ہیں۔ ایک شخص کو چوری کرنے کی عادت ہے اور اس چور کو بادشاہ کے قانون کی کوئی پرواہ نہیں ہے، اس نے چوری کی اور اسی حالت میں پکڑا گیا اور حاضر ہوا بادشاہ کے دربار میں۔ بادشاہ دل سے چاہتا ہے کہ اس چور کو کچھ سزا دے، مگر وہ چور بادشاہ کے دربار میں بیٹھنے والے امیر، امراء یا وزیر کے رشتہ ناطے سے تھا، اور انہوں نے اس چور کو چھوڑ دینے کے لئے سفارش بھی کی تو بادشاہ نے اس چور کو چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ اگر اس کو نہیں چھوڑوں گا تو امیر امراء ناراض ہوجائیں گے اور آئندہ کے لئے سلطنت کو خطرہ رہے گا۔ لہٰذا ایک چور کا معاملہ ہے چھوڑ دو۔ یہ نیت کرکے اس بادشاہ نے اس چور کو چھوڑ دیا، اسی کا نام ہے شفاعتِ وجاہت۔ اب اللہ کے دربار میں شفاعتِ وجاہت نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ چاہے جس کو جنت میں ڈالے

Scanned by CamScanner

اور وہ چاہے جس کو جہنم میں ڈالے۔

دوسری شفاعتِ محبت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک چور ہے اور اس نے چوری کی، اور اسی حالت میں پکڑا ہوا بادشاہ کے دربار میں گیا بادشاہ نے چاہا اس کو سزا دے، لیکن وہ چور بادشاہ کے محبوب کے رشتہ ناطے سے تھا اور بادشاہ کے محبوب نے اس چور کی سفارش کر دی۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر اس چور کو سزا دوں گا تو محبوب ناراض ہو جائے گا۔ بہر حال بادشاہ نے اس چور کو چھوڑ دیا۔ یہ شفاعتِ محبت بھی اللہ کے دربار میں کام نہیں آئے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی ناراض نہیں ہوگا۔

تیسری شفاعتِ رحمت ہے۔ مثلاً چور چوری کرنے کا عادی نہیں ہے۔ بادشاہ اور اس کے قانون سے محبت ہے۔ مگر اتفاقاً چوری کا فعل اس سے سرزد ہو گیا اور وہ سخت پریشان ہے، اور اسی حالت میں گرفتار بھی ہو گیا، اور اسی حالت میں بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ کو اس کی حالت، خبر دینے والے کے ذریعہ سے معلوم ہو گئی۔ پس اس بنا پر بادشاہ نہیں چاہتا کہ اس کو سزا دے۔ بادشاہ نے وزیر اور امیر امراء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بتاؤ اس چور کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ وزیر اور امیر و امراء بادشاہ کا اشارہ سمجھ گئے، اور کھڑے ہو کر سفارش کر دی، کہ حضور یہ غریب آدمی ہے، بھول ہو گئی۔ اس کو معاف کر دیا جائے۔ پس بادشاہ نے وہ سفارش قبول کر لی، اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس کو کہتے ہیں، شفاعتِ رحمت۔ پس خدا کے دربار میں یعنی قیامت کے دن یہی شفاعتِ رحمت ہوگی۔ مگر خدا کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح خبر دینے کی ضرورت نہیں ہے، وہ سب کا حال جانتا ہے۔

حوالہ: — پچپن خوبیوں والا قرآن مجید ص ۲۴

پیغمبروں، بزرگوں، عالموں، حافظوں، عابدوں، صالحین امت اور دودھ پیتے بچے جو مر گئے ہوں گے وہ سب کے سب شفاعت کریں گے۔ مگر یہ

شفاعت ان لوگوں کے لیے قابل قبول ہوگی اور انھیں لوگوں کے لئے اجازت دی جائے گی جن سے اتفاقاً گناہ کے کام سرزد ہوئے ہوں گے اور وہ گناہگار اپنے گناہ پر پشیمان اور شرمندہ ہوں گے۔ اور ان کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے کامل محبت ہوگی۔ پس اس شفاعت کا سلسلہ خود خدا کی طرف سے جاری ہوگا، کسی اور کی مجال نہ ہوگی کہ دخل دے سکے اور اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرسکے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ بھی اجازت کے بغیر نہیں ہوگی۔ اور وہ شفاعت صرف ان لوگوں کے حق میں منظور ہوگی جن کی نجات کی بابت شفاعت سے پہلے خدائے عزوجل کی مرضی اس شخص کو بخش دینے کی ہوچکی ہوگی۔ بعض لوگ اعمال بد کے بدلے سزا پاکر دوزخ سے رہا ہوں گے جو ایمان کے ساتھ دنیا سے گزرے تھے۔ مگر ان سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو بغیر سزا کے میدان حشر میں بخش دیئے جائیں گے، جن کے گناہ کم ہوں گے، اور نیکیاں زیادہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے ہمارا اور آپ کا نیز بچوں اور عورتوں کا شمار ایسے نیک اور بہتر لوگوں میں کرے۔ (آمین)

شفاعت بلا اجازت ناممکن ہے۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہربان چچا ابوطالب کے لئے شفاعت نہیں کریں گے کیونکہ یہ شفاعت اللہ کی مرضی کے خلاف ہے۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے چونتیسویں (۳۴) رکوع میں آیت نمبر ۲۵۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کرسکے بغیر اس کی اجازت کے۔

جس انسان کی شفاعت ہوگی اور جس ہستی کی طرف سے ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوگی، شفاعت اس شخص کی ہوگی جن کو بخشنے کے لئے اللہ

Scanned by CamScanner

نے پہلے ہی سے ارادہ کر لیا ہوگا، اور جن کو بخشنے کا ارادہ اللہ تعالیٰ کا نہیں ہوگا ان کی کوئی شخص شفاعت کرے گا ہی نہیں۔
قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے پہلے رکوع میں آیت نمبر۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ:۔ کوئی سفارش (یعنی شفاعت) کرنے والا نہیں، بغیر (اللہ کی) اجازت کے۔

جب تک اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دے گا سب کے سب چپ چاپ کھڑے ہوں گے۔
قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ سبا کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر۲۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ:۔ اور خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے کام نہیں آسکتی۔ مگر جس کو (اللہ تعالیٰ) اجازت دیدے۔
کسی کا مالک ہونا، یا مختار بننا، یا ملکیت میں شریک ہونا، یا مدد کرنا تو در کنار ساری کائنات میں کوئی ایسی ہستی تک پائی نہیں جاتی، جو اللہ کے دربار میں کسی کے حق میں بطور خود سفارش کر سکے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہیں کہ کچھ خدا کے پیارے ایسے ہیں کہ اگر وہ اڑ بیٹھیں تو خدا کو ان کی سفارش ماننی ہی پڑے گی، حالانکہ وہاں حال یہ ہوگا کہ بغیر اجازت کے زبان تک کھولنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا ہوگا۔ جس کو اجازت ملے گی صرف وہی کچھ عرض کرے گا اور جس کے حق میں اجازت ملے گی اسی کے حق میں سفارش کی جائے گی دوسروں کی شفاعت نہیں ہوگی۔
قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں سورۂ نبا کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر۳۷ و ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ:۔ جو مالک ہے آسمان کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان چیزوں کے درمیان میں ہے (اور جو) رحمٰن ہے (اور) کسی کو اس کی طرف سے مستقل اختیار

Scanned by CamScanner

نہ ہوگا (کہ اس کے سامنے عرض معروض کر سکیں) جس روز تمام ارواح اور فرشتے (خدا کے روبرو) صف بستہ کھڑے ہوں گے (اس روز) کوئی نہ بول سکے گا، بجز اس کے جس کو رحمٰن بولنے کی اجازت دیدے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے۔

ٹھیک بات سے وہ بات مراد ہے جس کی اجازت دی گئی ہو یعنی بولنا بھی محدود ہوگا، یہ نہیں کہ جو چاہے بولنے لگے۔

حدیث: ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے کسی کے عمل نجات نہ دیں گے، لوگوں نے کہا کہ آپ کے بھی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "ہاں نہ میرے عمل نجات دیں گے" مگر یہ کہ اللہ مجھ پر رحم کرے۔ (مختصر)

حوالہ: ۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳، پارہ ۲۶، صفحہ ۳۱۸، حدیث ۱۳۷۹ کتاب الرقاق۔

مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونا عمل کے زور سے ناممکن ہے کیونکہ اس میں داخل ہونے کے لئے اس کے لائق عمل کا ادا کرنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے خدا کی مہربانی کی ضرورت ہے۔ مگر خدا کی مہربانی حضور کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے ایمان و عمل شرط ہے۔ اس وجہ سے تمام قرآن میں جنت میں داخل ہونے کے لئے ایمان و عمل صالح کا ذکر ہے۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے اٹھارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور عمل نیک کئے۔ ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کا وعدہ سچا ہے اور خدائے تعالیٰ سے زیادہ کون سچا ہو سکتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ایمان کا سوال پہلے ہے اور بعد میں عمل کا سوال ہے اب سنیئے دوسری آیت کریمہ۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے اٹھارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ اور جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور ایمان

والا بھی ہو تو ایسے لوگ جنّت میں داخل ہوں گے، اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں عمل کا سوال پہلے ہے اور ایمان کا سوال بعد میں ہے۔ ایمان و عمل کا جوڑ ہے۔ عمل وہی کرے گا جس کے پاس ایمان ہوگا، اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوگا وہ عمل کیوں کرے گا۔ اور جو باوجود ایمان ہونے کے عمل نہیں کرتے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک انسان کو پیاس لگی ہے اور وہ مارے پیاس کے پانی پانی پکار رہا ہے، اور پانی اس کے پاس موجود ہے مگر پانی پیتا نہیں ہے تو اس طرح اس کی پیاس نہیں بجھے گی، پانی کو پی لینے سے ہی پیاس ختم ہوگی۔ پانی تو ہے ایمان، اور پانی کو پی لینا، یہ ہوا عمل۔ جب ایمان و عمل کا جوڑ ہو جائے گا تو پیاس ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک آدمی کو بھوک لگی ہے اور وہ روٹی روٹی پکار رہا ہے، روٹی اس کے پاس رکھی ہوئی ہے، مگر کھاتا نہیں ہے۔ صرف روٹی روٹی پکار رہا ہے، جب تک روٹی نہیں کھائے گا اس کی بھوک ختم نہیں ہوگی۔ روٹی کھانے ہی سے بھوک ختم ہو سکتی ہے۔ روٹی تو ہے ایمان، اور جب روٹی کھائی تو یہ ہوا عمل۔ جب ایمان و عمل کا جوڑ ہو جائے گا تو بھوک بالکل ختم ہو جائے گی۔ پس ایمان و عمل کا جوڑ ہے، ان دونوں میں سے ایک چیز ختم ہو جاتی ہے تو دوسری خود بخود ختم ہو جائے گی۔ ایمان و عمل اور عمل و ایمان اگر یہ دونوں سلامت ہیں تو انشاء اللہ دنیا کے عذاب سے، موت کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حشر کے عذاب سے، دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں گے، اور شفاعت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ شفاعت میں کامیاب ہونے کے لئے ایمان و عمل شرط ہے، اور ایمان لانے کے بعد عمل دو قسم کا ہے۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سُورہ حُجرات کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مؤمن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا چکے ہیں، پھر شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مسند احمد میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا میں مومن کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا شک شبہ نہ کیا اور اپنی جان اور اپنے مال سے راہِ خدا میں جہاد کیا (۲) وہ جن سے لوگوں نے امن پالیا نہ کسی کا مال ماریں نہ کسی کی جان لیں (۳) وہ جو طمع کی طرف جب جھانکتے ہیں اللہ عزوجل کی یاد کرتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صفحہ ۸۹ سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

مال کی پھر دو قسمیں ہیں:۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ منافقون کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مومنو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بکثرت ذکر اللہ کیا کریں اور تنبیہ کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر ذکر اللہ سے غافل ہو جاؤ۔ پھر فرماتا ہے کہ جو ذکر اللہ سے غافل ہو جائے، اور دنیا کی زینت پر ریجھ جائے، اپنے رب کی اطاعت میں سست پڑ جائے، وہ اپنا نقصان آپ کرنے والا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۵۲ سورۂ منافقون کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ تحریم کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی اطاعت کا حکم دو اور نافرمانیوں سے روکتے رہو ان پر اللہ کا حکم قائم رکھو اور انھیں احکام خدا بجالانے کی تاکید کرتے رہو نیک کاموں میں ان کی مدد کرو اور برے کاموں پر انھیں ڈانٹو ڈپٹو حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ و مقاتل فرماتے ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رشتے کنبے کے

Scanned by CamScanner

لوگوں کو اور اپنے لونڈی غلام کو اللہ کے فرمان بجا لانے کی اور اس کی نافرمانیوں سے رُکنے کی تعلیم دیتا رہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ٢٨ صفحہ ٢١ ٦٩٥ سورۂ تحریم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

ایمان کے بعد عمل سے محروم رکھنے والی یہی دو چیزیں ہیں۔ ایک اولاد، دوسری دولت۔ پس خوش نصیب ہیں وہ انسان جو ایمان لانے کے بعد عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں، جو خدا کی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اوّل درجہ کے مستحق ہیں۔

قرآن شریف کے پچیسویں ٢٥ پارہ میں سورۂ جاثیہ کے چوتھے ٤ رکوع میں آیت نمبر ٣٠ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یہی صحیح کامیابی ہے۔

پس خدا کی مہربانی اور شفاعت ایک انعام ہے اور ظاہر ہے کہ گستاخ اور نافرمان نوکروں کو انعام نہیں دیا جاتا، بلکہ فرمانبرداروں ہی کو ان کے درجۂ اطاعت کے مطابق انعام دیئے جاتے ہیں۔ پس کافر اور نیز وہ لوگ جن کے دل میں خدائے تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عزت نہ ہو اور گناہ کرنے کے عادی بن گئے ہوں اور مرنے سے پہلے سچی اور خالص توبہ سے محروم رہ گئے ہوں تو ان پر نہ خدا کی مہربانی ہوگی اور نہ ان کے حق میں کسی کی شفاعت منظور ہوگی۔ پس کافر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔ مگر ایسے گنہگار مسلمان جو ایمان کی سلامتی کے ساتھ مرے ہوں گے وہ لوگ اپنے گناہوں کے بدلے میں دوزخ کی سزا بھگت کر چھٹکارا پائیںگے اور ان کی نجات ہو جائے گی۔ پس خوش نصیب تو وہ لوگ ہیں جو خالص توبہ میں جلدی کر کے نیک عمل پر زور دیدیں، کیونکہ ایسے گستاخ اور نافرمان کو خدا توبہ کی توفیق نہیں دیتا، جو اس امید پر گناہ کرتا رہتا ہے کہ موت کا وقت تو معلوم نہیں، اور سمجھتا ہے کہ میں اخیر میں توبہ کر لوں گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ خالص توبہ سے خدا کے

سب حقوق معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر بندے کے حقوق معاف نہیں ہوتے، وہ تو صرف ادا کرنے سے یا ان سے معاف کرانے سے ہی معاف ہوتے ہیں۔

بے عمل عالم

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا لوگوں کو بھلائیوں کا (یعنی نیک کام کرنے کا) حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، باوجود کہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج والی رات میں، میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو کہا گیا کہ آپ کی امت کے خطیب، واعظین اور عالم لوگ ہیں جو دوسروں کو بھلائی سکھاتے تھے، مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہاری نصیحتیں سن سن کر ہم تو جنتی ہو گئے، مگر تم جہنم میں کیوں آ پڑے ہو۔ وہ کہیں گے افسوس! ہم تم کو کہتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۸۵ سورہ بقرہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور دوزخ میں

Scanned by CamScanner

ڈال دیا جائے گا، اس کا پیٹ پھٹ جائے گا، اور آنتیں باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان آنتوں کو لئے ہوئے اس طرح گھومتا پھرے گا، جس طرح گدھا چکّی کے گرد گھومتا ہے۔ دوزخی اس کے گرد جمع ہوجائیں گے اور پوچھیں گے اے فلاں شخص تجھ کو کیا ہوا، تو تو نیک کاموں کی ہدایت کیا کرتا تھا اور بُرے کاموں سے منع کیا کرتا تھا۔ وہ کہے گا ہاں ایسا ہی تھا، لیکن میں دوسروں کو نیک کاموں کی ہدایت کیا کرتا تھا اور خود عمل نہ کرتا تھا، دوسروں کو بُری باتوں سے روکتا تھا اور خود ان کو عمل میں نہ لاتا تھا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۲۹۸ حدیث ۱۹۰۶ فتنہ کا بیان۔
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵۳ حدیث ۱۲۱۸ باب ۵۲۰ زہد کا بیان۔
(۳) مشکوٰۃ شریف ، ۲ صفحہ ۴۳۵ ، ۴۸۸۳ امر بالمعروف کا بیان۔
(۴) مظاہر حق ، ۴ صفحہ ۱۸۹ • • •
(۵) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۰۸ سورۂ بقرہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ صف کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱، ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے تم جو نہ کرو اس کا کہنا خدا کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین عادتیں ہوتی ہیں جب وعدہ کرے خلاف کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب امانت دیا جائے خیانت کرے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۵۳ سورۂ صف کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے معراج کی رات میں میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا، یہ آپ کی امت کے خطیب (وعظ گو لیکچرر) ہیں، جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۸ حدیث ۴۵۹۳ بیان اور شعر کا باب۔
(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۹۸

قرآن کریم کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے مول لیا ہے، ان سے نہ تو عذاب ہلکے ہوں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علم دین کی بات پوچھی گئی جس کو اس نے جان لیا (یعنی وہ عالم جس سے کوئی بات پوچھی جا رہی ہے وہ اس بات کو جانتا ہے) مگر باوجود جاننے کے اس کو چھپا لیا تو قیامت کے دن اس کے منھ میں آگ کی لگام ہوگی۔

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ حدیث ۵۰۹ علم کا بیان۔
(۲) مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱ حدیث ۲۱۰ کتاب العلم۔
(۳) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۹۴

قرآن کریم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ جاثیہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- یہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل نیک اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا ایک سا ہو جائے یہ برا حکم لگاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفر اور برائی والے، ایمان اور اچھائی والے، موت اور زندگی، دنیا میں اور آخرت میں برابر ہو جائیں۔ یہ تو ہماری ذات اور ہماری صفت عدل کے ساتھ پہلے درجہ کی بدگمانی ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بنیاد رکھی ہے۔ جو ان سے ہٹ جائے اور ان پر عامل نہ رہے، وہ خدا سے (فاسق ہو کر) ملاقات کرے گا۔ پوچھا گیا کہ وہ چار چیزیں

Scanned by CamScanner

کیا ہیں، فرمایا یہ کامل عقیدہ رکھے کہ حلال و حرام، حکم اور ممانعت یہ چاروں صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اس کے بتائے ہوئے حلال کو حلال، اس کے حرام بتائے ہوئے کو حرام ماننا، اس کے حکموں کو قابل تعمیل اور لائق تسلیم جاننا۔ اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز آجانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس طرح ببول کے درخت سے انگور پیدا نہیں ہو سکتے، اسی طرح بدکار لوگ نیک کاروں کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ صفحہ ۹۳ سورۂ جاثیہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور باآواز بلند فرمانے لگے، لوگو! کیا میں نے خدا کی باتیں تم تک پہنچا دیں۔ لوگو! کیا میں نے تبلیغ کر دی، لوگو! کیا میں وحدانیت اور رسالت پہنچا چکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ہاں حضور! بیشک آپ نے خدا کا دین ہمیں پہنچا دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا سنو! خدا کی قسم! اسلام غالب ہو گا اور خوب پھیلے گا، یہاں تک کہ کفر اپنی جگہ جا چھپے گا۔ مسلمان اسلام کو لے کر سمندروں کو چیرتے پھاڑتے نکل جائیں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے۔ یاد رکھو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لوگ قرآن کو سیکھیں گے اور پڑھیں گے (پھر تکبر اور خود بینی کے طور پر) کہنے لگیں گے کہ ہم قاری ہیں، ہم عالم ہیں۔ کون ہے جو ہم سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیا ان لوگوں میں کچھ بھی بھلائی ہو گی؟ لوگوں نے پوچھا حضور! وہ کون لوگ ہیں؟۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تم ہی مسلمانوں میں سے ہوں گے لیکن یہ خیال رہے کہ وہ جہنم کے ایندھن ہیں (یعنی جہنم ایسے علم والے لوگوں سے سلگائی جائے گی)۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۴۲ سورۂ آل عمران کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن حکیم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ جاثیہ کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش

Scanned by CamScanner

نفس کو بنا رکھا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے (یعنی علم کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا ہے) اور خدائے تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے۔ اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے تو ایسے شخص کو بعد خدا کے (یعنی خدا جسے گمراہ کر دے اسے) اب کون ہدایت کر سکتا ہے؟ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے دیکھا بھی ہے، جو اپنی خواہشوں کو خدا بنائے ہوئے ہے، جس کام کی طرف طبیعت جھکی، کر ڈالا، اور جس سے دل رکا، چھوڑ دیا۔ اس کے کانوں پر مہر ہے۔ نفع دینے والی شریعت کی بات سنتا ہی نہیں۔ اس کے دل پر مہر ہے۔ ہدایت کی بات اس کے دل پر اترتی ہی نہیں۔ اس کی آنکھوں پر پردے ہیں۔ کوئی دلیل اسے دکھتی ہی نہیں۔ اب بھلا اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے۔ کیا تم عبرت حاصل نہیں کرتے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ ص ۹۳ سورۂ جاثیہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی رگ رگ میں اس طرح نفسانی خواہش گھس جائے گی جس طرح کتے کا کاٹا ہوا انسان ایک ایک رگ اور ایک ایک جوڑ میں اس کا اثر محسوس کرتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ ص ۱۱ سورۂ آل عمران کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں

(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص ۴۷ کتاب الایمان۔

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورۂ فرقان کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۴۳ ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا تو نے اسے بھی دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو خدا بنا لیا ہے، کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے، کیا تو اسی خیال میں ہے کہ ان میں اکثر سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے بھی معبود پوجے جا رہے ہیں، ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جارہی ہے۔

حوالہ:۔ طبرانی۔

جو شخص اپنی خواہش کو عقل کے تابع رکھتا ہو اور عقل سے کام لے کر فیصلہ کرتا ہو کہ اس کے لئے صحیح راستہ کون سا ہے اور غلط کون سا ہے۔ ایسا انسان اگر کسی قسم کے شرک یا کفر میں پھنس جائے تو اس کو سمجھا کر سیدھے راستے پر لا سکتے ہیں لیکن نفس کا بندہ اور خواہشات کا غلام ایک شتر بے مہار ہے۔ اس کو تو اس کی خواہش نفس جدھر لے جائے گی وہ ادھر ہی جائے گا۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والے کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

جس طرح بھیڑ بکریوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ہانکنے والا ان کو چراگاہ کی طرف لئے جارہا ہے یا قصائی واڑے کی طرف، وہ تو آنکھیں بند کر کے ہانکنے والے کے پیچھے چلتی رہتی ہیں۔ اسی طرح زیادہ تر لوگ اپنی خواہشاتِ نفس اور گمراہ لیڈروں یا گمراہ پیروں یا گمراہ مولویوں، یا گمراہ مجاوروں، یا گمراہ چودھریوں کے اشاروں پر آنکھیں بند کئے چلے جا رہے ہیں، وہ کچھ بھی نہیں جانتے کہ ان کو فلاح کی طرف لئے جا رہے ہیں یا بربادی کی طرف اس حد تک تو ان کی حالت بھیڑ بکریوں کی مثال پر ہے، لیکن بھیڑ بکریوں کو خدا نے عقل اور سمجھ نہیں دی ہے، وہ اگر چرواہا اور قصائی میں امتیاز نہیں کر سکتیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ ان میں عقل نہیں ہے، لیکن حیف ہے ان انسانوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور سمجھ کی نعمت دی ہے پھر بھی بھیڑ بکریوں کی طرح اندھی تقلید کرتے ہیں' اور عقل و سمجھ سے کچھ بھی کام نہیں لیتے۔

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں:۔

حق تعالیٰ کی بُردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے ان مولویوں سے جو حق تعالیٰ سے جاہل ہیں دھوکہ مت کھا کہ ان کا سارا علم ان کے اوپر وبال ہے نافع نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے صرف احکام کے عالم ہیں اور خدا کی ذات سے

33

جاہل ہیں لوگوں کو ایک کام کا حکم کر دیتے ہیں مگر خود اس کو نہیں کرتے ان کو ایک کام سے منع کرتے ہیں مگر خود ان سے باز نہیں آتے، دوسروں کو حق تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس سے بھاگتے ہیں۔

حوالہ:- فیوض یزدانی ص۲۸ مجلس ع۱۱

میرے عزیز دوست! آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ انبیاءؑ اور خصوصاً سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور خود علم وعرفان میں سب دنیا سے کامل تھے۔ رب کی صفات اور ذات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ باوجود اس کے سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرتے تھے، اور رب کی اطاعت میں تمام دنیا سے زیادہ مشغول تھے۔ اور دنیا میں آخری دم تک اسی میں لگے رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔

اے عزیز میرے! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ دین کی نصیحت اور خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی ضد اور نفسانیت پر اڑے ہوئے ہیں، شریعت کو چھوڑ کر جہالت پر اڑے ہوئے ہیں، اور عمل سے غافل ہیں۔

قرآن مجید کے تیئیسویں ۲۳ پارہ میں سورۂ زمر کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کہہ دے کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب کا خوف لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ باوجود اس کے کہ میں خدا کا رسول ہوں، لیکن عذاب الٰہی سے بے خوف نہیں ہوں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو قیامت کے دن کے عذابوں سے میں بھی نہیں بچ سکتا، تو دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۳ ص۸۲ سورۂ زمر کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا، اس کو اس کا نسب آگے نہ بڑھائے گا۔ (مختصراً)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۵۱ حدیث ۸۰۲ باب القرآت

میرے عزیز دوست! اصل چیز عمل ہے نسل و نسب کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اندھیر نہیں ہے، وہاں کوئی ناٹک، سینما کی کھڑکی نہیں ہے کہ جانے دو یہ شہزادے صاحب ہیں، یا یہ تو پیر صاحب ہیں، یا یہ تو نواب صاحب ہیں، یا یہ تو مولوی صاحب ہیں، یا یہ تو سیّد صاحب ہیں، یا یہ تو صوفی صاحب ہیں، یا مست یا ملنگ یا شاہ صاحب ہیں۔ وہاں پر قیامت کے دن یہ لقب، یا نسل اور نسب سب بے کار ہو جائیں گے۔ وہاں پر تو صرف نیک عمل جو دنیا میں کیے ہوں گے وہ کام آئیں گے اور اسی سے چھٹکارا ہوگا۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث شریف میں یہ نہیں فرمایا کہ سیّد زادے بخش دیئے جائیں گے، پیر یا پیرزادے بخش دیئے جائیں گے، یا حافظ بخش دیئے جائیں گے، یا قاری صاحب بخش دیئے جائیں گے، یا مفتی بخشے جائیں گے، یا مولوی بخشے جائیں گے، یا واعظین بخشے جائیں گے، یا اپنے آپ کو مست، ملنگ، درویش اور صوفی کہلانیوالے بخشے جائیں گے، دنیا کے مرتبے اور لقب کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اصل چیز صحیح عقیدہ اور عمل ہے، اگر ان دو کے ساتھ لقب ہے، جب تو سبحان اللہ، بہت ہی مبارک لقب ہے، اور اگر بغیر عمل کے لقب ہے، جب تو دنیوی دغا ہے، نفسانی فریب اور شیطانی دھوکہ ہے۔

قرآن شریف کے چھبیسویں [۲۶] پارہ میں سورۂ فتح کے چوتھے [۴] رکوع میں آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

Scanned by CamScanner

مناظرہ

مناظرہ اور مباحثہ علم میں کرنا نصرت اور تائید حق کے واسطے (یعنی خالصاً للہ حق بات کی تحقیقات کے واسطے مناظرہ کرنا) عبادت ہے۔ اور تین باتوں میں سے کسی بات کے واسطے مناظرہ کرنا حرام ہے۔ مسلمان کو مغلوب کرنے کے واسطے (یعنی ایک مسلمان بھائی کو ہرانے کی نیّت سے) مناظرہ کرنا حرام ہے۔ اپنے علم اور قابلیت کے اظہار کرنے کے واسطے (یعنی لوگوں میں اپنے علم کی شہرت اور تعریف کرنے کی نیّت سے) مناظرہ کرنا حرام ہے حصول دنیا، یا مال، یا قبول خلائق کے واسطے مناظرہ کرنا حرام ہے (یعنی دنیا کا مال جمع کرنے اور طلب کرنے کی نیّت سے یا لوگوں میں اپنی مقبولیت حاصل کرنے کی نیّت سے) مناظرہ کرنا حرام ہے۔

حوالہ :- غایۃ الاوطار اُردو ترجمہ دُرِّمختار جلد ۴ صـ ۲۳۳ باب الحظر۔

اے میرے عزیز دوست! آپ نے شاید کوئی مناظرہ دیکھا ہوگا۔ بعض لوگ جو جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہیں اور حقیقت میں وہ جھوٹے ہیں، لیکن اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مناظرہ کرنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی ہمّت مناظرہ کرنے کو یوں ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے تابع زیادہ تر جاہل اور ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں جب ان لوگوں کو اپنی ہار نظر آتی ہے اور سمجھ جاتے ہیں کہ اب بچنے کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا تو فوراً کوئی ایسی بات کہہ ڈالتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ یعنی جاہلوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے حق پرست عالم سے یہ سوال کر بیٹھتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو فلاں فلاں کو کافر کہو، اور وہ کافر تھے۔ ایسے دستخط کردو، اب اس بات کو

ایک حق پرست عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے مالا مال کر رکھا ہو، وہ کیسے مان لے گا کیونکہ حنفی مسلک میں کافر کو بھی کافر کہنے کا حکم نہیں ہے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں۔ وہ ایک مسلمان کو کافر کیسے کہے گا۔ اور ایسی بے جابات پر وہ کیسے دستخط کرے گا! جب وہ دستخط کرنے سے انکار کر دیتا ہے، اور سمجھدار اور باعلم انسان کو تو انکار ہی کر دینا چاہیئے تو فوراً یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی جاہلوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیئے بول اٹھتے ہیں، کہ دیکھو بھئی اگر یہ سُنّی ہوتے تو فلاں فلاں کو کافر ضرور کہتے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ یہ سُنّی نہیں، بلکہ وہابی ہیں، بس اتنا کہنا تھا کہ ایک قیامت کا ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے، اور جاہل اَن پڑھ لوگ مارنے اور مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، اور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اپنے آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم جھوٹے اور مکار ہیں پھر بھی نفسانیت کی ضد اور عداوت کی وجہ سے یا اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے، یا جاہلوں پر اپنا رعب جمانے کے لئے وہ حق بات کو قبول نہیں کرتے، بلکہ ابو جہل کی تقلید کر کے دوسرے مسلمانوں میں فتنہ پھیلا دیتے ہیں، اور ان بے چارے جاہل، اَن پڑھ، غریب مسلمانوں کو گمراہ بھی کرتے ہیں، ان کے مال ناجائز طریقوں سے کھا جاتے ہیں۔ اور حق پرستوں کے وعظ بھی نہیں سننے دیتے، کیونکہ ان غریبوں کے کان میں اگر حق کی صدا پڑ جائے گی اور یہ صحیح طریقہ پر آ جائیں گے، سچے مسلمان ہو جائیں گے، تو ان کی سرداریاں ختم ہو جائیں گی، اور ان کے ہدیئے نذرانے سارے کے سارے ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گے، یہی محنت ابو جہل کی تھی، وہ مشرکانِ مکہ میں اعلان کے ساتھ اس طرح کہتا پھرتا تھا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قرآن کریم کی تلاوت کو نہ سنو، اور جب قرآن پڑھا جائے، تو تم لوگ تھالیاں پیٹو، تالیاں بجاؤ، سیٹیاں بجاؤ، تاکہ تمہارے کان میں قرآن کریم کی آواز سنائی نہ دے بلکہ تمہاری آواز قرآن پر غالب آ جائے۔

قرآن کریم کے چوبیسویں پارہ میں سورہ سجدہ کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۲۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کافروں نے کہا، اس قرآن کو سنو ہی مت، اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو، شاید کہ اس طرح تم غالب آجاؤ۔

یہ کفار مکہ کے ان منصوبوں میں سے ایک تھا جس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تبلیغ کو ناکام کرنا چاہتے تھے۔ انھیں خوب معلوم تھا کہ قرآن اپنے اندر کس بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور اس کو سنانے والا کس پایہ کا انسان ہے۔ اور اس شخصیت کے ساتھ اس کا طرزِ ادا کس درجہ موثر ہے، وہ سمجھتے تھے کہ ایسے عالی مرتبہ شخص کی زبان سے دلکش انداز میں اس بے نظیر کلام کو جو بھی سنے گا آخر کار قائل ہو کر رہے گا، اس لئے انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ اس کلام کو نہ خود سنو، نہ کسی کو سننے دو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اسے پڑھنا شروع کریں تو شور مچاؤ، تالیاں پیٹو، آوازیں کسو، اعتراضات کی بوچھار کر دو، اور اتنی آواز بلند کرو کہ ان کی آواز اس کے مقابلے میں دب کر رہ جائے، اس تدبیر سے وہ یہ امید رکھتے تھے کہ اللہ کے نبی کو شکست دیدیں گے۔

یہی حال آج ہندوستان کے بعض مسلمانوں کا ہے۔ جہاں کہیں حق پرستوں کا وعظ یا اجتماع ہوتا ہے، اسی دن اور اسی رات کو یہ باطل پرست بھی کوئی نہ کوئی پروگرام رکھ دیتے ہیں، قوالی کراتے ہیں، میلادیں پڑھواتے ہیں، ریڈیو کو زور زور سے بجاتے ہیں، بعض جگہ تو رنڈیوں کے ناچ بھی کروا دیتے ہیں، اس نیت سے کہ کچھ نہ کچھ تو مخلوق رک ہی جائے گی، اور حق پرستوں کے جلسے ٹھنڈے پڑ جائیں گے، یہ ساری محنتیں باطل کو نبھانے کے لئے کی جاتی ہیں اور بھولے جاہل اور اَن پڑھ مسلمانوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ اگر تم ان حق پرستوں کے وعظ یا اجتماع میں جاؤ گے تو تمہارا ایمان چلا جائے گا۔

قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ انفال کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیات (یعنی قرآن کریم) ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تو ان کا

Scanned by CamScanner

ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔

منافقین جب فریضۂ صلوٰۃ ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو قرآن کی آیتیں ذرہ بھر ان کے دل پر اثر نہیں کرتیں، نہ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، نہ خدا پر توکل کرتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں جبکہ گھر میں ہوتے ہیں، نہ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ مومن ایسے نہیں ہوتے، مومنین کا وصف اس آیت میں یوں فرماتا ہے کہ جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو خدا کے خوف سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، جب آیتیں ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو تصدیق کرنے کے سبب ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ خدا کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کرتے ہی نہیں، مومن کی حقیقی پہچان یہی ہے کہ کسی معاملے میں خدا کا نام بیچ میں آگیا تو انکے دل کانپ اٹھتے ہیں وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے باز رہتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹، ص ۲، سورۂ انفال کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ کا فرمان تو یہ ہے کہ جب قرآن کریم سنایا جاتا ہے تو ایمان تازہ اور مضبوط ہو جاتا ہے، اور رجیب بھر دپیر اور پیٹ بھرو مولوی کہتے ہیں کہ تم قرآن کریم کو نہ سنو ورنہ تمہارا ایمان چلا جائے گا، حق پرستوں کا ایمان تلواروں کی چھاؤں میں اور تیروں کی بوچھاروں میں بھی نہیں گیا، وہ حق بات سننے سے کیسے چلا جائے گا، یہ لوگ شراب پینے سے نہیں روکتے، چوری کرنے سے نہیں روکتے، جوا کھیلنے سے نہیں روکتے، سینما سے نہیں روکتے، رسم ورواج سے نہیں روکتے، کفر وشرک اور بدعتوں سے نہیں روکتے، جتنا کہ حق پرستوں کے وعظ سننے سے اور تبلیغی جماعت کے اجتماع سے روکتے ہیں۔

بہر حال یہ ابو جہل کی تقلید ہو رہی ہے، ابو جہل اس طرح کیوں محنت کر رہا تھا، اس کی وجہ کیا تھی، صرف یہی کہ اگر مکہ والے قرآن کریم کو سن لیں گے تو یقیناً یہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور ہماری سرداری ختم ہو جائے گی، اور ہوا بھی یہی

آخر مکہ والوں کے کانوں میں قرآن کریم کی آواز آگئی اور وہ سچے مسلمان ہوگئے اور ابوجہل ایمان سے محروم رہ گیا۔

یہی طریقہ ان جیب بھرو پیروں اور پیٹ بھرو مولویوں کا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی عالموں کا وعظ نہ سنو! تبلیغی جماعت والوں کی بات نہ سنو! ورنہ تمہارا ایمان چلا جائے گا، اتنی جدوجہد کرنے کے باوجود بھی ہزاروں کی تعداد میں تبلیغی جماعت میں لگ گئے، اور لاکھوں کی تعداد میں علمائے دیوبند کے عقیدتمند ہوگئے۔ لیکن یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہدایت سے محروم ہی رہ گئے۔ وہی ابوجہل کی تقلید ہے جو پہلے تھی، یہ لوگ غریب ان پڑھ اور بھولے لوگوں کو وعظ سننے سے منع کرتے ہیں، ان سے قسمیں بھی لی جاتی ہیں، ان سے ہاتھ اٹھوائے جاتے ہیں، ان سے اقرار کرایا جاتا ہے کہ اب آپ لوگ حق پرستوں کا وعظ نہیں سنیں گے، لیکن وہ خود دیوبندی عالموں کا وعظ چھپ چھپ کر بڑے مزے سے سنتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے اجتماع میں چوری چوری آتے ہیں، یہ بھی ابوجہل کی تقلید ہے۔

ایک مرتبہ ابوجہل کے دل میں یہ خیال آیا کہ جو شخص قرآن سنتا ہے وہ مسلمان ہوجاتا ہے، آخر اس قرآن میں ایسی کونسی بات ہے، لہٰذا وہ بھی رات کو قرآن سننے کی غرض سے اندھیرے میں چھپتا چھپتا گیا، اسی رات ابوسفیان بن صخر کو یہی خیال آیا، اور وہ بھی اسی رات کو اندھیرے میں چھپتا چھپتا گیا، اسی رات کو اخنس بن شریق کو بھی یہی خیال آیا، وہ بھی اسی رات کو اندھیرے میں چھپتا چھپتا گیا، صبح صادق سے پہلے یہ تینوں وہاں سے چل دیئے، ان میں سے کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہیں تھی، اتفاق سے تینوں ایک جگہ پر مل گئے، ہر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ تو کہاں گیا تھا، سب نے اقرار کرلیا، کہ قرآن سننے گئے تھے، آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم دوسروں کو تو قرآن سننے سے منع کرتے ہیں، اور خود چھپ چھپ کر سنتے ہیں، اگر دوسرے لوگوں کو خبر ہوگئی کہ ہم چھپ کر قرآن سنتے ہیں، تو وہ سب لوگ سننے لگ جائیں گے، اور جب قرآن سنیں گے اور بات اُن کی سمجھ میں آجائے گی تو

Scanned by CamScanner

سب کے سب مسلمان ہوجائیں گے اور ہماری سرداریاں خاک میں مل جائیں گی۔ لہٰذا ہم قسم کھالیں کہ اب دوسری مرتبہ قرآن سننے کو نہیں جائیں گے۔ دوسری رات آئی تو ابوجہل کروٹیں بدل رہا ہے، اس کو نیند نہیں آتی، خیال ہوا کہ ان لوگوں نے تو قسم کھائی ہے، اس وجہ سے نہیں آئیں گے، میں تو چل کر سنوں! یہی خیال ابوسفیان اور اخنس کو بھی ہوا، اور دوسری رات کو بھی ان تینوں نے چھپ کر قرآن کریم کو سنا، صبح صادق سے پہلے پہلے یہ تینوں اُٹھ کر چل دیئے۔ اتفاق سے پھر ایک جگہ پر مل گئے۔ ایک دوسرے کے پوچھنے پر کہا کہ ہم قرآن سننے گئے تھے، تو کہنے لگے لو! ہم پر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو چل گیا، کل ہم نے قسمیں کھائی تھیں، پھر بھی آگئے۔ اب حلف اٹھا کر قسم کھاؤ کہ آئندہ قرآن سننے نہیں جائیں گے۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ تیسری رات کو بھی ابوجہل کو نیند نہیں آئی، دل میں سوچا کہ آج تو انہوں نے حلف اٹھا کر قسم کھائی ہے، اس بنا پر یقیناً نہیں آئیں گے، میں تو جا کر سنوں۔ یہی حال ان دونوں کا ہوا، رات بھر قرآن کریم کو سنا، اور صبح صادق سے پہلے پہلے روانہ ہوگئے، اور اسی جگہ پر پھر تینوں مل گئے، پھر تو ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر چلے گئے، صبح کو اخنس تنہائی میں ابوجہل سے ملا اور کہنے لگا سچ بتاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نزدیک سچے ہیں یا جھوٹے؟۔ دیکھو یہاں پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں، دل کی بات مجھ سے نہ چھپانا، اس نے کہا جب یہی بات ہے تو سنو! قسم خدا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سچے ہیں، اور یقیناً صادق ہیں، عمر بھر میں کسی چھوٹی سی چھوٹی بات میں کبھی آپ جھوٹ نہیں بولے۔

حوالہ ۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۶۷ سورۂ انعام کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے، ہم تو اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جس کو آپ لائے ہیں (یعنی قرآن کریم کو)

حوالہ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۸ حدیث ۵۵۵۵ اخلاق وعادات کا بیان

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۹۸ اخلاق و عادات کا بیان
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ آپ جو دین پیش کرتے ہو اس کو جھٹلاتے ہیں۔
حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۵۶ سورۂ انعام کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔
ابو جہل کے ان الفاظ پر کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ آپ جس کو پڑھ کر سناتے ہیں یعنی قرآن کریم کو جھٹلاتے ہیں اس پر آیت کریمہ کا نزول ہوتا ہے۔
قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۳ میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ :۔ ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم تو میری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔
قرآن کریم کی صداقت کو جس نے بھی سن لیا اس کے دل نے احساس کر لیا کہ یہ حق کی آواز ہے، مگر ضد اور جہالت کی وجہ سے لوگ ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔
کلدہ بن اسید بن خلف، یہ بڑا مغرور شخص تھا اور ساتھ ہی بڑا قوی تھا۔ یہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا، پھر دس طاقتور شخص مل کر اس چمڑے کو اس کے پاؤں کے نیچے سے نکالنا چاہتے تو کھال کے ٹکڑے ہو جاتے اور اس کے قدم ہلتے بھی نہیں تھے۔ یہی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں۔ اگر آپ نے مجھے گرا دیا تو میں آپ کی بات اور نبوت کو مان لوں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کشتی لڑی، اور کئی بار اس کو گرا دیا، لیکن اسے ایمان لانا نصیب نہ ہوا۔
حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صفحہ ۵۴ سورۂ مدثر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔
میرے دوستو! جس کی قسمت میں ہدایت نہیں ہوتی اس کے لئے کوئی پہلو بھی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ اور وہ اپنی ہار کو بھی جیت سمجھنے لگتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور بیچارے غریب اور ان پڑھ لوگوں کو بھی گمراہ کرتے

Scanned by CamScanner

ہیں۔ مگر ان لوگوں کے سامنے حق پرست بندے قیامت تک انشاء اللہ باقی رہیں گے۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے اماموں ہی کا ڈر ہے۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب ہو کر رہے گا۔ ان کا ساتھ چھوڑنے والے (یعنی ان سے دشمنی کرنے والے) ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۰ حدیث ۹۶ فتنہ کا باب۔

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۲ صفحہ ۴۴۲ " ۵۱۳۲ " "

(۳) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۲۹۶ کتاب الفتن

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علم اس غرض سے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ علماء سے فخر اور مقابلہ کرے یا اس کے ذریعہ بیوقوفوں سے جھگڑا اور بحث کرے، اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے، تو اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ حدیث ۵۱۳ علم کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف " ۱ صفحہ ۱۱ " ۲۱۱ " "

(۳) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۹۳ " "

ایک وہ علم جس میں کوئی ایسا نفع نہیں ہے جس کو جاننے والا آخرت میں لے جاوے اور وہ علم جدل اور مناظرات ہے (یعنی جھگڑے کا علم) پس ایسے علم کی طرف مشغول ہونا ایک ایسی چیز کے واسطے عمر برباد کرنا ہے، جس کا آخرت میں کچھ نفع نہیں ہے۔ اور اس علم میں تو اسی واسطے مشغول ہوتے ہیں کہ اپنے خصم (یعنی سامنے والے) کو مغلوب کریں (یعنی ہرادیں)۔ یہ غرض نہیں ہوتی کہ حق ظاہر کریں۔ اور مسائل میں جو فرق ہے اس پر موقوف ہو (یعنی اس کو جان لے) اور احکام سے تناقض دور کرے (یعنی شریعت میں جو اختلاف ہوں اس کو دور کرے) پس اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے علم میں جو اسکے حق میں دنیا یا آخرت میں مفید ہو، مشغول ہووے، اور عمر ضائع نہ کرے تو اچھا ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۲۵۸ کراہت کا باب۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے بیٹے حماد کو کلام (یعنی عقائد) میں مناظرہ کرتے دیکھا تو اس کو منع فرمایا، تو حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو عقائد میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے، اور آپ مجھے منع کر رہے ہیں، تو فرمایا کہ ہم مناظرہ کیا کرتے تھے، اس سکون (یعنی اطمینان اور محبت و نرمی) سے گویا ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں، اس خوف میں کہ ہمارا مقابل لغزش نہ کھاوے، اور تم اس نیت سے مناظرہ کرتے ہو کہ تمہارا مقابل پھسل جائے، اور جس نے اپنے مقابل کی لغزش چاہی تو اس کا کفر چاہا اور جس نے اس کا کفر چاہا تو خود کافر ہوا۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۳ عقائد کا بیان۔

قرآن شریف کے سترہویں پارہ میں سورہ حج کے نویں رکوع میں بآیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دے گا، جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔

قیامت کے دن ہم اور تم میں خداوند کریم فیصلہ فرما دے گا اور اس وقت سارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے تم میرے اعمال سے بری ہو میں تمہارے کرتوتوں سے بیزار ہوں پس یہاں بھی ان کے کان کھول دیئے گئے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے وہ تمہاری ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کو بھی جانتا ہے وہی ہم تم میں کافی شاہد ہے قیامت کے دن ہم تم میں فیصلہ اللہ پاک خود کر دے گا اس وقت سارے اختلافات مٹ جائیں گے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۴۳ سورۂ حج کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

باطل کو حق سمجھنے والے

میرے عزیز دوست! اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باطل کو حق سمجھ کر عمل کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ توبہ سے محروم رہ جاتے ہیں، اور ان لوگوں میں سے شاید ہی کسی کو توبہ نصیب ہوتی ہو، کیونکہ جو شخص گناہ سمجھ کر عمل کرتا ہے اس کے لئے تو امید ہوتی ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ توبہ کرے گا۔ مگر جو شخص گناہوں کے کاموں کو نیک اور آخرت کا تحفہ نجات کا ذریعہ سمجھ کر عمل کرے، ایسے لوگوں میں سے شاید ہی کسی کو توبہ نصیب ہوتی ہو۔ قرآن شریف کے سترہویں پارہ میں سورۂ حج کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳، ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بعض لوگ خدا کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ سرکش شیطان کی تابعداری میں، جس پر قضائے الٰہی لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی رفاقت (یعنی دوستی) کرے اسکو وہ گمراہ کر دیگا اور آگ کے عذاب کی طرف اسے لے جائیگا۔

خدا کے فرمان سے ہٹ کر، نبیوں کی تابعداری کو چھوڑ کر انسانوں اور جنوں کی تابعداری کرتے ہیں، ان کی جناب باری تردید کر رہا ہے، آپ دیکھیں گے کہ جتنے بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں وہ حق سے منھ پھیر لیتے ہیں، باطل کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں، اور خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت چھوڑ دیتے ہیں اور گمراہ سرداروں کی ماننے لگتے ہیں، ان کی رائے اور خواہش پر عمل کرنے لگتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں ہوتا، یہ جس کی مانتے ہیں وہ انھیں بہکاتے رہتے ہیں، اور آخر انھیں عذابوں میں پھنسا دیتے ہیں جو جہنم کے ایندھن بننے والے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ ص۲۳ سورۂ حج کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورۂ حج کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- بعض لوگ خدا کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں۔

چونکہ اوپر کی آیتوں میں گمراہ، جاہل مقلدوں کا حال بیان فرمایا تھا، (یعنی جاہل تقلید کرنے والوں کا) اب یہاں ان کے پیروں اور مرشدوں کا حال بیان فرما رہا ہے کہ وہ بے عقلی اور بے دلیلی سے صرف رائے، قیاس اور خواہش نفسانی سے خدا کے بارے میں کلام کرتے رہتے ہیں، حق سے کتراتے ہیں تکبر سے گردن موڑ لیتے ہیں حق کو قبول کرنے سے بے پرواہی سے انکار کر جاتے ہیں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۳۴ سورۂ حج کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

جیسے ہڑک والے پر ہڑک غالب ہوتی ہے اور وہ پانی سے بھاگتا ہے، اور پیاسا ہی مر جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹے مذہب والوں پر خواہش نفسانی غالب ہوتی ہے۔ اور علم حق سے بھاگ کر گمراہی کے جنگل میں ہلاک ہوتے ہیں۔

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸ کتاب الایمان۔

جو لوگ موت کے بعد کی زندگی کے منکر ہیں اور خدا کو اس پر قادر نہیں مانتے اور فرمان خدا سے ہٹ کر نبیوں کی تابعداری کو چھوڑ کر سرکش انسانوں اور جنوں کی ماتحتی کرتے ہیں ان کی جناب باری تردید فرما رہا ہے آپ دیکھیں گے جتنے بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں وہ حق سے منہ پھیر لیتے ہیں باطل کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں، خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں اور گمراہ سرداروں کی ماننے لگتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں ہوتا، یہ جس کی مانتے ہیں وہ ازلی مردود ہیں اپنی تقلید کرنے والوں کو بہکاتے ہیں اور آخر ش انہیں عذابوں میں پھنسا دیتے ہیں جو جہنم کے جلانے والے آگ کے ایندھن رہیں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۳۳ سورۂ حج کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

گناہ کے کاموں میں

مخلوق کی اطاعت حرام ہے

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو، اور رسولؐ کا کہنا مانو، اور جو لوگ تم میں سے اہل حکومت ہیں (ان کا بھی کہنا مانو) پھر اگر کسی امر میں (یعنی کسی معاملہ میں) تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسولؐ کے حوالہ کر دیا کرو (وہاں سے جو بھی حکم ملے اسے قبول کر لیا کرو) اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر (یعنی بہت اچھا) ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرماتے ہیں (امام کی بات) سننا اور ماننا ہر شخص پر ضروری ہے۔ جب تک اسے کسی گناہ کی بات کا حکم نہ دیا جائے، پھر اگر کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا اور نہ ماننا ضروری ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۲ صفحہ ۵۹ حدیث نمبر ۲۰۵ جہاد کا بیان

(۲) ترمذی شریف 〃 ج ۱ ص ۳۴۰ 〃 ح ۱۶۰۶

حدیث:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، اور ایک شخص کو اس پر امیر بنایا، اس شخص نے آگ جلوا کر لوگوں سے کہا، اس میں داخل ہو جاؤ، بعض نے داخل ہونے کا ارادہ کیا، مگر اور لوگوں نے کہا کہ ہم تو آگ سے ہی پناہ کے واسطے اسلام لائے ہیں، پھر انہوں نے یہ

ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے ان لوگوں کو جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا، فرمایا اگر وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں رہتے، اور باقی لوگوں سے فرمایا (اللہ کے) گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں ہے، اطاعت نیک کام کے اندر ہے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۹ صفحہ ۵۰ حدیث ۲۱۳۱

شخص واحد کی خبر کا بیان۔

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت میرے گلے میں سونے کی صلیب (لٹک رہی) تھی، آپ نے فرمایا اپنے پاس سے اس بت کو دور کر دو، اور میں نے آپ کو سورۂ توبہ میں سے یہ پڑھتے سنا (یعنی اوپر کی آیت) یہ سن کر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے تو کبھی مولویوں اور پیروں کو خدا نہیں بنایا، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں تھا کہ لوگ ان کو پوجتے تھے، بلکہ جب وہ (پیر اور مولوی) کسی چیز کو ان کے لئے حلال کر دیتے تھے، تو یہ اس کو اپنے لئے حلال سمجھتے تھے اور جب کسی چیز کو ان پر حرام کر دیتے تھے تو یہ لوگ اس چیز کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ حدیث ۹۵۲ سورۂ توبہ کی تفسیر۔

یعنی اپنے پیروں اور مولویوں کے کہنے پر چلتے تھے۔ چاہے وہ غلط بتا دیں یا صحیح۔ جو انہوں نے کہا تقلیداً اس کو مان لیا، یہ اس زمانے کی جہالت تھی، افسوس وہی مصیبت آج ہندوستان مین کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سے لے کر بعد تک عیسائیوں میں پوپ اور دیگر مشائخ اور مولوی اس مرتبہ پر مانے جاتے تھے، اور اب بھی مانے جاتے ہیں کہ اگر وہ

Scanned by CamScanner

سراسر کوئی بات خلافِ عقل و نقل بھی کہیں تو بے چوں و چرا ماننی چاہیئے، یہی مذہبی تقلید حرام ہے، کیونکہ یہ مرتبہ تو خاص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ بے چوں چرا ان کے قول کو مانا جائے، ان کے بعد جو کسی کی بات واجب التسلیم ہے، (یعنی ماننے کے قابل ہے) تو محض اس لئے ہے کہ وہ یا تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، یا اس روایت میں سے حکم دیتے ہیں۔

حوالہ: تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۹ سورۂ آل عمران کے ساتویں رکوع کی تفسیر ہیں۔

مخلوق کی اطاعت خالق کے گناہ میں جائز نہیں، اور اس واسطے حرام ہے مرد پر دوسرے کی داڑھی کاٹنا۔

حوالہ: غایۃ الاوطار، اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۵ باب الحظر۔

یعنی کوئی شخص کسی نائی، یعنی حجام سے کہے کہ میری داڑھی میں تراش خراش کر دے یا مونڈ دے، تو مسلمان حجام کو ایسا کرنا حرام ہے۔

یہ تو ایک دلیل کے طور پر سمجھانے کے لئے مثال دی گئی ہے، ورنہ ہر وہ کام جس میں شریعت کی مخالفت ہوتی ہو، اس کام میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے۔ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں پر یا جس کام میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو تو اس جگہ پر یا اس کام میں دوسرے کی اطاعت نہ کرنا لازم ہے کیونکہ قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۲ میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو، گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

طبرانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص کسی ظالم کے ساتھ جائے، تاکہ اس کی اعانت و امداد کرے، اور وہ جانتا ہو کہ یہ ظالم ہے، وہ یقیناً دینِ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۳۸ سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم ہو اور نہ سامان و اسباب، آپ نے فرمایا میری امت میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دنیا سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا، اور ساتھ ہی کسی کو گالی دیئے کسی پر تہمت لگائے، کسی کا مال کھا جائے، کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا، اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے، تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائینگے اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حوالہ :۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۲ حدیث ۴۸۷۱ ظلم و ستم کا بیان۔
(۲) مظاہر حق ۴ صفحہ ۱۸۳

حدیث :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی تمام رسالت پہنچا دی، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ظلم سے بچو! کیونکہ قیامت والے دن میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا، مجھے اپنی عزت کی اور اپنے جلال کی قسم! آج ایک ظالم کو بھی نہ چھوڑوں گا۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ فلاں فلاں ہے؟ وہ آئیگا اور پہاڑ کے پہاڑ نیکیوں کے اس کے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ اہل محشر کی نگاہیں اس کی طرف اٹھنے لگیں گی۔ وہ خدا کے سامنے آکر کھڑا ہو جائیگا، پھر منادی ندا کرے گا کہ اس کی طرف کسی کا کوئی حق ہو، اس نے کسی پر ظلم کیا ہو، وہ آجائے اور اپنا بدلہ لے لے، اب تو لوگ ادھر ادھر سے اٹھ کھڑے ہونگے اور اسے گھیر کر خدا کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے ان بندوں کو ان کے حق دلواؤ۔ فرشتے کہیں گے خدایا کیسے دلوائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی نیکیاں لو، اور انھیں دو،

Scanned by CamScanner

چنانچہ یونہی کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک نیکی باقی نہیں رہے گی اور ابھی تک بعض مظلوم اور حقدار باقی رہ جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا انھیں بدلہ دو۔ فرشتے کہیں گے اب تو اس کے پاس ایک نیکی بھی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ انکے گناہ اس پر لادو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ صفحہ ۵ سورۂ عنکبوت کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔
قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ مجادلہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو (یعنی ضرورت کے وقت جب کوئی میٹنگ یا پرائیوٹ باتیں کرنے لگو) تو گناہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں نہ کرو، اور نفع اور پرہیزگاری کی باتیں کرو اور اللہ سے ڈرو، جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے۔

اللہ تعالےٰ مومنوں کو ادب سکھاتا ہے، کہ تم ان منافقوں اور یہودیوں کے سے کام نہ کرنا، تم گناہ کے کاموں اور حد سے گزر جانے والے کام، اور نبیؐ کی بات نہ ماننے کے مشورے نہ کرنا، بلکہ تمہیں ان کے برخلاف نیکی کے اور اپنے بچاؤ کے مشورے کرنے چاہئیں، تمہیں ہر وقت اس اللہ سے ڈرنا چاہیئے جس کے پاس تمہیں جانا ہے، اور وہ اس وقت تمہیں ہر نیکی، بدی کی جزا و سزا دے گا۔ اور تمام اعمال و اقوال سے متنبہ کرے گا۔ گو تم بھول گئے ہو، لیکن اس کے پاس سب محفوظ اور موجود ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۱ سورۂ مجادلہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

ہر شخص کو چاہیئے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار بن جائے۔ جو حکم ملے بجا لائے، جن چیزوں سے روک دے رک جائے۔ جو گناہ ہو جائے اس سے خوف کھاتا رہے۔ آئندہ کے لئے اس سے بچتا رہے۔ ایسے لوگ تمام بھلائیوں کو سمیٹنے والے اور تمام برائیوں سے بچنے والے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں وہی نجات پانے والے ہیں۔

Scanned by CamScanner

جیب بھرو پیر

اور

پیٹ بھرو مولوی

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۸، ۹، ۱۰
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان دار نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں، ان کے دلوں میں اس قسم کی بیماری تھی اور اللہ نے اس بیماری کو اور بڑھا دیا۔ ان کے لئے عذاب الیم ہے، اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

حدیث:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے بدترین آدمی وہ ہوگا جس نے اپنی آخرت کو دنیا حاصل کرنے کے لئے ضائع کر دیا ہوگا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۲ حدیث ۴۸۶۹ ظلم و ستم کا بیان۔

(۲) مظاہر حق 〃 ۴ صفحہ ۱۸۶

دراصل نفاق کہتے ہیں بھلائی کو ظاہر کرنے اور برائی کے پوشیدہ رکھنے کو۔
نفاق کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک تو اعتقادی اور دوسری عملی۔ پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں، اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں۔ امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

منافق کا قول، اس کے فعل کے خلاف، اس کی پوشیدگی، ظاہر کے خلاف، اس کا آنا، جانے کے خلاف، اس کی موجودگی عدم موجودگی کے خلاف ہوا کرتی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۶ سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں، خبردار ہو، یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور اور سمجھ نہیں ہے۔

ان کا فساد کفر اور معصیت خداوندی تھی، مطلب یہ ہے کہ زمین میں خدا کی نافرمانی کرنا یا نافرمانی کرنے کا حکم دینا، زمین پر فساد کرنا ہے۔ اور زمین اور آسمان کی اصلاح اطاعت خداوندی ہی میں ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انھیں جب خداوند تعالیٰ کی نافرمانی سے روکا جاتا ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہدایت و اصلاح پر ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۸ سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کیا کرو، اور نہ حق کو چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا علم ہے۔

یہودیوں کی اس بد خصلت پر ان کو تنبیہ ہو رہی ہے کہ باوجود جاننے کے کبھی تو وہ حق اور باطل کو گڈمڈ کر دیا کرتے تھے۔ کبھی باطل کو ظاہر کرتے تھے، حق کو چھپا دیا کرتے تھے۔ تو انھیں ان ناپاک عادتوں کے چھوڑنے کو کہا جاتا ہے اور حق کو ظاہر کرنے اور اُسے کھول کھول کر بیان کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ حق اور باطل، سچ اور جھوٹ نہ ملاؤ۔ اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرو۔

Scanned by CamScanner

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۰۶ سورہ بقرہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! ان یہودیوں اور نصرانیوں کی تقلید آج ہندوستان میں اکثر جگہ پر جیب بھرو پیسہ اور پیٹ بھرو مولوی کر رہے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں، اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں، اور بیچاروں کے ناحق پیسے بھی کھا جاتے ہیں۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر بہکانے اور گمراہ کرنے والے کو شیطان کہتے ہیں، جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۹۵ سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور راہِ حق سے بھی روکتے ہیں۔

یہودیوں کے علماء کو احبار اور نصرانی عابدوں کو رُہبان کہتے ہیں۔ مقصد آیت کا لوگوں کو بُرے علماء اور گمراہ صوفیوں اور عابدوں سے ہوشیار کرانا اور ڈرانا ہے۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے وہی بگڑتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ شائبہ یہودیت کا ہوتا ہے۔ اور صوفیوں اور عابدوں میں سے ہم مسلمانوں میں وہی بگڑتا ہے جس میں نصرانیت کا اثر ہوتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۵۱ سورہ توبہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک یقیناً تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کروگے۔ بالشت پر بالشت اور گز پر گز، یہاں تک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گئے ہوں گے، تو تم بھی اس میں جاؤگے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلے لوگوں سے) کیا یہود اور نصاریٰ (مراد ہیں) آپ نے فرمایا (وہ مراد نہیں تو) پھر کون؟۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۸۰ حدیث ۶۶۴ بنی اسرائیل کا بیان

Scanned by CamScanner

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۹۵ حدیث ۱۰۱۵ لوگوں کی حالتوں میں تغیُّر و تبدُّل کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۰۹

یہودیوں کے عالموں کو جہالت کے زمانہ میں بڑا ہی مرتبہ حاصل تھا۔ ان کے تحفے، ہدیئے، خیرات، چراغی مشہور و مقرر تھے جو بے مانگے انھیں پہنچ جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اسی طمع اور لالچ نے انھیں قبول اسلام سے روکا، اور حق کے مقابلے میں اس طرف سے بھی کورے رہے، اور آخرت سے بھی گئے گزرے، ذلت اور حقارت ان پر برس پڑی، اور غضب خدا میں مبتلا ہو کر تباہ اور برباد ہو گئے۔ یہ حرام کھاؤ جماعت خود حق سے رُک کر اوروں کے درپئے رہتی تھی۔ حق اور باطل کو خلط ملط کر کے لوگوں کو بھی راہِ حق سے روک دیتی تھی۔ جاہلوں میں بیٹھ کر گپ ہانکتے تھے کہ ہم لوگوں کو راہِ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح دھوکہ ہے وہ تو جہنم کی طرف بلانے والے ہیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ بے یار و مددگار چھوڑ دیئے جائیں گے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۵۱ سورۂ توبہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

افسوس! آج ہندوستان کے اکثر پیروں اور مولویوں کی یہی حالت ہے کہ جاہلوں میں بیٹھ کر بغیر علم اور بغیر تحقیق کے مسئلہ مسائل کی گپیں مارتے رہتے ہیں۔ اور ہر سال نیاز و نذرانہ وصول کر لیتے ہیں، اور حق پرستوں کو وعظ اور نصیحت سے روکتے ہیں۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! مت کھاؤ اپنے آپس کے مال ناجائز طریقے سے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے یعنی حیلہ سازی کے ساتھ کھانے سے منع فرما رہا ہے۔ جو لوگ صدقہ، خیرات نہ کریں، اور اللہ کی عطا کی ہوئی زیادتی (نعمت) پر صبر و شکر نہ کریں۔ مال دنیا جمع کرتے پھریں، اور بدترین و خلاف شرع طریقوں سے کمایا کریں۔ اور لوگوں کے مال

باطل اور ناحق کے ساتھ کھا جائیں، وہ خدا کے دشمن ہیں۔ ان ناشکروں اور گنہگاروں پر خدا کا پیار نہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۲۹ سورہ بقرہ کے اڑتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

ہر بات کے بدلے دنیا سمیٹنے کی فکر میں لگ گئے ہیں جیب بھر دو اور جو چاہو کہلوا لو، اور امید یہ ہے کہ پھر توبہ کر لیں گے، معاف ہو جائے گا۔ پھر موقعہ آیا، پھر دنیا لے کر خدا کی باتیں بدل دیں۔ گناہ سے توبہ کی، پھر موقع ملتے ہی لپک کر گناہ کر لیا، مقصد ان کا دنیا طلبی ہے۔ حلال سے ملے یا حرام سے، پھر بھی مغفرت کی تمنا ہے۔ یہ ہیں جو اپنے آپ کو وارث رسول کہلواتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۳۷ سورہ اعراف کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن پاک کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ، پیو اور شیطانی راہ نہ چلو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا کیجئے، کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپؐ نے فرمایا، اے سعد (رضی اللہ عنہ) پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، اس کی شومی کی وجہ سے چالیس دن کی اس کی عبادت قبول نہیں۔ جو گوشت حرام سے پلا وہ جہنمی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیتے ہوئے فرمایا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں برے کاموں اور اس سے بھی بڑھ کر زنا کاری اور اس سے بڑھ کر خدا پر ان باتوں کے جوڑ لینے کو کہتا ہے جن کا تمہیں علم نہ ہو، پس ہر کافر اور بدعتی اس میں داخل ہے جو برائی کا حکم کرے اور بدی کی

طرف رغبت دلائے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲، ص ۱۹ و ص ۲۰ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔
قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۷۲
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو، اور اللہ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم پاک صاف اور حلال طیب چیزیں کھایا کرو اور میری شکر گزاری کرو۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲، ص ۲۱ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے اور ریشمی واونی کپڑوں کے غلاموں کا ستیاناس ہو ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کسی نے انہیں کچھ دے دیا تو خوش اور اگر نہ دیا تو ناخوش رہے۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۳، پارہ ۲۶، ص ۳۱۲ حدیث ۱۳۵۳ کتاب الرقاق۔

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اگر بنی آدم کو دو جنگل بھی مال سے بھرے ہوئے مل جائیں تو یہ تیسرے جنگل کی تلاش میں رہے گا۔ اور اولادِ آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرتی ہے۔ جو اللہ کی طرف جھکتا ہے اللہ بھی اس پر مہربان ہوتا ہے۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۳، پارہ ۲۶، ص ۳۱۳ حدیث ۱۳۵۴ کتاب الرقاق۔
قرآن شریف کے تیرہویں پارہ میں سورۂ ابراہیم کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- جو آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی پسند کرتے ہیں اور راہِ خدا سے روکتے رہتے ہیں اور اس میں ٹیڑھاپن پیدا کرنا چاہتے ہیں، یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

Scanned by CamScanner

یہ لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، دنیا کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں، اور آخرت کو بھول بیٹھے ہیں۔ رسولوں کی تابعداری سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں، راہِ خدا جو سیدھی اور صاف ہے، اسے ٹیڑھی اور ترچھی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسی جہالت اور گمراہی میں رہیں گے، لیکن راہِ خدا نہ ٹیڑھی ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ ایسی حالت میں ان کے سدھرنے کی کیا امید؟

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۵۵ سورۂ ابراہیم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

اسلام میں جو عالم بگڑے گا اس کی مشابہت یہودیوں کے عالموں کے ساتھ ہوگی یعنی عیش و عشرت، دنیا اور دولت کا لالچی ہوگا، دین کے حکموں کو لوگوں کی مرضی کے مطابق بتائے گا۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی شریعت کو بگاڑے گا، اور حق بات کو چھپائے گا، اور جو درویش بگڑے گا اس کی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوگی۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹ مقدمہ۔

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان کے علماء اور مشائخ گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے، واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ گناہ پر، حرام پر، اور باطل کے ساتھ لوگوں کے مال پر کس طرح چڑھ دوڑتے ہیں۔ ان کے اعمال نہایت ہی خراب ہو چکے، ان کے اولیاء اللہ یعنی عابد اور علماء انہیں ان باتوں سے کیوں نہیں روکتے، دراصل بات یہ ہے کہ ان عالموں اور پیروں کے اعمال بھی بدترین ہو گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ علماء اور پیروں اور فقیروں کی ڈانٹ (یعنی دھمکی) کے لئے اس سے زیادہ سخت آیت قرآن میں کوئی نہیں۔ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تم سے اگلے لوگ اسی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ

Scanned by CamScanner

وہ برائیاں کرتے تھے، اور ان کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے جب یہ عادت ان میں پڑگئی تو خدا نے انہیں قسم قسم کی سزائیں دیں، پس تمہیں چاہئے کہ بھلائی کا حکم کرو، اور برائی سے روکو، اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائیں جو تم سے پہلے والوں پر آئے، اور یقین رکھو کہ اچھائی کا حکم اور برائی سے منع کرنا نہ تو تمہاری روزی کو گھٹا سکتا ہے، اور نہ موت کو قریب کرسکتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۶ صفحہ ۱۱۶ سورۂ مائدہ کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! ہندوستان میں بعض جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ کسی کو مرشد یعنی پیر بنانے کے لئے یا گاؤں میں امام بنا کر مولوی رکھنے کے لئے کچھ تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ جو اپنے باپ دادا کا پیر و مرشد تھا اسی کے لڑکے یا پوتے کو مرشد بنا لیتے ہیں۔ چاہے وہ مرشد بنانے کے قابل ہو یا نہ ہو۔ اور گاؤں میں مولوی امامت کے لئے ہوتا ہے جب وہ مرجاتا ہے تو اس کے لڑکے کو یا اسی کے پوتے کو امام بنا لیتے ہیں، پھر یہ نہیں دیکھتے کہ اس میں امامت کرنے کی صفت ہے یا نہیں۔

میرے دوست! پیر کے گھر جو لڑکا پیدا ہوا تو اس کو پیر سمجھتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی جاہل اور گمراہ کیوں نہ ہو۔ اور جو مولوی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو مولوی سمجھتے ہیں چاہے اس کو استنجا کا مسئلہ بھی یاد نہ ہو۔ اسی کو کہتے ہیں اندھی تقلید، اور اسی کو کہتے ہیں رسم و رواج کی پابندی، اور انھیں کو کہتے ہیں جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی۔

آپ اتنا تو سوچئے کہ ایک گھر کے جو دو چار کتے ہوتے ہیں ان میں بھی آپس میں محبت اور پیار ہوتا ہے، مگر یہ جو اپنے آپ کو پیر کہنے والوں اور اپنے آپ کو مولوی کہلانے والوں کے گھر اور خاندان ہیں، ان میں بھی بعض جگہ پیار و محبت نہیں ہے۔ باپ اور بیٹے میں دشمنی ہے، بھائی بھائی میں محبت نہیں ہے۔ بھلا وہ تمہیں کیا ہدایت کریں گے جو خود ہدایت پر نہیں ہیں۔

اپنے عزیز دوست کو ایک مثال کے طور پر سمجھاؤں کہ ایک ڈی، ایس، پی، بڑا افیسر ہے اب اس کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ جوان ہو کر تعلیم پا کر ڈاکٹری

Scanned by CamScanner

لائن میں پاس ہوا۔ اب اس کو سرجن کہیں گے یا ڈی، ایس، پی کہیں گے؟ ہاں ڈی، ایس، پی کا لڑکا ضرور کہیں گے، مگر ڈی، ایس، پی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے باپ کا کام اور ہے اس کا کام اور ہے۔ اسی طرح ایک جاہل اور بے عمل انسان پیر و مرشد یا مولوی کیسے ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حقیقت میں بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہماری جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہی بات ہے کہ اپنے بے علم مریدوں اور معتقدوں، یعنی اپنے تابعداروں کو جہاں تک ہوسکے، وہ جاہل رکھنا چاہتے ہیں، اور حق پرستوں کے وعظ و نصیحت سننے کے لئے بھی منع کرتے ہیں۔ ان سے بات چیت، سلام و کلام سب کچھ حرام بتاتے ہیں کیونکہ اگر وہ جاہل لوگ ہدایت پر آجائیں تو پھر ان پیر صاحبان کی جیب کون بھرے؟ اور مولوی صاحبان کا گذران کیسے چلے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے اور فرماتے لوگو! میں تمہاری طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، مجھے سچا جانو، مجھے میرے دشمنوں سے بچاؤ تاکہ میں اس کام کو بجالاؤں، یعنی تبلیغ کرسکوں، جس کا حکم دے کر مجھے خدائے تعالٰے نے بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پر یہ پیغام پہنچا کر فارغ ہوتے کہ آپ کا چچا ابولہب پیچھے سے پہنچا اور کہتا، اے فلاں فلاں قبیلے کے لوگو! یہ شخص تو تمہیں لات و عزٰی سے ہٹانا چاہتا ہے، اور بنو مالک بن اقیش تمہارے حلیف جنوں سے تمہیں دُور کر رہا ہے۔ اور اپنی لائی ہوئی نئی گمراہی کی طرف تمہیں بھی گھسیٹ رہا ہے۔ خبردار نہ اس کی سُننا اور نہ ماننا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ صفحہ ۱۱۹ سورۂ لہب کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! بعض علاقوں میں یہی مصیبت پھیلی ہوئی ہے۔ جو اپنے آپ کو پیر کہتے ہیں وہ پیشوا سمجھے جاتے ہیں اور جو اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں وہ ان پیرزادوں کی پارٹی کے ممبر سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دونوں مل کر لوگوں کو گمراہ کرنے

Scanned by CamScanner

یں اور لڑانے میں اور ناجائز طریقے سے اپنی جیبیں بھرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے، ان لوگوں سے جب کوئی مسئلہ پوچھے تو جو چالو زمانے میں رواج ہوتا ہے اس کو جائز بتا دیتے ہیں۔ اور ان جاہل، ان پڑھ لوگوں کو سمجھانے کے لئے دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر یہ کام جائز نہ ہوتا تو ہمارے باپ دادے اس کو کیوں کرتے۔ ایسی بیجا دلیلوں سے ان بیچاروں کو بہکا کر راہِ حق سے روک دیتے ہیں اور خود بھی ٹرک رہے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے ہمارے عام مسلمان بھائیوں کو ان پھانسنے والے پیروں اور مولویوں کے فریب سے بچالے اور سچّے دین کی طرف بلالے۔ آمین!

حدیث:۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص کوئی بُرائی دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اس کو ہاتھوں سے بدل دے (یعنی روک دے) اور جس سے یہ نہ ہوسکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدل دے (یعنی زبان سے روک دے) اور جس سے یہ بھی نہ ہوسکے وہ اپنے دل میں (اس کو بُرا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۴۰ حدیث ۳۸ فتنہ کا باب۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۱ ۳۱ باب ۱۸ کتاب الایمان۔

میرے دوست! ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ بُرے کام کو صرف دل سے بُرا سمجھنا کم تر ایمان ہے۔ اور جو اپنے دل میں بُرا نہ سمجھے وہ ایمان سے محروم ہے۔ تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس بُرے کام کے حکم کرنے والے اور اس بُرے کام کو خود کرنے والے ایمان سے کتنے کورے سمجھے جائیں گے۔

حدیث:۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم لوگوں نے بھلائی کا حکم کیا اور برائی سے روکا تو بہتر ہے ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ پھر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کروگے لیکن تمہاری دعا بھی قبول نہ ہوگی۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۸ حدیث ۲۵ ابواب الفتن۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب ایمانداری جاتی رہے تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایمانداری کیسے جاتی رہے گی؟ فرمایا، جب نالائق لوگ اسلام کی باتونیں مستند قرار دیئے جائیں اس وقت قیامت کو قریب سمجھنا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳، پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲۳ حدیث ۱۳۱۲ کتاب الرقاق۔

گمراہوں کی تقلید کا انجام

قرآن کریم کے بیسویں پارہ میں سورۂ عنکبوت کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱۲، ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے کہنے پر چلو تمہارے گناہ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان گناہوں میں سے کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے۔ یہ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ البتہ یہ اپنا بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ ہی اور (دوسروں کا) بوجھ بھی قیامت کے دن (اٹھائیں گے)

کفار قریش مسلمانوں کو بہکانے کے لئے ان سے یہ بھی کہتے تھے کہ تم ہمارے مذہب پر عمل کرو، اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو وہ ہم پر۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ صفحہ ۵ سورۂ عنکبوت کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اگر کوئی گناہ میں دبا ہوا دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے گا

Scanned by CamScanner

تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا گو قرابت دار ہی ہو۔

قیامت کے دن کوئی دوسرے پر اپنا بوجھ ڈالنا چاہے تو یہ چاہت بھی اسکی پوری نہ ہوگی، کوئی نہ ملے گا کہ اس کا بوجھ اٹھائے۔ عزیز و اقارب بھی منہ موڑیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے، گو ماں باپ اور اولاد ہوں، ہر شخص اپنے حال میں مشغول ہوگا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۵ سورہ فاطر کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورہ نحل کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصہ دار ہوں گے۔ جنھیں بے عملی سے گمراہ کرتے تھے۔ دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔

ہم نے انھیں اس راہ پر اس لئے لگا دیا ہے کہ یہ اپنے پورے گناہوں کے ساتھ ان کے بھی کچھ گناہ اپنے اوپر لادیں جو ان کے مقلد ہیں اور انکے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۲۹ سورہ نحل کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کے لئے اپنا ثواب بھی ہے، اور ان کا ثواب بھی، جو اس پر عمل کریں، بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اسے اپنے اس عمل کا بھی گناہ ہوتا ہے۔ اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوتا ہے، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۵۳۳ علم کا بیان۔

(۲) مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ حدیث ۱۳۹ سنتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۵۵ ایمان کا بیان۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ صف کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۸
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے، گو کافر برا مانیں۔

ان کفار کی چاہت تو یہ ہے کہ حق کو باطل سے رد کر دیں۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی سورج کی روشنی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بے نور کرنا چاہے جس طرح یہ محال ہے کہ اس کے منہ کی پھونکوں سے سورج کی روشنی جاتی رہے۔ اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ خدا کا دین ان کفار سے رد ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا، کافر برا مانیں تو مانتے ہی رہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۵۹ سورۂ صف کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے آٹھویں ۸ رکوع میں آیت
نمبر ۶۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس روز ان کے چہرے آگ سے الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

جب جہنم کے کنارے کھڑے کر دیئے جائیں گے اور آگ کی ایک ہی لپک انکے چہروں کا گوشت پوست جلا کر پانی کی طرح بہا کر لے جائے گی اس وقت بڑی حسرت اور افسوس سے کہتے ہوں گے کہ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی ہوتی تو اچھا تھا۔ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی تو پھر کس کی مانی، وہ سنیئے۔

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے آٹھویں ۸ رکوع میں آیت
نمبر ۶۷، ۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے کو مان لیا اور انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا، اے اللہ ان پر ڈبل عذاب کر اور ان پر

سخت لعنت بھی کر۔

میرے عزیز دوست! اب اللہ تعالیٰ ان گمراہ کرنے والوں پر گو دوناعذاب کرے یا لعنت کرے لیکن ہم تو اپنی زندگی ہار بیٹھے، اس وقت پچھتانا اور نہ پچھتانا دونوں برابر ہوگا۔ اب بھی اور اسی وقت توبہ کرلے۔ یہ وقت ہے سنورنے کا، مرنے کے بعد سوچنا اور رنج و افسوس کرنا سب بیکار ہوگا۔

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورۂ سبا کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۲،۳۱، ۳۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم مسلمان ہی ہوتے۔ یہ بڑے درجے والے ان چھوٹے درجے والوں کو جواب دینگے کہ تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے کیا تم کو اس سے روکا تھا؟ نہیں بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے۔ اس کے جواب میں یہ ادنیٰ درجے کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے نہیں نہیں، بلکہ تمہارا رات دن مکر و فریب سے ہم کو خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا حکم دینا ہی سبب ہوا ہماری بے ایمانی کا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب خدا کے سامنے جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے چھوٹے بڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو الزام دیں گے ہر ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرائے گا تابعداری کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں نہ روکتے تو ہم ضرور ایماندار ہوجاتے۔ ان کے بزرگ یعنی ان کے سردار انھیں جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں روکا تھا؟ ہم نے تو ایک بات کہی تھی جس کو تم بھی جانتے تھے کہ یہ بے دلیل ہے۔ اور دوسری جانب سے یعنی حق پرستوں کی طرف سے دلیلوں کی برستی ہوئی بارش تمہاری آنکھوں کے سامنے تھی، پھر تم نے اس کی پیروی چھوڑ کر ہماری بات کو کیوں مان لیا۔ یہ تمہاری اپنی بے عقلی تھی۔ تم خود شہوت پرست، نفس پرست تھے۔ تمہارے دل خدا کی باتوں سے بھاگتے تھے۔ رسولوں کی تابعداری خود تمہاری طبیعتوں پر بھاری پڑتی تھی سارا قصور تمہارا خود کا تھا۔ ہمیں کیوں الزام دے رہے ہو؟ یہ بے دلیل اپنے بزرگوں کی مان

Scanned by CamScanner

لینے والے انھیں پھر جواب دیں گے کہ دن رات کی تمہاری دھوکہ بازی اور فریب کاری' ہمیں اطمینان دلانا کہ ہمارے افعال اور عقائد ٹھیک ہیں۔ ہم سے بار بار کفر اور شرک نہ چھوڑنے کو، پرانے دین کے نہ بدلنے کو، باپ داداؤں کے مذہب پر قائم رہنے کو کہنا ہماری کمر پر تھپکنا، یہی سبب ہوا ہمارے ایمان سے رُک جانے کا۔ تم ہی ہمیں عقلی ڈھکوسلے سُناتے تھے اور اسلام سے پھیرتے تھے۔ دونوں الزام بھی دیں گے اور اپنے بچاؤ کی دلیلیں بھی دیں گے لیکن دل میں اپنے کئے پر پچھتا رہے ہوں گے۔ ان سب کے ہاتھ ان کی گردنوں سے ملا کر طوق اور زنجیر سے جکڑ دیئے جائیں گے۔ اب ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ گمراہ کرنے والوں کو بھی اور گمراہ ہونے والوں کو بھی' ہر ایک کو پورا پورا عذاب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنمی جب ہنکا کر جہنم کے پاس پہنچائے جائیں گے تو جہنم کے ایک ہی شعلے کی لپک سے سارے جسم کا گوشت جل بھلسکر پیروں پر آپڑے گا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۵۹ سورۂ سبا کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن مجید کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورۂ مومن کے پانچویں ۵ رکوع میں آیت نمبر ۴۷ ۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جبکہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ جو تابع تھے وہ بڑے درجہ والوں (یعنی اپنے سرداروں) سے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے پیرو تھے (یعنی جو تم کہتے تھے ہم کرتے تھے) تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو۔ وہ بڑے لوگ جواب دیں گے کہ ہم تو سبھی اس آگ میں ہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

یعنی تابعداری کرنے والے اور حکم احکام کے ماننے والے جن کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے، اور جن کی باتیں تسلیم یعنی قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور جن کے کہنے پر عامل تھے ان سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تو تمہارے تابع فرمان رہے، جو تم نے کہا ہم بجا لائے، کفر و گمراہی کے احکام بھی جو تمہاری بارگاہ سے صادر ہوتے تھے، تمہارے

تقدس اور علم وفضل، سرداری اور حکومت کی بنا پر ہم سب کو مانتے رہے، اب یہاں آپ ہمیں کچھ تو کام آئیں، ہمارے عذابوں کا کوئی حصہ اپنے اوپر اٹھا لیجئے۔ یہ رئیس، امیر، سادات اور بزرگ جواب دیں گے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل بھلس رہے ہیں۔ ہم کو جو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا کم ہیں، جو تمہارے عذاب اٹھائیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ص ۴۲۸ سورہ مؤمن کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

بدعت

قرآن مجید کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے میں راضی ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست، بہترین، اعلیٰ اور افضل تر نعمت کا ذکر فرماتا ہے کہ میں نے تمہارا دین ہر طرح اور ہر حیثیت سے کامل اور مکمل کر دیا۔ تمہیں اس دین کے سوا کسی دین کی ضرورت نہیں۔ نہ اس نبی کے سوا اور نبی کی تمہارے لئے حاجت ہے۔ خدا نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا۔ انھیں تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجا ہے۔ حلال وہی ہے جسے وہ حلال کہے، حرام وہی ہے جسے وہ حرام کہے دین وہی ہے جسے وہ مقرر کرے۔ دین کو کامل کرنا تم پر اپنی نعمت کو پورا کرنا ہے۔ کیونکہ میں خود تمہارے اس دین اسلام پر راضی ہوں۔ اس لئے تم بھی اس پر راضی رہو، یہی

Scanned by CamScanner

دین خدا کا پسندیدہ ہے۔ اس کو دے کر اسی نے اپنے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اور اپنی اشرف کتاب نازل فرمائی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲۸ سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کامل و مکمل کر دیا ہے۔ اب یہ رہتی دنیا تک کسی زیادتی کا محتاج نہیں، اسے خدا نے پورا کیا ہے جو قیامت تک ناقص نہیں ہونے کا۔ اس دین سے خدا خوش ہے اور کبھی بھی ناخوش نہیں ہونے والا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲۸ سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک شخص تھا، بڑا پابند دین خدا، ایک مدت کے بعد شیطان نے اسے بہکا دیا، کہ جو اگلے کر گئے ہیں وہی تم بھی کر رہے ہو، اس میں کیا رکھا ہے، اس کی وجہ سے نہ تو عام لوگوں میں تمہاری قدر ہوگی اور نہ شہرت، تمہیں چاہیئے کہ کوئی نئی بات ایجاد کرو، اسے لوگوں میں پھیلاؤ، پھر دیکھو کیسی شہرت ہوتی ہے اور کس طرح جگہ جگہ تمہارا ذکر ہونے لگتا ہے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی وہ باتیں لوگوں میں پھیل گئیں، اور ایک زمانہ اس کی تقلید کرنے لگا، اب تو اسے بڑی ندامت ہوئی، اور اس نے وہ ملک چھوڑ دیا، اور تنہائی میں خدا کی عبادتوں میں مشغول ہو گیا لیکن خدا کی طرف سے اسے جواب ملا کہ تیری خطا ہی صرف ہوتی تو میں معاف کر دیتا، لیکن تو نے تو عام لوگوں کو بگاڑ دیا اور انہیں گمراہ کر کے چھوڑا انہیں غلط راہ پر لگا دیا، جس راہ پر چلتے چلتے وہ مر گئے، ان کا بوجھ تجھ پر سے کیسے ہٹے گا؟ میں تو تیری توبہ قبول نہیں کروں گا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۱۲۵ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس امر (یعنی دین) میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵ حدیث ۱۸۱ باب ۵۹ اقضیہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰ حدیث ۱۳۱ سنتوں کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۰۳

حدیث:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہاں نئی بات (یعنی بدعت) کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو جگہ دے، اس پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس سے کوئی نفل عبادت قبول کی جائے گی نہ فرض۔ (مختصر)

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۷ صفحہ ۴۵۱ حدیث ۹۳۲ جہاد کا بیان۔

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان میں کثرت سے بدعتوں کا چلن ہو گیا ہے، اور اس پر تعجب تو یہ ہے کہ جو ان بدعتوں پر عمل نہ کرے اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، بلکہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اب آپ یہ سوچئے کہ ان بدعتوں کی محبت ہمارے اکثر نادان اَن پڑھ مسلمان بھائیوں کے دل میں کس قدر گھر کر گئی ہے۔ کسی بدعت کو چھوڑنا گویا مذہب چھوٹ جانے کے برابر سمجھتے ہیں۔ یہ سارا قصور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کا ہے، کیونکہ یہ لوگ علم سے کورے ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی میں علم ہے بھی تو اس میں نفسانیت ہوتی ہے اس لئے ان جاہلوں کی مرضی کے مطابق کچھ تاویلیں کر کے فتویٰ دے دیتے ہیں، اور وہ جاہل اسی کو مذہب سمجھتے ہیں ان میں سے زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی عمل کرتے ہیں کیونکہ سب کریں اور ایک آدمی نہ کرے تو اس کے اوپر جماعت کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو جماعت سے الگ کر دینے کی دھمکی بھی دیجاتی ہے۔ خود میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا مگر میرے مالک و مختار نے مجھے اپنے رحم و کرم سے بچا لیا۔ جہالت تو دیکھئے، فرض، واجب اور سنتوں کے لئے کوئی کسی پر دباؤ نہیں ڈالتا، کسی کو دھاک دھمکی بھی نہیں دیتا، کوئی جماعت سے کسی کو الگ بھی نہیں کرتا اور ایک بدعت کے لئے جس پر شریعت میں سخت وعید آئی ہے، اس کے لئے شاید ہی کوئی ایسا دیہات یا قصبہ یا شہر ہوگا جہاں پر جھگڑے نہ ہوتے ہوں۔

حدیث:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ بدعتی کا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، جہاد، صدقہ، فدیہ کچھ بھی اللہ تعالیٰ التبول نہیں کرتا، بلکہ وہ اسلام سے ایسا باہر ہوجاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکال لیا جائے۔

حوالہ:- ابن ماجہ شریف ص۶ حدیث ۴۹ امور بدعت کا بیان۔

تحقیق نکلے گی بیچ امت میری کے کئی قومیں سرایت کرے گی بیچ ان کے خواہش یعنی بدعتیں عقائد میں اور اعمال میں جیسے کی سرایت کرتی ہے ہڑک ہڑک والے کو نہیں باقی رہتی اس سے کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ مگر داخل ہوتی ہے اس میں۔

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۱ ص۸۲ کتاب الایمان۔

جب کوئی کتا باؤلا ہو جاتا ہے اور ہڑک اس کی نس نس میں پیوست ہو جاتی ہو تو وہ کتا پانی کو دیکھتا ہے اور بھاگتا ہے۔ پانی پینا تو درکنار پانی کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح جس انسان کی نس نس میں بدعت پیوست ہو جاتی ہے وہ انسان قرآن و حدیث سنتا ہے اور بھاگتا ہے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا تو درکنار اس کو سننا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ جس طرح باؤلے کتے کو پانی نصیب نہیں ہوتا اور وہ پیاسا ہی مر جاتا ہے اسی طرح بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اور وہ گمراہی کے جنگل ہی میں مر جاتا ہے۔

جو شریعت کی کسی دلیل سے ثابت نہ ہوں، ایسی باتوں کو دین میں داخل کرنے کو بدعت کہتے ہیں، اور بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا کام کرتا ہے وہ گویا اللہ سے مقابلہ کرتا ہے، اس لئے کہ شریعت اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہے، اس میں کمی بیشی کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

پس جس نے شریعت میں کسی ایسی بات کو نکالا جو اس میں نہیں تھی، تو اس نے اس شریعت کو ناقص سمجھا اور اپنی طرف سے ایک نئی شریعت اس نے بنائی، پھر اس کا عامل بنا اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دے رہا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ بظاہر تو وہ اپنے آپ کو فرمانبردار اور محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ رہا ہے، لیکن ایسا انسان سخت گمراہ ہے۔ اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

جو انسان گناہ کرتا ہے اس کے لیے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ توبہ کرے گا۔ کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا شراب پیتا ہے یا جوا کھیلتا ہے یا چوری کرتا ہے بہر حال وہ توبہ کرسکتا ہے کیونکہ گناہ کو گناہ سمجھ کر کر رہا ہے، اور بدعتی کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ وہ بدعت کو عبادت سمجھ کر کر رہا ہے اور اسے قربِ خداوندی سمجھتا ہے یا تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے یا عظمت اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سمجھتا ہے، پھر توبہ کاہے کو کرے گا۔ بدعتی اپنے آپ کو گنہگار نہیں سمجھتا، ایسے انسان کو توبہ نصیب ہونا محال ہے۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ

اکثر لوگ ایسے دیکھے جارہے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم سمجھ کر بدعتیں کر رہے ہیں، اور بعض اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی عظمت سمجھ کر بدعتیں کر رہے ہیں اور جب انھیں سمجھایا جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی باتوں کو ٹھکرادیتے ہیں، کیونکہ وہ باتیں ان بدعتوں کے خلاف ہیں۔

ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیے کہ جو بھی کام کرے پہلے اس کو قرآن وحدیث یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی مبارک سے تحقیق کرلے، وہاں سے دلیل ملتی ہے تو کرے ورنہ چھوڑ دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو کام نہیں کیا وہ کام اگر ہم نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے قیامت کے دن نہیں پوچھے گا کہ تم نے کیوں نہیں کیا۔ اور اگر ہم اس کو ثواب سمجھ کر کریں گے، اور اللہ تعالیٰ نے حشر کے میدان میں پوچھ لیا کہ تم نے کیوں کیا تو جواب دینا بھاری پڑ جائے گا میرے بھیا سوچ لیجیو۔

جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا اور نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، ایسا کام دین سمجھ کر کرنا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نقص نکالنا ہے کہ ان باتوں کو معاذ اللہ وہ سمجھ نہیں سکے جن کو ہم ادا کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ!

جن باتوں کی حشر کے میدان میں پوچھ ہونے والی ہی نہیں، ان باتوں میں نہ

اُلجھے بلکہ جن باتوں کی حشر کے میدان میں پوچھ ہونے والی ہے ان پر عمل کرے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہر مسلمان مرد و عورت کو ہر بدعت سے بچائے۔ آمین!

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو، ایسی نئی بات پر ایک زمانہ کا اتفاق ہونا بھی تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے، اور تو اسی طریقہ سلف پر مضبوطی اختیار کرے۔ اللہ تیرا مددگار ہے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱ مقدمہ میں۔

میرے عزیز دوست! بدعت کس کو کہتے ہیں؟ یہ بات اکثر لوگ نہیں سمجھتے، اور ان کے دل میں شیطان یہ بات ڈال دیتا ہے کہ قرآن شریف کا ترجمہ، حدیث کی کتابیں، فقہا کی کتابیں، مدرسوں اور مسجدوں میں نمازیوں کے لئے ہر طرح کا انتظام یہ سب بدعت ہے۔ یہ باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہاں تھیں۔ تو پھر ان باتوں کو عمل میں کیوں لاتے ہو۔ یہ ہیں شیطانی وسوسے جو اکثر لوگوں کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اب سنیئے، اس کی حقیقت۔ وہ تمام چیزیں دین کے انتظام کے لئے ہیں عمل نہیں عمل اور چیز ہے، انتظام اور چیز ہے۔ اگر عمل میں کوئی چیز بڑھائی جائے گی تو اس کو بدعت کہیں گے۔ اور اس پر عمل کرنا منع ہے۔ اور ایسی بدعتوں کو چھوڑ دینے کے لئے جب سمجھایا جاتا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ اس میں برا کیا ہے، آخر یہ بھی تو اچھی بات ہے، منع کہاں لکھا ہے۔

سنیئے جواب، مثلاً کلمہ طیبہ بہت اچھی چیز ہے۔ اور اس کو ہر کوئی پسند کرتا ہے۔ روئے زمین پر کوئی مسلمان آپ کو ایسا نہ ملے گا جسے کلمہ طیبہ سے پیار نہ ہو۔ اور دل و جان سے اسکو نہ چاہتا ہو۔ یہی کلمہ دین کی بنیاد ہے یہی کلمہ جنت کی کنجی ہے۔ لیکن جب اذان ہوتی ہے تو اذان کا آخری کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آتا ہے، اب اگر کوئی پیار اور محبت کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ملا لے تو کیا کوئی حرج ہے؟ یا اس میں کوئی بُرائی ہے؟ یا کوئی گناہ ہے؟ پھر کیوں نہیں ملاتے؟ اگر کوئی ملائے تو پورا کلمہ طیبہ ہو جائے گا۔ اور منع بھی نہیں لکھا ہے۔ پھر کیوں نہیں پڑھتے؟ اور کلمہ طیبہ کی فضیلت کے بارے میں

Scanned by CamScanner

توسبحان اللہ کیا کہنا۔ اسلام کا نظام ہی اس کلمہ پر ہے۔ پھر کیوں نہیں پڑھتے۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ عمل ہے اور عمل میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔

دین میں جھگڑا نہیں ہے۔ رسم و رواج اور بدعتوں میں جھگڑا ہوتا ہے۔ جو دین ہوگا وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک ہی حکم رکھتا ہوگا اور جو رسم و رواج اور بدعتیں ہوں گی وہ مختلف شکلوں میں ہوں گی اور کبھی کبھی ان بدعتوں اور رسم و رواج کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ لہٰذا جو دین ہوگا وہ ساری دنیا کے لئے ایک ہی حکم رکھتا ہوگا اور قیامت تک بدل نہیں سکتا اور نہ اس میں کوئی اختلاف پیدا ہو سکتا ہے مثلاً ختنہ کرانا سنت ہے تو ساری دنیا کے مسلمانوں پر ختنہ کرانا سنت ہے اس میں کہیں بھی کسی ملک میں یا کسی مسلک میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح نکاح پڑھانا سنت ہے تو ساری دنیا کے مسلمانوں میں سنت ہے کہیں بھی کسی جگہ پر بھی اختلاف نہیں ہے کسی ملک میں کوئی بھی صبح کی نماز بجائے دو رکعت کے تین رکعت نہیں پڑھتا۔ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے تو ساری دنیا میں دو ہی پڑھی جاتی ہے۔ عید کی نماز دو رکعت ہے تو ساری دنیا میں دو ہی پڑھی جاتی ہے۔ فجر کی نماز جماعت میں بلند آواز سے قرآن کریم پڑھا جاتا ہے جمعہ کی نماز میں بھی بلند آواز سے عید کی نماز میں بھی بلند آواز سے مغرب کی نماز میں بھی بلند آواز سے عشاء کی نماز میں بھی بلند آواز سے تراویح میں اور وتر کی جماعت میں بھی بلند آواز سے قرآن کریم پڑھا جاتا ہے ظہر اور عصر کی نماز میں بلند آواز سے قرآن کریم نہیں پڑھا جاتا اگر کوئی بدعتی مولوی ظہر اور عصر کی نماز میں بلند آواز سے قرآن کریم پڑھے گا تو ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی اسے روک دے گا۔ مغرب کی تین رکعت نماز فرض ہے تو ساری دنیا میں تین ہی رکعت پڑھی جاتی ہے کہیں بھی کسی جگہ پر اختلاف نہیں ہے اگر کوئی مولوی مغرب کی چار رکعت نماز پڑھے گا تو جاہل سے جاہل آدمی اس کو منع کرے گا اور اگر کوئی مولوی جبراً مغرب کی چار رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو مار کر مسجد سے بھی نکال دیں گے۔ کیونکہ یہ احکام ہیں اور احکام میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ ارکانوں میں اختلاف ہے جن کا بیان ہم سنت والجماعت میں کر چکے ہیں۔ اب آپ اللہ کے واسطے سوچیں کہ نماز جیسی چیز میں ایک رکعت بڑھانے سے وہ نماز ہی باطل ہو جاتی ہے تو پھر

ہمارے دنیا بھر کے رسم و رواج کیسے قبول ہوں گے۔
رمضان المبارک کا چاند دیکھا تو تراویح شروع ہو گئی اور عید کا چاند دیکھا تو تراویح ختم ہو گئی مغرب کی اذان ہوئی تو روزہ داروں نے روزہ کھول دیا کوئی مسلمان عشاء کی اذان کے وقت روزہ کھولے تو آپ اسے کیا کہیں گے آپ کے پاس سمجھانے کے لئے یہی الفاظ ہوں گے بھائی صاحب شریعت کا حکم مغرب کی اذان کے وقت روزہ کھولنے کا ہے اور آپ عشاء کی اذان کے وقت روزہ کھولتے ہیں یہ روزہ آپ کا نہیں ہوا بلکہ آپ گنہگار ہوں گے اس سمجھانے پر وہ مسلمان آپ کے اوپر غصے ہو جائے اور کہنے لگے کہ واہ صاحب ہمارا روزہ کیسے نہیں ہوگا جبکہ ہم ڈیڑھ گھنٹہ زیادہ بھوکے رہ کر کھولا ہے آپ صاحب تو وہابی معلوم ہوتے ہیں آپ کا عقیدہ خراب ہو گیا ہے میرا تو عقیدہ ہے کہ عشاء کی اذان کے وقت روزہ کھولنے سے مجھے زیادہ ثواب ملے گا تو ایسا عقیدہ حشر کے میدان میں نہیں چلے گا کیوں کی یہ عقیدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خلاف ہے اور جہالت میں شمار کیا جائے گا۔ بہر حال مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اور نہ کوئی جھگڑا ہے۔ ہندوستان میں یا اور کسی جگہ پر مذہب کے نام سے جو جھگڑے ہو رہے ہیں وہ حقیقت میں مذہب نہیں ہیں بلکہ رسمیں ہیں یا بدعتیں ہیں۔

ایک انسان بدعت پر عمل کرتا ہے اور کرتے کرتے ایک عادت بن جاتی ہے تو عادت کو عبادت سمجھنے لگتا ہے حالانکہ عادت عبادت نہیں بن سکتی کیونکہ عادت مختلف شکلوں میں ہوتی ہے اور وقتاً فوقتاً کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے اور ان کی شکلیں بھی بدلتی رہتی ہیں اور عبادت ساری دنیا کے لئے ایک ہی حکم رکھتی ہے اس میں نہ تو کمی بیشی ہو سکتی ہے اور نہ ان کی شکل بدل سکتی ہے۔

حدیث: ۔ حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا سکھاتے ہیں۔ اس میں ایک لفظ یہ تھا دَنَبِیِّكَ کچھ دنوں کے بعد حضرت برار رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی دعا پڑھتے ہیں، جب وہ دَنَبِیِّكَ پر پہنچتے ہیں تو دَنَبِیِّكَ کے بدلے دَرَسُوْلِكَ پڑھ دیتے ہیں، تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انکے

Scanned by CamScanner

سینے پر ایک مکا مارا، اور فرمایا وَنَبِيِّكَ پڑھو۔ (مختصر)

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ حدیث ۱۳۳۶ دعا کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ حدیث ۲۳۶ وضو کا بیان۔

دیکھا میرے دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وَرَسُوْلِكَ کہنے سے بھی منع فرما دیا حالانکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو بغیر کتاب کے اللہ کی طرف سے دنیا میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہو اور اس پر کوئی آسمانی کتاب نازل نہ ہوئی ہو۔ اور رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے نبی بھی بنایا گیا ہو اور اس پر آسمانی کتاب بھی نازل ہوئی ہو۔ آپ کی سمجھ میں بات آئی کہ نہیں کہ نبی کے لفظ سے رسول کا لفظ مرتبہ کے لحاظ سے بڑھ کر ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے مگر پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ کیونکہ یہ عمل ہے اور عمل میں زیادتی کسی طرح بھی جائز نہیں اس لئے روک دیا کہ آج تو تم نے اتنا بدلا اور کل شاید تم یا اور کوئی جس کے جو دل میں آئے بدل ڈالے گا یا بڑھا گھٹا دے گا، یہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ عمل وہی کرو اور اسی طرح کرو جس طرح ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

میرے عزیز دوست! ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ دیکھئے جب اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے تو اللہ عزوجل اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ آپ کا ہے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لیکن ہم ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کہنا پڑے گا۔

اسی طرح ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ مگر اپنی بے علمی کی وجہ سے ہم جہالت کے پھندوں میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہم کو پھنسا رہے ہیں۔ اگر ہمارے پاس صحیح علم ہوتا تو یہ لوگ ہم کو بہکا نہ سکتے، ہماری بے علمی نے ایسے بے دین پیروں اور مولویوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔

تاویلوں کا انجام

قرآن مجید کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۶۵، ۶۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ اسے ہم نے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عبرت کا سبب بنایا اور پرہیزگاروں کے لئے وعظ و نصیحت کا (سبب بنایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر جمعہ کی عزت اور ادب کو فرض کیا گیا تھا لیکن انہوں نے جمعہ کے دن کو پسند نہ کیا اور سنیچر کے دن کو اختیار کیا اور اس دن کی عزت کے طور پر ان لوگوں پر مچھلیوں کا شکار کھیلنا وغیرہ اس دن حرام کر دیا گیا تھا۔ ادھر خدا کی آزمائش کے طور پر سنیچر کے دن تمام مچھلیاں اوپر آجایا کرتی تھیں اور کودتی اچھلتی رہتیں۔ اور دنوں میں کوئی ایک مچھلی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ ایک مدت تک تو یہ لوگ خاموش رہے اور شکار کرنے سے رکے رہے مگر ان میں سے ایک شخص نے یہ حیلہ نکالا کہ سنیچر کے دن مچھلی کو پکڑ لیا اور پھندے میں پھانس کر ڈوری کو کنارے پر کسی چیز سے باندھ دیا (اور مچھلی کا شکار کھیلنے والے اکثر کانٹے وغیرہ سے مچھلی کو پکڑ لیتے ہیں) پھر دوسرے دن اتوار کو جا کر اس مچھلی کو نکال لایا اور پکا کر کھائی، لوگوں نے خوشبو پا کر پوچھا تو اس نے کہا "میں نے تو آج اتوار کو شکار کیا ہے" آخر یہ راز کھلا تو اور لوگوں نے بھی اس حیلہ کو پسند کیا اور اس طرح وہ سب مچھلیوں کا شکار کرنے لگ گئے۔ پھر تو بعض لوگوں نے دریا کے آس پاس گڑھے کھود لئے۔ ہفتہ والے دن یعنی سنیچر کو جب مچھلیاں اس میں آجاتیں تو اس

Scanned by CamScanner

کھونٹے کا منہ بھی پانی جانے کا راستہ بند کر دیتے تھے اور اتوار کے دن مچھلیاں پکڑا لیتے تھے کچھ لوگ جو ان میں نیک دل اور سچے مسلمان تھے انھیں روکتے اور منع کرتے تھے لیکن ان کو جواب یہی ملتا تھا کہ ہم سنیچر کو شکار نہیں کھیلتے ہیں، ہم تو اتوار والے دن مچھلیوں کا شکار پکڑتے ہیں۔ ان شکار کھیلنے والوں اور ان منع کرنے والوں کے سوا ایک گروہ اور ہو گیا جو مصلحت وقت برتنے والے تھے وہ نہ ان کا ساتھ دیتے اور نہ مچھلیوں کا شکار کرنے والوں کو روکتے تھے۔ بلکہ کہتے تھے کہ اس قوم کو وعظ نصیحت کیوں کرتے ہو جنھیں خدا ہلاک کرے گا یا سخت سزا کرے گا اور تم اپنا فرض بھی ادا کر چکے، انھیں منع بھی کر چکے۔ جب نہیں مانتے تو اب انھیں چھوڑ دو۔ یہ حق پرست لوگ جواب دیتے کہ ایک تو خدا کے یہاں ہم معذور ہوں گے اور دوسرے اس لئے بھی کہ شاید آج نہیں کل اور کل نہیں تو پرسوں یہ مان جائیں گے اور خدا کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ آخر وہ مسلم جماعت والے ان شکاریوں سے بالکل الگ ہو گئے اور بستی کے بیچ میں سے ایک الگ دیوار بنالی اور ایک دروازہ اپنے آنے جانے کے لئے رکھا اس طرح ایک مدت گذر گئی ایک دن صبح کو مسلمان جاگے دن چڑھ گیا لیکن اب تک ان لوگوں نے اپنا دروازہ نہ کھولا تھا اور نہ انکی آوازیں آتی تھیں۔ یہ لوگ حیران تھے کہ آج کیا بات ہے ان کا دروازہ ابھی تک بند ہے۔ آخر جب زیادہ دیر ہو گئی تو ان لوگوں نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو وہاں عجیب منظر نظر آیا۔ دیکھا کہ وہ تمام لوگ مع بچوں اور عورتوں کے بندر بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کے گھر جورات کو بند تھے اسی طرح بند ہیں اور اندر وہ کل انسان بندروں کی صورت میں ہیں جن کی دمیں نکلی ہوئی ہیں بچے چھوٹے بندروں کی صورت میں، مرد بڑے بندروں کی صورت میں اور عورتیں بندریاں بنی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو پہچانا جاتا ہے کہ یہ مرد فلاں ہے یا یہ عورت فلاں ہے، یہ بچہ فلاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی یاد رہے کہ جب یہ عذاب آیا تو نہ صرف وہی ہلاک ہوئے جو شکار کھیلتے تھے بلکہ ان کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئے جو انھیں منع نہیں کرتے تھے خاموش بیٹھے تھے اور میل جول ترک نہ کیا تھا۔ صرف وہی بچے جو انھیں

Scanned by CamScanner

مسخ کرتے رہے اور ان سے الگ تھلگ ہو گئے تھے۔ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ عنہ کا ایک قول ہے (یہ بندر صرف تین دن زندہ رہے اور پھر سب کے سب مر گئے اور اب جو بندر ہیں وہ تو پہلے ہی سے ایک الگ خدا کی مخلوق ہیں) غرض یہ عذاب ان کے لئے اور ان کے بعد آنے والوں کے لئے ایک سبق ہے۔ یہاں تک کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کہ یہ لوگ ڈرتے رہیں کہ جو عذاب اور سزا ان کے حیلوں کی وجہ سے اور ان کے مکر و فریب سے حرام کو حلال کر لینے کے بدلے نازل ہوئی، اب جو ایسا کرے گا تو ایسا نہ ہو کہ وہی سزا اور وہی عذاب اس پر بھی آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم وہ نہ کرو جو یہودیوں نے کیا، حیلے حوالوں سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کر لیا کرو۔"

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۲۷ تک سورہ بقرہ کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "قیامت کے دن تم بدترین لوگوں میں ان کو پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے منافق ہوں گے (یعنی منہ دیکھی بات کہتے ہوں گے) ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے اور ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی کہیں گے۔"

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸ حدیث ۴۵۸۳ زبان کی حفاظت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۳

حدیث:- حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "دنیا میں جو شخص دو زبان ہو کر (یعنی کسی سے کچھ کہتا ہو کسی سے کچھ) قیامت کے دن اس کے (منھ میں) آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲ حدیث ۴۷۰۵ زبان کی حفاظت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۰۱

حدیث:- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہلاک کیا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جبکہ اللہ نے ان پر گائے بکری کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے اس کو پگھلالیا (پھر حیلہ بنالیا کہ اب

چربی نہیں رہی اور اب تو تیل ہوگیا اور حلال ہوگئی، اور بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ صفحہ ۶۶۳ حدیث ۱۰۳۶ سورۂ انعام کی تفسیر۔

میرے دوست! اسی طرح آج ہندوستان میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اکثر جگہ بہت تاویلیں اور حیلے، بہانے گھڑ لئے اور بنا لئے ہیں۔ اللہ ہی بچائے اس مصیبت اور بلا سے۔ آمین

شک والی باتوں سے بچو!

حدیث ۱:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں۔ تو جس شخص نے اس چیز کو ترک کر دیا جس میں اس کو گناہ کا شبہ ہو وہ اس کو بدرجۂ اولیٰ چھوڑ دے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر ہو۔ اور جو شخص اس بات پر ہمت کرے گا تو عنقریب وہ ایسی بات میں مبتلا ہو جائے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر ہوگا۔ اور معاصی اللہ کی چراگاہیں ہیں۔ جو جانور چراگاہ کے گرد چرے گا وہ عنقریب اس چراگاہ میں پہنچ جائے گا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۸ صفحہ ۳۵۵ حدیث ۱۸۹۳ کتاب البیوع۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۴۳۱ حدیث ۱۱۰۰ کتاب البیوع۔

حدیث ۲:۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ یاد کیا ہے کہ "جو چیز تمہیں شک اور شبہ میں ڈالے اس کو چھوڑ کر بے شک و شبہ کی چیز کو اختیار کرو۔ کیونکہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک و شبہ ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰ حدیث ۳۸۰ ابواب الرقاق۔

حدیث:۔ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پرہیزگاروں میں شمار ہونے کے قابل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ نقصان دینے والی چیزوں کے ڈر سے جائز اور بے نقصان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۳ حدیث ۳۱۴ ابواب الرقاق۔

حدیث:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سب سے پہلے تین شخص جنّت مین داخل ہوں گے ان تینوں میں سے ایک (وہ ہے جو) حرام اور شبہہ (یعنی حرام چیزوں اور شک والی باتوں) سے بچا ہوگا" (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۹ حدیث ۱۵۳۲ ابواب الجہاد۔

جس چیز میں دلیل سے اختلاف پڑے کہ واجب ہے یا بدعت تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر عمل کرے اور جس کی سنّت یا بدعت میں تردّد ہو تو اس کو ترک کر دے۔

حوالہ:۔ عین الھدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۳ نماز کا بیان۔

اگر کسی چیز میں یہ شک ہو کہ وہ واجب ہے یا بدعت تو احتیاطاً اس کو ادا کرے اور اگر یہ شک ہو کہ وہ سنّت ہے یا بدعت تو چھوڑ دے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ سجدۂ تلاوت کا بیان۔

بدعت اور شبہہ مکروہ تحریمی کے مانند ہے (یعنی بدعت اور شک والی باتوں پر عمل کرنا حرام کے نزدیک ہے)

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّ مختار جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ باب الحظر۔

قرآن کریم کے انیسویں (۱۹) پارہ میں سورۂ شعرٰ کے پانچویں (۵) رکوع میں آیت نمبر ۹۰/۹۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ پرہیزگاروں کے لئے جنّت قریب کردی جائے گی اور گمراہ لوگوں کے لئے جہنم قریب کر دی جائے گی۔

Scanned by CamScanner

تنبیہ

قرآن شریف کے چوبیسویں[۲۴] پارہ میں سورۂ زمر کے چوتھے[۴] رکوع میں آیت نمبر ۴۱
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تجھ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہے پس جو شخص راہِ راست پر آجائے اس کو اپنے لئے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے، تُو اس کا جواب دہ نہیں۔

اللہ رب العزت اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرما رہا ہے، ہم نے تجھ پر اس قرآن کو سچائی اور راستی کے ساتھ تمام جنوں اور انسانوں کی ہدایت کیلئے نازل فرمایا ہے۔ اس کے فرمان کو مان کر راہِ ہدایت حاصل کرنے والے اپنا ہی نفع کرینگے اور اس کلام مجید کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے غلط راستوں پر چلنے والے اپنا ہی بگاڑینگے تو آپ اس بات کے جواب دہ نہیں ہیں کہ ہر شخص اس بات کو مان ہی لے۔ آپ کے ذمے صرف احکام شریعت کا پہنچا دینا ہے اور حساب لینے والے ہم ہیں!

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ سورۂ زمر کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے چودھویں[۱۴] پارہ میں سورۂ نحل کے پانچویں[۵] رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مشرک لوگ کہنے لگے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا اور کی عبادت ہی نہ کرتے، نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔ یہی فعل ان سے پہلے لوگوں کا بھی رہا۔ تو رسولوں پر صرف کھلم کھلا پیغام کا پہنچا دینا ہے

36

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرکوں کی اوندھی کھوپڑی تو دیکھو! گناہ کریں، حرام کو حلال کریں جیسے جانوروں کو اپنے خداؤں کے نام کا کریں اور تقدیر کو حجت بنائیں اور پھر کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ہمارے اور ہمارے باپ داداؤں کے یہ کام بُرے لگتے اور پسند نہ آتے تو ہمیں اسی وقت سزا ملتی۔ انھیں جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ ہمارا دستور نہیں۔ ہمیں تمہارے یہ کام سخت ناپسند ہیں اور ان کی ناپسندیدگی کا اظہار ہم اپنے سچے پیغمبروں کی زبانی کر چکے ہیں۔ ہر بستی میں، ہر قوم میں، ہر شہر میں پیغمبر بھیجے جا چکے ہیں، سب پیغمبر اپنا اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ بندگانِ خدا خدا کے احکام کی صاف صاف تبلیغ کر چکے ہیں، سب کو کہہ دیا گیا ہے کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا دوسروں کو نہ پوجو اور نہ پکارو۔ سب سے پہلے جب شرک کا ظہور زمین پر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو خلعتِ نبوت دے کر بھیجا اور سب سے آخر میں خاتم المرسلین کا لقب دے کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بنایا جن کی دعوت تمام جنوں اور انسانوں کے لئے زمین کے اس کونے سے لے کر اس کونے تک تھی اور ہے اور قیامت تک رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۳۲ سورہ نحل کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر تعزیہ بنانا اللہ کو پسند نہ ہوتا تو یہ بنتا ہی نہیں اور بنانے والے ہلاک ہو جاتے۔ میرے دوست! یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز اس کو پسند نہیں کرتا۔ اگر تابوت (یعنی تعزیہ) بنانے سے ثواب ہوتا تو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص تعزیہ علیحدہ بنتا۔ دوسرے نمبر میں علمائے دین کی طرف سے ایک تعزیہ بنتا پھر جاہلوں کا نمبر آتا مگر جو سچے سید اور آلِ رسولؐ ہیں وہ تو اس تعزیہ کو دیکھنا بھی حرام سمجھتے ہیں اور حق پرست علماء دین کے سیکڑوں فتوے تعزیہ نہ بنانے کے بارے میں موجود ہیں۔ مگر ہندوستان کی جہالت کچھ ایسا رنگ لائی کہ یہ جاہل کسی کی بھی نہیں سنتے اور وہی بات لاتے ہیں کہ اگر خدا کو پسند نہیں ہے تو پھر کیوں بنتے ہیں؟۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز دوست! آپ اتنا تو سوچیں اور سمجھیں کہ بت پرستی دنیا میں عام ہو رہی ہے اور ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ تو کیا بت پرستی بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ خدا کی پناہ!

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ فاطر کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب سے (فوراً) گرفت (پکڑ) فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس (یعنی جاندار) کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے۔ جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی (اس وقت) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

میرے دوست! ایسا نہیں ہے کہ ادھر انسان نے گناہ کیا اور ادھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ اگر اس طرح اللہ تعالیٰ کرتا تو شاید ہی دنیا میں کوئی انسان بچتا مگر یہ ہمارے مالک مختار کا بڑا رحم و کرم ہے کہ اپنے بندوں کو ڈھیل دیتا رہتا ہے کہ آج نہیں کل، کل نہیں تو پرسوں کبھی نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کریں گے اور گناہوں سے توبہ کر لیں گے۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر عمل کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو (عمل کرتے ہوئے) دیکھا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں (یعنی باپ دادے کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں پھر بھی ان کی تقلید کرنا کہاں کی عقلمندی ہے)۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں اور مشرکوں سے کہتا ہے کہ اللہ کی کتاب پر اور سنت رسول پر عمل کرو اور اپنی جہالت کو چھوڑ دو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے بڑوں کی

راہ لگے ہوئے ہیں (یعنی جو ہمارے باپ دادا کرتے تھے ہم اسی طریقہ پر عمل کر رہے ہیں جن چیزوں کی وہ پوجا پاٹ کیا کرتے تھے ہم بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے)۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۲۰ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے سترہویں پارہ میں سورۂ حج کے نویں رکوع میں آیت نمبر ۷۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جب ان کے سامنے ہمارے کلام کی کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کیجاتی ہے تو تجھکو کافروں کے چہروں پر ناخوشی کے صاف آثار نظر آتے ہیں قریب ہے کہ ہماری آیتیں سنانے والوں پر حملہ کر بیٹھیں کہدے کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ ناخوشی کی خبر دوں، وہ آگ ہے، جس کا وعدہ خدا نے کافروں سے کر رکھا ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

بغیر دلیل کے بلا سند کے خدا کے سوا دوسرے کی پوجا پاٹ عبادت و بندگی کرنے والوں کا جہل و کفر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ سوائے شیطانی تقلید اور باپ دادوں کی دیکھا دیکھی کے نہ کوئی نقلی دلیل ان کے پاس ہے نہ ہی عقلی، ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں کہ خدا کے کسی عذاب سے انھیں بچالے۔ ان پر خدا کے پاک کلام کی آیتیں صحیح دلیلیں واضح حجتیں جب پیش کی جاتی ہیں تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے خدا کی توحید رسولؐ کی اتباع کو صاف طور پر بیان کیا کہ انھیں مرچیں لگیں شکلیں بدل گئیں تیوریوں پر بل پڑنے لگے، آستینیں چڑھنے لگیں اگر بس چلے تو زبان کھینچ لیں ایک لفظ حقانیت کا زبان پر آنے نہ دیں اسی وقت گلا گھونٹ دیں، ان سچے خیر خواہوں کی خدا کے دین کے مبلغوں کی برائیاں کرنے لگتے ہیں زبانیں ان کے خلاف چلنے لگتی ہیں، اور ممکن ہو تو ہاتھ بھی ان کے خلاف اٹھنے میں نہ رکیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہدو کہ ایک طرف تو تم جو دکھ ان خدا کے دین کے متوالوں کو پہنچانا چاہتے ہو اسے وزن کرو دوسری طرف اس دکھ کا وزن کرلو جو تمہیں یقیناً تمہارے کفر و انکار کی وجہ سے پہنچنے والا ہے پھر دیکھو بدترین چیز کونسی ہے؟ وہ آتش دوزخ اور وہاں کے طرح طرح کے

Scanned by CamScanner

عذاب؟ یا جو تکلیف تم ان سچے موحدوں کو پہنچانا چاہتے ہو؟ اب تم ہی سمجھ لو کہ جہنم کیسی بُری جگہ ہے؟ کس قدر ہولناک ہے؟ کس قدر تکلیف دینے والی ہے؟ اور کتنی مشکل والی جگہ ہے؟ یقیناً وہ نہایت ہی بدترین جگہ اور بہت ہی خوفناک مقام ہے جہاں راحت و آرام کا نام بھی نہیں۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۔ سورۂ حج کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان کے جاہل ان پڑھ مسلمانوں کی طرف سے بھی حق پرستوں کو یہی جواب ملتا ہے کہ اگر تابوت و تعزیہ بنانا شریعت میں ناجائز تھا منع تھا، حرام تھا، تو پھر ہمارے باپ دادا اس کو کیوں بناتے تھے۔ میرے بھیا یہ جواب دینا آپ کو زیبا نہیں۔ آپ کے باپ دادا بھولے بے سمجھ اور بے علم تھے اس وجہ سے وہ ثواب سمجھ کر کرتے تھے۔ اور آپ تو سمجھ دار ہیں، علم بھی رکھتے ہیں پھر آپ ایسی گمراہی میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی آخرت کے لئے ٹھیک نہیں ہے اور آپ یہ خیال بھی نہ کرنا کہ سارے ہندوستان میں تعزیئے بن رہے ہیں تو پھر وہ لوگ بند کیوں نہیں کرتے یہ آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن تابوت و تعزیئے بند نہیں ہو رہے۔ اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ اور اس وجہ کو بھی کان لگا کر خوب دھیان سے سُن لو۔

حق پرست علماء دین کا سمجھانا ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے اکثر جگہ جو بیکار ثابت ہو رہا ہے اس کا سبب ہمارے جاہل جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی مُلّا اور صوفی ہیں۔ یہ لوگ صرف ملیدہ کھانے کے اور نذرانہ لینے کے مسلمان ہیں۔ اگر جہالت کی رسمیں بند ہو جائیں تو ان لوگوں کو ملتا ہوا ملیدہ اور نذرانہ بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے جاہل، اَن پڑھ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے وہ جان توڑ محنت کرتے ہیں۔ وہ چلا چلا کر اس طرح سمجھاتے ہیں کہ ہماری یہ رسمیں ہمارے بڑے بوڑھوں کے زمانے سے یعنی باپ دادا کے خاندانوں سے چلی آ رہی ہیں کیا وہ مسلمان نہیں تھے، کیا وہ بے وقوف تھے، کیا وہ جاہل تھے، پہلے اسلام نہیں تھا، شریعت نہیں تھی،

کتابیں نہیں تھیں، مُلا اور مولوی نہیں تھے، عالم اور مفتی نہیں تھے، واعظین نہیں تھے جو آج یہ لوگ نئے نئے مسئلے نکال کر ہماری پرانی رسموں کو بند کرانا چاہتے ہیں۔ تم لوگ ہرگز ان لوگوں کی باتوں میں نہ آنا، تم جانتے نہیں ہو، یہ سب وہابیوں کی باتیں ہیں، ان لوگوں کو سرکار کی طرف سے تنخواہ ملتی ہے یا فلاں فلاں جماعت کی طرف سے ان کو وظیفہ ملتا ہے۔ اللہ کی پناہ! اپنے نفس کی خاطر کیسے کیسے بہتان اللہ کے نیک بندوں پر لگائے جاتے ہیں۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ حق بات کو سمجھنے لگیں، اور پیٹ پرست، خود پرست اور نفس پرست لوگوں سے بچیں اور ہر بری رسم کو بند کر دیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی بند کر دینے کے لئے سمجھائیں۔ اللہ پاک ضرور حق پرستوں کی مدد فرمائے گا۔ یہ ہے وہ وجہ جو تعزیہ اور رسمیں بند نہیں ہوتیں۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سُورۂ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ تو نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا آپ یا آپ کے مولوی صاحب کسی آیت سے، یا حدیث سے، یا حنفی مسالک کی کسی "معتبر" کتاب سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ تابوت و تعزیہ بنانا نیک کام ہے، یا اس کی نذر و نیاز کرنا نیک کام ہے، یا اس میں رقم خرچ کرنا نیک کام ہے، یا وہاں پر ناچنا کودنا نیک کام ہے، یا ریچھ بندر بننا نیک کام ہے، یا جیتے جی منہ کالا کرنا نیک کام ہے اور مردوں کا غیر عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کا غیر مردوں کے ساتھ مل جل کر خلط ملط ہو کر ماتم کرنا یا بازاروں میں پھرنا نیک کام ہے؟ دھوم دھام اور شور و غل کرنا ڈھول تاشے، نقارے اور شہنائیاں بجانا نیک کام ہے؟ نوحے پڑھنا نیک کام ہے؟ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کام نیک نہیں ہے اور اسلام میں سب کا سب حرام اور ناجائز اور برا ہے تو پھر آپ کی عقل کہاں غارت ہو گئی ہے کہ آپ ان باتوں کو چھوڑتے نہیں اور باوجود علم ہونے کے سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی گمراہی کے کام کرتے ہیں یہ کتنی بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔

Scanned by CamScanner

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں لے لیا ہے۔ پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ "انہوں نے ایمان کے بدلے میں کفر قبول کیا۔" مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔" قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا۔" مطلب یہ ہے کہ منافق ہدایت سے ہٹ کر گمراہی پر آگئے اور ہدایت کے بدلے گمراہی لے لی۔ ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ ہدایت سے بھرے ہوئے گلستاں میں سے نکل کر گمراہی کے خارزار میں اور سنت کے پاک گلشن سے نکل کر بدعت سے بھرے ہوئے جنگل میں آگئے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ [illegible] سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

تعزیہ میں تین باتیں کثرت سے ہوتی ہیں ایک تو کھیل کود، دوسری نوحہ گری، تیسری فضول خرچی۔

قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورۂ انعام کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر میں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ انہیں چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور دنیا کی زندگی نے انھیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے دین کو ایک کھلونا بنا رکھا ہے کیونکہ وہ عذاب عظیم کی طرف جا رہے ہیں اسی لئے فرمایا کہ انھیں اس قرآن کے ذریعہ نصیحت و عبرت دلاؤ اللہ کے عذاب سے انھیں ڈراؤ تاکہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک نہ کر دیئے جائیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ [illegible] صفحہ ۲۳ سورۂ انعام کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

جب کسی کے گھر میں بڈھا یا جوان یا کسی کے بچے کی میت ہو جاتی ہے تو دوسرے لوگ جو زندہ ہیں وہ مردے کی مثال نظر آتے ہیں اور اڑوس پڑوس میں رہنے والے بھی ایسے نظر آتے ہیں جیسا کہ ان کو سانپ سونگھ گیا ہو، پورے محلہ میں سناٹا چھا جاتا ہے کسی کے چہرے پر رونق یا ہنسی نظر نہیں آتی اور سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس وقت کوئی نہیں ناچتا اور کوئی نہیں کودتا، کوئی ڈھول تاشے اور شہنائیاں نہیں بجاتا، کوئی کھیل تماشہ نہیں کرتا، کوئی بھیس نہیں بناتا، کوئی ریچھ یا بندر نہیں بنتا، کوئی نہیں ہنستا، کوئی نہیں ہنساتا، کوئی اچھے اچھے کپڑے نہیں پہنتا، کسی کو شربت بھی نہیں بھاتا اور سب کے سب ایسے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان لوگوں کے اوپر کوئی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر طرح طرح کے کھیل اور تماشے کرتے ہیں، ناچتے کودتے ہیں اور ڈھول تاشے شہنائیاں بجاتے ہیں، اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، چائے، پان، سگریٹ، حلوا پوڑی، شربت مزے سے کھاتے پیتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں، طرح طرح کے مرثیے گاتے ہیں اور طرح طرح کے بھیس بناتے ہیں اور ناچنے، اچھلنے پر اور کھیل تماشوں پر ایک دوسرے کو واہ واہ کی داد دیتے ہیں اور کسی کے چہرے پر سوائے خوشی کے غم کے آثار تک نظر نہیں آتے۔

اب یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ جب ہمارے گھر میں کوئی مر جائے تو ہم لوگ مُردے کی مثال چپ چاپ اور گم سم بیٹھے رہیں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسولِ خدا کے پیارے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لاڈلے تھے، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لختِ جگر اور نورِ نظر تھے، ان کی شہادت پر کھیل تماشے کریں۔ ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ اتنا کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں جس طرح سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفے کے لوگوں نے شہید کیا اور ان کی شہادت پر

ناچے کودے، کھیل تماشے کئے اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان سمجھتے تھے۔

یہ نادان لوگ جب گھوڑے اور تابوت کو لے کر بازار کے گلی کوچوں میں نکلتے ہیں اس وقت اکھاڑے والوں کی ایک عجیب رونق ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اکھاڑہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ اگر اکھاڑہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہوتا تو وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کبھی نہیں کھیل سکتا۔ کیا باپ کا اکھاڑہ بیٹے کی شہادت پر کھیل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانے میں زندہ ہوتے اور انکے سامنے گھوڑا، تابوت اور علم یا پنجے وغیرہ بنائے جاتے اور اس کے سامنے ناچتے کودتے، اچھلتے اور کھیل کھیلتے، لنگور یا بھالو یا طرح طرح کے بھیس بنا کر کھیل تماشے کرتے۔ ڈھول، تاشے، شہنائیاں خوب بجاتے، نوحہ گاتے، مرثیہ پڑھتے، سینہ کوٹتے، مرد اور عورتیں جانوروں کی طرح خلط ملط ہو کر گھومتے پھرتے، بازار کی گلی اور کوچوں میں عورتیں بے پردہ ہو کر سینہ کوٹتیں اور ان تمام حرکتوں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تو ایمانداری سے آپ ہی فیصلہ کریں کیا وہ ان حرکتوں کو پسند کرتے؟ ہرگز نہیں بلکہ بے انتہا سمجھانے کی کوشش کرتے۔

جو لوگ تابوت اور گھوڑا بنانے والے ہیں ان میں سے کچھ تو پیسہ کمانے کے لئے بناتے ہیں۔ اور کچھ سرداریاں حاصل کرنے کے لئے بناتے ہیں۔ اور کچھ ناچنے کودنے اور کھیل تماشے کا مزہ لوٹنے کے لئے بناتے ہیں۔ اور کچھ لوگ تو ان حرکتوں کو مذہب کی بنیاد سمجھ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ مبارک کو ایک روزہ رکھ کر نہیں بخشتے اور نہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر بخشتے ہیں۔ یہ لوگ تو صرف جھوٹی محبت کا دعویٰ کر کے ناچنے، کودنے کا مزا اڑانے والے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا کا بھی ڈر نہیں اور نہ عذاب کا ڈر ہے۔ کتنے نادان اور بے سمجھ لوگ ہیں نماز پڑھنا، روزے رکھنا تو وبالِ جان اور مصیبت سمجھتے ہیں۔ اور رسم و رواج کو نبھانا عین مذہب سمجھتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے چھٹے[۶] پارہ میں سورۂ مائدہ کے نویں[۹] رکوع میں آیت نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: - اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں۔

کیا تم ان سے دوستیاں کروگے جو تمہارے طاہر مطہر دین کو ہنسی میں اڑاتے ہیں اور اسے ایک کھیل اور تماشہ بنائے ہوئے ہیں۔

حوالہ: - تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۱۳ سورۂ مائدہ کے نویں رکوع کی تفسیر میں۔

دوسری بات تعزیئے میں اکثر جگہ نوحہ گری ہوتی ہے اور اس کو ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے اب نوحہ کرنے والوں اور نوحہ کرنے والی عورتوں کے لئے جو وعید آئی ہے اس کو بھی سن لو۔

حدیث: - حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ایام جاہلیت کی چار باتیں ہیں جن کو میری امت کے لوگ نہ چھوڑیں گے (۱) فخر کرنا حسب پر (۲) طعن کرنا نسب پر (۳) پانی طلب کرنا ستاروں سے (۴) نوحہ کرنا۔ اور نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائے گی اس حال میں کہ اس کے جسم پر قطران اور خارش کا کرتہ ہوگا۔ یعنی اس کے جسم میں خارش ہوگی۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۹ حدیث ۱۶۲۹ میت پر رونے کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف " ۱ صفحہ ۱۵۲ " ۹۳۶ جنازے کا بیان۔

(۳) ترمذی شریف " ۱ صفحہ ۱۹۳ " ۹۰۷ " "

(۴) مظاہر حق " ۲ صفحہ ۹۶ میت پر رونے کا بیان۔

حدیث: - حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گریبان چاک کرنے والی عورت، منھ نوچنے والی اور واویلا کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے

حوالہ: - ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۳ حدیث ۱۵۸۵ جنازے کا بیان۔

حدیث: - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ حدیث ۱۶۳۲ میت پر رونے کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۹۸

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (غم میں اپنے) رخساروں پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی ہائے واویلا کرے)۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۹۸ حدیث ۱۱۹۵ جنازہ کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸ حدیث ۸۳ باب ۴۰ کتاب الایمان۔

(۳) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ ، ۹۰۵ جنازہ کا بیان۔

(۴) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۳۳ ، ۱۹۰۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جاہلیت کی سی پکاریں پکارے وہ جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ لوگوں نے پوچھا حضورؐ! اگر وہ روزہ دار اور نمازی ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزے بھی رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۵۸ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

تیسری بات فضول خرچی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بھائی جتنی رقم تعزیہ اور دُلدُل بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ اتنی رقم کسی اور کام میں خرچ نہیں کرتے۔ بجائے تابوت اور دُلدُل بنانے کے یہ رقم اگر دینی مدرسوں میں خرچ کرتے یا اپنے بچوں کے لئے اسکول بناتے یا مسافروں کے لئے مسافر خانہ بناتے یا غریبوں کو دیتے یا محتاجوں کو دیتے یا فقیروں کو دیتے یا یتیموں کو دیتے یا بیواؤں کو دیتے یا مسافروں کو دیتے یا قرضداروں کا قرض ادا کروا دیتے پھر اس کا ثواب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو بخش دیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

تعزیہ میں پیسہ خرچ کرنے سے کچھ بھی ثواب نہیں ملتا بلکہ آخرت میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ تعزیہ بنانے سے دین میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تعزیہ کی گھما گھمی اور دھوم دھام

Scanned by CamScanner

میں جتنی رقم خرچ ہوتی ہے وہ فضول خرچ ہوتی ہے اور فضول خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی بتایا ہے۔

قرآن مجید کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۶، ۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچ کر کے مال کو نہ اڑاؤ کیونکہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اسراف اور بیوقوفی اور اللہ کی اطاعت کے ترک اور نافرمانی کے ارتکاب کی وجہ سے مسرف لوگ شیطان کے بھائی بن جاتے ہیں شیطان میں یہی بدخصلت ہے کہ وہ رب کی نعمتوں کا شکر اس کی اطاعت کا تارک اس کی نافرمانی اور مخالفت کا عامل ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۲۰ سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

بعض جگہ پر گھوڑے زیادہ بناتے ہیں اور بعض جگہ پر تعزیئے زیادہ بناتے ہیں اور بعض جگہ گھوڑے اور تعزیئے دونوں بناتے ہیں۔ تعزیہ تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی نقل کرتے ہیں۔ اور گھوڑا اس لئے بناتے ہیں کہ اس پر معرکہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہوئے تھے اور جب آپ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ اونٹ تھے تو اونٹ بناتے ہیں اور بعض جگہ پر شیر بناتے ہیں یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیر کیوں بناتے ہیں۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے سترہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔

مسند احمد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شہید کو چھ انعامات حاصل ہوتے ہیں:۔

(۱) اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں (۲) اسے اس کا جنت کا مکان دکھلا دیا جاتا ہے (۳) اور نہایت خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں

والی حوروں سے اس کا نکاح کرادیا جاتا ہے (۴) وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے (۵) وہ عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے (۶) اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کردیا جاتا ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲ سورۂ محمد کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

یہ جاہل ہرسال حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا سمجھ کر دفن کرتے ہیں اور اس کے بعد تیجا، دسواں، بیسواں، اور چالیسواں سب کچھ کرتے ہیں گویا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دفن کر آئے اور جب دفن کرنے کے لئے تعزیہ اٹھایا جاتا ہے تو ہریجنوں سے یا مزدوروں سے اٹھایا جاتا ہے اور اگر ان لوگوں کے گھر میں کوئی مرجاتا ہے تو بذات خود کندھا دیں گے اور دفن کے بعد وہ تمام رسمیں ہونی چاہئیں جو مرنے والے کے پیچھے یہ جاہل لوگ کرتے ہیں۔

ایک بات بڑی حیرت اور افسوس کی ہے وہ یہ کہ جب تعزیہ دفن کرتے ہیں اس وقت نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور بغیر نماز پڑھے ہی دفن کر دیتے ہیں۔ مرنے والے کے پیچھے جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ کرتے ہیں صرف ایک نماز جنازہ نہیں پڑھتے اتنی کسر کیوں رکھتے ہیں، اگر تعزیہ پر نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ جائز نہیں ہے۔ تو پھر یہ گھوڑا اور تعزیہ، تیجا، دسواں، بیسواں اور چالیسواں یا جو کچھ تعزیہ کے سلسلہ میں ہوتا ہے وہ کب جائز ہے اور کونسی کتاب میں لکھا ہے۔ ہمارا مذہب کتابی ہے رواجی نہیں۔ اگر قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ باتیں لکھی ہوئی نہیں ہیں تو پھر کیوں کرتے ہو۔ توبہ کیوں نہیں کرلیتے

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

جب کسی شخص کی محبت اور دوسرے کا بغض دل میں واقع ہو تو اپنے نفس اور اپنی طبیعت سے نہ اس کو محبوب بنا اور نہ اس سے بغض رکھ بلکہ ان دونوں کو فیصلہ کے لئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کردے۔ پس جس کو تونے محبوب بنایا ہے اگر وہ دونوں اس کی موافقت کریں تو ہمیشہ اس کی محبت پر قائم رہ اور اگر مخالف ہوں تو اس کی محبت سے باز آجا۔

حوالہ: فیوض یزدانی صفحہ ۳۵۱ مجلس ۵۹

Scanned by CamScanner

اے میرے مسلمان بھائیو اور میری مسلمان بہنو! اب سُن لو تابوت و تعزیہ اور غم کے اندر ماتم کرنے کے بارے میں فتوے۔

حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن کو غم و الم کا دن تصور کیا جائے تو پیر کا دن اس سے بھی زیادہ غم کرنے کا دن ہے کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی دن ہوئی ہے اور اسی روز حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وفات پائی ہے۔

حوالہ:۔ غنیۃ الطالبین صـ ۴۵۳ یوم عاشورا پر طعن کے بیان میں۔

محدّث علاّمہ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ جو ہر سال سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم کرنے میں آتا ہے وہ مکروہ تحریمی ہے (یعنی حرام کے نزدیک ہے)۔

حوالہ:۔ مجمع البحار حصہ ۳ صـ ۵۵۔

محدّث علاّمہ ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

خبردار خبردار! عاشورا کے دن رافضیوں کی بدعتوں میں ہرگز مشغول نہ ہونا جیسا کہ مرثیہ خوانی، چلاّنا، ماتم کرنا، یہ سب کام مسلمانوں کے نہیں ہیں۔

حوالہ:۔ صواعق محرقہ صـ ۱۱۲۔

محدّث شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اہل سُنّت کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ عاشورا کے دن فرقہ روافض کی نکالی ہوئی بدعتیں جیسے کہ مرثیہ اور ماتم اور نوحہ وغیرہ سے بچتا رہے سبب اس کا یہ ہے کہ

یہ سب کام ہم مسلمانوں کے نہیں ہیں۔
حوالہ:۔ شرح سفر السعادت صـ۵۴۳۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

محرم میں تعزیہ بنانا اور بناوٹی قبریں بنانی، ان پر منت چڑھانی اور ربیع الثانی (یعنی گیارہویں کے مہینے میں) مہندی روشن کرنی اور اس پر منتیں چڑھانی شرک ہے۔
حوالہ:۔ فتاویٰ عزیزیہ حصہ ۱ صـ۱۴۷۔

میرے عزیز دوستو! میں آپ کو کیا سناؤں اور کیا نہ سناؤں میری تو عقل حیران ہے کہ اتنے اتنے ثبوت ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو سنی اور حنفی کہلانے والے تو یہ نہیں کرتے اور اپنی آنکھیں بند کر کے گمراہوں کی اندھی تقلید کر رہے ہیں۔

مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صـ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ تابوت اور اس کے سامنے جتنے کام ہو رہے ہیں یہ سب کام بدعت اور منع ہیں اس کا کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔
خطبہ حنفیہ وعظ ۱۹ صـ۱۳۰ کے اندر تابوت بنانے کو حرام لکھا ہے۔

میرے عزیز دوستو! حنفی مذہب کے ماننے والے تمام علماء دین تابوت کو ناجائز، منع، گمراہی اور حرام بتاتے ہیں۔ اس مسئلہ میں دیوبندی اور بریلوی علماء سب کا اتفاق ہے۔ یعنی دونوں طرف کے علماء تابوت بنانے سے یا اس میں شامل ہونے سے یا اس کی مدد کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اب سنئے بریلوی علماء کے فتوے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ

علم، تعزیہ، ابریک، مہندی جیسے طریقے جاری کرنا بدعت ہے۔ بدعت سے اسلام کی شان بڑھتی نہیں۔ تعزیہ کو حاجت کا پورا کرنے والا ماننا جہالت پر جہالت ہے۔ اس کی منت ماننا بے وقوفی اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنانہ وہم ہے۔ مسلمانوں کو ایسی حرکت سے بچنا چاہیے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- رسالہ محرم و تعزیہ داری ص۵۹ ۔

محرم میں کالے اور ہرے رنگ کے کپڑے (پہننا) غم کی نشانی ہے اور غم حرام ہے۔

حوالہ :- احکام شریعت حصہ ۱ ص۹ ۔

حضرت مولانا مصطفےٰ صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ بنانا بدعت ہے۔ اس سے اسلام کی شوکت یا دبدبہ نہیں بڑھتا بلکہ مال کو فضول پھینک دینا ہے۔ اس کے لئے سخت سزا کی وعید (یعنی دھمکی) آئی ہے۔

حوالہ :- رسالہ محرم و تعزیہ داری ص۱ ۔

حضرت مولانا محمد عرفان رضوی صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ بنانا اور اس پر پھول، ہار چڑھانا وغیرہ سب کام ناجائز اور حرام ہیں۔

حوالہ :- عرفان ہدایت ص۹ ۔

حضرت مولانا حشمت علی صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ جس طریقہ سے چالو ہے اس میں کتنے گناہ خلاف شریعت باتوں کا مجموعہ ہیں گناہ، ناجائز بہت بڑی بدعت ہے۔ اللہ کے عذاب کا سبب اور رافضیوں کا طریقہ اور شریعت سے ناواقف اور بے علم کے سوا کوئی جائز نہیں کہتا۔ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔ ہر ایک گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ دوسری حدیث میں ہے ہر ایک برا کام نئی پیدا کی ہوئی راہ ہے اور ہر ایک نئی پیدا کی ہوئی راہ بدعت ہے اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس لئے ہر ایک تعزیہ بنانے والا، رکھنے والا، اس میں پیسے دینے والا یا خالی مدد کرنے والا، اس کے اوپر شیرینی یعنی نیاز چڑھانے والا، فاتحہ دینے والا سب

Scanned by CamScanner

گنہگار اور سخت عذاب کے مستحق ہیں کیونکہ یہ سب باتیں عذاب کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گناہ اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ کرو۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی خطرناک بدعت سے اور بُرے کاموں سے تمہارے لئے بچنا ضروری ہے۔ حدیث کے مطابق بچے اور دور رہے اور کسی طرح بھی اس میں شریک نہ ہووے۔

حوالہ:۔ مجمع المسائل حصہ ۱ صفحہ ۱۲۹۔

حضرت مولانا امجد علی صاحب رضوی بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ دار واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے ہیں اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے جاتے ہیں۔ کہیں زری جتی ہے اور علم شدّے نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار، پھول، ناریل چڑھائے جاتے ہیں، وہاں جوتا پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں، بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے، چھتری لگانے کو بہت بُرا جانتے ہیں، تعزیوں کے اندر دو بناوٹی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، اور سبز غلاف والی قبر کو حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ یا قبر بناتے ہیں اور وہاں شربت ملیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ اقدس پر فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیئے دسویں تاریخ کو بناوٹی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی

Scanned by CamScanner

نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے۔ مہندی رچائی جائے گی۔

اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جس کی کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے۔ جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچے کو فقیر بناتے ہیں۔ اور اس کے گلے میں جھولی ڈال دیتے ہیں اور گھر گھر سے بھیک منگواتے ہیں کوئی سقّہ بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات ہیں سے پانی بھر لائے گا کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے۔ گویا کہ حضرت عبّاس علم دار ہیں کہ دریائے فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب لغو اور خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں ہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین و سنّت کے لئے زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعت کا ذریعہ بنا لیا۔ بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے، کچھ حصّہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصّہ جانور کا سا ہوتا ہے شاید یہ حضرت عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دُلدُل یعنی گھوڑا بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی بندر، ریچھ اور لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبّت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں؟۔

یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشہ بنا لیا۔ اس سلسلہ میں نوحہ اور ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اتنے زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے، سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیہ میں غلط واقعات

نظم کیے جاتے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ اکثر مرثیے رافضیوں ہی کے ہیں بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اسی رو میں سُنّی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں، انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

حوالہ:۔ بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۲۱۱ مجالس کا بیان۔

علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیے کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو رافضی اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں اس کی منت سخت جہالت ہے۔ ایسی منت ماننی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے اور ان سب سے بدتر شیخ سدو کا مرغا اور کڑاہی ہے۔

حوالہ:۔ بہار شریعت حصہ ۹ صفحہ ۳۵ منت کا بیان۔

نہ اہل بیت کی الفت ہے تعزیہ بازی
نہ مصطفےٰ کی محبت ہے تعزیہ بازی

نئی تمہاری عبادت ہے تعزیہ بازی
خلافِ شرع جو تم ایسے عاشق آئے ہو

سمجھتے ہیں کہ کفایت ہے تعزیہ بازی
نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ چھوڑ کے سب

یہ ساری نفس کی شامت ہے تعزیہ بازی
ڈرو خدا سے کرو توبہ ان گناہوں سے

بہت سا قوم کو سمجھا چکے ہم اے اسرار
نہ چھوڑیں، ان کی جہالت ہے تعزیہ بازی

حوالہ:۔ خطبہ حنفیہ وعظ ۱۷ صفحہ ۱۲۵۔

میرے عزیز دوستو! تابوت اور گھوڑا بنانا بدعت ہے۔ اس سے مراد مانگنا اور اسے حاجت پوری کرنے والا سمجھنا کفر ہے۔ اس کی منت ماننا اور اس پر نار۔ یل اور پھول چڑھانا یا اور کوئی نیاز وغیرہ چڑھانا شرک ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور قابل ثواب سمجھنا بت پرستی ہے۔ اس تابوت اور گھوڑا بنانے میں یا ناچنے، کودنے میں اور نوحہ گری کرنے میں یا مرثیے پڑھنے میں کوئی قابل ثواب بات نہیں ہے۔ یہ سب کام شریعت کے بالکل خلاف ہیں اور پرلے درجے کی گمراہی کے طریقے ہیں۔

Scanned by CamScanner

بت پرستی کا انجام

قرآن کریم کے انیسویں پارہ میں سورہ شعراء کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۵۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو لے کر یہاں سے راتوں رات نکل جاؤ۔ آپ راتوں رات انہیں لے کر روانہ ہو گئے، صبح فرعونیوں نے دیکھا کہ رات کو سارے بنی اسرائیل چلے گئے تو فرعون کو جا کر خبر کر دی۔ اس نے سارے ملک میں خبر بھیجکر فوجیں طلب کیں اور بہت بڑی جمعیت کے ساتھ ان کا پیچھا کیا۔ راستے میں جو دریا بیچ میں آتا تھا اس کی طرف خدا کی وحی پہنچی کہ تجھ پر جب میرے بندے موسیٰ (علیہ السلام) کی لکڑی پڑے تو تو انہیں راستہ دے دینا تجھ میں بارہ راستے ہو جائیں تاکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ اپنی راہ لگ جائیں۔ پھر جب یہ پار ہو جائیں اور فرعونی اندر آ جائیں تو تو مل جانا اور ان میں سے ایک کو بھی بغیر غرق کئے نہ چھوڑنا۔ موسیٰ علیہ السلام جب دریا پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ موجیں مار رہا ہے، پانی چڑھا ہوا ہے، شور اٹھ رہا ہے تو گھبرا گئے اور لکڑی مارنا بھول گئے دریا بے قرار تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے کسی حصہ پر موسیٰ علیہ السلام لکڑی مار دیں اور اسے خبر نہ ہو تو عذاب خدا میں بسبب نافرمانی کے پھنس جائے۔ اتنے میں فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کے قریب آ پہنچا۔ یہ گھبرا گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے موسیٰ! ہم پکڑ لئے گئے، اب آپ وہ کیجئے جو خدا کا آپ کو حکم ہے یقیناً نہ تو خدا جھوٹا ہے اور نہ آپ جھوٹے ہیں، آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے حکم کیا گیا ہے کہ جب تو دریا پر پہنچ جائے تو وہ تجھے بارہ راستے دے دیگا، تو گزر جانا۔

Scanned by CamScanner

اسی وقت یاد آیا کہ لکڑی مارنے کا حکم ہوا ہے چنانچہ لکڑی ماری۔ ادھر فرعونی لشکر کا اول حصہ بنی اسرائیل کے آخری حصے کے قریب آچکا تھا کہ دریا خشک ہوگیا اور اس میں بارہ ۱۲ راستے ہوگئے اور آپ اپنی قوم کو لئے ہوئے اس میں بے خطر اتر پڑے اور آرام کے ساتھ جانے لگے، جب بنی اسرائیل سمندر سے پار ہوگئے تو فرعونی سپاہی ان کے پیچھے دریا میں اترے اور جب یہ سارا لشکر دریا میں اتر گیا تو فرمانِ خدا کے مطابق دریا پھر رواں ہوگیا یعنی اصلی حالت میں بہنے لگا اور سب کو ایک ہی وقت میں غرق کردیا۔

بنی اسرائیل اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس وقت انہوں نے کہا اے نبی اللہ! ہمیں کیا خبر کہ فرعون بھی مرگیا یا نہیں۔ آپ نے اللہ سے دعا کی اور دریا نے فرعون کی بے جان لاش کو کنارے پر پھینک دیا جسے دیکھ کر ان کو یقین کامل ہوگیا کہ ان کا دشمن مع اپنے لشکر کے تباہ ہوگیا۔

قرآن کریم کے نویں ۹ پارہ میں سورۂ اعراف کے سولہویں ۱۶ رکوع میں آیت نمبر ۱۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے پار کردیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ تھی (یعنی پوج رہے تھے) کہنے لگے اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

اوپر کی آیت کریمہ قابلِ غور ہے، سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہیں، سیکڑوں معجزے دیکھتے چلے آرہے ہیں، ابھی ابھی سمندر پھٹا، بنی اسرائیل پار ہوگئے اور فرعون غرق ہوگیا۔ یہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوا ہے، کسی کی سنی سنائی بات نہیں تھی۔ پھر بھی سمندر سے پار ہوکر کچھ دور جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت بتوں کی پوجا کررہی ہے۔ ان کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کے امتی موسیٰ علیہ السلام سے گزارش اور سفارش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ایک ایسا بت پوجنے کے لئے بنا دیجئے۔ جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے۔ شیطان کی محنت کو دیکھئے موسیٰ علیہ السلام کے موجود ہوتے ہوئے

ان کے دل میں بت پرستی کی محبت ڈال دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر فرمایا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو، تم لوگوں نے اتنی بڑی بڑی عبرتناک نشانیاں دیکھیں ایسے اہم واقعات سنے لیکن نہ اب تک عبرت ہوئی اور نہ غیرت آئی۔

ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یہ بات قابلِ غور ہے کچھ خاص لوقت بھی نہیں گزرا۔ اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں ہونے کے باوجود نبی اسرائیل بت پوجنے کی تمنا کر رہے ہیں۔

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریباً چودہ ۱۴۰۰ سو سال ہو گئے کیا ہم کو شیطان نے کچھ بھی نہیں بہکایا ہوگا؟ کیا ہم سب کے سب اسی طریقے پر ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے لے کر آئے تھے؟۔

حدیث:- حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے چلے تو مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے اس درخت کو ذاتِ انواط کہتے تھے اس پر وہ اپنے اسلحے لٹکاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے لئے بھی ذاتِ انواط بنا دیجئے جیسا کہ ان کے لئے ذاتِ انواط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ویسا ہی مطالبہ ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہم لوگوں کے لئے بھی چند معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے لئے چند معبود ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے طریقے پر چلو گے۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱ حدیث ۳۶ فتنے کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ " ۱۳۶ "

(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۰۴ " "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی جنگ کی طرف چلے تو آپ کے ساتھ دس ہزار آدمیوں کا لشکر تھا، راستے میں کچھ لوگ کسی ایک درخت پر ہتھیار لٹکائے بیٹھے تھے۔ ان کے خیال میں یہ تھا کہ اس درخت پر کچھ دن یا کچھ گھنٹے ہتھیار لٹکانے سے وہ ہتھیار دشمنوں

Scanned by CamScanner

پر بہت چلتا ہے۔ انھیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے لئے بھی ایسا ہی ایک درخت بنا دیجئے تاکہ ہم بھی برکت حاصل کریں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایسا ہی مطالبہ ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے امتیوں کا تھا۔ خدا کی قسم تم لوگ دوسروں کے قدم بقدم چلو گے۔ یعنی جو کام یہود و نصاریٰ نے کیا ہے ان سے کم تم بھی نہیں رہو گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں رہتے ہوئے بھی شیطان نے بت پرستی کی محبت دل میں ڈالدی آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریباً چودہ سو سال ہو گئے پھر یہ شیطان ہم کو تعزیہ اور قبریں نہیں پجوائے گا تو کیا چھوڑ دے گا؟۔

وہاں سے آگے چل کر ایک منزل پر موسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا اور وہاں اپنا خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام کو بنا کر قوم سے خطاب فرمایا کہ میری واپسی تک ان کی فرمانبرداری کرتے رہنا۔ میں اپنے رب کے پاس جارہا ہوں تیس دن کا اس کا وعدہ ہے۔ چنانچہ قوم سے الگ ہوکر وہ وعدہ کی جگہ پہنچے اور تیس دن رات کے روزے پورے کر کے خدا سے باتیں کرنے کا دھیان پیدا ہوا لیکن یہ سمجھ کر کہ روزوں کی وجہ سے منھ سے بدبو نکل رہی ہے تھوڑی سی گھاس لے کر آپ نے چبالی۔ اللہ تعالیٰ نے باوجود علم کے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ صرف اس لئے کہ خدایا تجھ سے باتیں کرتے وقت میرا منھ خوشبودار معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منھ کی بُو مجھے مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ اچھی لگتی ہے اب تو دس روزے اور رکھ پھر مجھ سے بات چیت کرنا۔ آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔

قوم پر تیس دن گزر گئے اور حسب وعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس نہ آئے تو وہ غمگین رہنے لگے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ان میں وعظ کیا اور فرمایا کہ جب تم مصر سے چلے تھے تو قبطیوں کی رقم تم میں سے بعض کے اوپر ادھار تھی اسی طرح ان کی امانتیں بھی تمہارے پاس رہ گئی ہیں۔ یہ ہم انھیں واپس تو نہیں کر سکتے لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ ہماری ملکیت میں رہیں۔ اس لئے تم ایک گہرا گڈھا کھودو اور جو اسباب

Scanned by CamScanner

برتن، زیور، سونا، چاندی وغیرہ ان کا تمہارے پاس ہے سب اس میں ڈال دو اور آگ لگادو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ان کے ساتھ سامری نامی ایک شخص تھا یہ گائے اور بچھڑے پوجنے والوں میں سے تھا۔ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا لیکن پڑوسی ہونے کی وجہ سے اور فرعون کی قوم میں سے نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ وہاں سے نکل آیا تھا۔ اس نے ایک خاص نشان سے کچھ مٹھی میں اٹھالیا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا تو بھی اسے ڈال دے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ تو اس فرشتہ کے اثر سے ہے جس کے ذریعہ تمہیں دریا سے پار کردیا گیا۔ خیر میں اسے ڈال دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اس سے وہ بن جائے جو میں چاہتا ہوں۔

آپ نے دعا کی اور اس نے اپنی مٹھی میں جو تھا اسے ڈال دیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس کا بچھڑا بن جائے۔ قدرت خدا سے اس گڑھے میں جو تھا وہ ایک بچھڑے کی صورت میں ہوگیا۔ جو اندر سے پولا (یعنی کھوکھلا) تھا، اس میں روح نہیں تھی لیکن ہوا اس کے پیچھے کے سوراخ سے جاکر منہ سے نکلتی تھی اس سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ بنی اسرائیل نے پوچھا سامری یہ کیا ہے؟ اس بے ایمان نے کہا یہی تمہارا رب ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے اور دوسری جگہ رب کی تلاش میں چلے گئے۔ اس بات نے بنی اسرائیل کے کئی فرقے کردیئے۔ ایک فرقہ نے تو کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک اس کے بابت کوئی بات طے نہیں کرسکتے ممکن ہے یہی خدا ہو تو ہم اس کی بے ادبی کیوں کریں۔ اور اگر یہ رب نہیں تو موسیٰ علیہ السلام کے آتے ہی یہ حقیقت کھل جائے گی۔ دوسری جماعت نے کہا محض واہیات ہے، یہ شیطانی حرکت ہے، ہم اس لغویت پر مطلقاً ایمان نہیں رکھتے نہ یہ ہمارا رب نہ اس پر ہمارا ایمان۔ ایک پاجی فرقہ نے اس کو دل سے مان لیا تھا اور سامری کی بات پر ایمان لے آئے اور حق کو جھٹلا دیا (میرے عزیز دوست کوئی شخص کیسی بھی گمراہی کی رسم نکالے اس کو دنیا میں بعض لوگ تو یقیناً مان ہی لیتے ہیں)۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے اسی وقت سب کو جمع کرکے فرمایا اے لوگو! یہ خدا کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے تم اس جھگڑے میں کہاں پھنس گئے۔ تمہارا رب تو

رحمٰن ہے۔ تم میری اطاعت کرو اور میرا کہا مانو! انہوں نے کہا آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ تیس۳۰ دن کا وعدہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے ہیں اور آج چالیس۴۰ دن ہونے کو آئے ہیں لیکن اب تک لوٹے نہیں۔ بعض بے وقوفوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ان سے ان کا رب خطا کر گیا، اب وہ اس کی تلاش میں ہوں گے۔

ادھر دس۱۰ روزے پورے ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو بتلایا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی قوم کا کیا حال ہے۔ آپ اسی وقت رنج اور افسوس اور غم و غصہ کے ساتھ واپس لوٹے اور یہاں آکر قوم سے بہت کچھ کہا سنا، اپنے بھائی کے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑ کر گھسیٹنے لگے۔ غصے کی زیادتی کی وجہ سے (یہ بھی خیال نہ رہا کہ میرے ہاتھ میں کتنی مقدس چیز ہے اور) تختیاں بھی ہاتھ سے پھینک دیں۔ پھر اصل حقیقت معلوم ہو جانے پر اپنے بھائی سے معافی چاہی اور ان کے لئے دعا کی۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے جواب دیا کہ خدا کے بھیجے ہوئے کے پاؤں تلے سے میں نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی، یہ لوگ اُسے پہچان نہ سکے اور میں نے جان لیا تھا۔ میں نے وہی مٹی اس آگ میں ڈال دی تھی۔ میرے دل میں یہی بات آئی۔ آپ نے فرمایا کہ جا اس کی سزا دنیا میں تو یہی ہے کہ تو یہی کہتا رہے کہ "مجھے ہاتھ لگانا نہیں" پھر ایک وعدہ کا وقت ہے جس کا خلاف ہونا ناممکن ہے (یعنی قیامت کے دن کا عذاب جو کچھ ہو گا وہ اس عذاب سے الگ ہو گا) اور تیرے دیکھتے ہوئے ہم تیرے اس معبود کو جلا کر اس کی خاک بھی بہا دیں گے۔ چنانچہ آپ نے یہی کیا اس وقت بنی اسرائیل کو یقین آگیا کہ یہ واقعی خدا نہ تھا۔ اب وہ بڑے شرمندہ ہوئے اور سوائے ان مسلمانوں کے جو حضرت ہارون علیہ السلام کے ہمعقیدہ تھے باقی لوگوں نے عذر و معذرت کی اور کہا اے نبی! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے توبہ کا دروازہ کھول دے جو وہ فرمائے گا ہم کریں گے تاکہ ہماری یہ زبردست خطا معاف ہو جائے۔ آپ نے بنی اسرائیل کے اس گروہ میں سے ستر۷۰ آدمیوں کو چھانٹ کر علیحدہ کیا اور توبہ کے لئے لے چلے وہاں زمین پھٹ گئی اور آپ کے سب ساتھی اسمیں

Scanned by CamScanner

دھنس گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فکر ہوئی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ آپ نے گریہ وزاری اللہ تعالیٰ سے شروع کی اور دعا کی کہ اے خدا! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی مجھے اور ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ ہمارے بیوقوفوں کے گناہ کے بدلے تو ہمیں ہلاک نہ کر۔ آپ تو ان کے ظاہر کو دیکھ رہے تھے اور خدا کی نظریں ان کے باطن پر تھیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے لیکن در اصل دلی عقیدہ ان کا اس بچھڑے کے رب ہونے پر تھا۔ ان ہی منافقین کی وجہ سے سب کو اس زمین میں دھنسا دیا گیا تھا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ ۶۹ سورۂ طٰہٰ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ تمہاری بہتری خدا کے نزدیک اسی میں ہے وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔

نبی اللہ کی آہ وزاری پر رحمت خدا جوش میں آئی اور جواب ملا کہ یوں تو میری رحمت سب پر چھائی ہوئی ہے لیکن ان لوگوں کی توبہ اس وقت قبول ہوگی جبکہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں نہ باپ بیٹے کو دیکھے، نہ بیٹا باپ کو چھوڑے آپس میں گتھ جائیں۔ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے یہی کیا اور جو لوگ منافق تھے انہوں نے بھی سچے دل سے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی جو بچ گئے وہ بھی بخشے گئے اور جو قتل ہوئے وہ بھی بخشے گئے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ ۷۰ سورۂ طٰہٰ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا بت پرستی کا انجام کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے ایک اندھیرا سا کر دیا پھر یہ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے کوئی کسی کو پہچان

Scanned by CamScanner

نہیں سکتا تھا اندھیرے کی وجہ سے۔ پھر جو مر گئے وہ بھی بخش دیئے گئے اور جو بچ گئے وہ بھی بخش دیئے گئے۔

میرے عزیز دوست! اگر آپ سمجھ سکیں تو آج ہندوستان میں قومی جھگڑے جو ہوتے ہیں وہ سب ہمارے گناہوں کی سزائیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۲۲ سورۂ اعراف کے اٹھارھویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! آج ہم کو بھی تابوت، چھلّے اور قبر پرستی کی محبت نے اندھا اور بہرا بنا دیا ہے۔ ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کی بربادی اسی گمراہی کا نتیجہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اکثر امتیوں کے دل میں جس طرح بچھڑے کی محبت گھس گئی تھی اسی طرح ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کے دل میں جہالت اور بے علمی کی وجہ سے کفر و شرک اور بدعت کی محبت گھس گئی ہے جو نکالے سے بھی نہیں نکلتی۔

بت پرستی کیسے پھیلی

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں ۲۴ رکوع میں آیت نمبر ۱۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو مانا کہ پتھروں کے بتوں کو تم نہیں پوجتے ہو بلکہ ان کو جن کی یہ فرضی مورتیں ہیں۔ سو وہ بھی تمہاری ہی طرح خدا

Scanned by CamScanner

کے بندے ہیں اور پیدا کئے گئے ہیں اور حاجت مانگنے میں تمہارے ہی جیسے ہیں پھران میں کونسی بات الوہیت (یعنی معبود بننے) کی ہے، اچھا ان کو پکارو دیکھو وہ تمہیں جواب دیتے بھی ہیں یا نہیں اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو ورنہ محض غلط وہم کی پوجا کرتے ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع کی تفسیر میں۔
قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۹۵

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں کہ ان سے چلیں کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ ان سے پکڑیں، کیا یہ آنکھیں رکھتے ہیں کہ ان سے دیکھیں، کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ ان سے سنیں۔

اگر ان مورتیوں اور تراشے ہوئے پتھروں کو پوجتے ہو تو یہ بالکل بیوقوفی ہے کیونکہ وہ تم سے بھی زیادہ محتاج ہیں۔ تمہارے تو ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان بھی ہیں، یہ تو ان سے بھی محروم ہیں، ان کے نہ پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں اور چل کر تمہاری مدد کو پہنچیں، نہ ہاتھ ہیں کہ جن سے تمہارے دشمنوں کو روک سکیں نہ تمہیں کچھ دے سکتے ہیں، اور نہ آنکھیں ہیں کہ تمہارا حالِ زار دیکھ کر تم پر رحم کریں اور نہ کان ہیں کہ تم جو ان کے نام کی دہائی دیتے ہو، پکارتے ہو، علیٰ ہذا القیاس یعنی دہائی کا شور مچاتے ہو (خدا کو چھوڑ کر جن جن کے نعرے لگاتے ہو) اے فلاں فلاں میری مدد کیجیو بوقت مصیبت کہتے ہو۔ اٹھتے بیٹھتے یا اللہ کی جگہ یا فلاں یا فلاں پکارتے ہو (اس نیت سے کہ وہ) ان باتوں کو سنتے ہیں اور مشرکین کے خیال میں یہ بات بھی جمی ہوئی تھی کہ اگر ہم ان کو نہ پکاریں اور نہ پوجیں اور ان کی معمولی نذر و نیاز ادا نہ کریں تو یہ ہم کو نقصان پہنچائیں گے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع کی تفسیر میں

افسوس آج ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں کی بھی یہی حالت ہے وہ ہر سال میں پیروں کے نام کا کچھ نہ کچھ نیاز و نذر کرتے ہیں اور اس کو ترک کرنے میں بھی

Scanned by CamScanner

باطل خیالات جم گئے ہیں کہ اگر ہم ان کا مقرر کیا ہوا ہر سال نذر و نیاز نہ کریں گے تو ہم کو نقصان ہوگا۔

قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۹۱، ۱۹۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں اور وہ تو خود ہی بنائے جاتے ہیں اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ لات ایک شخص تھا جو حاجیوں کی مہمانی کیا کرتا تھا اور ستو گھول کر کھلایا کرتا تھا جب وہ مرگیا تو جس پتھر پر وہ بیٹھا کرتا تھا اس کو بت کی صورت بنا کر لوگ پوجنے لگے اور اس کا نام لات رکھا۔

حوالہ :۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۰ صفحہ ۹۰ حدیث ۱۹۶۲ سورۂ نجم کی تفسیر میں آل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر، نسر بت کو مانتا تھا۔ یہ سب بت دراصل قوم نوح علیہ السلام کے صالحین، نیک بزرگ، اولیاء اللہ تھے۔ ان کے مرجانے کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی یادگار قائم کرلو۔ چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنادیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کردیا جب تک وہ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ پوجا پاٹ نہ ہوئی لیکن ان نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مرجانے کے بعد اور علم کے اٹھ جانے کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان بزرگوں کے نام کی پوجا پاٹ کرنے لگے۔ حضرت عکرمہ، حضرت ضحاک، حضرت قتادہ اور حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرت محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگ عابد اللہ والے اولیاء اللہ

Scanned by CamScanner

تھے۔ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہم السلام کے سچے تابعدار، صالح اور نیک لوگ تھے جن کی پیروی اور لوگ بھی کرتے تھے۔ جب یہ مر گئے تو ان کے ماننے والوں نے کہا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں تو ہمیں عبادت میں خوب دلچسپی رہے گی اور شوقِ عبادت ان بزرگوں کو دیکھ کر بڑھتا رہے گا چنانچہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں بنا ڈالیں جب یہ لوگ مر کھپ گئے اور ان کی نسلیں جو بعد میں نئی پیدا ہوئیں تو شیطان نے انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ تمہارے باپ دادا تو ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور ان سے بارش وغیرہ کی دعائیں مانگتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اب باقاعدہ شیطان کی بتائی ہوئی راہ پر ان بزرگوں کی تصویروں کی پرستش شروع کر دی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ صـ۴۲ سورۂ نوح کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو بت قوم نوح میں تھے بعد میں عربوں نے ان کی عبادت کی۔ چنانچہ ودّ قوم کلب کا بت تھا اور دومۃ الجندل میں رکھا ہوا تھا۔ اور سواع قوم ہذیل کا بت تھا۔ اور یغوث قوم مراد کا تھا پھر بنی غطیف کا ہو گیا جو مقام جرف میں رہا۔ جو سبا کے نزدیک ہے۔ اور یعوق ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کا بت تھا یعنی آل ذی کلاع کا اور یہ سب نام قوم نوح کے صالح اور نیک لوگوں کے تھے۔ جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جس مکان میں یہ لوگ رہا کرتے تھے اور اکثر بیٹھا کرتے تھے وہاں پر ایک ایک بت رکھ دو اور ان کا نام لگا دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن جب تک یہ لوگ زندہ رہے بتوں کی عبادت کسی نے نہیں کی۔ اور جب یہ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کے بعد والوں نے ان بتوں کی عبادت شروع کر دی۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ نمبر ۲۰ صـ۷۲۹ حدیث نمبر ۲۰۲۳ سورۂ نوح کی تفسیر۔

میرے عزیز دوست! اس زمانے میں تو نیک لوگ یعنی بزرگانِ دین اولیاء اللہ جہاں پر بیٹھا کرتے تھے اس جگہ پر ایک ایک نشان کر کے ان اولیاء اللہ کے نام سے کفر و شرک اور بدعت کرنے لگے تھے۔ مگر افسوس ہندوستان کے اکثر نادان مسلمان بھائی تو ان

لوگوں سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے یعنی جو اولیاء اللہ ہندوستان میں کبھی نہیں آئے اور جو ہندوستان میں ہیں ان کے نام کے بغیر ان کی عبادت گاہوں کے چلے اور تربتیں بنا بنا کر اس کی نذر و نیاز، ادب و تعظیم اسی طرح کر رہے ہیں جس طرح کہ پہلے لوگ کر چکے ہیں خود بھی گمراہ اور برباد ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ اور برباد کر رہے ہیں مثلاً یہ بڑے پیر صاحب کا چلّہ ہے یا یہ غیبن شاہ پیر کا چلہ ہے، یا یہ داتا پیر کا چلّہ ہے، یا یہ داول شاہ پیر کا چلّہ ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ لوگ کس قدر جاہل اور بے علم ہیں جو بغیر تربتوں کے ان اولیاء اللہ کے نام سے کفر و شرک اور بدعتیں کر رہے ہیں وہ تربتوں کو بغیر سجائے کیسے چھوڑ دیں گے۔

اس خط کو میں شروع کرتا ہوں حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے خدا کے نام سے یہ خط ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو خدا کے نبی اور رسول ہیں نجران کے سردار کی طرف اور نجران کے لوگوں کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کی میں تمہارے سامنے حمد و ثنا بیان کرتا ہوں پھر میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی عبادت کو چھوڑ کر خدا کی عبادت کی طرف آجاؤ اور بندوں کے والی پنے کو چھوڑ کر خدا کی ولایت کی طرف آجاؤ۔ اگر تم اسے نہ مانو تو جزیہ دو اور ماتحتی اختیار کرو۔ اگر اس سے بھی انکار ہے تو تمہیں لڑائی کا اعلان ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۴۲ سورۂ آل عمران کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو آپ کی قبر شریف ظاہر کر دی جاتی مگر میں خوف کرتی ہوں کہ وہ مسجد بنالی جائے گی۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۵ صفحہ ۲۹۶ حدیث ۱۲۳۱ جنازہ کا بیان

(۲) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مساجد کا ن۔

Scanned by CamScanner

حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہم السلام اور ان کے علاوہ جن عالم، عابد، بزرگوں کی پرستش (یعنی پوجاپاٹ) یہ لوگ کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کی اطاعت کرتے تھے اور شرک سے بیزار اور اس سے روکتے تھے۔ مگر ان کے بعد ان گمراہوں اور جاہلوں نے انھیں معبود بنالیا وہ بے قصور ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ ص۳۵ سورۂ زخرف کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ مگر بزرگوں کو ہر جگہ حاضر وناظر اور نفع ونقصان کا دینے والا ہی سمجھ کر مانتے تھے۔ جیسے آج ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمان اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھتے ہیں اور اسی کا نام شرک ہے۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ فرقان کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ دوں نے اسے چھوڑ کر (یعنی اللہ کو چھوڑ کر) ایسے معبود بنالئے ہیں جنہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ تو اپنی جان کے نفع یا نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے نہ (کسی کو) مار سکتے ہیں نہ (کسی کو) جلا سکتے ہیں اور نہ دوبارہ جی اُٹھنے کے وہ مالک ہیں۔

مشرکوں کی جہالت بیان ہو رہی ہے کہ وہ خالق مالک قادر مختار بادشاہ کو چھوڑ کر ان کی عبادتیں کرتے ہیں جو ایک مچھر کا پر بھی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود خدا کے بنائے ہوئے اور اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے تئیں بھی کسی نفع نقصان کے پہنچانے کے مالک نہیں چہ جائے کہ دوسرے کا بھلا کر دیں یا دوسرے کا نقصان کر دیں۔ یا دوسری کوئی بات کر سکیں وہ اپنے جینے مرنے کا یا دوبارہ جی اٹھنے کا بھی اختیار نہیں رکھتے پھر اپنی عبادت کرنے والوں کی ان چیزوں کے مالک وہ کیسے ہو جائیں گے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ع۱۸ ص۸۸ سورۂ فرقان کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

ہائے افسوس! اتنا اتنا ثبوت اور ممانعت ہوتے ہوئے بھی قبر پرستی، تعزیہ پرستی، چلہ پرستی برسرِ عام ہو رہی ہے۔

قبروں پر عمارتیں
پھول اور چراغ

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت میں یہ فرماتے تھے "اللہ یہودیوں پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا لعنت بھیجتا ہے۔" اس لئے آپ کی قبر شریف کھلی نہ رکھی گئی کہ کہیں مسلمان پوجنے نہ لگیں۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ ص ۳۱۳ حدیث ۱۵۵۵ آں حضرت کی وفات کا ذکر

حدیث:۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا "خبردار ہو کہ تم سے پہلی امتوں نے اپنے انبیاء اور نیک مردوں کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا۔ تم ہرگز قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو ان سے منع کرتا ہوں۔ (مختصر)

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۸۵ حدیث ۴۸۶ باب ۱۹۶ مساجد کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے کی (یعنی پکی بنانے کی) ممانعت فرمائی ہے۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف ص ۲۳۰ حدیث ۱۵۸۱ جنازہ کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

38

Scanned by CamScanner

حوالہ :- ابن ماجہ شریف صـ۲۳۰ حدیث ۱۵۶۲ جنازہ کا بیان -

حدیث :- حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارتیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے -

حوالہ :- ابن ماجہ شریف صـ۲۳۰ حدیث ۱۵۶۳ جنازہ کا بیان -

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ (یعنی پکی) کرنے، اس پر لکھنے، عمارت بنانے اور اس پر چلنے سے منع فرمایا ہے -

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صـ۲۰۳ حدیث ۹۵۵ جنازہ کا بیان -

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صـ۱۵۶ حدیث ۹۲۳ باب ۲۷۹ -

(۳) ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۲۱ صـ۵۸۳ حدیث ۱۳۶۸ باب ۶۱۷

آج کل قبروں پر لکھنے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔ نادان سے نادان آدمی مرجاتا ہے تو اس کی قبر پر لکھا جاتا ہے۔ الحاج فلاں بن فلاں۔ فلاں سنہ میں پیدائش فلاں سنہ میں وفات۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تھے ان میں سے کسی کے نام سے پہلے الحاج نہیں لکھا گیا۔ اماموں کے نام پہ محدثین کرام کے نام پر کہیں بھی الحاج لکھا ہوا نظر نہیں آتا۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں ایک جاہل کی قبر پر لکھا جاتا ہے الحاج فلاں بن فلاں۔ حالانکہ عالم ہو یا جاہل کسی کی قبر پر لکھو کر لگوانا جائز نہیں ہے -

حدیث :- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو الھیاج اسدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "تمہیں اسی کام پر میں بھیجتا ہوں جس کام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ یہ کہ کسی بڑی اونچی قبر کو برابر کئے بغیر نہ چھوڑو، نہ کسی صورت کو بغیر مٹائے رہنے دو۔"

حوالہ :- (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صـ۲۰۳ حدیث ۹۵۳ جنازہ کا بیان -

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ حدیث ۹۷۲ باب ۳۰۹ جنازہ کا بیان۔
(۳) ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۲۱ صفحہ ۵۸۱ حدیث ۱۳۶۱ باب ۶۱۳
(۴) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ موت کا بیان۔
(۵) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۶ حدیث ۱۵۹۸ میت کے دفن کا بیان۔
(۶) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۵۶

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبریں پکی بن جانے کے بعد اس کو توڑنے کا حکم نہیں ہے وہ صاحبان بغیر علم کے بحث کرتے رہتے ہیں ان کو نہ تو قرآن کریم کا علم ہے اور نہ تو حدیثوں سے واقفیت ہے اور نہ تو فقہائے کرام کے فتووں کی تحقیقات ہے آپ نے حدیثیں تو پڑھ لیں اب معتبر کتابوں کے فتوے بھی سن لیجئے۔

کہا علماء نے کہ بلند ہو قبر بقدر بالشت کے اور مکروہ ہے زیادہ اس سے اور مستحب ہے ڈھادینا زیادہ کا۔

حوالہ: — مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۵۶ دفن میت کا بیان۔

ہندوستان والوں نے اونچی قبریں کرنے میں اور بڑی قبریں بنانے میں حد کر دی ہے کہیں تو بیس گز کا پیر پوجا جا رہا ہے کہیں تیس یا بتیس گز کا پیر پوجا جا رہا ہے اتنی بڑی بڑی قبریں یہ مجاور اس لئے بنوا رہے ہیں کہ اگر کوئی جاہل چادر چڑھانے والا مل جائے تو ایک ہی چادر میں پورے خاندان کا کپڑا بن جائے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اتنے بڑے قد کا کوئی امتی نہیں ہوا اور اتنی لمبی قبریں نہ تو مکہ معظمہ میں ہیں نہ تو مدینہ طیبہ میں ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "قبر کو پختہ (یعنی پکی) بنانا اور اسے چونا گچ (یعنی پکا پلاسٹر) کرنا سلف صالحین مکروہ جانتے تھے۔"

حوالہ: — تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۴۳ سورہ مومن کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

"قبروں پر عمارتیں بنانا مکروہ ہے۔"

حوالہ: — عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ باب الکراہت۔

"قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اس کو پھلانگنا اور اس پر پیشاب

Scanned by CamScanner

پائخانہ کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثلاً کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہے۔

حوالہ:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ جنازہ کا بیان۔

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبروں پر عمارتیں بنانا مکروہ ہے"

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۷۳۳ باب دفن المیت۔

میرے عزیز دوست ! تابوت اور چلوں میں ہزاروں روپے برباد کر دیتے ہیں جہاں پر نہ تو کوئی مُردہ دفن ہے اور نہ کسی کی قبر۔ ایسے جاہل لوگ قبروں کو بغیر سجائے کیسے چھوڑ دیں گے ؟ ۔

جہاں کہیں کھودنے میں یا کسی جگہ پر کوئی پرانی قبر نظر آئی تو اس کا نام رکھ لیا غیبن شاہ پیر اور لگے چندہ کرنے اور جاہلوں کو سمجھانے کہ بھائی صاحب فلاں جگہ پر غیبن شاہ پیر کا مزار مبارک ظاہر ہوا ہے۔ اس پر گنبد اور عمارت بنانا ضروری ہے اور ثواب کا کام ہے تو آپ اس میں کیا امداد دیتے ہیں کیونکہ یہ تو دین کا کام ہے۔ بس جتنی قبریں اور روضے سجائے جاتے ہیں اتنا ہی وہاں کفر و شرک زیادہ ہونے لگتا ہے یہ ہے ہمارے ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں کی جہالت ۔

اے میرے عزیز ! اب سنو قبروں پر پھول ڈالنا اور چراغ وغیرہ جلانا کیسا ہے !

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ایک تو اُن میں سے پیشاب سے نہ بچتا تھا (یعنی پیشاب کے چھینٹوں کی کچھ احتیاط نہ رکھتا تھا) اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ آپ نے کیوں کیا ؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ دونوں (لکڑیاں) خشک نہ ہوں عذاب ان پر کم رہے گا ۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۹۳ حدیث ۲۱۱ طہارت کا بیان

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۰ حدیث ۲۵۰ باب ۱۰۳

(۳) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۔ کتاب الجنائز ۔

حضور صلی اللہ علیہ کا یہ ایک معجزہ تھا، آپؐ کے ہاتھ مبارک کی برکتیں تھیں۔ ہم لوگ اگر پورے کا پورا درخت کسی قبر پر رکھ دیں تب بھی عذاب کم نہیں ہوسکتا۔ ہم خود اپنے اوپر ہونے والے عذاب کو کم نہیں کراسکتے تو دوسروں کے عذاب کیا کم کرائیں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی قبروں پر ہری ڈالی لگائی تھی جن کی قبروں میں عذاب ہورہا تھا۔ اب آپ اگر اس حدیث سے پھول چڑھانے کی دلیل لیتے ہیں تو سب سے پہلے اس قبر میں عذاب ثابت کرنا پڑے گا جس قبر پر آپ پھول چڑھاتے ہیں۔ اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حقیقت میں جو اللہ کے ولی ہیں ان پر عذاب نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید ایک ہی مرتبہ اپنی زندگی میں ہری ڈالی ان دونوں قبروں پر لگائی ہے بار بار ایسا نہیں کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ امید ہے کہ جب تک یہ لکڑیاں ہری رہیں گی اس وقت تک ان قبر والوں پر عذاب کم رہے گا۔ یعنی امید کے طور پر کہا یوں نہیں فرمایا کہ اب ان قبروں پر عذاب ہی نہیں ہوگا۔ اس کی نقل بعض آدمی آج ہندوستان میں کرتے ہیں اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی قبروں پر پھولوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگوں کی نیت یہ ہوتی ہے کہ تین جمعرات یا پانچ جمعرات یا سات جمعراتوں کو ولیوں کی قبر پر پھول چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے سے مشکل حل ہوجاتی ہے۔ اس نیت سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں پر جانا کفر ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے تو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں عذاب تو ہوتا نہیں ہے پھر پھول چڑھانے کا کیا مطلب ؟۔

اگر عذاب کو کم کرنے کی نیت سے پھول چڑھاتے ہیں تو اولیاء کی قبروں پر نہیں بلکہ عام لوگوں کی قبروں پر ہونا چاہیے۔ یعنی شرابیوں، چوروں، ڈاکوؤں، جواڑیوں، بے نمازیوں، ظالموں، فاسقوں، فاجروں کی قبروں پر پھولوں کے ڈھیر لگنے چاہئیں

Scanned by CamScanner

تاکہ ان کا عذاب کم ہو۔ اور اگر ثواب کی نیت سے پھول چڑھاتے ہو تو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ اور عام لوگوں کی قبریں یہ دونوں ثواب کی نیت سے برابر ہونی چاہئیں بلکہ ثواب کی زیادہ مستحق تو عام لوگوں کی قبریں ہیں۔

میرے عزیز دوست! یہ سب رسمیں ہیں جو دیکھا دیکھی رنگ پکڑ گئی ہیں "پھولوں کے ڈالنے سے ثواب ہوتا ہے اور ہمارے پھول ڈالنے سے کسی قبر والے پر یقیناً عذاب کم ہو جاتا ہے" اس بات کا حوالہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اور پھول ڈالنے والے اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نماز روزہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے بھی کورے ہوتے ہیں۔ بھلا ایسے لوگ دوسروں کے عذاب کو کیا کم کرا سکیں گے جن کے سر پر خود ہی عذاب خداوندی مسلط ہے۔

آپ کسی مزار پر جمعرات کو فاتحہ پڑھنے کے لئے جائیں تو میری اس بات کی ضرور تحقیق کر لیں۔ جتنی مخلوق مزار پر آتی ہے اس میں سے آپ کو سو میں سے نناوے بے نمازی ملیں گے۔ پھول چڑھانے والے بھی اور پھول بیچنے والے بھی۔

جب عصر اور مغرب کی نماز کا وقت آئے اور موذن اپنی اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ پکارے اس وقت آپ کو اندازہ ہو جائے گا جو درگاہ شریف پر مجاوری کرنے والے یا سجادہ نشین بنے ہوئے بیٹھے ہیں وہ بھی نماز نہیں پڑھیں گے، کیونکہ جمعرات کی شام کو مخلوق خدا کا ایک ہجوم ہوتا ہے یہ مجاور صاحب کی کمائی کا وقت ہوتا ہے اور سمجھتے ہیں یہ وقت ایک ہی بار آتا ہے اس کو چھوڑ کر وہ ہرگز نماز پڑھنے نہیں جائے گا۔ بلکہ بعض مجاور صاحبان تو نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ پھر پھول چڑھانے والے اور پھول بیچنے والے کیا نماز پڑھیں گے۔

"قبروں پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے اور اگر ان کی قیمت کا صدقہ دیدے تو بہت اچھا ہے۔"

حوالہ:- (۱) عینی الہدایہ جلد ۴ ص ۲۸۹ باب الکراہت۔
(۲) فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۲۱۹

(۳) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۲ باب الحظر۔

میرے عزیز دوست! پھولوں کا قبروں پر ڈالنا اچھا ہے، یہ عام قبروں کا حکم ہے۔ صرف اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی قبروں کے لئے خاص نہیں اور اس میں دوسری کسی قسم کی نیت نہ ہو یعنی یہ میری مشکل حل کر دیں گے یا مجھے بیٹا بیٹی دیں گے یا مجھے قرض سے نجات دلائیں گے یا مجھے نوکری یا بیوپار دھندہ مل جائے گا۔ اس نیت سے قبروں پر جانا قطعاً حرام ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور شرک کرنے والا بے توبہ مر گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔

اور پھولوں کی قیمت خیرات کر دینا پھول چڑھانے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ایصال ثواب ہے جس کے لئے کثرت سے حدیثیں موجود ہیں اور اس میں شرک کی بو بھی نہیں آسکتی لیکن یہ ایصال ثواب بھی جن کے لئے کیا جا رہا ہے ان سے کسی قسم کی مشکل حل کرانے کی امید نہ ہو اور ایصال ثواب بھی شریعت کے مطابق ہو ورنہ ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا بھی بیکار ہو جائے گا۔ رقم کو خیرات کر کے اسکا ثواب اس قبر والے کو بخش دے یا کسی کی روح کو بخش دے یہ پھولوں سے زیادہ اچھا ہے کیونکہ ایک غریب کو پیسے بھی ملیں گے جو اس بیچارے کو کام آجائیں گے اور اس روح کو بھی ثواب ملے گا اور کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

"قبروں کو مس نہ کرے، نہ بوسہ دے کیونکہ یہ نصرانیوں کی عادت ہے۔"

حوالہ:- (۱) عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ باب الکراہت۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری 〃 ۴ صفحہ ۳۱۸ 〃 〃 〃

(۳) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۲ باب الحظر۔

حدیث:- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے (ہرگز) بوسہ نہ دیتا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۶ صفحہ ۳۶۳ حدیث ۱۴۹۲ حج کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹ حدیث ۸۵۵

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان الفاظ سے مقصد یہ تھا کہ کہیں آئندہ زمانے کے لوگ مطلق پتھر کی تعظیم و تکریم نہ کرنے لگیں اور اس کو نفع یا نقصان کا مالک نہ سمجھ بیٹھیں اور اس کا چومنا دیکھ کر لوگ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اے عزیز دوست! اب قبروں پر چراغ جلانے اور قبروں کو سجانے کے بارے میں بھی سن لے اور پھر خود اپنی عقل اور ایمانداری سے انصاف کر کہ ہم شریعت پر ہیں یا جہالت پر؟۔

حدیث:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور قبروں پر مسجد بنانے اور چراغ جلانے والوں پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

حوالہ:- (۱) ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۲۱ صفحہ ۸۸ حدیث ۳۰۹ باب ۶۲۳ جنازہ کا بیان

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ حدیث ۲۸۰ نماز کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ صفحہ ۱۰۳ 〃 ۶۸۴ مساجد کا بیان۔

(۴) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۴۳۸ 〃 〃

(۵) نسائی شریف 〃 ۱ صفحہ ۳۹۶ موت کا بیان۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے

(۱) قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت۔ آج کل عورتیں بہت کثرت سے مزاروں پر جاتی ہیں وہ تو لعنت کی مستحق ہوتی ہی ہیں لیکن اس عورت کا باپ یا بھائی یا خاوند یا بیٹا اگر اس عورت کو خوشی سے مزاروں پر بھیجتا ہے تو بھیجنے والے پر بھی لعنت ہوگی کیونکہ شراب پینا حرام تو پلانا بھی حرام، سود کا لینا حرام تو سود کا دینا بھی حرام۔ اسی طرح جو قبروں پر جانے والی عورتیں ہیں ان پر لعنت فرمائی گئی ہے تو اب جو بھی خوشی سے عورتوں

کو مزاروں پر بھیجے گا تو بھیجنے والے پر بھی لعنت ہوگی۔ (۲) دوسرے قبروں پر مسجد بنانے والوں پر لعنت۔ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبروں پر کوئی مسجد بنا ڈالے تو اس پر لعنت بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تعظیم اور ادب مسجد کی ہونی چاہئے اس قبر کی تعظیم و ادب بڑھا دینے پر لعنت فرمائی ہے۔ اب سنئے اور انصاف کیجئے۔

آپ نے کسی مسجد میں سونا یا چاندی کے کواڑ نہیں دیکھے ہوں گے مگر بعض درگاہوں میں آپ نے دیکھے ہوں گے۔ بعض جگہ پر تو سونے یا چاندی کی جالیاں ہوتی ہیں اور بعض جگہ پر دروازے بھی بنے ہوئے دیکھے ہوں گے۔ جب قبریں سجائی جاتی ہیں تو ان قبروں کی عزت و توقیر اور ادب و تعظیم جامع مسجدوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاتی ہے اور کعبہ شریف سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ آپ کہیں بھی کسی ملک میں، کسی قصبے یا شہر میں، کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائیں گے تو آپ اپنے جوتے مسجد میں لے جانا چاہیں تو لے جا سکتے ہیں اور احتیاط سے رکھ سکتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ حج کو جاتے ہیں وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اپنی جوتیاں رکھ سکتے ہیں اور کعبہ شریف کے اڑوس پڑوس میں آپ جہاں چاہیں اپنی جوتیاں رکھ سکتے ہیں لیکن آپ اپنی جوتیاں درگاہ شریف میں نہیں لے جا سکتے کیونکہ اب اس درگاہ شریف کا مرتبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کعبہ شریف سے بھی بڑھ گیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنی جوتیوں کو دائیں بائیں نہ رکھے اس لئے کہ بائیں جانب رکھنا دوسرے کے دائیں جانب رکھنا ہوگا بلکہ جوتیوں کو پاؤں کے درمیان رکھ لے۔

حوالہ:۔ (۱) ابو داؤد شریف جلد ۱ پارہ ۴ صفحہ ۲۶۹ حدیث ۶۳۹ باب ۲۳۹

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۲۴ حدیث ۱۳۵۲ نماز کے بیان میں۔

(۳) مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ حدیث ۷۰۹ شرمگاہ کو ڈھانکنے کا بیان

(۴) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ کتاب الستر۔

Scanned by CamScanner

اس کے علاوہ طواف کعبے کا تھا یہ لوگ درگاہوں کا طواف کرنے لگے، بوسہ دینا حجر اسود کا تھا یہ لوگ درگاہوں کو چومنے لگے، برکت والا پانی زمزم کا ہے اور تبرک سمجھ کر پیا جاتا ہے، یہ لوگ قبروں کو دھو دھو کر یعنی غسل دے کر اور اس غسل والے پانی کو تبرک اور برکت والا سمجھ کر پینے لگے اور بیچنے بھی لگے ہیں، غلاف تو کعبے پر چڑھایا جاتا ہے یہ لوگ قبروں پر ہزاروں روپے کی قیمت کے غلاف چڑھانے لگے، سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا یہ جاہل قبروں پر سجدے کرنے لگے۔ ادب سے ہاتھ باندھ کر نماز میں کھڑے رہنے کا حکم تھا یہ لوگ قبروں پر ہاتھ جوڑے کھڑے رہنے لگے۔ اور جب درگاہ سے باہر نکلیں گے تو اس وقت یہ جاہل لوگ درگاہ شریف کو پیٹھ دے کر نہیں نکلیں گے بلکہ اُلٹے پیر پیچھے ہٹتے ہٹتے باہر نکلیں گے۔ حج کو جانے والے حاجی لوگ کعبے کو پیٹھ دے کر واپس ہو سکتے ہیں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ لینے کے بعد اور درود و سلام پڑھ لینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو آپ پیٹھ دے کر باہر نکل سکتے ہیں مگر اس درگاہ شریف کو پیٹھ دے کر آپ باہر نہیں نکل سکتے؟ جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

(۳) تیسرے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت۔

"قبروں پر چراغوں کا جلانا حرام ہے۔"

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ مساجد کا بیان۔

"رات کے پہلے حصہ میں قبروں پر چراغ لے جانا بدعت ہے۔"

حوالہ:۔ (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ باب الکراہت۔

(۲) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ باب الحظر۔

"اوّل راتوں میں مقابر میں (یعنی قبروں پر) چراغ لے جانا بدعت ہے اسی طرح عرس وغیرہ میں چراغ جلانا بدعت ہے۔"

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ باب الکراہت۔

شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہوگی جہاں پر مجاور نہ رہتا ہو اور اس درگاہ پر چراغ، بتی نہ جلتی ہو اور جب عرس کرتے ہیں اور صندل چڑھاتے ہیں اس وقت تو اپنی سب

حاجتیں قبر پر روشنی کرنے میں ختم کر دیتے ہیں۔

اے عزیز میرے! یہ ثبوت اور دلیلیں آپ کے سامنے ہیں اب آپ ہی اندازہ لگائیں ہندوستان کے بعض مسلمان بھائیوں کی جہالت کا۔

قبر کے پاس سونا اور ایسا فعل کرنا جو سنت سے ثابت نہیں وہ مکروہ ہے اور سنت سے صرف یہی ثابت ہے کہ قبر کی زیارت اور کھڑے ہو کر (اس کی مغفرت کی) دعا کرے۔

حوالہ:- (۱) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۶۳۲ میت کے دفن کا بیان۔

(۲) فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ جنازہ کا بیان۔

میرے عزیز دوست! آپ کو ان معتبر کتابوں کے حوالوں سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو گئی کہ ایک تو قبر کی زیارت کرنا سنت ہے اور دوسرے اس قبر والے کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا سنت ہے۔ اب آپ ہی اندازہ لگا لیں کہ آج ان دونوں طریقوں کے سوا قبروں اور مزاروں پر کیا کچھ نہیں ہوتا یعنی قبروں کا طواف کرنا، قبروں کو دھو دھو کر پینا، وہاں پر حال چڑھا کے سر دھننا، مشاعرہ اور قوالی کرانا، رنڈیوں کا گانا، مزار پر سجدے کرنا، نیاز و نذر چڑھا کر حاجتیں مانگنا، معصوم بچوں کو تربتوں پر لٹانا، لوبانداني کی خاک چاٹنا، گھوڑے لٹکانا، پالنے ٹانگنا، ڈورے دھاگے مزاروں کی جالیوں میں اپنے اپنے نام کے باندھنا، اور تربتوں پر گھما کر ڈوروں کو اپنی گردنوں بازوؤں، کمر اور پیڑو پر باندھنا، یہ تمام کام ناجائز و حرام اور گمراہی و جہالت کے طریقے ہیں جو انسان کو شریعت سے محروم کر کے شرک و کفر تک لے جاتے ہیں۔

ان مجاوروں کا اور سجادہ نشین جو قبروں کی گدی پر بیٹھنے والے ہیں ان لوگوں کا یہ پیشہ ہے ایک دھندہ بنا رکھا ہے قبروں پر زیادہ تر آپ کو عورتیں ہی ملیں گی سب سے زیادہ بھوت عورتوں ہی کو پکڑتا ہے مرد تو گنے چنے نظر آئیں گے اگر عورتوں کو مزاروں پہ اور تعزیوں پہ جانے سے روک لیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

Scanned by CamScanner

عرس

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی (یعنی عرس) نہ کرو۔ البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارے درود میرے پاس پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث نمبر ۸۶۰ درود شریف کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۹۹

حضرت آدم علیہ السلام کی دنیا میں دو نسلیں آباد تھیں۔ ایک تو پہاڑی پر اور دوسری نرم زمین پر، پہاڑیوں کے مرد خوبصورت تھے اور عورتیں سیاہ فام یعنی کالی تھیں اور زمین والوں کی عورتیں خوبصورت تھیں اور مردوں کا رنگ کالا تھا۔ ابلیس انھیں بہکانے کیلئے انسانی صورت اختیار کرکے نرم زمین والوں کے پاس آیا اور ایک شخص کا غلام بن کر رہنے لگا۔ پھر اس نے ایک بانسری بنائی اور اسے بجانے لگا۔ اس کی آواز پر لوگ لٹو ہوگئے اور انکی بھیڑ لگنے لگی اور ایک دن میلے کا مقرر ہوگیا جس میں ہزاروں مرد اور عورتیں جمع ہونے لگے اتفاقاً ایک دن ایک پہاڑی آدمی بھی آگیا اور ان کی عورتوں کو دیکھ کر واپس جاکر اپنے لوگوں میں ان عورتوں کے حسن کا چرچا کرنے لگا۔ اب وہ لوگ بکثرت آنے لگے۔ اب پہاڑی مردوں اور ان عورتوں میں محبت پیدا ہوگئی۔ پھر تو بدکاری اور زناکاری کا عام رواج ہوگیا۔ یہی جاہلیت کی کارستانی ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۳ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! ایک تو عرسوں میں آج کل ہر جگہ یہی کام ہوتا ہے جو اوپر کی عبارت میں مذکور ہوا۔ اور دوسرا اس درگاہ والے کی یعنی جو قبر میں سویا ہے اس کی تعریف

Scanned by CamScanner

کر کر کے مجاور لوگ جاہلوں کو لوٹتے ہیں۔ اگر وہ درگاہ والا دینے کا اختیار رکھتا ہے، دوسروں کو بیٹا، بیٹی یا دولت اور نوکری دیتا ہے تو پھر افسوس تو یہ ہے کہ وہ مجاور لوگ کیوں بھیک مانگتے ہیں؟۔

میرے دوست! کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ پیٹ پرستوں کی ایک چال ہے۔ جاہلوں اور ان پڑھ لوگوں کے پاس سے پیسے نکالنے کی ترکیب اور حیلہ ہے۔ پھر مزے سے بارہ مہینے تک بیٹھے بیٹھے آرام سے کھائیں گے۔ جہاں خرچ کم ہوا، جیب خالی ہوئی کہ عرس کا دن آگیا، بس پھر کیا پوچھتے ہو اکثر جگہ پر تو زنا کاریاں ہو رہی ہیں، چرس اور گانجوں کا دور چل رہا ہے، کہیں جوا کھیل رہے ہیں، رنڈیاں گا رہی ہیں، قوالیاں ہو رہی ہیں، ڈھول، تاشے، نقارے اور شہنائیاں بج رہی ہیں، درگاہ پر نیاز نذریں چڑھ رہی ہیں، اور ناریل طرادھڑ ٹوٹ رہے ہیں، کچھ لوگ قبروں کو چومتے ہیں، کچھ غلاف چوم رہے ہیں، کچھ طواف کر رہے ہیں، کچھ سجدے کر رہے ہیں، کچھ دعائیں مانگ رہے، کچھ مشکلیں حل کروا رہے ہیں، کچھ حاجتیں پیش کر رہے ہیں مگر نماز تو ان میں سے شاید ہی کوئی پڑھتا ہو۔ ورنہ سب کے سب آپ کو بے نمازی ہی نظر آئیں گے، خدا کا بندہ مجاور خود نماز نہ پڑھتا ہو تو پھر اس کے چاہنے والے لاڈلے کاہے کو نماز پڑھیں گے۔

ایک نصرانی پادری نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک پرندے کا چھوٹا سا بچہ جسے اڑنے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ہے ایک گھونسلے میں بیٹھا ہے۔ جب وہ اپنی ضعیف اور پست آواز نکالتا ہے تو اور پرندے اسے سن کر رحم کھا کر زیتون کا پھل اس کے گھونسلے میں لا لا کر رکھ جاتے ہیں۔ اس نے اسی صورت کا ایک پرندہ کسی چیز کا بنایا اور نیچے سے اس کو کھوکھلا کر رکھا اور ایک سوراخ اس کی چونچ کی طرف رکھا جس کے ذریعے ہوا اس کے اندر گھستی تھی پھر جب نکلتی تھی تو اسی طرح کی آواز اس سے پیدا ہوتی تھی، اسے لا کر اپنے گرجے میں ہوا کے رخ پر رکھ دیا۔ چھت میں پھر ایک چھوٹا سوراخ کر دیا تاکہ ہوا اس میں سے نکل جائے۔ اب جب ہوا چلتی اور اس کی آواز نکلتی تو اس قسم کے پرندے جمع ہو جاتے اور زیتون کے پھل لا لا کر رکھ جاتے۔ اس نے لوگوں میں شہرت اور چرچا

کرنا شروع کر دیا کہ اس گرجا میں یہ کرامت ہے۔ یہاں ایک بزرگ کا مزار ہے اور یہ کرامت اسی کی ہے۔ لوگوں نے بھی جب یہ انہونی عجیب بات دیکھی تو ان کا اعتقاد جم گیا اور اس قبر پر نیاز و نذر چڑھنے لگی اور یہ کرامت دور دور تک مشہور ہو گئی۔ حالانکہ نہ کوئی کرامت تھی نہ کوئی معجزہ، صرف ایک پوشیدہ فن (ایک مکارانہ طریقہ) تھا جسے اس ملعون شخص نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے پوشیدہ طور پر اختیار کر رکھا تھا اور لعنتی فرقہ اس پر ریجھا ہوا تھا یعنی اسے ایک گمراہ فرقے نے پسند کر لیا تھا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۵۹ سورۂ بقرہ کے بارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

"قبروں پر عرسوں میں جا کر خرافات (بیہودہ کام اور فضول خرچ) کرتے ہیں۔ بہت برا ہے کرنا ان کا۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۹۹ درود شریف کا بیان۔

جس دن عرس ہوتا ہے اس دن درگاہ کے لئے کہیں کہیں تو پچاس روپے کی اس قبر پر ڈالنے کے لئے چادر بنواتے ہیں۔ اور کہیں سو روپے کی اور کہیں دو دو سو روپے کی یہاں تک کہ ایک ایک ہزار اور پانچ پانچ ہزار تک کی چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے یعنی چادریں نہ خریدتے اور اتنی رقم غریبوں کو، محتاجوں کو یا مسکینوں کو، یا بیواؤں کو، یا کسی مدرسہ میں دیدیتے اور اس کا ثواب واسطے اللہ کے اس قبر والے کی روح کو بخش دیتے تو دنیا کے اعتبار سے بھی اچھا تھا اور آخرت کے اعتبار سے بھی، کیونکہ اس رقم سے تین فائدے ہوتے ایک تو مخلوق خدا اس رقم سے فائدہ اٹھاتی دوسرے ایصال ثواب سے اس قبر والے کی روح خوش ہوتی، تیسرے خرچ کرنے والے کو بھی ثواب ہوتا۔ اسی طرح دوسرے خرچ بھی سمجھ لیں یعنی تربتوں پر سیکڑوں بتیاں جلانی یا قبروں پر عمارتیں بنانی یا قبروں پر بجانے کے لئے ڈھول، تاشے خریدنے قوالوں اور رنڈیوں کے لئے رقم خرچ کرنے سے کچھ بھی ثواب نہیں ملتا اور یہ تمام رقم فضول اور بیکار جاتی ہے، اوپر سے سخت گناہ بھی ہوتا ہے۔

قرآن شریف کے پندرہویں پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں آیت

نمبر ۲۶، ۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچ کرکے مال کو نہ اڑاؤ کیونکہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

میرے عزیز دوست! رقم کو اسی طرح خرچ کرو جس طرح ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس قبر والے کو بھی نفع ہوگا اور مخلوقِ خدا کو بھی اس رقم سے اچھا فیض پہنچے گا۔ اور ایصال ثواب کے بدلے میں آپ کو بھی دنیا و آخرت میں ضرور اجر و ثواب ملے گا۔

میرے دوست! سمجھنے کے لئے اتنی دلیل اور سمجھانا کافی ہے۔ اگر عرس کرنا جائز یا ثواب ہوتا جس طرح کہ آج ہندوستان میں اکثر جگہ ہو رہا ہے تو سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر عرس ہوتا۔ آپ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر بھی عرس ہوتے۔ مگر وہاں پر یہ باتیں نہیں ہوتی ہیں تو اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ سب ان مجاوروں کے ہی پیٹ بھرائی کے دھندے ہوتے ہیں اور یہ لوگ شریعت سے بالکل الگ چلتے ہیں۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطان کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برائی کے کاموں کا حکم کریگا اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔

شیطانی طریقوں پر نہ چلو اسکی باتیں نہ مانو۔ وہ تو برائی کا بے حیائی کا حکم دیتا ہے پس تمہیں اسکی باتیں ماننے سے پرہیز کرنا چاہیئے اس کے وسوسوں سے دور رہنا چاہیئے خدا کی نافرمانی سے بچو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ صفحہ ۴۹ سورۂ نور کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

Scanned by CamScanner

قوّالی

میرے عزیز دوست! شاید ہی کوئی ایسا عرس ہوتا ہوگا جہاں پر گانا بجانا نہ ہوتا ہو۔ قوال اور گانے والی عورتیں نہ آتی ہوں۔

حدیث:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کے لئے رحمت و برکت کا سبب بنا کر بھیجا ہے اور باجوں، مزامیر، بتوں، صلیب اور جاہلیت کی تمام بری رسموں اور طریقوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ حدیث نمبر ۳۴۶۵ شراب پینے کی وعید میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۳

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "گانا یا راگ دل میں اس طرح نفاق کو پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۹۹ حدیث نمبر ۴۵۷۱ بیان اور شعر کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۹

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "تم لوگ گانے سے پرہیز کرو کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کے نزدیک شرک ہے اور سوائے شیطان کے نہیں گاتا ہے"

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ باب الکراہت۔

گانا اور قوالی اور ناچ جو ہمارے زمانے کے صوفی لوگ کرتے ہیں وہ حرام ہے اور اس کی طرف جانا اور وہاں پر بیٹھنا جائز نہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۲۲ باب الکراہت۔

(۲) عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۰

"قوالی سے بھیک مانگنا حرام ہے۔"

حوالہ :- فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۰ مقدمہ میں۔

جب قوالی سے بھیک مانگنا حرام ہے تو قوالوں کو بھیک دینا بھی حرام ہے اور شاید ہی کوئی ایسا عرس ہوتا ہوگا کہ جہاں پر قوال بلائے نہ جاتے ہوں۔

"حرام ہے مال جس کو باجے بجانے والے لیتے ہیں۔"

حوالہ :- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۰ باب الحظر۔

اب وہ مسلمان بھائی سوچیں جو شادی، بیاہ اور عرس وغیرہ میں باجے بجوانے پر سیکڑوں روپے برباد کر دیتے ہیں۔ باجے والوں کو بھی پیسہ دے کر حرام کام کرواتے ہیں اور خود بھی حرام کام میں پڑتے ہیں۔ اور یہ سب رقم حرام کاموں میں جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی بیجا حرکتوں سے توبہ کر کے بچ جائیں۔

طبلہ، تنبورہ اور معازف و ملاہی (یعنی لہو و لعب کھیل تماشے اور گانے بجانے) کی چیزوں میں سے کوئی (بھی گھر میں) رکھی تو مکروہ ہے، گنہگار ہوگا اگرچہ ان کو استعمال نہ کرتا ہو۔

حوالہ :- فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۵۰ باب الکراہت۔

میرے عزیز دوست! وہ مسلمان بھائی سوچیں جن کو بغیر ریڈیو کے اپنے مکان میں لطف و مزہ نہیں آتا اور بغیر ریڈیو کے گھر کو سونا سمجھتے ہیں اور آجکل تو ٹیلیویژن کا بھی انتظام ہو چکا ہے ہائے افسوس! مسلمانوں کو اب بجائے نفرت کے ان شیطانی چیزوں سے الفت ہے بلکہ اس کو عزت و شرافت کی علامت سمجھا جا رہا ہے اور جو اس کو منع کرے اس کو بے دین، وہابی، لہابی اور کافر کہا جا رہا ہے۔ حد ہو گئی ہے جہالت کی۔

9

Scanned by CamScanner

زیارتِ قبور مردوں کے لئے

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔" (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ حدیث ۹۸۲ باب ۲۰۹ جنازہ کا بیان۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ 〃 ۹۵۸ 〃

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۳۱ حدیث ۱۵۸۹ زیارتِ قبور کا بیان۔

میرے عزیز دوست! مردوں کے لئے زیارتِ قبور جائز ہے اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے لیکن علمائے حنفیہ نے زیارتِ قبور کے لئے ایک خاص طریقہ بیان فرمایا ہے، اس پر عمل کرتے ہوئے آج تک میں نے تو اپنی نظروں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے:۔

جب زیارتِ قبر کا ارادہ کرے، مستحب ہے کہ اپنے گھر میں دو رکعت (نفل نماز) پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ الحمد شریف اور آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے پھر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے (یعنی اس کی روح کو بخش دے) تو اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں ایک نور بھیجتا ہے اور مُصلّی (یعنی نماز پڑھ کر اس کا ثواب بخشنے والے) کو بھی ثواب کثیر عطا فرماتا ہے۔ پھر قبرستان کی طرف روانہ ہو دے اور راستے میں بیکار باتوں میں مشغول نہ ہو جائے پھر جب قبرستان میں پہنچے تو اپنی جوتیاں اتار دے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے میت کی طرف منھ کر کے یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ

Scanned by CamScanner

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (اے قبر والو تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمارے اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے، تم ہم سے پہلے گزر گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں) پھر جب میت کے واسطے دعا کرنا چاہے تو قبلہ کی طرف منہ ہو (اور قبر کی طرف پیٹھ)۔

حوالہ:۔ (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ باب الکراہت۔

(۲) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ باب الحظر۔

یہ تو ہے ہمارے حنفی مسلک کا طریقہ۔ اور ہماری جہالت دیکھئے کہ جہاں نماز پڑھی کہ فوراً شمال کی طرف (یعنی اتر کی جانب) منہ کر کے سب لوگ فاتحہ پڑھنے لگ جاتے ہیں اور جو ان نادانوں کی اطاعت اور پیروی نہ کریں ان کو وہابی، لہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قبر کی موجودگی میں بھی قبر کو پیٹھ دے کر قبلہ کے سامنے منہ کر کے دعا کرے یعنی فاتحہ پڑھے۔ اور یہ نادان بغیر تربت کے قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑے رہتے ہیں اور ہمارے فقہائے کرام اس کو پسند نہیں کرتے۔

جب مزار پر جائے تو سلام کرتے وقت قبلے کی طرف پیٹھ ہو اور مزار کی طرف منہ ہو اور جب مزار والے کے لئے دعا کرے تو قبر کی طرف پیٹھ ہو اور قبلے کی طرف منہ ہو کیونکہ سلام کے وقت مخاطب مزار والے کی طرف ہے اور دعا کیلئے مخاطب خدا سے ہے۔

اس عبارت میں جو جوتیاں اتارنے کو لکھا ہے وہ تو خاص دعا کے آداب میں بطور احترام بتایا ہے ورنہ جوتیاں پہن کر قبرستان میں چلنا مکروہ نہیں ہے۔ ہاں اتنا خیال رہے کہ قبروں پر پیر رکھ کر نہ چلے، نہ اس پر سے پھلانگے۔ حدیثوں میں اس کی ممانعت ہے۔

"قبرستان میں جوتیاں پہن کر چلنا مکروہ نہیں"

:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۴ جنازہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

زیارتِ قبور عورتوں کے لئے

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کا حبشہ میں انتقال، ہوا تو مکہ میں لائے گئے اور مکہ ہی میں دفن کئے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ تشریف لائیں تو (اپنے بھائی) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر بھی آئیں اور دو اشعار پڑھ کر فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میں تمہارے پاس موجود ہوتی تو تم وہیں دفن ہوتے جہاں مرے تھے۔ اور اگر میں (اس وقت) حاضر ہوتی تو تمہاری زیارت نہ کرتی۔ (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ حدیث ۹۹۰ جنازہ کا بیان۔

میرے عزیز دوستو! عورتوں کے لئے زیارتِ قبور میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض عالم جائز بتاتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں۔ مگر کسی خاص صورت میں عورتوں کیلئے بھی زیارتِ قبور جائز ہے۔ لیکن آج ہندوستان کی عورتیں عرسوں میں اور درگاہوں پر کثرت سے قافلہ کی طرح مل کر جاتی ہیں، یہ تو کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عورتیں وہاں جاکر سوائے کفر و شرک کے اور کچھ نہیں کرتیں، ان کو نماز تک بھی یاد نہیں، وہ قبروں پر جاکر شرک نہ کریں تو پھر اور کیا کریں! لہٰذا ہر مسلمان بھائی پر واجب ہے کہ اپنے اپنے گھروں کی عورتوں کو درگاہوں پر جانے اور شرک و کفر کرنے سے روکے۔ کیونکہ ایسی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے لعنت فرمائی ہے۔

حدیث:۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صـ۲۳۲ حدیث ۱۵۹۴ جنازہ کا بیان۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صـ۲۳۲ حدیث ۱۵۹۶ جنازہ کا بیان۔

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حوالہ:- ابن ماجہ شریف صـ۲۳۲ حدیث ۱۵۹۵ جنازہ کا بیان۔

عورتوں کو عرسوں میں جانے سے اور تعزیوں میں جانے سے روک دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

مَنّت

"نذر یعنی منّت ماننی کسی کی سوائے اللہ کے جائز نہیں۔ نہ نبی کی، نہ فرشتے کی، نہ ولی کی، نہ اور کسی کی"

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۳ صـ۲۳۳ نذر کا بیان۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں "شرک کی قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے اپنی حاجتوں میں مدد طلب کریں۔ جیسے مریض کے لئے شفا یا محتاج کے لئے غنا (مالداری) اور اس کی نذر اور منت مانیں اور امید رکھیں کہ ہماری نذر سے مرادیں پوری ہونگی یا ان کے ناموں کا وظیفہ بنالیں۔

حوالہ:- حجۃ اللہ البالغہ صـ۶۲ اقسام شرک کا بیان۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز دوست! خدا کے سوا اور کسی کی بھی نذر یعنی منّت ماننی جائز نہیں۔ چاہے فرشتہ ہو، یا نبیؑ ہو یا ولیؒ ہو، آج ہندوستان میں اکثر جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ درگاہوں پر جا جا کر مرادیں مانگتے ہیں، نیاز و نذر چڑھاتے ہیں۔

میرے دوست! ہمارے مسلمان بھائی اور بہنوں کی جہالت کی کوئی حد نہیں رہی مثلاً ایک لڑکا بیمار ہوا تو اس کی نذر مانی جاتی ہے کہ اے فلاں ولی اللہ! اگر میرے لڑکے کو آرام ہو جائے گا تو تیرے نام کی اتنی نذر یعنی منّت کریں گے۔ اب اگر اس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے آرام دیدیا جب تو پھر نیاز و نذر لے کر بڑی خوشی سے اس درگاہ پر لگے کفر و شرک کرنے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کو دنیا سے اٹھالیا یعنی موت دیدی جب تو ساری بدنامی اللہ کے اوپر، اس ولی پر کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ تمہارے لڑکے کو آرام نہیں ہوا، آپ لوگوں نے تو کوششیں بہت کیں یعنی کفر بھی کیا اور شرک بھی کیا اور کوئی بدعت باقی نہیں چھوڑی پھر بھی آپ کے بچے کو آرام نہیں ہوا تو وہ جواب میں کہیں گے کہ بھائی اللہ کو منظور ہی نہیں تھا تو پھر ہمارے حیلوں سے اسے آرام کیسے ہوتا۔

میرے عزیز دوست! کس قدر بیوقوفی اور جہالت ہے۔ جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی بھی آرام دے نہیں سکتا جس پیر یا ولیؒ کی ہم منّت مان رہے ہیں ان کے سامنے بھی ان کے عزیز و اقارب یعنی خاندان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور مرا ہوگا بلکہ وہ خود بھی بیماری اور موت سے نہ بچ سکے۔ پھر بھی اللہ کو چھوڑ کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت کا اندھا پن۔

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۳، ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ کچھ اپنی رحمت کا ذائقہ انھیں چکھا دیتا ہے تو

یکایک ان میں سے کچھ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ہمارے کئے ہوئے احسان کی ناشکری کریں۔ اچھا! مزے کرو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

کسی مذہب یا کسی مسلک کا انسان ہو اور چاہے جتنا بھی جاہل ہو مگر اس کے دل کی گہرائیوں میں توحید کی شہادت موجود ہے، امیدوں کے سہارے جب بھی ٹوٹنے لگتے ہیں تو اس کا دل خود ہی اندر سے گواہی دیتا ہے کہ اس کائنات کا اصلی مالک تو ایک اللہ ہی ہے اور اسی کی مدد اس کی بگڑی بنا سکتی ہے۔ اور جب بھی بگڑی بن گئی تو ہوتا یہ ہے کہ دوسرے معبودوں کو نیاز و نذر چڑھنے لگ جاتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ مصیبت فلاں بزرگ کے صدقے میں یا ان کے طفیل میں ٹل گئی۔ آخر یہ بات کس دلیل سے ثابت ہوئی کہ مصیبتیں اللہ تعالیٰ نہیں ٹالتا بلکہ فلاں بزرگ یا فلاں آستانے کے صدقے سے ٹلی ہے۔ کیا عقل اس کی شہادت دیتی ہے یا کوئی کتاب الٰہی میں اس کی دلیل ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے اپنے کلام مجید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح میں اس کی دلیل موجود نہیں ہے تو پھر ایسا اعتقاد رکھنا جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۹۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ تعالیٰ کے شریک قرار دینے لگے سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے۔

جب عورتوں کا پاؤں بھاری ہو جاتا ہے تو خوف ہوتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اس سے زندہ سلامت رہتی ہے کہ نہیں۔ اس لئے میاں بیوی دونوں خدا سے دعا کرتے ہیں (کیونکہ کڑے موقع پر وہی ایک اللہ یاد آتا ہے) کہ اگر تو نے ہم کو اچھا اور جیتا جاگتا بچہ دیا تو ہم تیری شکرگزاری کیا کریں گے۔ پھر جب خدا ان کو بامراد بچہ دیتا ہے تو خوشی میں آکر خدا کے ساتھ اس کام میں اوروں کو بھی ملا لیتے ہیں۔ کوئی طبائع کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ دہریہ، کوئی ستارے کے طلوع و غروب کی طرف، کوئی اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے فلاں (ولی یا بزرگ) کی نیاز مانی تھی

توخدا نے یہ مُراد دی۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲ پارہ ۹ سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع کی تفسیر میں

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے گیارھویں رکوع میں آیت نمبر ۷۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اس نے تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لئے کہ تم شکر گزار ہو۔

کسی جاہل سے جاہل انسان سے بھی پوچھو کہ تمہاری ماں کے پیٹ میں روزی کس نے دی، تمہارے ہاتھ، پیر، آنکھ، کان، ناک، منھ کس نے بنائے، سوچنے اور سمجھنے کے لئے دل اور عقل کس نے دیا تو جواب یہی ملے گا کہ اللہ نے۔ تو پھر جن جن کو حلوہ، ملیدہ، نیاز و نذر چڑھا رہے ہو انہوں نے کونسا حصّہ جسم کے حصّوں میں سے بنایا ہے جو ان کی آؤ بھگت کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ناشکری اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ساری کی ساری نعمتیں تو اللہ تعالیٰ دے اور احسان دوسروں کا مانا جائے۔

"مشرکین کسی کو بھی ذات میں خدا کے برابر نہ سمجھتے تھے مگر عبادت میں اور مدد مانگنے میں نذر و نیاز، ادب اور تعظیم ان کی بھی اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح خدا کی تو گویا انہوں نے اپنے معبودوں کو خدا کے برابر سمجھا۔"

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۱۰۲ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں

سیکڑوں جاہل حضرات اولیاءؒ، انبیاءؑ اور ملائکہ اور دیگر غیر محسوس چیزوں اور غیر مرئیہ ارواح کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری حاجت کو پورا کرتے ہیں۔ اگر ہم ان کی پرستش نہ کریں تو ہمارے کاروبار میں فرق آجائے اور وہ لوگ ہم کو نقصان یا تکلیف پہنچائیں گے اور اس پر اتفاقاً مراد کا حاصل ہو جانا یا پرستش میں کمی سے اتفاقاً کوئی حادثہ پیش آنا ان کے خیالِ باطل کی اور بھی قوی دلیل ہو جاتی ہے۔ درحقیقت

یہ قوتِ وہمیہ کی کاریگری ہے اور کچھ نہیں۔ جس طرح رات کو تنہا مقام یا مکان میں عوام کو مُردے سے ڈراتی ہے اور بلند مکان پر چلنے سے پاؤں لڑکھڑاتی ہے اسی طرح ان لوگوں کو نفع اور نقصان کا وہم بھی یہی قوتِ وہمیہ دلاتی ہے۔

حوالہ:- تفسیر حقانی جلد ۱ پارہ ۱ ص ۱۵۱ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں

ہر قوم اور مذہب کے کچھ نہ کچھ لوگ اپنے اپنے بزرگوں کی منت مانتے ہیں۔ اب اگر کسی بزرگ سے لڑکا مانگا تھا اور لڑکا ہی پیدا ہوا تو فوراً اسی وقت شکر یا جلیبی یا بتاشے یا نان خطائی کچھ نہ کچھ تقسیم ہونے لگے گا۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ بھائی یہ کیوں تقسیم کر رہے ہو تو جواب میں کہیں گے ہم نے فلاں بزرگ کی منت مانی تھی تو گھر میں لڑکا پیدا ہوا اور اگر لڑکی پیدا ہوگئی تو گم سم ہو کر چپ چاپ بیٹھ جائیں گے کچھ بھی تقسیم نہیں کریں گے اور کسی کو خبر بھی نہیں کریں گے اور اگر کوئی اتفاقیہ پوچھ لے کہ آپ کے یہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا پھر کیا ہوا تو شرم سے سر جھکا کر کہیں گے کہ لڑکی پیدا ہوئی اللہ کی مرضی۔

اب کس قدر جہالت کی بات ہے کہ لڑکی پیدا ہو تو اللہ کی مرضی اور اگر لڑکا پیدا ہو تو اس بزرگ کی مرضی۔ گویا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں اب لڑکیاں ہی ہیں اور لڑکوں کا ٹھیکہ ان بزرگوں نے لے لیا ہے اللہ کی پناہ۔

قرآن کریم کے ستائیسویں پارہ میں سورۂ طور کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۳۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کیا اللہ کی تو سب لڑکیاں ہیں اور تمہارے یہاں لڑکے ہیں؟

یہ بھی ان کی بڑی بھاری غلطی ہے کہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں، کیا مزے کی بات ہے کہ اپنے لئے تو لڑکیاں ناپسند کریں اور اللہ تعالیٰ کے لئے (لڑکیاں) ثابت کریں انہیں اگر معلوم ہو جائے کہ ان کے یہاں لڑکی ہوئی ہے تو غم کے مارے چہرہ سیاہ پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کو اس کی لڑکیاں بتائیں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۷ ص ۱۵۱ سورۂ طور کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

عربوں کی جہالت کا بیان ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ

کی لڑکیاں کہتے تھے اور خود کے گھر میں لڑکی کا جنم ہو جائے تو مارے غم کے منہ سیاہ ہو جائے چہرہ اتر جائے بعض لوگوں کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ لڑکی پیدا ہوتے ہی اس کو مار ڈالتے تھے۔ اب یہ کس قدر جہالت ہے کہ اللہ کے لئے تو لڑکیاں ثابت کریں اور خود اپنے لئے لڑکیوں کو پسند نہ کریں۔ یہی حالت ہندوستان میں بعض جاہلوں کی ہے بعض جاہل اولیاء اللہ کی منت مانتے ہیں یعنی یا فلاں بابا! میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا تو اتنی نیاز یا اتنا نذرانہ آپ کے نام کا کریں گے اب منت ماننے کے بعد اتفاقیہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس بابا کی مرضی جس کی منت مانی تھی۔ اور اگر باوجود منت ماننے کے اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کہیں گے اللہ کی مرضی کس قدر جہالت ہے کہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اللہ کی مرضی اور اگر لڑکا پیدا ہو تو بابا کی مرضی حالانکہ لڑکی پیدا ہو یا لڑکا دونوں میں سے جو بھی پیدا ہوا اللہ ہی کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا نہ ولی دخل دے سکتے ہیں، نہ انبیاء علیہم السلام دخل دے سکتے ہیں نہ فرشتے۔

قرآن کریم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ شوریٰ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۴۹، ۵۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی (دونوں دیتا ہے) اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔

فرماتا ہے کہ خالق مالک اور متصرف زمین و آسمان کا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے جو چاہے پیدا کرے اور بنائے جسے چاہے صرف لڑکیاں دے جیسے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور جسے چاہے صرف لڑکے ہی عطا فرماتا ہے جیسے ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور جسے چاہے لڑکے لڑکیاں سب کچھ دیتا ہے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ پس یہ چار قسمیں ہوئیں۔ لڑکیوں والے، لڑکوں والے، دونوں

Scanned by CamScanner

والے اور دونوں سے خالی ہاتھ وہ علیم ہے ہر مستحق کو جانتا ہے۔ قادر ہے جس طرح کا چاہے تفاوت رکھتا ہے پس یہ مقام بھی مثل اس فرمان الٰہی کے ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں ہے کہ تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنائیں یعنی دلیل قدرت بنائیں اور دکھادیں کہ ہم نے مخلوق کو چار طور پر پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام صرف مٹی سے پیدا ہوئے نہ ماں نہ باپ۔ حضرت حوّا صرف مرد سے پیدا ہوئیں۔ باقی کُل انسان مرد عورت دونوں سے سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے کہ وہ صرف عورت سے بغیر مرد کے پیدا کئے گئے۔ پس آپ کی پیدائش سے یہ چاروں قسمیں پوری ہوگئیں۔ پس یہ مقام ماں باپ کے بارے میں تھا۔ اور وہ مقام اولاد کے بارے میں اس کی بھی چارؔ قسمیں اور اس کی بھی چار قسمیں سبحان اللہ یہ ہے اس خدا کے علم و قدرت کی نشانی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ ص ۲۵ سورۂ شوریٰ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دوؔ بیویاں تھیں ایک کا نام حضرت سائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا اور دوسری کا نام حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ لیکن اولاد نہیں تھی۔ تو ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔

قرآن کریم کے تیئیسویں پارہ میں سورۂ صٰفّٰت کے تیسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت بڑے نبی ہیں جن کا لقب خلیل اللہ ہے یعنی اللہ کا دوست اور نبیوں کا درجہ ولیوںؒ سے بے انتہا بڑا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام بذات خود جب اللہ تعالیٰ سے لڑکا لے نہیں سکتے تو ولی اللہ لڑکا دے کیا سکتے ہیں۔

میرے بھیّا! اللہ تعالیٰ سے مانگنا یہ تمام نبیوں اور تمام رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے، اور تمام نبی اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسّلام ساری دنیا کو یہی سکھانے اور سمجھانے آئے تھے کہ اللہ ہی سے مانگو اور اسی خدا پر بھروسہ رکھو اور اسی پر اعتماد

Scanned by CamScanner

دیقین رکھو مجھے میرے بھولے بھیّا ؟۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالےٰ نے قبول کرلیا اور بشارت ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے تیئیسویں ۲۳ پارہ میں سورۂ صٰفّٰت کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے بھی ایک نرم دل لڑکے کی بشارت دے دی۔

اس کے کام میں نہ تو کوئی نبی دخل دے سکتا ہے اور نہ کوئی ولی۔ تم اتنا تو سوچو حضرت لوط علیہ السلام کی سب لڑکیاں تھیں اُن کے لڑکے نہیں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب لڑکے تھے ایک بھی لڑکی نہیں تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لڑکے بھی ہوئے اور لڑکیاں بھی۔ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں بے اولاد تھے۔ بس اللہ کی قدرت میں کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے جس کو ہم تفصیل کے ساتھ پہلے بیان کرچکے ہیں۔ بندے کے اختیار میں فقط دعا مانگنا ہے اور اس دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا میرے مالکِ مختار کی مرضی کی بات ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نہ کسی چیز کو آگے کرسکتی ہے اور نہ پیچھے کرسکتی ہے مگر ہاں اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہو جاتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۶۳ حدیث ۱۵۹۳ نذر کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹ حدیث ۱۱۳ باب ۵۳

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر مت مانو کیونکہ نذر مقدر کو ہرگز نہیں ٹال سکتی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بس اس کے ذریعہ سے بخیل کا مال نکال لیا جاتا ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ حدیث ۱۴۳۹ نذر کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ میری ماں مرگئیں اور ان پر ایک نذر باقی ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کو ان کی طرف سے پورا کردو۔

حوالہ:۔(۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۱ صفحہ ۱۹ حدیث ۳۱ وصیت کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹ حدیث ۱۱۳ باب ۵۲ نذر کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے اللہ کی فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی (یعنی جائز طریقہ پر نذر مانی) تو اسے اللہ کی فرمانبرداری کرنی چاہیے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی (یعنی ناجائز طریقے پر نذر مانی ہے) تو اسے اللہ کی نافرمانی نہ کرنی چاہیے۔"

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ حدیث ۱۴۲۶ نذر کا بیان۔

یہ جو درہم و دینار یا روپیہ پیسہ وغیرہ لے کر مزاراتِ اولیاء پر ان کی جناب میں تقرب کے واسطے جاتے ہیں بالاجماع (یعنی سب کے نزدیک) حرام ہے جب تک کہ یہ قصد نہ ہو (یعنی ارادہ نہ ہو) کہ وہاں زندہ فقیروں پر خرچ کرے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں حالانکہ لوگ اس حرام میں بکثرت مبتلا ہیں۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۹۵۸ روزہ کا بیان۔

جو لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ اگر حاجت میری برآوے گی تو واسطے فلاں ولی یا بنام فلاں ولی کے اس قدر طعام (یعنی کھانا) یا اس قدر نقد (یعنی اتنی رقم) فلاں ولی کے نام پر خرچ کروں گا بس اس طرح نذر کرنی باطل ہے بالاجماع (یعنی سب کے نزدیک) اور کھانا اس طعام کا حرام ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ نذر کا بیان۔

خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے حاجت مانگنے والوں کے لئے حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

غیر اللہ سے کسی چیز کے مانگنے والے! تو بیوقوف ہے کیا کوئی ایسی بھی چیز ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص۲۵ مجلس ۱

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر دو قسم کی ہے سو جس شخص کی نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں ہووے تو اللہ کے واسطے ہے اور اس میں نذر ادا کرنا لازم ہے اور جس شخص کی نذر اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ میں ہو وہ نذر شیطان کے واسطے ہے اس کا ادا کرنا (یعنی منّت کا پورا کرنا) لازم نہیں اور اس میں کفارہ دیوے جو قسم کا کفارہ ہے۔ یہ جو اکثر عوام النّاس (عام لوگ) نذر مانتے ہیں اس طرح کہ بعض اولیاء اللہ کی قبروں پر جاتے ہیں یوں کہتے ہوئے کہ یا حضرت فلانے ہمارا غائب آدمی اگر وطن میں پھر آوے یا بیمار ہمارا اچھا ہو جاوے یا مُراد ہماری بر آوے تو آپ کے واسطے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اس قدر کھانا یا چراغاں کے واسطے اتنا تیل یا موم نذر کریں گے۔ یہ نذر اور منّت بالاتفاق فقہائے کرام و اجماع علماء باطل ہے چند دلیلوں سے (۱) اوّل یہ کہ نذر مخلوق کے واسطے جائز نہیں یعنی نذر مخصوص خدائے علیم و قادر کے لئے ہے (۲) اور دوسری دلیل باطل کی یہ ہے کہ جن کی نذر مانی ہے وہ میّت ہے اور میّت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا (۳) اور تیسری دلیل یہ ہے کہ ایسی نذر کرنے والوں کے گمان میں یہ ہے کہ سوائے خدا کے میّت بھی قادر ہے۔ عالم میں کچھ اس کا تصرف بھی جاری ہے اور یہ اعتقاد کفر ہے۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّمختار جلد ۲ ص۳۳۸ ایمان کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ ص۲۴۴ نذر کا باب بحرالرائق کے حوالے سے۔

کسی نے اس نیّت سے نذر مانی کہ اولیاء اللہ بھی جو چاہیں کر سکتے ہیں تو یہ عقیدہ کفر ہے جس نے نذر کی واسطے کسی نبی کے انبیاء علیہم السّلام میں سے یا کسی ولی کے اولیاء میں سے نہیں لازم آتا اس پر کچھ، پھر اگر دیوے وہ کسی کو آدمیوں میں سے اس نیّت پر تو نہیں ہے لازم لینا اس کا۔ اور اگر ہو طعام تو نہیں ہے حلال کھانا اس کا اور اگر ہو وہ جانور ذبح کیا ہوا پس وہ مردار ہے۔ اور اگر کھاوے وہ بسم اللہ کہہ کر کافر ہوں سب۔ اور نذر کرے اللہ تعالیٰ کی پھر کھا دیں لوگ اور بخشے ثواب اس کا کسی آدمی کو تو یہ جائز ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ ایمان و نذر کا باب۔

میرے عزیز دوست! بعض مسلمانوں کی جہالت کا کیا کہنا۔ ابھی تک بیچارے دیو دیویوں کے نام پر جانور وغیرہ ذبح کرکے کھاتے ہیں اور ان میں سے جو اپنے آپ کو سدھرے ہوئے اور ایماندار سمجھتے ہیں وہ ان باتوں کو تو سمجھنے لگے ہیں۔ لیکن یہ صاحبان اب اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں۔ اب سنیئے اس کے بارے میں فتوے اور حوالے

غیر اللہ کے نام کا جانور حلال نہیں

قرآن مجید کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں آیت نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اور ہر وہ چیز جو خدا کے نام کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔

جو چیز اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے نام پر مشہور کی جائے وہ حرام ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں کافر لوگ اپنے معبودانِ باطل کے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ صفحہ ۲۲ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے گڑیا کے نکاح پر ایک جانور ذبح کیا تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ اسے نہ کھانا چاہئے اس لئے کہ وہ ایک تصویر کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ ص ۲۲ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

اس کا اطلاق اس جانور کے گوشت پر ہوتا ہے جو خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ اور اس کے کھانے پر بھی ہوتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر بطور نذر کے پکایا گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جانور ہو یا غلّہ یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز در اصل اس کا مالک اللہ ہی ہے اور اللہ ہی نے وہ چیز ہم کو عطا کی ہے۔ لہٰذا بطور اعتراف نعمت، صدقہ ہو یا نیاز و نذر ہو ان چیزوں پر اگر کسی کا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ صرف ایک اللہ ہی کا نام ہے اس کے سوا کسی دوسرے کا نام لینا یہ مطلب رکھتا ہے کہ ہم خدا کے بجائے یا خدا کے ساتھ اس کی برتری بھی تسلیم کر رہے ہیں اور نعمتوں کا دینے والا بھی مان رہے ہیں۔ تب ہی تو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کے نام کا کیا جائیگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال ہوتا ہے کہ عجمی (یعنی غیر عربی) لوگ جو اپنے تیوہار اور عید کے موقع پر جانور ذبح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس میں سے ہدیہ بھیجتے ہیں ان کا گوشت کھانا چاہیے یا نہیں تو آپ نے فرمایا اس دن کی عظمت کے لیے جو جانور ذبح کیا جائے اسے نہ کھاؤ۔ ان کے درختوں کے پھل کھاؤ۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ ص ۲۲ سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! غیر قوموں کے تیوہاروں میں شامل ہونا اور ان کے ساتھ مل جل کر ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے والوں پر بھی کفر کا فتویٰ ہے۔

اگر نوروز کے دن (یعنی نورتیں یا دیوالی میں اور اسی طرح دوسرے تیوہاروں کے دن) مجوسی کو ایک انڈا بھیجا (یعنی ہدیہ کے طور پر) تو کفر ہے۔ نوروز کے دن مجوسی جمع ہو کر خوشی کرتے تھے، ایک مسلمان نے دیکھ کر کہا کہ اچھی سیرت ان لوگوں نے رکھی ہے تو کفر ہے۔ کسی نے نوروز کے دن اس کی تعظیم کی نیت کر کے یا سمجھ کر کوئی چیز خریدی تو کفر ہے۔ اور اگر اس نے یونہی خریدی اور اس کو نوروز کا خیال نہیں ہے تو کفر نہیں ہے اگر نوروز کا دن معلوم ہو لیکن اس نے اپنی ضرورت ضیافت وغیرہ کی نیت سے خریدی تو بھی کفر نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- (۱) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۸۶ عقائد کا بیان مقدمہ میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۸۹ مرتد کا بیان۔
(۳) فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۸۵۳ مرتد کا بیان۔

میرے عزیز دوست! اللہ بچائے آج تو اکثر مسلمان اس مصیبت میں کثرت سے مبتلا ہیں بلکہ اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی بعض تو اس بلا میں پھنسے ہوئے ہیں۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اور وہ چیز جو خدا کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کیجائے حرام ہے۔ نصُب پر جو جانور ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ پرستش گاہیں کعبہ کے ارد گرد تھیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" یہ تین سو ساٹھ بت تھے جاہلیت (کے زمانہ) میں عرب لوگ ان کے سامنے اپنے جانور قربان کرتے تھے اور ان میں سے جو بیت اللہ کے بالکل قریب تھے اس پر ان جانوروں کا خون چھڑکتے تھے اور گوشت کو ان بتوں پر بطور چڑھاوا کے چڑھاتے تھے۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ کام مسلمانوں پر حرام کیا اور ان جانوروں کا کھانا بھی حرام کر دیا ہے۔ اگرچہ ان جانوروں کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھی پڑھی ہو کیونکہ یہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے اور یہی لائق ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲۶ سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا" یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے غیر اللہ کے نام پر جانوروں کا چھوڑنا بتلایا۔ یہ شخص خزعہ کے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اسی نے سب سے پہلے ان کاموں کی شروعات کی تھی۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ صفحہ ۱۳ سورہ شوریٰ کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ موضع "اسفل بلدح" (ایک جگہ کا نام ہے) میں آپ کی ملاقات زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی اور یہ قصہ وحی کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس نے آپ کے سامنے ایک خوان جس میں گوشت تھا پیش کیا۔ آپ نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تمہارے بتوں پر (جو جانور) ذبح کئے جاتے ہیں ان کو میں نہیں کھاتا بلکہ اللہ ہی کے نام پر جو ذبح کئے جائیں ان کو کھاتا ہوں۔

حوالہ :۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۳ صفحہ ۱۳۱ حدیث ۲۶۳ ذبیحہ کا بیان۔

حدیث :۔ حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے خفیہ طور پر کیا فرمایا تھا" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سن کر غصہ آگیا! اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوشیدہ طور پر کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کو لوگوں سے چھپانا مقصود ہو۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چار باتیں کہی تھیں (۱) ایک تو یہ کہ خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو اپنے باپ پر لعنت کرے (۲) دوسری یہ کہ خدا اس پر لعنت کرتا ہے جو غیر اللہ کے نام پر کوئی جانور ذبح کرے (۳) تیسری یہ کہ خدا اس پر لعنت کرتا ہے جو کسی بدعتی کو پناہ دے (۴) چوتھی یہ کہ خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو زمین کے حدود کے نشانات کو بدل ڈالے یا مٹا ڈالے۔

حوالہ :۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۸۶ حدیث ۳۸۵ باب ۱۸۲ ذبح کا بیان۔

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اسلام میں عقر نہیں ہے" عبدالرزاق نے کہا کہ جاہلیت (کے زمانہ) میں لوگ قبروں کے پاس جا کر گائے یا بکری کاٹا کرتے تھے (اسی کو عقر کہتے ہیں، اسلام میں اس کی ممانعت کر دی گئی)۔

حوالہ :۔ ابوداؤد شریف جلد ۲ پارہ ۲۱ صفحہ ۵۸۲ حدیث ۱۳۶۵ باب ۹۱۵

Scanned by CamScanner

حیوانات کو جو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کو قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں، فقہ میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے۔ اور اس بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ اور اس ذبح کو جنات کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی اور شرک کے دائرے میں داخل ہے۔ اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ اس میں بھی شرک کی بُو پائی جاتی ہے۔ نذر اور منت کے طریقے اور بہت ہیں۔ کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کرنے کی منت اور نذر مانے اور اسی کو ذبح کر کے جنات کے ذبیحوں سے ملائے اور جنات کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرے۔ اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں اور اکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور ہر روزہ کے افطار کے لئے خاص اہتمام کرتی ہیں اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں اور روزوں کے لئے دنوں کو مقرر کر لیتی ہیں اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موقوف کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعہ ان پیروں اور بیبیوں سے حاجتیں طلب کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعہ ان کو اپنا حاجت روا اور مشکلکشا جانتی ہیں، یہ سب عبادت میں شرک ہے اور یہ جو اکثر عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر کرنے کے وقت کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں کو خدائے تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتی ہیں، یہ ان کا حیلہ بہانہ ہے۔

حوالہ:۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ مکتوب نمبر ۴۱

خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام پر اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں یہ فعل شرک اور ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حوالہ:۔ سیرت النبیؐ جلد ۵ صفحہ ۳۲۔

یہ جو ہندوستان میں جاہلوں میں رواج ہے کہ منت مان کر سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا ذبح کرتے ہیں وہ گائے اور بکرا مُردار ہے اس واسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر خدا اور تقرب مخلوق کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت خدا کا نام لینے سے ذبیحہ حلال اور پاک ہو جاتا ہے گو نیت عوام کی خراب ہو سو یہ

Scanned by CamScanner

ان کی غلط فہمی ہے۔ اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ در صورتِ تعظیم غیر خدا ذبیحہ مُردار ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ کا خالص نام لیا جائے۔

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ ذبیحہ کا بیان۔

جو جانور کہ نامزد کیا گیا اور شہرہ دیا گیا (یعنی وہ جانور مشہور ہو چکا ہے کہ یہ دنبہ یا بکرا فلاں ولی یا فلاں پیر، یا بت یا دیوتا یا ماتا یا اور کسی کے نام کا بھی ہو) تقرب اور تعظیم کے لئے بنام غیر خدا وہ حرام ہے جیسا کہ عوام جاہلوں میں دستور ہے "یہ بکرا شیخ سدو کا ہے، یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، یہ بکرا توپ کا یا یہ مُرغا مدار صاحب کا، یا یہ جانور ذبح کرنا بزرگوں کی قبروں کے پاس، یا کنارے دریا کے، یا بطور بھوگ کے ساتھ نام جنوں کے، پس کرنے والا ان کاموں کا مرتد کافر ہے اور یہ ذبیحہ مُردار اور حرام ہے۔ اگرچہ وقت ذبح کے نام خدا کا لیا ہو، یعنی بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو تو بھی حرام ہے۔ اس واسطے کہ پہلے ہی سے یہ جانور غیر خدا کے نام پر مشہور ہو چکا تھا۔ پھر وقت ذبح کرنے کے اب نام خدا کا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ جانور جو مشہور ہو گیا سوائے نام اللہ کے وہ سور سے بھی بُرا اور مُردار ہے۔

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۶۹ مرتد کا بیان۔

بعض صاحبوں کو یہاں پر ایک شبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور بھی تو آدمی کے نامزد ہوتے ہیں وہ تو حلال سمجھے جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے نام پر جو جانور بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے وہ کیسے حرام ہو جائے گا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور جو بزرگوں کے نام پر جانور مشہور کر دیا جائے یا نامزد کر دیا جائے اس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر عورتیں تو سب عورتیں ہی ہیں جسمانی اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن بعض عورتوں سے شریعت نے نکاح کو حرام قرار دیا ہے جن جن عورتوں سے شریعت نے نکاح کرنا حرام بتایا ہے اگر

کوئی انسان اس عورت سے نکاح پڑھوائے گا تب بھی نکاح نہیں ہوگا کیونکہ شریعت نے اس عورت سے نکاح کرنا ہی حرام بتایا ہے تو اب نکاح پڑھانے سے وہ عورت حلال نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح جن جن جانوروں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان جانوروں کو ذبح کرتے وقت اگر کوئی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے گا تب بھی وہ جانور حلال نہیں ہو سکتے کیونکہ شریعت نے ان کو پہلے ہی سے حرام قرار دیدیا ہے۔ یہی بات ہے کہ حلال اور جائز پر بسم اللہ کا پڑھنا ثواب بتایا گیا ہے اور حرام پر پڑھنا کفر ہے۔

شراب پیتے وقت یا جوسر کھیلتے وقت بسم اللہ کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔

حوالہ:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ ص۲۸۵ مرتد کا بیان۔

یہ عبارت تو ایک مثال کے طور پر بیان کی گئی ہے ورنہ جن جن کاموں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کو بسم اللہ سے شروع کرنا حرام ہے اور جن جن چیزوں کا کھانا یا پینا شریعت نے حرام قرار دیا ہے اس کو بسم اللہ کہہ کر کھانا یا پینا حرام ہے۔

میرے عزیز دوست! ہمارا مذہب کتابی ہے رواجی نہیں ہے۔ پھر بھی ہم لوگ نہ مانیں نہ سمجھیں توبہ نہ کریں تو حشر کے میدان میں ہمیں کو بھگتنا پڑے گا۔ اور ہمیں گمراہ کرنے والے حشر کے میدان میں ڈھونڈے بھی نہ ملیں گے یہاں تو ہماری پیٹھ ٹھپکتے ہیں اور ہمیں غلط سلط سمجھا کر مزے سے مال ملیدے اور مرغیاں کھاتے ہیں اور شریعت سے علیحدہ طریقوں پر عمل کروا کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ سمجھے میرے بھولے بھیا!۔

یہ لوگ حق پرستوں پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں حق پرستوں کو گالیاں دلوا رہے ہیں حق پرستوں سے سلام کلام کو بھی منع کر رہے ہیں غریب اور ان پڑھ مسلمانوں کو جانتے ہوئے سمجھتے ہوئے بھی گمراہ کر رہے ہیں جب یہ مر جائیں گے تب ان کو پتہ چلے گا کہ دنیا میں دھوکہ دیکر مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کی کیا کیا اور کیسی کیسی سزائیں بھگتنی پڑے گی۔

Scanned by CamScanner

اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورۂ یونس کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۶۲، ۶۳، ۶۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- خبردار ہو کہ جو لوگ خدا کے دوست ہیں ان پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کے لئے دنیا میں بھی بشارت (خوشخبری) ہے اور آخرت میں بھی، کلام خدا کے لئے کوئی تبدیلی نہیں، یہی تو زبردست کامیابی ہے۔

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دل میں ایمان اور یقین ہو۔ جن کا ظاہر تقوے اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو، جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی ولایت ہے ایسے لوگ محض نڈر اور بے خوف ہیں، قیامت کے دن کی دہشت ان سے دور ہے نہ وہ کبھی غم ورنج سہیں گے۔ دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انھیں حسرت اور افسوس نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ لوگوں نے پوچھا حضور! وہ کون لوگ ہیں ہمیں بتلائیے کہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں، آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں مالی فائدہ کی وجہ سے نہیں" رشتہ داری اور نسب کی بنا پر نہیں۔ صرف اللہ کے لئے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے، یہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ سب کو ڈر وخوف ہوگا لیکن یہ بالکل بے خوف اور محض نڈر ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہونگے یہ بے غم ہوں گے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۶۶ سورۂ یونس کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

معجزات، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور کرامات، اولیاء کے لئے برحق ہیں

Scanned by CamScanner

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ ص ۱۹ مقدمہ میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پھر جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس بندہ کے لئے زمین میں بھی قبولیت رکھی جاتی ہے (یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں) اور خداوند تعالیٰ جب کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے بغض رکھتا ہوں تو بھی بغض رکھ جبریل علیہ السلام بھی اس سے بغض رکھتے ہیں اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو اور آسمان والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں اور پھر اس کے لئے زمین میں بھی بغض رکھا جاتا ہے (یعنی زمین والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں)۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۳۰۲ حدیث ۴۷۵۸ خدا کے لئے محبت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۳۵

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اسکے ساتھ جنگ کا اعلان کر دوں گا اور مجھے اپنے بندے کو نزدیکی حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب تر ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو

Scanned by CamScanner

ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی مومن کی روح قبض کرنے میں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ (مختصر)

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۲۵ حدیث ۱۳۱۸ رقاق کا بیان

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۲ حدیث ۲۱۳۲ ذکر الٰہی کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۹

(۴) تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صفحہ ۳۰ سورۂ نحل کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہوجاتا ہے تو اس کے تمام کام محض اللہ کے لئے ہوتے ہیں وہ سنتا ہے اللہ کے لئے، وہ دیکھتا ہے اللہ کے لئے یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے، شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے ان ہی کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح اس کا ہاتھ بڑھانا، پاؤں چلانا بھی اللہ کی رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے، اللہ پر اس کا پورا بھروسہ ہوتا ہے، وہ اسی سے مدد چاہتا ہے، تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں:-

اہل اللہ انبیاء علیہم السلام کے قائم مقام ہیں پس جس بات کا بھی وہ تم کو حکم کریں اسکو قبول کرو کیونکہ وہ تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حکم سے حکم کرتے اور انھیں کے منع سے منع فرماتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے تب وہ بولتے ہیں، نہ اپنی طبیعت اور نفس کی خاطر کوئی حرکت کرتے ہیں اور نہ اپنی خواہشات نفس کو دین خداوندی میں خدا کا شریک بناتے ہیں، وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اقوال و افعال میں آپ کے تابع ہوئے انہوں نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سُنا کہ جو کچھ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا حتیٰ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے بھیجنے والے خدا تک پہنچادیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب ہوئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

نے ان کو حق تعالیٰ کا مقرب بنا دیا۔

حوالہ :۔ فیوض یزدانی صـ ۲۴۸ مجلس ۳۶ ۔

اس حدیث کے ابتدائی حصے میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ میرے ولی سے دشمنی رکھنے والے سے میرا جنگ کا اعلان ہے۔ مجھ سے جنگ کر لیں۔ اب آپ ہی بتائیں، سوچیں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کون کرے گا؟ جب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ولی جو ہیں وہ اللہ کے دوست ہیں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ میرے اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنے والوں سے میرا جنگ کا اعلان ہے۔ اب کون ایسا بد بخت ہے۔ جو اولیاء اللہ کو نہیں مانے گا۔

میرے محترم! میرے بھولے بھیا! شریعت کا حکم اولیاء اللہ کو ماننے کا ہے ان سے مانگنے کا نہیں۔ اب ہم اولیاء اللہ کو مانیں بھی اور ان سے مانگیں بھی تو یہ ہماری جہالت شریعت کا حکم ماننے کا ہے ان سے مانگنے کا نہیں۔ سمجھ میں آئی بات میرے بھولے بھیا؟

اس قدر قرآن و حدیث سے خلاصہ ہونے کے باوجود جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اولیاء اللہ کو مانتے ہیں ان سے مانگتے نہیں اور بعض صاحبان اولیاء اللہ کو مانتے بھی ہیں اور ان سے مانگتے بھی ہیں۔ بعض انسان کہتے ہیں کہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ سے ہم کو ملتا ہے اس لئے ہم مانتے بھی ہیں اور ان سے مانگتے بھی ہیں۔

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورۂ کہف کے بارہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۰۲
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں سو ایسے کافروں کے لئے ہم نے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اس کے بندوں میں سے کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر کی بات ہے۔

Scanned by CamScanner

اگر انسان اپنی طرف سے کوئی عقیدہ بنا کر جائے گا تو یہ عقیدہ حشر کے میدان میں کام نہیں دے گا۔ عقیدہ تو وہی کام آئے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔

عقیدہ تو میرے بھائی چودہ سو سال پہلے بن چکا ہے اب کوئی نیا عقیدہ نہیں بنے گا۔

مثال کے طور پر عورتیں تو سب عورتیں ہی ہیں لیکن شریعت نے یہ حکم دیا کہ اس کو ماں کہو، اس کو بہن کہو، اس کو بیوی کہو، اس کو بیٹی کہو وغیرہ وغیرہ۔ اب کوئی انسان اپنی نادانی یا بے سمجھی یا جہالت کی وجہ سے اپنی بیوی کو امّی کہے تو اس کا کیا علاج اس کو شریعت ہرگز منظور نہیں کرے گی اور سمجھ دار انسان اس کو سمجھائے گا کہ بھائی صاحب بیوی کو امّی کہنا منع ہے۔ یہ الفاظ سُنتے ہی سامنے والا چڑھ جائے اور کہنے لگے کہ واہ صاحب آپ تو وہابی معلوم ہوتے ہیں۔ میرا تو عقیدہ ہے کہ میری بیوی میری امّی کے برابر ہے۔ تو ایسے انسان کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے جو شریعت کے قانون کو چھوڑ کر بذاتِ خود اپنا عقیدہ بنالے۔

دنیا میں جتنے بھی بزرگ ہوئے ہیں چاہے وہ نبی ہوں یا ولی وہ سب کے سب اللہ ہی کو پکوانے آئے تھے اور اللہ ہی کو عالم الغیب سمجھتے تھے، اللہ ہی کو حاضر و ناظر مانتے تھے، اللہ ہی سے مدد مانگتے تھے اور دنیا والوں کو اللہ کی طرف جھکانے آئے تھے۔ اللہ ہی کی عبادت کرنے اور اللہ ہی سے مدد مانگنے کی عادت ڈلوانے آئے تھے لیکن ہم اپنی بے علمی اور کم سمجھی اور غلط فہمی اور جہالت کی بنا پر ان بزرگوں کو ہی پوجنے لگ گئے۔ ان ہی کو حاضر و ناظر و عالم الغیب ماننے لگے اور ان ہی بزرگوں کو حاجت روا سمجھنے لگے۔ یہ ہماری اپنی جہالت ہے ورنہ کسی نبی یا ولی نے یہ نہیں کہا کہ وہ صفتیں ہمارے اندر ہیں بلکہ سبھوں نے یہی کہا کہ یہ ساری صفتیں اللہ ہی میں ہیں۔

حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں:۔

کیا تو نے حق تعالیٰ کا ارشاد نہیں سُنا؟ کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو خلیفہ بنا دیا زمین

میں۔ ذرا ارشاد کو غور کی نگاہ سے دیکھو یوں نہیں فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو خلیفہ بنالیا۔ پس اللہ والوں کا نہ کوئی ذاتی ارادہ ہوتا ہے نہ اختیار۔ بلکہ وہ محض حق تعالے کے حکم اور فعل اور تدبیر اور ارادے کے تحت میں ہوتے ہیں۔ اے سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے شخص! تو حجت مت کر کہ تیرے پاس کوئی حجت نہیں ہے۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص۳۰۲ مجلس ۵۲

حضرت لقمان حکیم سے ایک شخص نے کہا کیا تو بنی حسحاس کا غلام نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں اس نے کہا کیا تو بکریوں کا چرانے والا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں پھر اس نے کہا کیا تو سیاہ رنگ کا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں لیکن تم یہ بتاؤ کہ پوچھنا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا یہی کہ پھر تیرے میں ایسی کونسی بات ہے کہ تیری مجلس بھرپور رہتی ہے لوگ تیرے دروازے پر آکر پڑے رہتے ہیں اور تیری باتیں شوق سے سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنو بھائی! جو باتیں میں تمہیں کہتا ہوں ان پر عمل کرلو تو تم بھی مجھ جیسے ہو جاؤ گے۔ آنکھیں حرام چیزوں سے بند کرلو، زبان بیہودہ باتوں سے روک لو، مال حلال کھایا کرو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو، زبان سے سچ بولا کرو، وعدہ کو پورا کیا کرو، مہمان کی عزت کرو، پڑوسی کا خیال رکھو اور بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دو۔ ان ہی عادتوں کی وجہ سے میری بزرگی ہوئی ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص۴۳ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت لقمان تو بڑھئی کے غلام تھے۔ ان سے ایک روز ان کے مالک نے کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے بہترین اور اچھے سے ٹکڑے گوشت کے میرے پاس لاؤ۔ وہ دل اور زبان لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے آقا نے پھر یہی حکم دیا اور کہا کہ آج اسکے گوشت میں سے جو بدترین اور خبیث ٹکڑے ہوں وہ لادو۔ آپ آج بھی یہی دو چیزیں لے گئے۔ مالک نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ بہترین ٹکڑے تجھ سے مانگے تو تو یہی دو لایا اور بدترین ٹکڑے مانگے تو بھی تو نے یہی دو لادیئے یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا جب یہ اچھے ہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی حصہ نہیں اور جب یہ برے بن جائیں تو

پھر سب سے بدتر بھی یہی دو ہیں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۴۳ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہت سے پریشان حال اور دروازہ سے دھکے دیئے جانے والے لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ خدا کے بھروسہ پر (کسی بات کی) قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم کو پورا کر دے گا۔

حوالہ:- صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۹۰۶ باب ۴۲۴ ادب کا بیان۔

میرے عزیز دوست! اتنا خوب یاد رکھنا کہ شریعت کے خلاف عمل کرنے والا ولی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نہیں سنا جو حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک دجّال پیدا ہوگا وہ کیسے کیسے خلاف عادت کام کر کے لوگوں کو دکھائے گا لیکن ان شعبدوں کی وجہ سے وہ ولی نہیں بلکہ ملعون اور مردود ہوگا کیونکہ اس کے سب کام شریعت کے خلاف ہوں گے اور وہ خود بھی شریعت کا دشمن ہوگا۔

حدیث:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا قصہ بیان فرمایا تھا۔ منجملہ ان میں جو آپ نے ہم سے بیان فرمایا کچھ یہ تھا کہ "دجّال آئے گا اور اس پر حرام ہے کہ مدینہ کے راستوں میں داخل ہو، وہ مدینہ سے باہر شور زمین میں ٹھیرے گا تو اس روز ایک شخص اس کے پاس جائے گا اور وہ تمام آدمیوں سے بہتر ہوگا وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجّال ہے جسکے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی تھی تو دجّال کہے گا کہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کروں تو کیا تم لوگ پھر بھی میرے معاملوں میں شک کروگے؟ لوگ جواب دیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجّال اس شخص کو قتل کر دے گا اس کے بعد اسے زندہ کرے گا۔ جس وقت دجّال اس شخص کو زندہ کر چکے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اب اور بھی زیادہ تیرے حال سے واقف ہو گیا۔ پھر دجّال کہے گا کہ میں اس کو قتل کئے ڈالتا ہوں مگر پھر وہ اس شخص پر قابو نہ پائے گا۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۷ صفحہ ۴۳۱ حدیث ۱۳۶۱ فضائل مدینہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان کو پانی برسانے کا حکم دے گا۔ آسمان سے بارش ہوگی۔ وہ زمین کو پیداوار اگانے کا حکم دے گا اور زمین سے پیداوار ہوگی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس جائے گا وہ اسے نہ مانیں گے اسی وقت تمام چیزیں برباد اور ہلاک ہو جائیں گی اور وہ دوسرے قبیلہ کے پاس جائے گا جو اسے خدا مان لیں گے۔ اسی وقت اس کے حکم سے ان پر آسمان سے بارش برسے گی اور زمین پر پھل اور کھیتی اُگ آئے گی۔ ان کے جانور پہلے سے زیادہ موٹے تازے اور دودھ والے ہو جائیں گے۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے تمام زمین پر یہ مردود پھرے گا (اللہ پاک عام مسلمانوں کو بچائے اس مردود کے فتنوں سے۔ آمین)۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۵ سورۂ نساء کے بائیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو پانی پر چلتے ہوئے اور ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو تو اسے ولی نہ سمجھ لینا جب تک اس کے تمام اعمال اور افعال قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہوں۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱ صفحہ ۱۰۲ سورۂ بقرہ کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ان کے اہل بیت (کی خدمت اور محبت) میں سمجھو۔

حوالہ:- صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۳۶ حدیث ۹۰۱ حضور کے قرابت داروں کے مناقب۔

مگر افسوس! آج اکثر ایسے لوگ بھی نظر آرہے ہیں جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر شریعت سے کوسوں دور ہیں۔ اپنے آپ کو سید کہلوانے اور کہنے والے صاحبان ذرا ایک منٹ رک کر سوچیں اور سمجھیں کہ سید کے معنی سردار کے ہیں۔ اگر وہ مسلمانوں میں سردار ہیں یعنی کوئی دین کا سردار، کوئی علم و عرفان کا سردار، کوئی ایمان و عمل کا سردار، کوئی روحانیت اور سچائی کا سردار ہے تو واقعی

وہ سیّد ہے، شریعت پر اس کے قدم مضبوط ہیں تو سیّد کا لفظ اس کے لئے عزت، شرف، سربلندی اور احترام کا ضامن ہے لیکن اس دور میں بعض سیّد شریعت کے نہیں بلکہ بدترین جہالت کے سردار بنے ہوئے ہیں۔ جیب بھر پیر بھی سیّد ہیں۔ پیٹ بھر مولوی بھی سیّد ہیں۔ قبروں کے سجادہ نشین بھی سیّد ہیں۔ جاہل لوگوں کو بہکا کر ان کی نیاز و نذر ہضم کر جانے والے بھی سیّد ہیں۔ نماز کی چوری اور روزہ خوری کر کے مزاروں پر چوسر، شطرنج اور تاش کھیلنے والے بھی سیّد ہیں۔ مسجدوں کو ویران کر کے مزاروں پر قوالوں کی تانیں سننے والے اور رنڈیوں کے ناچ و مجرے کرانے والے اور دیکھنے والے بھی سیّد ہیں۔

ہاں اے میرے عزیز دوست! بڑے دکھ کی بات ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ سیّد سادات شریعت کی سرداری، علم کی سرداری، سچائی کی سرداری، سخاوت کی سرداری، اخلاق و اخلاص کی سرداری، پرہیزگاری کی سرداری، عمل کی سرداری کے مالک تھے آج وہ زمانہ ہے کہ اکثر سیّد جہالت کی سرداری کے مالک ہیں اور شریعت کو مٹانے کی سرداری کر رہے ہیں، کفر و شرک اور بدعتیں پھیلانے کی سرداری کر رہے ہیں تابوت و تعزیہ پجوانے میں سیّدوں کی سرداری ہے، چلّوں اور تربتوں کو پجوانے میں سیّدوں کی سرداری ہے، کسی جگہ پر بال پجواتے ہیں، کسی جگہ پر کرتہ پجواتے ہیں، کسی جگہ پر کٹورا پجواتے ہیں، کسی جگہ پر نعلین پجواتے ہیں، کسی جگہ پر قدم کے نشانات پجواتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترپن ۵۳ سال زندگی بسر کی اور مدینہ مبارک میں دس سال زندگی بسر کی لیکن وہاں نہ تو قدم مبارک پوجا جاتا ہے نہ تو بال مبارک پوجا جاتا ہے نہ کرتا مبارک پوجا جاتا ہے بلکہ حاجی صاحبوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی جالی کو چھونے تک نہیں دیا جاتا۔

بعض سیّدی کے دعویداروں نے اللہ کو پوجنا چھوڑ دیا، اللہ سے مانگنا چھوڑ دیا، نیکی پر چلنا اور نیکی کا راستہ بتانا چھوڑ دیا، آخرت کی فکر کرنی چھوڑ دی، خدا کا خوف دلوں میں نہ رہا، پرہیزگاری سے ان کو مطلب نہ رہا۔ پھر یہ کیسے سیّد ہیں جن کی سیرت

بھی اسلام کے خلاف اور جن کی صورت بھی شریعت کے مطابق نہیں ۔

سیدوں کی اصل سرداری جو توحید ماننے اور منوانے کی تھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے اور کرانے کی تھی اس کو چھوڑ کر جہالت اور گمراہی کی سرداری کو اختیار کرلیا ہے ۔

اگر کسی سنت کی، حقارت کی کافر ہوا اور اگر تعظیم کے باوجود بلا عذر ترک کرے تو بقول صحیح گنہگار ہے ۔

حوالہ :۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۴۱ نوافل کا بیان ۔

صحیح معنوں میں سید اور ولی وہی ہے جو شریعت کا پابند ہو، تمام فرائض اور واجبات اور سنتوں پر عمل کرتا ہو، زندگی عمل اور تقویٰ کے نور سے روشن ہو، وہ ہے مؤمن، وہ ہے اللہ کا پیارا ۔

کسی شخص نے سنتیں چھوڑیں اور اگر ان سنتوں کو حق نہیں سمجھا تو کافر ہوگیا ۔ اس واسطے کہ اس نے ان کو خفیف (یعنی ہلکا) جان کر چھوڑا اور اگر ان کو حق سمجھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ سنتوں کے چھوڑنے پر وعید آئی ہے ۔

حوالہ :۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ نوافل کا بیان ۔

اے عزیز دوست میرے ! ہر ایک مسلمان بھائی کے لئے سوچنے کا مقام ہے جو اپنے آپ کو سنّی کہتا ہے وہ خود اپنے آپ کو پرکھ لے کہ وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا عامل ہے ؟ ۔

ترک کیا سنت کو اور ان کو حق سمجھتا ہے تب تو ترک سے گنہگار ہوگا ورنہ کافر ہوجائے گا یعنی حقارت کی وجہ سے ۔

حوالہ :۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۳۱۶ نوافل کا بیان ۔

جس قدر سنتوں کی پابندی یعنی اتباع و عمل زیادہ ہو اسی قدر مرتبہ زیادہ ہے اور جس قدر کمی ہو اسی قدر نقصان ہے اور بالاتفاق ان کے نزدیک جو شخص کہ خلافِ

Scanned by CamScanner

شریعت اور خلافِ سنّت کو اختیار کرنے والا ہو تو خوف ہے کہ وہ شیطان کا آلہ ہو (یعنی خلافِ شریعت کام کرنے سے رفتہ رفتہ انسان شیطان کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے) اور وہ ولی ہرگز نہ ہوگا بشرطیکہ وہ ہوش میں ہو۔

حوالہ:۔ عینی الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱ باب الکراہت

ایصالِ ثواب اور فاتحہ

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی ہے اور کوئی وصیت نہ کرسکی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو ضرور صدقہ اور خیرات کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا اجر اور ثواب اس کو ملے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ملے گا)۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۳ حدیث ۱۰۱۰ باب ۲۸۹ زکوٰۃ کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قبر میں مردہ کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کہ ڈوبنے والے شخص کی ہوتی ہے، وہ ہر وقت اپنے متعلقین یعنی باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف دعا کا منتظر رہتا ہے اور جس وقت اس کو دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خداوند تعالیٰ قبر والوں کو دنیا والوں کی دعا کا اتنا بڑا ثواب پہنچاتا ہے جیسا پہاڑ۔ اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے بہترین ہدیہ استغفار ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۶ حدیث ۲۲۲۹ توبہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ توبہ کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے رہیں (۳) اور نیکو کار لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۱ حدیث ۱۳۷۶ احکام کا بیان۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کا ثواب ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۹ عقائد کا بیان۔

میرے عزیز دوستو! کھانے پینے کی چیزیں یا کپڑا یا خیر خیرات سب کا ثواب جس کسی کی بھی روح کو پہنچانا چاہو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور پہنچے گا اور مرنے والے کو اس سے نفع ہوتا ہے لیکن بعض جگہ پر کھانے پینے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے کی جو پابندی ہوتی ہے وہ بری ہوتی ہے۔ فاتحہ پڑھنا برا نہیں ہے لیکن بعض جگہ پر فاتحہ پڑھنے کی اس قدر پابندی ہوتی ہے کہ جب تک کھانے پینے کی چیزوں پر فاتحہ نہ پڑھی جائے اس وقت تک اس میں سے کھانا پینا یا کھلانا پلانا ناجائز سمجھتے ہیں اور کھانے کے لئے بچے وغیرہ اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے اور تاکتے رہتے ہیں لیکن جب تک ملا صاحب یا مجاور صاحب اس پر فاتحہ نہ پڑھ دیں اس وقت تک اس میں سے کسی کو ایک دانہ کھانے کو یا ایک قطرہ پینے کو نہیں مل سکتا۔

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے (یعنی جبرئیل علیہ السلام) نے اوپر کو دروازہ کھولنے کی سی آواز سنی۔ سر اٹھا کر دیکھا اور کہا یہ آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے اور آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس دروازہ سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اترا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں اترا

41

Scanned by CamScanner

پھر فرشتے نے (حاضر ہوکر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا خوشخبری ہو، آپ کو دو ایسے نور عطا کئے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (اور وہ) سورۂ فاتحہ (یعنی سورۂ الحمد) اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں، ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے اس کا ثواب دیا جائے گا۔

حوالہ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ حدیث ۸۰۲ باب ۲۶۳ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیت کی فضیلت

(۲) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ نماز کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵۵ حدیث ۲۰۰۶ فضائل قرآن کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۰۳

(۵) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۴

(۶) تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۴

(۷) تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۱ صفحہ ۵

(۸) تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۹

اب اس سورۃ کا انکار کس کو ہے کون انسان ایسا بدنصیب ہوگا جو اس سورۃ مبارکہ کا انکار کرے گا۔ اس سورۂ فاتحہ سے پہلے چار سورتیں نازل ہو چکی تھیں (۱) سورۂ علق (۲) سورۂ قلم (۳) سورۂ مزمل (۴) سورۂ مدثر سورۂ فاتحہ کا نزول نمبر ۵ پانچواں ہے۔

سورۂ علق تیسویں ۳۰ پارہ میں ہے۔ سورۂ قلم، سورۂ مزمل، سورۂ مدثر یہ تینوں انتیسویں ۲۹ پارہ میں ہیں اور سورۂ فاتحہ قرآن کریم کے اوّل میں ہے یعنی قرآن کریم اسی سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان کو چاند، سورج اور ستاروں سے سجایا، جنّت کو حوروں سے سجایا، فرشتوں کو جبرئیل علیہ السلام سے سجایا، نبیوں اور رسولوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سجایا، مہینوں کو رمضان المبارک سے سجایا، دنوں کو جمعہ سے سجایا، راتوں کو

Scanned by CamScanner

لیلۃ القدر سے سجایا، زمین کو مسجدوں سے سجایا اور مسجدوں کو بیت اللہ سے سجایا کتابوں کو قرآن کریم سے سجایا اور قرآن کریم کو سورۂ فاتحہ سے سجایا۔ اور سورۂ فاتحہ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے سجایا۔ ایسی برکت والی سورۂ فاتحہ کو کون نہیں پڑھے گا۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی یعنی سورۂ فاتحہ جیسی سورۃ نہ توریت میں ہے اور نہ انجیل میں ہے اور نہ زبور میں ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) دارمی شریف صـ۳۸۱ حدیث ۳۳۲۹ باب ۱۳۳۱ سورۂ فاتحہ کی فضیلت
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ۳۵۰ حدیث ۲۰۳۳ فضائل قرآن۔
(۳) مظاہر حق جلد ۲ صـ۲۰۹ " " "
(۴) تفسیر حقانی جلد ۲ صـ۹۳۔

حدیث:۔ حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ۳۶۰ حدیث ۲۰۵۰ فضائل قرآن۔
(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ۲۱۵ " "
(۳) دارمی شریف صـ۳۸۱ حدیث ۳۳۲۹ باب ۱۳۳۱ سورۂ فاتحہ کی فضیلت۔

اس سورۂ مبارکہ کو نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے۔ صرف فرض نمازوں کی پچھلی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا سنّت ہے باقی ہر رکعت میں اور ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے چاہے فرض نماز ہو یا واجب نماز ہو یا سنّت مؤکدہ ہو، نفل نماز ہو یا تراویح ہو، جمعہ کی نماز ہو یا عیدین کی نماز ہو۔ اتنا یاد رہے کہ حنفی مسلک میں امام کے پیچھے جب نماز پڑھے تو مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔

قرآن کریم کے چودھویں ۱۴ پارہ میں سورۂ حجر کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے آپ کو سات ایسی آیتیں دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور تمہیں

Scanned by CamScanner

قرآن کریم بھی عطا کیا ہے۔

یعنی یہ وہ سورۂ مبارکہ ہے جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے یہ شرف قرآن کریم میں کسی دوسری سورۃ کو نہیں ملا۔ اب جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان لوگوں کا نماز پڑھنے والوں پر اعتراض ہے کہ یہ لوگ سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ اور ان پڑھ لوگوں کے نزدیک نماز کی اہمیت نہیں ہے اس وجہ سے نماز میں پڑھی جانے والی سورۂ فاتحہ کی بھی اہمیت نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے نزدیک نیاز و نذر اور شربت، کھچڑا یا گیارہویں کی بریانی پر پڑھی جانے والی فاتحہ کی قدر ہے۔ ان کے دل میں سورۂ فاتحہ کی قدر نہیں اگر ان کے دل میں سورۂ فاتحہ کی قدر ہوتی تو یہ لوگ بھی نماز کے پابند ہوتے نیاز و نذر پر فاتحہ پڑھوانے کی جتنی یہ صاحبان پابندی کرتے ہیں اتنی نماز کی پابندی نہیں کرتے۔

کسی مولوی صاحب یا پیر صاحب کے یا کسی مجاور صاحب کے گھر پر کسی نے آج تک بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں کا کھانا یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا کھچڑا انہیں کھلایا ہوگا یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور نفس پرست مجاور لوگوں کو گیارہویں کا کھانا اور محرم کا کھچڑا بنوانے اور کھلانے کی خوب تاکید کرتے ہیں لیکن آج تک آپ صاحبوں نے نہیں دیکھا ہوگا کہ کوئی مولوی صاحب یا پیر صاحب یا مجاور صاحب نے کھلانے کے لئے گیارہویں کا کھانا یا محرم کا کھچڑا بنایا ہو اور اس پر فاتحہ پڑھ کر لوگوں کو کھلایا ہو۔ ان لوگوں کے نزدیک صرف کھانا جائز ہے کھلانا جائز نہیں۔ اگر کھلانا بھی جائز ہوتا تو یہ لوگ بھی مخلوق خدا کو کھلاتے لیکن کوئی نہیں کھلاتا شاید ہی ہزاروں میں سے کسی ایک نے کھلانے کا کام بھی کیا ہو۔ یہ لوگ مزاروں پر سجدہ کرنے کو جائز کہتے ہیں لیکن بذات خود کسی مزار پر کبھی سجدہ نہیں کریں گے، یہ لوگ تعزیہ بنانے کو جائز کہتے ہیں لیکن بذات خود تعزیہ نہیں بنائیں گے اور تعزیہ بنانے میں چندہ بھی نہیں دیں گے۔ ان لوگوں کی عجیب حالت ہے۔ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ یہ لوگ مزاروں پر سجدہ نہیں کریں گے، مزاروں کو چومیں گے نہیں، مزاروں پر چادر نہیں چڑھائیں گے، مزاروں کا طواف نہیں کریں گے، مزاروں کے غسل کا پانی نہیں پئیں گے۔

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ میں سورۂ صف کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۲،
۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو، جو خود نہیں کرتے تم جو نہ کرو اس کا کہنا خدا کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین عادتیں ہوتی ہیں جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب امانت دیجائے خیانت کرے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۴۵ سورۂ صف کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

اللہ تعالیٰ کا سوال ایمان والوں سے ہے بے ایمانوں سے نہیں ہے۔ فرمان ہو رہا ہے کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو، جو خود نہیں کرتے اگر واقعی وہ چیز جو تم کہہ رہے ہو تمہارے نزدیک جائز ہے تو پھر آپ صاحبان کیوں نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت ناراض ہے کہ تم کہو اور خود نہ کرو۔

مگر کیسے کرتے یہ صاحبان اچھی طرح جانتے ہیں یہ نیاز و نذر اور گیارہویں غیر اللہ کے نام کی ہرگز جائز نہیں تعزیہ بنانا بالکل حرام ہے، مزاروں پر سجدے کرنا قطعاً حرام ہے۔ یہ تو ان بھولے بھالے ان پڑھ مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا پیٹ پالنا چاہتے ہیں۔ جاہلوں کو بہلانے کے لئے جائز کہہ دیتے ہیں اور خود نہیں کرتے۔

آپ صاحبان کو اس بات کا تجربہ ہوگا کہ بہت سے اللہ کے بندے دنیا میں ایسے بھی ہیں جو کہ ہزاروں روپیہ اللہ کے نام پر دیدیتے ہیں ہزاروں روپیہ کی جاگیر، باغ، مکان وغیرہ اللہ کی راہ میں دیدیتے ہیں اور اس پر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی پھر بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔ تو پھر یہ دیگچہ جس میں کھانا پکایا گیا ہے کیا بغیر فاتحہ کے اس کا ثواب نہیں ملے گا؟ یہ سب پیٹ بھرو مولویوں اور جیب بھرو پیروں اور نفس پرست مجاوروں کے پیٹ بھرنے کی ترکیبیں ہیں خیرات کا ثواب الگ ہے اور فاتحہ کا ثواب الگ ہے۔

اب ہم آپ کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ ہمارے پاس مثلاً پانچ یا دس روپیہ

کے نوٹ ہیں اور اس کا ثواب ہم کسی نبیؑ یا ولیؒ یا اور کسی مسلمان کی روح کو بخشنا چاہتے ہیں تو اس روپیہ کو پہلے اللہ کے نام پر خیرات کرنا ہوگا۔ اگر آپ نے ان روپیوں کو خیرات نہیں کیا بلکہ اپنے سامنے ان روپیوں کو رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھ کر بخش دیا تو فاتحہ کا ثواب ملیگا مگر روپیوں کا ثواب نہیں ملیگا۔ کیونکہ وہ روپیہ تو ابھی آپ کی ملکیت میں ہے اس کا ثواب کہاں سے ملے گا۔ جب آپ نے وہ روپیہ کسی غریب، یا مسکین، یا مسافر، یا اور کسی نیک راستہ میں اللہ کے نام پر خرچ کر دیا تو اب آپ کو اس کا ثواب ملے گا۔ اب اگر آپ فاتحہ پڑھ کر اللہ سے التجا کریں "کہ اے باری تعالیٰ ان روپیوں کا ثواب جو تیرے راستہ میں خرچ کر چکا ہوں اور اس فاتحہ کا ثواب فلاں روح مبارک کو بخشتا ہوں تب دونوں کا ثواب ملے گا"

اسی طرح جو کھانا پکایا گیا ہے پہلے وہ اللہ کے نام پر جن کا حق ہے ان کو کھلا دیا جائے کھلانے کے بعد فاتحہ وغیرہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اس کھانے کا ثواب اور اس فاتحہ کا ثواب میں فلاں کی روح کو بخشتا ہوں اور جو کھانا ایصال ثواب کے لئے پکایا گیا ہے اور وہ کسی کو کھلایا نہیں گیا تو بغیر کھلائے ان پر پچاسوں فاتحہ پڑھ دیں تب بھی اس کھانے کا ثواب نہیں ملے گا۔

اگر کھلانے سے پہلے ہی فاتحہ پڑھ دینے سے اس دیگچہ کے اندر جو کھانا ہے اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے جب تو پھر کھانا پکانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بازار میں چلتے چلتے کسی حلوائی کی دوکان کے سامنے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر اس حلوائی کی پوری دوکان ہی بخش دو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی کھانے پینے کی چیزوں پر پڑھا ہے اور دعا کی ہے تو وہ برکت کے واسطے کی ہے یعنی دس۱۰ آدمیوں کا کھانا تھا اور پانچ سو۵۰۰ آدمیوں نے کھالیا۔ یا پچاس۵۰ آدمیوں کا کھانا تھا اور ہزار۱۰۰۰ آدمیوں نے کھالیا۔ یہ آپ کے معجزات میں سے ہے ایصال ثواب کے لئے نہیں پڑھا۔

حدیث ۱ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب

Scanned by CamScanner

رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہوا ہی تھا کہ میری ماں ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور، گھی اور پنیر کا مالیدہ سا بنایا اور پیالے میں بھر کر مجھ کو دیا اور کہا انس (رضی اللہ عنہ)! اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری ماں نے یہ حقیر ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور آپ کو سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایک تھوڑا ہدیہ ہماری طرف سے ہے قبول فرمایئے۔ چنانچہ میں گیا اور جو کچھ میری ماں نے کہا تھا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کو رکھ دے اور فلاں فلاں اشخاص کو جن کے نام آپ نے بتائے بلا لا اور راستہ میں جو شخص ملے اس کو بھی بلا لا۔ چنانچہ میں ان شخصوں کو جن کے نام آپ نے بتائے تھے اور جو لوگ مجھ کو راستہ میں ملے تھے ان کو بلا لایا جن سے سارا گھر بھر گیا۔ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تم سب کتنے لوگ ہو گے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تین سَو کے قریب پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مالیدہ یا حلوے پر ہاتھ رکھا اور دعا کی جو خدا نے چاہی۔ پھر دس دس آدمیوں کو اسمیں سے کھلانا شروع کیا اور کھانے والوں سے فرمایا خدا کا نام لے کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ چنانچہ جب یہ آدمی کھا چکے اور خوب پیٹ بھر گیا وہ اٹھ گئے اور دوسری جماعت آگئی یہانتک کہ اسی طرح تمام لوگوں نے کھا لیا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا انس (رضی اللہ عنہ) پیالہ کو اٹھا لو۔ میں نے پیالہ کو اٹھا لیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ جس وقت میں نے پیالہ کو رکھا تھا اس وقت اس میں مالیدہ زیادہ تھا یا اس وقت جبکہ اس کو اٹھایا۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۸۰۹ حدیث ۵۶۳۰ معجزات کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۰

* * *

روپیہ پیسہ یا کپڑا، کھانا یا اور کوئی چیز ہم کسی غریب یا محتاج، فقیر یا مسکین، یتیم یا اور کسی حاجتمند کو یا مسجد، مدرسہ یا یتیم خانہ وغیرہ میں دیتے ہیں وہ چیز اس روح کو نہیں پہنچتی بلکہ اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

بعض لوگ اپنی جہالت سے یہ سمجھتے ہیں کہ خاص وہی چیز اس روح کو ملتی ہے جو خیرات کی جاتی ہے لہٰذا دیکھا گیا ہے کہ محرم کے مہینے میں امام حسین رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

کی پیاس بجھانے کی غرض سے پانی کی سبیلیں جگہ جگہ پر لگائی جاتی ہیں اس خیال سے کہ امام کو پانی ملے ۔کھلانے کے لئے کہیں سبیلیں نہیں لگتیں ۔اگر کوئی دودھ پیتا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اس کے ایصالِ ثواب میں دودھ خیرات کیا جاتا ہے اس اعتقاد سے کہ اس کے دانت نہیں تھے اس لئے وہ دودھ کے علاوہ دوسری چیز نہیں چبا سکے گا۔یہ ساری اعتقادی خرابیاں ہیں ایصالِ ثواب کے لئے کسی چیز یا کسی تاریخ کی تعلیق کی کوئی ضرورت نہیں ۔جو چیز خیرات کی جائے گی اس کا ثواب ملے گا وہ چیز بعینہٖ نہیں ملے گی ۔

ایک بات یہ بھی قابلِ غور ہے کہ جو کھانا ایصالِ ثواب کے لئے بنایا گیا ہے وہ غریبوں، مسکینوں ، فقیروں یا یتیموں کا حق ہے مالداروں کا نہیں لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ مالدار لوگ ہی زیادہ تر کھاتے ہیں اور جو کھانا کھانے کے حقدار ہیں ان کو تو دروازے ہی پر کھڑا رکھتے ہیں ۔دروازے پر ایک دربان ڈنڈا ہاتھ میں لئے کھڑا رہتا ہے وہ بغیر اجازت کے کسی غریب کو اندر آنے نہیں دیتا ۔جب بڑے بڑے امیر اور مالدار لوگ کھالیں گے اس کے بعد اگر بچے گا تو بیچارے ان غریبوں کو دیا جائے گا ۔جب تک یہ امیر لوگ کھاپی کر فارغ نہ ہولیں تب تک ان حقداروں کو دروازے ہی پر کھڑا رہنا پڑتا ہے ۔اندر تک آنے نہیں دیتے ۔یہ سب جہالت نہیں تو پھر اور کیا شریعت ہے ؟۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہے ۔

قرآن و حدیث کو تو آپ نے سن لیا ۔اب ایک مثال سے سمجھئے کہ غریب کون ہے ۔ ہم نے پچاس یا سو آدمیوں کا کھانا ایصالِ ثواب کی نیت سے پکایا ہے اور آدمی کھانے کے لئے بھی آگئے ہیں جب وہ لوگ کھانا کھا چکیں تو ہر آدمی کے ہاتھ میں ایک ایک روپیہ اللہ کے نام پر دیا جائے اگر یہ لوگ روپیہ لے لیتے ہیں تب تو کھانا کھانے کے حقدار ہیں اور اگر روپیہ نہ لیں تب تو کھانا کھانے کے حقدار نہیں ۔کیونکہ وہ کھانا غریبوں

Scanned by CamScanner

کے لئے ہے امیروں کے لئے نہیں ہے۔

جو لوگ نیاز و نذر یا گیارہویں کے لئے شربت یا کھچڑا، حلوہ، مالیدہ وغیرہ بناتے ہیں وہ اللہ کے لئے نہیں بناتے اور نہ اللہ کے نام پر کرتے ہیں بلکہ زیادہ تر انسان اولیاء اللہ ہی کے نام پر کرتے ہیں اور نیت یہ ہوتی ہے کہ اس بابا یا بزرگ یا ولی کے نام کا ہر سال اتنا نیاز و نذر کریں گے تو ہماری کمائی میں اور ہمارے گھر میں برکت ہوگی۔ اور اگر نہیں کریں گے تو نقصان ہوگا۔ اب خدا کو چھوڑ کر کسی کے نام پر نیاز و نذر کرنا شرک اور حرام بتایا گیا ہے جسے ہم منت کے بیان میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

آپ یہ تو خیال کریں کہ اگر ہم نے دس روپیہ کسی ولی کے نام پر دیدیا تو اب اس کا ثواب کون دے گا۔ ولی تو ثواب دے نہیں سکتا۔ ثواب دینا تو صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس لئے یہ دینا ہی غلط ہے پھر ثواب کیا ملے گا۔ البتہ اگر ہم نے وہ دس روپیہ اللہ کے نام پر دیدیا تو اب ہم کو اس کا ثواب ملا۔ اب ہم جس کو چاہیں بخش دیں۔ یہ صحیح ہے اور وہ غلط تھا۔

سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلوق خدا میں سے نہ کوئی روزی میں برکت دے سکتا ہے اور نہ کوئی عزت بڑھا سکتا ہے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں۔

وہ جس پر چاہے فضل فرمائے اور جس کو چاہے رزق دے بے شمار، ساری بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے، دین اس کے ہاتھ میں ہے، دنیا اس کے ہاتھ میں ہے، تونگری اس کے ہاتھ میں ہے، فقیری اس کے ہاتھ میں ہے اور عزت و ذلت اس کے ہاتھ میں ہے اس کے ساتھ کسی کے ہاتھ اختیار کچھ بھی نہیں۔ بس عقلمند وہ ہے جو اس کے دروازہ کو چپٹ جائے اور دوسرے کے دروازے سے منھ پھیر لے۔

حوالہ:۔ فیوض یزدانی ص ۴۲ مجلس ۳

مشرکین مکہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی دی

Scanned by CamScanner

ہوئی ہیں۔ اور ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان ماننے سے انکار بھی نہیں تھا لیکن جو غلطی کرتے تھے وہ یہ تھی کہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سی دوسری ہستیوں کا بھی شکریہ ادا کرتے تھے جیسے آجکل مسلمان اولیاء اللہ کا کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے آٹھویں پارہ میں سورۂ انعام کے سولہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ تو اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے۔ انہوں نے کیا بُری تجویز نکال رکھی ہے۔

اس بات کی تو ساری دنیا قائل ہے کہ زمین اللہ کی ہے اور کھیتیاں وہی اُگاتا ہے نیز ان جانوروں کا خالق بھی اللہ ہی ہے جن سے ہم اپنی خدمت لیتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کا یہ تصور پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے کہ ہم پر اللہ کا یہ فضل پیر، پیغمبر، فرشتوں، جناتوں اور آسمانی ستاروں یا بزرگان سلف صالحین کی ارواح کے طفیل اور برکت سے ہے جو ہم پر نظر کرم رکھتے ہیں اس لئے غلّہ یا پھلوں میں سے جو کچھ ہوتا تھا ان میں سے دو حصّے نکالتے تھے ایک حصّہ تو اللہ کا اور ایک حصّہ اپنے بنائے ہوئے معبودوں کا اب اگر اتفاق سے اللہ کے حصّہ میں سے کچھ ان کے بنائے ہوئے معبودوں میں مل جاتا تو اس کو اسی میں رہنے دیتے۔ اور اگر ان بناوٹی معبودوں کا حصّہ اتفاق سے اللہ کے حصّہ میں مل جاتا تو اسے نکال لیتے اور اپنے معبودوں کے حصّہ میں ڈال دیتے تھے اور بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے اس کا حصّہ کم ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اور یہ ہمارے بنائے ہوئے معبود محتاج ہیں ان کا حصّہ کم نہیں ہونا چاہیئے۔

آج ہمارے بہت سے مسلمان بھائی اور بہنیں اس بیماری میں مبتلا ہیں کہ جتنی احتیاط نیاز و نذر اور گیارہویں یا شربت اور کھچڑا یا منّت کی کرتے ہیں اتنی

Scanned by CamScanner

احتیاطاً نماز روزے اور زکوٰۃ کی نہیں کرتے اور ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ساری خدائی اور قدرت تو اللہ ہی کے قبضہ میں ہے لیکن یہ جو بزرگ ہیں جن کی ہم نیاز ونذر یا منتیں کرتے ہیں ان کی وجہ سے بھی بہت سی بلائیں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور ہمارے روزی روزگار میں بھی برکت ہوتی ہے۔

ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں :-

جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں بچہ تھا تو اس وقت تجھ کو کھانا کس نے دیا تھا؟ آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید و فروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر۔ ہر چیز کہ جس پر تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع اور نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں نہ سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اس کے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے تو وہ تیرا معبود ہے۔ عنقریب تجھے اپنا انجام نظر آئے گا کہ حق تعالیٰ تیری سماعت، تیری بصارت، تیری قوتِ گرفت، تیرا مال اور ہر وہ چیز جس پر تو نے اس کو چھوڑ کر اعتماد کیا تھا لے لیگا اور تیرے اور مخلوق کے درمیان قطع تعلق کر دیگا۔

حوالہ :- فیوض یزدانی صفحہ ۱۲۰ مجلس نمبر ۲

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- اور خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو آسمان سے روزی دے سکتے ہیں اور نہ تو زمین سے روزی دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ (کسی قسم کی) قدرت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تم لوگ جن جن کی نیاز و نذر اور منتیں کر رہے ہو وہ چاہے پیغمبرؑ ہوں یا فرشتے، پیرؒ ہوں یا جن یا شیطان یا مخلوقِ خدا میں سے کوئی بھی ہو وہ نہ تو آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں اور نہ زمین سے ذی روح کے لئے

کھانے کا کوئی سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ ان ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے اور تم جن جن کو پکار رہے ہو، دُہائیاں دے رہے ہو وہ بھی اسی کے محتاج ہیں۔

کوئی توحید پرست کسی باطل پرست کو سمجھاتا ہے کہ بھائی آپ اللہ ہی سے مانگیں اللہ تبارک وتعالی سارے جہان کی سنتا ہے وہ آپ کی بھی سُنے گا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ بھائی ہماری رسائی اللہ تک نہیں ہو سکتی جیسے کہ ایک بادشاہ کے پاس یا کسی بڑے افیسر کے پاس بغیر کسی کی سفارش کے ہم نہیں جا سکتے۔ دوسرے یا تیسرے منزل پر جانا ہو تو زینہ بزینہ جانا پڑتا ہے۔ کنویں سے پانی نکالنے کے لئے رسّی اور بالٹی کی ضرورت پڑتی۔ داروغہ سے ملنے کے لئے چپراسی سے ملنا پڑتا ہے۔ یہ ہے ان جاہلوں کا جواب۔ اب ان جاہلوں کے جواب میں اللہ تعالی کا جواب سنیئے۔

قرآن کریم کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے دسویں رکوع میں آیت نمبر ۷۴ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ تعالی کیلئے مثالیں نہ بناؤ اللہ خوب جانتا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے۔

دوستو! اللہ تعالی کو کسی چپراسی کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر وقت سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور ہماری ایک ایک سانس سے بھی واقف ہے اور آئندہ ہم کیا کرنے والے ہیں وہ بھی جانتا ہے۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ قٓ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱٦ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگِ جان سے بھی قریب ہیں۔

اتنے قریب والے کو چھوڑ کر دور والوں کو کہاں ڈھونڈتے پھروگے۔ دور والوں کو تلاش کرنے میں ہی وقت چلا جائے گا۔ اور جس سے ہم کو مقصد حل کروانا ہے یا اپنی دعائیں قبول کروانی ہیں یا اپنے گناہ معاف کروانے ہیں وہ تو ہماری رگِ جان سے بھی قریب ہے۔ پھر اتنے قریب والے کو چھوڑ کر دور دراز والوں کی تلاش کرتے پھرنا جہالت نہیں تو کیا شریعت ہے؟؟۔

Scanned by CamScanner

نماز کے بعد کا فاتحہ

میرے عزیز دوست! نماز کے بعد کا جو فاتحہ پڑھا جاتا ہے اس کے بھی اکثر جگہ پر جھگڑے چل رہے ہیں اس کا بھی خلاصہ سن لو!

حدیث ۱:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص نماز کے بعد دائیں جانب پھر کر بیٹھنا ضروری جان کر اپنے عقیدہ میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے۔ اس لئے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب مڑ کر بیٹھتے اکثر دیکھا ہے۔

حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۱۵ حدیث نمبر ۶۸۰ باب نمبر ۲۳۷ نماز کا بیان۔

(۲) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۴ ص ۱۹۶ حدیث ۷۹۶

(۳) مشکوٰۃ شریف " ۱ ص ۱۹۸ حدیث ۸۸۰ تشہد میں دعا کا بیان۔

(۴) مظاہر حق جلد ۱ ص ۳۰۵

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان میں جہالت کی اکثر جگہ یہ حالت ہے کہ بائیں طرف نماز کے بعد منھ کر کے کوئی امام دعا پڑھے تو اس پر فوراً وہابی کا ٹائیٹل لگا دیں گے اور کہنے لگیں گے کہ دیکھو یہ بڑے پیر صاحب کو نہیں مانتا اس لئے اتر کی طرف منھ نہیں کرتا یا نماز ختم ہونے کے بعد اگر نوافل و سنّت اسی جگہ پر نہ پڑھے اور چلا جائے تو بھی قسم قسم کے ٹائیٹل لگا دیتے ہیں۔

حدیث ۱:- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں خدا کا ذکر ہوتا ہے اور جس گھر میں خدا کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲٦٧ حدیث ۱۷۷۳ باب ۲۵۳ نماز کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ چکے (یعنی فرض نماز) تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے لئے بھی نماز کا کچھ حصّہ رکھے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نماز کے سبب سے گھروں میں بھلائی پیدا کرتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲٦٧ حدیث ۱۷۷۳ باب ۲۵۳ نماز کا بیان۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ حدیث ۱۲۱۸ رمضان کی عبادت کا بیان۔
(۳) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۲۱۸

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مکان میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ میرا مکان مسجد کے کس قدر قریب ہے لیکن اس پر بھی مجھ کو یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے مکان ہی میں پڑھوں البتہ فرض کے واسطے مسجد مقرر کی گئی ہے۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۵ حدیث ۱۳۹۵ نماز کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مکانوں کو قبریں نہ بناؤ" یعنی ان میں نماز ادا کیا کرو بغیر نماز کے نہ چھوڑو۔

حوالہ:۔ (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۵ حدیث صفحہ ۱۳۹۳ نماز کا بیان۔
(۲) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۷ صفحہ ۳۹٦ حدیث ۱۰۳۰ باب ۳۵٦۔
(۳) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ صفحہ ۱۴۰ حدیث ٦۵۹ نماز کے مقامات کا بیان۔
(۴) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۲۳۱

حدیث:۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ "فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہتر نماز اس کے گھر ہی میں ہے۔ (مختصر)

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۱۰۴۰ کتاب الآداب۔

Scanned by CamScanner

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرض نماز ادا کرنے کے بعد کیا اتنے سے کام میں تم کو تکلیف ہوتی ہے کہ ان فرضوں کے مقام سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ یا داہنی جانب یا بائیں جانب ہو جاؤ۔

حوالہ :- (۱) ابن ماجہ شریف ص۲۲۳ حدیث ۱۴۲۶ نماز کا بیان ۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ ص۲۵۸ حدیث ۶۱۲ باب ۲۲۱ ۔

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں تو امام اپنے فرضوں کی جگہ سے دائیں یا بائیں یا پیچھے ہٹ کر یا اپنے گھر میں جاکر سنتیں پڑھے ۔

حوالہ :- عین الہدایہ جلد ۱ ص۴۰۰ نماز کا بیان ۔

جب امام ظہر و مغرب و عشاء کا سلام پھیر چکے تو پھر وہاں بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہے فوراً سنتوں کے لئے کھڑا ہو جائے اور جہاں فرض پڑھی ہوں سنتیں نہ پڑھے داہنے یا بائیں یا پیچھے کو ہٹ جائے اور اگر چاہے اپنے گھر جاکر سنتیں پڑھے ۔

حوالہ :- فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص۱۰۳ نماز کا بیان ۔

سب سنتیں اور نوافل ادا کرنے کے لئے افضل گھر ہے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اپنی مسجد نبوی میں پڑھنے سے بھی افضل فرمایا ہے حالانکہ آپ کی مسجد میں ایک نماز کا پچاس ہزار گونہ ثواب ہے ۔

حوالہ :- عین الہدایہ جلد ۱ ص۵۰۵ قیام رمضان کا بیان ۔

حدیث :- حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد اس مقام سے علیحدہ ہو جائے جہاں اس نے فرض ادا کئے ہیں اس مقام پر اور نماز نہ پڑھے ۔

حوالہ :- (۱) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ ص۳۸۴ حدیث ۹۹۳ باب ۳۳۵

(۲) ابن ماجہ شریف ص۲۲۳ حدیث ۱۴۲۷ نماز کے بیان میں ۔

ان حدیثوں پر آج کسی کا بھی عمل نہیں ہے نہ اہلحدیث کا نہ اہل تقلید کا ۔ ایک دوسرے پر اعتراض کرنے میں یا ایک دوسرے کے عیب نکالنے میں اور نکتہ چینی کرنے میں پیش پیش

Scanned by CamScanner

ہیں لیکن ان حدیثوں پر عمل کسی کا بھی نہیں ہے۔ شاید سیکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ایک ملے گا جن کا عمل ان حدیثوں پر ہوگا حالانکہ اس مضمون کی حدیثیں کثرت سے موجود ہیں

میرے عزیز دوستو! آگئی بات آپ کی سمجھ میں! کہ جس نماز کے بعد سنتیں اور نوافل ہیں مثلاً ظہر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ان میں تو فاتحہ ثانی پڑھنے کا جھگڑا ہی مٹ گیا کیونکہ امام کو جب وہاں سے فرض نماز پڑھ لینے کے بعد ہٹ جانے کا حکم ہے تو پھر فاتحہ کا جھگڑا ہی کہاں رہا۔ اور مقتدیوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ فرض نماز پڑھ لینے کے بعد سنتیں اور نفل گھر میں ادا کریں۔ اس لئے دوسرا فاتحہ تو بالکل ہی ختم ہو گیا۔ فاتحہ ثانی کی تو کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہی اب بات رہی فجر اور عصر کی کیونکہ ان نمازوں میں بعد فرضوں کے سنّت اور نوافل نہیں ہیں تو سن لو اس کا بھی فیصلہ۔

اگر دعائے ماثورہ بلند آواز سے اس واسطے کہے کہ ساتھ والے سیکھ جائیں تو مضائقہ نہیں ہے اور جب سیکھ گئے تو ان لوگوں کا بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہوگا اور اگر سکھانے کی غرض نہیں ہے تو (بلند آواز سے) پڑھنا مکروہ ہے۔

حوالہ:۔ (۱) عینی الهدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ کراہت کا باب۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۷

میرے عزیز دوست! ہماری جہالت تو دیکھئے کہ بعض جگہ پر تو جب تک امام صاحب تین چار دفعہ فاتحہ نہ پڑھ لیں اس وقت تک لوگ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور امام صاحب بیچارے اس ڈر سے کہ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق فاتحہ نہ پڑھوں گا تو یہ لوگ مجھے گاؤں سے نکال دیں گے یا نوکری پر سے ہٹا دیں گے۔ اس نیّت سے وہ بیچارے امام صاحب تین چار یا جتنی بھی دفعہ کہو فاتحہ پڑھاتے چلے جاتے ہیں اور پھر اس کو جاہل لوگ مذہب سمجھ لیتے ہیں۔

میرے عزیز دوست! ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جب امام صاحب نے سلام پھیر دیا تو اب امام امام نہ رہا اور مقتدی مقتدی نہ رہے کیونکہ سلام پھیر دینے کے بعد دونوں آزاد ہیں جسکا جی چاہے چلا جائے اور گھر میں باقی نماز ادا کرے

Scanned by CamScanner

جس کا جی چاہے بیٹھا رہے جس کا جی چاہے دعا مانگے۔ جس کا جی چاہے اللہ کا ذکر کرے یا درود شریف پڑھے۔

نماز کے بعد کا مصافحہ

حدیث ۱:۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصافحہ (کرنے کا دستور) تھا؟ انہوں نے فرمایا ہاں (وہ مصافحہ کیا کرتے تھے)۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ ص ۲۷۶ حدیث ۱۱۸۸ باب الادب
(۲) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۱۶ حدیث ۵۸۶

حدیث ۱:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا اور میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر مصافحہ کیا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ ص ۲۷۶ حدیث ۱۱۸۹ باب الادب فی الاخلاق

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا باب بھی باندھا ہے الفاظ یہ ہے:۔

باب:۔ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے بیان میں ہے اور حماد بن زید نے عبد اللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۵ ص ۲۷۶ اجازت لینے کے بیان میں۔

اس حدیث اور اس عبارت پر علماء حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور یہی صحیح ہے۔

"مصافحہ سنت ہے وقت ملاقات کے چاہیے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔"

Scanned by CamScanner

حوالہ: مظاہر حق جلد ۴ ص ۵۹ باب المصافحہ۔

حدیث: حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کے دو مسلمان آپس میں ملاقات کر کے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالٰی ان کو الگ ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے۔

حوالہ: (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۰۱ حدیث نمبر ۵۹۰ باب الادب۔
(۲) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۲ ص ۶۶۲ حدیث نمبر ۱۸۰۶ باب ۵۶۹
(۳) ابن ماجہ شریف ص ۵۵۳ حدیث نمبر ۳۷۰۲ اخلاق وآداب کے بیان میں۔
(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۹۸۶ حدیث نمبر ۴۴۳۷ باب المصافحہ۔

میرے عزیز دوستو! ذرا سمجھداری اور ایمانداری سے کام لینا۔ اگر غصہ کرو گے تو سمجھنے سے کورے رہ جاؤ گے۔ ملاقات کے وقت ہاتھ ملانا یعنی مصافحہ کرنا تو سنت ہے مگر یہاں پر جو بات ہو رہی ہے وہ نماز کے بعد کی بات ہے یعنی بعض جگہ پر نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا رواج ہو گیا ہے اور وہ اس طرح کہ نماز جب ختم ہو جاتی ہے تو اس کے بعد سب مقتدی کھڑے ہو کر امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ ایک مقتدی نے امام صاحب سے مصافحہ کیا اور امام کے پڑوس میں کھڑا ہو گیا پھر دوسرا مقتدی امام سے مصافحہ کرے گا اس کے بعد پڑوس میں جو پہلا مقتدی کھڑا ہے اس سے بھی مصافحہ کرے گا بعد میں وہ بھی اس سے پہلے کے مقتدی کے پڑوس میں کھڑا ہو جائے گا۔ اسی طرح جتنے نمازی ہیں وہ سب کے سب ایک کے بعد دوسرے سے مصافحہ کر کے لائن سے کھڑے رہنے کے عادی ہیں اسمیں اگر کسی نمازی نے مصافحہ نہ کیا اور بغیر مصافحہ کے چلا گیا تو اس پر وہابی کا ٹائیٹل لگا دیتے ہیں۔ اب اس کا خلاصہ سنئے پھر اس جہالت کا اندازہ خود ہی لگا لیجئے۔

"مباح ہے مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا) صبح (کی نماز) کے بعد بموجب مسلک شافعیؒ کے اور مسلک حنفیؒ میں مکروہ ہے۔"

حوالہ: مظاہر حق جلد ۱ ص ۶۹ کتاب الایمان۔

"مصافحہ تتمہ سلام ہے لہٰذا بعد نماز فجر یا عصر کے جو مصافحہ شافعیہ میں بالخصوص

حرم محترم میں رائج ہے۔ شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالۂ خاص میں ممنوع لکھا ہے اور یہی ٹھیک ہے۔"

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۴ باب الکراہیت۔

یہ ہے اختلاف یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں بعد نماز فجر اور عصر کے مصافحہ کرنا یعنی ہاتھ ملانا مباح ہے اور پانچوں نمازوں کے بعد ہاتھ ملانے کی تو وہ بھی اجازت نہیں دیتے صرف دو۲ وقت فجر اور عصر کے بعد اجازت ہے اور صرف مباح بتایا ہے۔ فرض، واجب یا سنّت نہیں بتایا اور ہمارے حنفیؒ مسلک میں ہر نماز کے بعد ہاتھ ملانا مکروہ ہے چاہے عید کی نماز ہو چاہے پنجگانہ نماز کے بعد ہو چاہے جمعہ کی نماز کے بعد ہو۔

"مصافحہ سنّت ہے ملاقات کے وقت سلام کے بعد اور نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے بلکہ بعضوں نے اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے۔"

حوالہ:- ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۲۰ صفحہ ۶۶۳ حدیث ۱۷۷۱ کی شرح میں۔

"مصافحہ بعد نماز عصر کے یا جمعہ کے کچھ نہیں ہے اور بدعت ہے بسبب تخصیص وقت کے اور تشریح کی ہے بعض علماء ہمارے نے کہ مصافحہ مذکور مکروہ ہے۔"

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۹ باب المصافحہ۔

"محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا بعد نماز عید کے ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو نہیں کیا اور یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔"

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّ مختار جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ باب العید۔

غایۃ الاوطار کے اسی صفحہ کے حاشیئے پر لکھا ہے کہ "مصافحہ ہر نماز کے بعد مکروہ ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اور یہ رافضیوں کی سنّت ہے۔"

اوپر کی تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے حنفی مسلک کے زیادہ تر علمائے دین کا یہی فتویٰ ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ نہ ملانا یعنی مصافحہ نہ کرنا ہی بہتر اور افضل ہے۔

Scanned by CamScanner

سخی اور بخیل

قرآن کریم کے اٹھائیسویں(۲۸) پارہ میں سورۂ تغابن کے دوسرے(۲) رکوع میں آیت نمبر ۱۶
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جہاں تک ہوسکے خدا سے ڈرو۔ اس کے احکام کو سنو اور اس کے فرمانبردار رہو، اس کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص بخل سے بچ گیا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

قرآن کریم کے ستائیسویں(۲۷) پارہ میں سورۂ حدید کے دوسرے(۲) رکوع میں آیت نمبر ۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں وہ صدقہ ان کے لئے بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے اجر پسندیدہ ہے۔

فقیر، مسکین، محتاجوں اور حاجتمندوں کو خالص خدا کی مرضی کی جستجو میں جو لوگ اپنے حلال مال نیک نیتی سے راہِ خدا میں صدقہ دیتے ہیں ان کے بدلے بہت کچھ بڑھا چڑھا کر خدائے تعالیٰ انھیں عطا فرمائے گا۔ دس(۱۰) دس(۱۰) گنے اور اس سے بھی زیادہ سات سو(۷۰۰) گنے تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے ثواب بے حساب ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۷ صفحہ ۱۰ سورۂ حدید کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے تیسرے(۳) پارہ میں سورۂ بقرہ کے چھتیسویں(۳۶) رکوع میں آیت نمبر ۲۶۲
میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے محض لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور آخرت پر۔

اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے صدقات وخیرات کو احسان رکھ کر اور تکلیف پہنچا کر برباد نہ کرو۔ اس احسان کے جتانے اور تکلیف کے پہنچانے کا گناہ صدقہ اور خیرات کا ثواب باقی نہیں رہنے دیتا۔ پھر مثال دی کہ احسان اور تکلیف دہی سے صدقے کے غارت ہو جانے کی مثال اس صدقے جیسی ہے جو ریاکاری کے طور پر لوگوں کے دکھاوے کے لئے دیا جائے۔ اپنی سخاوت اور فیاضی اور نیکی کی شہرت منظر ہو، لوگوں میں تعریف وستائش کی چاہت ہو۔ خدائے تعالیٰ کی رضامندی کی طلب نہ ہو نہ اس کے ثوابوں پر نظر ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۱۷ سورۂ بقرہ کے چھتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جنت میں مکار اور بخیل داخل نہ ہوگا اور نہ وہ شخص جو خیرات دیکر احسان جتائے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۱ حدیث ۱۷۵۱ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے سینتیسویں رکوع میں آیت نمبر ۲۶۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ان میں سے بُری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔ حالانکہ تم کبھی اس کے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے کہ مالِ تجارت جو خدا نے تمہیں دیا ہے سونا، چاندی اور پھل اناج وغیرہ جو اس نے تمہیں زمین سے نکال کر

Scanned by CamScanner

دیئے ہیں اس میں سے بہترین اچھی اور پسندیدہ عمدہ عمدہ چیزیں اللہ کی راہ میں دو، ردی اور واہیات، سڑی گلی، گری پڑی، بیکار وفضول اور خراب چیز راہِ خدا میں نہ دو۔ اللہ خود طیّب ہے وہ خبیث کو قبول نہیں کرتا۔ ہم اس کے نام پر گویا اسے وہ خراب چیز دینا چاہتے ہیں جسے اگر ہمیں دیا جاتا تو ہم خود قبول نہ کرتے تو پھر خدا کیسے قبول کرے گا۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صہ ۱۹ سورہ بقرہ کے سینتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

"اگر اللہ دے فقیر کو کچھ مال حرام میں سے اور امید رکھے ثواب کی کافر ہوتا ہے اور اگر جانے فقیر اس کو پھر دعا دے اس کو اور آمین کہے دینے والا پس کافر ہوا"

حوالہ:۔ (۱) مظاہر حق جلد ۳ صہ ۲۸۶ مرتد کا بیان۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صہ ۸۴۹ " "

(۳) عین الہدایہ " ۱ صہ ۸۶ مقدمہ میں۔

اب وہ لوگ سوچیں جو رنڈیوں کے گھروں میں گانے بجانے والوں کے گھروں میں ناچنے کودنے اور کھیل تماشہ سے پیسہ کمانے والوں کے گھروں میں شراب وجوئے کے اڈے چلانے والوں کے گھروں میں سود کھانے والوں کے گھروں میں وعظ و نصیحت کیلئے جاتے ہیں اور میلاد و مجلس پڑھتے ہیں اور بڑی بڑی لمبی دعائیں ان کیلئے مانگتے ہیں اور وہاں پر مرغا پلاؤ زردہ بریانی بڑے مزے سے کھاتے ہیں اور نذرانہ ہاتھ میں لیکر جیب میں ڈالتے وقت جزاک اللہ کہتے ہیں وہ صاحبان سوچیں یہ قرآن کریم کے تیسرے ۳ پارہ میں سورۂ بقرہ کے چھتیسویں ۳۶ رکوع میں آیت نمبر ۲۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو ۱۰۰ دانے ہوں اور خدا جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

اس آیت میں بیان ہو رہا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اسے بڑی برکتیں اور بہت بڑے ثواب ملتے ہیں اور نیکیاں

Scanned by CamScanner

سات سات سو گنی کر کے دی جاتی ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ ص ۱۵ سورۂ بقرہ کے چھتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خیرات کرے برابر کھجور کے پاک و حلال کمائی سے اور خدا پاک و حلال ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ اس کو قبول کرتا ہے اپنے داہنے ہاتھ سے پھر پالتا اور بڑھاتا ہے اس خیرات کو خیرات کرنے والے کے لئے جس طرح کہ پالتا ہے کوئی تمہارا اپنے بچھڑے کو یہاں تک کہ ہو جاتی ہیں وہ خیرات (یا اسکا ثواب) مانند پہاڑ کے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۳۲۵ حدیث ۱۸۸۶ خیرات کی فضیلت میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ ص ۱۲۶

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور کسی کا قصور معاف کر دینے سے (باوجود انتقام کی قدرت رکھنے کے) اللہ اس بندہ کی (جس نے معاف کیا) عزت بڑھاتا ہے اور نہیں تواضع کرتا کوئی شخص خدا کے لئے مگر خدا اس کا رتبہ بڑھاتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۳۲۵ حدیث ۱۸۸۹ خیرات کی فضیلت میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ ص ۱۲۷

حدیث:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں اس لئے کہ صدقات سے بلا نہیں بڑھتی یعنی صدقہ بلا کو رد کر دیتا ہے۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۳۲۵ حدیث ۱۸۸۵ خرچ کی فضیلت کے بیان میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ ص ۱۲۶

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "صدقہ خدا کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۲۷ حدیث ۱۸۰۹ خیرات کی فضیلت میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۳۱

حدیث: - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے آدمؑ کے بیٹے تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا یعنی تجھ کو دوں گا۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۳۰ حدیث ۱۸۶۰ خرچ کی فضیلت میں۔

حدیث: - حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے بیٹے آدمؑ کے مال کو تیرا خرچ کرنا جو تیری حاجت سے زیادہ ہو تیرے لئے بہتر ہے اور مال کو روکنا تیرے لئے برا ہے اور تمہیں ملامت کیا جائے گا تو بقدر ضرورت مال اپنے قبضے میں رکھنے پر اور خرچ کر تو سب سے پہلے اپنے عیال پر۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۳۰ حدیث ۱۸۶۱ خرچ کی فضیلت میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۱۸ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

حدیث: - حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "جو مسلمان کسی ننگے بدن مسلمان کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے سبز حُلّوں میں سے حُلّہ پہنائے گا اور جو مسلمان بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے پھلوں میں سے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ اس کو "مہر کی ہوئی شراب" میں سے پلائے گا۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۲۷ حدیث ۱۸۱۰ خیرات کی فضیلت میں۔
(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۳۲

حدیث: - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں سے انسان، پرندے اور چرندے کھائیں تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

حوالہ: - (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۲۲۶ حدیث ۱۷۹۸ خیرات کی فضیلت میں

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۳۰

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "حسد نہ کیا جائے مگر دو شخصوں پر، ایک تو اس پر جس کو خدا نے قرآن عطا فرمایا یعنی جس کو قرآن یاد ہو گیا پس وہ دن رات قرآن پڑھتا اور عبادت کرتا ہے اور دوسرے اس پر جس کو خدا نے مال بخشا اور وہ اس میں سے دن رات نیک کاموں پر خرچ کرتا ہے۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۳۵۳ حدیث ۱۹۹۶ فضائل قرآن کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۹۸

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی ایسا دن کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے یعنی جو شخص مصرف خیر میں یا مناسب موقع پر خرچ کرتا ہے اس کو اس سے زیادہ دے اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کردے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۳۲۰ حدیث ۱۷۵۸ خرچ کی فضیلت

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۱۱ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "سخی قریب ہے اللہ کی رحمت سے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں سے اور دور ہے دوزخ سے اور بخیل دور ہے اللہ کی رحمت سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے اور قریب ہے آگ سے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک بہتر ہے بخیل عابد سے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ ۳۲۱ حدیث ۱۷۶۰ خرچ کی فضیلت میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ ۱۱۹ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت میں۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

وسلم نے کہ سخاوت ایک درخت ہے جنّت میں پس جو شخص سخی ہوگا وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑلے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو جنّت میں داخل نہ کرے گی اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں پس جو شخص بخیل ہوگا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑلے گا اور وہ ٹہنی اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل نہ کرے گی۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ حدیث ۱۸۸۳ خرچ کی فضیلت۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت میں۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سُورۂ بقرہ کے اڑتیسویں رکوع میں آیت نمبر ۲۷۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے رہتے ہیں انکے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ انھیں خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کا طریقہ بتارہے ہیں، چاہے رات کو خرچ کرو چاہے دن کو خرچ کرو چاہے پوشیدہ خرچ کرو یا علی الاعلان خرچ کرو ہر طرح سے اجازت ہے اتنا یاد رہے خرچ نیک کاموں میں کیا جائے اور علی الاعلان خرچ کرنے میں ریا کاری نہ ہو۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سُورۂ توبہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: جو لوگ سونا، چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو خوشخبری سنادیں عذاب الیم کی۔

نہ تو زکوٰۃ دیتے ہیں، نہ تو مزدوروں کو پوری مزدوری دیتے ہیں، نہ تو حقداروں کا حق ادا کرتے ہیں، نہ تو حاجتمندوں کو دیتے ہیں بلکہ جمع ہی کرتے چلے جاتے ہیں تو ان کنجوسوں کو، اور ان مکھی چوسوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دے دیں۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سُورۂ توبہ کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اس روز اس کو (یعنی ان کے مال کو) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغا جائیگا (اور ان سے کہا جائے گا) جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے اس کا مال قیامت کے دن آگ کی تختیوں جیسا بنا دیا جائے گا اور اس سے اس کی پیشانی، پہلو اور کمر داغی جائے گی۔ پچاس ہزار سال تک لوگوں کے فیصلے ہو جانے تک تو اس کا یہی حال رہے گا پھر اسے اس کی منزل کی راہ دکھا دیجائے گی جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۵۳ سورۃ توبہ کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۃ توبہ کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور ان کی خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری ساتھ۔

تمہارے خرچ کرنے کا خدا بھوکا نہیں تم خوشی سے دو تو' اور ناراضگی سے دو تو وہ قبول فرمانے کا نہیں اس لئے کہ تم فاسق لوگ ہو تمہارے خرچ کی عدم قبولیت کا باعث تمہارا کفر ہے اور اعمال کی قبولیت کی شرط کفر کا نہ ہونا بلکہ ایمان کا ہونا ہے۔ ساتھ ہی کسی عمل میں تمہارا نیک مقصد اور سچی ہمت نہیں۔ نماز کو آتے ہو تو بھی ہارے دل سے گرتے پڑتے، مرتے پچھڑتے، سُست اور کاہل ہو کر دیکھا دیکھی مجمعے میں دو چار (روپئے) دے بھی دیتے ہو تو مرے جی سے' دل کی تنگی سے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۶۸ سورۃ توبہ کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

آپ صاحبان نے دیکھا ہو گا کہ بعض جگہ پر لوگ شادی کارڈ چھپائی کے دو دو ہزار روپے

Scanned by CamScanner

دیگے اور شامیانہ لگانے کا خرچ ایک ہزار دیگے بجلی کا ڈیکوریشن کرنے والے کو دو ہزار دیں گے اور ناچنے والی رنڈی کو دعوت دی ہے تو اس کو ایک ہزار روپیہ پہلے ہی دے آئیں گے اور قوالوں کو بلوایا ہے تو ان کو بھی ایک ہزار روپیہ پہلے ہی دے آئیں گے۔ بینڈ باجے بجانے والوں کو پانچ سو روپیہ دیں گے اور ڈھول بجانے والے کو پچاس یا سو روپیہ دیں گے اور لاؤڈ اسپیکر والے کو پانچ سو روپیہ دیں گے اور نکاح پڑھانے والے عالم ربانی کو نکاح پڑھائی کے دس روپئے دیں گے اور بعض جگہوں پر تو دس روپیہ بھی نہیں دیتے بلکہ کہہ دیتے ہیں "مولوی صاحب پھر مل لیجیو اس وقت ذرا ہم کو فرصت نہیں ہے۔ ان لوگوں کو شیطانی حرکتوں سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ نکاح پڑھانے والے کو بھی کچھ دے سکیں۔

کسی نواب صاحب سے یا کسی رئیس سے یا کسی جاگیر دار سے یا کسی سیٹھ سے پوچھو کہ حضرت شادی میں کتنا خرچ آیا تو جواب ملے گا کہ تیس چالیس ہزار روپئے خرچ ہوا ہے پھر ان لوگوں سے پوچھو کہ آپ نے نکاح پڑھانے والے مولوی صاحب کو نکاح پڑھائی کا کیا دیا تو جواب ملے گا کہ دس روپئے دیئے ہیں اور ہماری جماعت کا بھی وصول ہے۔ اللہ پاک ان مالداروں کو ہدایت دے صرف مولویوں ہی کے لئے وصول بنا رکھے ہیں اور شیطانی حرکتوں کے لئے تجوریوں کے منہ کھول رکھے ہیں پھر عذاب خداوندی نہیں آئیگا تو اور کیا ہوگا۔

آج کے زمانے میں شہر میں جو میونسپلٹی میں کام کرنے والے بھنگی ہیں ان کو بھی چار سو پانچ سو روپئے تنخواہ ملتی ہے اس کے علاوہ ان کا فنڈ بھی جمع ہوتا ہے اور مسلمانوں کو دیکھئے کہ اماموں اور مدرسوں کی تنخواہ ایک مہینے کی پچاس یا سو روپیہ ہے شاید ہی کہیں دو سو تین سو روپیہ تک تنخواہ ہوتی ہوگی۔ ان عالموں کا نہ تو فنڈ جمع ہو نہ جماعت کی طرف سے کوئی مدد ملے۔ جب نوکری سے ہٹا دیئے جائیں تو یا تو بھیک مانگیں یا بھوکے مریں۔

ان مالداروں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو دوڑتے بھاگتے باؤلوں کی طرح عالموں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عالموں کا ہاتھ یا دامن پکڑ کر رونے گڑگڑانے

Scanned by CamScanner

لگتے ہیں۔ مولانا صاحب ہمارے حق میں دعا کر دیجیئے فلاں فلاں مصیبت آپڑی ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ٹال دے۔ مصیبت کے وقت عالم صاحب یاد آتے ہیں ؟

خوشی کے وقت ناچ گانے، کھیل تماشے اور قوالیاں یاد آتی ہیں اور دعا کرانے کے لئے عالم صاحب یاد آتے ہیں اب عالموں کے پاس کیوں آتے ہو۔ شادی بیاہ میں تو عالم صاحب نہیں یاد آرہے تھے اب کیوں یاد آرہے ہیں ؟ دعا کرانے کے لئے ان رنڈیوں کے پاس اور قوالوں کے پاس اور کھیل کود کرنے والے بہروپیوں کے پاس جاؤ منڈپ سجانے والوں کے پاس اور بجلی کا ڈیکوریشن کرنے والوں کے پاس اور بینڈ باجے اور ڈھول تاشے شہنائیاں بجانے والوں کے پاس جاؤ۔ جنکو ہزاروں روپیہ بڑی خوشی خوشی ہنستے منھ دیتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دعا کراؤ۔ عالموں کے پاس کیوں آتے ہو، عالموں کی قیمت تو تمہارے نزدیک دس۱۰ بیس۲۰ یا پچاس۵۰ روپیہ کی تھی اور ان شیطانی جماعت والوں کی قیمت تمہاری نگاہ میں ہزاروں روپیہ کی تھی۔ یہ ہے تمہارا انصاف علماء ربانی کے ساتھ ؟ پھر عذاب خداوندی نہیں آئے گا تو کیا آئے گا ؟ -

اگر واقعی کوئی آدمی سخی ہے اور خدانخواستہ اس پر کوئی مصیبت آگئی ہے یا آنے کے آثار ہیں تو بغیر کہے ہزاروں انسانوں کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھیں گے اور دل سے دعا نکلے گی کہ اے اللہ اس پر رحم فرما، اس پر کرم فرما، اس پر فضل فرما، یہ سخی آدمی ہے، غریبوں مسکینوں محتاجوں اور یتیموں کی مدد کرتا ہے، اور اگر کوئی انسان بخیل ہے اس پر کوئی مصیبت آتی ہے یا آنے کے آثار ہیں تو بن کہے لوگوں کی زبانوں سے نکل جائے گا کہ اے اللہ اس کو اور پھنسا، اس پر اور زیادہ مصیبت بھیج یہ بڑا کنجوس ہے، بڑا ہی مکھی چوس ہے مزدوروں کو پوری مزدوری بھی نہیں دیتا ہے، غریبوں کا اور پڑوسیوں کا حق بھی نہیں ادا کرتا ہے بلکہ غریبوں کی زمین غریبوں کے مکان تک ہڑپ کر جاتا ہے۔

قرآن کریم کے انتیسویں ۲۹ پارہ میں سورۂ مزمل کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیجدو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچکر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور الرحیم ہے۔

ان مالداروں کی حالت ناسمجھ اور نادان بچوں جیسی ہوگئی ہے۔ کوئی شخص بازار سے آتا ہے ایک دو کیلو مٹھائی لاتا ہے تو چھوٹے بچے کے ہاتھ میں دیتا ہے تاکہ بچہ خوش ہوجائے، جب اس بچے کے ہاتھ میں مٹھائی کا بنڈل دیدیا جاتا ہے تو وہ بچہ اس مٹھائی کو گود میں لے کر بیٹھ جاتا ہے نہ خود کھاتا ہے نہ دوسرے بچوں کو کھانے دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بچہ کیلو دو کیلو مٹھائی تنہا کھا نہیں سکتا لیکن نا سمجھی دیکھئے کہ دوسروں کو کھلا بھی نہیں سکتا۔ یہی حالت مالداروں کی ہے اللہ تعالیٰ نے جو دولت ان کو دے رکھی ہے اس کو اپنی زندگی میں کھا نہیں پائیں گے اور دوسروں کو کھلا بھی نہیں سکتے یہ نادانی نہیں تو اور کیا ہے، یہ لوگ جب مریں گے تو پیچھے لاکھوں کی دولت چھوڑ کر مریں گے لیکن مدرسوں یا مسجدوں یا کسی یتیم خانے میں یا مسافر خانے میں نہیں دیں گے، زندگی بھر جن عالم کے پیچھے نماز پڑھی ہوگی اس کو بھی مرتے وقت پانچ دس ہزار کی رقم نہیں دیں گے، جن عالموں نے ان مالداروں کے بچوں کو علم دین پڑھایا ہوگا انکو بھی دو چار ہزار نہیں دیں گے۔

بعض مالداروں کو اللہ تعالیٰ جب بیماری میں آزماتا ہے تو گھر والے اس کو ہسپتال میں داخل کردیتے ہیں اور ڈاکٹر اس کو لذیذ کھانا کھانے سے منع کردیتا ہے۔ اس وقت ساری کی ساری دولت دھری کی دھری رہ جاتی ہے، اس دولت میں سے ایک روپیہ کی مٹھائی لے کر نہیں کھا سکتا۔ بعض مالداروں کو اللہ تعالیٰ عدالتوں میں پھانس دیتا ہے، ہزاروں روپئے بیرسٹروں کو دینے پڑتے ہیں، پریشانی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ دن بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا رات بھر نیند بھی نہیں آتی، نیند لانے کے لئے

Scanned by CamScanner

خواب آور گولیاں کھانی پڑتی ہیں پھر بھی نیند نہیں آتی، لاکھوں کی دولت ہوتے ہوئے زندگی کے سکھ چین سے محروم رہتے ہیں پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں یہ ناسمجھی اور نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مالدار صاحبان محلوں میں آرام کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں اور عالم صاحبان چٹائیوں پر روتے رات گزاریں، عالموں کے ساتھ یہ ظلم نہیں ہے؟ عالموں کے ساتھ یہ بے انصافی نہیں ہے؟ اتنا کرنے کے بعد مالدار صاحبان کہتے ہیں "ان عالموں کی ہمارے دل میں عظمت ہے، ہم عالموں کی قدر کرتے ہیں۔ اس قسم کے مالدار جب مریں گے تب پتہ چلے گا کہ وہ عالموں کی کتنی عظمت اور قدر کرتے تھے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ منافقون کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۱۰، ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو کچھ ہم نے تم کو دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی سی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ جب کسی کی عمر کی مدت پوری ہو جائے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔

اپنی اطاعت میں مال خرچ کرنے کا حکم دے رہا ہے کہ اپنی موت سے پہلے خرچ کرلو، موت کے وقت کی بیکسی دیکھ کر نادم ہونا اور امیدیں باندھنا کچھ نفع نہ دے گا۔ اس وقت چاہیگا کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر چھوڑ دیا جائے تو جو کچھ نیک عمل ہوسکے کرے اور دل کھول کر اللہ کی راہ میں دے لے لیکن آہ! اب وقت کہاں؟ آنے والی مصیبت آن پڑی اور نہ ٹلنے والی آفت سر پر کھڑی ہو گئی۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۶ سورۂ منافقون کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں

جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے "میرے رب مجھے لوٹا دے تو میں نیک عمل کرلوں"۔ موت کا وقت آگے پیچھے نہیں ہوتا خدا خود خبر رکھنے والا ہے کہ

کون اپنے قول میں صادق ہے اور اپنے سوال میں حق بجانب ہے۔ یہ لوگ اگر لوٹائے جائیں تو پھر ان باتوں کو بھول جائیں گے اور وہی کرتوت کرنے لگ جائیں گے جو اس سے پہلے کرتے رہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صـ۶ سورۂ منافقون کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں قرآن کریم کے تیسرے ۳ پارہ میں سورۂ بقرہ کے چونتیسویں ۳۴ رکوع میں آیت نمبر ۲۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! خرچ کرلو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن (قیامت کا) آجاوے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ (بغیر اللہ کی اجازت کے) کوئی سفارش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ بھلائی کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں تاکہ خدا کے پاس ان کا ثواب جمع رہے اور پھر فرماتا ہے کہ اپنی زندگی ہی میں خیرات و صدقات کرلو، قیامت کے دن نہ تو خرید و فروخت ہے نہ زمین بھر کر سونا دینے سے جان چھوٹ سکتی ہے نہ کسی کا نسب اور دوستی یا محبت کچھ کام آسکتی ہے۔

حوالہ: تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صـ۳ سورۂ بقرہ کے چونتیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کا اپنی تندرستی کے ایام میں ایک درہم خرچ (خیرات) کرنا مرنے کے وقت سو ۱۰۰ درہم خرچ (خیرات) کرنے سے بہتر ہے۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صـ۳۲۱ حدیث ۱۷۶۸ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صـ۱۲۰ خرچ کی فضیلت اور بخل کی کراہیت کا بیان۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے کہا حضور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال چاہتے ہو اسلئے

کہ تمہارا مال تو درحقیقت وہ ہے جو تم راہِ خدا میں اپنی زندگی ہی میں خرچ کر دو اور جو چھوڑ کر جاؤ وہ تمہارا مال نہیں بلکہ تمہارے وارثوں کا مال ہے تو تمہارا راہِ خدا میں کم خرچ کرنا اور زیادہ جمع کرنا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ تم اپنے مال سے اپنے وارثوں کے مال کو زیادہ عزیز رکھتے ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صفحہ ۲۵ سورۂ آلِ عمران کے چودھویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے جو کچھ اس کا ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں (۱) ایک تو وہ جو کھایا اور ختم کر دیا (۲) دوسری وہ جو پہنی اور پھاڑ ڈالی (۳) تیسری وہ جو خدا کی راہ میں دی اور آخرت کے لئے ذخیرہ کی۔ ان تین چیزوں کے سوا جو کچھ ہے اس سب کو وہ لوگوں کیلئے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰ حدیث ۴۹۱۰ کتاب الرقاق

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۰۲

قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ انفال کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳،۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں ان کے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

جو کچھ اللہ نے دیا ہے اگر زکوٰۃ کے قابل ہوں تو زکوٰۃ دیں اور جو کچھ بھی ہے لوگوں کو دیتے دلاتے رہیں۔ بندوں کے واجب اور مستحب مالی حقوق ادا کرتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو سب کی مدد کریں کیونکہ سب لوگ خدا کی عیال ہیں خدا کو وہی بندہ سب سے زیادہ مقبول ہے جو مخلوق کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہے تمہارے سب مال خدا کی طرف تمہارے پاس گویا بطور امانت ہیں اور بہت جلد تمہارا مال تم سے جدا ہونے والا ہے اس لئے اس سے محبت نہیں ہونا چاہیے جن میں یہ خوبیاں ہیں وہی حقیقی مومن ہیں۔

Scanned by CamScanner

قیام کی دلیلیں

بچپن سے ایک بات سنتے سنتے یا ایک کام کرتے کرتے عادت بن جاتی ہے اور عادت کو انسان عبادت سمجھنے لگتا ہے اور پھر اس کو مذہب کے دائرے میں لے لیتا ہے پھر اس کو عقیدہ بنا لیتا ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کی توفیق بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ ایک رسم یا رواج ہوتا ہے مذہب نہیں ہوتا۔ ہمارا مذہب کتابی ہے رواجی نہیں جو کچھ ہوگا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگا اور اسی کے اوپر علماء حنفیہ کا فتویٰ ہوگا۔

دلیل نمبر ۱ قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ فتح کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب اور فرض ہے ذرا بھی کوئی توہین کرے گا توفیقِ رسالت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۲۸۸۔

میرے عزیز دوست! یہ لوگ جو مجلسِ میلاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آئی ہوئی سمجھ کر قیام کرتے ہیں اور دلیل اس آیت سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو حکم فرما رہا ہے کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔ مجلسِ میلاد میں کھڑے ہونے کے لئے یہ دلیل بالکل بے اصل ہے کیونکہ تعظیم سے مراد کھڑا ہونا نہیں ہے۔ اگر اس آیت سے کھڑا ہونا ہی مراد ہے جب تو پھر مجلسِ میلاد میں سلامی کے وقت

کھڑا ہونا مستحب یا مستحسن نہ ہوگا بلکہ واجب یا فرض ہوگا۔ اور واجب یا فرض کو ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ تو اس دلیل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر کھڑے نہ ہوتے تھے وہ بھی سخت گنہگار ہوئے اللہ کی پناہ! اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم کے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے وہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خدا کے حکم کے خلاف اپنا حکم جاری کیا اللہ کی پناہ! یا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو سمجھتے ہی نہ تھے اللہ کی پناہ! اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ سکے اللہ کی پناہ! بلکہ اس زمانہ میں قرآن مجید کو سمجھنے والے یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی پیدا ہوئے؟ جہالت کی بھی کوئی حد ہے! میرے دوست ایسا نہیں ہے بلکہ تعظیم و توقیر سے مراد یہ ہے کہ اس کے دین کی اعانت کرو۔

تعظیم سے مراد دین کی پابندی اور (دین کی) مدد ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۲۸۸۔

تعظیم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بڑائی کو دل میں بٹھانا ہے جس کا اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے اور اس کو عزیز رکھنے سے ہوتا ہے۔

دلیل ۲

مجلس میلاد میں کھڑے ہونے کی دوسری دلیل یہ لاتے ہیں کہ ہم تعظیم سمجھ کر کھڑے نہیں ہوتے بلکہ ثواب کی نیت سے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ دلیل بھی بے اصل ہے۔ کیونکہ ثواب کا ملنا یقیناً اس وقت مانا جائے گا جب قرآن و حدیث سے ثابت ہو اگر ثبوت نہیں ہے تو عقلی دلیلیں بیکار ہیں۔

یقین کرو کہ جتنی باتیں تم خیال و گمان اور وہم و قیاس اور اٹکل یا اندازہ سے اپنے خزانہ میں بھرتے ہو وہ کنکر اور روڑے ہیں تم چاہے اسے موتی سمجھو۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵ مقدمہ میں۔

شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی راہ اختیار کرنا گمراہی ہے اور نفس کی راہ

Scanned by CamScanner

یہ بھی ہے کہ اپنی سمجھ پر عمل کرے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ کراہت کا بیان۔

میرے عزیز دوست! ہر ایک عمل کے لئے ثبوت پورا چاہیئے صرف زبانی یا عقلی باتوں سے کام نہیں چل سکتا۔

حدیث:۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑی حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نبی پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی امت کو تمام نیکیاں جو وہ جانتا ہے سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہو آگاہ کر دے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۲۳ سورۃ نساء کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اگر ثواب تھا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم کے لئے کھڑے ہونے سے کیوں منع فرمایا گویا آپ نے بھی فرض کو ترک کیا! نعوذ باللہ منہا۔

میرے عزیز دوست! ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ مجلس میلاد میں کھڑا ہونا بے اصل ہے۔

دلیل نمبر ۳ مجلس میلاد میں تعظیم کے لئے کھڑے ہونے والے تیسری دلیل یہ لاتے ہیں جو حدیث صحیح بخاری شریف کے اندر سولہویں پارہ میں ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ بنی قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتر آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر بیٹھے ہوئے تشریف لائے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار یا اپنے بزرگ کی طرف کھڑے ہو (اور انھیں اتار لو) پھر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ کافر تیرے حکم پر اترے ہیں (تو تم کیا حکم دیتے ہو) سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑیں انھیں مار دیا جائے اور ان کی اولاد قید کی جائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بموجب حکم خدا حکم دیا۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۶ صفحہ ۲۳۲ حدیث ۱۲۷۶ کتاب المغازی
(۲) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۲۲ صفحہ ۶۹۳ حدیث ۱۷۷۳ باب ۱۵۸۔
(۳) مشکوٰۃ شریف " ۲ صفحہ ۹۸۹ " ۴۴۶۳ قیام کا بیان۔
(۴) مظاہر حق " ۴ صفحہ ۹۳
" " " "

مجلس میلاد میں قیام کرنے والے تیسری دلیل میں یہی حدیث لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع تھا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو ان کے سردار حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے کھڑے ہونے کا حکم کیوں فرمایا۔

اس حدیث کا مطلب یہ لوگ سمجھ نہیں سکے۔

بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح خندق کے بنو قریظہ کی دغا بازی کے سبب پچیس روز تک ان کو قلعہ میں گھیرے رکھا۔ پھر جب وہ لوگ صلح کرنے پر اتر آئے تو یہودیوں نے کہا کہ ہمارا فیصلہ سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا۔ جب سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر بیٹھ کر تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یہ اس لئے فرمایا تھا کہ سعد رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے اور زخموں سے اسی روز خون کا بہنا بند ہوا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے فرمایا تھا کہ تم لوگ کھڑے ہو کر سعد (رضی اللہ عنہ) کو آہستہ سے سواری پر سے اتار لو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود گدھے پر سے اتریں اور پھر خون زخموں سے بہنا شروع ہو جائے (اور اسی حدیث کی شرح میں یہ بھی لکھا ہے کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم زندگی تک قیام (یعنی کھڑے ہونے) کو مکروہ سمجھا ہے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۳ قیام کا بیان۔

میرے عزیز دوستو! مسلمانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حیات طیبہ میں قیام کو پسند نہیں فرمایا تو بعد وفات کے قیام کیسے پسند ہو سکتا ہے۔ پھر بھی ہم نہ مانیں تو یہ ہماری جہالت ہے۔ شریعت میں تو اس کی کوئی

Scanned by CamScanner

اصل نہیں بلکہ ممانعت ثابت ہے۔

"بعض علماء کے نزدیک قیام سُنّت ہے مگر ثابت یہ ہوا کہ مکروہ ہے۔"

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۴ قیام کا بیان۔

میرے عزیز دوست! شریعت میں تو صاف مکروہ لکھا ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔ اور جو لوگ جائز بتلاتے ہیں وہ حقیقت میں بے سمجھے بوجھے اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں جن میں سے زیادہ نفس پرست ہی ہوتے ہیں جو جاہلوں کا دل بہلانے کے لئے جائز کہتے ہیں تاکہ اپنا نباہ ہو سکے۔

دلیل ۴ مجلس میلاد میں کھڑے ہونے والے چوتھی دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں:۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اٹھتے، ان کا بوسہ لیتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔ اور جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے تھے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ حدیث ۱۸۲۸ مناقب کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۲ صفحہ ۶۹۳ ، ۱۷۷۶ باب ۵۷۱۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑا ہونا حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے لئے اور حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کا کھڑا ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ آداب گھریلو ہیں محفل کے نہیں ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں کے جواز سے لکھا ہے کہ چند لوگ قرآن پڑھتے ہیں یا ایک شخص قرآن پڑھتا ہے پھر اس کے پاس کوئی خاص میں سے آیا تو فقہاء نے کہا ہے کہ آنے والا مرد عالم ہو یا قاری کا باپ یا استاد تو اس کے واسطے اٹھنا جائز ہے اور اس کے سوا قیام جائز نہیں۔ اور مجمع فتاویٰ انطاکی میں ہے کہ قیام قاری کا جائز ہے جبکہ کوئی اس سے زیادہ تر عالم یا اس کا استاد جس نے اس کو قرآن یا علم سکھایا ہو وہ آئے یا اسکے والدین آویں

اور ان کے سوا اور کسی کے واسطے قیام جائز نہیں۔ اگرچہ آنے والا جلیل القدر اور شریف ہو۔

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِ مختار جلد ۴ صـ۲۲۰ باب الحظر۔

میرے عزیز دوست! اوپر والی حدیث سے فقہائے کرام نے اپنے استاد کے لئے اور والدین کے لئے قیام جائز بتلایا ہے۔ اب اس عبارت سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھے کہ اپنے باپ اور استاد کے لئے تو ہم قیام کریں یعنی ان کی تعظیم کے لئے اٹھیں تو جائز ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہمارے باپ یا استاد کے برابر بھی نہ سمجھا جائے۔

میرے عزیز دوست! سمجھداری سے کام لے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میلاد میں یقیناً آتے ہیں؟ اس کا کوئی ثبوت نہیں جس کا بیان پوری دلیلوں کے ساتھ انشاء اللہ آئے گا۔ اور یہاں پر جو بات چل رہی ہے وہ ساری جماعت کی ہے یعنی مجلس میلاد میں ساری جماعت کا اٹھنا کیسے جائز ہوگا۔ کیونکہ ساری جماعت کے اٹھنے کا ثبوت آپ کو کہیں سے بھی نہیں ملے گا اور اگر ثبوت ملے گا بھی تو انشاء اللہ ممانعت کا ملے گا۔

حدیث:- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجمیوں کی طرح بعض لوگ بعض کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔

حوالہ:- (۱) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۲ صـ۹۹۸ حدیث ۱۸۹۰ باب ۵۸۱۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صـ۹۹۸ حدیث ۲۲۶۰ قیام کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ صـ۶۶

(۴) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِ مختار جلد ۴ صـ۲۲۰ باب الحظر۔

میرے عزیز دوست! اس حدیث سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساری جماعت کا کھڑا ہونا پسند نہیں تھا تو آج ساری مجلس والوں کا

Scanned by CamScanner

اٹھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پسند آئے گا؟ ہرگز نہیں! یہ شیطان کا بہکاوا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مرضیٔ مبارک کے خلاف عمل کروا رہا ہے۔ اور جن لوگوں نے بعض لوگوں کے لئے کھڑا ہونا مستحسن یا مستحب لکھا ہے اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کھڑے نہ ہونے والوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے مستحسن یا مستحب رکھا گیا ہے۔ مگر ان لوگوں کو ایسا دل میں خیال رکھنا نہ چاہیئے کیونکہ ایسے لوگوں کے لئے بھی سخت وعید آئی ہے۔

حدیث ٤ :۔ حضرت ابو مجلزؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہم اجمعین انھیں دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ "جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ بت کی طرح اسکے لئے کھڑے رہیں تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں ٹھیک کر لینا چاہیئے"۔

حوالہ :۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۱۲۰ حدیث ۶۱۴ ابواب الآداب۔

(۲) ابو داؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۲ صـ ۶۹۶ حدیث ۱۸۸۸ باب ۵۸۱۔

(۳) مشکوٰۃ شریف 〃 ۲ صـ ۶۹۸ حدیث ۴۴۶۶ قیام کا بیان۔

(۴) مظاہر حق 〃 ۴ صـ ۴۹

دلیل ۵ حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تھے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہمارے مسجد میں بیٹھے باتیں کرتے ہم سے۔ پھر جس وقت اٹھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے ہم بھی۔ یہاں تک کہ دیکھتے ہم آپ کو داخل ہوتے بعض گھروں بیویوں اپنی کے میں۔

حوالہ :۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صـ ۶۹۹ حدیث ۴۴۷۲ قیام کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صـ ۶۷ قیام کا بیان۔

اس حدیث سے بھی قیام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث کی شرح یعنی مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہوئے بسبب برخاست ہونے مجلس کے نہ کہ کھڑے ہوئے واسطے تعظیم

Scanned by CamScanner

کے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں کھڑے ہوتے تھے وقت تشریف لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس کیوں کھڑے ہوتے وقت جانے کے۔ اور دیر تک کھڑے رہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس لئے تھا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں بیٹھنے کے لئے یا کسی کام کے لئے۔ یا کچھ حکم فرمائیں۔ مگر جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے جاتے تو یہ بھی اپنے اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

حوالہ:۔ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۶ قیام کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر محبوب نہ تھا لیکن یہ لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے تو آپ کے لئے اٹھتے نہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند نہیں فرماتے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ حدیث ۶۱۳ ابواب الآداب۔
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۸۸ حدیث ۴۴۶۵ قیام کا بیان۔
(۳) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۵

اے عزیز دوست میرے! عام مسلمان بھائیوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ اوپر والی حدیث بیان کرنے والے صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو خلدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے کہا۔ کیا انس (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ انہوں نے دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی ہے۔ اور ان کے پاس ایک باغ تھا جس میں سال میں دو بار پھل آتے تھے۔ اور اس میں پھول کا ایک درخت تھا جس سے مشک کی بو آتی تھی۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ حدیث ۱۶۸۹ باب المناقب۔

میرے عزیز دوست! ہندوستان کی جہالت پر افسوس ہے ایسے ایسے جلیل القدر

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور اپنی مرضی پر چلنا شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "لوگ جب تک حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہیں گے اچھے رہیں گے۔ اور جب اسے ترک کر دیں گے برباد ہو جائیں گے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ مقدمہ میں۔

میرے عزیز دوست! ہماری بربادی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اکثر مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائیوں کو بُری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے بھائی کو ہرانے اور رسوا کرنے کرانے کے لئے تمام طاقتیں خرچ کر دیتے ہیں اور قرآن و حدیث کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔

آپ نے جو خبریں دی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ سچے امام آپ ہی ہیں۔ تمام جھگڑوں کا فیصلہ آپ ہی کے حکم سے کیا جا سکتا ہے۔ جو آپ کی بات بتائے وہ سچا ہے اور جو آپ کے حکم کے خلاف کہے یا بتلائے وہ مردود ہے خواہ کوئی بھی ہو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صفحہ ۱۵ سورۃ فرقان کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ حشر کے پہلے رکوع میں آیت نمبر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تمہیں جو کچھ رسول دے، لے لو اور جس سے روکے، رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، البتہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

حکم خداوندی ہو رہا ہے کہ جس کام کے کرنے کو میرے پیغمبر تم سے کہیں تم اسے کرو اور جس کام سے وہ تمہیں روکیں تم اس سے رک جاؤ، یقین مانو کہ جس کا وہ حکم کرتے ہیں وہ بھلائی کا کام ہوتا ہے اور جس سے وہ روکتے ہیں وہ برائی کا کام ہوتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸، صفحہ ۲۵ سورۂ حشر کے پہلے رکوع تفسیر میں۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم رک جاؤ۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صہ ۲۶ سورۂ حشر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے کہ جس کام کے کرنے کو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہیں، اسے کرو اور جس کام سے روکیں رک جاؤ اور یقین مانو کہ جس کا وہ حکم کرتے ہیں وہ بھلا کام ہوتا ہے اور جس سے روکتے ہیں وہ برا کام ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورۂ مجادلہ کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل وخوار کر دیئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ ذلیل وخوار کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے صاف صاف آیات نازل کر دی ہیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی حدود اور اس کے فرائض کے معاملے میں اسکی مخالفت کرتے ہیں اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کی جگہ دوسری حدیں تجویز کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل وخوار ہوں گے جس طرح پہلے کے لوگ ہو چکے ہیں۔

ارشاد الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور اس کے احکام سے بغاوت کا جو انجام اگلے انبیاء علیہم السلام کی امتیں دیکھ چکی ہیں اس سے وہ لوگ ہرگز نہیں بچ سکیں گے جو اب مسلمانوں میں سے وہی روش اختیار کریں گے۔ ان امتوں نے بھی جب خدا کی شریعت کے خلاف خود قوانین بنائے یا دوسروں کے بنائے ہوئے طریقوں کو اختیار کر لیا تب اللہ کے فضل اور اس کی نظر عنایت سے وہ محروم ہوئے۔

دلیل ۶ میرے عزیز دوستو! آپ صاحبان نے پڑھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قیام کرنے سے منع فرمایا اور منع کرنے کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے پھر کسی نے بھی قیام نہیں کیا۔ نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر قیام کیا اور نہ تو جانے پر قیام کیا۔ پھر ہم کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ

Scanned by CamScanner

عنہم کے خلاف عمل کریں۔ ہمیں تو وہی کام کرنے چاہئیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف عمل کرکے کوئی شخص بھی سعادت ابدی تک نہیں پہنچ سکتا۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہوسکے اسے بجالاؤ۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جاؤ۔ یاد رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی یعنی آپؐ کے حکم کا انکار کرنے والوں کو اور آپؐ کے منع کئے ہوئے کاموں کے کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دیتا ہے اور دکھ کی مار مارتا ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صـ۲۶ سورۂ حشر کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے دسویں پارہ میں سورۂ توبہ کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

حق اور باطل کو جانتے ہوئے بھی حق کی مخالفت کرے اور باطل کی طرفداری کرے تو اس کا انجام جہنم نہیں ہوگا تو پھر اور کیا ہوگا حق کی مخالفت کرنا گویا اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات میں اپنے واسطے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کھڑے ہونے سے منع کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ کے واسطے (منع کرنے کے بعد) قیام نہیں کرتے تھے جو کام آپؐ اپنے حق میں بحالتِ حیات پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپکے تشریف لانے کے وقت (ساری جماعت کا) کیونکر اٹھنا جائز ہوگا۔

حوالہ:۔ فتاویٰ مجموعہ جلد ۲ صـ۳۳ متفرقات کا باب۔

اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے "جو قول اور فعل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اس لئے کہ اگر اس میں بہتری ہوتی تو وہ پاک جماعت جو کسی چیز میں (یعنی نیک اعمال میں) پیچھے رہنے والی نہ تھی وہ اسے ترک نہ کرتی"۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ ص سورۂ احقاف کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

دلیل ۲

میرے عزیز دوست! مذہب تو اس کو کہتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہو۔ جب حدیثوں سے قیام کرنا منع ثابت ہے تو پھر تاویلیں کرنا بیکار ہے بلکہ فوراً مان لینا چاہیے اسی کا نام ایمان ہے۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۱، ۵۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے مقدمہ کا فیصلہ کر دیں تو وہ (یعنی ایمان والے) کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور (دل وجان سے) مان لیا، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور کامیاب وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔

جب کوئی بات صحیح حدیث سے ثابت ہو جاوے اور مذہب حنفی کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور وہی مذہب قرار دیا جائے گا (یعنی جو حدیث سے ثابت ہوا وہی مذہب سمجھا جائے گا) اور اس پر عمل کرنے سے حنفی مذہب سے خارج نہ ہوگا (بلکہ حنفی ہی رہے گا) کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح روایت آئی ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو جاوے تو وہی میرا مذہب ہے۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱۲۰ مقدمہ میں۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے امام صاحب کا تو یہ قول ہے کہ حدیث

Scanned by CamScanner

کو مان لیا جائے اور میرا قول اگر حدیث کے خلاف ہو تو چھوڑ دیا جائے۔ مگر ہائے ہندوستان کی جہالت کہ حدیثیں بیان کر کے تھک جائیں، سمجھا سمجھا کر تنگ آجائیں پھر بھی اس زمانے کے جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور ان کے جاہل مرید اور معتقدوں کا قول رد نہیں ہو سکتا۔ وہ تو برابر اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں اور ضد کو چھوڑتے نہیں بلکہ نفسانیت کے بندے بنے ہوئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک مجمع مسجد میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاوتِ قرآن کر رہے تھے اتنے میں عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق آیا اور اپنی گدی بچھا کر اپنا تکیہ لگا کر وجاہت سے بیٹھ گیا اور تھا بھی گورا چٹا۔ بڑھ بڑھ کر فصاحت کے ساتھ باتیں بنانے والا۔ کہنے لگا اے ابوبکرؓ! تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ آپ کوئی نشان ہمیں دکھائیں جیسے کہ آپؐ سے پہلے انبیاء نشانات لائے تھے مثلاً موسیٰ علیہ السلام تختیاں لائے تھے، عیسیٰ علیہ السلام انجیل لائے اور آسمانی دسترخوان بھی اور داؤد علیہ السلام زبور لائے تھے، حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی لائے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر سے نکلے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے صحابہؓ سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس منافق کی فریاد دربارِ رسالت میں پہنچاؤ۔ آپؐ نے فرمایا سنو! میرے لئے کھڑے نہ ہو جایا کرو صرف اللہ ہی کے لئے کھڑے ہوا کرو۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صـ۲ سورۂ انبیاء کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورۂ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں آیت نمبر ۲۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- اور اللہ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔

صحیح حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ تھا یعنی آپ سے زیادہ باعزت کوئی نہ سمجھا جاتا تھا لیکن آپؐ کو دیکھ کر وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ جانتے تھے کہ آپؐ اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ :- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ ص ۱۲ سورۃ مجادلہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں۔

اتنا سمجھانے پر بھی اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو آپ کی جہالت پر صد افسوس۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۃ نساء کے گیارہویں رکوع میں آیت نمبر ۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :- جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

حوالہ :- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۲ ص ۵۹ حدیث ۲۰۸ کتاب الجہاد۔
(۲) تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص ۵۱ سورۃ نساء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں۔

روحِ مبارک آتی ہے یا نہیں؟

میرے عزیز دوست! آپ خوب سمجھ لیں کہ یہ لوگ مجلسِ میلاد میں جو قیام کرتے ہیں ان کی سمجھ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہر مجلس میں تشریف لاتے ہیں اب سنیئے ان کی دلیلیں اور وجوہات۔

پہلی وجہ :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجالسِ میلاد میں آتے ہیں تو کب اور کس وقت آتے ہیں اس کا ثبوت کوئی نہیں دے سکتا کہ مجلسِ میلاد کے شروع ہوتے ہی آتے ہیں یا آدھی میلاد پڑھ لینے کے بعد آتے ہیں یا ختم ہونے کے بعد آتے ہیں؟ اگر شروع ہوتے ہی آجاتے ہیں تو پوری میلاد کھڑے کھڑے پڑھنی چاہیئے اور اگر درمیان میں آتے ہیں تو

آدھی میلاد بیٹھ کر اور آدھی میلاد کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیئے۔ آپ ختم ہونے کے وقت ہی تشریف لاتے ہیں اس کا ثبوت ہی کہاں ہے۔ یہ بات تو بالکل بے اصل ہے کیونکہ یہ ساری باتیں بغیر ثبوت کے اپنی طرف سے میلاد پڑھنے والوں نے بنائی ہیں۔

دوسری وجہ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلسِ میلاد میں اگر تشریف لاتے ہیں تو خود اپنی مرضی مبارک سے تشریف لاتے ہیں یا میلاد پڑھنے والوں کی مرضی پر آتے ہیں۔ آپ اگر کسی جاہل سے پوچھیں گے تو وہ یہی کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر تشریف لائیں گے تو خود اپنی مرضی مبارک پر تشریف لائیں گے نہ کہ میلاد پڑھنے والوں کی مرضی پر۔

میرے عزیز دوست! یہاں پر سوچنے کا مقام یہ ہے کہ یہ لوگ جو کھڑے ہوتے ہیں وہ اوّل تو شریعت کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ منع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میلاد پڑھنے والے خود اپنی مرضی پر کھڑے ہوتے ہیں اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ میلاد پڑھنے والے لوگ جب چاہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلالیں کیونکہ ان لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کبھی تو میلاد کو جلدی سے ختم کر دیتے ہیں اور کبھی آدھی رات کو ختم کرتے ہیں اور کبھی تو بعض جگہ صبح کو ختم کرتے ہیں جب چاہیں قیام کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلالیں گویا (نعوذ باللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان جاہلوں کے تابع ہیں جب یہ چاہیں آپ کو بلالیں، اللہ کی پناہ! کیسے جاہل لوگ ہیں شریعت کو چھوڑ کر جہالت کو مذہب سمجھ بیٹھے ہیں اور پھر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ سمجھانے والوں کو اسلام سے خارج وہابی اور غیر مقلد سمجھتے ہیں۔ ہے کوئی حد جہالت کی ؟

تیسری وجہ :۔ غور کرنے کے قابل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر ہر سال میں کم سے کم ایک یا دو بار مجلسِ میلاد اپنے گھر پڑھواتے ہیں اور پڑھنے والے تو ایک سال میں سیکڑوں میلادیں پڑھ دیتے ہیں اور کوئی مجلسِ میلاد ایسی نہیں ہوتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے سمجھ کر کھڑے نہ ہوتے ہوں۔ ہر میلاد میں یہ لوگ قیام کرتے ہیں پھر بھی ان لوگوں کو آپ دیکھئے کہ فیضِ رسالت سے محروم ہیں میلاد پڑھانے والے تو سال میں ایک دو بار ہی پڑھواتے ہیں مگر خود میلاد پڑھنے والے بھی فیضِ رسالت سے محروم ہیں۔ جو ہر

سال سیکڑوں میلادیں پڑھ دیتے ہیں ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ نماز تک نہیں پڑھتے اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو روزے نہیں رکھتے اور اگر نماز و روزہ کرتے ہیں تو شریعت کے مطابق شکل یا لباس نہیں ہوگا۔ اور اگر یہ بات بھی ہوگی تو اخلاق تو شاید ہی کسی کے ٹھیک ہوں گے۔

اس بات کا ہم اپنی ذات سے خوب اچھی طرح تجربہ کر چکے ہیں اور آپ کو یقین نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے گا۔ مجلس میلاد میں قیام کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور مجلس میلاد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کا یقین بھی کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ فیض رسالت سے محروم کیوں ہیں؟ اس کا ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں آنے کی سند ہم کو تو نہیں ملی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میلاد میں آتے ہی نہیں تو سند کہاں سے ملے گی؟ اور میلاد پڑھنے کا رواج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہ جانے کب ہوا اور کس نے نکالا، اب جو رسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایجاد کی گئی ہو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اگر یہ میلاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتی اور آپ نے فرمایا ہوتا کہ میں ہر مجلس میلاد میں قیام کے وقت حاضر ہوں گا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو عملی زندگی میں ساری دنیا سے آگے تھے وہ روزانہ میلاد پڑھتے اور قیام کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا کر فیض رسالت سے سرفراز اور مالا مال ہوتے لیکن تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی میلاد نہیں پڑھی جس طرح ہندوستان میں پڑھی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا جو سوال ہے تو خواب میں آنے کے بارے میں حدیثیں ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ میں منقول ہیں جن کو ہم یہاں پر بیان کر دیتے ہیں اور ان کتابوں کے حوالے بھی بتا دیتے ہیں۔

حدیث ۱:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میرا ہم شکل نہیں بنتا اور مومن کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

حوالہ :- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۴۳۲ حدیث ۱۸۸۲ کتاب الرؤیا۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۲ حدیث ۱۳۳ 〃 〃

(۳) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ 〃 ۹۱۰ باب ۲۹۳ 〃 〃

(۴) مشکوٰۃ شریف 〃 ۲ صفحہ ۹۷۶ 〃 ۴۳۷۹ 〃 〃

(۵) مظاہر حق 〃 ۴ صفحہ ۳۵ 〃 〃

(۶) دارمی شریف صفحہ ۴۲۳ حدیث ۲۱۱۴ باب ۹۹۳ 〃 〃

اب سنیئے! شراب کی تجارت کرنے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، جوئے کا اڈہ چلانے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، سٹے کی بٹنگ لینے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، سود کھانے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، کالا بازار کرنے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، گانے بجانے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، کھیل تماشے کرنے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، جو رنڈیاں ناچنے والی ہیں اور جوان کو نچاتے ہیں وہ بھی میلاد پڑھواتے ہیں، بازاری عورتیں اور ان کی دلالی کرنے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں، ڈاڑھی منڈانے والے اور نماز نہ پڑھنے والے بھی میلاد پڑھواتے ہیں۔ یہ لوگ جتنی میلاد پڑھوانے کی پابندی کرتے ہیں اتنی نماز پڑھنے کی پابندی نہیں کرتے ہیں تو کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے گھر بھی آتے ہیں؟ آپ اپنے دل سے پوچھ لیجئے آپ کا دل خود گواہی دے گا کہ ہرگز نہیں آسکتے۔ مگر یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور میلاد خواں وہاں بھی میلاد پڑھنے کو جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آئی ہوئی سمجھ کر قیام کرتے ہیں اور جھوم جھوم کر سلامی پڑھتے ہیں۔ حد ہے کوئی جہالت کی؟

چوتھی وجہ :- مجلس میلاد میں زیادہ سے زیادہ پچاس یا سو روپے خرچ ہوتے ہیں اور کم سے کم پانچ یا دس روپے خرچ ہوتے ہیں اب یہاں پر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اتنا خرچ کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے گھر تشریف لے آئیں تو ذرا سوچو

تو بھائی صاحب! جو مالدار یعنی امیر لوگ ہیں وہ تو ہر روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلوائیں اور فیضِ رسالت سے فیضیاب ہوں۔ کیونکہ دنیا میں محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بھی پڑے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے تو پھر دولت کیا چیز ہے۔ مگر یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔

پانچویں وجہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں وہ میری اُمت کے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ ص ۳۳ سورۂ احزاب کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں۔

حدیث:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "خدا کے فرشتے زمین پر سفر کرتے رہتے ہیں وہ میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) دارمی شریف ص ۳۱۶ حدیث ۲۷۳۰ باب ۱۱۹۷۔

(۲) نسائی شریف جلد ۱ ص ۳۱۶ درود شریف کا بیان۔

(۳) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ ص ۱۹۶ حدیث ۸۵۸ 〃 〃

(۴) مظاہر حق 〃 ۱ ص ۲۹۸ 〃 〃

حدیث:۔ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔ (مختصر)

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف ص ۱۰۳ حدیث ۱۰۹۷ نماز کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس لئے اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ (مختصر)

حوالہ:۔ ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ ص ۳۹۸ حدیث ۱۰۳۴ باب ۳۵۸۔

Scanned by CamScanner

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارے درود میرے پاس پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حوالہ: (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ حدیث نمبر ۸۶۰ درود کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۹۹۔

میرے عزیز دوست! حدیثوں سے تو یہ ثابت ہے کہ ہم جو درود و سلام پڑھتے ہیں اس درود و سلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک فرشتے پہنچا دیتے ہیں یہ رسم جو مجلس میلاد میں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آئی ہوئی سمجھ کر سلامی پڑھنا اور قیام کرنا کسی طرح سے بھی ثابت نہیں ہے تو کم سے کم حدیثوں کی اور فقہائے کرام کے فتووں کی تو لاج رکھو کہاں تک جہالت میں ڈوبے رہو گے۔

یہاں ایک بات اور بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "حاضر و ناظر" ہیں یعنی ہر جگہ موجود ہیں اور سب کچھ آنکھوں سے دیکھتے ہیں "حاضر و ناظر" کے یہی معنی تو ہیں۔ حالانکہ یہ صفات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو مجلس میلاد میں تشریف لانے کا کیا مطلب ہوا؟ اب دو باتوں میں سے ایک کو ماننا اور ایک کو چھوڑنا ہی ہو گا۔ یا تو کہو مجلس میلاد میں حضورؐ تشریف لاتے ہیں تو حاضر و ناظر نہیں کیونکہ تشریف تو وہی لاتا ہے جو پہلے سے موجود نہ ہو اور جو موجود اور حاضر ہو تو اس کا تشریف لانا کیسا۔ اور اگر حاضر و ناظر مانتے ہو تو میلاد کی محفل میں آنا اور آنے پر قیام کرنے کے لئے پوری کی پوری مجلس کا اٹھ کر سلام پڑھنا غلط ہوا۔ اب اس کا فیصلہ تم خود کرو۔ غلط بات کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ پوری فٹ نہیں ہوتی۔ کتنا بھی رنگ روغن چڑھاؤ غلط غلط ہی رہے گی میرے بھولے بھیا۔

Scanned by CamScanner

سلامی

حدیث:- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کی اور کہا کہ کیا میں تجھ کو وہ چیز ہدیہ نہ دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ہاں ہم کو وہ ضرور ہدیہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ پر اور اہل بیت پر ہم کس طرح درود بھیجیں خداوند تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو سکھا دیا ہے آپ نے فرمایا اس طرح کہو:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اے اللہ درود اور رحمت کاملہ نازل فرما اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی اولاد پر ایسے ہی جیسے کہ آپ نے درود اور رحمت کاملہ نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر۔ اے اللہ برکت نازل فرما اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی اولاد پر بیشک آپ قابل ستائش اور بزرگ ہیں۔

حوالہ:- (۱) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ صفحہ ۳۷۵ حدیث ۹۶۳ باب ۳۳۴
(۲) دارمی شریف صفحہ ۲۱۹ حدیث ۱۳۳۲ باب ۲۶۴۔

Scanned by CamScanner

(۳) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ درود شریف کا بیان۔

(۴) مشکوٰۃ شریف " ۱ صفحہ ۱۹۵ حدیث ۸۵۲ درود شریف کا بیان۔

(۵) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۲۹۵ " " " "

ذرا بتاؤ وہ کونسی سلامی تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم پڑھتے تھے۔ کیا وہ یہی سلامی تھی جس کو آج کے میلاد خواں پڑھتے ہیں یا کوئی اور سلامی تھی۔ سنیئے حدیث شریف۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو تشہد میں یہ کہتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ اَلسَّلَامُ مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ۔

ترجمہ :۔ یعنی اللہ پر سلام ہے بندوں سے پہلے، جبریل پر سلام ہے، میکائیل پر سلام ہے اور فلاں (یعنی فرشتوں وغیرہ پر) سلام ہے۔

پس ایک روز جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو کیونکہ اللہ خود سلام ہے، جب تم میں سے کوئی نماز کے اندر بیٹھے تو وہ یہ کہے :۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ؕ	تمام جسمانی اور مالی اور قولی عبادتیں سب اللہ ہی کے لئے ہیں سلامتی اور برکت ہو اے نبی آپ پر اور رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور سلام ہو ہمارے اوپر اور تمام نیک بندوں پر۔

پس جو شخص ان کلمات کو کہے تو پہنچتی ہے بھلائی (سلامی) اس کی ہر نیک بندے کو جو آسمان اور زمین میں ہے اور پھر ان کلمات کو آپ نے ان الفاظ پر ختم کیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

Scanned by CamScanner

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ — سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے
وَرَسُوْلُهٗ — بندے اور رسول ہیں۔
اس کے بعد جو دعا پسند ہو وہ مانگے۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۳ صفحہ ۱۹۳ حدیث ۷۹۵ نماز کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۶۴ حدیث ۳۳۹ باب ۱۵۲ " "
(۳) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۶ صفحہ ۳۷ حدیث ۹۵۵ باب ۳۳۳۔
(۴) دارمی شریف صفحہ ۲۱۸ حدیث ۱۳۳۰ باب ۲۶۰۔
(۵) ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۳۹ " ۹۱۲ نماز کا بیان۔
(۶) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲ درود شریف کا بیان۔
(۷) مشکوٰۃ شریف " ۱ صفحہ ۱۹۴ حدیث ۸۴۳ " " "
(۸) مظاہر حق " ۱ صفحہ ۲۹۳ " " "

یہ ہے وہ سلامی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی جس پر آج تک برابر عمل ہو رہا ہے اور قیامت تک اللہ کے نیک بندے اور محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے رہیں گے نماز کا پڑھنا فرض اور سلامی کا پڑھنا واجب اور اس کو پڑھنے کے لئے بیٹھنا واجب یا فرض اگر قعدۂ اولیٰ ہے تو بیٹھنا واجب ہے اور اگر قعدۂ اخیرہ ہے تو بیٹھنا فرض اور تشہد کا پڑھنا واجب ہے۔ اور آج کل جو نقلی سلامی پڑھی جاتی ہے وہ دنیا والوں کی طرف سے بنائی گئی ہے، اس کے لئے کھڑا ہونا فرض ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اہمیت ان جاہلوں نے دے رکھی ہے۔ اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو اس پر کوئی لعن طعن نہیں کرے گا لیکن اگر میلاد یا وعظ کے بعد کھڑے ہو کر سلامی نہ پڑھی جائے یا کوئی مجلس میں کھڑا نہ ہو تو اس کی جان لینے تک کی نوبت آجاتی ہے گویا فرض نماز سے بھی اس سلامی کی اہمیت زیادہ ہے۔ ہے کوئی حد جہالت کی ؟ جس سلامی کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کے یہ الفاظ موجود ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ تم یہ سلامی (اَلسَّلَامُ

Scanned by CamScanner

عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ) پڑھو جب یہ الفاظ زبان سے نکلتے ہیں تو زمین و آسمان میں کوئی نیک روح ایسی باقی نہیں رہتی جس کو آپ کی سلامی نہ پہنچتی ہو سبحان اللہ! اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امتیوں کو بھی اس سلامی میں لے لیا ہے اور ان کے علاوہ کوئی صحابی، کوئی امتی اور کوئی ولی ایسا نہیں جس کو نماز پڑھنے والوں کی سلامی نہ پہنچتی ہو، مرد ہو یا عورت یہاں تک کہ آدم علیہ السلام سے لے کر رہتی دنیا تک جو بھی نیک روحیں ہونے والی ہیں ان سب کو سلامی پہنچتی ہے اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ جس سلامی کے پڑھنے کے لئے آٹھ آٹھ کتابوں کے حوالے موجود ہیں اسے چھوڑ کر ایک رسم کی پابندی پر مرمٹنا کونسی ایمانداری اور عقلمندی کی دلیل ہے۔ یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی جہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں پر یعنی ان کے مدرسوں میں جبکہ قرآن کا درس ختم ہوتا ہے یا حدیث کا درس ختم ہوتا ہے یا ادب و فقہ کی کتابوں کا درس ختم ہوتا ہے تو وہاں پر نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور نہ یہ لوگ کھڑے ہو کر سلامی پڑھتے ہیں اور رسمی میلاد کی جگہ سے مدرسوں کا مقام بہت ہی اونچا ہے اور رسمی میلاد کے مقابلے میں درس قرآن اور درسِ حدیث تو سبحان اللہ! کیا کہنا سارے دین کا دارو مدار ہی ان دونوں پر ہے۔ ان سے کوئی اتنا پوچھے کہ مولوی جی! آپ خدا کے واسطے سچ سچ اور صحیح صحیح بتایئے کہ آپ کو آپ کے استاد نے قرآن کے درس میں کھڑے ہو کر سلامی پڑھائی ہے یا ختم حدیث کے درس پر سلامی پڑھائی ہے؟ تو جواب یہی ملے گا کہ نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم درس قرآن اور درسِ حدیث میں نہیں آتے صرف میلاد میں آتے ہیں تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قرآن و حدیث کی قدر نہیں ہے اور رسمی میلاد کی قدر ہے، اللہ کی پناہ! کس قدر جہالت ہو کہ سمجھائے نہیں سمجھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس سلامی کی اہمیت کتنی تھی اس کا اندازہ اس حدیث سے آپ لگائیں۔

حدیث: ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس طرح تشہد سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورۃ۔
حوالہ:- (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ حدیث ۲۵۰ باب ۱۵۲ نماز کا بیان۔
(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۰ 〃 ۲۵۷
(۳) ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۵۰ حدیث ۹۱۵
(۴) نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ تشہد اس طرح سکھایا جیسے قرآن کی آیت۔
(۵) مشکوٰۃ شریف 〃 ۱ صفحہ ۱۹۳ حدیث ۸۴۵ تشہد کا بیان۔
(۶) مظاہر حق 〃 ۱ صفحہ ۲۹۳

سوچئے اور غور کیجئے جو سلامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سکھائی ہے وہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی تعلیم دیتے تھے تاکہ اس سلامی کو خوب خوب اہمیت دیجائے اور کسی حالت میں بھی ترک نہ کیا جائے اب جو لوگ نمازی ہیں اور پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں اور پانچوں وقت سلامی پڑھتے ہیں فرض، واجب، سنت اور نوافل وغیرہ مل کر تقریباً چوبیس ۲۴ گھنٹے میں اڑتالیس ۴۸ رکعات ہوتی ہیں اور ان کے کل پچیس ۲۵ قعدے ہوتے ہیں تو ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امتیوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کو روزمرہ پچیس ۲۵ بار سلامی بھیجتا ہے، یہ ان رسمی میلاد خوانوں کی نظر میں نہیں آتی بلکہ انکی بنائی ہوئی سلامی کوئی کھڑا ہو کر نہ پڑھے تو وہ وہابی، کافر، بے دین اور جہنمی سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح یہ جاہل لوگ کھڑے ہو کر جماعت کیساتھ راگ راگنی والی سلامی پڑھتے ہیں اس طرح اگر کوئی شخص نہ پڑھے تو وہ بقول ان جاہل جیب بھر و پیر اور پیٹ بھرو مولوی کے وہابی، کافر، بے دین اور جہنمی ہے تو پھر تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ تمام امام رحمہم اللہ تعالیٰ تمام محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ بڑے پیر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یہ سب کے سب وہابی ثابت ہو گئے۔ چونکہ ان بزرگوں نے کھڑے ہو کر ان جاہلوں کی سی سلامی نہیں پڑھی ہے اگر آپ ان بزرگوں کو مانتے ہیں تو توبہ کر لیں اور اگر ان

Scanned by CamScanner

تمام بزرگوں کو (معاذ اللہ) وہابی اور بے دین سمجھتے ہیں تو اب آپ خود ہی اپنی جہالت کا اندازہ لگالیں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو! اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

یہ ایمان والوں کا اولین اور بنیادی تقاضا ہے کہ جو شخص اللہ کو اپنا رب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور پیشوا مانتا ہو وہ اگر اپنے اس عقیدے میں سچا ہے تو اس کا طرز عمل یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اپنی رائے اور خیال کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر مقدم رکھے۔ نہ ان معاملات میں آزادانہ رائے قائم کرے اور نہ ان کے فیصلے بذات خود توڑ ڈالے اور قرآن وحدیث کی کوئی پروا نہ کرے۔ اس لئے حکم ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش قدمی نہ کرو یعنی ان سے آگے بڑھ کر نہ چلو بلکہ پیچھے چلو، مقدم نہ بنو بلکہ تابع بن کر رہو۔

قرآن مجید کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی۔

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو بلکہ آپؐ کے سامنے اس طرح بھی نہ بولو جس طرح تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بولتے ہو اگر اس ادب میں ذرا بھی کمی ہوئی تو یاد رکھو تمہارا ایمان اور ساری نیک کمائی ختم ہو جائے گی اور تم کو پتہ تک بھی نہیں چلے گا۔ حاجی

Scanned by CamScanner

صاحبان جو حج کو جاتے ہیں اور مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر حاضری دیتے ہیں تو وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور یہی آیت کریمہ عین اس جگہ پر لکھ کر لگائی گئی ہے جہاں پر حجاج کرام سلامی پڑھتے ہیں تو روضۂ اقدس پر بھی بلند آواز سے کچھ بھی نہ پڑھا جائے ورنہ تمہارے سارے اعمال ضبط کر لئے جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میلاد میں نہیں آتے تو پھر کھڑے ہونے کا کیا مطلب!۔

اے کتاب پڑھنے والے! خدا کے واسطے انصاف کر کہ یہ لوگ جو رسمی میلاد کی مجلس میں کھڑے ہو کر سلامی پڑھتے ہیں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر یعنی مجلس میلاد میں تشریف فرما سمجھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میلاد میں بقول میلاد خواں کے آتے ہیں تو ان کو خاموش ہو جانا چاہیئے کیونکہ خاموش ہونے کا حکم خدا کا ہے۔ ہمارے گھر پر اگر کوئی اچھا نامور عالم آجاتا ہے یا کوئی پیر و مرشد آجاتا ہے تو سب کے سب چپ چاپ اور ادب سے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں گویا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا ہو اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں آجائیں تو اللہ کے حکم کے خلاف ایسا چیخ چیخ کر سلامی پڑھتے ہیں کہ وضو بھی ٹوٹ جائے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ حق کدھر ہے، قرآن کریم کی مخالفت کرنے والا بھی کوئی حشر کے میدان میں سعادتِ ابدی حاصل کر سکتا ہے؟

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورہ حجرات کے پہلے رکوع میں آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جو لوگ پیغمبرِ خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپؐ کے سامنے آواز پست کرنے کی رغبت دیتا ہے اور فرماتا ہے جو لوگ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کرتے ہیں انہیں اللہ رب العزت نے تقویٰ کے لئے خالص کر لیا ہے اہل تقویٰ اور محل تقویٰ یہی لوگ

Scanned by CamScanner

ہیں یہ مغفرت خدا کے مستحق اور اجر عظیم کے لائق ہیں۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ ص۵ سورۂ حجرات کے پہلے رکوع کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ اس آیت کریمہ میں صَلُّوْا کا لفظ پہلے ہے۔ اور نبی کا لفظ بعد میں ہے۔ صَلُّوْا کا مطلب سلام یا رحمت کے ہوتے ہیں تو اس آیت میں پہلے سلام ہے اور بعد میں کلام ہے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف ہوئی اور آپ اللہ کے دربار میں جانے لگے تو آپ اپنی زبانِ مبارک سے کہنے لگے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ (یعنی اے اللہ میری زبانی عبادتیں، میری جسمانی عبادتیں، میری مالی عبادتیں سب تیرے لئے ہیں) تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ (ہمارا سلام آپ پر اے نبی) اس حدیث کے ثبوت میں ہم پہلے آٹھ کتابوں کے حوالے دے چکے ہیں۔ اس حدیث سے ہم کو یہ سمجھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے سلام بھیجتے ہیں بعد میں کلام کرتے ہیں۔ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا ارشاد کردہ فتویٰ سنیئے۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیئے۔

حوالہ:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۲ ص۱۱۲ حدیث ۵۵۹ آداب کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۹۸۳ ″ ۴۴۲۱ سلام کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ ص۱۵ ″ ″

"پہلے سلام کرے بعد میں بات چیت کرے"۔

حوالہ:۔ (۱) عین الہدایہ جلد ۴ ص۳۳۵ کراہت کا بیان۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ ص۲۷۸ ″ ″ ″

(۳) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۰ کتاب الحظر۔

میرے محترم کتاب پڑھنے والے! اب انصاف کر کہ قرآن کا فتویٰ ہے پہلے سلام بعد میں کلام خداوند کریم کا قول ہے پہلے سلام بعد میں کلام حدیث میں آیا ہے پہلے سلام بعد میں کلام۔ فقہ کا فتویٰ ہے پہلے سلام بعد میں کلام اور یہ میلاد خواں حضرات جو سلامی پڑھتے ہیں اس میں پہلے کلام ہے اور بعد میں سلام۔ ملاحظہ ہو ان صاحبوں کی سلامی یا نبی سلام علیکم، یا رسول سلام علیکم، یا حبیب سلام علیکم، صلوات اللہ علیکم۔ قرآن کے خلاف، اللہ کے قول کے خلاف، حدیث کے خلاف، فقہ کے خلاف عمل کر کے اپنے آپ کو محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں۔ حد ہے کوئی جہالت کی۔

جس وقت یہ لوگ سلامی پڑھتے ہیں اس وقت ان جاہلوں کا عجیب رنگ ڈھنگ اور جوش ہوتا ہے اسی جوش میں سلامی کے درمیان گالیاں بھی دینے لگتے ہیں سنیئے۔

سنیوں کا ہو بول بالا۔ دہابیوں کا ہو منہ کالا۔ یا نبی سلام علیکم۔

ایماندار اور عقلمند انسان سوچیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے بولنا بھی منع ہے دہاں پر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھتے ہوئے بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا سُنّی سمجھتے ہیں۔

اگر کوئی انسان سمجھنا چاہے تو اس کے لئے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں کے حوالے نمبر موجود ہیں اور اگر کوئی انسان اپنی جہالت ہی پر چلنا چاہے تو یہ اس کی مرضی ہے جو چاہے سو کرے۔ سمجھانا ہمارا کام تھا ماننا یا نہ ماننا یہ ان کی مرضی کی بات ہے اور ہدایت کا دینا نہ دینا یہ اللہ کے اختیار کی بات ہے۔

Scanned by CamScanner

جنازے کے ساتھ میلاد

بعض جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ جب کہیں میت ہو جاتی ہے تو یہ میلاد پڑھنے والے میلاد کو جنازے کے ساتھ ثواب سمجھ کر پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ میرا اپنا بھی یہی حال تھا کیونکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میری پیدائش رسموں میں ہوئی تھی اور میں جوان بھی انہی رسموں میں ہوا تو ہمارے کنبہ اور ہماری جماعت والے جیسا کرتے تھے اور کہتے تھے میں بھی وہی کہتا اور کرتا تھا۔ اب سنیئے جنازے کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔

"مکروہ ہے جنازہ کے ساتھ بلند کرنا آواز کا ذکر یا قرأت قرآن میں۔"

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ دُرِّ مختار جلد ۲ صفحہ ۴۱۹ جنازہ کا بیان۔

"جنازہ کے ساتھ آواز کا بلند کرنا ذکر ہو یا قرأت قرآن ہو مکروہ ہے۔"

حوالہ:۔ عین الھدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۶ کراہت کا بیان۔

"جو لوگ جنازے کے ساتھ جاتے ہیں ان کو خاموش رہنا چاہیئے اور ذکر اور قرأتِ قرآن میں آواز کا بلند کرنا ان کو مکروہ ہے۔"

حوالہ:۔ فتاوٰی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲۸ جنازہ کا بیان۔

اب آپ ہی بتائیں کہ مولود کا جنازہ کے ساتھ پڑھنا ثواب ہے یا عذاب؟ شریعت ہے یا جہالت؟ جب قرآن شریف اور ذکرِ خدا بلند آواز سے جنازہ کے ساتھ پڑھنا منع ہے تو پھر مولود کا پڑھنا جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کیسے جائز ہو گا؟ ہرگز نہیں۔

"اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو دل میں ذکر کرے۔"

حوالہ:۔ فتاوٰی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲۸ جنازہ کا بیان۔

یہ تو ہیں فقہائے کرام کے فتوے۔ اب آپ خود ہی ہمارے بعض مسلمان بھائیوں کی جہالت کا اندازہ کر لیجیے۔

Scanned by CamScanner

مجالسِ مولود

اور

فضائلِ مجالس

مولود کے لغوی معنی ہیں جائے ولادت، وہ مقام جہاں پیدا ہوا ہو، وطن، جائے پیدائش، وقت پیدائش، اور اس کے معنی پیدائش کے بھی ہیں اور میلاد کے معنی بھی پیدائش کے ہیں اور مولود کے معنی بچے کے ہیں اور مجلس کے لغوی معنی ہیں بیٹھنے کی جگہ، وہ مقام جہاں لوگ جمع ہوں۔

اب ہندوستان کی جہالت کو دیکھئے کہ بعض لوگ مجلس مولود راگ راگنی کے قصائد پڑھنے کو سمجھتے ہیں۔ اگر بجائے اس میلاد پڑھنے کے اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کا بیان کرتے یا آپ کی زندگی مبارک کا حال بیان کرتے، یا احکام شریعت اور ایمان وعمل لوگوں کو سکھلاتے، یا دنیا سے نفرت دلاتے اور آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں ان کا شوق اور رغبت دلاتے اور رسم ورواج سے نفرت دلاتے، برُے کاموں سے روکتے اور فضول خرچ کرنے سے منع کرتے آپس میں اتفاق اور محبت سے رہنے کی تاکید کرتے اور نفاق سے لوگوں کو روکنے کی کوشش کرتے، نماز و روزہ کی پابندی خود بھی کرتے اور دوسروں کو بھی تاکید کرتے تو بہت ہی اچھا تھا کیونکہ ان باتوں سے اسلام تازہ اور زندہ رہتا ہے اور مسلمان بھائیوں میں سمجھ پیدا ہونے سے جہالت دور ہوتی ہے صرف قصائد پڑھنے سے خود پڑھنے والے بھی شریعت کی پابندی سے محروم ہیں تو وہ دوسروں کو کیا ہدایت کرسکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حدیث ۱:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈھتے پھرا کرتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھی فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور پہلے آسمان تک تہ بر تہ پہنچ جاتے ہیں۔ پھر ذکر کی مجلس ختم ہونے کے بعد جب فرشتے اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو خداوند تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ "میرے بندے کیا کر رہے تھے؟" یہ کہتے ہیں خداوند تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا بیان کر رہے تھے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں واللہ انہوں نے تجھ کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو نہایت شدت سے تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے جو اسکی طلب کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر اسکو دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اسکی خواہش کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے وہ لوگ پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسکو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر اسکو دیکھ لیتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہمنشین محروم نہیں رہتا (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالے اور اس ذکر کو دل و جان سے سننے

والے ایسے مرتبہ کے مبارک لوگ ہیں اللہ جل شانہٗ کے نزدیک کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بخش دیا جاتا ہے)۔

حوالہ:۔(۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ صفحہ ۳۰۷ حدیث ۱۳۲۷ دعا کا باب۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۹۶۳ باب ۲۵۲

(۳) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۴۶ حدیث ۱۴۴۸

(۴) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ حدیث ۲۱۴۳ ذکر اللہ کا بیان۔

(۵) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۵۱

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بہشت کے باغوں (کی طرف) سے گزرو تو چر لیا کرو۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بہشت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنیوالوں) کے حلقے (یعنی ذکر الٰہی کرنے والوں کی مجلس جنتی مجلس ہے)۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ حدیث ۱۴۶۰ دعا کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے اس کو فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی آکر ان کو ڈھانک لیتی ہے اور ان پر اطمینانِ قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ملائکہ مقربین میں ذکر کرتا ہے۔

حوالہ:۔(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ حدیث ۱۲۳۰ دعا کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۱ حدیث ۲۱۳۰ ذکر الٰہی کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۴۰

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت گزرو تم بہشت کے باغوں سے پس میوہ خوری کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکر الٰہی کے حلقے۔

حوالہ:۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ حدیث ۲۱۳۷ ذکر الٰہی کا بیان۔

Scanned by CamScanner

قصائد کی مجالس

اے عزیز دوست میرے! آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں اور سننے والوں کی فضیلت کا بیان تو سن لیا اور اس فضیلت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے اور راگ راگنی سے جمع ہو کر دو چار آگے اور دس بارہ پیچھے جواب دینے والوں کی مجلس کا ثواب ہمیں کسی کتاب میں بھی نظر نہیں آیا بلکہ اس کی تو ممانعت لکھی ہے۔

سنیے فتویٰ۔

"شامی کے حوالے سے لکھا ہے کہ برا ہے منت کرنا مولد کے پڑھنے کا میناردوں میں کہ اس میں راگ اور لعب ہوتا ہے اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا جاتا ہے۔"

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۴۳ کتاب الصیام

دیکھا میرے عزیز دوست! اس میں تو یہ لکھا ہے کہ ایسی میلاد جس میں راگ اور لعب ہو اس کے پڑھنے کا کچھ بھی ثواب نہیں ہے۔ اب ہماری جہالت کو دیکھیے کہ میلاد پڑھنے والے میلاد پڑھانے والوں کو ایک سال کی برکت کا ثواب بتاتے ہیں بعض خود غرض لوگ اپنے وعظ میں جاہل، اَن پڑھ اور غریب لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں میلاد پڑھواتا ہے اس کے گھر میں اللہ تعالیٰ ایک سال کی برکت نازل فرماتا ہے۔ یہ کس مولوی پر وحی اتری تھی کہ میلاد پڑھانے والے کے گھر میں ایک سال تک برکت ختم نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر بیچارے بھولے، ناواقف لوگ ہر سال میں ایک میلاد کا پڑھوانا ضروری سمجھتے ہیں اور میلاد پڑھوانے کی پابندی ایسی سخت کرتے ہیں کہ جس مہینے اور جس دن

اگلی سال کو میلاد پڑھائی تھی ہر سال اسی دن اور اسی مہینے میں پڑھاتے ہیں تاکہ گھر میں برکت ختم نہ ہو جائے۔ اور یہی لوگ نماز روزے کی اس قدر پابندی نہیں کرتے لیکن مولود کی تو تاریخ ٹلنی ہی نہیں چاہیئے۔ اسلئے بعض گاؤں میں لوگوں کی طرف سے تاریخ مقرر ہوتی ہے کہ اس تاریخ کو میلاد پڑھنے والے سوائے اس گھر کے اور کسی کے گھر پر میلاد پڑھنے کو نہیں جاسکتے۔ اب یہ بات کیسے مانی جائے کہ میلاد پڑھوانے والے کے گھر میں ایک سال تک برکت کم نہیں ہوتی۔ یہ سب بنائی ہوئی باتیں اور گپ ہیں کیونکہ حنفی مسلک کی معتبر اور مستند کتابوں میں تو ایسی میلاد کہ جس میں راگ راگنی اور لعب ہو پڑھنے اور سننے کی بھی ممانعت لکھی ہے اور اپنے آپ کو حنفی کہنے والے مسلمان بھائیوں کو دیکھئے کہ وہ عمل کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ جو میلاد پڑھنے والے ہیں وہ سب اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کا سنّی اور حنفی سمجھتے ہیں۔ اب سنیئے دوسرا فتویٰ۔

"جو لوگ مجلس میلاد میں راگ کے اشعار پڑھتے ہیں تو پڑھنا اور سننا حرام ہے اور پڑھنے والوں پر خوف شدید ہے (کفر کا)

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ کراہت کا باب۔

میرے عزیز دوست! شعر و اشعار کا پڑھنا جائز ہے چاہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں ہو یا کسی صحابی رضی اللہ عنہم کی شان میں ہو یا کسی ولیؒ کی شان میں، یا اسلام کی سچائی کے بارے میں ہو مگر اتنا خیال رہے کہ شریعت سے ٹکراتا نہ ہو یعنی شریعت کا کچھ کہنا ہو اور اشعار کا مضمون و مطلب کچھ اور ہو تو ایسے اشعار انسان کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اشعار میں بعض ایسے شعر ہوتے ہیں جو حکمت کی باتوں سے پر ہوتے ہیں۔

حوالہ:- (۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ حدیث ۷۰۴ ابواب الآداب۔

(۲) ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۶۱ حدیث ۲۷۵۵ ادب کا بیان۔

Scanned by CamScanner

اس حدیث کے علاوہ اور بھی اس قسم کی حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شعر و اشعار پڑھنا جائز ہے مگر کبھی بھی ایسا نہ ہو کہ شعر و شاعری میں ایسا مشغول ہو جائے کہ ضروریات دین کے مسائل سے بھی غافل ہو جائے گر ہائے ہندوستان کی جہالت تو نے ہمیں برباد کر دیا۔ آج گانے بجانے والے اور مجلس میلاد میں قصائد پڑھنے والے شعر و شاعری کا مشاعرہ کرانے والے اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ نماز تک نہیں پڑھتے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو وعید آئی ہے وہ بھی سُن لو۔

قرآن کریم کے انیسویں ۱۹ پارہ میں سورۂ شعراء کے گیارہویں ۱۱ رکوع میں آیت نمبر ۲۲۵
۲۲۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر ہر ایک میدان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ عرج میں جا رہے تھے ایک شاعر شعر خوانی کرتا ہوا ملا۔ آپ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑو تم میں سے کوئی شخص خون اور پیپ سے اپنا پیٹ بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے اپنا بھر لے۔ انھیں جنگل کی ٹھوکریں کھاتے کس نے نہیں دیکھا ہر لغو میں یہ گھس جاتے ہیں۔ کلام کے ہر فن میں بولتے ہیں کبھی کسی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ کبھی کسی کی مذمت میں آسمان زمین سر پر اٹھاتے ہیں۔ جھوٹی تعریفیں خوشامدانہ باتیں جھوٹی برائیاں گڑھی ہوئی بدیاں ان کے حصے میں آئی ہیں۔ یہ زبان کے بھانڈ ہوتے ہیں۔ لیکن کام کے کاہل۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صفحہ ۵۵ سورۂ شعراء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر میں

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پیٹ اگر پھیپھڑے تک پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ شعر اس میں بھر جائیں۔

حوالہ:۔ (۱) ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۹۱ حدیث ۳۷۵۹ ادب کا بیان ۔

(۲) ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ حدیث ۱۱ ادب کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "پیٹ کو قے سے بھر لینا جو پیٹ کو خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر کو بھرے (شعر سے مراد مذموم شعر ہے)۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۹ حدیث ۴۵۵۵ شعر کی مذمت میں۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۵۸

اے میرے عزیز دوست! اب آپ خود تحقیق کر لینا ہم نے تو تحقیق کر کے پھر کتاب لکھنی شروع کی ہے جو لوگ میلاد پڑھنے اور پڑھانے والے ہیں اور گانے بجانے والے ہیں اور شعر واشعار کا مشاعرہ کرنے والے اور کرانے والے ہیں ان میں سے زیادہ تر لوگ آپ کو ایسے ملیں گے جن کو ضروریات دین میں استنجا کا مسئلہ بھی یاد نہیں ہوگا۔ نماز روزے اور دوسرے فرائض اور واجبات کے مسائل تو الگ رہے۔

اور بعض اوقات تو یہ مجالس کرنے والے حضرات ایسے ایسے اشعار پڑھ دیتے ہیں جن کی وجہ سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور ایسے کفریہ اور شرکیہ اشعار الاپنے والوں کو بھول کر بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کیا بک رہے ہیں۔ میں پہلے ہی آپ سے یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں ان کاموں کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اور واقف بھی ہوں کیونکہ میں خود سترہ برس تک قوال رہا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ آج اپنے بھائی مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے کتاب لکھ رہا ہوں اور وہ آپ کے ہاتھ میں آج موجود ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْد

آیئے ایک بات اور سناؤں ؎

پڑھو کلمہ محمد کا محمد نام لے لے کر | کرو اسلام کو تازہ محمد نام لے لے کر

میرے عزیز دوست! مجلس میلاد میں جب یہ قصائد پڑھتے ہیں تو بڑے جنون اور جوش کے ساتھ، بڑی مستی اور عشق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ان کے انداز اور حالت سے اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی یہ لوگ اسلام کو زندہ اور تازہ کر کے دکھا دیں گے مگر بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان ہی لوگوں کو صبح کی نماز

Scanned by CamScanner

کے لئے اٹھنا بھی بھاری پڑتا ہے اور بعض تو نہیں بلکہ اکثر ان میں ایسے ہوتے ہیں جو سرے سے نمازی ہی نہیں پڑھتے صرف قصائد پڑھنے کے ایسے شوقین ہوتے ہیں کہ کہیں سے بھی میلاد کی دعوت آجائے تو فوراً قبول کرلیں گے اور وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ہی بن ٹھن کر پہنچ جائیں گے مگر شریعت کے اوپر چلنے سے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے کمان سے تیر اور یہی حالت زیادہ تر گانے بجانے والوں کی ہوتی ہے۔

آہ! ہے کوئی خدا ترس اور درد مند دل جوان لوگوں کی حالت پر رو اٹھے۔

تین شرطیں

"جس نے مجلسِ میلاد کو جائز رکھا اس نے ادب و سکون اور صحیح روایت کی شرط لگائی"۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ کراہت کا بیان۔

میرے عزیز دوست! تین شرطیں ہیں۔ پہلی شرط ادب ہے۔ دوسری شرط سکون ہے اور تیسری شرط صحیح روایت ہے۔ اب ہم ان تینوں کو الگ الگ بیان کرتے ہیں تاکہ ہمارے محترم بھائیوں کی سمجھ میں آجائے۔

پہلی شرط ادب ہے

ادب کے اندر چار باتیں ہیں:۔ تعظیم، قاعدہ، عقل اور علم دین۔

میرے عزیز دوست! آپ نے کہیں تو دیکھا ہوگا کہ میلاد پڑھنے والے بعض جگہ پر رات بھر پڑھتے ہیں اور کسی جگہ پر آدھی رات تک اور کہیں ایک یا دو گھنٹے تک پڑھتے ہیں۔ اب اتنی دیر سب انسانوں کا وضو نہیں رہ سکتا اور بے وضو میلاد کا پڑھنا اور کتابوں کا چھونا ادب کے خلاف ہے اور زیادہ وقت لگانے سے بعض لوگ پر نیند کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اونگھتے رہتے ہیں۔ یہ تعظیم اور ادب کے خلاف ہے۔ جہاں پر میلاد پڑھی جاتی ہے

Scanned by CamScanner

ان میلاد پڑھوانے والوں کے گھروں میں طاق وغیرہ پر بعض دیہات میں پھٹے پرانے جوتے وغیرہ بھی پڑے رہتے ہیں اور وہ گھر والوں کی جہالت یا بے خبری سے رہ جاتے ہیں اور پڑھنے والوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا، یہ بھی ادب کے خلاف ہے۔ جس گھر میں میلاد پڑھی جاتی ہے اس گھر کی اچھی طرح صفائی تک نہیں ہوتی، یہ بھی ادب کے خلاف ہے۔ اور جس گھر میں میلاد پڑھی جاتی ہے اس گھر میں بعض جگہ تو دُلدُل یا بُراق یا ان گھر والوں کی تصویریں وغیرہ مکان کی سجاوٹ کے لئے رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ تو بالکل ہی حرام ہے۔ ان فوٹوؤں کا گھر کی سجاوٹ کے لئے رکھنا بالکل شریعت کے خلاف ہے کیونکہ جہاں پر ایسی تصویریں ہوتی ہیں وہاں پر رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔ اور میلاد میں قریب قریب سب ہی لوگ جاہل ہوتے ہیں، شریعت کا پابند شاید ہی آپ کو اس میں سے کوئی ملے۔ نہ تو میلاد پڑھنے والوں میں شریعت کی پابندی ہوتی ہے اور نہ تو گھر والوں میں اور نہ ہی سننے والوں میں کیونکہ میلاد پڑھنے والے بھی رسمی طور پر پڑھتے ہیں اور پڑھوانے والے بھی جہالت کی وجہ سے پڑھواتے ہیں اور سننے والے بھی رسمی طور پر جمع ہو جاتے ہیں کہ آج اس کے گھر ہم نہیں جائیں گے تو پھر کل ہمارے گھر کوئی نہیں آئے گا۔

یہ تمام باتیں تعظیم وقاعدہ اور ادب کے خلاف ہیں اور جہاں پر دو چار پڑھنے والے جمع ہو جاتے ہیں تو ان لوگوں میں مقابلہ ہونے لگتا ہے۔ آواز، انداز، اور طرز میں قصائد کے پڑھتے وقت سریلی آواز نکال نکال کر ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سب تعظیم وقاعدہ اور ادب کے خلاف ہے اور جس جگہ پر بہت دیر تک میلاد پڑھتے ہیں وہاں پر کچھ دیر کے لئے وقفہ کرتے ہیں اس وقت ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں یا کسی کی غیبت کرتے ہیں۔ یہ ساری باتیں تعظیم وادب اور قاعدے کے خلاف ہیں۔ رہی بات علم کی تو اس سے یہ لوگ بالکل کورے ہوتے ہیں میلاد پڑھوانے والے اور سننے والے تو خیر بے چارے بے علم ہوتے ہی ہیں مگر جو مولوی بن ٹھن کر میلاد پڑھانے کو آتے ہیں وہ بھی ادب اور تعظیم کا لحاظ نہیں کرتے اور بہت سی باتیں ادب کے خلاف کر جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

دوسری شرط، سکون ہے

میرے عزیز دوست! سکون کہتے ہیں خاموش رہنے کو، بے حرکت و بے آواز ہونے کو۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھر کے اندر میلاد پڑھی جاتی ہو تو باہر بیٹھنے والے بڑے مزے سے باتیں کرتے رہتے ہیں اور باہر میلاد پڑھی جاتی ہو تو گھر کے اندر بڑے مزے سے باتیں کرتے ہیں گویا یہ دوسری شرط کے خلاف ہے۔

تیسری شرط، صحیح روایت ہے

میرے عزیز دوست! آپ کو چند اشعار اور اس کا جواب بتادوں تاکہ پوری بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔

ہے محشر میں کافی وسیلہ تمہارا　　تم آقا ہو میرے میں بندہ تمہارا

اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ اپنے آپ کو بنایا ہے۔ اب سنیئے اس کے بارے میں قرآن کریم کی آیات اور حدیث پاک۔

قرآن کریم کے تیسرے پارہ میں سورۂ آلِ عمران کے آٹھویں رکوع میں آیت نمبر ۷۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوّت دے۔ پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر تم میرے بندے بن جاؤ بلکہ یوں کہے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبوّت دے، حکمت دے اور کتاب بھی عطا فرمائے اور پھر یوں کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

یہ تمام غلط باتوں کی ایک جامع تردید ہے۔ جو دنیا کی مختلف قوموں نے خدا کی طرف سے آئے ہوئے پیغمبروں کی طرف منسوب کرکے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کردی ہیں اور جن کی رو سے کوئی پیغمبر یا کوئی بزرگ یا فرشتہ کسی نہ کسی طرح خدا اور معبود کے درجے تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں یہ صاف بتایا ہے کہ

Scanned by CamScanner

ایسی کوئی تعلیم جو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی یا پرستش سکھاتی ہو اور کسی بندے کو بندگی کی حد سے ہٹا کر خدائی کے مقام تک لے جاتی ہو ہرگز ہرگز کسی پیغمبر نے نہیں دی ہے۔ جہاں کہیں کسی مذہبی کتاب میں یہ چیز نظر آئے تو سمجھ لینا کہ یہ گمراہ لوگوں کی تحریفات کا نتیجہ ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری بندی۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱۰ صفحہ ۵۷۶ حدیث ۲۳۵۶ غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان۔

(۲) ابوداؤد شریف جلد ۳ پارہ ۳۲ صفحہ ۵۸۵ حدیث ۱۵۴۰ باب ۲۹۸ غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان۔

میرے عزیز دوست! تمام انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (مختصر)

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۷ صفحہ ۳۸۲ حدیث ۱۳۵۴ کتاب المغازی۔

یوسفؑ بھی ان کی غلامی میں ہے — دیکھا دیکھا زلیخا ہمارا نبی

میرے عزیز دوستو! اس شعر میں حضرت یوسف علیہ السّلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ثابت کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اس طرح کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم یہ نہیں پوچھتے آپؐ نے فرمایا تو یوسفؑ نبی اللہ۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۸۹ حدیث ۱۰ مناقب کا بیان۔

اے عزیز دوست میرے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کے بعد تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں سے مرتبہ میں بڑھ کر ہیں پھر بھی یوسف علیہ السّلام کی آپ تعریف فرمارہے ہیں اور ہم قصائد میں غلام ثابت کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت۔

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔ (مختصر)

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۹ صفحہ ۵۳۰ حدیث ۲۲۲۴ جھگڑوں کا بیان۔

اٹھو تاکہ تعظیم محبوب رب ہو
نکل جائے محفل سے جو بے ادب ہو

میرے عزیز دوست! مجلس میلاد والے سلامی پڑھنے کے وقت یعنی کھڑے ہونے سے پہلے یہ شعر پڑھتے ہیں اور اس شعر میں بیان ہے کہ جو نہ اٹھے وہ بے ادب ہے اور اس مجلس میلاد سے باہر نکل جائے۔ ہم پہلے قیام کے بارے میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ صحابۂ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھتے تھے تو گویا وہ بھی بے ادب تھے اور اس چودھویں صدی میں جو لوگ میلاد خواں ہیں وہ ادب والے پیدا ہوئے ہیں (اللہ کی پناہ)۔

تمام امت کا اتفاق ہے کہ ادنےٰ صحابی کے مرتبہ کو کبھی اعلےٰ درجے کا ولی نہیں پہنچ سکتا۔

حوالہ:۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۵ مقدمہ میں۔

ندا تھی کہ سرکار تشریف لاؤ
دو عالم کے مختار تشریف لاؤ
زمیں کو بھی عزت ہو عرش علا کی
دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی

میرے عزیز دوست! اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی شکل ثابت کی جارہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک اللہ تعالےٰ کے برابر بتائی جارہی ہے اور یہ کفر ہے۔

اب ادنےٰ سے ادنےٰ مسلمان بھائی بھی سمجھ سکتا ہے کہ خداوند کریم کی کوئی صورت یا شکل نہیں اور نہ ہمارے مذہب میں دوسری قوموں کی طرح اوتار ہیں پھر بھی بے دھڑک ایسے اشعار پڑھ دیتے ہیں اور کچھ سوچتے نہیں کہ ہم کیا کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج والی رات کو جو بہترین انعامات عطا کئے گئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپؐ سے فرمایا گیا کہ تیری امت کا کوئی خطبہ جائز نہیں جبتک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ تو میرا بندہ اور رسول ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ ص۹۵ سورۂ نساء کے تیسرے رکوع کی تفسیر میں۔

جس نے اللہ تعالےٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے مشابہ کیا تو وہ اللہ سے کافر ہوا۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ ص۲۲ عقائد کا بیان۔

پردۂ انساں میں آکر دکھانا تھا جمال رکھ لیا نام محمد تاکہ رسوائی نہ ہو

میرے عزیز دوست! اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک کو اللہ تعالیٰ کا اوتار بنا دیا اور یہ کلمہ کہنا کفر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہیں۔ ہم عیسائیوں کی طرح اور یہودیوں کی مانند اس قدر نہیں کہتے کہ خدائے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا تھا کیونکہ یہ (عقیدہ رکھنا) کفر ہے۔

حوالہ:۔ تفسیر حقانی جلد ۱ ص۹۳ مقدمہ میں۔

کسی شخص نے آپ سے کہا اے محمدؐ! اے ہمارے سردار کے لڑکے! اے ہم سب سے بہتر کے لڑکے! تو آپ نے فرمایا لوگو! اپنی بات کا خود خیال کر دکہیں شیطان تمہیں اِدھر اُدھر نہ کر دے۔ میں محمد بن عبداللہؓ ہوں میں خدا کا بندہ اور اسکا رسول ہوں، قسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بڑھا دو۔

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص۲۶ سورۂ نساء کے تیئیسویں رکوع کی تفسیر میں۔

میرے عزیز دوست! خوب سوچ۔ کہ کہنے والے نے کوئی کھوٹی یا بُری بات تو نہیں کہی تھی، پھر بھی اس شخص کو روک دیا گیا کیونکہ اگلی امتوں کی گمراہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی اور وہ گمراہی رفتہ رفتہ اسی طرح پھیلی تھی جس طرح آج ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمانوں میں پھیل رہی ہے۔

Scanned by CamScanner

میرے عزیز دوست! جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت ہی میں ہوتے ہیں شیطان انکو ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ وہ لوگ اس نبی یا ولی کو خدا کے رتبہ اور مرتبہ کے برابر سمجھنے لگتے ہیں مثلاً علم میں، قدرت میں اور تصرف وغیرہ میں۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو بڑھایا کیونکہ میں تو خدا کا بندہ ہوں بلکہ تم (میری نسبت) یہ کہو کہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۹۵۹ پیدائش انبیاء کا بیان

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہم کو سمجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر ہائے ہماری جہالت اور بے علمی کہ شریعت کو سمجھ ہی نہ سکے بلکہ یوں کہیں تو بھی بجا ہے کہ سمجھنے کی کچھ کوشش ہی نہیں کی۔

شیئاً للہ یا عبد القادر محی الدین فی القلب حاضر جیلانی باللہ الباذر المدد یا عبد القادر۔

بعض لوگ بطور وظیفہ یوں کہا کرتے ہیں "یا عبد القادر شیئاً للہ" اس میں راجح عدم تکفیر ہے (یعنی کفر تو نہیں) لیکن خوف کفر سے خالی نہیں۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ دُرِّ مختار جلد ۲ صفحہ ۵۲۹ مرتد کا بیان۔

میرے عزیز دوست! یہ فتویٰ تو صرف شیئاً للہ یا عبد القادر کہنے والوں کے لئے ہے اور المدد یا عبد القادر کہنا اور یقیناً مدد کرنے والا سمجھنا تو مسلکِ حنفیہ میں قطعاً کفر ہے سنیئے دوسرا فتویٰ۔

"جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی"

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱ عقائد کا بیان۔

مبارک ہو کہ پیدا شاہ والا ہونیوالا ہے — کہ جس کے نور سے گھر گھر اجالا ہونے والا ہے

اس شعر میں یہ کہا جا رہا ہے کہ دنیا میں اندھیرا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے تو گھر گھر میں اجالا ہو جائے گا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا ہوئے قریبًا چودہ سو سال ہونے کو آئے ہیں اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک دین حق کا نور پھیل گیا اور گھر گھر میں اللہ کی توحید کا نور دنیا والوں کو پہنچا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف بھی لے گئے اور یہ میلاد والے کہتے ہیں کہ اب اجالا ہونے والا ہے ابھی تک نہیں ہوا کیونکہ ان کے گھر میں اور ان کے دل میں بدعتوں کا اندھیرا موجود ہے اس وجہ سے دنیا میں پھیلا ہوا دین وشریعت کا اجالا ان کو نظر نہیں آتا۔

میرے محسن صاحبان اگر آپکو اجالا دیکھنا ہو تو ضد سے جہالت سے رسم ورواج سے کفر شرک سے بدعت اور نفسانیت سے توبہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ یقینًا آپکے دل کی گمراہی کا اندھیرا دور ہو جائیگا اور آپکو دین حق کا اجالا ہی اجالا نظر آنے لگے گا سمجھے میرے بھولے بھیا!

عرب میں چاند نکلے گا جہاں میں روشنی ہوگی — بتوں کے ملک میں اللہ والا ہونے والا ہے

توبہ میرے اللہ توبہ! اس قصیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہو رہا ہے یعنی ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئے اور اسلام نہیں پھیلا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب پیدا ہونے والے ہیں۔ اللہ کی پناہ ان تمام باتوں کو مدِّ نظر رکھ کر ہمارے علماء حنفیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ۔

"اکثر جاہل میلاد خواں ایسے اشعار پڑھتے ہیں کہ ان اشعار کے (پڑھنے سے) کفر ہونے میں کسی کو خلاف نہیں ہے اور حرام سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۴ کراہت کا بیان۔

میرے عزیز دوست! صحیح اور سچے مذہب کو مان لینا چاہیئے۔ تاویلیں کر کے اپنے مطلب کا راستہ ڈھونڈھنا نہ چاہیئے کیونکہ جتنی امتیں گمراہ ہوتی ہیں وہ صرف دو باتوں سے ہوتی ہیں: ایک تو خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو حاجت روا سمجھنا اور دوسرے یہ کہ صحیح مذہب میں تاویلیں کر کے اپنا مطلب نکالنا۔

Scanned by CamScanner

والدین کے حقوق

قرآن کریم کے پندرہویں ۱۵ پارہ میں سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے ۳ رکوع میں آیت نمبر ۲۳، ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ "اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا و پرورش کی۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے (جو قرآن پڑھتا ہے) فرشتوں نے کہا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ (یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حارثہ رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ کیونکر ملا) آپ نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا یہی ثواب ہے (ماں باپ سے) نیکی کرنے کا یہی ثواب ہے (ماں باپ سے) نیکی کرنے کا اور حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ماں باپ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ حدیث نمبر ۴۶۸۰ اقارب سے سلوک کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۳

حدیث:۔ حضرت بہز ابن حکیمؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں کس کے ساتھ بھلائی کروں؟ آپؐ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ" میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا "ماں کے ساتھ" میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا "ماں کے ساتھ" میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا "باپ کے ساتھ۔ پھر قریب تر عزیز کے ساتھ اور پھر اس سے قریب تر قرابتدار کے ساتھ۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ حدیث ۴۶۸۳ اقارب سے سلوک کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۴

حدیث:۔ حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے اور آپؐ سے مشورہ لینے آیا ہوں آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تیری ماں (زندہ) ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں آپؐ نے فرمایا "ماں کی خدمت کو اختیار کر اس لئے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ حدیث ۴۶۹۲ اقارب سے سلوک کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۸

حدیث:۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میری ماں میرے پاس آئی (یعنی مکہ سے مدینہ میں) اور وہ مشرک تھی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ قریش سے حدیبیہ کی صلح ہو چکی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں اس سے سلوک کرو۔"

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ حدیث ۴۶۶۷ اقارب سے سلوک کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۱۹

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پروردگار کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی

Scanned by CamScanner

باپ کی ناخوشی میں ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ حدیث ۴۶۸۱ اقارب سے سلوک کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۳

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو (یعنی ماں باپ کے حقوق کو ادا کرتا ہو) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنّت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی زندہ ہو تو جنّت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کا نافرمان ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں اس پر آپ نے فرمایا اگرچہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ اس پر ظلم کریں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۳ حدیث ۴۶۹۷ اقارب سے سلوک کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۸

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھے اللہ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۳ حدیث ۴۶۹۸ اقارب سے سلوک کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۹

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے آپ نے

Scanned by CamScanner

فرمایا ہاں کوئی شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰۸ حدیث نمبر ۴۶۷ اقارب سے سلوک کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۲۰

حدیث شریف میں ہے "تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی، تم غیر عورتوں سے پاک دامن رہو تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی۔

حوالہ:۔ طبرانی و حاکم۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۃ احقاف کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۵، ۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال قوت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور میری اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کر۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بداعمال سے درگذر کر لیتے ہیں جنتی لوگوں میں ہیں مطابق اس سچے وعدے کے جو ان سے کیا جاتا ہے۔

اللہ کے بعد انسانوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے اولاد کو والدین کا مطیع خدمت گذار اور ادب شناس ہونا چاہیئے۔ معاشرے کا اجتماعی اخلاق ایسا ہونا چاہیئے جو اولاد کو والدین سے بے نیاز بنانے والا نہ ہو بلکہ انکے احترام کا پابند بنائے اور بڑھاپے میں اسی طرح انکی خدمت کرنا سکھائے جس طرح بچپن میں وہ اس کی پرورش کر چکے ہیں۔

Scanned by CamScanner

مکروہ سے مُراد مکروہِ تحریمی ہے

****

میرے عزیز دوست! آپ کو جان لینا چاہیئے کہ جہاں پر مکروہ تحریمی لکھا ہو وہ تو تحریمی ہی سمجھا جائے گا اور جہاں پر مکروہ تنزیہی لکھا ہو وہ تنزیہی سمجھا جائے گا اور جہاں پر صرف مکروہ لکھا ہو اور اس کے ساتھ تنزیہی یا تحریمی کچھ بھی نہ لکھا ہو تو اس مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی سمجھا جائے گا بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔

"مکروہ سے مراد مکروہِ تحریمی ہے"۔

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صـ ۱۸۲ اذان کا بیان۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہر مکروہ حرام ہے"۔

حوالہ:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صـ ۲۳۹ کراہت کا بیان۔

امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جہاں آپ نے کہا کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں تو اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا تحریمی یعنی حرام جانتا ہوں۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صـ ۲۱۴ کراہت کا بیان۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے یعنی جس کو مکروہ تحریمی کہا ہے وہ درحقیقت حرام ہے یعنی حرام کا ترک لازم ہے اسی طرح مکروہ کا ترک بھی لازم ہے۔

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صـ ۲۱۴ کراہت کا بیان۔

Scanned by CamScanner

اِستنجاء

حدیث ۱: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب پاخانہ کو بیٹھو تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرو اور اس کی طرف پیٹھ بھی نہ کرو۔ (مختصر)

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۲ صفحہ ۱۰۱ حدیث ۳۹۴ نماز کا بیان۔

(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ حدیث ۲۲۲ باب ۹۹ طہارت کا بیان۔

(۳) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲ " " " "

(۴) ابوداؤد شریف جلد ۱ پارہ ۱ صفحہ ۴۳ حدیث ۹ باب ۴

(۵) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ حدیث ۳۰۶ پاخانہ کے آداب کا بیان۔

(۶) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ " " "

حدیث ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ رُخ پیشاب کرنے بیٹھ گیا پھر یاد کر کے قبلہ کی تعظیم کے واسطے دوسری طرف پھر گیا تو وہ اس بیٹھک سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حوالہ: غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ کتاب الطہارت۔

"مکروہ تحریمی ہے قبلہ کا سامنا کرنا اور اس کو پیٹھ دینا پیشاب کرنے یا پاخانہ کرنے کے وقت۔"

حوالہ: غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ کتاب الطہارت۔

میرے عزیز دوست! آج ہماری جہالت کو دیکھئے کہ مسجدوں کے پاس بعض جگہ پر ایسے پیشاب خانے بنے ہوئے ہیں کہ مجبوراً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنی پڑتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کو سدھار لیں۔

"مکروہ تحریمی ہے پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور حرمت والی چیز سے

Scanned by CamScanner

استنجا کرنا"۔
حوالہ :- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۵۹ کتاب الطہارت۔

میرے عزیز دوست ! اب ہماری جہالت کو دیکھئے کہ ہمارے پیشاب خانوں میں پکی اینٹ اور پکی ٹھیکری کے سوا اکثر جگہ پر تو اور کچھ رکھتے ہی نہیں میرے بھیا کوئی ایک دو باتیں ہوتیں تو انسان کو سمجھانے میں سہل رہتیں یہاں تو تقریباً سب کام الٹے ہی ہو رہے ہیں۔

جن عورتوں کے معصوم بچے ہوتے ہیں ان عورتوں کو بھی چاہیئے کہ ان بچوں کو پیشاب پائخانہ کراتے وقت ان کا منہ یا پیٹھ قبلے کی طرف نہ رکھیں اگر اس بچے کی پیٹھ یا منہ قبلے کی طرف رکھے گی تو گنہگار ماں ہوگی بچہ نہیں ہوگا اور جب بچہ سمجھدار ہو جائے اور تنہا پیشاب یا پائخانہ کے لئے جانے لگے تو اس وقت بھی ماں اس کو سمجھا دیا کرے کہ بیٹا جب پیشاب پائخانہ کے لئے بیٹھا کرو تو قبلے کی طرف نہ تو آپ کا منہ ہونا چاہئے اور نہ پیٹھ ہونا چاہیئے اس سمجھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ زندگی بھر وہ قبلے کا احترام کرے گا اور اس کا ثواب اس کی ماں کو ملتا رہے گا۔

عورت کو مکروہ ہے کہ بچے کو پائخانہ پھرانے یا پیشاب کرانے کو قبلہ کی رخ لیکر بٹھائے۔
حوالہ :- (۱) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ طہارت کا بیان۔
(۲) فتویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۶۷ " " "

بعض جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ بیت الخلاء میں جاتے وقت بیڑی یا سگریٹ جلا کر پیتے پیتے اندر جاتے ہیں اور اندر بیٹھے آرام سے پیتے رہتے ہیں اور کچھ لوگ پان کے عادی ہوتے ہیں وہ بیٹھے بیٹھے پان چباتے رہتے ہیں اور کچھ لوگ تمباکو کے عادی ہوتے ہیں وہ تمباکو کو بیت الخلاء میں بیٹھے بیٹھے چوستے رہتے ہیں جیسے کہ بچے چاکلیٹ چوستے ہیں یہ سب منع ہے ایسی بری عادتیں انسان کو چھوڑ دینی چاہئیں بیت الخلاء میں اور پیشاب خانے میں کھانا پینا بھی منع ہے اور اس جگہ پر تھوکنا بھی منع ہے کیونکہ مومن کی تھوک پاک ہے اور وہ جگہ ناپاک ہے۔

Scanned by CamScanner

ایک بات یہ بھی دیکھی گئی ہے کہ جب بیت الخلاء میں جاتے ہیں تو بعض صاحبان اپنی ٹوپی یا پگڑی اتار کر جاتے ہیں یعنی کھلے سر جاتے ہیں۔

سر ڈھانک کر پائخانہ میں جاوے۔

حوالہ:۔ (۱) فتویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۶۶ طہارت کا بیان

(۲) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ 〃 〃 〃

یہی صاحبان جو بیت الخلاء میں کھلے سر جاتے ہیں وہ جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھیں گے اس وقت ٹوپی ضرور پہن لیں گے اگر کوئی لڑکا کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گیا اور اس کے سر پر ٹوپی نہیں ہے تو اس کو تاکید کریں گے کہ بیٹا ٹوپی پہن کر کھانا کھاؤ۔

"سر کھلے کھانا کھانا مکروہ نہیں ہے"۔

حوالہ (۱) عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۷۵ کراہت کا بیان۔

(۲) فتویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۲۹۸ 〃 〃 〃

(۳) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۴ صفحہ ۱۹۵ باب الحظر۔

کتنا الٹا ہو رہا ہے جہاں کھلے سر جانے کا حکم نہیں ہے وہاں بذات خود جاتے ہیں اور جہاں کھلے سر کھانا کھانے کی اجازت ہے وہاں روکتے ہیں۔

بیت الخلاء میں یا پیشاب خانے میں یا حمام میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پیر ڈالے اور نکلتے وقت پہلے سیدھا پیر نکالے اور مسجد میں اس کے برعکس کرے یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا پیر ڈالے اور نکلتے وقت مسجد سے پہلے الٹا پیر نکالے بعد میں سیدھا پیر نکالے۔

پائخانہ میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں آگے بڑھاوے اور نکلے تو داہنا پاؤں پہلے بڑھاوے۔

حوالہ:۔ (۱) فتویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۶۹ کتاب الطہارت۔

(۲) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ 〃 〃

Scanned by CamScanner

لہسن پیاز اور تمباکو

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے بارے میں کیا سُنا ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۴ صفحہ ۱۹۹ حدیث ۸۱۵ نماز کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ پیاز کے ایک کھیت کے پاس سے گذرے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں ٹھہر کر اس میں سے کچھ کھالیا اور بعض نے نہیں کھایا پھر ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پیاز نہیں کھائی تھی اپنے پاس بلالیا اور جن لوگوں نے پیاز کھائی تھی ان کو اس وقت تک دور رکھا جب تک کہ اس کی بو نہ جاتی رہی۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ حدیث ۵۲۵ باب ۲۰۱ مساجد کا بیان۔

"حقہ پینا یا تمباکو کھانا مکروہ تنزیہی ہے اگر بو آوے ورنہ کچھ حرج نہیں"

حوالہ:۔ فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۴۰۵ کتاب الحظر والاباحت (مطبوعہ پاکستان)

میرے عزیز دوست! اتنا تو آپ سمجھ گئے ہیں کہ اس تمباکو میں پیاز اور لہسن سے تو کئی حصہ زیادہ اور بری بدبو آتی ہے۔ آپ اپنے آپ کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں اور اتنی سی بات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے نہیں چھوٹتی،

بڑے افسوس کی بات ہے۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھائے یعنی لہسن اور پیاز میں سے تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتے بھی ایذا پاتے ہیں اس چیز سے جس سے اذیت پاتے ہیں انسان۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص۱۰۱ حدیث ۶۵۲ نماز کے مقامات کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ ص۴۲۹

ہمیں تو تجربہ ہو چکا ہے کہ جن جن صاحبوں نے اپنی زندگی میں نہ حقّہ پیا ہے نہ بیڑی پی ہے اور نہ تمباکو کھائی ہے ان کو بھی تجربہ ہوا ہوگا۔ جماعت سے نماز پڑھنے میں کبھی اتفاقیہ کوئی ایسا شخص برابر میں کھڑا ہو جاتا ہے جو حقّہ، بیڑی پینے کا زیادہ عادی ہوتا ہے تو اس کے مُنھ اور بدن سے اتنی بُری بدبو آتی ہے کہ نماز ختم ہونے تک اس کے پڑوس میں کھڑا رہنا وبالِ جان ہو جاتا ہے۔

یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ رمضان کے مہینے میں بیڑی یا حقّہ پینے والے بعض حضرات اسی سے روزہ کھولتے ہیں اور ایسا دم لگاتے ہیں کہ جماعت سے نماز پڑھنے پر قادر نہیں رہتے، کچھ دیر کے بعد ہوش میں آتے ہیں تب نماز پڑھتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے اوپر اعتراض کرتے ہیں کہ حقانی صاحب نے تمباکو کو حرام لکھ دیا ہے وہ بالکل غلط ہے ہم کوئی مفتی نہیں ہیں کہ فتویٰ دیں ہم تو نقل کرنے والے ہیں۔

یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ جن کی عادت حقّہ یا بیڑی پینے کی زیادہ ہوتی ہے اور وہ قریب میں آکر بات کرتے ہیں تو ان کے مُنھ سے ہوا جو بات کرتے وقت نکلتی ہے اس میں اتنی بُری بدبو آتی ہے کہ ان کی بات ختم ہونے تک سننے والے کو صبر کرنا بھاری پڑ جاتا ہے۔

یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ جس شخص کو حقّہ یا بیڑی پینے کی عادت زیادہ ہوتی ہے وہ انسان اگر کسی گلاس یا برتن وغیرہ میں مُنھ لگا کر پانی پی لے تو فوری طور پر کوئی انسان

Scanned by CamScanner

اس برتن سے منھ لگا کر پانی نہیں پی سکتا اور اگر پی لے گا تو اسے یا تو قے ہو جائے گی یا چکر آنے لگیں گے یا کچھ دیر کے لئے گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگے گی۔

"چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے مکروہ تحریمی ہے اور چرٹ میں بسبب مشابہت نصاریٰ کے زیادہ تر کراہت ہے"۔

حوالہ:۔ مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی جلد ۱ صفحہ ۹۳۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی پینے کی چیزیں نشہ لاتی ہیں وہ سب حرام ہیں۔

حوالہ:۔ (۱) صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۹۸ حدیث ۳۹ باب ۱۹۱ اشربہ کا بیان

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۱ 〃 ۱۶۱۲ 〃 〃

(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۹۳ 〃 ۳۴۳۹ شراب کی وعید کا بیان

(۴) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۰ 〃 〃 〃 〃

میرے عزیز دوست! تمباکو میں اگرچہ اس درجہ کا نشہ نہیں ہے جس درجے کے نشہ کی تعریف فقہ میں کی جاتی ہے یعنی ایسی مدہوشی جس میں بات کرنے میں کچھ کا کچھ زبان سے نکلے مگر اتنا تو ضرور ہے کہ تمباکو کا جو عادی ہو جاتا ہے جب تک اس کو کھائے یا پئے گا نہیں دل میں گھبراہٹ محسوس کرتا ہے اور عبادت سے جی اکتا تا ہے۔ مجلس میں زیادہ دیر بیٹھنے سے اس کا دل گھبرائے گا جیسا کہ آجکل اکثر بیڑی، سگریٹ یا حقہ پینے والوں کی عادت ہے۔

حدیث:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائے اور جو دماغ میں فتور پیدا کرے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ حدیث ۳۴۶۱ شراب کی وعید کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ شراب کی وعید کا بیان۔

ایک شرابی جب شراب پینے کا عادی ہو جاتا ہے اور ایک افیونی جب افیون کھانے کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کو تھوڑی سی شراب اور تھوڑا سا افیون اثر نہیں کرتا لیکن جس نے زندگی میں کبھی شراب نہ پی ہو اور نہ افیون کھایا ہو اس کو شراب یا ذراسی افیون کھلا پلا کر دیکھو کہ اس کی حالت کیا ہوتی ہے۔ اسی طرح تمباکو کھانے پینے والوں کو نشہ اور تکلیف معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ یہ لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں مگر جس نے زندگی میں کبھی تمباکو نہ کھایا اور نہ پیا ہو اس کو ذراسی کھلا پلا کر دیکھو کہ اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جو انسان جس جگہ کی تمباکو یا بیڑی کا عادی ہو جاتا ہو اس کو اگر دوسری جگہ سے تمباکو یا بیڑی لا کر دیجاتی ہے تو اس کی بھی حالت بگڑ جاتی ہو تو پھر جس نے زندگی میں کبھی چھوا بھی نہ ہو اس کے لئے تو پوچھنا ہی کیا۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۱ حدیث ۱۷۹۳ اشربہ کا بیان۔

میرے عزیز دوست! جتنی پرہیزگاری کروگے اتنی ہی دل میں نورانیت بڑھتی جائے گی۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو چیز زیادہ تعداد میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی تعداد میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۳ حدیث ۳۳۵۶ شراب کی وعید کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۲

عُلَماء نے لکھا ہے کہ "جس کی کثیر مقدار نشہ لائے اس کی قلیل مقدار حرام ہے۔" یہ ایسی چیزوں کے لئے ہے جو پتلی اور بہنے والی ہوں جیسے شراب، تاڑی وغیرہ۔

چنانچہ فتویٰ کی مشہور کتاب شامی میں ہے، جو کثیر مقدار میں نشہ لاوے

Scanned by CamScanner

اس کی قلیل مقدار حرام ہے۔" یہ مائع کے ساتھ خاص ہے یعنی جو پتلی بہنے والی پانی کے مثل ہو۔ اشیاء جامدہ جو عقل اور بدن کے لئے مضر ہو اس میں قدر مضر کا کھانا حرام ہے۔

حوالہ:- شامی جلد ۵ ص ۳۲۳ کتاب الاشربہ (مطبوعہ مصر)۔

"نجم الدین زاہدی نے کہا ہے کہ حرٹ کا ایک بار یا دو بار استعمال کرنا گناہ کبیرہ تو نہیں ہے مگر ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے مثل صغیرہ گناہ کے کہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔"

حوالہ:- درمختار برحاشیہ شامی ص ۳۰۵ جلد ۵ اشربہ کا بیان۔

"تمباکو کا ہمیشہ استعمال کرنا کبیرگناہ ہے جیسے صغیرہ گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔"

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ ص ۲۶۹ اشربہ کا بیان۔

"استعمال تمباکو کا حرام ہے۔"

حوالہ:- مظاہر حق جلد ۳ ص ۳۲۹ خمر کا بیان۔

تمباکو کے استعمال کے بارے میں ہم نے علماء کے اقوال کو معتبر کتابوں کے حوالوں سے نقل کر دیا ہے کوئی اس کو مباح قرار دیتا ہے اور بدبو پیدا کرنے کی صورت میں مکروہ تنزیہی بتاتا ہے اور کسی نے اس کو مکروہ تحریمی کہا ہے، کوئی حرام لکھتا ہے اور کسی نے ہمیشہ استعمال کرتے رہنے کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔

یہ عبارت تو تھی کتب حنفیہ کی جو آپ نے اوپر پڑھی اس کے علاوہ دنیا کے تمام سائنسداں اور بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان تمباکو کے استعمال کو مضر بتا رہے ہیں اور ہر حکومت اپنے اپنے ملکوں میں سگریٹوں کے پیکٹوں پر لکھوا رہے ہیں کہ تمباکو کا استعمال آپ نہ کریں کیونکہ صحت کے لئے مضر ہے اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی ہر سگریٹوں کے پیکٹوں پر یہ لکھا ہوا ہے

STATUTORY WARNING

CIGARETTE SMOKING IS INJURIOUS TO HEALTH

ضروری اطلاع

انگریزی کا ترجمہ - سگریٹ پینا صحت کے لئے مضر ہے۔

تمباکو استعمال کرنے سے جسم کو نقصان پہنچے گا۔ حالانکہ شریعت نے اس کو پہلے ہی سے منع کر رکھا ہے سائنس والوں کی سمجھ میں تو اب آیا ہے۔ یہ تمباکو جسم کے لئے تو مضر ہے ہی اس کے علاوہ اس کو استعمال کرنے سے فضول خرچی بھی ہے تو فضول کو بھی شریعت منع کرتی ہے پھر یہ بعض مولوی صاحبان اس تمباکو کو مباح مستحب ثابت کرنے کے فکر میں ہیں۔ یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے عزیز دوست! میں نہ تو عالم ہوں اور نہ مفتی میرا منصب ان مختلف فتووں کے بارے میں فیصلہ کرنا بھی نہیں ہے یہ کام بڑے بڑے علماء دین کا ہے۔ میرا کام تو علماء کے فتووں کا صرف نقل کر دینا ہے۔ میں اپنی طرف سے کوئی فتوے دینے کا اہل نہیں ہوں اور نہ میں نے فتویٰ دیا ہے۔ پھر مجھ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ حقانی صاحب نے تمباکو کے بارے میں یہ لکھا وہ لکھا۔ بھائی لکھا تو ضرور ہے مگر وہ نقل ہی تو ہے اگر نقل میں میں نے غلطی کی ہو تو آپ کو اعتراض کا پورا حق ہے اور اگر نقل صحیح ہے تو اعتراض مجھ پر کیوں ہے۔ جن کتابوں سے میں نے نقل کیا ہے ان کتابوں کے لکھنے والوں پر اعتراض کرو۔

میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ جب تمباکو کے استعمال کو کچھ علماء کرام منع کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض صورتوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے تو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ عادی بن جانے کے بعد منھ میں بدبو کا اپنے آپ کو احساس تو نہیں ہوتا مگر دوسروں کو اس بدبو سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس صورت حال میں اس کو تمام علماء مکروہ قرار دیتے ہیں پھر کیا اس سے ہم کو بچنا نہیں چاہیئے؟۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جن گناہوں کو تم حقیر اور کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے بھی پرہیز کرو۔"

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صـ ۳۲۳ حدیث ۴۲۳۱ پرہیزگاری کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ تم لوگ ایسے کام کر گذرتے ہو کہ وہ تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں ان ہی اعمال کو ہم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سخت ہلاک کرنے والا (گناہ) سمجھا کرتے تھے۔

حوالہ: (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ ص ۴۲۳ حدیث ۱۴۰۸ کتاب الرقاق۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۹۲ حدیث ۵۰۹۲ رونے اور ڈرنے کا بیان۔

(۳) مظاہر حق " ۴ ص ۴۷۷

میرے عزیز دوست! کسی گناہ کو ہلکا اور چھوٹا سمجھ کر کرتے رہنا بہت بڑی نادانی ہے۔

"کسی گناہ کو معمولی سمجھنا کفر ہے۔"

حوالہ: عین الہدایہ جلد ۱ ص ۴۲۳ عقائد کا بیان۔

گناہ کوئی بھی ہو معمولی نہیں ہوتا۔ کیا آگ کی معمولی چنگاری کو کوئی ہوشمند اپنے چھپر میں ڈالنے کی اجازت دے گا؟ ہرگز نہیں تو دین کی باتوں میں وہ احتیاط کیوں نہیں برتی جاتی۔ دیکھئے نماز میں کھجلانا صرف مکروہ ہے۔ کوئی انسان اگر ایک ہی رکن میں تین بار کھجلائے تو ہمارے علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کی نماز ہی ٹوٹ گئی۔ پھر سے دوبارہ نماز شروع کرے۔

"اگر ایک رکن میں تین مرتبہ کھجلایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جبکہ ہاتھ اٹھائے لیکن اگر ہاتھ نہیں اٹھایا تو فاسد نہیں ہوگی اور اگر ایک ہی مرتبہ کھجلایا تو صرف مکروہ ہے۔"

حوالہ: فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱۳۳ نماز کا بیان۔

حالانکہ نماز میں کھجلانا صرف مکروہ تھا مگر ایک رکن میں تین مرتبہ کرنے سے نماز ہی فاسد ہو گئی۔ اب آپ سوچیں کہ تمباکو جیسی مکروہات کا عادی بنے رہنا اور اس کو متواتر استعمال کرتے رہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

میرے عزیز دوستو! تمباکو تو کیا بلکہ ہر مکروہ کو چھوڑ دو۔ آپ تو ناٹک اور سنیما تک کے عادی بنے ہوئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا خیال کرتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا شخص یہ خوف کرتا ہو کہ کہیں پہاڑ (یا اس کا کوئی حصہ) اس پر نہ گر پڑے (یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے سے بہت ڈرتا ہے) اور فاجر (یعنی بدکار) گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ جیسے ناک پر ایک مکھی بیٹھی ہو، ہاتھ ہلایا اور وہ اڑ گئی۔ (مختصر)

حوالہ:۔ (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳، پارہ ۲۶، صفحہ ۲۸۶، حدیث ۱۲۳۱، دعا کا بیان

(۲) ترمذی شریف جلد ۲، صفحہ ۴۳، حدیث ۳۶۱، قیامت کا بیان۔

قرآن شریف کے انیسویں پارہ میں سورۂ شعراء کے پانچویں رکوع میں آیت نمبر ۹۰، ۹۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ پرہیزگاروں کے لئے جنّت بالکل نزدیک کردی جائے گی اور گمراہ لوگوں کے لئے جہنّم ظاہر کردی جائے گی۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنّت مکروہات میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات میں۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۲۵، حدیث ۱۰۶۶، باب ۲۹۶، جنّت کی نعمتوں کا بیان۔

میرے عزیز دوست! جنّت مکروہات میں گھری ہوئی ہے یعنی چھوٹے چھوٹے مکروہات تک کو چھوڑنے سے جنّت کی خاص خاص نعمتیں ملنے والی ہیں اور دوزخ خواہشاتِ نفسانی میں یعنی دل کی تمنّاؤں کو شریعت کے خلاف پوری کرتے رہنا دوزخ میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے جس کو نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال آیا ہو۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۲۵، حدیث ۱۰۶۷، باب ۲۹۶، جنّت کی نعمتوں کا بیان

Scanned by CamScanner

قرآن مجید کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورۂ سجدہ کے دوسرے ۲ رکوع میں آیت نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے لئے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنیوالی نعمتیں اس کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہیں۔

میرے عزیز دوست! یہ ساری نعمتیں گناہوں سے بچنے والوں کے لئے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کیلئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتے۔

حدیث: ۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو اس میں سے آپکو جس قدر خواہش ہوتی آپ کھا لیتے اور باقی میرے پاس بھیج دیتے ایک روز آپؐ نے میرے پاس ایک پیالہ بھیجا جس میں سے کھایا نہ تھا اس لئے کہ اس میں لہسن تھا میں نے آپؐ سے دریافت کیا۔ کیا لہسن حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میں اس کی بو کو پسند نہیں کرتا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس چیز کو آپؐ پسند نہیں کرتے میں بھی پسند نہیں کرتا۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳ حدیث ۳۹۸۹ کھانوں کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۴۹۵
" " "

حدیث: ۔ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ۲ درختوں یعنی لہسن اور پیاز سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص ان کو کھائے وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے اور فرمایا کہ اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو ان کو پکا کر (یعنی ان کی بو مار کر) کھایا کرو۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۲ حدیث ۶۷۸ نماز کے مقامات کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۴۳۴

پکائی ہوئی پیاز اور پکایا ہوا لہسن کھانا مکروہ نہیں ہے کیونکہ پکانے کے بعد اس میں سے بدبو نکل جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

نجوم

حدیث :- حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جائے اور اس سے دریافت کرے اس کی چالیس دن رات کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔

حوالہ :- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ حدیث ۴۳۹۵ فال گوئی کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۱

حدیث :- حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، رنڈیوں کی مزدوری اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

حوالہ :- (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۲ صفحہ ۹۰ حدیث ۳۱۵ طلاق کا بیان
(۲) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹۱ حدیث ۱۹۷۰ طب کا بیان۔
(۳) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ حدیث ۲۶۲۵ کتاب البیوع۔
(۴) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۸

حدیث :- حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور رنڈی اور زانیہ کی خرچی اور کاہن اور نجومی کی اجرت لینے دینے سے منع فرمایا ہے۔

حوالہ :- ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ حدیث ۱۱۲۶ ابواب البیوع۔

میرے عزیز دوست! یہ حدیثیں اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ اکثر جاہل عورتیں ذرا ذرا سی تکلیف یا بیماری یا شادی وغیرہ کے وقت ان مولویوں کے پاس جاتی ہیں کہ فلاں فلاں بارے میں ہمیں ذرا کتاب میں دیکھ کر بتائیے؟ وہ مولوی صاحب کتاب کو نکال کر سامنے رکھ دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس کتاب پر سوا پانچ آنے رکھو

یا سوا روپیہ رکھو یا سوا پانچ روپیہ رکھو۔ جیسا انسان ہو ویسا ہی بھاؤ کرتے ہیں پھر اس کتاب پر انگلی رکھواتے ہیں یا اور کوئی ترکیب کر کے عقلی جھوٹی باتیں اِدھر اُدھر کی بتادیتے ہیں اور اکثر جاہل مسلمان ان باتوں کو سچ مان لیتے ہیں اور ان پیٹ بھرو مولویوں کا ان ہی کاموں پر پیٹ گزاری کا دار و مدار ہوتا ہے۔ ذرا فقہائے کرام کا فتویٰ بھی سنتے جائیے میرے بھائی جان!

"حرام ہے وہ مال جس کو غیبی خبریں بتانے پر لیتے ہیں"۔

حوالہ:۔ غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِّ مختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ باب الحظر۔

تصویر

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "خدا کے ہاں سخت سے سخت عذاب تصاویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۶۳ حدیث ۴۲۷۲ تصاویر کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۰۲

حدیث:۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۶۳ حدیث ۴۲۶۳ تصاویر کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۰۰

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم

Scanned by CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تکیہ بھر دیا جس میں تصویریں تھیں اور وہ چھوٹا سا تھا پس آپؐ دونوں دروازوں کے درمیان میں کھڑے ہوگئے اور آپؐ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپؐ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے کہا یہ تکیہ میں نے آپؐ کے لئے بنایا ہے تاکہ آپؐ اس پر لیٹیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتیں کہ فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو اور جو شخص تصویر بناتا ہے قیامت کے دن اس پر عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ (ان لوگوں سے) فرمائے گا کہ جو صورتیں تم نے بنائی ہیں ان کو زندہ کرو۔

حوالہ:- (۱) صحیح بخاری شریف جلد نمبر۲ پارہ نمبر۱۳ صفحہ ۱۳۶ حدیث نمبر ۴۵۵ پیدائش کا بیان
(۲) مشکوٰۃ شریف جلد نمبر۲ صفحہ ۶۹۳ حدیث نمبر ۴۲۹۰ تصاویر کا بیان۔
(۳) مظاہر حق جلد نمبر۳ صفحہ ۵۱۴

حدیث:- حضرت رافع بن اسحٰق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم (دونوں) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کو گئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جس گھر میں مورتیاں یا تصویریں ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر۲ صفحہ ۱۳۶ حدیث نمبر ۶۹۳ باب الادب۔

میرے عزیز دوست ان حدیثوں کو بیان کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ آج کل اکثر مسلمان بھائی اپنے اپنے گھروں کو تصویروں سے سجاتے ہیں کوئی دُلدُل کی تصویر رکھتا ہے کوئی براق کی کوئی فلموں میں کام کرنیوالے نٹ نٹنیوں کی اور کوئی اپنی اور اپنے گھر والوں کی تصویروں کو مکان کی سجاوٹ کیلئے دیواروں پر لگا رکھتا ہے اب یہاں پر سوچنے کا مقام تو یہ ہے کہ جب کوئی ہمارے گھر میں مرتا ہے تو اسکی روح کو لینے کیلئے رحمت کے فرشتے یا عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ اب اگر حدیث کے مطابق جہاں تصویریں ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے تو اس گھر میں مرنے والے کی روح کو عذاب کے فرشتے لینے کو آئیں گے۔ کس قدر جہالت ہے۔ دنیا کی رونق، زینت اور محبت کا اندھا پن انسان کو جہنم تک لے جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

خاندانی

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ تم میں سے جو لوگ مجرّد (غیر شادی شدہ) ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو، اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو عام طور پر یہ فکر ہونی چاہیئے کہ ان کے معاشرے میں لوگ بن بیاہے نہ بیٹھے رہیں، خاندان والے، دوست، ہمسائے سب اس معاملے میں دلچسپی لیں اور جس کا کوئی نہ ہو اس کو حکومت اس کام میں مدد دے۔

قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ میں سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کے لئے خاندانی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ پرہیزگاری ہے۔ ایک انسان اپنے آپ کو سیّد یا شیخ کہتا ہو اور خدا اور اس کے

Scanned by CamScanner

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ٹھکراتا ہو تو اس سے وہ حبشی اچھا ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل و جان سے عمل کرتا ہے۔

ہم میں ایک جہالت یہ بھی ہے کہ ایک خاندان کی لڑکی دوسرے خاندان میں نہیں دی جاتی یا ایک خاندان دوسرے خاندان کی لڑکی کو نہیں لیتا۔ یہ سب جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تقویٰ اور پرہیزگاری پسند ہے خاندانی پسند نہیں ہے۔

میرے عزیز دوست! ہندوستان کے بعض مسلمان بھائیوں میں ایک یہ بھی جہالت کی رسم ہے کہ بیاہی ہوئی لڑکی یا بہن بیوہ ہو جائے تو پھر دوسری دفعہ اس کا نکاح کسی اور سے کر دینا اپنی خاندانی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں اور بعض مرد بھی ایسے ہیں جو بیوہ عورت سے نکاح کرنا برا سمجھتے ہیں۔ اب سنئے خاندان کون ہے؟۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل گیارہ بیویاں ہوئیں جن میں سے صرف ایک ہی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری تھیں اور حضرت زینب بنت جحش کو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اور ان کے علاوہ جو (نو) بیویاں ہیں وہ سب کی سب بیوائیں تھیں۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فاروق اعظم کہلاتے ہیں جن کی بہادری کا دنیا میں ڈنکا بج گیا۔ جن کے انصاف کا رہتی دنیا تک چرچا رہے گا جنہوں نے اسلام کا جھنڈا آدھی دنیا پر لہرا دیا تھا ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئیں تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بھی ایک بیوہ عورت تھیں جن کے پیٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئی تھیں۔

اب جو دین کے بانی مبانی تھے وہ تو بیواؤں سے نکاح بھی کر لیں اور جو بیوہ ہو جائے اس کی دوسری جگہ کسی سے شادی بھی کرا دیں اور ہماری جہالت کو دیکھئے

Scanned by CamScanner

کہ ہم اس کو اپنی خاندانی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں۔

میرے عزیز دوست! جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کیا اور ہم کو بھی کرنے کے لئے فرمایا وہ کام ہمارے لئے سنتِ مؤکدہ ہوا۔ اب کسی سنت کو حقیر اور بیکار سمجھ کر ترک کرنا گویا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

"ترک کیا سُنّت کو اور ان کو حق سمجھتا ہے تب تو ترک سے گنہگار ہوگا ورنہ کافر ہو جائے گا یعنی حقارت کی وجہ سے"

حوالہ:- (۱) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّمختار جلد ۱ صفحہ ۳۱۶ نوافل کا باب۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶

(۳) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ نماز کا باب۔

میرے عزیز دوست! جو بعض لوگ خاندانی عزّت کو پال رہے ہیں وہ تو حقیقت میں اپنی آخرت کے لئے بربادی ہے۔ دنیا کا غرور اور ہمارے بڑے بوڑھوں کی رسمیں ہیں کہیں برباد نہ کردیں توبہ کرو اور آج ہی کسی اچھے اور نیک آدمی سے اپنی بیوہ بیٹی یا بیوہ بہن کا نکاح کردو۔ اگر کوئی عورت اپنی اولاد کی حفاظت کے خیال سے دوسرا نکاح کرنے سے انکار کرے تو اسے بیٹھ رہنے کی اجازت ہے مگر آج بعض جگہ پر لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں اپنے باپ یا بھائی یا کنبہ کے دباؤ کے مارے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے وبالِ جان ہیں جو ان کو نکاح سے روک رہے ہیں۔

حدیث:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں مجھ سے اس نے سوال کیا۔ میرے پاس صرف ایک کھجور اس وقت تھی وہی میں نے اس کو دیدی اس نے اس کھجور کو آدھی آدھی دونوں بیٹیوں کو دیدی اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر وہ اٹھی اور باہر چلدی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کیا جائے (یعنی جو بیٹیوں کی وجہ سے مصیبت وعسرت میں مبتلا ہو) اور وہ ان بیٹیوں کے ساتھ

احسان وسلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ کے سامنے پردہ ہوں گی (یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گی)۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۱ حدیث ۴۷۰۳ باب الشفقت والرحمۃ۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۳۰

* * *

حدیث:۔ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کیا میں تم کو بہترین صدقہ سے آگاہ کردوں وہ اپنی اس بیٹی کے ساتھ سلوک کرنا ہے جو تیری طرف واپس کردی گئی ہے (یعنی اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہے یا مر گیا ہے) اور تیرے سوا اس کے لئے کوئی کمانے والا نہیں ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۳۰ حدیث ۴۷۵۵ باب الشفقت والرحمۃ۔
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۳۹

* * *

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دو بیٹیوں کو پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں (یعنی ان کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے شوہر کے گھر پہنچ جائیں) تو وہ شخص اور میں قیامت کے دن اس طرح ایک جگہ ہوں گے جس طرح یہ انگلیاں ہیں (یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) اور دونوں انگلیوں کو آپ نے ملا کر دکھایا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۱ حدیث ۴۷۰۲ مخلوق پر شفقت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۳۰

* * *

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جس شخص کے ایک بیٹی ہو اور اس کو (ایام جاہلیت کی طرح) زندہ دفن نہ کیا ہو نہ اس کو ذلیل وخوار کر کے رکھا ہو اور حقوق دینے میں لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی ہو داخل کرے گا اللہ اس کو بہشت میں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۲۱ حدیث ۴۷۳۳ شفقت ورحمت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۳۸

* * *

Scanned by CamScanner

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے پانچویں ۵ رکوع میں آیت نمبر ۳۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- کسی مسلمان مرد و عورت کو خدا اور اس کے رسولؐ کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا یاد رکھو خدا اور اس کے رسولؐ کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا پیغام لیکر حضرت زینب بنت حجش رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا میں ان سے نکاح نہیں کرونگی۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کہو اور ان سے نکاح کرلو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اچھا پھر کچھ مہلت دیجئے میں کچھ سوچ لوں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وحی نازل ہوئی اور یہ آیت اتری۔ اسے سن کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ اس نکاح سے رضامند ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ بس پھر مجھے کوئی انکار نہیں۔ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کرنے کی میں نے اپنا نفس ان کے نکاح میں دے دیا۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۹ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں وہ قریش خاندان سے تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے جن کو آپؐ نے بیٹے کی حیثیت سے رکھا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی خاندانی شرافت کو نظرانداز کر دیا اور ایک غلام سے نکاح کرلیا۔ اور آج ہم لوگ روپیوں کی تلاش میں ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی تلاش نہیں ہے یہ ہے جہالت۔

بعض جگہ پر جہیز کا رواج ہے۔ بعض جگہ پر لڑکی والے دو چار ہزار روپئے لیتے ہیں تب لڑکی دیتے ہیں۔ بعض جگہ پر لڑکے دو چار ہزار روپئے لیتے ہیں تب لڑکی کو قبول کرتے ہیں۔ یہ رسم کتنی بری اور منحوس ہے کہ بعض بعض جگہ پر کئی کئی لڑکیاں بغیر شادی

کئے بیٹھی ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی رسموں کو ختم کریں۔

ہائے ہندوستان تیری جہالت! اب تو میں بھی تیری جہالتوں کو بیان کرتے کرتے تھک گیا ہوں تو نے تو ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کو برباد کر دیا۔

عورتوں کی شان مبارک

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے چوتھے ۴ رکوع میں آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے خطاب کیا گیا ہے مگر مقصود تمام مسلمان گھروں میں ان اصلاحات کو نافذ کرنا ہے۔ ازواج مطہرات کو مخاطب کرنے کی غرض صرف یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے اس پاکیزہ طرزِ زندگی کی ابتدا ہوگی تو باقی سارے مسلمان گھرانوں کی عورتیں خود اس کی تقلید کریں گی کیونکہ یہی گھران کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آیتِ کریمہ میں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں ہے

لیکن ایسے مواقع پر عورت کا لہجہ اور انداز گفتگو ایسا ہونا چاہیئے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع بھی قائم کی جاسکتی ہے۔ اس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو، اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو، اس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی ہوئی نہ ہو جو سننے والے مرد کے جذبات کو برانگیختہ کرسکے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلائے۔ اس طرز گفتگو کے متعلق اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ یہ کسی ایسی عورت کو زیب نہیں دیتا جس کے دل میں خدا کا خوف اور بدی سے پرہیز کا جذبہ ہو دوسرے الفاظ میں یہ فاجرہ وفاسقہ عورتوں کا طرزِ کلام ہے نہ کہ مومن پرہیزگار عورتوں کا۔

قرآن کریم کے اٹھارہویں پارہ میں سورہ نور کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور پر زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔

اللہ رب العالمین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیوروں کی جھنکار غیر مردوں کو نہ سنائیں اور اگر ضرورتاً اجنبیوں سے بولنا پڑ جائے تو پوری احتیاط کے ساتھ بات کریں۔ اسی بنا پر عورت کے لئے اذان دینا منع ہے۔ نیز اگر نماز باجماعت میں کوئی عورت موجود ہو اور امام کوئی غلطی کرے تو مرد کی طرح سبحان اللہ کہنے کی اسے اجازت نہیں ہے بلکہ اس کو صرف ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرنی چاہیئے تاکہ امام خبردار ہو جائے۔

✓ اب یہ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جو دین عورت کو غیر مرد سے بات کرتے ہوئے بھی لوچدار اندازِ گفتگو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اسے مردوں کے سامنے بلاضرورت آواز نکالنے سے بھی روکتا ہے کیا وہ کبھی اس کو پسند کرسکتا ہے کہ عورت اسٹیج پر آکر گائے، ناچے، تھرکے، بھاؤ بتائے اور ناز ونخرے دکھائے؟ کیا وہ اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ ریڈیو پر عورت عاشقانہ گیت گائے اور سریلے

نغموں کے ساتھ فحش مضامین سُنا سُنا کر لوگوں کے جذبات میں آگ لگائے ؟ کیا وہ اسے جائز رکھ سکتا ہے کہ عورتیں ڈراموں میں کبھی کسی کی بیوی اور کبھی کسی معشوقہ اور کبھی کسی کی بہن اور کبھی اس کی ماں کا پارٹ ادا کریں ؟ یا ہوائی میزبان بنائی جائیں اور انھیں خاص طور پر مسافروں کا دل بہلانے کی تربیت دی جائے ؟ یا کلبوں اور اجتماعی تقریبات اور مخلوط مجالس میں بن ٹھن کر آئیں اور مردوں سے خوب گھل مل کر بات چیت اور ہنسی مذاق کریں ؟ یہ کلچر آخر ان کو کہاں سے ملا ہے ؟ خدا کا نازل کردہ قرآن تو سب کے سامنے ہے۔ اس میں کہیں اس کلچر کی گنجائش نظر آتی ہو تو اس مقام کی نشاندہی کی جائے۔

حدیث:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کے لئے رحمت و برکت کا سبب بنا کر بھیجا ہے۔ اور باجوں، مزامیر، بتوں، صلیب اور جاہلیت کی تمام بری رسموں اور طریقوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے بزرگ برتر خدا نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا میں اس کو دوزخیوں کے بدن سے نکلی ہوئی اتنی ہی پیپ پلاؤں گا۔ اور جو شخص میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو پاک حوض میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ حدیث ۳۴۶۵ شراب کی وعید
(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۴

وہ مسلمان بھی سوچیں جو شادی بیاہ میں شراب نوشی کرتے ہیں اور ہزاروں روپئے دے کر گانے والیوں کو بلواتے ہیں۔ خود بھی حرام کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روپئے دے کر حرام کام کرواتے ہیں۔

کہیں تو ایک گانے والی بلائی جاتی ہے اور کہیں تو دو گانے والی بلائی جاتی ہے اور کہیں تو زیادہ بلائی جاتی ہیں اور رات بھر گانا ہوتا رہتا ہے لوگ گانے والیوں سے مذاق کرتے رہتے ہیں۔ اور رقم بھی دیتے رہتے ہیں گانے والیاں بھی اشاروں سے بیوقوف

Scanned by CamScanner

بناتی رہتی ہیں اسی طرح رات بھر ہنسی مذاق ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوجاتا ہے اذان بھی ہوتی رہتی ہے اور گانا بجانا بھی ہوتا رہتا ہے۔ اذان اور نماز کا احساس نہ گانے بجانے والوں کو ہوتا ہے اور نہ محفل والوں کو ہوتا ہے یہی لوگ اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کا سنی سمجھتے ہیں۔ حد ہوگئی جہالت کی۔

حدیث:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اس سے پردہ کر دیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو اندھے ہیں ہم کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو کہ اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۹۱ حدیث ۲۹۶۳ اعضاء کے چھپانے کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۳ ص ۱۱۷

بعض جگہ پر بعض رسمی پیر صاحبان آتے ہیں اور ہماری جوان بیٹیاں اور جوان بہنیں جوان بہوویں ان پیر صاحبوں کو ہوا جھلتی ہیں اور سر میں تیل وغیرہ بھی ڈالتی ہیں اور سامنے بیٹھ کر بڑے ادب و احترام سے کھانا بھی کھلاتی ہیں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کہاں کی شرافت ہے یہ جہالت نہیں تو کیا شریعت ہے؟

ازواجِ مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود آپ نے ایک اندھے صحابی سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ اور آج ہماری عورتوں کی بے پردگی کا کیا حال ہے اس کا اندازہ آپ خود ہی لگائیں۔

—— مردوں اور عورتوں کی شان اللہ تعالیٰ اپنے قرآن کریم کے اندر ایک ساتھ دونوں کو کس ادا سے بیان فرماتا ہے جو مستحق مبارکباد ہیں ان کی بھلی صفتیں گن گن کر بیان فرماتا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورۂ احزاب کے پانچویں ۵ رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

Scanned by CamScanner

ترجمہ: ۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، زناکاری سے بچنے والے مرد اور زناکاری سے بچنے والی عورتیں، اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار رکھا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ مردوں کا ذکر قرآن میں آتا رہتا ہے لیکن ہم عورتوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا جاتا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھی اپنا سر سلجھا رہی تھی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز منبر پر سنی۔ میں نے بالوں کو تو یونہی لپیٹ لیا اور حجرے میں آکر آپؐ کی بات سننے لگی تو آپؐ اس وقت یہی آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

حوالہ: ۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی تفسیر میں۔

میری ماں صاحبہ جب تو توحید پر تھی، جب تو دین پر تھی، جب تو پردے میں تھی، جب تو پاک دامن تھی، جب تو حق پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیری گود سے ایسے ایسے لال پیدا کیے ہیں کہ زمین تو زمین آسمان کو بھی فخر حاصل ہے۔

توحید کا ڈنکا دنیا میں بجوانے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، سچائی کا سکہ دنیا پہ بٹھا دینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، سخاوت کی دھوم دنیا میں مچا دینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، بہادری کا ڈنکا دنیا میں بجا دینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، تیروں کی بوچھاروں میں اور تلواروں کی چھاؤں میں بھی نماز کو قضا نہیں کرنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، جب تو حق پر تھی تو عالم تیری گود سے پیدا

ہوئے، مولوی تیری گود سے پیدا ہوئے، حافظ تیری گود سے پیدا ہوئے، قاری تیری گود سے پیدا ہوئے، مفتی تیری گود سے پیدا ہوئے، امام تیری گود سے پیدا ہوئے، محدثین تیری گود سے پیدا ہوئے، شہید تیری گود سے پیدا ہوئے، اولیاء اللہ تیری گود سے پیدا ہوئے، ارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی تو میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے۔

ہم نے مان لیا کہ تو آج نبیوں کو جنم نہیں دے سکتی کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

لیکن میری ماں تو وہی ماں ہے جو پہلے تھی تیری وہی گود ہے جو پہلے تھی تیرا وہی خون ہے جو پہلے تھا، تو آج بھی عالموں کو جنم دے سکتی ہے، تو مولویوں کو جنم دے سکتی ہے، تو قاریوں کو جنم دے سکتی ہے، تو حافظوں کو جنم دے سکتی ہے، تو مفتیوں کو جنم دے سکتی ہے، تو اماموں کو جنم دے سکتی ہے، تو محدثین کو جنم دے سکتی ہے، تو سخیوں کو، بہادروں کو، دیانت داروں کو جنم دے سکتی ہے، تو شہیدوں کو جنم دے سکتی ہے، میری ماں تو اولیاء اللہ کو آج بھی جنم دے سکتی ہے، لیکن جب سے تو نے توحید کو چھوڑا، تو نے پردے کو چھوڑا، تو شرک کرنے لگی، سینما دیکھنے لگی، کھیل تماشوں میں آنے جانے لگی تو شراب پینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، جوا کھیلنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، چوری کرنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، چرس، گانجا، افیم کھانے پینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، ڈھول تاشے شہنائیاں بجوا کر اسلام کو بدنام کرنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، نماز نہیں پڑھنے والے لال، روزے نہیں رکھنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، زکوٰۃ نہیں دینے والے اور سود کھانے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، حیثیت ہوتے ہوئے حج کو نہیں جانے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، حق پرستوں کو ستانے والے اور باطل پرستوں کا ساتھ دینے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، تعزیوں کو پوجنے والے اور بجوانے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، مزاروں پر سجدہ کروانے والے لال اور سجدے کرنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، کفر کو ثواب سمجھنے والے لال میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے،

Scanned by CamScanner

شرک کو نجات سمجھنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، بدعت کو دین سمجھنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، باطل کو حق سمجھنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، گمراہی کو ہدایت سمجھنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، جہالت کو شریعت سمجھنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، حدیثوں کا انکار کرنے والے لال تیری گود سے پیدا ہوئے، قرآن کریم کی آیتوں کو جھٹلانے والے لال بھی تو میری ماں تیری گود سے پیدا ہوئے، تو نے ایسوں کو کیوں جنم دیا! تو بانجھ رہتی تو اچھا تھا۔ تو بے اولاد رہتی تو اچھا تھا۔

میری ماں صاحبہ جب تو بھلی بنتی ہے تو بھلوں کو جنم دیتی ہے اور جب تو بری بنتی ہے تو بروں کو جنم دیتی ہے، جب تو بھلی تھی تو حضرت نوح علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت لوط علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت اسحٰق علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت یعقوب علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت موسٰی علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت یونس علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت داؤد علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت ذکریا علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت یحیٰے علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت عیسٰے علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو میری ماں تو نے جنم دیا۔

اور جب تو بری بنتی ہے تو بروں کو جنم دیتی ہے۔ نمرود کو تو نے جنم دیا، شداد کو تو نے جنم دیا، فرعون کو تو نے جنم دیا، ہامان کو تو نے جنم دیا، قارون کو تو نے جنم دیا، ابو جہل کو بھی تو میری ماں تو نے جنم دیا۔

جب تو بھلی بنتی ہے تو پورا گھر بھلا ہوتا ہے اور جب تو بری بنتی ہے تو پورے گھر کو برباد کر دیتی ہے، تیرا دامن جب پاک ہوتا ہے تو پورے خاندان کو فخر حاصل ہوتا ہے، جب تیرے دامن میں داغ لگ جاتا ہے تو پورا خاندان بدنام ہو

جاتا ہے، جب تو سجدے میں جاتی ہے تو تیرا ننھا سا بچہ جو عمر میں صرف دو سال کا ہے وہ بھی تجھ کو سجدے میں دیکھ کر سجدے میں گر جاتا ہے، جس گھر میں ماں نمازی ہوتی ہے اس گھر میں چھوٹے بچوں کو بھی سجدے کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تیرا ننھا سا بچہ جب سجدے میں جائے گا تو اللہ کی رحمت اس پر جھوم پڑے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند سجدہ ہے۔ اور تیرا معصوم سجدے میں گیا ہوا ہے اگر تیرے پر کوئی مصیبت آئی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا اور اگر مصیبت آنے کا امکان ہے تو روک دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بچے پر کرم کرے گا جب یہ بڑا ہوگا۔ عالم ہوگا، حافظ ہوگا، قاری ہوگا، امام ہوگا، محدث ہوگا، سخی ہوگا، بہادر ہوگا، دیانتدار ہوگا امانتدار ہوگا، مخلوقِ خدا کا خیرخواہ ہوگا، دین کا پہلوان ہوگا، شریعت کا شیدائی ہوگا، یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا، کیونکہ تو نے اس پر سجدے کا رنگ چڑھا دیا ہے، اِس لئے وہ توحید پرست ہوگا، حق پرست ہوگا، تیرے سجدے کی محنت بیکار نہیں جائے گی لیکن افسوس میری ماں صاحبہ تو نے سجدے کو چھوڑ دیا، پردے کو بھی چھوڑ دیا، سینما دیکھنے لگی، ڈھول تاشوں پہ گانے لگی، تعزیوں پہ کوٹنے اور پیٹنے لگی، اور تیرا پانچ سال کا لڑکا تیری یہ ساری حرکتیں دیکھ رہا ہے، اب یہ لڑکا جب جوان ہوگا تو اولیاء اللہؒ کے مزاروں پر رنڈیاں نچوائے گا کیونکہ ماں کو ناچتے ہوئے دیکھا تھا اِس لئے اس پر کلر جو تھا غلط چڑھ گیا، جن اولیاء اللہؒ نے اپنی پوری زندگی میں دوسری عورتوں کی شکل کو دیکھنا حرام سمجھا ان اولیاء اللہؒ کے مزاروں پر عرس کے نام سے رنڈیوں کو نچوائے گا۔ اگر اس سے یوں کہا جائے کہ اپنی ماں کو نچا، اپنی بہن کو نچا، اپنی بیوی کو نچا، اپنی لڑکی کو نچا تو ایسے الفاظ کہنے والے کو گولی مار دے گا کیونکہ یہ فقرہ اسے پسند نہیں آیا لیکن میرے محسن تو جس کو بھی نچوا رہا ہے وہ بھی کسی کی بیٹی ہے، وہ بھی کسی کی بہن ہے، وہ بھی کسی کی بیوی ہے، وہ بھی کسی کی ماں ہے۔ کسی کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھانا تجھے زیبا نہیں دیتا۔ جن جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جن چیزوں سے اولیاء اللہؒ ہزاروں میل دور رہتے وہ ساری کی ساری باتیں "عرس"

Scanned by CamScanner

کے نام سے اولیاء اللہؒ کے مزاروں پر کروائے گا، ڈھول تماشے شہنائیاں وہاں بجیں گی، چرس، گانجا، افیم وہاں بکے گی، جوا وہاں کھیلا جائے گا، بے پردگی وہاں ہوگی، کفر، شرک اور بدعتیں وہاں ہوں گی، یہ ساری حرکتیں تیرے صاحبزادے نے کیوں کیں اس لئے کہ تجھے ناچتے ہوئے دیکھا تھا، تیرا اثر بچے پر غلط پڑ گیا، اب یہ مدرسوں کی حمایت نہیں کرے گا، عالموں کی حمایت نہیں کرے گا، یتیموں، مسکینوں، محتاجوں، غریبوں کی حمایت نہیں کرے گا، اب تو یہ رنڈیوں کو بلوائے گا، قوالوں کو بلوائے گا اور اولیاء اللہؒ کے مزاروں پر اس کا مقابلہ کروائے گا، بہروپیوں کو بلوائے گا، کھیل تماشے والوں کو بلوائے گا، ہزاروں روپیہ چندہ کر کے بیجا خرچ کرے گا، کیونکہ میری ماں ! تجھے ناچتے ہوئے دیکھا تھا، اس لئے اس پر کلر جو تھا غلط چڑھ گیا۔

آج میری ماں صاحبہ کا عموماً رونا رہتا ہے کہ میرا باپ میری بات نہیں مانتا، میرا بھائی میری بات نہیں مانتا، میرا خاوند میری بات نہیں مانتا، میرا بیٹا میری بات نہیں مانتا اس قسم کا رونا عموماً عورتیں روتی رہتی ہیں، لیکن میری ماں صاحبہ تو ذرا سوچ تو سہی کہ تو خود خدا کا کہا نہیں مانتی، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا نہیں مانتی، اپنی بھول تجھے یاد نہیں، اپنی خطا تجھے یاد نہیں، اپنی غلطی تجھے یاد نہیں میری ماں صاحبہ تو خدا کا کہا مان لے، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مان لے تو تیری بات تیرا بیٹا مان لے گا، تیری بات تیرا خاوند بھی مان لے گا، تیری بات تیرا بھائی بھی مان لے گا، تیری بات تیرا باپ بھی مان لے گا۔ لیکن میری ماں صاحبہ تو خدا کے حکم کو بھول گئی، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھول گئی تو تو مولویوں کے پاس جاتی ہے اور ان سے کہتی ہے مولوی صاحب ! میرا خاوند میرے تابع ہو جائے میرا کہا مان لے، میرا اٹھایا اٹھے، میرا بٹھایا بیٹھے ایسا ایک تعویز بنا دو وہ تجھے تعویز بنا دیتا ہے اور پانچ دس روپے تجھ سے لے بھی لیتا ہے، میری ماں صاحبہ تو اس تعویز پر یقین لے آئی تو سوچ تو سہی کسی مولوی صاحب کے تعویز میں یہ تاثیر اور پاور ہوتا کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے تابع ہو سکتا ہے تو پھر یہ مولوی بذات خود کسی لکھ پتی کو اپنے تابع کیوں نہیں کر لیتا یہ مولوی تیرے بھولے پن کا ناجائز فائدہ اٹھاتے

Scanned by CamScanner

ہیں، ان مولویوں سے جب تو تنگ آجاتی ہے تو پھر مجاوروں کے پاس جاتی ہے اور مجاوروں سے کہتی ہے، مجاور بابا مجھے فلاں فلاں تکلیفیں ہیں ان کو دور کردو یا جنکی آپ مجاوری کررہے ہو ان سے دور کروادو مجاور تجھے درگاہ پر سے یا تعزیئے کے اوپر سے پانی پھرا کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس کو پیو اور پلاؤ۔ میری ماں صاحبہ تو اس پر یقین لے آئی ذرا تو سوچ تو سہی کہ یہ مجاور جب کبھی بیمار پڑتا ہے تو ڈاکٹروں کے یہاں انجکشن لینے جاتا ہے، مجاور بذات خود درگاہ کے اوپر سے یا تعزیہ کے اوپر سے پانی پھرا کے کیوں نہیں پیتا۔ یہ لوگ تیرے بھولے پن کا ناجائز فائدہ اٹھارہے ہیں۔ اپنے خاوند کی حق کمائی اپنے معصوم بچوں کو کھلا۔ ان نفس پرستوں کو، دین کے دشمنوں کو نہ کھلا، تجھے مانگنا ہے تو خدا سے مانگ، خدا سے کیا کچھ نہیں ملتا، خداوند کریم ساری دنیا کو اعلان کے ساتھ فرمارہا ہے۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ :۔ اور دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دیدیتے ہیں اور آخرت کا ثواب چاہنے والے کو ہم وہ بھی دیدیتے ہیں احسان ماننے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔

دنیا چاہنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا دیتا ہے اور آخرت چاہنے والوں کو آخرت دے گا اور دونوں چاہو تو اللہ پاک دونوں دے گا، اسکی رحمت میں کمی نہیں اس کی خدائی میں خامی نہیں جو چاہو لے لو، جو مانگو پالو، اور اگر دنیا بھی نہ چاہو اور آخرت بھی نہ چاہو۔ صرف جانوروں کی زندگی جینی ہے، یا دنیا میں ٹھوکریں ہی کھانی ہیں۔ تو ٹھوکریں ہی کھاتے رہو اللہ تعالیٰ کو اس کی بھی پرواہ نہیں ہے۔

میری ماں صاحبہ جب تو سجدے میں جاتی ہے تیرے ننھے ننھے ہاتھ جب آسمان کی طرف اٹھتے ہیں، تیرے آنسو جب تیرے رخساروں سے بہنے لگتے ہیں اس وقت تیری دعا کتنی مقبول ہوتی ہے، تیری دعا میں کتنی تاثیر ہوتی ہے، تیری

Scanned by CamScanner

دعا میں کتنا اثر ہوتا ہے، تیری دعا میں کتنا پاور ہوتا ہے؛ اسکی تجھے بھی خبر نہیں، تجھے پتہ بھی نہیں، تجھے معلوم بھی نہیں لیکن ہم کو معلوم ہے ہم کو پتہ ہے ہم کو خبر ہے ہم بتاتے ہیں کہ تیری دعا میں مقبولیت کا کتنا اثر ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں اندھے ہو گئے تھے۔ ان کی ماں بیٹے کے اندھے ہو جانے سے بہت پریشان رہتی تھیں اور دن رات درگاہ رب العزت میں دعا فرماتی رہتی تھیں۔ ایک رات انہوں نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے، تجھ کو خوشخبری ہو کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس رحمت فرما دی، صبح کو اٹھ کر انہوں نے دیکھا تو بیٹے کی آنکھیں روشن تھیں۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۹۵۔

(۲) شرح وقایہ جلد ۱ صفحہ ۸۔

بچہ اندھا ہو گیا تھا لیکن ماں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئی اور برابر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتی رہیں۔

قرآن کریم کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۵۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- میری رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔

یہ ماں اللہ تعالیٰ سے مانگنے لگی باری تعالیٰ تیرے خزانے میں کھوٹ نہیں ہے تیری رحمت میں کمی نہیں ہے، تیری رحمت سے ناامید ہونا کبیرہ گناہ ہے، تو میرے بچے کو آنکھیں دے کے رہے گا میں لے کے رہوں گی؛ اللہ کی شان کو دیکھئے کہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دے دیں۔

میری ماں صاحبہ تیری دعا میں یہ تاثیر تھی اندھے بچے کو آنکھیں دلانے والی تو تھی اور آج تو مولویوں سے بھیک مانگ رہی ہے تو مجاوروں سے بھیک مانگ رہی ہے یہ سب تجھ سے بھیک مانگنے کے لائق ہیں تو ان سے بھیک مانگنے کے لائق نہیں، یہ سب تیری گود سے پیدا ہوئے ہیں

48

Scanned by CamScanner

توان کی گود سے نہیں یہ سب تیرے محتاج ہیں توان کی محتاج نہیں، یہ سب تیری گود میں پلے ہیں توان کی گود میں نہیں، میری ماں صاحبہ تو سوچ تو سہی، یہ مولوی تیرے جنے ہوئے، حافظ تیرے جنے ہوئے، قاری تیرے جنے ہوئے، عالم تیرے جنے ہوئے، مفتی تیرے جنے ہوئے، محدّث تیرے جنے ہوئے، امام تیرے جنے ہوئے، شہید تیرے جنے ہوئے، مجاور تیرے جنے ہوئے، گدی نشین تیرے جنے ہوئے، اولیاء اللہ تیرے جنے ہوئے، انبیاء علیہم السلام بھی تو میری ماں تیرے جنے ہوئے، تو بھیک کس سے مانگ رہی ہے، تیرا بھیک مانگنا تیری شان کے خلاف ہے، تیرے مرتبے کے خلاف ہے، تیرے رتبے کے خلاف ہے۔

اس ماں کی دعا سے وہ بچہ جو بچپن میں اندھا تھا آنکھ والا ہوگیا، اس کے ساتھ ساتھ ماں کی دعا کا اثر دیکھئے ساری دنیا کا امام بھی بن گیا، حالانکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک الگ ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک الگ ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک الگ ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک الگ ہے، لیکن اس بچے کو جن کا نام محمد بن اسمٰعیل ہے اور امام بخاری کے نام سے مشہور ہیں، سب مسلک والوں نے امام مان لیا، یہ تیری دعا کا اثر تھا، اتنا ہی نہیں کہ امام ہوا بلکہ آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام صحیح بخاری شریف ہے جس میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں موجود ہیں۔ قرآن کریم کے بعد ساری دنیا کی کتابوں میں نمبر ایک سمجھی گئی، میری ماں صاحبہ یہ تیری دعا ہی کا اثر تھا۔

حدیث: ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین شخصوں کو دیکھا کہ اگر کہیں وہ بنی اسرائیل میں ہوتے تو وہ امتوں میں نہ بٹتے ہم نے ان کی کنیت ابو حمزہ پکار کر کہا کہ ان کو ہمیں بھی بتائیے۔ اور ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک عورت اپنے ساتھ اپنا ایک بچہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور وہ بلوغ تک پہنچ چکا تھا۔ آپ نے اس عورت کو مستورات کا مہمان بنا دیا۔

Scanned by CamScanner

اور اس کے بیٹے کو ہماری مہمانی میں دے دیا بس کچھ دیر نہ لگی ہوگی کہ مدینہ طیبہ میں اس کو ایک وبائی بیماری لگ گئی تو کچھ دن تو وہ لڑکا بیمار پڑا رہا اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کی تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا۔ جب ہم نے اس کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے انسؓ اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور ان کو مطلع کر دحضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی والدہ کو وفات کی خبر دی وہ آئیں یہانتک کہ انکے پیروں کے پاس بیٹھ گئیں اور غم میں اس کے پیر پکڑ کر کہا۔ الٰہی میں دل سے۔ تجھ پر ایمان رکھتی ہوں اور بتوں سے متنفر ہو کر ان کو چھوڑ دیا اور تیری محبّت میں تیرے لئے ہجرت بھی کی۔ الٰہی اب تو مجھ پر بت پرستوں کو ہنسی اڑانے کا موقع نہ دے اور ایسی مصیبت مجھ پر نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی دیر نہ لگی ہوگی کہ اس لڑکے نے اپنے پیروں کو حرکت دی اور اپنے مُنھ پر سے کپڑا ہٹا کر مُنھ کھول دیا۔ پھر بڑی مدّت تک زندہ و سلامت رہا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس واقعہ کو امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور اس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ اور ہے کہ امّ سائبؓ ایک نابینا بوڑھی عورت تھیں۔

حوالہ:۔ (۱) البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۵۴۔

(۲) ترجمان السنّۃ جلد ۳ صفحہ ۳۴۵ حدیث ۱۵۳۵ باب مُردوں کا زندہ کرنا۔

میری ماں صاحبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مردوں کو زندہ کرنے والی تو تھی اور آج تو مولویوں سے بھیک مانگ رہی ہے، مجاوروں سے بھیک مانگ رہی ہے، سجادہ نشینوں سے مانگ رہی ہے، یہ تیری شان کو زیبا نہیں دیتا، تیری بہادری اور عقلمندی شاید تجھے یاد نہیں رہی تو بھول گئی لیکن ہم نہیں بھولے ہیں ہم کو یاد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے نام پر آج مسلمانوں کو فخر ہے اور جن کے جوشِ ایمانی سے آج تیرہ سو ۱۳۰۰ برس بعد تک کافروں کے دل میں خوف ہے۔ اسلام

لانے سے قبل مسلمانوں کے مقابلہ اور تکلیف پہنچانے میں بھی ممتاز تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک روز کفار نے مشورہ کی کمیٹی قائم کی کہ کوئی ہے جو محمدؐ کو قتل کردے۔ عمر نے کہا کہ میں کروں گا۔ لوگوں نے کہا بیشک تمہیں کر سکتے ہو۔ عمر تلوار لٹکائے ہوئے اٹھے اور چلدیئے۔ اسی فکر میں جارہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہے اور بعضوں نے اور صاحب لکھے ہیں ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جارہے ہو۔ کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کی فکر میں ہوں (نعوذ باللہ) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو عبد مناف سے کیسے مطمئن ہوگئے۔ وہ تم کو بدلہ میں قتل کردیں گے۔ اس جواب پر بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین (یعنی مسلمان) ہوگیا۔ لا پہلے تجھی کو نمٹادوں۔ یہ کہہ کر تلوار سنبھال لی۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوگیا ہوں تلوار سنبھال لی۔ دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے، تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوچکے ہیں، یہ سننا تھا کہ غصہ سے بھر گئے اور سیدھے بہن کے گھر گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کواڑ بند کئے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کواڑ کھلوائے۔ ان کی آواز سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو جلدی سے اندر چھپ گئے اور وہ صحیفہ بھی جلدی میں باہر ہی رہ گیا جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے کواڑ کھولے، حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو بہن کے سر پہ مارا جس سے سر سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہوگئی، اس کے بعد گھر میں آئے اور پوچھا کیا کر رہے تھے اور یہ آواز کس کی تھی، بہنوئی نے کہا کہ بات چیت کر رہے تھے کہنے لگے، کیا تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلیا، بہنوئی نے کہا کہ اگر دوسرا دین حق ہو تب یہ سننا تھا کہ انکی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔ بہن نے چھڑانے کی

Scanned by CamScanner

کوشش کی تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ خون نکل آیا، وہ بھی آخر عمرؓ ہی کی بہن تھیں، کہنے لگیں کہ عمرؓ ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے، بیشک ہم مسلمان ہو گئے ہیں جو تجھ سے ہو سکے تو کرلے، اس کے بعد حضرت عمرؓ کی نگاہ اس صحیفہ پر پڑی جو جلدی میں باہر رہ گیا تھا اور غصہ کا جوش بھی اس مار پیٹ سے کم ہو گیا تھا اور بہن کے اس طرح خون میں بھر جانے سے شرم سی بھی آرہی تھی، کہنے لگے کہ اچھا مجھے دکھلاؤ یہ کیا ہے۔ بہن نے کہا کہ تو ناپاک ہے اور اس کو ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہر چند اصرار کیا مگر وہ بے وضو اور غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں، حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور اس کو لے کر پڑھا اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا اور اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی، کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو یہ الفاظ سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر سے نکلے اور کہا کہ اے عمرؓ تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل شب پنجشنبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ عمرؓ اور ابو جہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما (یہ دونوں قوت میں مشہور تھے) معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جمعہ کی صبح کو مسلمان ہوئے۔ ان کا مسلمان ہونا تھا کہ کفار کے حوصلے پست ہونا شروع ہو گئے، مگر پھر بھی یہ نہایت مختصر جماعت تھی اور وہ سارا مکہ بلکہ سارا عرب اس لئے اور بھی جوش پیدا ہوا اور جلسے کر کے مشورہ کر کے ان حضرات کو ناپید کرنے کی کوشش ہوتی تھی اور طرح طرح کی تدبیریں کیجاتی تھیں، تاہم اتنا ضرور ہوا کہ مسلمان مکہ معظمہ کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی۔

حوالہ:- حکایات صحابہ ص ۱۹ -

میری ماں صاحبہ اس پہلوان کا دل اسلام کی طرف موڑنے والی تو تھی انکے دل میں جوشِ ایمان پیدا کرنے والی تو تھی، حق پرستی کی طرف جھکانے والی تو تھی حضرت عمرؓ اپنی بہن کے گھر سے روانہ ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جاتے ہیں تو گنے چنے مسلمان دروازہ بند کر کے دین سیکھ رہے تھے نماز چھپ چھپ کر گھر میں پڑھی جا رہی تھی، مشرکان مکّہ کا یہ ظلم تھا کہ سچّے خدا کا ان کے سامنے نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دروازے پر جا کر کنڈی کھٹکھٹائی اور آواز دی کہ دروازہ کھولو، لوگ آواز پہچان گئے کہ حضرت عمرؓ کی آواز ہے سب ڈر گئے کیونکہ حضرت عمرؓ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور بہادر بھی تھے مسلمانوں سے چڑھتے بھی تھے مشرکان مکّہ کی تائید میں تھے، اس وجہ سے دروازہ کھولنے سے لوگ ڈر رہے تھے۔

ان کے جواب کا صرف ایک ہی شخص تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولو ڈرتے کیا ہو اگر اچھی نیّت سے آئے ہیں تو اچھی بات ہے ورنہ انھیں کی تلوار ہوگی اور انھیں کی گردن، لیکن دروازہ کھولنے میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبقت لے گئے اور دروازہ کھولا اور کہا اے عمر! تو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوگا جب تک تیرے اوپر کوئی عذاب نازل نہ ہو! حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میں اپنی بہن کے دربار سے مسلمان ہو کے آ رہا ہوں۔

میری ماں صاحبہ یہ تیری صحبت اور قربانی کا اثر تھا کہ ایسا کٹّر کافر جو ہزاروں میں بیڑا اٹھا چکا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کاٹنے کے لئے جا رہا تھا ایسے شخص کو مسلمان بنانے والی تو تھی، اور آج تو ہم کو مسلمان کی حیثیت سے جنم دے کر ہمارے کان میں اذان و اقامت کہلوا کر ہمارا نام محمد یوسف، ایوّب، یعقوب رکھوا کر، ہمارا ختنہ کٹوا کر، ہم کو تو مسلمان نہ بنا سکی، میری ماں صاحبہ تو خود مسلمان نہ رہی ہم کو کیا مسلمان بنائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچّے خدا کی عبادت چھپ چھپ کر ہو اور باطل خداؤں کی عبادت علی الاعلان ہو اب یہ نہیں ہوگا کیونکہ

Scanned by CamScanner

عمر مسلمان ہو چکا ہے، اب پتہ چلے ذرا کی عبادت علی الاعلان ہوگی، دیکھیں اب ہم کو کون روکتا ہے، کس کی طاقت ہے جو ہم کو نماز پڑھنے سے روک سکے، چلو باہر نکلو اب میدان میں نماز پڑھی جائے گی، جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر، جو تقریباً چالیس کی کی تعداد میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے کے میدان میں نماز پڑھنے کے لئے چلے ہیں تو مکے میں کھلبلی مچ گئی، دنیا عالم میں سب سے پہلے میدان میں علی الاعلان نماز پڑھی گئی تو میری ماں تیرے صدقے میں پڑھی گئی، اور انھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھی دنیا پر توحید کا جھنڈا لہرا دیا، میری ماں صاحبہ یہ تیری ہی قربانیوں کا صدقہ تھا، اس دین اسلام میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں، اور اس دین اسلام میں سب سے پہلے شہادت کا درجہ حاصل کرنے والی بھی تو ہے۔

حضرت سمیہ بنت خیاط حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھیں یہ بھی اپنے لڑکے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے خاوند حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اسلام کی خاطر قسم قسم کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرتی تھیں، مگر اسلام کی سچی محبت جو دل میں گھر کر چکی تھی اس میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا، ان کو گرمی کے سخت وقت دھوپ میں کنکریوں پر ڈالا جاتا تھا اور لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا تاکہ دھوپ سے لوہا تپنے لگے اور اس کی گرمی سے تکلیف میں زیادتی ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر کو گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے۔ اور جنت کا وعدہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی تھیں کہ ابو جہل کا ادھر کو گذر ہوا، برا کہا اور غصہ میں برچھا شرمگاہ پر مارا جس کے زخم سے انتقال فرما گئیں، اسلام کی خاطر سب سے پہلی شہادت انھیں کی ہوئی۔

حوالہ ۔ حکایات صحابہ ص ۱۲۷ ۔

۷ میری ماں صاحبہ اللہ تعالیٰ نے جو تجھے شرف بخشا ہے وہ مردوں کو نہیں ملا جب تو بیٹی بن کر دنیا میں جنم لیتی ہے تو ماں باپ کے لئے جنت کی دلیل بن جاتی ہے اور جب تو

جوان ہو کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے تو تو خود جنتی بن جاتی ہے اور جب تو صاحب اولاد ہوتی ہے تو اولاد کے لئے جنت کی دلیل بن جاتی ہے یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخشا ہے مردوں کو نہیں طلاب سنیئے وہ حدیثیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری شان کے بارے میں بیان فرمائی ہیں۔

حدیث: ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے ایک بیٹی ہو اور اس کو ایام جاہلیت کی طرح زندہ دفن نہ کیا ہو نہ اس کو ذلیل وخوار کر کے رکھا ہو۔ اور حقوق دینے میں لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی ہو داخل کرے گا اللہ اس کو بہشت میں۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱ حدیث ۴۷۳۲ باب شفقت ورحمت۔

(۲) مظاہر حق ۴ صفحہ ۱۳۸

حدیث: ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے اس کو اختیار ہے جنت کے جس دروازے سے جانا چاہے چلی جائے۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۰۹ حدیث ۳۰۹۲ صحبت واختلاط کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۷۶

حدیث: ۔ حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے اور آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا ماں کی خدمت کو اختیار کر اس لئے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳ حدیث ۴۶۹۳ اقارب سے سلوک۔

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۱۹

Scanned by CamScanner

تیجہ اور قرآن خوانی

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر سنائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے پاس اپنے میں مشغول کرنے والی مصیبت آئی ہے"۔

:۔ (۱) ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ حدیث ۹۰۳ جنازہ کا بیان۔

(۲) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۱ حدیث ۱۶۳۹ میت پر رونے کا بیان

(۳) مظاہر حق " ۲ صفحہ "

میرے عزیز دوست! شریعت کا حکم تو یہ تھا کہ جس کے گھر میت ہوگئی ہو ان لوگوں کو کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جائے مگر ہماری جہالت دیکھئے کہ بعض جگہ پر الٹے ہم اسکے گھر کھانے کو جمع ہوتے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اہل میت کے پاس جمع ہونے اور ان کے واسطے کھانا تیار کرنے کو ہم نوحہ (کی طرح) شمار کیا کرتے تھے۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۴۰ حدیث ۱۶۳۲ جنازہ کا بیان۔

"اہل میت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہیں"۔

حوالہ:۔ فتاوٰے عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ نماز جنازہ کا بیان۔

"میت والوں کو کھانا پکا کر جمع ہونے والوں کو کھلانا مکروہ تحریمی ہے (یعنی حرام کے نزدیک ہے)"۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۲ میت کے دفن کا بیان۔
قرآن کریم کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع ۲۴ میں آیت نمبر ۲۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا کر خاموشی کے ساتھ سنا کرو امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ۔

حدیث:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نہ بلند آواز سے پڑھے ایک دوسرے پر کوئی قرآن کریم"۔ (مختصر)

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ حدیث ۷۹۲ قرأت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۷۹

قرآن کریم کے تیس پارے جماعت کے ساتھ پارہ پارہ کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسا کرنے میں باہم آوازوں کا بلند کرنا کہ ایک دوسرے کی قرأت نہ سننے لازم آتا ہے"

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۶ کتاب الکراہت۔
"واجب ہے سننا قرأت قرآن کا ہر حال میں"

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۳ نماز کا بیان۔
کسی عذر کی وجہ سے قرأت قرآن نہ سن سکے تو معاف ہے مثلاً: گھر میں لڑکا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور گھر والے کام کاج میں مشغول ہیں تو ان پر واجب نہیں یا بازار میں کوئی شخص تلاوت کر رہا ہے تو بازار میں کام کاج کے لئے آنے جانے والوں پر قرأتِ قرآن کا سننا واجب نہیں علیٰ ہذا القیاس بلکہ ایسی جگہ آواز سے قرآن پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ قرآن پڑھنے والے پر قرآن کا احترام واجب ہے۔

اس طرح بازاروں اور مشغولیتوں کی جگہ نہ پڑھے اگر ایسی جگہوں میں پڑھے گا تو وہ خود ہی قرآن کے احترام کے خلاف کرنے والا ہوگا لہٰذا وہ خود

Scanned by CamScanner

گنہگار ہوگا نہ کہ مصروفِ کار لوگ ۔"

حوالہ :۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ صہ ۲۸۲ قرأت قرآن کا بیان ۔

اگر یہ لوگ جمع ہوکر قرآن پڑھنے والے چپکے سے پڑھیں اور کسی کی بھی آواز بلند نہ ہو تو جائز ہے، لیکن یہ مشکل ہے کہ سب لوگ خاموشی کے ساتھ پڑھیں کیونکہ سب لوگ مسائل سے واقف نہیں ہوتے ۔

ایک بات سمجھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ میت کے مرجانیکے بعد تیسرے دن تیجہ اور ختم قرآن کیوں کرتے ہیں، پہلے ہی دن کیوں نہیں کر لیتے ۔ اگر ہمارے بھائی یا باپ یا بیٹے کو کوئی داروغہ پکڑ کر لے جائے تو ہم اسی دن اس کی ضمانت کی محنت کریں گے یا تیسرے دن جائیں گے ؟ کیا اسی دن بھاگ دوڑ میں نہیں لگ جاتے ۔ یہانتک کہ جب تک ضمانت نہ ہو جائے ہمارا کھانا پینا آرام کرنا سب حرام ہوجاتا ہے ۔ افسوس کی بات ہے کہ جب دنیا کا داروغہ پکڑ کے لے جائے تو اسکی ضمانت کے لئے اسی دن ایک طوفان اور کہرام مچادیں گے اور خدا کے گھر سے کوئی فرشتہ ہمارے کسی عزیز کی روح کو لے جائے تو تیسرے دن ایصال ثواب اور ختم قرآن کرائیں گے یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے ؟

میرے محترم دوست ! جتنا بھی ہوسکے اُس مرنے والے کے لئے ایصال ثواب اسی روز کر دے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے وہاں پر جو سوال و جواب ہوتے ہیں اس میں اگر مرنے والا کامیاب ہو گیا تو سب جگہ کامیاب ہوا اور اگر ناکامیاب ہوا تو ناکامیاب ہی رہے گا ۔

میرے بھائی صاحب ! مرنے والا جب مر جائے تو آپ کی جتنی بھی طاقت ہو ایصال ثواب اسی دن کر دینا چاہیئے تاکہ مرنے والے کو سوال و جواب میں آسانی ہو جائے ، اگر کوئی غریب آدمی ہو اور اسی روز نہیں کر سکتا تو یہ اور بات ہے کیونکہ وہ غریب ہے لیکن صاحب مال کو تو اسی روز کر دینا چاہیئے اور عام لوگوں میں جو تیسرے دن کا رواج پڑا ہوا ہے وہ مذہب نہیں بلکہ رواج

ہے۔ دسواں، بیسواں، چالیسواں یہ بھی رواج ہے۔ ہماری جہالت کا حال تو دیکھئے کہ جب مرنے والا تین دن تک اچھی طرح فرشتوں کے ہاتھوں سے پیٹا جا چکے تب اس کے بعد ایصال ثواب کرتے ہیں۔ یہ جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے ؟۔

کفن پہ کلمہ اور قبر پہ اذان

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کو غسل دیا جاتا ہے بعد میں کفن پہنائے جاتے ہیں تو بعض جگہ پر کفن پر کلمۂ طیبہ لکھوا کر اس میت کو پہناتے ہیں اور دفن کرنے کے بعد قبر پہ اذان دیتے ہیں یہ دونوں منع ہیں۔

"میّت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا تو امید ہے کہ میّت کو اللہ تعالیٰ بخش دے۔"

حوالہ:۔ درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۲ جنازہ کا بیان۔

یہ ہے وہ عبارت جسے کفن پر لکھنے والے پیش کرتے ہیں مگر عبارت میں تو عہد نامہ لکھنے کے بارے میں لکھا ہے کلمہ کا تو نام بھی نہیں اور اگر ہے بھی تو یہ کوئی حدیث یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا قول نہیں ہے، کسی امام کا قول بھی نہیں پھر کفن پر کلمہ لکھنا کیسے ثابت ہوگا۔ صرف ایک خواب کے سہارے سے یہ بات لکھی گئی ہے۔

کسی شخص نے وصیت کی کہ میری پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دینا سو لکھ دی گئی بعد اس کے کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے سو جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تو خدا کے عذاب سے بچ گیا۔

حوالہ:۔ درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۲ جنازہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

اب یہ واقعہ شاید اس طرح ہوا ہو کہ صرف شہادت کی انگلی سے بغیر کسی سیاہی اور قلم کے پیشانی پر بسم اللہ لکھ دی ہو چنانچہ بعض فقہا اس طرح انگلی ہی سے لکھنا بسم اللہ کا پیشانی پر اور کلمہ طیبہ کا سینے پر بعد نہلانے کے کفن دینے سے پہلے تجویز کرتے ہیں۔ بہرحال کسی طرح بھی ہوا ہو شریعت کے احکام کا دارومدار خواب پر نہیں ہو سکتا۔ ابن صلاح نے فتویٰ دیا ہے کہ قرآن اور اسمار معظم میں سے (یعنی اللہ پاک کے ناموں میں سے) کچھ نہ لکھا جائے۔ کیونکہ کفن وغیرہ پر ان کلمات کریمہ کو لکھنا جان بوجھ کر مُردہ کی نجاستوں میں ان کو آلودہ کرنا ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ قرآن اور اسمار الٰہی (یعنی اللہ کے ناموں) کا لکھنا روپیوں اور محرابوں اور دیواروں پر مکروہ ہے اِس لئے کہ خوف ان کے پاؤں تلے آنے اور بے ادبی کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مُردہ کے بدن یا کفن پر لکھنا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا جب تک کہ مجتہد سے ثابت نہ ہو یا کسی حدیث صحیح میں اس کا خلاصہ نہ ہو۔

حوالہ :- غایۃ الاوطار جلد ۱ صفحہ ۴۲۴ جنازہ کا بیان۔

میرے عزیز دوست! کفن پر کلمہ نہ لکھنے کے ثبوت میں اس سے بھی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو دیکھو کتاب شامی جلد ۱ صفحہ ۹۳۰ جنازہ کے بیان میں پورا خلاصہ لکھا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ کفن پر کلمہ وغیرہ نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔

اور بعض تو ایسے ہیں کہ زندگی بھر نہ تو نماز پڑھی اور نہ تو روزہ رکھا اس کے علاوہ شراب جوا، چوری، شرک، کفر اور بدعتیں، کرتا رہا اب بسم اللہ لکھنے سے کیا ہوگا۔

میرے محترم! زندگی اور تندرستی کو ایک نعمت سمجھ اور برے کاموں سے توبہ کر لے اور اللہ کی عبادت میں خلوص دل سے لگ جا مرنے کے بعد پچھلے والوں کی امید مت رکھ اس لئے کہ پچھلے والے اگر کوئی کام ایصال ثواب کا کریں گے تو معلوم نہیں شریعت کے مطابق ہوگا یا جہالت کے مطابق اگر شریعت کے مطابق ہوا تو اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائے گا اور مرنے والے کو انشاء اللہ فائدہ پہنچے گا۔ سمجھے میرے بھولے بھیا!

حدیث :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَ

کہ جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جو سو کی تعداد تک پہنچ جائے نماز پڑھے اور یہ جماعت میت کے لئے خدا سے سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۲۹۲ حدیث ۱۵۶۱ نماز جنازہ کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۵۳ حدیث ۹۵۱ باب ۲۷۹ کتاب الجنائز
(۳) ترمذی شریف جلد ۱ ص ۱۹۹ حدیث ۹۲۴ ابواب الجنائز۔

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کسی مسلمان کی میت پر چالیس ایسے جمع ہو جائیں۔ جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں (یعنی اس میت کے جنازے پر نماز پڑھیں) تو قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو میت کے حق میں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص ۲۹۲ حدیث ۱۵۶۵ نماز جنازہ کا بیان
(۲) صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۵۳ حدیث ۹۵۲ باب ۲۷۹ کتاب الجنائز

اذان سنت ہے پانچوں نمازوں و جمعہ کے لئے نہ اس کے ماسوائے کے لئے۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۱ کتاب الصلوٰۃ۔

میرے عزیز دوست اذان جو ہے وہ بلانے کے لئے ہے تاکہ زیادہ آدمی نماز میں شامل ہو سکیں اس لئے ہر مسجد میں روزانہ پانچ وقت اذان ہوتی ہے اگر مرنے کے بعد قبر پر اذان جائز ہوتی تو نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے ہوتی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنازے کی نماز میں شریک ہو سکیں جب جنازے کی نماز کے وقت اذان نہیں ہے تو دفن ہونے کے بعد قبر پر کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ بھی جہالت ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں مرنے والے کی قبر پر اذان نہ مکہ معظمہ میں دی جاتی ہے اور نہ ہی مدینہ طیبہ میں۔

جس قدر سنت کے اتباع زیادہ ہو اسی قدر مرتبہ زیادہ ہے جس قدر کمی ہو اسی قدر نقص ہے اور بالاتفاق ائمہ کے نزدیک جو شخص کہ خلاف شرع و خلاف سنت کا مرتکب ہو تو خوف ہے کہ وہ شیطان کا آلہ ہو اور وہ ولی ہرگز نہ ہوگا بشرطیکہ ہوش میں ہو۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۱ کراہت کا بیان۔

Scanned by CamScanner

ختنہ

ختنہ کے لئے بارہ برس تک حد مستحب بتائی ہے (یعنی بارہ برس کے اندر اندر بچے کا ختنہ ہو جانا چاہیے) اور بوڑھا ضعیف اگر اسلام لایا اور وہ ختنہ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا پس اگر ہشیار آدمیوں نے کہا کہ یہ برداشت نہیں کر سکتا تو چھوڑ دیا جائے گا اس واسطے کہ عذر کی وجہ سے واجب کا ترک کرنا جائز ہے تو سُنّت کا ترک کرنا بدرجۂ اولی جائز ہے اور بعض نے فرمایا کہ بالغ کا ختنہ اگر وہ خود کر سکتا ہے تو کرے ورنہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر ایسی عورت سے نکاح کر سکے جو ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے نکاح کرے بعد میں وہ اس کا ختنہ کر دے۔

حوالہ:۔ فتاوی عالمگیری جلد ۴ صـ ۳۲۷ کراہت کا بیان۔

مسئلہ یوں ہے کہ ختنہ کروانا سُنّت ہے اور ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم کا ڈھانکنا فرض ہے تو فرض کے لئے سُنّت ترک ہو سکتی ہے مگر سُنّت کے لئے فرض ترک نہیں ہو سکتا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلمان ہوتے جاتے تھے ان کے ختنے کا انتظام نہیں تھا کہ پچاس سو آدمی ہمیشہ ختنہ کاٹنے کے لئے ہی تیار رہتے ہوں کہ جہاں کوئی مسلمان ہوا فوراً اس کا ختنہ کر دیا گیا ہو۔

مسلمانوں کے دل میں ختنے کی اہمیت رہی اور نماز روزوں کی عظمت ختم ہو گئی اگر کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو ماں باپ دونوں اس بچے کے ختنے کی فکر

Scanned by CamScanner

میں لگ جائیں گے غریب ہونے کی وجہ سے سات آٹھ سال کا بچہ ہوگیا اور ختنہ نہیں کرا پائے ہیں تو ان کی نیند حرام ہو جائے گی اور رات دن اسی فکر میں رہیں گے کہ کسی حالت میں بچے کا ختنہ ہونا چاہیئے گو رقم قرض سے ہی لانی پڑے کیونکہ اگر ختنہ نہیں کرائیں گے تو لوگ طعنہ دیں گے کہ اتنا بڑا بچہ ہوگیا لیکن ابھی تک ختنہ نہیں کرایا یہ ہے ختنے کی اہمیت اور وہی ماں باپ جو ختنے کی فکر میں ہیں وہ نماز تک نہیں پڑھتے لیکن اس کا ان کو احساس تک نہیں ہوتا اور طعنہ دینے والے نماز نہیں پڑھتے اس کا ان کو خیال تک نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دل میں ختنے کی تو اہمیت ہے مگر نماز کی عظمت ختم ہوگئی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے اسی طرح مسلمانوں کے دل میں نکاح کی اہمیت ہے اور نماز کی عظمت ختم ہوگئی جن لڑکے لڑکی کی شادی ہو رہی ہے ان کی نکاح تو ہونی ہی چاہیئے گو دولہا بھی نماز نہ پڑھتا ہو اور دولہن بھی نماز نہ پڑھتی ہو اب آپ ہی بتایئے کہ نماز کی اہمیت زیادہ ہے یا نکاح کی اگر خدانخواستہ نکاح پڑھانے والا کوئی نہیں ہے تو بارات رکی ہوئی ہے بغیر نکاح پڑھائے دولہن رخصت نہیں ہو سکتی دولہا اور دولہن کے ماں باپ دونوں پریشان نظر آئیں گے اور نماز پڑھنے کے لئے کوئی پریشان نظر نہیں آتا چاہے دولہے کے ماں باپ ہوں یا دولہن کے عموماً دیکھا گیا ہے کہ دولہا بھی نماز نہیں پڑھتا دولہن بھی نماز نہیں پڑھتی دولہے کے ماں باپ بھی نماز نہیں پڑھتے دولہن کے ماں باپ بھی نماز نہیں پڑھتے مگر نکاح تو ضرور پڑھوائیں گے اب آپ ہی ایمانداری سے بتائیں کہ نکاح کی اہمیت زیادہ ہے یا نماز کی اگر کسی انسان نے نکاح نہیں پڑھائی ہے اور بغیر نکاح کے کسی عورت کو گھر میں رکھ لیا ہے تو ایک جاہل سے جاہل انسان بھی اس کے گھر کا پانی تک نہیں پیئے گا اور بے نمازی کے گھر کا کھانا پینا کوئی برا نہیں سمجھتا تو معلوم ہوا کہ نکاح کی ہمارے دل میں اہمیت ہے اور نماز کی عظمت ہمارے دل سے نکل گئی اب یہ قوم بیٹھی نہیں جائے گی تو اور کیا ہوگا۔

Scanned by CamScanner

مسجد کے مسائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مینارہ اذان کے لئے نہ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد کی چھت پر اذان کہا کرتے تھے بعد کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے مینارہ بنایا گیا۔

حوالہ :- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ اذان کا بیان۔

سُنت یہ ہے کہ اذان اونچی جگہ دے مسجد کے اندر نہیں بلکہ میذنہ پر یا مسجد سے باہر اذان ہونی چاہیئے۔

حوالہ :- (۱) عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ باب الاذان۔
(۲) فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۵

ابن الحاج محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدخل میں لکھا ہے کہ جمعہ کی اذان میں سُنت طریقہ یہ ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے تو اذان دینے والا مینارہ پر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں یہی طریقہ تھا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک اذان اور زیادہ کردی گئی جو "زورار" پر ہوتی تھی (زورار مدینہ منورہ کے بازار کو کہتے ہیں) اور وہ اذان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی وہ مینارہ پر ہی ہوتی رہی (یعنی چھت پر) پھر جب ہشام بن عبد الملک والی ہوا (یعنی حاکم بنا) تو اس نے اس اذان کو جسکی ابتدا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے ہوئی تھی مینارہ پر کردی اور اور اس وقت تک مؤذن ایک ہی ہوتا تھا جو اذان زوال کے بعد دیتا تھا پھر امام کے

Scanned by CamScanner

منبر پر بیٹھنے کے وقت جو اذان مینارہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شروع زمانہ میں ہوتی تھی اس کو امام کے سامنے کر دیا۔

حوالہ:۔ حاشیہ شرح وقایہ عربی جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ باب الجمعہ۔

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی اذان تھی جو مسجد کی چھت پر ہوتی تھی۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے تک یہی دستور رہا۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو آپ نے ایک اذان زیادہ کر دی اور وہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں ہوتی تھی۔ پھر ہشام بن عبدالملک جب تخت پر بیٹھا تو اس نے بازار والی اذان کو مینارہ پر کر دیا اور جو اذان مینارہ پر ہوتی تھی اس کو مسجد کے اندر منبر کے سامنے کر دیا اور اس عمل کو سبھوں نے پسند کر لیا کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان جو منبر کے سامنے مسجد کے اندر ہوتی ہے وہ بھی جائز ہے اور مسجد کے باہر دیں تو بھی جائز ہے۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہاں پوری صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کا فتویٰ۔

سوال:۔ خطبہ کی اذان کس جگہ ہونی چاہیئے؟

جواب:۔ خطیب کے سامنے ہونی چاہیئے، منبر کے پاس ہو، یا ایک دو صفوں کے بعد یا ساری صفوں کے بعد مسجد میں ہو یا باہر ہر طرح جائز ہے۔

حوالہ:۔ تعلیم الاسلام حصہ ۴ صفحہ ۳۸ جمعہ کی نماز کا بیان۔

"مسجد میں بوریہ یا گھاس یا ٹاٹ وغیرہ اس واسطے رکھنا کہ لوگ اس سے پاؤں رگڑ لیا کریں تو یہ ائمہ مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے"۔

حوالہ:۔ عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ کراہت کا بیان۔

"جو ہمارے زمانے میں لوگ مسجدوں میں ہرادی (یعنی نرکل کا بوریہ) ڈال رکھتے ہیں اور اس سے قدم صاف کر لیتے ہیں یہ اماموں کے نزدیک مکروہ ہے"۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صـ ۲۷۱ باب الکراہت۔

میرے عزیز دوست! آجکل اکثر جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ مسجد کے اندر پاؤں پونچھنے کے لئے بوریئے رکھتے ہیں وہ مکروہ ہے۔ مسجد کے اندر نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ مسجد کے باہر رکھیں تو مکروہ نہیں ہے۔

"مسجد میں صرف دنیا کی باتیں کرنے کے واسطے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ادائے عبادت کے بعد ایسی باتیں کرے جن سے عبرت ہو یا شکر الٰہی ہو یا آخرت یاد دلانے والی باتیں ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

حوالہ:- عین الہدایہ جلد ۴ صـ ۳۲۳ باب الکراہت۔

"مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اس وجہ سے شدّتِ گرمی میں مسجد کے اوپر جاکر جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر مسجد تنگ ہو اور نمازی نیچے نہ سمائیں تو ضرورت کی وجہ سے اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے۔"

حوالہ:- (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صـ ۲۷۳ باب الکراہت۔

(۲) عین الہدایہ جلد ۴ صـ ۳۲۳

"دونوں خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا ہے (اس وقت) دعا مانگتے ہیں وہ بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے (یعنی سنتوں سے پہلے) جو صلوٰۃ پکارتے ہیں وہ بدعت ہے اور ہرگز جائز نہیں۔"

حوالہ:- نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ جلد ۱ صـ ۲۳۳ جمعہ کا بیان۔

"جو دوسرے خطبے میں خطیب منبر سے ایک سیڑھی اترتے ہیں پھر چڑھتے ہیں یہ بُری بدعت ہے۔"

حوالہ:- غایۃ الاوطار اردو ترجمہ دُرِّ مختار جلد ۱ صفحہ ۳۸۰ باب الجمعہ۔

Scanned by CamScanner

ہدایت کی حدیثیں

قرآن شریف کے چھبیسویں[۲۶] پارہ میں سورۂ حجرات کے پہلے[۱] رکوع میں آیت نمبر[۱۰] میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ مسلمان تو (آپس میں) سب بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مسلمان مسلمان کا (دینی بھائی) ہے۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ تو ظلم کرے نہ اس کو رسوا ہونے دے اور نہ اس کو ذلیل وحقیر سمجھے۔ تقوٰی اس جگہ ہے یہ فرماکر آپ نے تین مرتبہ سینہ کی طرف اشارہ کیا اور پھر فرمایا انسان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر وذلیل جانے۔ مسلمان کی ساری چیزیں مسلمان پر حرام ہیں یعنی مسلمان کا خون، مسلمان کا مال، مسلمان کی آبرو۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۴۱۵ حدیث ۴۷۳۳ مخلوق پر شفقت کا بیان

(۲) ترمذی شریف جلد ۱ ص۳۴۸ " ۱۹۲۷ احسان کا بیان۔

(۳) مظاہر حق جلد ۴ ص۱۳۲ مخلوق پر شفقت کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ ص۳۴۸ حدیث ۱۹۲۸ احسان کا بیان۔

Scanned by CamScanner

حدیث:- "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے لہٰذا اگر وہ اس میں کوئی برائی یا خرابی یا عیب دیکھے تو اسے دور کر دے"۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ حدیث ۱۸۲۸ احسان کا بیان۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی مسلمان کی دنیوی بیقراری اور تکلیف دور کی تو اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کی بیقراریوں اور تکلیفوں میں سے ایک بیقراری اور ایک تکلیف کو دور کر دے گا اور جس نے دنیا میں کسی تنگدست کو تنگدستی سے چھڑایا اور اس کی شکل آسان کی اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اس کی شکل آسان کر دے گا اور جس نے کسی مسلمان کے عیبوں پر پردہ ڈالا اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا اور اللہ تعالٰی اپنے بندے کی مدد میں مشغول رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں مشغول رہتا ہے۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ حدیث ۱۸۲۹ احسان کا بیان۔

حدیث:- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے بھائی کی عزت اور آبرو پر ہونے والے حملہ کو روک لیا اور اس کو دور کیا تو اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ حدیث ۱۸۳۰ احسان کا بیان۔

حدیث:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی آیا اس کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا تھا لوگوں نے اس کو جگہ دینے میں دیر کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بوڑھوں کی تعظیم و توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی وہ مسلمانوں میں سے نہیں)۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۱۸۱۸ احسان کا بیان۔

حدیث:- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔"

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۱۸۲۱ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ "مہربانی صرف بدنصیب سے چھین لی جاتی ہے (یعنی رحم دل نہ ہونا بدنصیبی کی علامت ہے)۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۱۸۲۲ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے پس زمین والوں پر رحم کرو۔ اگر تم ایسا کروگے تو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ رحم رحمٰن کی جڑ کی رگ ہے۔ جو اس سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملے گا جو اسے چھوڑ دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے چھوڑ دے گا۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۱۸۲۳ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی مومن کو نقصان اور ضرر پہنچایا یا اس کے ساتھ مکر و فریب کیا۔"

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۳ حدیث ۱۸۴۰ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر بھلائی صدقہ ہے اور یہ بھی ایک بھلائی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔" (ہنستے منھ ملتے رہو)

:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ حدیث ۱۸۶۹ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایمان والوں میں سے سب سے بڑھ کر کمال ایمان کے اعتبار سے وہ ہے جس کا خلق (یعنی اخلاق و عادات) سب سے اچھا ہے اور تم میں اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے اچھے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۲۹ حدیث نمبر ۱۰۶۳ مختلف ابواب میں۔

حدیث:- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کو نرمی میں سے حصّہ دیا گیا اسے گویا بھلائی میں سے حصّہ دیا گیا اور جسے نرمی کے حصّے سے محروم رکھا گیا اسے گویا بھلائی سے محروم رکھا گیا"۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۸۲ حدیث نمبر ۱۹۱۰ احسان کا بیان۔

حدیث:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو لوگ خاص ہیں جن سے مجھے زیادہ محبّت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب بیٹھنے والے ہیں ان ہی میں سے وہ لوگ ہیں جو سب سے اچھے اخلاق والے ہیں اور تم لوگوں میں سے وہ لوگ جن سے مجھے زیادہ نفرت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے بہت دور ہیں ان ہی میں سے وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ بولنے والے، لوگوں سے زبان درازی اور فحش گوئی کرنے والے اور غرور اور تکبر کرنے والے ہیں"۔ (مختصر)

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۸۲ حدیث نمبر ۱۹۱۵ احسان کا بیان۔

:- حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہمارے لئے یہ بات شایانِ شان نہیں ہے کہ ہم اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیں (جو شخص ایسا کرے وہ اس کُتّے کی مانند ہے جو اپنی قے کھا لے"۔ (مختصر)

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۰ حدیث نمبر ۱۱۹۹ ابواب البیوع۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے تنگدست کو (قرض چکانے میں) مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں پناہ دے گا اس دن سوائے اس سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا"۔

حوالہ:- ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۲ حدیث نمبر ۱۲۰۷ ابواب البیوع۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

Scanned by CamScanner

علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مالدار کو قرضدار کا ٹالنا ظلم ہے۔" (مختصر)

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ حدیث نمبر ۱۲۰۹ ابواب البیوع۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔"

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۷۴۳ حدیث نمبر ۱۸۵۳ احسان کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بخشدیا تھا کہ وہ بیچنے میں خرید نے میں اور قرض کا تقاضہ کرنے میں نرمی کرتا تھا۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ حدیث نمبر ۱۲۲۰ ابواب البیوع۔

حدیث:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا اپنے آپ کو اتنے مصائب اور شدائد میں (یعنی مشکلات میں) ڈال دینا جن کی قوت برداشت نہ رکھتا ہو۔ یہی اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸ حدیث نمبر ۱۲۱ فتنوں کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں اس وقت تک داخل نہ ہوگا جب تک کہ تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے (یعنی وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا) اور اللہ کے راستے کا غبار اور دوزخ کا دھواں ایک جگہ جمع نہ ہوگا۔"

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸ حدیث نمبر ۱۶۳ ابواب الجہاد۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو تم سے نیچے ہے اور ادنیٰ درجے کا ہے اس کی طرف دیکھا

Scanned by CamScanner

کرو اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے ایسا کرنا اس لئے ہے کہ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶۰ حدیث ۳۰۵ ابواب الرقاق۔

حدیث:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ (پورا) کرنے کی ہو مگر وہ اسے (کسی وجہ سے) پورا نہ کر سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰ حدیث ۴۹۲ ابواب الایمان۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے (اور ناغہ نہ ہو)۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ حدیث ۱۰ ابواب الادب۔

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو چپ رہا اس نے نجات پائی"۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۰ حدیث ۳۶۳ رقاق کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "ہر مرض (یعنی بیماری) کی دوا ہے جب دوا مرض کے موافق ہو جاتی ہے تو مریض خدا کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ حدیث ۵۵۹ باب ۲۶ سلام کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "آدمی کان ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں جو لوگ ایام جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر وہ سمجھیں۔

حوالہ:۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ حدیث ۱۸۹ علم کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۹۵

• •

حدیث:۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ "غیر عورت کے پاس جانے سے اپنے آپ کو بچاؤ، یہ سن کر ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی دیور تو سب سے زیادہ خطرناک ہے)۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صـ ۲۱۱ حدیث ۵۳۲ باب ۲۶۰ سلام کا باب۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس چیز کی برائی سے بچالے جو اس کی دونوں ڈاڑھوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی برائی سے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حوالہ:۔ ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۵۵ حدیث ۲۷۳ ابواب الجہاد۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس مسلمان کے پاس کوئی چیز وصیت کے قابل ہو اس کے واسطے یہ جائز نہیں کہ بغیر وصیت تحریر کیے ہوئے اس پر دو دن بھی گزر جائیں۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صـ ۲۱۲ حدیث ۲۷۱۱ وصیت کا باب۔

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کر کے مرا سمجھ لو کہ وہ سنت طریقے پر اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا بلکہ شہید ہوا اس کی مغفرت ہوگی۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صـ ۲۱۲ حدیث ۲۷۱۳ وصیت کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے وارثوں کو ترکہ (جاگیر، دولت یا اور کسی چیز میں) دلانے سے بھاگے گا (اور ایسی ترکیب کرے گا کہ وارثوں کو ترکہ نہ ملے) تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت کی میراث عطا نہ فرمائے گا۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صـ ۲۱۲ حدیث ۲۷۱۵ وصیت کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

نے فرمایا "ایک شخص ستّر برس تک نیک عمل کرتا ہے لیکن مرتے وقت وصیّت میں ظلم کرتا ہے تو اُس کا خاتمہ برائی پر ہوگا اور دوزخ میں چلا جائے گا اور ایک آدمی ستّر برس تک بُرے کام کرتا ہے لیکن مرتے وقت وصیّت انصاف کے ساتھ کر جاتا ہے وہ جنّت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حوالہ:۔ ابن ماجہ شریف صہ ۲۱۲ حدیث ۲۷۱۶ وصیّت کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "جب کوئی شخص تم میں سے کسی کو مارے تو چاہیئے کہ مُنھ پر مارنے سے پرہیز کرے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۱۰ صہ ۵۰۰ حدیث ۲۳۶۲ غلام آزاد کرنے کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ "بعض اوقات بندہ ایسی بات کہہ دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ دوزخ کے اندر اترتا چلا جاتا ہے اتنی دور تک جتنی مسافت مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

حوالہ:۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۵۳ حدیث ۱۲۱۰ باب ۵۱۹ زہد کا بیان۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن میں اُن کا دشمن ہوں گا (۱) وہ شخص جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر عہد کو توڑ دے (۲) دوسرا وہ شخص جو کسی آزاد آدمی کو بیچ ڈالے اور اس کی قیمت کھا جائے (۳) تیسرا وہ شخص جو کسی مزدور کو اُجرت میں لگائے پھر اس سے پورا کام لے کر مزدوری نہ دے۔

حوالہ:۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱ پارہ ۹ صہ ۵۰۱ حدیث ۲۰۹۵ اجارہ کا بیان

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم تین آدمی ایک جگہ ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں

آہستہ کچھ بات نہ کرو جب تک کہ بہت سے آدمی نہ ہوں تاکہ وہ (تیسرا شخص) رنجیدہ نہ ہو۔

حوالہ :۔ صحیح بخاری شریف جلد ۳ پارہ ۲۶ ص ۲۸۳ حدیث ۱۲۱۳ اجازت لینے کا بیان۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی بخشش کی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو مگر وہ شخص بخشش سے محروم رہ جاتا ہے جو کسی مسلمان سے کینہ اور عداوت رکھتا ہو اور فرشتوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دے دو کہ آپس میں صلح کرلیں۔" (مختصر)

حوالہ :۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۰۹ حدیث ۸۵۶ باب ۲۹۵ ادب کا بیان

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

حوالہ :۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۹ حدیث ۳۳ باب ۳۶ کتاب الایمان۔

حدیث :۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔"

حوالہ :۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۴۴۳ حدیث ۴۷۰ اقارب سے سلوک کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ ص ۱۲۹

حدیث :۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "نیک اور بد ہمنشین مشک بیچنے والے اور دھونکنی دھونکنے والے کی مانند ہیں۔ مشک بیچنے والا یا تو تجھ کو مشک مفت دیدے گا یا تو اس سے خرید لے

Scanned by CamScanner

دے گا اور کم از کم اور کچھ نہیں تو اس کی خوشبو ضرور تیرے دل و دماغ کو تازہ کر دیگی
اور دھونکنی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا تو اس سے دماغ پاش ہو
(دھواں) حاصل کرے گا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۱ حدیث ۴۷۶۲ خدا سے محبت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۴۰

حدیث:- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے "میں تم کو بتاؤں کہ تم میں سے بہترین لوگ کون ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے"!

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ حدیث ۴۷۷۳ خدا سے محبت کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۵۱

حدیث:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "حیا اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے (یعنی ایک دوسرے سے وابستہ ہے) ان میں سے جب ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں یوں ہے کہ ان میں سے جب ایک کو دور کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۹ حدیث ۴۸۳۹ نرمی اور حیا کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۷۲

حدیث:- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جھوٹ بولنا صرف تین مواقع پر جائز ہے۔ ایک تو مرد کا جھوٹ بولنا اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے، دوسرے لڑائی میں جھوٹ بولنا اور تیسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں جھوٹ بولنا۔

حوالہ:- (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ حدیث ۴۸۸۳ دوستی اور عیب جوئی کا بیان

(۲) مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۱۵۳ دوستی اور عیب جوئی کا بیان۔

حدیث: ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "تین آدمی ہیں جن پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک وہ شخص جس نے ہمیشہ شراب پی، دوسرا وہ جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی، تیسرا دیوث جو اپنے گھر والوں سے ناپاک کام کرائے یعنی زنا"۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۹۵ حدیث ۳۳۶۶ شراب پر وعید کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۵

حدیث: ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی جنت میں نہ جائیں گے۔ ہمیشہ شراب پینے والا، رشتہ داری کے تعلق کو منقطع کرنے والا اور جادو پر یقین و اعتقاد رکھنے والا۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۶۹۵ حدیث ۳۳۶۷ شراب پر وعید کا بیان
(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۳۳۵

حدیث: ۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا لایا گیا پھر ہمارے سامنے کھانے کو پیش کیا گیا ہم نے عرض کیا ہم کو خواہش نہیں ہے (اگرچہ ہم بھوکے تھے لیکن بہ تکلف یہ الفاظ کہہ دیئے) آپ نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو نہ جمع کرو۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۹۳۱ حدیث ۴۰۳۰ ضیافت کا بیان۔
(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۱۳

حدیث: ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جس شخص کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو شخص بغیر بلائے کسی کے ہاں کھانے کو چلا جائے وہ چوروں کی طرح آیا اور مال لوٹ کر واپس ہوا"۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ حدیث ۳۰۶۳ ولیمہ کا بیان۔

Scanned by CamScanner

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ ولیمہ کا بیان۔

حدیث: ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دعا اور نہیں زیادہ کرتی عمر کو مگر نیکی"۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ حدیث ۲۱۱۲ دعاؤں کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۴۲

حدیث: ۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریح خارج ہونے پر ہنسنے والوں کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا "تم میں سے کوئی شخص ایک ایسی بات پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود بھی کرتا ہے۔ (مختصرا)

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۰ حدیث ۳۰۸۲ صحبت و اختلاط کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۸۱

حدیث: ۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "کیا ہے مقدار علم کی کہ جب انسان اتنا حاصل کرلے تو فقیہہ (عالم) بن جائے" (اور دنیا و آخرت میں اس کا شمار عالموں میں ہو) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جو شخص میری امت کو فائدہ پہنچانے کے لئے چالیس حدیثیں امر دین کی یاد کرے اللہ اس کو قیامت میں فقیہہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا"۔

حوالہ: ۔ (۱) مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ حدیث ۲۲۹ علم کا بیان۔

(۲) مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۰۳

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ زلزال میں آیت نمبر ۷، ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ۔ جس نے ذرّے برابر نیکی کی ہو گی وہ اُسے دیکھے گا اور جس نے ذرّے برابر برائی کی ہو گی وہ اُسے دیکھے گا۔

Scanned by CamScanner

چھوٹی نیکی کو حقیر نہ سمجھو یہ بڑی ہو کر ملے گی اور تھوڑے سے گناہ کو بھی بے جان نہ سمجھو کہیں تھوڑا تھوڑا مل کر بہت نہ بن جائے ذرّہ کے معنی چھوٹی چیونٹی کے ہیں، یعنی نیکیوں کو اور برائیوں کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی اپنے نامۂ اعمال میں دیکھ لے گا۔ بدی تو ایک ہی لکھی جاتی ہے، نیکی ایک کے بدلے دس بلکہ جس کے لئے خدا چاہے اس سے بھی بہت زیادہ بلکہ ان نیکیوں کے بدلے برائیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں، پھر یہ بھی ہے کہ جس کی نیکی برائی سے ایک ذرّے کے برابر بڑھ گئی وہ جنتی ہو گیا

حوالہ:۔ تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۳۰ صفحہ ۹۵ سورۂ زلزال کی تفسیر میں۔

قرآن کریم کے تیسویں پارہ میں سورۂ زلزال میں آیت نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:۔ جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دیگی اس لئے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہوگا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو اگل دے گی سونا چاندی مثل ستونوں کے باہر نکل پڑے گا قاتل اسے دیکھ کر افسوس کرتا ہوا کہے گا کہ ہائے اسی مال کے لئے میں نے فلاں فلاں کو قتل کیا تھا آج یہ یوں اِدھر اُدھر رل رہا ہے کوئی آنکھ بھر کر دیکھتا بھی نہیں، اسی طرح صلہ رحمی توڑنے والا بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں آکر رشتے داروں سے میں سلوک نہیں کرتا تھا، چور بھی کہے گا کہ اسی کی محبت میں میں نے ہاتھ کٹوا دیئے غرضکہ وہ مال یونہی رلتا پھرے گا کوئی نہیں لے گا انسان اسوقت ہکّا بکّا رہ جائے گا اور کہے گا کہ یہ تو ہلنے جلنے والی نہ تھی بالکل ٹھہری ہوئی بوجھل اور جمی ہوئی تھی اسے کیا ہو گیا کہ یوں بید کی طرح تھرانے لگی؟ اور ساتھ ہی جب دیکھے گا کہ تمام اگلی پچھلی لاشیں بھی زمین نے اگل دیں تو اور حیران و پریشان ہو جائے گا کہ آخر اسے کیا ہو گیا ہے؟ پس زمین بالکل بدل جائیگی اور آسمان بھی اور سب لوگ اس قہار خدا کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے، زمین کھلے طور پر صاف

Scanned by CamScanner

گواہی دے گی کہ فلاں فلاں نافرمانی اس پر کی ہے۔

حوالہ:- تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۳۰ صفحہ ۹۳ سورۂ زلزال کی تفسیر میں۔

قرآن عظیم کے پچیسویں پارہ میں سورۂ شوریٰ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ:- خدا ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا، ہم میں اور تم میں کچھ بحث اور تکرار نہیں ہے خدا ہم سب کو (قیامت کے دن) جمع کرے گا اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

میرے عزیز دوست! قیامت ایک دن ضرور آئیگی اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندہ کرے گا اور حساب و کتاب ہر ایک شخص کا ہوگا اس وقت حق اور باطل سچ اور جھوٹ ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

اے میرے مالکِ مختار! تو غفار ہے، تو کریم ہے، تو رحیم ہے، ہم سب تیرے بندے ہیں اور تیرے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں، تیرے رحم و کرم اور مغفرت کے امیدوار ہیں۔ اے میرے مولیٰ تیرے رحم و کرم سے تیرے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا کلمہ پڑھنے والے تمام امت مسلمہ کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، ان کو بھلائی کی زندگی عطا فرما اور ایمان کی سلامتی دے، دنیا اور آخرت کے تمام غموں سے نجات دے اور قیامت میں تیری رحمت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مجھے اور میرے ماں باپ اور میرے عام مسلمان بھائیوں کو نصیب کر (آمین - آمین - آمین)

تمت بفضل اللہ الکریم

50

صفحہ	
	# ہندوستان کے علمائے کرام کے اظہار اعتماد اور اخبارات کے تبصرے شریعت یا جہالت کی تائید میں

۸۰۲	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تصدیق
۸۰۴	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ سہارنپوری کی تصدیق۔
۸۰۵	حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندوی صاحب دامت فیوضہم لکھنو کا اظہار اعتماد
۸۰۶	صاحبزادہ محترم حضرت مولانا سید اسعد میاں صاحب مدنی کا اظہار اعتماد۔
۸۰۷	حضرت مولانا ضمیر احمد صاحب اعظمی فاضل دیوبند اور ان کے معاونین کی تصدیق۔
۸۰۹	حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا اظہار اعتماد۔
۸۱۰	قاضی احمد حسین صاحب مرحوم قاضی شہر کانپور کا اظہار حقیقت۔
۸۱۳	مولانا حافظ عبدالمتین صاحب جوناگڑھ عالم فاضل ادب پنجاب یونیورسٹی کا اظہار اعتماد۔
۸۱۵	سپاسنامہ منجانب ادارہ اہل سنت والجماعت و اہالیان مسجد کمال سلطان شاہی احمد آباد
۸۱۷	نذرانۂ عقیدت۔
۸۱۹	بحضور عاشقِ محبوب سبحانی علامہ حقانی مدظلہ۔
۸۲۰	بڑودہ کی میٹنگ اور علمائے گجرات کا بیان۔
۸۲۴	حقانی صاحب کا مقدمہ عدالت گاہ ثبوت میں۔
۸۲۷	حضرت مولانا حقانی صاحب اور ایک اہم استفتاء مع جواب۔
۸۳۰	حضرت مولانا مفتی محمد ظفیرالدین صاحب مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند۔
۸۳۱	جسے بگڑا ہوا گراں سمجھتا ہے۔ از حضرت مولانا شاہین جمالی صاحب ایڈیٹر دیوبند ٹائمز۔
۸۳۲	علمائے بریلی کا اظہار خیال
۸۳۴	اخبارات کے تبصرے کتاب شریعت یا جہالت کی تائید میں
۸۴۸	حقانی صاحب کا بمبئی میں ورود مسعود۔
۸۵۵	حقانی صاحب علم کی نظر میں۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تصدیق

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دار العلوم دیوبند

حقانی صاحب مشہور مبلغ اسلام اور خواص وعوام میں مقبول انسان ہیں بظاہر وہ اَن پڑھ ہیں تعلیم یافتہ لوگوں میں شمار نہیں کیے جاتے ہیں لیکن اپنے علم و معلومات اور علمی محفوظات کے لحاظ سے اہل علم کے زمرہ میں منجانب اللہ شامل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک تازہ تصنیف شریعت یا جہالت میں جس کی مقبولیت خواص وعوام میں پیوست ہو چکی ہے، مروجہ بدعات اور رسومِ قبیحہ کے خلاف کتاب و سنت اور فقہِ حنفی کی روشنی میں جو دلائل پیش کئے ہیں اور بحوالہ کتب بلکہ بقید صفحہ وسطر وہ اٹل ہیں اور ان سے ہزاروں انسانوں کی اصلاح ہوئی ہے محض بدعت پسند لوگ لکھتے ہیں کہ ایک بے پڑھے لکھے جاہل آدمی کو آگے لایا جانا اور وہ بھی علماء کے قلم سے زیب نہیں دیتا۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ ایک ایسے شخص کو جو صرف چالیس[1] حدیثیں یاد کئے ہوئے ہو یوم حشر میں زمرۂ علماء میں اُٹھایا جائے گا۔ تو جس شخص کے سینے میں ہزارہا حدیثیں اور روایات اور کتاب اللہ کی آیات بقید صفحہ وسطر محفوظ ہوں آخر زمرۂ علماء میں شمار نہ کرنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کے وعظ و پند سے ہزارہا جہلاء کی اصلاح ہوئی ہے

---

[1] مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱ حدیث ۲۳۹ کتاب العلم

آخری درجہ کی بات یہ ہے کہ اہل حق نے ہزارہا جہلار اور گرفتاران بدعت کو ساٹھ ستّر برس تک بھگتا ہے وہ لوگ آخر ایک "جاہل" کو کیوں نہیں برداشت کر سکتے۔

حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" کے کئی ایڈیشن ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکے ہیں اور مخلوق خدا کی اس سے غیر معمولی اصلاح ہوئی ہے اس کتاب میں بعض چیزیں توضیح طلب تھیں حقانی صاحب کی حق پسندی اور بے لوثی ہے کہ انہوں نے از سرِ نو پھر علمار حق کی طرف رجوع کر کے اس پر تنقیدی نظر ڈالنے کی خواہش فرمائی۔

مولانا ضمیر احمد صاحب فاضل دیو بند۔ صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ عربیہ (کرامتیہ دار الفیض) جلال پور ضلع فیض آباد نے ان مبہمات کی توضیح فرمادی ہے جس سے وہ کھٹک بھی رفع ہو گئی جسے مخالفین ان کے خلاف ایک ہتھیار کی حیثیت سے استعمال کرتے تھے۔ اب یہ کتاب ایک مستند کتاب کی حیثیت رکھتی ہے جس سے سُنّت و بدعت اور توحید و شرک الگ الگ ہو کر ممتاز ہو جاتے ہیں۔ حق پسند اور حق جُو مسلمانوں کے لئے یہ کتاب آئینۂ توحید اور مرآۃِ سُنّت ہے جس سے اُمید ہے کہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور حقانی صاحب کے حق میں دعا گو رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے مفتاح خیر اور مغلاق شر بنائے۔ آمین

این دعا از من و از جملہ جہان آمین آباد

(قاری) محمد طیب

مہتمم دار العلوم دیوبند

۱۱- اگست ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تصدیق

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ

اس ناکارہ کو حقانی صاحب سے دس پندرہ سال سے واقفیت ہے اور ان کے علوم سے لوگوں کو نفع پہنچنا میرے گجراتی احباب نے بیان کیا۔ ان کا رسالہ "شریعت یا جہالت" میں بھی دیکھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حقانی صاحب اور ان کی تالیف کو دونوں جہان میں مقبول بنائے۔ اب آنکھوں کی معذوری اور امراض کی کثرت کی وجہ سے کتاب "شریعت یا جہالت"، کو اشتیاق کے باوجود نہ معلوم کب تک سن سکوں گا! جیسا کہ حضرت قاری (مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند) نے تحریر فرمایا ہے کہ پہلے جو اشکالات ہو سکتے تھے ان کو بھی رفع کر دیا گیا۔ ایسی صورت میں یہ کتاب اور بھی جامع اور مفید ہوگی۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس سے متمتع فرمائے۔ آمین

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

سہارن پور (یو۔پی)

۱۲۔ شعبان ۱۳۹۵ھ

Scanned by CamScanner

۷۸۶

اظہار اعتماد

حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندوی صاحب دامت فیوضہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اللہ اپنا کام جس سے بھی لے یہ اُس کی حکمت و رحمت پر منحصر ہے وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُس کے لئے نہ کسی مدرسہ کا مستند عالم ہونا شرط ہے نہ عالم متبحر نہ کہنہ مشق مصنف ہونا شرط ہے نہ بلند بانگ خطیب، اِدھر کئی سال سے ہمارے محترم دوست حقانی صاحب سے وہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا جو اہم کام ایک وسیع پیمانہ پر لے رہا ہے اور اُن کے مواعظ و تقاریر سے کم سے کم اصلاح عقیدہ اور اصلاح رسوم کے میدان میں خلق خدا کو جو نفع پہنچ رہا ہے وہ اس کا ایک نمونہ ہے۔ عیاں راچہ بیاں

اُن کی ان ہی اصلاحی خدمات میں اُن کی کتاب "شریعت یا جہالت" ہے جو عام فہم اور عام لوگوں کے مذاق کے مطابق ہونے کی وجہ سے صدہا قارئین کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے افسوس ہے کہ یہاں ضعف بصارت اور براہ راست پڑھنے لکھنے کی معذوری کی وجہ سے اس کا مطالعہ نہیں کرسکا ہوں لیکن حقانی صاحب کے خیالات و مسلک اور انکے مواعظ کے اثرات سے واقف ہوں ہمارے ملک کی دو بلند پایہ اور مقتدر ہستیوں مخدومنا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تحریر و توثیق کے بعد میرے کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن اپنی سعادت اور ایک شہادت حق سمجھ کر یہ ال الفاظ لکھوا دیئے۔ اللہ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے اور مصنف کو اور اس کو اور زیادہ نفع بخش بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابوالحسن علی

یکم ستمبر ۱۹۸۵ء دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

Scanned by CamScanner

۵۸۶

اظہارِ اعتماد

صاحبزادۂ محترم حضرت مولانا سید اسعد میاں صاحب مدنی

— صدر جمعیۃ العلماء ہند —

جناب مخدوم حقانی صاحب اور ان کی تصنیف "شریعت یا جہالت" سے برسوں سے واقف ہوں اور مختلف اوقات اور مقامات پر شرفِ نیاز حاصل کر چکا ہوں۔ بہر حال دوسرے حضرات خصوصاً حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی رائے اور تبصرے سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ حقانی صاحب سے اسلام و مسلمانوں کی مقبول خدمات لے اور خلوص و قبولیت سے زیادہ سے زیادہ نوازے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین فقط والسلام

حضرت مولانا سید اسعد غفرلہٗ مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

۲۔ دسمبر ۱۹۷۵ء وارد حال۔ بہرائچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیق

بحضرت مولانا ضمیر احمد صاحب اعظمی

(فاضل دیوبند) اوران کے معاونین

یہ قدرت کی دین ہی تو ہے کہ ایک اَن پڑھ آدمی جو اُردو کی معمولی عبارت بھی باسانی پڑھنے پر قادر نہ ہو، دین اور شریعت سے نابلد ہو اُس کو دین اور شریعت کے علم سے اتنا نواز دیا جائے کہ اب وہ نہ صرف دین کا زبردست مبلغ بمثل واعظ اور خطیب بلکہ وہ ایک ایسی مفید اور عام فہم کتاب "شریعت یا جہالت" کا مصنف بھی ہے جو بیانِ توحید، ردِّ بدعات اور اصلاحِ رسوم میں ایک کامیاب کتاب ہے۔

اس کتاب کی حیرت انگیز خوبی یہ ہے کہ اسمیں جو مسئلہ بھی زیرِ بحث آیا ہے اس کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث اور کتبِ تفسیر و فقہ کے مستند حوالے اتنی کثرت سے ذکر کئے گئے ہیں کہ پڑھنے والے میں اگر اصلاح پذیری کی کچھ بھی رمق باقی ہے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چونکہ یہ کتاب پہلی بار دسمبر ۱۹۶۲ء میں چھپی تھی جس پر اب سترہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس عرصہ میں جناب حقانی صاحب نے اپنے تجربات کی روشنی میں ضرورت محسوس فرمائی کہ اپنی مزید اور مفید معلومات کا اس میں اضافہ کردیں اور اس پر کچھ احباب کا اصرار بھی ہوا نیز کتاب کے مندرجات پر نظرِ ثانی کی بھی ضرورت تھی تاکہ جن عبارتوں میں کچھ ابہام محسوس کیا جارہا تھا اس کو واضح کردیا جائے اور پھر علماء کی خدمات میں پیش کرکے

Scanned by CamScanner

سندِ اعتماد حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں حقانی صاحب نے مجھ ناچیز کے پاس کتاب کا مسودہ بھیجا۔ میں نے اپنی علمی بے بضاعتی کے پیشِ نظر اپنے مدرسہ کے دیگر مدرسین حضرات علماء کرام کی موجودگی میں مسلسل ایک ماہ تک کتاب کے مسودہ کو حرف بحرف بغور پڑھا اور جو جگہ اپنی فہم کے مطابق توضیح طلب نظر آئی یا کہیں کچھ اضافہ کی ضرورت محسوس کی گئی تو وہاں بحث و تحیص سے حتی الوسع اطمینان حاصل کر کے مناسب وضاحت یا اضافہ کر دیا۔

مع ہٰذا انسان بہرحال انسان ہے خطا و نسیان سے برات کا دعویٰ نہیں ہو سکتا میرے نزدیک حق پسند وہ ہے جو قبولِ حق کے لئے ہمہ وقت تیار رہے اور اپنی غلطی کو اگر واقعی غلطی ہے تو قبول کر کے اپنی اصلاح کرے۔

حقانی صاحب میں اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یہ خوبی بھی عطا فرمائی ہو، بہرحال میں اپنے علم کی حد تک اس کتاب کو صحیح، مفید اور قابلِ اعتماد تصور کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ اصلاح اور افادہ کو عام اور تام بنائے۔ آمین

ابو الازہر ضمیر احمد اعظمی غفرلہٗ صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ عربیہ
(کرامتیہ دار الفیض) جلال پور

العبد ظہیر الدین الفیض آبادی عفی عنہٗ

نبیہ محمد مدرس مدرسہ کرامتیہ جلال پور

منشی نور محمد صاحب، جلال پور (فیض آباد)

۹ - مئی ۱۹۷۵ء

Scanned by CamScanner

اظہارِ اعتماد

محترم حضرت مولانا حقانی صاحب کے ساتھ مجھے مسلسل گیارہ مہینے تک رہنے کا اتفاق رہا ہے۔ میرا کام یہ تھا کہ "شریعت یا جہالت" کے اضافہ شدہ ایڈیشن کے مسودے کو صاف کر کے کاتبوں کے حوالے کرنے کے لائق بناؤں اس دوران مجھے اس کتاب کو متعدد بار نقل کرنا پڑا۔ نقل کے دوران تجربات میں نے خاص طور سے محسوس کی وہ یہ تھی کہ اس کتاب کا کوئی ایسا جملہ جو لسانی قواعد کے اعتبار سے غلط ہو اگر اسکو درست کرنے کی کوشش کی جائے تو اثر اندازی کی وہ کیفیت جو پہلے تھی باقی نہیں رہ جاتی۔

حقانی صاحب کو میں نے قریب سے دیکھا ہے۔ موصوف کا تعلق قرآن و حدیث سے بہت گہرا ہے۔ ہر سوال کا جواب قرآن و حدیث ہی میں تلاش کرتے ہیں اور سائل کو جواب قرآن و حدیث سے اس طور پر دیتے ہیں کہ وہ مطمئن ہو جاتا ہے موصوف کا قرآن و سنت سے لگاؤ عشق کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔

قرآن و سنت سے اسی عشق اور شغف کا یہ نتیجہ ہے کہ موصوف کا بیان خواہ تقریری ہو یا تحریری اپنے اندر قطعیت، وقار اور عجیب طرح کا حسن اور سادگی رکھتا ہے۔ اور موصوف کے اخلاص اور تبلیغ حق کے لئے سوز قلبی اور اتباع سنت میں عاشقانہ شان رکھنے ہی کا یہ ثمرہ ہے کہ باری تعالیٰ نے خواہ تقریر ہو یا تحریر دونوں میدانوں میں یکساں قبول عام عطا فرمایا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل
پوسٹ و باغ نگر۔ ضلع و بستی
یو۔ پی

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقفِ اسرارِ قرآنی | منبعِ فیوض و برکاتِ ربانی
مہبطِ الہامِ یزدانی | حضرتِ مولانا محمد یالن حقانی

اظہارِ حقیقت

حضرت مولانا محمد یالن حقانی گجراتی کی کانپور میں تشریف آوری ایک اتفاقی بات تھی مگر کون جانتا تھا کہ قدرت نے باشندگانِ کانپور کی قسمت کی کنجی مولانا کے دستِ مبارک میں رکھ دی ہے۔

چند دنوں کے لئے مولانا صاحب کو کانپور آنے کی زحمت دی گئی تھی مگر آج یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ اب کانپور کے ایک ایک باشندے کے دل میں حقانی بس چکے ہیں اب حقانی صاحب اور کانپور لازم و ملزوم ہو چکے ہیں۔ مولانا کی تقریروں سے پشتہا پشت کی رسوم اور بدعات کا سدّباب ہوا۔ اہلِ حق کا بول بالا ہوا۔ اب کانپور کے مسلمان شرک و بدعت اور فرض و سُنّت میں فرق و امتیاز کرنا سیکھ گئے ہیں اور اہلِ باطل کے سامنے ابھر کر آگئے۔ مولانا حقانی صاحب کی تقریروں نے صدفِ بے مایہ کو مثلِ ابرِ نیساں دُرِ بے بہا سے بھرپور کر دیا یعنی سرزمین کانپور کو قرآن و حدیث کے آبدار موتیوں سے مالامال کر دیا۔ گم کردہ راہوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی رسوم بد سے اجتناب کا سلیقہ آگیا، گھر گھر سے ظلمت دور ہوئی، قرآن و حدیث کی روشنی پھیلی، انوارِ نبوت نے دلوں کو منور و مجلّیٰ فرمایا۔ کتنوں نے راہ راست پر چلنے کا عہد و پیمان کیا کتنوں نے

Scanned by CamScanner

اپنی غفلت کی پچھلی زندگی پر اشک ندامت بہائے۔ نوجوانوں نے دین کی باتیں سننا سیکھا اور اپنی اصلاح کا اعلان کیا۔ کتنوں نے ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کی۔ کتنوں نے نمازیں شروع کیں۔ کتنے ظالم نوجوانوں نے اپنے ظلم و ستم کو ترک کر کے خدمتِ خلق و خدمتِ دین کا بیڑا اٹھایا۔ کتنی خواتین نے رسوم بد سے توبہ کر لی۔ بدعات کو ترک کر دیا، اتباعِ سنت اور پابندی صوم و صلوٰۃ اپنے گھر اور اہل و عیال میں رائج کر دی۔ بوڑھوں اور ضعیفوں نے خدا کی طرف لو لگائی، رضائے الٰہی کے جویاں اور خوفِ الٰہی سے ترساں ہو گئے۔ الغرض حضرت مولانا محمد یاسین حقانی صاحب نے وہ کرشمہ دکھایا اور اپنی پُرزور اور پُراثر دل پسند تقریروں سے مدتوں کے معاصی کے سیاہ بادل کو چاک کر کے کتاب و سنت کے آفتاب عالم تاب کو چمکا دیا جس کی روشنی میں اب راہِ ہدایت نمایاں اور تابندہ ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء الیٰ یوم القیامۃ

مولانا حقانی کی تقریروں نے اہلِ بدعت کی قوتِ گویائی سلب کر لی۔ اُن سے بات اب بنائے نہیں بنتی۔ مسلمانوں کو مولانا نے حق و باطل کا فرق کرنا سکھا دیا۔ عوام و خواص کو قرآن و حدیث کی کسوٹی بخشدی۔ آئندہ اہلِ بدعت و ضلالت کے دامِ تزویر میں پھنسنے سے بچنے کی راہ کھول دی اور ہوشیار اور صاحبِ ادراک بنا دیا۔

میرا اور کانپور اور گرد و نواح کانپور کے علمائے ربانیین کا اِس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت مولانا محمد یاسین حقانی صاحب کا مذہبی کتب خصوصاً قرآن و حدیث و فقہ کا مطالعہ نہایت وسیع اور حافظہ بے پناہ و بے حد قوی بلکہ فوق الفطرت ہے۔ ایک موضوع پر قرآن کریم کی اتنی آیات مع پارہ، سورہ، رکوع و آیت نمبر وغیرہ پیش کرتے ہیں کہ عقلا و اہلِ علم دنگ رہ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی بارش یا نزول ہو رہا ہے۔ اسی طرح احادیث نبوی کے، کتب درسیہ کے علاوہ کتب غیر درسی، قدیم کتب تک کے مع نام کتاب، باب، صفحہ، حدیث نمبر، راوی کے نام وغیرہ اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ بڑے بڑے خواص و حفاظِ حدیث انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

خلاصہ یہ ہے کہ مولانا حقانی کو کیا کہا جائے۔ بیک وقت مبلغ ہیں، مجدد ہیں، مقرر ہیں، حافظِ قرآن وحدیث ہیں، مجاہد فی سبیل اللہ ہیں، عاشقِ رسول اللہ ہیں، صاحبِ خیر، صاحبِ اخلاقِ حسنہ، صاحبِ بڑ و نوال، منکسر المزاج نہایت شگفتہ خاطر، حق گو، حق آگاہ، طبیعت میں سادگی مگر نہایت صفائی ستھرائی کے ساتھ بے تکلفی، قلب مبارک جذبۂ خیر سے لبریز، ہمدردی خلق سے سرشار مسکینوں، غریبوں، محتاجوں اور معصوم بچوں کے از حد غمخوار و دلنواز، اللہ کی دی ہوئی علمی و مالی دولت کو بے تحاشہ دین وملت و انسانیت پر قربان کرنیوالے "مہمان نواز" طلباء نواز" مسافر نواز" مدارس نواز الغرض مولانا حقانی صاحب قدرت کا ایک شاہکار اور اسلاف صالحین کا ایک بہترین نمونہ ہیں اور دَورِ حاضر کے مامور من اللہ اور اس کے بندگانِ خاص میں سے ہیں۔ جو ایک طرف مسلمانوں کے قلوب کتاب و سنت سے گرماتے ہیں تو دوسری طرف غیر مسلموں سے بھی دادِ تحسین حاصل کرتے ہیں بعض غیر مسلم حکام ان کو اوتار سمجھنے لگے ہیں۔ ان پر فضل ربّی یہ ہے کہ تقریر میں فرید العصر ہیں تو تحریر میں بھی سلاست و روانی ہے۔ عام فہم تحریر میں بھی ید طولیٰ حاصل ہے جس کی مثال آپ کی تصنیف "شریعت یا جہالت" ہے جو معارف اور حقائق کا خزانہ ہے۔ ہر بچے، بوڑھے عورت و مرد اس کے مطالعہ سے ہدایت پا سکتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ مولانا کی تقریروں میں تاثیر من جانب اللہ ہے یا آپ کی کرامت ہے کہ ڈھائی مہینہ تک مسلسل شبینہ جلسوں میں ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ کا مجمع آپ کی تقریروں سے مستفیض ہوتا رہا۔ اہلِ کانپور کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کسی دَور میں کسی بڑی سے بڑی کانفرنس میں بھی کبھی ایسے اجتماعات نہیں ہوئے۔ اور مسلسل راتوں کی بیداری اور لاکھوں آدمیوں کی بیداری اور مزید شوق بیداری یہ رجوعِ خلق فضلِ خدا یا کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ زاد اللہ عمرہٗ وحفظہٗ

قاضی احمد حسین صاحب قاضی شہر کانپور

المرقوم ۳۰۔ جولائی ۱۹۷۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولانا حافظ عبدالمتین صاحب جوناگڑھی

عالم و فاضل ادیب پنجاب یونیورسٹی

کا

اظہار اعتماد

حامداً و مصلیاً :۔ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور حضرت بلال رض کعبۃ اللہ کی چھت پر اپنی دلکش آواز میں اذان دینے لگے تو چند قریشی نوجوان یہ کہتے ہوئے باہر نکلے "لو اب یہ ننگے بھوکے اور کالے کلوٹے لوگ کعبۃ اللہ پر قابض ہوگئے تو جینے سے کیا فائدہ! ہماری سرداری تو خاک میں مل گئی، عزت و مساوات بھی گئی، گو بعد میں وہ بھی مسلمان ہو گئے[1]"!

کچھ اسی طرح بدعتیوں، مشرکوں، نادان پیروں، نام نہاد مولویوں اور شہوت پرست سجادہ نشینوں نے اس وقت کہا جبکہ حقانی صاحب حق تعالیٰ کے دین حق کا اعلان کرتے ہوئے مجاہدانہ شان سے منظرِ عام پر آئے۔ دین کے دشمنوں نے کہا کہ گجرات اور سوراشٹر میں رہنا اب بیکار ہے ستیاناس نکال دیا اس شخص نے ہمارا۔ اگر مخالفوں نے یہ کہا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ حالات اور واقعات گواہ ہیں کہ حقانی صاحب ایک ایٹم بم یا آسمانی بجلی بن کر اُن کے سروں پر گرے ہیں جب انہیں اپنا مستقبل تاریک

---

[1] ابن ہشام

نظر آنے لگا اور کوئی واقعی اعتراض کی بات انھیں نہ ملی تو حقانی صاحب کو اَن پڑھ بتاکر اور اُن کی کتاب "شریعت یا جہالت" کو غیر مستند اور کمزور عبارتیں پیش کرکے گرانا چاہا۔ مگر سب نے دیکھ لیا کہ ایسے عالم خود ہی عوام کی نظروں سے گرگئے۔ اور اگر ان کے حسد و تکبر کا یہی عالم رہا تو وہ وقت دور نہیں جبکہ حق سے روشناس ہونے والی مُسلم قوم کے سامنے انھیں سر چھپانے اور مُنھ دکھانے کی بھی جگہ نہ مل سکے گی۔ ہاں البتہ اصولی طور پر علمی بحث و فکر اور نقد و نظر سے کسی کو نہیں روکا گیا۔ اگر صحیح و مستند بات پیش کرکے کتاب کی خامی اور غلطی پر متوجہ کیا جائے گا تو یقیناً وہ بات لائق توجہ اور قابل قبول ہوگی مگر حاسدانہ لفاظی اور معاندانہ بکواس کے لئے اس تحقیقی کتاب میں کوئی گنجائش نہیں۔

اس موقع پر علمائے گجرات اور مُسلم جریدوں کے مدیر صاحبان کو جتنی بھی مبارکباد دی جائے کم ہے جنہوں نے نہ صرف حقانی صاحب کی پُرزور تائید کی بلکہ ہمت افزائی اور تعاون کے لئے موصوف کے کمزور کاندھوں پر اپنا شفقت اور ہمدردی بھرا ہاتھ رکھا اور عین اس وقت جبکہ بدعتیوں نے کتاب "شریعت یا جہالت" ضبط کرانے کے لئے پوری پوری تیاری کرلی تھی تو ان علمائے کرام اور دیگر معزز حضرات نے سخت جدوجہد اور نہایت دَوڑ دھوپ کرکے اس کتاب کی اشاعت کو بحال رکھوایا۔

اللہ تعالےٰ ان بزرگ ہستیوں کے فیوض و برکات سے ملّت و قوم کو فیضیاب کرے اور ان سے اپنے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے کر دنیا و آخرت کی خوشگوار نعمتوں اور لازوال سعادتوں سے انھیں مالامال کرے۔ آمین

عبد المتین میمن بن مولانا حافظ عبد اللطیف غفرلہٗ۔ میمن واڑہ

جوناگڑھ (سوراشٹر)

۱۰۔ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳۔ اپریل ۱۹۶۵ء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاسنامہ

مدینہ

ادارہ اہل سنت و جماعت و اہالیان مسجد

کمان سلطان شاہی حیدرآباد (دکن)

بخدمت شریف حضرت مولانا محمد ایان حقانی صاحب دام اقبالکم

مکرم و محترم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حیدرآباد کی گذشتہ پچاس سالہ تاریخ کے پیش نظر ہمارا یہ یقان ہے کہ مسجد حیدرآباد کی جاریہ مجالس وعظ و ذکر الٰہی اپنی نظیر آپ ہیں۔ اختلاف مذہب و عقیدے کے سبب مسلمان مختلف طبقوں اور فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ان سب کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کی کوششیں پچھلے دور میں بھی کی گئی تھیں اور اب بھی کی جارہی ہیں۔ لیکن وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی جو عملی تعبیر دس دنوں میں یہاں کی مسجد میں نظر آئی ہے، آپ کے مواعظ حسنہ کی للٰہیت نے، اخلاص فی الدین نے بالخصوص کتاب اللہ اور اتباع سنت رسول کی دعوت نے جو کام کیا ہے، اور مختلف مکاتب فکر جیسے اہل سنت و جماعت، جماعت اسلامی اور اہل حدیث، تبلیغی و اصلاحی تحریکات کے داعی مختلف ادارے، جماعتیں اور عوام و خواص اپنے اپنے اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے جس طرح یہاں ہم خیال و ہم آہنگ نظر آتے ہیں اس کی مثال حیدرآباد کی گذشتہ تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ تمام انسان اولاد آدم ہیں جن کی فطرت ایک جن کے جذبات و داعیات رنج و الم راحت و امن سبھی ایک، جن کا خدا ایک، پھر کوئی وجہ

نہیں کہ ایک کتاب اللہ اور ایک رسول اللہ کی تعلیمات کی کماحقہٗ اتباع کے ذریعے ہم خیال و ہم مذہب ہو کر مَآ اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کے معیار پر ایک ہی جماعت نہ بن جائیں۔ کورانہ تقلید اور علمائے سوء کے چکر سے اُمّت کو نجات دلانا بندگانِ خدا کو اللہ ہی کے در پر جھکا دینا۔ کتاب و سُنّت کے تحت مخلوقِ خدا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً مَآ اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کے معیار پر دعوت الی الخیر پیش کرنا تاکہ یہ اُمّت خیر اُمّت بن کر دنیا میں امن اور آخرت میں مغفرت و جنّت کی مستحق ہو سکے۔
چنانچہ وقت کی اس اہم ضرورت کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ والا جناب نے بتوفیقِ الٰہی محسوس فرما کر جو سعی بلیغ فرمائی ہے اور جس طرح آوازۂ حق بلند فرمایا ہے اور شہادتِ حق کا فریضہ انجام دیا ہے اُس نے شیدایانِ خدا و رسول کو اس دس روزہ مختصر مدّت میں "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" کا عملی نمونہ اسی مسجد میں دکھلا دیا۔ اس کے علاوہ کہ مسجد اپنی تاریخی وسعت کے باوجود تنگ دامنی کا شکوہ کر رہی تھی بدایں وجہ مزید دو تقریریں نمائش میدان میں منعقد کرنی پڑیں۔

ہم آپ کی سرفروشانہ مساعیٔ جمیلہ، جرأتِ مومنانہ کی ستائش کرتے ہیں اور آپ کے اور ان حضرات کے جنہوں نے آپ کو یہاں مدعو کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تہِ دل سے مشکور ہیں کہ ایسے پُر آشوب دَور میں آپ کی یہاں تشریف آوری ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کی خیر و فلاح اور اصلاحِ عقائد کا ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بیکراں فضل و رحمت سے نوازے اور آپ کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرما کر دنیا و آخرت میں آپ کے درجات کو بلند فرمائے، آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

محمد عبد العزیز نائب امیر ادارہ اہلِ سُنّت و جماعت
و اراکین ادارہ و اہالیانِ محلہ

۲۰- مارچ ۱۹۷۵ء مطابق ۶- ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ

51

۷۸۶

نذرانۂ عقیدت

حقانیت کے بیباک مبلغ و علمبردار سلطان الواعظین

جناب محمد یاسین حقانی صاحب

کی خدمت میں

راہ گمراہوں کو دی ہے فی الحقیقت آپ نے — لکھ کے اوراقِ "شریعت یا جہالت" آپ نے
کوششیں کی ہیں خلاف شرک و بدعت آپ نے — دین کی انجام دی بے لوث خدمت آپ نے
کیا ہیں احکامات ربانی و ارشادِ رسول ؐ — سامنے لوگوں کے رکھ دی یہ حقیقت آپ نے
راہِ حق، شرح متیں کو عام کرنے کے لئے — کی ہے بے بنیاد باتوں کی مذمت آپ نے
جس کا جی چاہے "شریعت یا جہالت" دیکھ لے — کر دیا ہے انکشاف دین و سنت آپ نے
تھا اندھیرا جہل کا ہر سو میانہ قوم میں — کر دیا روشن چراغِ دینِ فطرت آپ نے
دل منور ہو گئے ہیں آپ کی تقریر سے — بخش دی تابانیٔ شمع رسالت آپ نے
بے نمازی جسقدر تھے سب نمازی ہو گئے — دین کی پھیلائی بے دینوں میں رغبت آپ نے
ایسے بھٹکے تھے نہ آئے راہ پر جو عمر بھر — اُن کو بھی دکھلائی ہے راہِ ہدایت آپ نے
مستند علمائے دیں میں معتبر مانے گئے — کی ہے حاصل اسقدر گویا فضیلت آپ نے
دینِ حق کا بول بالا ہو گیا پہنچے جہاں — خوب کی احکامِ ربی کی اشاعت آپ نے
حلوے مانڈے خود غرض ملّاؤں کے ٹھنڈے پڑے — کر دیا بے خوف اعلانِ صداقت آپ نے
جس جگہ پہنچے وہیں اک زلزلہ سا آگیا — ہر جگہ توڑی شیاطیں کی جماعت آپ نے
حاسدوں نے منہ کی کھائی چاروں شانے چت گرے — دے دیا سب کو جواب باشریعت آپ نے

ہر طرف مانند طوفاں تھے مخالف آپ کے — ختم کردی آخرش اُن کی جہالت آپ نے
تھی محمد پالن اس میں بھی خدا کی مصلحت — یوں رکھی سید علی شہ سے عقیدت آپ نے
زندگی میں آپ کی آیا ہے یہ جو انقلاب — اس کی خاطر ہی اٹھائی ہر اذیت آپ نے
ہو سکی علمائے جیّد کو نہ برسوں بھی نصیب — مختصر عرصے میں حاصل کی جو شہرت آپ نے
ایک معمولی سے مل مزدور تھے گجرات کے — کر دیا ہے آج سب کو محوِ حیرت آپ نے

لکھ کے جوہرؔ نظم یہ حقّانی صاحب کے لئے
خوب دکھلایا ہے میلانِ طبیعت آپ نے

پیش کردہ
سردار جوہر ایڈیٹر اشاعت اُردو ہند
کرانی پاڑہ ۔ ملاڈ ۔ بمبئی ۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور عاشق محبوب سبحانی علامہ حقانی مدظلہ

بطونِ غیب کا اِک راز ہیں علامہ حقانی
سراپا پیکرِ اعجاز ہیں علامہ حقانی

چمن توحید کا شاداب کرنے کے لئے ہیہم
نسیم صبح کے دم ساز ہیں علامہ حقانی

لب و لہجہ سے تقریروں کی یہ معلوم ہوتا ہے
زبانِ غیب کی آواز ہیں علامہ حقانی

ادا جس میں مبلغ کی صدا جس میں مغنی کی
اک ایسا روح پرور ساز ہیں علامہ حقانی

اڑا دیں دھجیاں بدعت کی جسنے زورِ ایماں کر
اک ایسے دین کے جانباز ہیں علامہ حقانی

اگر میداں میں آنا خوشہ چینو! سوچ کر آنا
مقابل میں سمندِ تاز ہیں علامہ حقانی

سرِ تسلیم خم ہوتا ہے جس کی صاف گوئی پر
حقیقت میں وہی حق باز ہیں علامہ حقانی

ہزاروں معرکوں سے ہوگیا سب پر یہی ظاہر
بڑے اعلیٰ بڑے ممتاز ہیں علامہ حقانی

اتر جائے جو دل میں وہ اثر جادو بیانی کا
حدیثِ قلب کے ہمراز ہیں علامہ حقانی

بزرگوں کی دعاؤں کا ثمر ہے جس کی ڈالی میں
وہی شجرِ گہر پرداز ہیں علامہ حقانی

خبر لاتی ہے یہ بادِ صبا مکہ مدینہ سے
کہ خاکِ ہند کا اعجاز ہیں علامہ حقانی

زبانِ شعر سے ارشد یہی باتیں نکلتی ہیں
تخیل کی حسیں پرواز ہیں علامہ حقانی

پیش کردہ

ارشد کریمی، مدرسہ فیضان العلوم، بہادر گنج، غازیپور

(یو-پی)

Scanned by CamScanner

بڑودہ کی میٹنگ

میں

علمائے گجرات کا بیان

گجرات کے جید علماء اور مشہور وکلاء اور معزز اخبار نویسوں اور قومی کارکنان کی بڑودہ کی میٹنگ میں منظور کی گئی

ایک اہم قرارداد

"شریعت یا جہالت" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے

گجرات کے مسلمانوں کے لئے قابلِ ذکر دنوں میں ایک دن کا اور اضافہ ہوا ہے اور وہ ۱۶-نومبر ۱۹۶۳ء سنیچر کا دن ہے۔ اس تاریخ کو گجرات کے مسلمان کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ اُس دن بڑودہ میں گجرات کے جید علماء کرام اور باشعور و مشہور وکلاء اور صحافتی دنیا میں قیمتی زر و جواہر بکھیرنے والے اخبار نویس، اور مسلمان کارکن اور معزز لیڈران کی ایک یادگار نشست ہوئی جس میں ایک نہایت اہم فیصلہ کیا گیا جس کا انتظار ساری قوم کو تھا۔

گجرات کے اسلامی حلقہ اور اخباری ماحول میں ایک شور اور طوفان بدتمیزی برپا کردینے والی اشتہار بازی اور زبان درازی اور یک طرفہ غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ سے ماحول کو مسموم اور تنگ بنانے والے بھائیوں نے قوم کو کشمکش میں ڈھکیل دیتے اس میں سے قوم کو نکالنے کے لئے یہ فیصلہ ہونے والا تھا۔

جناب حقانی صاحب کی پُرفیض تقاریر اور آپ کی رفیع الشان کتاب "شریعت یا جہالت"

کے خلاف پورے گجرات میں منظم طور سے پروپیگنڈہ کا جال بچھایا جا رہا تھا اس کے بارے میں غور کر کے فیصلہ کرنے کے لئے یہ اجلاس بتاریخ ۱۶۔ نومبر ۱۹۶۳ء کی رات کو بمقام بڑودہ جامع مسجد کی بلڈنگ میں منعقد ہوا تھا۔

"شریعت یا جہالت" نام کی کتاب شائع ہونے کے بعد بعض لوگوں کی طرف سے اس کتاب کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ شروع کیا گیا تھا۔ اس کتاب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام کی توہین کے الزام لگائے گئے تھے۔ اس لئے اس کتاب کی ایک ایک نقل گجرات کے مشہور دار العلوموں میں اور مشہور علماء کی خدمت میں بھیجی گئی اور مذہبی طریقہ سے اس پر فتویٰ طلب کیا گیا۔ گجرات کے علماء نے اس کتاب کے بارے میں جو فتاویٰ پیش کئے ہیں اس کا مختصر خلاصہ مندرجہ ذیل ہیں۔

کتاب "شریعت یا جہالت" واقعی سُنّی حنفی طریقہ کے مطابق ہے۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام کی توہین کی کوئی بات بالکل نہیں ہے۔ کتاب "شریعت یا جہالت" کو جو لوگ توہین کرنے والی سمجھتے ہیں وہ غلط سمجھتے ہیں اور غلط الزام دیتے ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے جو بریلوی فتنہ برپا کیا تھا اس اختلاف اور فساد کو ختم کرنے کے لئے یہ کتاب "شریعت یا جہالت" بہت ہی مفید ہے ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیئے کہ ہٹ دھرمی سے الگ ہو کر اس کتاب کو پڑھے اور سمجھنے کی کوشش کرے انشاء اللہ صحیح اور حق راہ آنکھوں کے سامنے دکھائی دے گی۔

ہم نے اس کتاب کو دیکھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام میں سے کسی کی توہین نہیں کی گئی ہے کتاب میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں۔

(۱) احقر محمد اسمٰعیل غفرلہٗ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند، ضلع کھیڑا

(۲) سید عبد الرحیم لاجپوری غفرلہٗ مفتی گجرات مقام راندیر، ضلع سورت

(۳) محمد سعید راندیری مہتمم دار العلوم جامعہ حسینیہ 〃 〃

(۴) عبد الرحیم صادق راندیری 〃 مفسر قرآن 〃 〃

(۵) محمد ابراہیم پالن پوری مدرس مدرسہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک 〃

(۶) عبدالحق ابراہیم میاں صدر مدرس خدام الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت
(۷) بندہ عبدالغنی کاوی کان اللہ لہٗ مدرس مدرسہ جامعہ اشرفیہ و نائب مفتی راندیر، ضلع سورت
(۸) احمد ابراہیم بیمات غفرلہٗ مدرس مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، ضلع سورت
(۹) غلام محمد نورگت نائب صدر مجلس خدام الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت
(۱۰) عبدالحی مفتی بسم اللہ غفرلہٗ جنرل سکریٹری مجلس خدام الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت
(۱۱) عبداللہ کاپودری غفرلہٗ مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت
(۱۲) محمد قاسم عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم تراج، ضلع سورت
(۱۳) عبدالرحیم تاراپوری مدرس مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند، ضلع کھیڑا
(۱۴) غلام رسول ناظم مدرسہ شمس العلوم بڑودہ
(۱۵) محمد ہاشم ای ۔ راوت نصیرپوری سرپرست مدرسہ تعلیم الدین نصیرپور، ضلع سورت
(۱۶) قمرالدین محمود بڑودوی غفرلہٗ سابق مدرس مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل
(۱۷) مولوی عبدالکریم حاجی عبدالغنی پٹھان فتحپورہ، بڑودہ

۱۶ ۔ نومبر ۱۹۶۳ء بڑودہ

(۱) کتاب "شریعت یا جہالت" کے خلاف جو مشہور کیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور عقل کے خلاف ہے اِس کتاب میں جو پیش کیا گیا ہے وہ معتبر کتابوں سے لیا گیا ہے۔ سب حوالے صحیح ہیں ۔ جن لوگوں نے اِس کتاب کے خلاف شور برپا کیا ہے وہ یہ سوچ لیں کہ اِس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اور جو حوالے پیش کئے گئے ہیں وہ حدیثوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں جیسے مسلم شریف، بخاری شریف، ابوداؤد شریف وغیرہ

مولانا احمد اشرف راندیری، دارالعلوم اشرفیہ راندیر ۱۱ ۔ نومبر ۱۹۶۳ء

(۲) کتاب "شریعت یا جہالت" اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق بالکل ٹھیک ہے ۔ اِس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ معتبر کتابوں سے لیا گیا ہے ۔ اِس کتاب میں کوئی ایسی بات دیکھنے میں نہیں آئی جو اسلامی عقائد کے خلاف ہو بلکہ اس کتاب میں اسلامی عقائد کی اشاعت اور آج کل مسلم قوم جن باتوں میں پھنسی ہوئی ہے اس کتاب میں اُن کے لئے راہِ ہدایت ہے ۔ اِس کتاب

میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کی اشاعت کرنے وال ہے۔

محمد ابراہیم پالن پوری مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ۵۔ دسمبر ۱۹۶۳ء

(۳) کتاب "شریعت یا جہالت" سُنّی مسلک کی کتاب ہے اس کتاب میں قرآن شریف کی آیتوں کی تشریح ہے اور پارہ، رکوع اور آیت نمبر کے ساتھ حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مختلف باتوں میں کہیں بھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا جو سُنّی حنفی مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہو جس سے مسلمانوں کا مذہبی نقصان ہو ایسا کچھ بھی نہیں۔

مولانا عبدالرحمن پالن پوری مہتمم مدرسہ دارالعلوم چھاپی
۲۸۔ جنوری ۱۹۶۳ء

(۴) کتاب "شریعت یا جہالت" سُنّی حنفی مسلک کی کتاب ہے، اس کتاب میں قرآن شریف کی آیتوں کی تشریح ہے اور پارہ رکوع اور آیت نمبر کے ساتھ حوالہ بھی پیش کیا گیا ہے کتاب میں مختلف باتوں میں کہیں بھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا جو سُنّی حنفی مسلک کے مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہو جس سے مسلمانوں کا مذہبی نقصان ہوتا ہو۔

صدر مدرس مدرسہ امداد العلوم، وڈالی
۱۴۔ فروری ۱۹۶۳ء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقانی صاحب کا مقدمہ عدالت گاہ نبوت میں

حضرت محترم محمد یاسین حقانی صاحب نے اپنی ترتیب کتاب "شریعت یا جہالت" میں اپنا تعارف جس صفائی کے ساتھ کرایا ہے اُس کو پڑھنے کے بعد اور پھر اُن کے بیانات کی شہرت اور عوام مسلمانوں کی ان میں کثیر تعداد میں شرکت جنوب ہی میں نہیں بلکہ شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں اہلِ زبان اہلِ قلم اور اہلِ علم خواص کے علاوہ علمائے کرام اور مقبولِ عام مدارسِ دینیہ کی کثرت ہیں وہاں بھی موصوف کی مقبولیت معلوم کرنے کے بعد بالراست ملاقات کا شوق پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کا شرف بخشا پھر ان تمام مرحلوں سے گزرنے کے بعد میں نے احادیث اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں ایک رائے قائم کی کہ جس شخص نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود اسلام کی خدمت اور اس نسبت سے عوام کی اصلاح کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہو شریعت کے اصول کو دیکھ کر پرکھ کر جہلاء کے ساتھ اُٹھ بیٹھ کر شرعی زندگی کو تمام ظاہری اور باطنی بیماریوں کا علاج یقین کر کے اپنا لیا ہو اس سے اندازہ ہوا کہ پروردگار اپنے دین کی خدمت کے لئے اپنے بندوں میں سے اس قسم کے افراد کو بھی منتخب کر کے اُن کی نصرت فرماتا ہے۔

حقانی صاحب کسی دینی درسگاہ کے فارغ تو بڑی بات اُس کی شکل بھی انھوں نے نہیں دیکھی، علماء دین سے استفادہ اُن کی زندگی کے تصور سے خارج مسئلہ ہے، ہاں عوام کے اصلاحی جذبہ نے ان کو قرآن کریم کی آیتیں یاد کرنے اور اُن کے مضبوط حوالوں کے ساتھ اُن کے معانی ذہن نشین کرنے اور اُسی کے مطابق احادیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تراجم کو پوری سندوں کے ساتھ دل پر نقش کرنے پر آمادہ کیا کسی مستند عالم کے خطاب میں آپ آیتوں اور روایتوں کے حوالجات بہت ہی کم پائیں گے، مگر حقانی صاحب عالم مستند کہاں ہیں؟ اسی لئے اِس پر محنت کی

عوام کو گمراہ کرنے کے لئے جب دُنیادار مولوی آیات و روایات کو توڑ کر پیش کر کے اُن کا غلط مطلب پیش کرتے ہیں تو حقّانی صاحب اُس کے مقابلہ میں حقائق پیش کر کے حق و باطل میں تمیز پیدا کر دیتے ہیں اور عوام سامعین پر اس کا فیصلہ چھوڑ دیتے ہیں، مجدّدین کی یہی صفت بتلائی گئی ہے کہ وہ ایک صدی کے اندر کی بگڑی ہوئی فضا کو توحید اور سُنّت کے مطابق ہموار بنا کر دنیا سے چلے جاتے ہیں اُن کا یہ کارنامہ مقبول عام بن جاتا ہے' موجودہ صدی اور اگلی صدیوں میں اس قسم کے مصلحین کا تاریخ میں نام ملتا ہے جنہوں نے اپنے دَور کے اُن فسادات کو جو دین اور شریعت کے اندر پیدا کر دیئے گئے تھے اصلاح فرمائی اور دین و شریعت کے اصلی خدوخال کو شفاف صورت کے ساتھ ظاہر کر دیا، ائمہ مجتہدین کے علاوہ خود اِس مُلک میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا رتبۂ علیا انھیں کارناموں کی وجہ سے ملا ہے' حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرّہٗ کا خاندان اِس مُلک کے اندر اعلاءِ کلمۃ الحق عند سلطانٍ جائر کا فریضہ انجام دے چکا ہے' علماء کرام اپنے مدرسوں میں، عارفین اپنی خانقاہوں میں، ائمہ اور خطیب اپنی مسجدوں کے محراب و منبروں میں دین ہی کی خدمت انجام دیتے ہیں اور عوام کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے ہیں اُن کے اندر سے ایک نحیف فرد اللہ کے توکّل پر دین کی تبلیغ کا سودا دماغ میں لے کر اٹھتا ہے بستی نظام الدین دہلی سے میوات تک اس نے اپنا دائرہ بنایا مگر اس کے اخلاص اور استقامت نے اُس کے اصلاحی کارناموں کو جماعتوں کی شکل دے کر پورے عالم میں پھیلا دیا، کیا یہ تجدیدی کارنامہ نہیں ہے ؟

اگر کسی عالم کے اندر غرورِ علم، کسی عارف کے اندر کبرِ تقویٰ اور کسی مصلح کے اندر ریا اور حسد کی خباثت نہیں ہے تو وہ یقیناً حقّانی صاحب کے طرزِ بیان اور اُن کی کتاب "شریعت یا جہالت" کو دیکھ کر اپنی صفائی اُسی شان کے ساتھ پیش کرے گا جس کا اظہار حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا سیّد اسعد مدنی صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند اور جنوب کے مستند عالم مولانا قاضی محمود الحسن صاحب مہتمم مدرسۂ وصیۃ العلوم برنام بٹ (ٹملناڈو) نے فرمایا ہے۔

حقانی صاحب پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اُن کے بیانات کی مقبولیت اِس دور کا اعجاز نبوی ہے اور ان کی ترتیب مصلحین امت کی خدمات کا ایک مستند سرمایہ ہے اس کا نیا اڈیشن اگلے اڈیشن کے مقابلہ میں مزید وزن دار اور مستند ہے۔

محمد پالن حقانی صاحب کے وہ تمام مواعظ بھی اسی ترتیب کا حصۂ خیر اور مجموعۂ اصلاح ہیں جن سے پورا ملک مستفیض ہو رہا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے قرآن دنیا کے روبرو پیش کیا پھر اس کی عملی صورت احادیث کے ذریعہ پیش کی جن پر امت کے اساطین اول حضرات صحابہ کرامؓ اور انکے ذریعہ تابعینؒ، تبع تابعینؒ، مجتہدین، محدثینؒ اور مجتہد علماء متین نے زندگیاں کھپائیں اور انوارِ نبوت سے منور ہو کر امت کی ہر طرح اصلاح کی اور قیامت تک ایسی مغتنم ہستیوں سے امت وعدۂ نبوت کی حقیقت پر ہرگز محروم نہیں رہے گی اس حقیقت پر حقانی صاحب کا مقدمہ عدالت گاہ محمدی میں پہنچکر مزید وزن دار بن جاتا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

مولانا عبد الجمیل خطیب صاحب باقوی
محلہ مسلم پور۔ پوسٹ وانمباڑی۔
(تامل ناڈو)
انڈیا

حضرت مولانا حقانی صاحب اور ایک اہم استفتاء مع جواب

سوال

مکرم حضرت صدر مفتی صاحب دار العلوم دیوبند! دام فیوضکم السلام علیکم

ذیل کے مسئلہ میں شرع شریف کا حکم مطلوب ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے ایک بیرونی مقرر کو غرض اصلاح بلوایا۔ یہ صاحب مقرر تھے یہاں اور ضلع میں اپنی تقریروں سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ خداوند کریم نے سادہ اور شیریں زبان عطا کی ہے۔ جس کی بنا پر بڑے بھاری بھاری مجامع ہوئے۔ حاضرین کی گرویدگی کا یہ عالم ہے کہ بچوں اور عورتوں تک نے بھی ہمہ تن متوجہ ہوکر تقریریں سنیں۔ عورتوں کی چوں چیں، ہیں ہیں ختم، بچوں کی نیند غائب۔ تقریریں تمام تر اصلاح عقائد ورسوم و رواج کے ترک کے مضمون پر نہایت احتیاط کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ہر مسئلہ کو قرآن پاک کی آیات اور حدیث شریف اور فقہ کے مکمل حوالوں کے ساتھ مبرہن کرکے بیان فرماتے ہیں۔ یہاں کے علماء نے بھی عموماً آپ کی تقریروں سے دلچسپی لی، اثر بھی ایسا ہوا کہ کتنے ہی بے نمازیوں نے نماز شروع کردی اور بہت سے چہروں پر داڑھیوں کا نور نظر آنے لگا، بداعتقادی سے بہت بڑی جماعت نے توبہ کرلی، لیکن ان سب کے باوجود یہ صاحب لکھنے پڑھنے کی استعداد مکمل نہیں رکھتے، قرأت اور اردو کا تلفظ بھی غلط ہے، گجراتی میں لکھ پڑھ لیتے ہیں، اردو بالکل لکھنا نہیں آتی، البتہ اردو کی کتاب پڑھ لیتے ہیں، دینی مطالعہ بہت وسیع ہے، کبھی یہ صاحب قوال تھے، خداوند کریم نے ان کا رخ اپنی طرف موڑ لیا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان پڑھ کی تقریر سننا اور اس کی مجلس میں حاضر ہونا درست نہیں، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے شخص کی مجالس میں حاضر ہونا اور تقریریں سننا درست ہے یا نہیں اور اس امت میں اس قسم کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں یا نہیں؟ بالتفصیل بیان فرمائیں خدا آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ فقط

المستفتی حافظ بدر الدین حقانی دواخانہ بازار گنج سرائے ترین

ضلع مرادآباد ٨٩ ١/٣

الجواب[۴۸]

حامداً ومصلیاً۔ وعظ و اصلاح اصالۃً صاحب باطن علماء حقانی کا منصب اور فریضہ ہے۔ غیر عالم حافظ حدود کی رعایت کرنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ آجکل صحیح دین عمومی طور پر تو باضابطہ محقق علماء کی خدمت میں رہ کر کتابیں پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کبھی محض اکابر کی صحبت اور مطالعہ کتب سے بھی کافی علم آجاتا ہے اگر طبیعت میں سلامتی اور غباوت و غوایت (یعنی کند ذہنی و گمراہی) سے حق تعالیٰ محفوظ رکھے تو یہ علم بھی جو کہ محض صحبتِ اکابر سے حاصل ہوا ہے بہت نافع ہو جاتا ہے۔ پھر صحبتِ اکابر سے قوتِ مجاہدہ بھی بیدار ہو جائے تو ایسے علم والے کے سامنے اکابر علماء بھی جھکتے ہیں اور اس کی صحبت و تذکیر کو اکسیر سمجھتے ہیں۔ اس کی نظیریں ماضی قریب و بعید میں بھی موجود ہیں اور زمانۂ حال میں بھی خالی نہیں۔ حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت تھانویؒ بڑے اونچے درجے کے محقق و مستند علماء تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی صحبت سے وہ چیزیں حاصل کیں جو مدرسہ میں ان کو نہیں ملی تھیں۔ لیکن ایسی نظیریں خال خال ہوتی ہیں۔ پس اگر مقرر موصوف کو خدائے پاک نے اپنی رحمت (تذکیر و تاثیر) سے نوازا ہے اور علماء ان کی تقریر و تحریر کو اصول شرع کے مطابق صحیح اور ان کے بیان کردہ حوالجات کو معتبر فرماتے ہیں تو ضرور ان کا وعظ سننا اور تقریر سے مستفید ہونا چاہیئے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

۸۶ ۱/۶

الجواب صحیح
سید مہدی حسن (صدر مفتی دارالعلوم)

الجواب صحیح
سید احمد علی سعید (نائب مفتی دارالعلوم)

الجواب صحیح
محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند

مہر
دارالافتاء دیوبند

الجواب صحیح

اس مذکور فتویٰ (فتویٰ دار العلوم دیوبند) کی شہادت کے لئے یہ بات بہت کافی ہے کہ سیّدی الامام الشعرانیؒ حضرت سیّدی علی الخواص کی صحبت میں جو کہ اُمّی محض تھے ان بلند مقامات تک پہنچ گئے کہ اپنی کتاب لطائف المنن میں اس بات پر اللہ جلّ جلالہٗ کے فضل وکرم کا اظہار شکر کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیوضات کے دروازے لکھنے پڑھنے والے لوگوں کے ساتھ مخصوص ومحصور نہیں ہیں بلکہ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اور حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے لَا تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰى مَا قَالَ (کہنے والے کو مت دیکھو جو کچھ کہا ہے وہ دیکھو)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں دیکھنا چاہیئے کہ "امیت" حضورؐ کے عالی اخلاق وبلند اوصاف سے محسوب ہوتی ہے۔ باآنکہ ہادیٔ بشریت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنے۔

شیخ عبد القادر قندھاری عفی عنہٗ
مدیر دار الاشاعۃ العربیۃ
قندھار (افغانستان)

۶ ـــ ۵ ـــ ۱۲ ـــ ۲۰

تعارف

از حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ وہ حضرات بڑے خوش نصیب ہیں جو دین قیم کی اشاعت وترویج میں منہمک ہیں۔ اور اُن کا دن رات کا مشغلہ ہی قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُول ہے ان کے مخاطب عوام بھی ہیں اور خواص بھی، شہری بھی ہیں اور دیہاتی بھی، عالم بھی ہیں اور جاہل بھی ان کی خدمات سے مخلوق خدا کی رہنمائی ہو رہی ہے۔ بھٹکے ہوئے راہ راست پر آرہے ہیں۔ بڑے برائیوں سے توبہ کر کے نیکی کے راستہ پر لگ رہے ہیں اور اس طرح بدعات وخرافات کی بیخ کنی کا فریضہ انجام پا رہا ہے۔ ماشاءاللہ محمد بالن حقانی صاحب بھی انہی لوگوں میں سے ہیں۔

محمد بالن حقانی صاحب ایک مبلغ اسلام کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی زندگی کا مشن تبلیغ اسلام ہے۔ ہندوستان کی غالباً کوئی قابل ذکر آبادی ایسی نہیں ہے جہاں ان کا وعظ نہ ہوا ہو اور لوگوں نے اس سے استفادہ نہ کیا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی تقریر میں جیسا مجمع دیکھنے میں آتا ہے کم مقرروں کی تقریروں میں ہوتا ہے۔ عوام ان کی تقریروں کو بہت پسند کرتے ہیں اور ان کے دل و دماغ اس تقریر کا اثر بھی قبول کرتے ہیں۔ آدمی باوضع اور سنجیدہ ہیں۔ حافظہ ماشاءاللہ اچھا ہے۔ زیادہ باتیں قرآن پاک اور حدیث نبوی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں اور کچھ بے صفحے کی حکایتیں بھی سناتے ہیں۔

طالب دعا: محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲ ۱۴۰۰ھ

Scanned by CamScanner

جیسے تو گراں سمجھتا ہے

از حضرت مولانا شاہین جمالی صاحب ایڈیٹر دیوبند ٹائمز

اس بوقلموں کائنات میں ہر چیز غالباً دو چیزوں کے باہمی تصادم سے وجود پذیر ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس ٹکراؤ میں کوئی اپنا وجود ختم کرلے اور کوئی نئی خلعت وجود زیب تن کرے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حقانی صاحب کو بھی اسی تصادم نے ایک نیا رنگ روپ اور نئی ہستی کا حسن عطا کیا ہے وہ جس ماحول میں پلے، جوان ہوئے، وہ اوپر سے اُن کیلئے سازگار سہی لیکن اندر سے ان کے لئے سخت جنگ جو واقع ہوا تھا۔ وہ برسوں اندر اور باہر کی جنگ میں اپنی شخصیت کو جھومتا ہوا دیکھتے تھے اور بالآخر ایک دن انہوں نے محسوس کیا کہ اندر خانہ اس سرد جنگ میں باطن ظاہر پر غالب آگیا ہے۔ اور فطرت ان کو اپنی اصل منزل پر لے آئی ہے۔ پھر جب باطن کا ظہور ہوا۔ اور اس کا رنگ جمال چھلکنے دمکنے لگا تو تصادم نے یہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ اندھیرے اور روشنی کو دست وگریباں دیکھتے رہے اور اس حقیقت پر یقین واعتماد کو اور پختہ کرلیا کہ ساری دنیا کے اندھیرے روشنی کے ایک تنکے سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہو جائینگے اور روشنی اپنے ذرہ بھر وجود میں بھی سب پر غالب رہے گی۔ حقانی صاحب کے خلاف ان کی بے پناہ مقبولیت سے خار کھا کر آئے دن نظریاتی جنگ کا سا سماں قائم ہوتا رہتا ہے لیکن یہی چیز ان کی شخصیت کو اور نکھار رہی ہے۔ اور وہ دن بدن اہم سے اہم تر ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ ان پڑھ جاہل ہیں سند یافتہ عالم نہیں ٹھیک ہے لیکن انہوں نے آجتک یہ دعویٰ کب کیا ہے کہ لوگ انہیں عالم تسلیم کریں البتہ انکی زبان سے علم وفکر اور فہم و تدبّر کی جو باریک باتیں آبشار کی طرح بہ رہی ہیں اور ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کے قلوب میں ایمان ویقین کی حرارت پیدا کر رہی ہیں یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اس پر حسد کی کوئی گنجائش نہیں۔

شاہین جمالی ۳۰ مئی
ایڈیٹر دیوبند ٹائمز

۷۸۶

حضرت مولانا حقانی صاحب

اور اُن کے متعلق مقتدر حضرات اور علمائے بریلی کا

اظہارِ خیال

خداوند کریم کو جب دینی خدمت لینا ہوتی ہے تو عالم اور غیر عالم کی تخصیص نہیں فرماتے بلکہ جس کو بھی مناسب سمجھا جاتا ہے صلاحیتوں سے نوازا جاتا ہے۔

مذکرہ بالا دعوے کا ثبوت حضرت حقّانی صاحب کی ذات ہے، آپ کی تقریریں آٹھ یوم سے مدرسہ اشاعت العلوم واقع سرائے خام بریلی میں ہو رہی ہیں۔ بریلی اور مضافات کے ہزارہا مسلمان مرد و عورت بغیر تفریق عقائد کے سن رہے ہیں اور فیض حاصل کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عجیب شان ہے کہ تقریر رُشد و ہدایت کا سمندر ہے جو اُمڈا چلا آتا ہے۔ اثر کا یہ عالم ہے کہ عوام کا اجتماع روز بروز بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ آیات قرآن مجید و احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حوالے بے تکلف پارہ، سورہ، رکوع، آیت کا تعین اور جلد، نوع و نمبر حدیث کے ساتھ دیتے جاتے ہیں اور ایسی روانی تو متبحر علماء میں بھی شاذ ہی ہوتی ہے۔ "شریعت یا جہالت" کے نام سے آپ کے مواعظ کا مجموعہ بھی ان ہی خصوصیات کا حامل کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کی کم از کم ایک جلد ہر مسلمان کے گھر میں ہو۔ فقط وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

(۱) مولانا محمد عبد الرؤف صاحب ایم۔ ایل سی مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم بریلی

(۲) مولانا محمد رفیع صاحب صدر مدرس و مفتی مدرسہ اشاعت العلوم بریلی

(۳) مولانا محمد الیاس صاحب مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی

52

Scanned by CamScanner

(۴) مولانا عبدالعلی صاحب مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی

(۵) 〃 شوکت علی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۶) 〃 محمد قاسم علی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۷) 〃 محمد سراج الدین 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۸) 〃 عبدالاوّل 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۹) 〃 سید نور الحسن 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۱۰) 〃 عبدالسمیع 〃 نائب صدر 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(۱۱) 〃 فضل کریم 〃 کشمیری سکریٹری جمعیۃ العلماء 〃

(۱۲) 〃 حکیم حامد علی 〃 صدر جمعیۃ العلماء و انجمن فدایانِ مصطفٰے 〃

(۱۳) 〃 خان اصغر خالدی 〃 صدر انجمن محبانِ ملت 〃

(۱۴) 〃 محمد قاسم 〃 کشمیری 〃

(۱۵) 〃 عبدالرحیم 〃 نائب صدر انجمن فدایانِ مصطفٰے 〃

(۱۶) شیخ محمد یوسف 〃 قریشی سکریٹری 〃 〃 〃 〃

(۱۷) جناب محمد الیاس 〃 محاسب 〃 〃 〃 〃

(۱۸) 〃 عبدالمجید 〃 بازار سرائے خام نائب صدر انجمن فدایانِ مصطفٰے 〃

(۱۹) 〃 رئیس بیگ 〃 ناظم حلقہ نمبر ۱۳ 〃 〃 〃 〃 〃

(۲۰) 〃 عبدالمجید 〃 سرائے بانس منڈی 〃 〃 〃 〃 〃

(۲۱) 〃 عبدالرحمٰن 〃 مدرس مدرسہ اشاعت العلوم 〃

(۲۲) 〃 شوقی 〃 بریلوی 〃 〃 〃 〃 〃

(۲۳) 〃 حاجی محمد نبی 〃 〃

(۲۴) 〃 محمد لئیق 〃 قریشی 〃

(۲۵) 〃 مصطفٰے میاں 〃 〃 〃

(۲۶) 〃 شاکر علی 〃 ٹمبر ڈیلر بانس منڈی 〃

Scanned by CamScanner

اخبارات کے تبصرے

کتاب "شریعت یا جہالت" کے بارے میں "مسلم گجرات" سورت کی رائے

قرآن اور حدیث کے مطابق زندگی گذارنے کی تعلیم دینے والی، توحید کے عقائد کا صحیح علم بتانے والی یہ ساڑھے پانچ سو صفحوں کی کتاب یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (خدا جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) کا ایک روشن ثبوت ہے کیونکہ لکھنے والا ایک سیدھا سادا اہل مزدور ہے۔ مدرسوں کی تعلیم سے دور اور اصول کے ساتھ علم حاصل کرنے سے محروم ہے پھر بھی اپنی مخلصانہ دینی عقیدت نے اپنے آپ کو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ دوسرے دینی بھائیوں کی طرح سچی توحید اور اسلامی تعلیم کی اشاعت اور تبلیغ کرنے والا بنا دیا۔ کہنے کو ایک ان پڑھ مسلم لیکن حقیقت حال ایک مستند مولوی۔ کتاب "شریعت یا جہالت" قرآن اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالوں سے بھری ہوئی ہے اس میں پچاس ساٹھ دینی مذہبی سوالوں کا پورا خلاصہ ہے۔ لوگوں میں پھیلی ہوئی مشرکانہ بدعتوں اور غیر اسلامی طرز زندگی کی صاف صفائی ہے اور اعلیٰ درجہ کی توحید کی تعلیم ہے۔ عام لوگوں کے لئے بہت ہی مفید اچھی اور آسان تبلیغ ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے کثرت سے پڑھیں اور پڑھائیں اور زیادہ عالم میں پھیلائیں۔

"مسلم گجرات" ۸-۲-۶۳

ماہنامہ "آب حیات" تحریر کرتا ہے

جب مذہب کی طرف سے لوگوں کی سرد مہری بڑھتی جاتی ہے، جب اسلام کے پیرو شرک و بدعت، دہریت اور توہمات پرستی اور اسلام کے خلاف رواجوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بدعتی لوگ غلط اعتقادوں کو عین اسلام سمجھنے لگتے ہیں اور امت محمدی کو ایسی غلط

باتوں سے بچانے کی کوشش کرنے والے علماء کے خلاف پیٹ بھرو مُلّا اور مکار پیر غلط پرچار کر کے قوم کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر اللہ کے عذاب اور اپنی ذمہ داریوں سے بے پروا ہو کر کم سمجھ طبقہ کو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے نام سے دھوکا دے کر اپنے پیٹ اور جیب بھرنے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں جس کے سبب قوم میں پھوٹ، نا اتفاقی اور غلط اعتقاد پیدا ہو جاتے ہیں جو امت دنیا کی امامت اور رہبری کے لئے پیدا کی گئی ہے وہ گناہوں اور بدعتوں کی نجاستوں میں پھنس جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ٹوکنے اور جھنجھوڑنے کے لئے اور دین کی خدمات انجام دینے کے لئے کسی ایسے انسان کو لا کر میدان میں کھڑا کر دیتا ہے جو نہ تو مولوی ہوتا ہے اور نہ مفتی نہ پیر ہوتا ہے البتہ اللہ تعالیٰ اُس کو ایک خود غرض مولوی سے زائد دین کا علم عطا فرماتا ہے اسے قرآن کو بروقت پیش کرنے کی ایسی سمجھ دیتا ہے جو حافظ کو میسر نہ ہو اُس کی تلاوت میں ایسا اثر بخشتا ہے جتنا کسی ریاکار قاری میں نہ ہو۔ اس کو شریعت کے مسائل کا اتنا قابل اعتماد علم دیتا ہے جتنا پیٹ بھرو مفتی میں موجود نہ ہو اور اس کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی نعمت سے ایسا مالا مال کرتا ہے جتنی کہ آج کل کے نام نہاد مولویوں اور پیروں کو نہ ملی ہو۔

ایسی ہی ایک ہستی میاں نا محمد یا کین حقانی ہیں۔ جو مولوی۔ حافظ، قاری، مفتی، پیر وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے دین برحق کی ان سے ایسی خدمت کرا رہا ہے کہ تمام لوگ دم بخود ہیں۔ جن مکاروں کی روزی، روٹی کا دار و مدار علم دین سے محروم مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو فریب دینے پر ہی رہا ہے وہی لوگ حقانی صاحب کے خلاف چیخ و پکار کرتے پھرتے ہیں مگر بے سود، جناب حقانی صاحب کے روح پرور وعظوں کی گجرات میں دھوم مچی ہوئی ہے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بھائی اور بہنیں ان سے مستفیض ہو کر اپنی عاقبت درست کر رہے ہیں۔

شرک و بدعت کے توڑ میں ان کی کتاب "شریعت یا جہالت" نہایت ہی ذوق و شوق اور قدر کی نگاہوں سے ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور بڑے اچھے پیمانے پر فروخت ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ کرائے کے مبلغ اور پیٹ پرست مُلّا، پیر اور

Scanned by CamScanner

ان کے ایجنٹ وغیرہ حسد کی آگ میں جلتے ہی رہیں گے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

"آب حیات" (احمد آباد) مورخہ یکم اگست ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "انقلاب" (احمد آباد) رقمطراز ہے

احمد آباد میں آخری دو ایک ماہ سے مشہور واعظ میاں نا محمد پالن حقانی صاحب کے وعظوں نے دھوم مچا رکھی ہے۔ بارش نہ ہو تو شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن گذرتا ہوگا جس میں حقانی صاحب کا وعظ نہ ہو۔ اس کا سبب کیا ہے؟ حقانی صاحب کے وعظ عام لوگوں میں اس قدر کیوں مقبولیت حاصل کر گئے؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ جناب حقانی صاحب کے وعظ کما کر کھانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ دین حق کی خدمت کے لئے ہوتے ہیں۔ موصوف حقانی صاحب اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو کافر نہیں بناتے مگر گمراہوں کو راہِ مستقیم پر لانے کا کام کرتے ہیں۔ اُن کی تقریر سادہ زبان میں ہوتی ہے اس کے باوجود سننے والوں پر بے حد اثر کرتی ہے۔ اُن کی تقریر میں پیٹ پرست ملّاؤں کی طرح لفاظی نہیں ہوتی مگر قرآن اور حدیث کی کھلم کھلا باتیں ہوتی ہیں۔ یہ حقیقت سے لبریز باتیں اسلام کے شیدائیوں کے گلے میں اُترجاتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کے مخالفین میں ایک طوفان پیدا ہو گیا ہے۔ وہ لوگ مارے گھبراہٹ کے بوکھلا گئے ہیں کیونکہ اُن کی آمدنی پر بہت ہی برا اثر پڑا ہے۔ اہل ڈھولک اور جنگل کے شیر کندھوں پر رومال ڈال کر جناب حقانی صاحب کو نکال دینے کے لئے نکل پڑے ہیں مصنوعی پیر اور مریدوں کی آمدنی پر حملہ کرنے والے پیرزادے کرایے کے طوفانی آدمیوں کو لے کر پچاس پچاس اور سو سو انسانوں کی کنگال حاضری والی مجالس کا انتظام کرتے ہیں۔ تبرک کی دیگیں کھلاتے ہیں اور لوگوں کو جلاتے ہیں۔ مگر شاباش ہے احمد آباد کے مسلمانوں کو جو ایسے کرایہ کے ٹٹو مولویوں اور پیٹ کے پجاری پیروں اور پیرزادوں کی

Scanned by CamScanner

چالوں میں نہیں پھنستے بلکہ جناب حقانی صاحب کی حق و صداقت سے لبریز باتیں سننے کے لئے ایک ہجوم جمع ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے پیٹ پرست مُلّا جناب حقانی صاحب کے خلاف غلط شور کرتے ہیں ویسے ویسے جناب حقانی صاحب کی ہر دلعزیزی بڑھتی جاتی ہے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۔ اللہ جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔

ماہنامہ "انقلاب" احمد آباد ۱۷۔ اگست ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "کارواں" (احمد آباد) کا اظہار خیال

میانا محمد بالن حقانی صاحب کی تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات کی ضخیم کتاب "شریعت یا جہالت" بدعتیوں کے لئے دُرّۂ فاروقی سے کم نہیں ہے۔

جناب حقانی صاحب نے ایک معمولی آدمی ہونے کے باوجود اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور حنفی فقہ کی معتبر کتابوں کے صحیح حوالوں سے ایسے پختہ دلائل پیش کئے ہیں کہ جنہیں پڑھتے ہی مؤلف کی خداداد لیاقت کا احساس ہو جاتا ہے۔ شریعت کے نام سے آجکل کتنے ہی "لے بھاگو" پیر اور مولوی کیسی کیسی جہالت پھیلا رہے ہیں۔ اور اللہ کے بندوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو کیسے کیسے غلط راستوں پر لے جا رہے ہیں وہ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ آج بدعتی جماعت کے لوگ مسلمانوں کو روزہ نماز جیسے اسلامی احکام کی طرف نہیں بلاتے لیکن بدعتی کاموں میں پھنسا دیتے ہیں۔ ایسی باتوں کو مؤلف نے قرآنی دلائل سے پیش کیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو یہ کتاب پڑھ کر بدعتیوں کا جال توڑ پھینکنا چاہیئے۔

ماہنامہ "کارواں" احمد آباد یکم مارچ ۱۹۶۳ء

Scanned by CamScanner

ماہنامہ "مومن جگت" (بمبئی) کا اظہار خیال

تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات کی اس ضخیم کتاب میں ایک ایک صفحہ پر توحید اور شریعت کی تعلیم دینے والے علم کے چشمے ہیں۔ پیٹ بھرو مولویوں نے غلط دلائل اور من گھڑت باتیں جاری کرکے مکمل اور صحیح علم سے ناواقف مسلمانوں میں بے شمار بدعات رسمیں اور فتنے جاری کئے ہیں۔ اُن تمام باتوں کا قرآنی آیتوں اور احادیث نبوی سے اس کتاب میں رد کیا گیا ہے۔ قریب قریب ساٹھ مسئلوں کا اس کتاب میں نہایت عمدہ جواب ہے۔ اس کے مصنف ایک مل مزدور مسلمان ہیں۔ مگر دین کی ہمدردی اور صحیح علم کی تبلیغ کی تمنا نے ان سے ایک عمدہ اور مستند و معتبر کتاب ملت کی خدمت میں پیش کرا دی ہے۔

"مومن جگت" بمبئی ۱۵۔ مارچ ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "انسان" (راندیر) تحریر کرتا ہے

اس کتاب کے لکھنے والے قریباً ان پڑھ اور ایک مل مزدور ہیں۔ مگر جوشِ عقیدت اور دلچسپی سے انہوں نے ایک سند یافتہ مولوی سے بھی زائد فکر سے یہ کتاب تیار کرکے تبلیغی تحقیقی خدمات انجام دی ہیں۔ قرآن و حدیث اور فقہ کی معتبر کتابوں کے ذریعہ ایک ایک سوال کو حل کیا ہے۔ ایسے صحیح حوالے پیش کئے ہیں کہ ہمارے بہت سے اختلافی مسئلوں کا اس میں خلاصہ آجاتا ہے۔ پیٹ کے پجاری مُلّا اور دھندا کرنے والے پیروں نے قوم میں جو جہالت آمیز عقیدت مندی اور من گھڑت عقائد پھیلائے ہیں غلط اور بے بنیاد رواجوں اور مذہبی ڈھونگ سے قوم کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کو اس کتاب کا ایک ایک مستند فقرہ توڑ پھوڑ ڈالتا ہے۔ میانا محمد بالن حقانی صاحب کے قلب میں خدا تعالیٰ نے تحقیقی اور تجسّسی قوت عطا فرما کر ان کی معرفت تفسیر و حدیث اور فقہ کے ایک مستند عالم کا کام لیا ہے۔ ہماری زوردار اپیل ہے کہ ہر ایک انسان اس کتاب کا گہرائی سے

مطالعہ کر کے اپنے مسئلوں کا حل تلاش کرے۔

ماہنامہ "انسان" راندیر یکم اگست ۱۹۶۳ء

"میمن گجرات" میگزین کولمبو (لنکا) کی تحریر

"شریعت یا جہالت" یعنی شریعت کیا ہے اور جہالت کیا ہے؟ اس کا مدلل اور مفصل خلاصہ کرنے والی یہ کتاب ہر مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے۔ پیٹ پرست مُلاؤں کے من گھڑت مذہب کا قلع قمع کرنے والی اختلافی مسائل کا خوبصورتی سے فیصلہ کرنے والی یہ کتاب رات دن اپنے پیش نظر آنے والے اختلافی فروعی مسائل کا صحیح حل بتاتی ہے۔ اس میں ایک بات بھی قرآن و حدیث اور حنفی فقہ کے مضبوط حوالے کے بغیر پیش نہیں کی گئی۔ کتاب کے لکھنے والے جناب محمد پالن حقانی صاحب ایک معمولی مل مزدور ہیں۔ انھیں اپنے عالم ہونے کا کوئی دعوٰی بھی نہیں۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ اپنے دین کا کام کیسے کیسے آدمیوں سے کراتا ہے اور وہ کس طرح کامیاب ہوتے ہیں یہ دیکھنا ہو تو کتاب "شریعت یا جہالت" کا مطالعہ کرو۔

"میمن گجرات" میگزین کولمبو (لنکا) ۶۳-۳-۱۰

ماہنامہ "تنظیم" (کادی) کا اظہار خیال

سُنّی اور وہابی کا قصہ ختم کرنے کی غرض سے تیار کی گئی اور شریعت کا صحیح اور حقیقی راستہ بتلانے والی یہ کتاب "شریعت یا جہالت" قرآن و حدیث اور حنفی مسلک کی معتبر کتابوں کے صفحات کے حوالوں سے آخری صحیح حل ہے۔ خداوند کریم مؤلف اور انکے حامیوں کو ایسا انعام دونوں جہاں میں عطا فرمائے جس کو بیان کرنے سے زبان بھی عاجز ہو۔ آمین

جو بھائی عربی نہیں جانتے ان کے لئے یہ ایک انوکھا ہتھیار اور بہترین تحفہ ہے۔ مذہبی اختلافات کے لئے ایک ججمنٹ ہے۔ عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس

کتاب سے رُوحانی فیض حاصل کریں۔

ماہنامہ "تنظیم" کادی ۵۔ جنوری ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "نظام" (کانپور) کی تحریر

گجرات میں پچھلے تین سال سے جناب محمد یاسین حقّانی نامی ایک مزدور رد بدعات کی ایک زبردست تحریک لے کر اُٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے گجرات پر چھا گئے۔ حقّانی صاحب نے معمولی سی اُردو گجراتی کی تعلیم پائی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اُن سے اپنے دین کی وہ خدمت لی کہ بڑے بڑے علماء آج انگشت بدنداں ہیں۔ ان کی تقریریں وہ جادو ہے کہ سنتے ہی انسان کی قلب ماہیت ہو جاتی ہے۔ موصوف کی تقریروں کی وجہ سے سیکڑوں بدکار مسلمان تائب ہو گئے اور ہزاروں پابندِ صوم وصلوٰۃ بن گئے۔

ماہنامہ "نظام" کانپور جون ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "تجلّی" (دیوبند) کی تحریر

جناب حقّانی صاحب خود متقی اور بے لوث انسان ہیں اِس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں بھی عجیب تاثیر رکھ دی ہے۔ قرآن مجید کی ہزاروں آیتیں، پارہ، سورہ، رکوع اور آیت نمبر کے پختہ حوالوں کے ساتھ نیز صحاح ستّہ اور دُرِّمختار، عالمگیری، عین الہدایہ کی سیکڑوں احادیث اور فقہی مسائل انھیں ازبر ہیں اور وہ اپنی تقریروں میں کتاب کا نام، جلد، باب اور صفحہ و حدیث نمبر بتاتے ہیں۔ اِسی طرح فقہی مسائل میں بھی پورے پورے حوالے دے کر اِس خوبی سے دین کی اصولی باتیں لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا بدعتی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور خوبی کی بات تو یہ ہے کہ حقّانی صاحب کا یہ سارا مطالعہ صرف اُردو تراجم تک ہی محدود ہے۔ عربی، فارسی وہ جانتے ہی نہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیسے کیسے

Scanned by CamScanner

لوگوں سے کیسی کیسی خدمت لے رہا ہے یہ دیکھ کر واقعی حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ یاد آجاتی ہے حقانی صاحب نے گجراتی زبان میں ایک کتاب "شریعت یا جہالت" لکھی ہے اس میں آیات کریمہ اور احادیث نبوی اور مستند فقہی حوالوں کے ساتھ مروجہ بدعات اور غیر اسلامی بدعات کا اس طرح رد کیا ہے کہ بریلوی فرقے کی بنائی ہوئی پوری کی پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ خدا نے اس کتاب کو قبول عام بھی ایسا عطا فرمایا ہے کہ اس کے پانچ پانچ ہزار کے دو گجراتی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اور اب دس ہزار کا یہ تیسرا ایڈیشن اُردو زبان میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ماہنامہ "تجلی" دیوبند مئی ۱۹۶۳ء

حضرت مولانا مختار احمد صاحب ندوی ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہلحدیث بمبئی،

تحریر فرماتے ہیں

مولانا حقانی خالص مسلکاً حنفی عالم ہیں۔ جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ عرصہ تین چار ماہ سے مسلسل بمبئی میں ان کے مواعظ ہوتے رہے۔ ان مواعظ میں موصوف نے کھل کر شرک و بدعت کی تردید کی اور توحید و سنت پر بڑے دلنشیں انداز میں تقاریر فرمائیں۔ خدا نے انھیں رجوع عام کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ ان کے مواعظ میں ہر عقیدہ و مسلک کے مسلمان اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں کہ آس پاس کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ موصوف حق کا معیار صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہوئے پوری تقریر قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں کرتے ہیں۔ تعزیہ داری، فاتحہ، میلاد، عرس و قوالی اور اس قسم کی جملہ رسومات قبیحہ کی انہوں نے کھلے لفظوں میں تردید کی جس سے بوکھلا کر بریلوی طبقے نے ان کے خلاف محاذ قائم کیا۔ لیکن وہ پبلک کے رجحانِ عام کے مقابلے میں بُری طرح ناکام رہے۔

اخبار "اہلحدیث" دہلی ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "دارالعلوم" (دیوبند) کی تحریر

کتاب "شریعت یا جہالت" مصنف مبلغ اسلام محمد حقانی

مبلغ اسلام محمد حقانی نے ایک اہل مزدور کی حیثیت سے اپنی زندگی شروع کی پھر توفیق خداوندی نے انھیں فہم سلیم، تلاش حق کا جذبہ، صحیح دینی زندگی اختیار کرنے کی ایک تمنا اور تبلیغ اسلام کا شوق عنایت فرمایا۔ اردو کی کتابیں پڑھ کر انہوں نے اتنی استعداد بہم پہنچائی کہ اب ملک کے اکثر حصوں میں وہ پچاس پچاس ہزار کے مجمعوں میں تقریریں کرتے ہیں اور رد شرک و بدعت میں ان کی تقریریں نہایت کامیاب ہیں۔ محمد حقانی ایک بے لوث مخلص اور سرگرم انسان ہیں حق تعالیٰ ان پر مقبولیت کے دروازے کھول رہے ہیں۔ ان کی زیر نظر کتاب دیکھ کر واقعی تعجب ہوا کہ ایک معمولی استعداد کے انسان نے عقائد واصول اسلامی کی تشریح میں کافی کامیابی پائی ہے۔ وہ دین کے رموز واشارات کو بڑی حد تک سمجھنے اور انھیں لفظ و بیان کے دائرے میں لانے پر قادر ہیں۔

ان کی یہ کتاب عقائد دینی کی تشریح اور رد کفر و بدعت میں کامیاب کتاب ہے۔ ابتداءً وہ ہر عنوان اور ہر مسئلہ پر قرآن مجید کی آیت پیش کرتے ہیں۔ پھر اس مضمون کا مستند احادیث اور حسب ضرورت قرآن وحدیث کی تشریح کرتے جاتے ہیں۔ عقائد اسلامی کے بیان میں انہوں نے کہیں ٹھوکر نہیں کھائی۔

سید محمد ازہر شاہ قیصر مارچ سنہ ۱۹۶۶ء

میمن نیوز" ڈربن (جنوبی افریقہ) کے ایڈیٹر

ابراھیم عثمان کے تاثرات

محمد یاسین حقانی آئے اور چلے بھی گئے۔ مگر یقیناً ان کے بیانات کے اثرات لوگوں کے دلوں پر عرصہ دراز تک باقی رہیں گے۔ آپ نے عوامی قوت تخیل کو مسخر کرلیا۔ لوگوں کی گرویدگی

Scanned by CamScanner

دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا دورہ آج تک ہونے والے تمام دوروں میں ایک خاص شان اور امتیاز کا حامل تھا۔ یہ اجتماعات تمام مذہبی مجالس میں ایک انفرادیت رکھتے تھے اور بہت عظیم الشان تھے۔ یقیناً آپ کا سب سے عظیم ہتھیار آپ کی خداداد صلاحیت ہے۔ آپ قرآن مجید کی مختلف آیات کا حوالہ مع سورہ، رکوع اور آیت نمبر نیز مختلف احادیث کا حوالہ مع کتاب جلد نمبر صفحہ نمبر و حدیث نمبر دیتے ہیں۔

آپ کا اندازِ بیان سادہ، عام فہم اور دلکش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہر وعظ میں سامعین کا ایک جم غفیر رہتا ہے جو اشاعتِ دین کی ایک نئی طرز تبلیغ کا حامل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم آپکے جملہ بیانات سے کلی طور پر متفق نہ ہوں اور نہ ہی اس طرز بیان کے مؤید ہوں لیکن انہوں نے ہماری بہت سی عام رائج شدہ مذہبی رسومات کو بے نقاب کیا جنھیں ہم دینِ اسلام سمجھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہم سے نہایت سلیس زبان میں کہا کہ ہماری عرصہ دراز کی قائم کردہ رسومات جو ہماری روحانی تقریب بن چکی ہیں بالکل تجارت اور غیر اسلامی ہیں ان میں صحیح و خالص دینی کردار کا فقدان ہے۔

بلاشبہ حقانی صاحب کی اس حق گوئی نے ان تمام لوگوں میں اضطراب پیدا کر دیا جو سالہاسال سے اس میں مبتلا تھے اور یہ غیر اسلامی اعمال ان کے دل و جان میں سما گئے تھے بہت سے لوگوں کے دل تھرّا گئے اور بہت سے لوگوں کے ضمیر نے چبھن محسوس کی۔

حقانی صاحب کے نظریات و بیانات کی روشنی میں ساری غیر اسلامی رسومات ناکارہ ثابت ہو رہی ہیں اور قرآن و حدیث سے ان رسومات کا تصادم ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو ان رسومات کے پیروکار اور اس غلط عقیدے کے ماننے والے ہیں۔ ایسے حالات میں انسانی ضمیر ہی ایک واحد ثالث ہے اور اسی کو فیصلہ کرنا ہے۔

بہر حال ایک چیز یقینی ہے کہ حقانی صاحب کی ولولہ انگیز تقریروں نے ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہم از سرِ نو ان رسومات پر جو تدریجی طور پر دینِ حقیقی کے متبادل بنتی گئیں اور جن پر ہم غیر ارادی طور پر عمل پیرا ہیں باریک بینی سے نظرِ ثانی کریں اور جائزہ لیں۔

Scanned by CamScanner

یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم ان کی تقریروں کی ہر چیز کو تسلیم ہی کریں اور نہ ہی ان جاری شدہ رسومات کے خلاف کوئی شدید ردّ عمل ظاہر کریں بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے حقانی صاحب کی طرف سے اس مسئلے پر اٹھائے گئے نکتوں پر ایمانداری کے ساتھ غور کریں۔

ہمیں چاہیے کہ ایسے لوگوں کی حمایت بھی نہ کریں جو مخالفت کی بنیاد پر حقانی صاحب کو بدنام کرنے کے لئے ان اہم تقاریب و اجتماعات کو میلہ بتاتے ہیں۔ (انگریزی سے ترجمہ)

اہتمام عربی ایڈیٹر ابراہیم عثمان ڈربن (جنوبی افریقہ)

ناتال (ڈربن) میں ۲..... دو لاکھ مسلمانوں کا سیلاب

تقریباً ایک لاکھ سے زائد لوگ آپ کی مجلسوں میں مذہب اسلام اور قرآن پاک پر مشتمل تقریروں میں شرکت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے تھے جو کہ عام طور سے تقریباً تیس ۳۰ سے زائد آلہ مکبر الصوت کی مدد سے نشر کی جاتی تھی۔ اکثر و بیشتر لوگوں کے ایک جم غفیر کو جو کہ میلوں کا سفر طے کر کے آپ کی سلیس اور پر اثر تقریروں کو سننے کے لئے اکٹھا ہو جاتا اس اژدہام پر قابو پانے کے لئے تقریباً تین سو سے زائد پولیس کی ضرورت پڑی تھی۔ آپ کے بیانات لوگ اس انہماک سے سنا کرتے تھے کہ کبھی کبھی آپ کے بیانات مسلسل پانچ گھنٹے تک جاری رہتے لیکن اس کے باوجود سامعین کے چہروں پر تھکن یا اکتاہٹ کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ وہ جادو بیان مقرر اسلام واعظ خوش بیان ایک مسلم مبلغ جناب محمد یالین حقانی صاحب ہیں جن کی تقاریر نے جنوبی افریقہ میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے۔ آپ کی تقریر کو سننے کے لئے لوگوں کا ایک ہجوم ٹوٹا پڑ رہا ہے۔ ناتال میں آپ کے پروگراموں کا اجتماع ادارہ نے کیا ہے جہاں آپ کے تیس سے زائد پروگرام دو لاکھ سے زائد لوگوں نے سنے۔ ڈربن میں جہاں مذہبی جلسوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور ایسی مجلسوں کی قطعی طور پر ہمت افزائی نہیں کی جاتی آپ کی پُر اثر تقریروں اور آپ کے

بیان کی کشش نے آٹھ سے دس ہزار لوگوں کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کیا۔ آپ کے ہر بیان میں لوگوں کا اژدہام کھنچا چلا آتا تھا۔ ایک قابلِ اعتبار باا ثر مُسلم کے بیان کے مطابق آج تک ہندوستان کے کسی بھی ہندو یا مسلم واعظ سے لوگ اتنے محظوظ و فیضیاب نہیں ہوئے جتنے آپ کی یادگار تقریروں سے ہوئے۔ مذہبِ اسلام اور قرآن پاک پر غور کرنے کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ آپ لوگوں کو ایسی رُوحانی تعلیمات سے نوازتے کہ لوگ آپ کی تقریروں کو سُننے کے لئے قبل از وقت پہنچ جاتے اور پنڈال آپ کے تشریف لانے سے قبل ہی کھچا کھچ بھر جاتا اور تل دھرنے کی جگہ نہ رہ جاتی۔

حقانی صاحب نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی نہ ہی آج سے سات سال قبل آپ کے دل میں مذہبی رجحانات پائے جاتے تھے۔ رُوحانی الہام ہونے سے قبل آپ عوام الناس میں ایک مغنی کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ (انگریزی سے ترجمہ)

"ڈیلی نیوز پیپر" جنوبی افریقہ ناتال ڈربن ۶۹-۱۱-۷

...◆◆◆◆...

روزنامہ "پیغام" کانپور کے تأثرات

ایک تنہا حقانی نے تمہارے ایوانوں کو ہلا ڈالا جبکہ بقول تمہارے وہ جاہل مطلق ہے اور جس کا مقابلہ تم پورے شہر کے علماء نہ کر سکے اور ہندوستان بھر کے چوٹی کے علماء کرام بار بار کانپور بلائے گئے خوب دھواں دھار تقریریں ہوئیں لیکن حقانی کا رنگ بجائے پھیکا ہونے کے اور اُس میں چمک پیدا ہو گئی۔ آخر کیا بات ہے کیا ایسا تو نہیں تم جو حقانی کو جاہل کہتے ہو تمہارے پاس خود کوئی علم نہیں اور یہ بات تو حلفیہ کہی جا سکتی ہے کہ علم نام کی تمہارے پاس کوئی شے نہیں۔ تم کو اپنی کثرت کا جھوٹا زعم تھا اس کا بھی مقابلہ ہو گیا۔ تمہارے بے پناہ پروپیگنڈوں، گھروں سے بلوانے، نعرے لگوانے، آل انڈیا پیمانے کے زعماء کرام کی آمد کے باوجود بڑی مشکلوں سے ۸-۱۰ ہزار کا مجمع کر سکے لیکن اکیلا حقانی جس کے جلسے میں ۳۰-۴۰-۵۰ ہزار ایک لاکھ تک کا مجمع ہوتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کثرت کدھر ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہیئے

تم ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت مسلمان جس کی اہمیت کو حکومت وقت بھی اچھی طرح سمجھتی ہے اور وہ اس کے مطالبات پر سرنگوں ہونے جارہی ہے۔ تم اس میں دراڑ ڈالنا چاہتے ہو تاکہ وہ پاش پاش ہو جائے سُنّی الگ، دیوبندی الگ، بریلوی الگ، یہ سب ہونے کے بعد مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ وہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں ختم ہو جاتا ہے آؤ ہم مسلم عوام کو حقیقت سے آشنا کریں اصل میں حقانی کے کانپور آجانے سے اتر پردیش کی سب سے زرخیز اور بڑی منڈی تمہارے ہاتھوں سے نکلی جارہی ہے۔ اب تم مدرسوں، مسلمان اور اسلام کے نام سے چندہ کرا کے اپنے ذاتی محل نہ بنوا سکو گے۔ غریب مسلمانوں کے گاڑھے خون اور پسینے کی کمائی کے لاکھوں روپے ہر سال نذر و نیاز کے نام پر اب کیسے وصول کروگے۔ کیونکہ حقانی صاحب کی تقریر کے بعد انھیں بھی ہوش آتا جارہا ہے کتنے افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ تم نے محض حقانی دشمنی میں میلاد پاک کی متبرک محفلیں بھی بند کرادیں تم چاہتے ہو حکومت اور مقامی حاکم ہمارے دینی مسائل میں دخل دیں۔ ہماری مساجد کو اپنے جوتوں سے ناپاک کریں ہمارے مذہبی امور کے فیصلے کریں لیکن سُنو تمہاری کسی بھی مکروہ حرکت کا اثر نہ حکام پر پڑے گا اور نہ مسلم عوام پر۔ چند گنتی کے بیکار غریب مسلمان تمہارے ساتھ ہیں جنھیں تم بیوقوف بنا رہے ہو ان کی مجبوریوں اور غربت سے فائدہ اٹھاتے ہو اور چند پیسوں میں خرید کر انھیں جیل بھجوا دیتے ہو اور خود باہر لیڈری کرتے ہو۔ جنگ کیسے لڑی جاتی ہے تمہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ سنو ہم بتاتے ہیں حضرت امیر حمزہؓ حضرت خالد بن ولیدؓ فوج کے آگے رہتے تھے اور تم فوج کے پیچھے، اس لئے کہ تم بزدل ہو اگر بہادر ہوتے تو آگے جاتے پہلا جتھا تمہارا ہوتا لیکن تم چندہ کرکے اپنا اور گھر کا خرچ چلانے کے ساتھ راجہ بنے بیٹھے ہو اور رعایا کو کٹوا رہے ہو۔

یوم چہارشنبہ یکم اگست ۷۳ء ۱۹

روزنامہ "سیاست جدید" کانپور کا بے لاگ تبصرہ

پھول باغ کانپور کے وسیع میدان میں تین لاکھ سے زائد عقیدتمندوں کا عظیم اجتماع جس نے کانپور کے مذہبی جلسوں کی تاریخ کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ پھول باغ کی تاریخ میں پہلی بار مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور دوسرے اہل مذاہب نے قرآن مقدس کے احکام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کو مکمل طور پر سنا۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد پالن حقانی صاحب نے توحید الٰہی اور شرک پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اس تاریخی اجلاس میں تقریباً ۵ ہزار خواتین اور مختلف اضلاع کے ۱۵ ہزار شائقین نے بھی شرکت کی۔

یوم چہار شنبہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء

"نوید" دکن کا اظہار خیال

حضرت مولانا پالن حقانی صاحب عصر حاضر کے عظیم مبلغ دین اور دنیائے اسلام میں خصوصی نوعیت کے منفرد داعی توحید اور موجودہ دور کے بے باک مایۂ ناز مقرر ہیں۔ مولانائے موصوف کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا وہ عظیم کام لے رہا ہے جس کے ذریعہ ہزاروں مرد وخواتین شرک وبدعت اور فسق وفجور سے تائب ہو کر مخلص اور موحد مسلمان بن گئے، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کا شمار پوری دنیا کی ان گنی چنی ہی شخصیتوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے پروگرام بلاوقفہ مسلسل ملک بھر میں ایک ایک سال تک طے شدہ رہتے ہیں۔ اس سے بھی کون انکار کرسکتا ہے کہ آپ کی تقاریر میں مجمع کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ ہزاروں سے تجاوز ہو کر لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ شرکاء اجتماع میں مردوں کی طرح جوق درجوق خواتین کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔ چار چار، پانچ پانچ لاکھ تک طالبان حق کی تعداد شمار کی گئی ہے۔ جہاں گئے،

Scanned by CamScanner

جس جگہ گئے وہاں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ دنیا میں ایسی عظیم ہستیاں مدت میں ہی پیدا ہوا کرتی ہیں۔

بڑی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ | بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ میخانہ

روزنامہ "نوید" دکن حیدرآباد (آندھرا پردیش)
۷۔ جون ۱۹۷۷ء

حقانی صاحب کا بمبئی میں ورودِ مسعود

گجرات اور سوراشٹر کے مشہور و معروف اور ہر دلعزیز مبلغ دین جناب محمد حقانی صاحب کے انقلابی وعظ جب گجرات کے دیہات دیہات اور ضلع ضلع میں ہو رہے تھے اور قوم کے ہزاروں مرد و عورتیں ان ایمان افروز وعظوں کے اثر سے شرک و بدعت اور غیر اسلامی رواجوں کو طلاق دے کر اپنے عمل و عقیدہ اور ایمان و اسلام کو تقویت بہم پہنچا رہے تھے اسی اثنا میں بمبئی کے بہت سے احباب نے جناب حقانی صاحب کے دو چار وعظوں کا اہتمام کرنے کی درخواست کی اور اُن کی یہ خواہش روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ مگر وعظوں کے پروگرام کئی کئی مہینے کے پہلے ہی مقرر ہو جاتے تھے اِن حالات میں وقت نکال کر بمبئی پہنچنے کا جناب حقانی صاحب کو موقع بھی نہیں ملتا تھا۔

مگر کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِہٖ، کے مطابق ہر کام کے لئے قدرت کی طرف سے ایک وقت شروع ہی سے مقرر کر دیا جاتا ہے وقت مقررہ آجانے پر جناب حقانی صاحب کو بمبئی پہنچتے دیر نہیں لگی۔

گجرات میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے دیہاتوں اور شہروں میں اُن کے وعظ کرانے میں دشواری پیدا ہونے لگی۔ اگر کبھی بارش میں کوئی وعظ کسی دیہات میں رکھا جاتا تب بھی شمع توحید کے پروانے مقررہ شدہ دیہات میں وعظ سننے کے لئے اپنی لاریوں، موٹروں اور دیگر سواریوں سے بڑی تعداد میں آجاتے اور بہت سے شائقین تو کیچڑ میں لت پت ہوتے

پیدل ہی پہنچے اور وعظ ختم ہونے کے بعد یہ شیدائیوں کا ہجوم رات ہی کو واپس روانہ ہوجاتا اور راستے کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کر کے صبح تک اپنے اپنے مقام پر واپسی ہوتی۔ یہ صورت حال دیکھ کر چند سنجیدہ احباب نے یہ انتظام کرنے کی کوشش کی کہ جناب حقانی صاحب کو تھوڑا آرام کرنے دیا جائے۔ مگر آرام حقانی جیسے سرگرم مبلغ کو کہاں منظور۔ لہٰذا انھیں بمبئی بھیج دیا گیا۔ جہاں پر بڑی بڑی مسجدوں اور پبلک مقامات نیز مسافر خانوں میں بارش کے ایّام میں بھی وعظ جاری رکھے جاسکتے ہیں اور وہاں کے لوگ ان سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

بمبئی تشریف لے جانے سے پہلے گجرات اور سوراشٹر میں جناب حقانی صاحب نے شرک و بدعت کے خلاف ایک زبردست جہاد جاری کیا جس میں جماعت اُن کے آگے وان پیر اور اُن کے پیشہ ور مولوی ایک دم چراغ پا ہوگئے۔ اُن کے دلوں میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور ساتھ ہی ان کے مشرکانہ طریقوں اور بدعتوں کے چلتے ہوئے بازاروں میں مندی اور سرد مہری چھاگئی اور ان لوگوں نے قوم کے اَن پڑھ اور اندھی تقلید کرنے والے لوگوں میں جناب حقانی صاحب کے متعلق نہایت ہی گندی اور غلط باتیں پھیلانی شروع کیں۔ اُلٹے طریقوں سے بھولے لوگوں کو بھڑکایا۔ غلط باتوں سے جگہ جگہ فتنہ و فساد پیدا کرانے کے لئے زہریلی فضا پیدا کردی۔ جناب حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" کو ضبط کرانے کیلئے ایک نام نہاد تحریک چلائی اور اپنی اس بدنام زمانہ کوشش میں چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگا ڈالا اور اس طرح سے انھوں نے اپنی کساد بازاری کو گرم بازاری میں تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اور ان شکم پرور اور دین دشمن لوگوں کی ناپاک حرکتیں اس حد تک پہنچیں کہ گجرات کے حالیہ "کوٹھ" کھمبات کے نزدیک مورخہ ۱۹ جون ۱۹۶۴ء بروز جمعہ اس مردِ مجاہد اور مبلغ دین کو قتل کرڈالنے تک کی ناپاک اور ذلیل کوشش کرڈالیں مگر ؎

نورِ حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون!
جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون!

مخلوقِ خدا نے دیکھا کہ حق کی آواز دب نہ سکی اور دستِ قدرت نے بڑھ کر

Scanned by CamScanner

جناب حقانی صاحب کی مدد فرمائی اور ہزاروں دشمنوں کے نرغے سے، بچالیا جعل سازوں کے چہرے سیاہ ہو گئے اور حقانی صاحب کا تبلیغی مشن آگے بڑھنے لگا۔ لیکن اب حقانی صاحب کے حوصلے بڑھ چکے تھے اس لئے آپ کی تبلیغ میں پہلے سے کہیں زیادہ جوش داخل آگیا تھا اور پھر یہ تبلیغ دشمنوں کے سروں پر بجلی بن کر ٹوٹنے لگی۔

ان واقعات کی خبریں شمالی ہند تک جا پہنچیں اور یوپی کے مقامات سے بھی جناب حقانی صاحب کو بلانے کا مطالبہ ہونے لگا۔ قدرت نے ہی حقانی صاحب کی شہرت کا انتظام اُن کے حاسدوں ہی سے کروایا۔ کیونکہ انہوں نے جتنی مخالفت کی اتنی ہی آپ کی شہرت بڑھتی گئی۔

اب جبکہ حقانی صاحب کو بمبئی بھیجنے کا سوال سامنے آیا تو ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی سوچنی پڑی کہ وہاں پر نہ تو حقانی صاحب کبھی گئے ہیں اور نہ وہ کسی کو بمبئی میں پہچانتے ہیں تو اب اُن کا وہاں پر کون انتظام کرے گا؟

یہ ایک نہایت ہی اہم سوال تھا لیکن یہ تو طے کر ہی لیا گیا تھا کہ اُنھیں بمبئی تو ضرور ہی بھیجنا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں کا ماحول اور بھی زیادہ بگڑا ہوا ہے اور کفر و شرک کو عین ایمان اور رسم و رواج کو دین سمجھا جاتا ہے اس لئے حقانی صاحب جیسے سچے مبلغ اور انقلابی رہنما کو ضرور پہنچنا چاہیئے اور دین حنیف کے اس ہمدرد اور سچے مبلغ کا انتظام خود خدائے تعالےٰ فرمادے گا۔ پھر ہم نے صرف اتنا کیا کہ بمبئی میں رہنے والے ہمارے ایک مخلص دوست جناب ستو بھائی کو خط لکھ کر حقانی صاحب کی بمبئی میں آمد کا پیغام پہنچا دیا لیکن ستو بھائی بھی حقانی صاحب سے واقف نہ تھے اور وہاں کی مسلم آبادی نے بھی جناب حقانی صاحب کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر فارسی کے محاورہ کے مطابق :-

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

مشک تو خود اپنی خوشبو سے پہچان لیا جاتا ہے، عطار کو مشک کی پہچان نہیں کرانی پڑتی۔ حقانی صاحب کے پاس حق تعالیٰ اور اُس کے رسُول برحق ؐ کے سرمدی پیغام کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ایسا روشن پیغام جو آفتاب کی طرح روشن اور پانی کی طرح

Scanned by CamScanner

شفاف ہے جن لوگوں کے دل صاف ستھرے ہوتے ہیں ان پر اُس اسلامی آفتاب کی شعاعیں جب پڑتی ہیں تو وہ جگمگا اُٹھتے ہیں اور جن لوگوں کے دل شرک وبدعات کی گندگی میں آلودہ ہوتے ہیں۔ جب اُن پر اُس چشمۂ الٰہی کا صاف وشفاف پانی پڑتا ہے تو وہ دُھل کر پاک وصاف ہوجاتے ہیں اور بفضل خدا ہوا بھی اسی طرح۔

بمبئی میں کھوکھا بازار کی مسجد میں جناب حقانی صاحب کے دو چار وعظ ہوئے اور لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ جس طرح سوکھی اور مُرجھائی ہوئی فصل پانی ملتے ہی لہلہا اُٹھتی ہے۔ اُسی طرح ایمان وعمل کی مُرجھائی ہوئی کھیتی میں رحمتِ الٰہی کی بارش ہوتے ہی ایک نئی زندگی اور تازگی آگئی۔ اسلام کے گلستاں میں پھول کھلنے لگے۔ اور بمبئی کی فضا رُوحانی خوشبو سے معطر ہوگئی۔

جناب حقانی صاحب کے وعظوں کے لئے دعوتیں آنی شروع ہوگئیں۔ اتنی دعوتیں جنھیں دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید بمبئی کی آبادی اک زمانے سے اس مردِ مجاہد اور مبلّغ دین کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ جب تابڑ توڑ اور پے در پے وعظ کی دعوتوں کا تانتا بندھ گیا تو ایک انتظامیہ کمیٹی کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر حقانی صاحب کی صدائے تبلیغ کھوکھا بازار سے آگے بڑھ کر گھوگھاری محلہ، نل بازار، عبدالرحمٰن اسٹریٹ، چکلا اسٹریٹ، ناخدا محلہ، قاضی محلہ، مدن پورہ، پارسی روڈ، تیلی محلہ، بھنڈی بازار، نظام اسٹریٹ، سات رستہ، اکولہ مسجد، ڈونگری وغیرہ مقامات کو عبور کرتی ہوئی کرلا، سیوڑی اور جوگیشوری تک جا پہنچی۔

آج موصوف کے وعظوں میں بمبئی کے اندر انسانوں کا ایک سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور اس وقت کا روح پرور منظر دیکھ کر لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے ہماری زندگی میں ایسے عظیم الشان رُوحانی اجتماع کسی بھی عالم کے وعظ میں نہیں دیکھے۔ چاروں سمت کا ٹرافک روک دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے راستے چلنے کے لئے ناکافی اور بڑے بڑے وسیع میدان بیٹھنے کے لئے تنگ ہو جاتے ہیں۔ کھڑے رہنے کی بھی جگہ نہیں ملتی ۲۰۔ ۲۰۔ ۳۰۔ ۳۰ میل دور رہنے والے شائقین اپنے گھر والوں کو موٹر کاروں میں لے کر واعظ سُننے کے لئے آتے ہیں مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی کار ہی میں بیٹھے بیٹھے اپنی روح وایمان کو تازہ کرکے پچھلی رات کو اپنے گھر واپس جاتے ہیں۔ جس محلہ میں وعظ ہوتا ہے اُس محلہ کے میدان اور گلی کوچے جگمگا

خانے وغیرہ لوگوں سے بھر جاتے ہیں۔ محلہ والے اپنے اپنے مکانوں میں دور دور دراز سے آنے والوں کے لئے بیٹھنے کا بندوبست کرتے ہیں۔ چار چار اور پانچ پانچ منزلہ عمارتیں بھی مردوں و عورتوں سے کھچا کھچ بھر جاتی ہیں۔ اِس طرح بمبئی میں جناب حقّانی صاحب کی مقبولیت ہوئی۔ مددِ خداوندی نے قدم قدم پر آپ کا ساتھ دیا۔

تبلیغ کی اثر پذیری کا عالم دیکھ کر بڑے بڑے بوڑھے اور پُرانے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ہماری زندگی میں کبھی بھی خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسان کی اصلاح اتنے اونچے پیمانے پر نہیں دیکھی۔ وہ لوگ جن کی پیشانیاں کبھی سجدے کے لئے نہیں جھکی تھیں وہ لوگ آن کی آن میں خدا کے در کے پجاری بن گئے۔ جن کی عمریں چوری جُوا اور شراب و کباب میں گزری تھیں اُن کے کانوں میں جونہی حق کی آواز پہنچی ان کے دل پگھل کر رہ گئے اور سچی توبہ نصیب ہوئی جنکو دینداری سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ اُن کی زندگی اسلامی رنگ میں رنگ گئی۔ اور یہ روحانی انقلاب ایک دو کی زندگی میں نہیں۔ دو چار اور دس بیس کی زندگی میں نہیں بلکہ ھزاروں لوگوں کی زندگیوں میں ایسا آیا کہ اُن کی کایا پلٹ گئی۔ فللّٰہ الحمد

سبھی جانتے ہیں کہ جہاں پھول ہوتے ہیں وہاں پر کانٹوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ سوراشٹر اور گجرات میں جس طرح پیشہ ور مولوی اور جعل ساز قسم کے نادان پیروں کی بستی ہے۔ ویسی ہی بمبئی میں بھی موجود ہے اور ایسے لوگوں کے حسد اور کینہ میں ایک خاص قسم کا فریب اور آگ ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کی پُر فریب زندگی اور مکارانہ چالوں کے لئے حقّانی صاحب شعلہ جوالہ اور موت کا پیغام ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے نفس پرست اور دنیا طلب لوگ اپنی موت کو خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتے۔

اُن لوگوں نے بھی حقّانی صاحب کو قتل کرنے کی سازش بنائی اور تاریخ ۴ مارچ ۶۵ کو عصر کے وقت گھوگھاری محلے میں جناب سلّو بھائی کے گھر میں حقّانی صاحب کو قتل کرنے کے لئے گھس آئے۔ اِتفاق کی بات تھی کہ جناب سلّو بھائی گھر میں موجود تھے جناب سلو بھائی بھی ایک بہادر دادا قسم کے آدمی تھے اُن لوگوں میں کافی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آخر کار حقّانی صاحب کو قتل نہیں کر سکے اور ہاتھ ملتے ہوئے واپس چلے گئے۔

Scanned by CamScanner

ان حاسد و معاند رہنماؤں نے اپنے ایرے غیرے نتھو خیرے قسم کے لوگوں کا ایک وفد بنایا اور پولیس ڈیپارٹمنٹ میں پہنچکر حقانی صاحب کے خلاف غلط اور بے بنیاد قسم کی باتوں کا طومار باندھا اور اپنا روایتی رونا اسی طرح خوب روئے جس طرح اکثر جگہ پران کو روتے دیکھا گیا ہے۔ پولیس حکام نے مناسب کارروائی اور انتظام کرنے کا وعدہ کر کے انھیں رخصت کر دیا۔ اُس کے بعد خود حقانی صاحب کے وعظ کی ٹیپ ریکارڈ منگوا کر پولیس کے حکام نے سنی۔ بمبئی کی پولیس نے بہت عدل اور انصاف کی راہ اختیار کی اور بجائے ان غلط قسم کے پروپیگنڈوں پر بھروسہ کرنے کے خود تحقیق کی۔ اس پر بمبئی پولیس ہر انصاف پسند ہندوستانی اور خصوصاً ہر صحیح العقیدہ مسلمان کی طرف سے قابلِ مبارکباد ہے۔

پولیس کے حکام کے سامنے حقانی صاحب کے وعظ کا ریکارڈ بولنے لگا۔

دور دراز عرب کے وحشی اور سرتاپا کفر و شرک کی لعنت میں پھنسے ہوئے اور اسلام کے کٹر دشمنوں کے قلوب جس نے پگھلا کر موم کر دیئے وہ رُوح پرور صدا کلام الٰہی کی تھی جس نے گمراہ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق پرستی اور سچائی کا راستہ دکھا کر مخلوقِ خدا کے دلوں کو نورِ ایمان سے لبریز کر دیا۔ اس ٹیپ ریکارڈ میں رسولِ برحق صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ معجز نما احادیث تھیں جن میں سچائی اور اخلاق کے سبق تھے۔ ان میں اتفاق و اتحاد سے رہنے کی ہدایت تھی۔ اس میں گناہ آلود زندگی کو چھوڑ کر اسلامی احکام کو قبول کر لینے کی تاکید تھی۔ اس میں محبت، انسانیت، اخلاص و صداقت اور مساوات اور روزمرہ کی زندگی کا درس تھا۔ اُس میں کسی کی بھی بُرائی اور غیبت نہیں تھی، کسی کی بھی عیب جوئی نہیں تھی اور نہ ہی کسی کو چیلنج کیا گیا تھا، اور نہ لڑانے بھڑانے کی کوئی بات تھی۔

پولیس حکام تعجب میں پڑ گئے کیونکہ نتھو خیرے وفد نے جو کچھ زہر افشانی کی تھی۔ وہ ریکارڈ میں قطعی نہیں پائی گئی پھر بھی براہ راست حقانی صاحب کی زبان سے سننے کے لئے کچھ افیسران بذاتِ خود وعظ سننے کے لئے آئے اس کے بعد تو وہ اپنے اہل وعیال کو بھی حقانی صاحب کا وعظ سنانے کے لئے ہمراہ لائے اور تیسرے دن مذکورہ نتھو خیرے وفد جب دوبارہ پولیس افیسران سے ملنے گیا تو ان کو بڑی ذلت اور بے عزتی کے ساتھ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکال دیا گیا۔

Scanned by CamScanner

کیونکہ اُن کے جھوٹ کی قلعی کُھل گئی۔

آج کل حقانی صاحب کے وعظ بمبئی میں مسلسل ہو رہے ہیں اور جو مسلمان بھائی اور بہنیں وعظوں کے نام سے ان پیشہ ور مولویوں کی من گھڑت باتوں میں پھنس گئے تھے اور ان باتوں کی وجہ سے غلط اعتقاد اور غیر اسلامی رواج ذہن ودماغ میں جڑ پکڑ چکے تھے انھیں آج قرآن مجید اور احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دین کی سچی باتیں سُننے کا موقع ملا ہے زیادہ تر بھائی اور بہنیں نماز کے پابند ہو گئے۔ غلط راستہ کو چھوڑ کر راہ مستقیم اختیار کر لی ہے سُنتِ نبویؐ کی پیروی کی تمنا دلوں میں موجزن ہے۔ لاکھوں کے مالک بڑے بڑے سیٹھوں سے لے کر فٹ پاتھ پر زندگی بسر کرنے والے غریبوں تک سارے کے سارے اس سُنہری موقع سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مَاشَاءَ اللہ

جناب حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" جس کو ضبط کرانے کے لئے گجرات میں ایک ڈرامائی تحریک چلائی گئی تھی۔ خدا کی شان کتاب تو ضبط نہ ہوئی البتہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی خدا کے فضل سے تیار ہو کر پبلک کے ہاتھ میں آگیا۔ اب وہ بھی قریب الختم ہے اور اب اس کا تیسرا ایڈیشن اُردو زبان میں دس ہزار کی تعداد میں منظر عام پر بڑی شان سے جلوہ افروز ہو رہا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ کیا حقانی صاحب کی کرامت ہے! نہیں۔ یہ محض اللہ عزّ وجل کا فضل واحسان ہے اور اس کے رسولِ برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی صداقت وحقانیت ہے۔

"آبِ حیات" (احمد آباد)

یادداشت کے لئے نوٹ

Scanned by CamScanner

حقانی صاحب علم کی نظر میں

بات ۱۹۶۵ء کی ہے حقانی صاحب دو دن کے لئے حیدرآباد تشریف لائے شہر ان کے لئے نیا تھا اور وہ شہر کیلئے اجنبی اور لطف یہ کہ داعی حضرات بھی غیر متعارف۔ پہلا خطاب شہر کی وسیع و عریض تاریخی مکہ مسجد میں اور دوسرا خطاب جامع مسجد سکندرآباد میں طے پایا۔ اہل دکن نے بڑے بڑے دینی مجامع دیکھے تھے لیکن ایک غیر معروف نووارد حقانی کے اس خطاب میں اپنے تصور اور اندازوں سے کہیں زیادہ مجمع دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ تاریخی مکہ مسجد نے اپنی بناء کے بعد کسی شخصی خطاب میں شاید اتنے سامعین کو اپنی آغوش میں نہ لیا ہوگا؟ حد نظر تک انسانی سروں کا سمندر معلوم ہوتا تھا۔

مجلس علمیہ حیدرآباد نے اس محیر العقول شخصیت سے مزید استفادہ کیلئے بعد عصر مسجد ملک پیٹ میں ایک علمی مذاکرہ طے کر لیا۔ شہر اور اضلاع شہر سے بڑی تعداد میں علماء کے علاوہ عامۃ المسلمین نے شرکت کی حقانی صاحب نے ابتداءً تقلید ائمہ پر نصف گھنٹہ ایسی مدلل تقریر کی کہ اہل علم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور حقانی صاحب نے برجستہ جوابات مستند کتب کے حوالجات سے دیکر اہل علم کو مبہوت کر دیا۔ سوالات ہمہ نوع تھے جواب ہاں یا نہ میں ہر عالم کیلئے آسان ہے لیکن برجستہ قرآن و حدیث اور کتب فقہ کے حوالہ جات دینا یہ اہل علم کے لئے ایسا نیا تجربہ تھا جو انہوں نے اپنی طویل علمی زندگی میں کبھی مشاہدہ نہ کیا تھا۔ زیادہ تر سوالات عامۃ المسلمین کر رہے تھے۔ سوالات کی وہ چھوٹی چھوٹی پرچیاں آج بھی محفوظ ہیں جو اسی وقت لکھ کر دی گئی تھیں اہل علم حیران تھے کہ غیر متوقع سوالات کے جوابات کو بیشمار حوالہ جات کے ساتھ برجستہ دینا بظاہر انسانی کاوش کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ اس واقعہ کو اللہ کی کوئی آیت" قرار دیا جائے پورے مجمع پر بے خودی طاری تھی ہر شخص عالم تحیر میں سوچ رہا تھا کہ اس کی صفت حقانی کو قرآن و حدیث و کتب فقہ پر اتنی قدرت کس طرح حاصل ہے؟ وہ ہر ہر سوال پر

برجستہ دو، دو چار چار کتابوں کے صفحہ و نمبر دیتے جارہے ہیں جب کہ سوالات پہلے سے متعین نہ تھے۔ اس طرح یہ "کراماتی مذاکرہ" مغرب کی اذان پر اختتام پذیر ہوا۔

یہ تذکرہ تو حقانی صاحب کی ذات سے متعلق تھا ان کی عالمی شہرت یافتہ کتاب جس کا نام انہوں نے "شریعت یا جہالت" رکھا ہے عام کتب دینی سے بالکل مختلف ہے ہر مصنف اور مؤلف جب اپنی کتاب ترتیب دیتا ہے تو اس میں کسی نہ کسی عنوان اپنا ذاتی نظریہ بھی شامل کرتا ہے جس کو وہ حق سمجھتا ہے لیکن "شریعت یا جہالت" ہمارے علم میں واحد کتاب نظر آتی ہے جس کے مؤلف نے اس میں اپنا ذاتی نظریہ پیش نہیں کیا۔ جو بات بھی لکھی وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یا فقہاء کرام کے نظریات ہیں جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں حتیٰ کہ حقانی صاحب نے اس بات کا بھی بلیغ اہتمام کیا ہے کہ ترجمہ و تشریح میں بھی مستند کتب کی عبارت من و عن نقل کر دی جائے۔ یہی وہ خصوصی حیثیت ہے جس نے اس کتاب کو دیگر کتابوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ حقانی صاحب نے کتاب کی ترتیب میں ایک انوکھا لیکن نہایت مضبوط طرز اختیار کیا ہے وہ عنوان کے تحت جو مضمون نقل کرتے ہیں اولاً کتاب اللہ سے اس مضمون کی صریح آیات نقل کرتے ہیں۔ پھر اسی مضمون کی مزید وضاحت کے لئے احادیث صحیحہ نقل کرتے ہیں پھر (نتیجہ کے طور پر) آخر میں مستند کتب فقہ سے عبارات درج کرتے ہیں۔

اور ہر عبارت کا صفحہ نمبر پارہ رکوع وغیرہ اتنے واضح طور پر نقل کرتے ہیں کہ ایک عامی کو بھی تلاش کرنے کی زحمت نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا ذمہ دارانہ طریقہ ہے جس کی نظیر اسلاف میں تو ملتی ہے لیکن اخلاف میں خال خال ہے حقانی صاحب کی یہ ہی خصوصیات ہیں کہ آنے والا مؤرخ ان کی ذات اور ان کی کتاب کو "عجائب قدرت" میں شمار کریگا۔
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

• محمد عبدالرحمٰن • ناظم مجلس علمیہ حیدر آباد اے پی

حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

تمت بالخیر

دس باتیں

1. توحید مسلمانوں کے لئے ایمان کی جڑ ہے
2. اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کی کامیابی ہے
3. شریعت پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے امن ہے
4. جہالت پر چلنا انسان کے لئے بربادی ہے
5. اتفاق سے رہنا مسلمانوں کی خاص شان ہے
6. تقویٰ سے انسان معرفت تک پہنچ سکتا ہے
7. نفسانی خواہش آدمی کو تباہ کر دیتی ہے
8. توبہ کر لینا آدم علیہ السلام کی سنت ہے
9. ضد پر اڑے رہنا ابلیس کا عمل ہے
10. منزل تک وہی پہنچتا ہے جسکو حق کی تلاش ہے

حقانی

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner